UNIVERSAL LIBRARY

ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم

الحمد للہ کہ اس زمان سعادت اقتران سنہ ۱۲۹۳ ہجری نبوی مین

خزینۃ الاسرار

ترجمہ

مجالس الابرار

حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولنا مولوی محمد قطب الدین خان صاحب کی بکمال تصحیح

مطبع مصطفائی مین محمد حسن خان کی اہتمام سی چھپا

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہون مین ساتہہ نام اللہ بخشش کرنیوالی مہربان کی

الحمد لله الذی رفع اقدار العلماء بمقدار معرفة کتابه المحکم ثم هدی المحدثین بمصابیح

سب تعریف ہی اوس خدا کی لئی کہ بلند کین قدرین علمارکی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوط ہی پہر ہدایت کیا محدثون کو ساتہہ چراغون

المصباح من شبه الظلم وجعل علم الکتب کالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واصبغ

روشن کی یعنی حدیثون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اونکی لئی کہ آگی گذری امتون مین اور پہنچائی

علیهم سوابغ النعم بعرفانه بمصابیح السنة والعرفان المقدم واعزهم فی الدارین

اونکو پوری نعمتین اپنی معرفت کی سنت کی چراغون اور عرفان پہلی گذری ہوئی ہی اور اونکو دین ودنیا مین عزت دی

واکرم واحترم علی العلمین فی سابق القدم بالقران الاحکم فقال الذین یجتنبون

اور اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل مین قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچتی ہین

کبائر الاثم والفواحش الا اللمم فسبحان من یعلم الحکم فیمن اخر وقدم احمده حمد عاجز

بڑی گناہون سی اور بیحیائی کی کامون سی مگر کچہہ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکہاتا ہی حکمتین پہلون اور پچہلون کو مین اوسکی حمد کرتا ہون عاجز کیسی

شکر ما اولاه من عظیم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا

کہ شکرگذاری کری اسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتین اور گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد

عبده ورسوله الاکرم المبعوث الی جمیع الامم نسئل الله ان یختم لی کتاب العمل بها اذ نختم صلی

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بہیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم اللہ سی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل کی کتاب اس گواہی پر ہم ختم کرین رحمت

الله تعالی علیه وعلی اله وصحبه وسلم الذین هم اولو الفضل والحکم ما عبد الله احمد واحترم هذا

نازل کری اللہ تعالی اوسپر اور اوسکی آل پر اور اوسکی یارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہین جب تک اللہ کی بندگی ہو جو محمود ہی اور حرمت دی ایہہ

المکتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحدیث المعظم وبعض الحسان المفخم من کتاب مصابیح

کتاب لکہی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب مصابیح

الظلم دافع الهم والالم جمعته لبعض اخوان الاخرة مع ضم ما وجدته فی الکتب المعتبرة

الظلم مین سی دور کرنیوالی ہم اور الم کی ہی مینی اسکو واسطی بعضی بہائیون اخروی کی اور اور مضمون معتبر کتابون مین سی ملا کر جمع کیا

من التفسیر والحدیث والفقه والکلام وتصوف الخیرة وابین ما فیه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگون کی تصوف کی اور بیان کرون کا اوسمین صحیح اعتقادات

الصحیحة واعمال الاخرة واحترز ما فیه من استمداد القبور وغیره من فعل الکفرة واهل

اور عمل آخرت کی اور برائی بیان کرونگا اسمین قبرون سی مدد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور اہل ضلالت کی

لفظ اصحاب الحدیث غلط معلوم می‌شود شاید که لفظ اصحاح الحدیث باشد ... مترجم سبحان بخش سلمه الله تعالی

الضلا

الضلالة المضلة الفجرة لما رأيت كثيرا من الناس فى هذا الزمان جعلوا بعض القبور
جوگمراہ کرنیوالی بدکار ہین جب مین نی اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہہ دیکھا کہ اونہون نی بعضی قبرون کو
كالاوثان يصلون عندها ويذبحون القربان ويصدر منهم افعال واقوال لا تليق باهل
بت بنالیا ہی کہ وہان نماز پڑہتی ہین اور قربانیان ذبح کرتی ہین اور اونسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہین جو ایمان والون کو
الايمان فاردت ان ابين ما ورد به الشرع فى هذا الشان حتى يتميز الحق من الباطل عند
سزاوار نہین اسلیے مین نی یہہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کردون تاکہ حق باطل سی جدا ہوجاوی
من يريد تصحيح الايمان والخلاص من كيد الشيطان والنجاة من عذاب النيران والدخول
اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سی رستگاری کا اور آگ کی عذاب سی بچنی کا اور جنت مین
فى دار الجنان والله الهادى وعليه التكلان ولم ابال ما فيه من التكرار لما وقع فى
جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکہانیوالا ہی اور اوسی پر بہروسا اور مکرر جو اسمین ہوگیا ہی اسکی کچہہ پرواہ نہین کی کیونکہ ایسا
نصيحة الابرار وانبه ما فيه من الاحوال الذى يسميه الناس الخير والشر والطيرة والفال
بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہی اور سب حالات بیان کرونگا جکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتی ہین
وسميته مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائف البدع ومقامع الاشرار ورتبته
اور اسکا نام مین نی مجالس الابرار ومسالک الاخیار ومحائف البدع ومقامع الاشرار رکہا اور مینی اسکو
على مائة مجلس المجلس الاول فى تمثيل من يذكر ربه ومن لم يذكره بالحى والميت وفى بيان
سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنی مین اوس شخص کی کہ یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اوسکی کہ نہین یاد کرتا ساتہہ زندہ اور مردی کی اور بیان مین
معرفة ذكر الله تعالى المجلس الثانى فى بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه
معرفت ذکر خدا تعالی کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان مین
المجلس الثالث فى بيان فضيلة الايمان ومن امن المجلس الرابع فى لزوم محبة النبى صلى
تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتہی مجلس بیچ لازم کرنی محبت نبی صلی
الله عليه وسلم زيادة من والده وولده والناس اجمعين المجلس الخامس فى لزوم الايمان
اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی ماباپ اور فرزند اور سب لوگونسی پانچوین مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی
بما جاء به النبى صلى الله عليه وسلم ولا يجوز المخالفة فيه المجلس السادس فى بيان من
ساتہہ اوس چیز کی کہ لائی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہین جایز ہی مخالفت اوسمین چہٹی مجلس بیچ بیان اوسکی
رضى بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان المجلس
کہ راضی ہوا اللہ کی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چکہا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس
السابع فى بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا عند البعض
بیچ بیان اون چیزون کی کہ ایمان لایا جاوی اونپر اور بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی ساتہہ اونکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک
المجلس الثامن فى بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالف
مجلس آٹہوین بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنی فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اونکا مخالف
المجلس التاسع فى لزوم الاتباع للنبى صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس العاشر
نوین مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اوس چیز کی کہ لای حضرت اور اسمین کچہہ تحقیق لکہی ہی اوسکی مجلس دسوین

یعنی ہمین بیان ہی اسکا کہ فرمان بردار رسول کا داخل ہوگا بہشت مین اور مخالف اونکا نہین داخل ہوگا ۱۲ منہ

سے صلوة رغایب رجب کی پہلی تاریخ کی شب مین بعضی پڑہتی ہین جماعت سی وہ بدعت ہی ۱۲ منہ

عہ خواہ نفل ہو خواہ فرض ہو ۱۲ منہ

وفضیلة

غلول کہتی ہین غنیمت کی مال مین سی چرانی کو

فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها علی غضبه وماهیتهما المجلس الحادی والتسعون فی بیان

رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مجلس اکانوین اس بیان مین

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المؤاخذة

کہ شیطان پہرتا ہی انسان مین بجای خون کی مجلس بانوین اس بیان مین کہ وسوسہ کا مواخذہ

بالوسوسة ما لم نعمل بها او نتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لمة

نہین جبتک اوسپر عمل نکری یا موہنہ سی نکہی مجلس ترانوین اس بیان مین کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن آدم وللملک لمة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظهر الاسلام غریبا وسیعود

بنی آدم کی ساتہہ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانوین اس بیان مین کہ اسلام پیدا ہوا تہا غریب اور پہر ہو جاویگا

غریبا کما ظهر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة

غریب جیسا ظاہر ہوا تہا مجلس پچانوین بیان مین نعمت تندرستی اور فراغت کی اور مغبون ہونی

صاحبهما المجلس السادس والتسعون فی بیان نهی من اکل ما فیه رائحة کریهة من دخول المسجد

صحیح وفارغ کی مجلس چہیانوین اس بیان مین کہ جو شخص کہاوی ایسی چیز جس مین بدبو ہو وی تو مسجد مین نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک ما لا یعنیه من القول والفعل المجلس الثامن

مجلس ستانوین اس بیان مین کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹہانوین

والتسعون فی بیان الوصیة فی حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون

بیچ بیان وصیت کی عورتون کی حق مین اور اونکی ساتہہ گذران کی حالت مجلس ننانوین

فی بیان تحقیق قوله علیه السلام استوصوا بالنساء خیرا الی آخره المجلس المائة فی بیان لزوم

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق مین کہ استوصوا الخ مجلس سوین اس بیان مین کہ لازم ہی

رعایة حق الزوج علی زوجته وبیان الوعید عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثیل من

حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہو وی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان معرفة ذکر الله تعالی قال رسول

کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہین کرتا ساتہہ زندہ اور مردہ کی اور بیان مین ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر ربه کمثل الحی والمیت هذا الحدیث

خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی حال اوس شخص کا کہ ربکی یاد کرتا ہی اور اوس شخص کا جو اپنی رب کی یاد نہین کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابو موسی الاشعری فانه علیه السلام جعل فیه الذاکر مثل الحی مع

مصابیح کی صحاح مین ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اسمین یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہرایا باوجودیکہ

کونه حیا لان المراد بالحی من له حیوة حقیقیة ابدیة وهی انما تحصل بذکر الله تعالی لان

وہ زندہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الی الحیوة الابدیة

ذکر ذاکرین کا دلون کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرور اونکی لئی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنا دیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب

اور جو شخص یاد الٰہی نہین کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہو وی اور خدا کی

له المعرفة والحيوة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق
معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہا ہی

ليس الا باستعداده لمعرفة الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من
بجز استعداد معرفت الٰہی کی نہین ہی اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سی علاقہ رکھتی ہی ہاتھہ پانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم يستخدمها استخدام الملك للرعايا ويستعملها استعمال
اعضا سی کچھ علاقہ نہین بلکہ تمام اعضاء دل کی تابع اور خدمت گذار ہین دل ان اعضا سی اسطور کار لیتا ہی جیسی پادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمئن بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بذكر الله تطمئن
جیسی مولی غلامون کو اور دل کو طمانینت صرف یاد الٰہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یاد رہی اللہ ہی کی یاد سی دل چین پاتی ہین

القلوب وافضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل
اور سب سی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضرور ہی کہ اس ذکر مین

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه
مشغول رہی تا کہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلی اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز
کہ اتنا علم عقاید سیکھی جس سی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹھیک ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا يبنور انوار
اہل بدعات کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی مین مکدر رہتا ہی تو اوسمین طاعت کی روشنی نہین چمکتی

الظلمات ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة
اور اوسپر یہہ بہی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بہی سیکھہ لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح اور

والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية
اور نہین تو بڑی کام کر بیٹھنا بغیر محکم کرنی اصول کی اور ٹھیک دریافت کرنی طریقون کی شیطانی جہپٹ اور نفسانی شہوت مین

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية
داخل ہی جو ایسی شخصکو دنیا اور آخرت دونو مین ذلیل کر چہوڑتی ہی اس لئی کہ ایسا جاہل کبہی فریب مین آکر نادانی سی خیالات نفسانی

والتلبيسات الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع
اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل مین وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق مین طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد
گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغل ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکہی علم عقاید کی کہ جتنی مین اوسکا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح
اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیون کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکہی علم فقہ کی جتنی مین

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حسي لبعض الاشياء او امر خارق
اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کی صحیح اور درست ہو جاوین تو کیا بعید ہی کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان كما حكى كثير من ذلك عن بعض الكفرة
خلاف عادات مین سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دیکھی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیان بعضی کفار

المرتاضين فيظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية
ریاضت منش کی مشہور ہین پہر یہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل مین وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت
اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات
اسلئی کہ کشف اور امر خارق کبہی کبہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بہی ہوجاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہین
مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا لتصفية
باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہین پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی بیشک ریاضت سی اون کو ایسا صاف کردیتا ہی
القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى
کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہونی لگتی ہین اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی
بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة
اوس سبب پر معلوم نہین ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچہہ معجزہ اور کرامت ہی سی خصوصیت نہین ہی
بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل عملي او اعتقادي يحكم بكونها
بلکہ بعضی وقت استدراج بہی ہوتا ہی پہر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ
استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه
استدراج ہی سمجہا جاویگا کرامت نہین ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتہہ سی ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہورہی ہو
وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء
اور یہہ پچہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتہہ پر پیدا ہو
كالدجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر
جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگاروں کی ہاتہہ پر ہوتی ہین
على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير
اشقیا کی بہی ہاتہہ پر ہوجاتی ہین سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو
سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع
اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہاویگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہین
يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام
تو اوسکو اور بہی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخر کو اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر
من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر
حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بنادیگا اسلئی بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی
ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع ما دام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا
کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس مین ہی احکام شرعی کی موافق رکہی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی کہ کبہی بہی کسی وقت کوئی عمل
للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن
احکام شرعی کی مخالف عمل میں لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہین ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سی علاقہ رکہتی ہین
وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل
اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکہتی ہین اور یہہ دونو قسمین دو طرح کی ہین ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والاخر یجب فیه الترك فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی
فیه الفعل التکلم بکلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
دونو کلمی شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوۃ اداکرنی اور رمضان کی روزی اور
البیت وجهاد الکفار والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیر ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات
ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری
والغیبة والنمیمة والکذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہ بولنا اور دیکہنا ایسی چیز کا جسکا دیکہنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی
المحرمات والمکروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص
والتوکل والصبر والشکر والخوف والرجاء وغیر ذلك من الاخلاق الحمیدة والخصال الجمیلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین
ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الترك الکبر والعجب والریاء والحسد وغیر ذلك
اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سوا اسکی
من الاخلاق الذمیمة والخصال القبیحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة
اور بدخوئیان اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چارون حکمون مین سی
عصی الله تعالی واستحق عذابه فلا یکون من اهل الولایة والکرامة وبعض الناس فی هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس
الزمان یدخلون الخلوة ثلثة ایام او اکثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین
زمانی مین تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک یا دوبار چلہ کرچکی
یدعون نیل الاحوال والوصول الی مقامات الرجال مع انهم یرتکبون ما یخالف الشرع الشریف
تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگون کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہین
واذا انکر علیهم ما ارتکبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میان یہہ علم ظاہر مین حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو یہہ امر
حلال فیه وان الوصول الی الله تعالی لا یکون الا برفض العلم الظاهر وانکم تاخذون من
اوس علم مین حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہری کی نہین ملتی تم
الکتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشیخ نصل الی الله تعالی فینکشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ مین جاتی ہین پہر ہمپر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو
الی مطالعة الکتاب والقراءة علی الاستاذ واذا صدر منا مکروه او حرام نُنهی عنه فی المنام
کتابون کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہین ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہی تو خواب مین ہمکو ممانعت ہوجاتی ہی

فنعرف

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه في المنام فعلمنا انه ليس بحرام
سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتی ہین اب جسکو تم حرام بتاتی ہو ہمکو اوس سی خواب مین منع نہین کیا سو ہمنی جان لیا کہ یہہ حرام نہین ہی

ونحو ذلك من الترهات التي كلها الحاد وضلال اذ فيه ازدراء للملة الحنيفية والشريعة
اور اسیطرح کی خرافات باتین جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہین بکتی ہین کیونکہ اسمین ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبوية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامة فالواجب على كل من سمع
کی حقارت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم ببطلان كلامه بلا شك ولا تردد
کہ بلاشک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجھی

ولا توقف والا فهو يكون من جملتهم ويحكم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد
اور نہین تو وہ بہی اوسی گروہ مین داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب

بهذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيريهم في بعض الازمان اشياء
اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان مین ایک رابطہ پیدا ہوگیا پہر وہ شیطان اونکو بعضی دفعہ کچھہ تجلی وغیرہ دکہاتا ہی

من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون
پس یہہ قوم دہوکہا کہا کر یہہ خیال کرتی ہین کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہین اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہین اور یہہ خبر نہین

ان الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلوة وارباب الرياضة ان يعملوا بهواجسهم ورؤياهم
کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر مین یون بکار دیتا ہی کہ اپنی توہمات اور خوابون کی موافق

من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خواطره
بدون موافقت شرع کی عمل کیا کرین پہر یہہ کہتی ہین کہ دل جب اللہ کی طرف سی محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطا سی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانية
بچی ہوئی ہوتی ہین اور یہہ اونکی حق مین دشمن کا بڑا ہی دہوکہا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہین رحمانی

وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فمعه شيطانه
اور شیطانی اور نفسانی پہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پر شیطان

ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري منه مجرى الدم والعصمة ليست
اور نفس اوسکی ساتہہ ہی رہتی ہین مرتی دم تک جدا نہین ہوتی اور شیطان اوسمین ایسی پہرتا ہی جیسی بدن مین خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعده
انبیا صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہین واسطی پہنچادینی امر اور نہی اور جزا

ووعيده ومن عداهم ليس بمعصوم ومن ظن انه يستغني عما جاء به الرسول بما يلقى
اور سزا اور سوا انبیا کی کوئی معصوم نہین ہی اب جو شخص یہہ خیال کری کہ مجھہ کو احکام نبوی کی کچھہ حاجت نہین مجھکو وہ ہی کافی ہی

في قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقى في القلب يحتمل ان يكون من
جو دل مین خطرات آتی ہین سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئی کہ دل مین جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ

القاء النفس او الشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول
وہ نفس یا شیطان کی طرف سی آیا ہو پہر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اودہر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی

ويشهد له بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحا بل قد تكون بعضه
اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہئی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی
من الخواطر النفسانية وبعضه من الوساوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام
خطرات نفسانی ہی وبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ
ملك الرؤيا فلا بد من التميز بين هذه الثلثة ليعلم ان ما يراه من اي نوع هو فاذا تعين
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینون مین تمیز کرنی ضرور چاہئی جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہہ ثابت ہو جاوی
انه من الله تعالى فلا بد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهرا لا يحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہئی کہ اوسکی مراد کو سمجہی کیونکہ اوسکی مراد اگر ظاہری تو
الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فيأول تاويلا
تاویل کی کچہہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہئی
صحيحا كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اونکی مراد
قد يكون ظاهرا فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچہہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وہان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور
العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شئ منهما من اسباب المعرفة بالاحكام
علماء صاف کہہ چکی ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی
خصوصا اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنت رسول سی برخلاف ہون حضرت عمر
بن الخطاب رضي الله عنه مع كونه سيد الملهمين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لا يلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ
اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قد يرى
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکر لیتی اور یہہ جہال جب
احدهما ادنى شئ فيحكم فيه خواطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو وہی بہ اپنی خطرات کو بکالیتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق
علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی کاسی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تہی
فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب وسنت مین کم وزن پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہین
اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبي نكتة من نكت القوم فلا اقبلها الا بشاهدين عدلين
ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین ایک نکتہ اس قوم کی نکات مین سی اکثر میری دلمین آتا ہی سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل
من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخراز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین مانتا اور ابو سعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہین

الکبیر من لم یزن افعاله واقواله واحواله بمیزان الکتاب والسنة ولم یتهم خواطره فلا تعدّوه
جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلکی خطروں کو بیجا نہ جانی تو اوسکو

فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعا من الکرامات حتی تربع
مردوں میں شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو اتنا کہ وہ ادہر میں

فی الهواء او مشی علی الماء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ
پالتھی ماری بیٹھا ہو یا پانی پہ پہرتا ہو تو بہی اوسکی فریب میں نہ آؤ جبتک یہہ نہ جانچہ لو کہ امر اور نہی اور حفظ

الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس

الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انه افتی بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اوسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید نی حلاج کی قتل کا

لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الکرام مع
فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تہا اب ای ہوشیار حق کی طالب دیکہہ تو کہ ان تمام بزرگوں نی با

کونهم عظماء مشائخ الطریقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات میں

فی شیء اصلا فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله
اصلا مخالفت نہیں کی باین لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سی تمسک

وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان المؤثر النافع من الذکر هو الذکر
کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کریں لیکن یہہ بہی سمجہہ لینا چاہئی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو

علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذهول القلب فهو قلیل الجدوی لان للذکر
ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتہہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا

اولا واخرا اوله یوجب الانس والحب واخره یوجبه الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہو جاتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس

والحب لان الذاکر فی ابتداء امره یکون متکلفا فی صرف قلبه عن الوساوس الی ذکر الله تعالی
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسوں سی ہٹا کر ذکر کی طرف لگاتا ہی

فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطرا الی کثرة ذکره
پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہو جاتا ہی اور اوسکی دلمیں وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہو جاتا ہی

بحیث لا یصبر عنه لان من احب شیئا اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شیء ولو تکلفا یقع فی
ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شئی کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئی کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو

قلبه حبه والحاصل ان اوائل الذکر یکون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب له ثم
اوسکی دلمیں محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتدا میں ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہو جاتا ہی کہ

یمتنع الصبر عنه فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاکر الانس بذکر الله تعالی
اوس سی صبر دشوار ہو جاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الٰہی سی محبت ہو جاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائدته بعد الموت لانه يفارق ما سوى الله تعالى عند الموت
تو غیر اللہ سی الگ ہوجاتا ہی اور اوسکا کامل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہی کیونکہ مرتی دم تمام ماسوی اللہ سی الگ ہوجاتا ہی

ولا يبقى معه فى القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به
اور اوسکی ساتھہ گور مین نہ اہل ہوتا ہی اور نہ مال وہان صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہی سو اگر یہہ ذاکر اوسّی مانوس تہا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورات الحاجات كانت تصده
تو فائدہ دیکھیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سی باز رکہتی تہی جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر اللہ سی باز رکہتی تہی

عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من
اور موت کی بعد کوئی روکنی والا باقی نہین رہتا اب گویا کہ اوسکو محبوب کی ساتھہ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذى كان فيه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان
قید سی چھوٹ گیا جسمین اپنی محبوب سی روکا جاتا تہا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی مزا اوٹہاکر آخر

ينزل فى جوار الله تعالى ويترقى من الذكر الى اللقاء ذلا مقصود له بقوله لا اله الا الله
جوار الہی مین جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑہ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہی کیونکہ غرض تو اوسکو لا الہ الا اللہ کی ذکر سی

سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله
سوائی اللہ تعالی کی اور کچھ نہین تہی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا الہ الا اللہ کی دائمی ذکر سی

ينتفى جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق فى بعض
تمام باطل معبود جاتی رہتی ہین اسہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت مین مطلق ذکر مذکور ہی

المواضع وفى بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و
اور بعضی روایت مین صدق اور اخلاص کی قید ہی چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال
سلم نی فرمایا جسنی لا الہ الا اللہ اخلاص سی کہا وہ بہشت مین داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يساعد حاله لمقاله لا يكون فيه شئ من
قول سی پہر جسنی لا الہ الا اللہ زبان سی تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اوسمین ذرہ بہی

الاخلاص فيكون امره فى مشية الله تعالى ولا يؤمن فى حقه الخطر

اخلاص نہین ہی اوسکا معاملہ مشیت الہی مین ہی اندیشہ سی صاف نہین ہی

المجلس الثانى

دوسری مجلس

فى بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه

ذکر کی فضیلت مین تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها فى درجاتكم
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہو تو بتادون تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور مین بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم تضربوا اعناقهم
اور تمہاری حق مین بہتر سونا چاندی اللہ باٹنی سی اور تمہاری حق مین بہتر جہاد سی کہ دشمن سی مقابلہ کرکی تم اونکی سر کاٹو

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسان المصابيح
اور وہ تمہاری سر کاٹین عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه

رواہ ابو الدرداء وانما کان ذکر اللہ تعالی من سائر العبادات ارفع وخیرا من انفاق الذہب
ابو الدرداء کی روایت سی اور ذکر اللہ تمام عبادات سی بہتر اور سونا

والفضۃ وملاقات العدو والمقاتلۃ معہم لان سائر العبادات وسیلۃ الی ذکر اللہ تعالی
چاندی بانٹنی اور جہاد سی خوشتر اسلئی ہی کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہین اور اصل مین

وذکر اللہ تعالی ہو المطلوب الاعلی والمقصود الاقصی الا انہ ینقسم الی قسمین احدہما
اعلی مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر اللہ ہی ہی لیکن اسکی دو قسم ہین ایک تو

ذکر باللسان والاخر ذکر بالجنان اما الذکر باللسان فہو ذکر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان
ذکر زبانسی اور دوسرا ذکر دل سی پہر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتی ہین کانون سی سنی جاتی ہین

یحصل بالحروف والصوت واما الذکر بالجنان فہو غیر ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان
حروف اور آواز سی مرکب ہوتی ہین اور دلی ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتی ہین اور نہ کانون سی سنا جاتا ہی

بل ہو فکر وملاحظۃ القلب وہو اعلی مراتب الذکر ولا یبعد ان یکون المراد بالذکر ہہنا ہذا
بلکہ وہ فکر اور دلکی سوچ ہی اور یہہ ہی ذکر اعلی مرتبہ کا ہی اور کیا بعید ہی کہ مراد ذکر سی اسحدیث مین یہہ ہی

الذکر القلبی الفکری لانہ ہو الذی لہ ہذہ الفضیلۃ الزائدۃ علی بذل المال والنفس لما
دل کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دینی پر یہہ ہی ذکر فایق ہی اسواسطی

جاء فی الخبر تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ وہو لا یحصل الا بمداومۃ العبد
کہ حدیث مین آیا ہی کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بہتر ہی اور ذکر کا یہہ رتبہ جب حاصل ہوتا ہی

علی الذکر باللسان مع حضور القلب حتی یتمکن الذکر فی قلبہ ویستولی علیہ بحیث یحتاج
کہ ذاکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا ناغہ کرتا رہی تاکہ ذکر اوسکی دل مین جگہہ پکڑ جاوی اور اوسپر اتنا غالب ہو جاوی کہ دلکو ذکر سی اور طرف

فی صرفہ عنہ الی غیرہ الی تکلف کما کان فی ابتدائہ یحتاج فی قرارہ فیہ الی تکلف لکن حصولہ
پہیرنی مین تکلف کرنا پڑی جیسا کہ ابتدا حال مین ذکر کی طرف دل لگانی کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تہا لیکن ذکر دل مین

فیہ بہذا الوجہ موقوف علی معرفۃ اللہ تعالی لان من لا یعرف اللہ تعالی کیف یمکن
ایسا قرار پکڑنا معرفت الہی پر موقوف ہی کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہین پہچانتا تو اوسکا ذکر

ذکرہ بقلبہ ولسانہ وطریق معرفۃ اللہ تعالی من وجہین احدہما طریق اہل النظر
دل اور زبانسی کب کریگا اور طریق معرفت الہی کا دو وجہ پر ہی ایک طریق مناظرہ

والاستدلال وثانیہما طریق اہل الریاضۃ والمجاہدۃ فالسالکون طریق اہل النظر و
اور برہان کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پہر وہ مناظرہ اور

الاستدلال ان التزموا ملۃ من ملل الانبیاء فہم المتکلمون والا فہم الحکماء المشاؤون
برہان والی اگر کسی دین کی سماوی دینون مین سی معتقد ہین تو وہ متکلم کہلاتی ہین اور نہین تو حکماء مشائی ہین

وہم قوم من الفلاسفۃ اختاروا طریق ارسطو ومالہ من البحث والبرہان ولم یکونوا
یہہ مشائی فلاسفہ مین سی ایک قوم ہی جنہون نی ارسطو کی وضع پر بحث و برہان اختیار کر رکہی ہی یہہ لوگ

من اہل الایمان والسالکون طریق اہل الریاضۃ والمجاہدۃ ان وافقوا فی ریاضتہم
صاحب ایمان نہین ہین اور ریاضت اور مجاہدہ والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

ومجاهداتهم احکام الشریعة فهم الصوفیة المتشرعون والا فهم الحکماء الاشراقیون وهم

اور مجاہدہ کرتی ہین تو وہ صوفی باشرع ہین نہین تو حکماء اشراقی ہین اشراقی بہی

قوم من الفلاسفة اختاروا طریق افلاطون وماله من الکشف والعیان ولم یکونوا من

ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہون نی طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ بہی

اهل الایمان فعلی هذا یکون لکل طریق طائفتان فیکون المؤمنون العارفون بالله قسمین

صاحب ایمان نہین ہین اس بیان کی موافق ہر یک طریقہ مین دو طرح کی لوگ ہین سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوئی

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانیهما اهل المشاهدة والعیان لان عرفانهم به تعالی

ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئی کہ معرفت الٰہی

ان کان بالاستدلال بالدلائل العقلیة والنقلیة فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان

اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہین

وان کان عرفانهم به تعالی بالمشاهدة بعین البصیرة فهم من اهل العلم الباطن والعیان

اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہین

وحاصل الطریق الاول الاستکمال بالقوة النظریة والترقی فی مراتبها ومحصول الطریق الثانی الاستکمال بالقوة

اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سی کمال حاصل کرنا اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل ہونا

العملیة والترقی فی درجاتها فهذه هی الکرامة الحقیقیة التی تظهر من اولیاء الله تعالی اذ غایة الکرامة

اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سی ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو

حصول الاستقامة والوصول الی کمالها والله تعالی لم یعط العبد من الکرامة مثل ان یعنیه

یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالی نی کسی بندہ کو اس سی بہتر کرامت نہین دی کہ تقوی

علی ما یحبه ویرضاه من التقوی والاستقامة واما الکرامة بمعنی ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة

اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرما دی اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہوجایا کرین سو

به عند المحققین من اولیاء الله تعالی لظهوره من الکفرة المرتاضین وغیرهم من اهل الریاضة

محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سی جو ریاضت کیا کرتی ہین ہوجاتی ہین جنکی نہ عمل ٹہیک ہوتی ہین

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك علی ما ذکره بعض المدققین انه تعالی قد وضع اسبابا واناط بها

اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی اسباب پیدا کرکی اونکی ساتہہ

مسبباتها واجری عادته ان لا یتخلف مسبب عن سببه کالاحتراق عند النار ومن جملة

مسببات متعلق کردیتا ہی اور عادت یون جاری رکہی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نہو دی ساتہہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتہہ ہی

ذلك الریاضة فانه تعالی جعلها سببا لتصفیة القلوب واناطها بها بحیث یوصل بها الی

ایسی ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالی نی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی پہہ متعلق کردیا ہی

الکشف ونحوه من الخوارق ولا یدل ذلك علی رضائه تعالی بذلك السبب الذی هو الریاضة

کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہوجایا کرین پر اس کشف وغیرہ سی رضامندی اللہ تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نہین ہوتی

اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق لیست مقتصرة علی المعجزة والکرامة بل قد تکون استدراجا

کیونکہ یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سی کچہہ خصوصیت نہین ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ایضا

ایضا فمتی صدرت ممن ادخل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق

پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہودی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہاتھ پر

للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق

پیدا ہوتی ہی جسکا تقویٰ ظاہر ہووی اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق

للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء

عادت ہونا ہی جو اشقیا کی ہاتھ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیا سی ہوتی ہین

تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلک علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدته فی عبادته

اشقیا سی بھی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا

وما یظهر من ذلک علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سببا لمزید بعده

اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہونا جاویگا

ولا یزال الشیطان یقویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام

اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام

والحلال والحرام ولهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او تربع فی الهواء فلا

اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور اسیلئی ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا ہوا مین چار زانو بیٹھی تو

تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان

بھی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی مین نہ جانچہ لو کسینی اونسی عرض کیا فلانا

یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی

ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بھر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر بھی وہ ملعون ہی

فعلی هذا کل من یظهر فیه شئ من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه

اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھہ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء اللہ مین سی تصور کر لینا نہین چاہئی کیونکہ

لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها

خوارق تو جیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بھی ہوتی ہین شاید کہ بہ

فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی

باعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکہا دیتا ہی

علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فتخاطبهم

اور امر باطل کو حق کی صورت مین بنا دیتا ہی بعضی ایسی شخص ہین کہ اونکی پاس انسان کی صورت بن کر باتین کرتی ہی

ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء

وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیطان ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص

فی الاسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث

مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث مین

الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم

ثابت ہوئی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جہوٹا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہہ کہتا ہی

انه ینزل علیه فقال لا صدق قال الله تعالی ان الشیطین لیوحون الی اولیئهم لیجادلوکم
کہ مجھہ پر وحی آتی ہی جواب دیا جہوٹا ہی الله تعالی فرماتا ہی اور شیطان ڈالتی ہین اپنی دوستون کی کہ تمسی جھگڑا کرین

وقال الله تعالی هل انبئکم علی من تنزل الشیطین تنزل علی کل افاک اثیم وکثیر ممن ینسب
اور فرمایا الله تعالی نی مین بتاؤن تمکو کسپر اوترتی ہین شیاطین اوترتی ہین ہر جہوٹی گنہگار پر اور بہت لوگ

الی الاسلام فی الظاهر وهو بریٔ منه فی الباطن یکون له نصیب من هذه الاحوال الشیطانیة
ظاہر کی مسلمان اور باطن مین اسلام سی بی بہرہ ہین کہ اونکو ایسی ایسی شیطانی حالات مین سی

بحسب موالاته للشیطان ومعاداته للرحمن ویصیر فتنة بین الانام وبعضهم وان کانوا
موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملا ہی اور خلقت کو فتنہ مین مبتلا کرتی ہین اور بعضی شخص اگرچہ

صادقین فی معاملتهم وکان لهم عبادة واجتهاد فی العمل لکنهم لقلة علمهم بحقائق الایمان
اپنی معاملہ مین سچی ہین اور عبادت اور مجاہدہ عمل ہی کرتی ہین لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہین

وعدم تمیزهم ما هو من احوال الشیطان وامور الرحمن یلتبس علیهم الامر ویقعون فی شبکة
اور حالات شیطانی اور امور رحمانی مین فرق نہین کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال مین پہنسکر

الشیطان ویدعون کشفا یناقض العقل والشرع ویقولون قد ثبت عندنا فی الکشف
ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہین جو نہ عقل مین آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہین کہ ہمکو کشف مین وہ امر ثابت ہوا ہی

ما یناقض صریح العقل والشرع وهم قوم لا یتعمدون الکذب لکن یخیل الیهم اشیاء یتفق
جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہین جو عمدًا جہوٹہ نہین بولتی پر اونکی خیالات مین وہ چیزین آتی ہین

وجودها فی الخارج ویظنونها من کرامات الصالحین ولا یعرفون انها من تلبیسات الشیاطین
جو خارج مین نادر الوجود مین گاہی گاہی ہوتی ہین اوسکو صلحاء کی کرامات سمجھہ لیتی ہین اور یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ شیطانون کی دغابازیان ہین

فان کثیرا من الناس یظنون انهم من اولیاء الله تعالی وهم لیسوا من اولیاء الله تعالی بل هم
بیشک اکثر لوگ یون گمان کرلیتی ہین کہ وہ اولیاء الله ہین اور وہ اولیاء الله نہین ہوتی بلکہ

من اولیاء الشیطن فان اولیاء الله تعالی هم الذین وصفهم الله تعالی فی کتابه وقال الا ان
شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء الله تو وہ لوگ ہوتی ہین جنکی الله تعالی نی اپنی کتاب مین یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ

اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون وقال فی اية اخری ان
الله کی دوست ہوتی ہین نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہاوین جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت مین فرمایا نہین ہین

اولیاؤه الا المتقون فبین سبحانه وتعالی فی هاتین الایتین ان اولیاءه هم المتقون ولیس
دوست اوسکی سوای پرہیزگارون کی سو الله سبحانه تعالی نی ان دونو آیتون مین بیان فرمادیا کہ اوسکی اولیاء پرہیزگار ہوتی ہین اور

لهم فی الظاهر من الامور المباحة شیٔ یتمیزون به عن الناس فلا یتمیزون بلباس دون لباس
ظاہر مین مباح چیزون مین سی کوئی ایسا نشان نہین ہی جس سی فرق کرکر اور لوگونسی الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی جسکی سبب

اذا کان کل منهما مباحا بل یوجدون فی جمیع اصناف امة محمد اذا لم یکونوا من اهل البدعة
مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیاء امت محمدی کی تمام اقسام مین ہوتی ہین اگر بدعتی

واهل الفجور ولیس من شرط الولی ان یکون معصوما بحیث لا یغلط ولا یخطأ ولهذا لا یجوز
اور بدکار نہوون اور ولی کی شرط کچہہ معصومیت نہین ہی کہ اوسی کہین نہ غلطی ہو نہ خطا اور اسیلئی اوسکو یہہ جایز نہین ہی

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراد الهاما او خطابا من الحق بل یجب
کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہوا وسپر عتماد کر لیا کری بلکہ

علیه ان یعرض ذلك کله علی ما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فان وافقه یقبله
واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سی مطابق کری پہر جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری

وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب
اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچہہ معلوم نہو تو اوسمین توقف کری نہ انکار نہ اقرار اس باب مین اکثر لوگ غلطی کہا جاتی ہین

یغلطون کثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول
بعضی شخصکو ولی قرار دی کر یہہ اعتقاد کر لیتی ہین کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب

یسلم الیه فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلك الشخص ویخالفون ما
مسلم ہی اگرچہ قرآن وحدیث سی مخالف ہوا کری یہہ اوس شخصکی تو مطیع ہوجاتی ہین اور

بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجزهم
رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہوچکی ہی پہر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلك الشخص اولا الی البدعة والعصیان واخرا الی الکفر والطغیان
رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کہینچ لیجاتی ہی اور آخر کو نوبت کفر اور سرکشی کی ہوتی ہی

ویکونون من الذین قال الله تعالی فیهم ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع
پہر وہی لوگ ہو جاتی ہین جنکی حق مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنی ہاتہہ کہیگا کسیطرح مین نی پکڑی ہوتی

الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان
رسول کی ساتہہ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جبکہ مجہہ تک آچکی اور ہی

الشیطن للانسان خذولا بل یکونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم اتخذوا
شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی ٹہرایا

احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوة والسلام ما عبدوهم
اپنی عالمون اور درویشون کو خدا سواء اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا نصاری عبادت تو نہین کرتی

فقال النبی علیه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فیما لم یاذن به الله تعالی فقد عبده
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب مین فرمایا نصاری نی اونکی اطاعت کی اور جس شخصنی برخلاف حکم الہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن کل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلك لمن یظن انه ولی وان الولی
اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شرع نبی کا کچہہ بہی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کئی کا

لا یخالف فی شیء مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء فی ذلك انهم یرون
خلاف نہین ہوسکتا سو وہ بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات

قد یقع من شخص مکاشفة فی بعض الحالات او شیء من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی
کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکہتی ہین جیسی ہوا مین اوڑنا یا

علی الماء ویخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غیر ذلك ویستدلون بهذه الامور علی ولایته
پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اور ایسی باتون سی اونکو ولی سمجہہ کر

ولا یجوزون مخالفته مع ان تلک الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یطهر الطهارة الشرعیة
اونکی مخالفت جایز نہین جانتے باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبھی ایسی شخص سی ہوجاتی ہین جسکو استنجا کرنیکا شعور نہین ہوتا

ولا ینظف النظافة الدینیة وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافة
اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اور حال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکھتا ہی پاکیزگی کو

وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیبا وذلک الشخص
اور ایک روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا یغتسل ولا یتوضأ ولا یصلی الصلوة المکتوبة بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشر الکلاب
نہ تو نہائی اور نہ کبھی منہہ دہوئی اور نہ کبھی فرض نماز ادا کری بلکہ نجاست مین لتہڑا ہوا اور کتون مین ملا جلا

ویاوی المزابل والمواضع النجسة التی یحبها الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا فان الولی علی ما
اور کوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذکر فی الکتب الکلامیة هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی
مضمون کتب عقائد کی وہ ہی جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانی مدامی عبادت کری اور گناہون

والمحرمات المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للکلاب
اور محرمات سی بچتا رہی لذات اور شہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین بہرا کتون مین ملا جلا رہی

ولا التارک للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المکشوف العورة العاری عن
اور بی نماز اور بی عبادات اور نہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دھڑنگ بدن پر کپڑا

الثیاب وبسبب عدم التمیز بین اولیاء الله تعالی والمتشبهین بهم من اولیاء الشیطن وقع
نہ لتا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامة وولایة ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبهها من
اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجھ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اوسکی مثل

الاحوال الشیطانیة ولا بد من فرق بینهما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء
شیطانی احوال مین فرق نہین سمجھا اور ان دونو مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اور فرق یہہ ہی کہ اولیاء کی کرامت

سببها الایمان والتقوی علی ما فهم من قوله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون
ایمان اور پرہیزگاری سی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جو لوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اونپر اور نہ وہ غم کہاوین

الذین امنوا وکانوا یتقون واما احوال الشیطانیة فسببها ارتکاب ما نهی الله تعالی ورسوله
جو لوگ ایمان لائی اور پرہیز کرتی رہی اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا کانت لا تحصل الا بما یحبه الشیطان من امور التی فیها الشرک او الظلم وفعل
کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فهی من الاحوال الشیطانیة لا من الکرامات الرحمانیة فان اولیاء الله تعالی هم المؤمنون
فحش ہوتا ہی نہوسکی تو وہ بیشک حالات شیطانی مین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیاء تو مؤمن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فیفعلون ما امر وینتهون عما زجر ولهم کرامات و
متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہی سی بیزار ہوتی ہین اونہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

كراماتهم حجة في الدين حيث يكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العلمين وهي في الحقيقة
یہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہہ ہی کرامت حقیقت میں

يكون من معجزاته عليه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشيطانية فانها انما تحصل باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی

الجن والشياطين كما حصلت لكثير ممن حكيت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صياد
ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصون سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی

الذي ظهر في زمن النبي صلى الله عليه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبي
جو نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی

عليه الصلوة والسلام في امره حتى تبين له انه ليس الدجال وانما هو من جنس الكهان والكهان يكون
صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی

لاحدهم قرين من الجن يخبره بكثير من المغيبات مما يسترقه من السمع مع خلط الصدق بالكذب
کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچہہ سچ کچہہ جہوٹ ملا کر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی

ومنهم الاسود بن العنسي الذي ادعى النبوة وكان له من الجن من يخبره ببعض الامور الغائبة فلما
اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو بتا دیتا تہا جب

قاتله المسلمون ليقتلوه خافوا من الشياطين ان يخبروه بما يقولون فيه حتى اعانت عليه امرأته
مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ پر گئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کر دین آخر اوسکی جورو کو

حين تبين لها كفره فقتلوه ومنهم مسيلمة الكذاب الذي كان معه من الجن من يخبره من
جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمۃ الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو

المخفيات ويعينه على بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقي الذي خرج بالشام في زمن عبد الملك
جتنا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہوکر

بن مروان وادعى النبوة وكان شيطانه يخرج رجله من القيد ويمنع السلاح ان ينفذ فيه وكان
نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانو مین سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور

يري الناس اشخاصا ركبانا في الهواء ويقول هي الملئكة وانما هي الجن والشياطين فلما امسكه
ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو

المسلمون ليقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ينفذ فيه الرمح فقال له عبد الملك انك لم تسم الله تعالى
مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخص نی اوسکی برچہی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم اللہ پڑہ کر نہ ماری

فسمى الله تعالى فطعنه فقتله ومن غير هؤلاء المذكورين من يحمله شيطانه عشية عرفة الى
پہر اوسنی بسم اللہ پڑہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو

عرفات ولا يحج الحج الشرعي الذي امر الله ورسوله به حيث لا يحرم عند الميقات ولا يلبي فيها
عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا تہا اور نہ لبیک پکارتا

ولا يقف بمزلفة ولا يطوف بالبيت ولا يسعى بين الصفا والمروة ولا يرمي الجمار بل يقف بثيابه ثم
اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا توقف کر کر

يرجع من ليلته وهو يصير كمن يحضر الجمعة ويصلى بلا وضوء ومنهم من يستغيث بالمخلوق
اوسیہی شب میں ہتکر چلا آتا اوسکا حال ایسا ہتا جیسی کوئی جمعہ میں توجاوی پر نماز بی وضو پڑہی اور بعضی وہ لوگ ہین جو مخلوق سی
سواء كان المخلوق حيا او ميتا او مسلما او غير مسلم ويتصور الشيطان بصورته ويقضى
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہین پہر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کردیتا ہی
حاجة من يستغيث به فيظن تلك المسلمين انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
ان مسلمانونکو اس شبہ مین ڈالتا ہی کہ یہہ وہی شخص ہی جس سی مین نی حاجت چاہی تہی اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
الشيطن اضله لما اشرك بالله فان الشيطان يضل بنى ادم بحسب قدرته فانه اذا عاملهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہی جب اوسنی اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سی بچلاتا ہی پہر شیطان جب اونکی
على مقاصدهم فهو يضرهم اضعاف ما ينفعهم فان من كان منتسبا الى الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پہر جو شخص مسلمان ہوکر
بمن يحسن به الظن من شيوخ المسلمين يجئ اليه الشيطان فى صورة ذلك الشيخ فان الشيطان
اپنی پیر مسلّم معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
كثيرا ما يجئ على صورة الصالحين ولا يقدر ان يتمثل بصورة رسول رب العلمين ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ہان پر یہہ قدرت نہین ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پہر وہ
الشيخ المستغاث به ان كان ممن له علم لا يخبره الشيطان باقوال اصحابه المستغيثين به
پیر جسکی فریاد کی تہی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کرنیوالی کا حال بیان نہین کرتا
وان كان ممن لا علم له يخبره باقوالهم وينقل اليهم كلامه فيظن اولئك الجهلة ان الشيخ سمع
اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسکی حال کہدیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کردیتا ہی وہ جہال مریدیون سمجہتی ہین کہ ہماری پیر نی اتنی دور سی
اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشيطان وقد روى عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
بعض المشائخ الذين قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال يرى لى شئ براق
بعضی مشایخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہین کہ مجکو کوئی چمکتی چیز
مثل الماء او الزجاج ويمثل لى فيه ما يطلب منى من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجہی مطلوب ہوتی ہی منقش ہوجاتی ہی سو مین لوگون کو بتا دیتا ہون اور اسی طور
يصل الىّ كلام من يستغيث بى من اصحابى فاجيبه فيصل اليه جوابى وكثير من هذه
مرید مستغیث کی بات مجہہ تک آجاتی ہی اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہوجاتا ہی ایسی ایسی
الخوارق يحصل لكثير من الشيوخ الذين لا يعلمون الكتاب والسنة ولا يعملون بهما فان
خوارق اکثر مشایخ کو ہوتی ہین جو کتاب سنت سی ناواقف اور نہ اون پر عمل کرتی ہین کیونکہ
الشيطان كثيرا ما يلعب بالناس ويريهم الاشياء الباطلة فى صورة الحق فمن كان بصير الحقائق
شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلاڑیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکہا دیتا ہی پہر جو شخص حقایق ایمان سی
الايمان وخبيرا بشرائع الاسلام يعلم انه من مكر الشيطان ويستعيذ بالله تعالى منه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم یکن من اہل المعرفۃ والیقین یغتر بہ ویکون من الھالکین واعظم ما یقوی بہ
اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہین ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جن باتون سی یہہ شیطانی حالات مضبوط اور
الاحوال الشیطانیۃ سماع الغناء اذ ھو سماع المشرکین الذین قال اللہ تعالی فی حقہم وما
راسخ ہو جاتی ہین وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور
کان صلاتہم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ قال ابن عباس وغیرہ من السلف التصدیۃ
اونکی نماز کچھہ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سیٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہین تصدیہ کی معنی
التصفیق بالید والمکاء الصفیر وکان ھذا مما اتخذہ المشرکون عبادۃ فمن یؤثر سماع
تالی بجانی ہاتھہ سی اور مکاء کی معنی سیٹی مشرکون نی یہہ عبادت مقرر کر رکھی تھی پس جسنی راگ سننا اختیار کیا
الغناء فھذا من علامۃ کونہ من اولیاء الشیطان لا من اولیاء الرحمن اذ لم یجمع النبی
تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ
علیہ السلام واصحابہ علی استماع الغناء قط بل جمیع الصحابۃ والتابعین وسائر اکابر ائمۃ
وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ
الدین لم یجعلوا ھذا طریقا الی اللہ تعالی ولم یعدوہ من القرب والطاعات بل عدوہ من
دین مین سی کسینی غنا کو طریق اللہ کا نہین ٹھرایا اور اسکو تقرب اور عبادت مین شمار نہین کیا بلکہ
البدعۃ والمنکرات حتی قال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل فمن
بدعت اور گناہون مین داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نی فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پہر جو شخص
کان من اہل المعرفۃ التی ھی کمال الولایۃ یعرف ان للشیطان فیہ نصیبا وافرا ومن کان من
اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص
المعرفۃ ابعد یکون فیہ نصیب الشیطان اکثر فانہ بمنزلۃ الخمر یؤثر فی النفوس اکثر من
معرفت سی دور ہی اوسمین اوسہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی اندر شراب سی زیادہ
تاثیر الخمر ولھذا اذا قوی سکر اھلہ ینزل الیہم الشیطان ویتکلم علی السنۃ بعضہم ویحمل
تاثیر کرتا ہی اسہیلئی غنا سنکر جب لوگ مست ہو جاتی ہین تو اونپر شیطان آچڑھتا ہی بعضی کی زبان سی بولنی لگتا ہی اور بعضکو
بعضہم فی الھواء ویظن الجھال ان ھذا من کرامات الاولیاء ولیس کذلک بل انما ھو من
ادہر مین اوٹھائی پہرتا ہی جاہل سمجھتی ہین کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہین بلکہ شیطانی
الاحوال الشیطانیۃ ولذلک اذا قرئ ھناک ما یطرد الشیطان مثل آیۃ الکرسی وغیرھا
حالات ہین اسہیلئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑہو جسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیۃ الکرسی وغیرہ
ینصرف عنہ فیسقط کما جری ذلک لغیر واحد فان التوحید یطرد الشیطان حتی حکی ان بعضہم
تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگون کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہکا دیتی ہی کہتی ہین کہ ایک شخص کو
حمل فی الھواء فقال لا الہ الا اللہ فسقط فلما کان الخوارق کثیرا ما ینقص بھا درجۃ الرجل کان
ادہر مین اوٹھا لیا اوسکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ تڑپ کر گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہو جاتا ہی
کثیر من الصالحین یفر منھا ویستغفر اللہ ویتوب الیہ کما یستغفر من الذنوب ویتوب
تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہین جیسی کوئی گناہون سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسال زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينفرون المريدين السالكين
اور بعضوں کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اونسنی دعا کی کہ یہہ امر موقوف ہو جاوی اور تمام مشائخ اپنی مریدوں کو ان خوارق سی

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع فی
کمال نفرت دلاتی رہی ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکہتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها اذ لا طائل تحتها بل اذا وقعت
شیطان کی جال مین پہنستا ہی پس لازم ہی کہ اس آرزو سی اپنی دلکو بچاوی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ اوسکو اگر یہہ حالت

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك فی بستان
بلا طلب پیش آدی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسیلئی بعضی بزرگون نی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ مین جاوی

وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولی الله فان لم يتفطن
اور اوس باغ کی درختوں پر سی جانور صاف زبان سی یہہ کہین السلام علیک یا ولی الله پہر وہ اوسکو مکر نہ سمجہی

انه مكر به فقد مكر ولم يشعر وهذا التنفير من المشائخ عند ظنهم انها كرامات فكيف اذا تعين كونها من
تو بی خبر فریب مین آگیا اور مشائخ کی یہہ روک ٹوک تب ہی کہ اسکو کرامات جانتی ہون اور اگر یہہ ثابت ہووی

الجن والشياطين وكثير من الناس لا يعرفون انها من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتتنون بها ويكونون
کہ جن اور شیاطین کی طرف سی ہی پہر تو کیسی روک نہو گی اور بہت لوگ یہہ نہین جانتی ہین کہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ اوسکو صلحاء کی کرامت جان کر فتنہ مین پہنستی ہین اور

من الخاسرين ولا يعلمون الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها
وہان اوٹہاتی ہین اور حقیقی کرامت سی واقف نہین ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب
اور اوسکی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی الله پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر اور باطن مین سو آدمی کو لازم ہی

على العبد ان لا يحرص الا عليهما ولا يكون له همة الا فی الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر
کہ سوای ان دونو چیز کی اور کچہہ خواہش نہ کری اور اپنی ہمت صرف انہین کی پیدا کرنی مین صرف کری رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هی حيض الرجال وليس من لا يحصل له شئ منها اقل مرتبة ممن يحصل له شئ منها
سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ مردون کا حیض ہی اور جسکو ذرہ بہر بہی امر خارق حاصل نہو وہ ہرگز مرتبہ مین کم نہین ہوا اوسی کہ جسکو

بل هو افضل واولى اذ لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شئ منها يقوى يقينه واما من كان
بلکہ وہی شخص افضل اور اولی ہوتا ہی اس لئی کہ امور خارق کا وہی شخص آرزومند ہوتا ہی جسکو یقین کامل نہین ہوتا تاکہ اس وسیلہ سی اوسکا یقین قوی ہو جاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها لاستغنائه عنها ولذلك كانت الخوارق فی التابعين اكثر مما كانت
کامل یقین والی ہین اونکو اودہر توجہ نہین ہوتی اونکو کیا حاجت ہی اسیلئی طبقہ تابعین مین بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تہی

فی الصحابة

المجلس الثالث فی فضيلة الايمان ومن امن مطلقا

قال رسول الله
تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت مین فرمایا رسول الله

صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدری
صلی الله علیہ وسلم نی بیشک اہل جنت کو نظر آوینگی غرفہ والی اوپر سی جیسا چمکتا ستارہ

الغابر فی الافق من المشرق او المغرب لتفاضل ما بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء لا يبلغها
انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تاکہ فضیلت معلوم ہو جاوی جو اونمین ہی عرض کیا یا رسول الله یہہ درجی سوای انبیا کی اور کون پا سکتا ہی

غيرهم قال بلى والذى نفسى بيده رجال امنوا بالله وصدقوا المرسلين هذا الحديث من صحاح

فرمایا کیون نہین قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی وہ لوگ ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولون کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابيح رواه ابو سعيد ومعناه ان اهل الجنة ينظرون الى اصحاب المنازل الرفيعة العالية من

حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت سی مراد یہہ ہی کہ اہل جنت دیکھین گی بلند مرتبہ والون کو

فوقهم كما تنظرون انتم الى الكواكب المضيئة الباقى فى الافق من جهة المشرق او المغرب بعد انتشار

اوپر سی جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب مین جب صبح کہل جاتی ہی

الصبح لتزائد درجاتهم على غيرهم فانه عليه الصلوة والسلام لما بين مراتبهم بهذا الوجه قال

بسبب بلندی مرتبہ کی غیرون پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا

الحاضرون من الصحابة يا رسول الله تلك الغرف منازل الانبياء لا يبلغها غيرهم فاجاب بان

تو صحابہ نی جو وہان موجود تہی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤن کی ہون گی جنکو اور کوئی نہین پا سکتا سو جواب دیا

تلك المنازل يبلغها رجال امنوا بالله وصدقوا المرسلين لان بلى لايجاب النفى وانما قرنت

یہہ اون لوگون کی مراتب ہین جو اللہ پر ایمان لای اور رسولون کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہی اور قسم اسواسطی

بالقسم لاستبعاد السامعين وصول المؤمنين منازل الانبياء وفيه اشارة الى ان الواصلين

یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تہی کہ مؤمنون کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ

الى منازل الانبياء هم المؤمنون من هذه الامة لان تصديق جميع الرسل انما وقع منهم لا من

انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگی جو اس امت کی مؤمن ہین کیونکہ تمام انبیا کی تصدیق اسی امت مین پائی جاتی ہی جو

...ن. انهم وعلم من هذا ان الايمان بالله الذى اتصف به المؤمنون من هذه الامة مركب من

پہلی گذر گئی اوسی نہین ہوئی اس سی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی

جزئين الاول الايمان بالله تعالى والثانى الايمان بجميع الرسل والمراد من الايمان بالله تعالى العلم

دو جز سی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیا پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کری

لوجوده وقدمه وكونه واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من

اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اوسکو

الصفات فان العلم بوجوده تعالى وان كان ثابتا فى فطرة بنى ادم من مبدا خلقتهم بمقتضى قوله تعالى

سزاوار ہین اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی مضمون اس آیت کی

فطرة الله التى فطر الناس عليها لكنه تعالى قد ارشدهم الى وجوده بايات منها قوله تعالى ان فى خلق

یہہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو پر تو بہی اللہ تعالی نی اپنی وجود کی طرف کئی آیتون مین راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق

السموت والارض واختلاف اليل والنهار لايت وقوله تعالى افرايتم ما تمنون ءانتم تخلقونه ام نحن

آسمانون اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتی آنا البتہ نشانیان ہین اور ایک یہہ بہلا دیکہو جو پانی ٹپکاتی ہو اب تم اوسکو بناتی ہو یا ہم

الخالقون وقوله تعالى افرءيتم ما تحرثون ءانتم تزرعونه ام نحن الزارعون وقوله تعالى افرءيتم

بنانیوالی ہین اور یہہ بہلا دیکہو جو بوتی ہو کیا تم اوسکو کرتی ہو کہیتی یا ہم ہین کہیتی کرنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو

الماء الذى تشربون ءانتم انزلتموه من المزن ام نحن المنزلون وقوله تعالى افرءيتم النار التى تورون ءانتم انشاتم

پانی جو پیتی ہو کیا تمنی اوتارا اوسکو بادل سی یا ہم ہین اوتارنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمنی اوٹھایا

شجرتها ام نحن المنشئون وغیرها من الآیات التی تدل علی وجوده تعالی فان من یتامل
اوسکا درخت یا ہم ہین اوتھانیوالی اورسواء انکی اور بہت آیتین ہین جو وجود الٰہی پر دلالت کرتی ہین بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الآیات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموٰت والارض وما فیها من عجائب المخلوقات
مضمون مین یعنی آسمان او زمین کی پیدایش اور جو او سکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہین غور او رتامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شیء منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد
کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اور مدبر سی بی پرواہ نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ پیدا کرکر آراستہ کری اور تمام بنی آدم کیا مسلم کیا

جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالی ولئن سالتهم من خلق السموٰت والارض لیقولن الله وانما کفر
یہہ ہی اعتقاد رکہتی ہین چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو تو پوچھی اونسی کسنی بنائی آسمان اور زمین تو کہینگی اللہ نی پہر

من کفر بالاشراك ولذلك کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا اله الا الله لا
جو لوگ کافر ہوگئی ہین وہ شرک کی شامت سی ہین اسی لئی تمام انبیا علیهم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تہی تاکہ لا اله الا اللہ کی قائل ہون

الی ان یقول للعالم اله فاذن فی فطرة الانسان ودلالة آیات القران ما یغنی عن اقامة البرهان
یہہ نہین سکہاتی تہی کہ یہہ کہا کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی نی وجود الٰہی پر برہان قایم کرنی کی کچہہ ضرورت نہین رکہی

علی وجوده تعالی لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالی دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعالی
لیکن علماء نی تو بہی واسطی اثبات وجود الٰہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہین کہ دلیل وجود الٰہی کی یہہ ہی

حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها
حدوث عالم کا ہی یہہ حدوث یون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہین یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین

والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وکل منهما
اور اعراض سی مراد صفات ہین جو اپنی ذات مین آپ قایم نہین رہ سکہتین بلکہ اجسام کی سہارہ سی اور اجسام کو لازم ہین کبہی الگ نہین ہوتی اور یہہ سب

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
حادث ہین اعراض مین سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور اوجالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکر واما الاجرام
اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدون پر اور اجسام کی

فدلیل حدوثها انها لا یخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اور جو شئی حوادث سی خالی نہووی وہ بہی حادث ہوتی ہی اور اجسام کا حوادث سی خالی ہونا

الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرك بالبدیهة والاضطرار فلا یحتاج فیه
یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سی خالی نہین ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمین کچہہ تکرار اور تامل کی حاجت نہین

الی تامل وافتکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ولمتن الجهل راکبا
کیونکہ جو شخص ایسا جسم خیال کری کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اور جہالت کی پشت پر سوار

والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء کل منهما عند وجود الآخر وذلك
اور حرکت اور سکون دونو حادث ہین انکی حدوث پر انکا آگی پیچہی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور جب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہوجاتا ہی

مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلك فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من
یعنی حرکت سی سکون اور سکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام مین تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہان نہین ہی تو یہہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضى بجواز سكونه فالطارى منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان
اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہوسکتا ہی کیونکہ اب پیدا ہوا تو پیدا تو حادث ہی اور موجود سابق بہی حادث ہی کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما
قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہوگا تو بیشک قدیم

ثابتا فی الازل فيلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مرتبة
اور ازل مین ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل مین ثابت ہوا اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة فی حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرهما فانهم ومن تبعهم
جنکا ابتدا نہ پایا جاوی موجود ہون جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ مین قائل ہوئی ہین فلاسفہ اور جو نام کی مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوى قديم بذاته وصفاته
اونکی تابع ہین اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہین کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات مین

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم
سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہین اور کلی قدیم ہین یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم

السفلى الذى هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من
سفلی کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سو اوسمین یہہ کہتی ہین کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة
صور اور اعراض جزئی سب حادث ہین اور کلی نوعی قدیم ہین پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی

ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث
اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اونکی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث موجود

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها
جنکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حوادث غیر متناہی ہوئی

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرهما حوادث مرتبة
تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہونگی جسکا

لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهى النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة
ابتدا نہین پہر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکین گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہین آویگی اسواسطی کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التى قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك
یومیہ مثلا آج کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتین گذرلین اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذرلین

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله
اور اسیطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اوسکی ماقبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضى الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان
لحاظ کری اور اسیطرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حوادث لا اول لها
کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها یبطل کون ما لا یخلو عن الحوادث قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونه
پہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اشیاء کا جو حوادث سے خالی نہین ہین قدیم اور ازلی ہونا بہی باطل ہی پہر جب ان اشیاء کا

قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونه حادثا فاذا ثبت کونه حادثا ثبت کون العالم بجمیع اجزائه من
قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پہر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء

السموٰت وما فیها ومن الارض وما علیها حادثا محتاجا الی محدث یخرجه من العدم الی الوجود وذلك
آسمان اور جو جو اونکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اونکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہین کہ نیست سی موجود کری اور وہ

المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قدیما
پیدا کرنیوالا ضرور ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئے کہ اگر قدیم نہو وے گا

بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور والتسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها
بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی

وکلاهما محالان ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم
اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو وے بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو اونمین جہگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم رہی

ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی مین عاجز ہوویگا کیونکہ

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء یقتضی
ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یقتضی
اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شی کا بغیر جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفات بدون حیات کی نہین ہوسکتین کی

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی
اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الٰہی

وکونه قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدلالا
اور قدم اور وحدت پر کہ ان چارون صفات سی موصوف ہی اسیلئی بعضی اہل نظر اثر سی موثر پر استدلال جاری کر

بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا ورأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات الکائنات من حیث حدوثها
یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی چیز کو دیکہا فورًا اوسکی بعد الله کو دیکہا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی

وافتقارها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا
موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتاہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون
قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجہتی ہین

ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا
اور وہ نہین سنتی جو سمجہہ سی بیکار ہین اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتتشارك فیه البهائم الانسان
آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہین ہی جسی سوا آواز کی کچہہ نہین معلوم ہوتا اور اسمین بہایم بہی انسان کی شریک ہین

اذ لا قدر شیء تشارک فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا
اسلئے کہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی
ما دل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی
جسپر اللہ کی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات
تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها
کبھی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہین اور کبھی دلیل نقلی سی دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی کہ یہہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور اونکی صدین
صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب
نقصان کی صفتین ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس
اتصافه تعالی بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد
اب موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت
ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل
انکی ثبوت پر ناطق ہی سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی
لان تلک الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی
کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اللہ کی ذات
لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم
کسیکو معلوم نہین ہی تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا ثبوت ضروری ہی نہین تو
ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالنسبة
انکی صدین لازم آدینگی اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال البتہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرور ہی کہ نسبت
الینا کمالا ان یکون کمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان
ذات الٰہی کی بہی کمال ہو کیا تجہکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین اور اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین
علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی التمسک
کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز
بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
انبیاء علیہم السلام سی نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچ ہین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی
لرسوله لکونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوی
رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئے کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی مین رسول کی
الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق
تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نی جب کوئی امر خارق رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا
رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلک ان رجلا
میرا رسول سچا ہی میری طرفسی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعۃ وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یون کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی

فطلبوا منه الحجۃ تدل علی صدقه فقال ایۃ صدقی انی اطلب من الملک ان یخالف عادته ویقوم
پہر اس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخص نی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب ان ذلک الفعل من الملک
اپنی جگہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹھ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد
جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک ان هذا المثال مطابق
حاصل ہو اکہ جسمین دلیل کی کچہہ حاجت نہین ہی جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیون سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوۃ والسلام فی افادۃ معجزتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والون کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من آمن بالله وصدق المرسلین
تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیون کی تصدیق کرکر

اذا اراد ان یکون من اهل الغرف لا بد له ان یشتغل بالطاعات ویحترز عن السیات لان الایمان وحده
یہہ آرزو کری کہ اہل غُرَف مین داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت مین مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان کان ینجیه من العذاب المؤبد لکن لا یکفیه فی الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک عمال ہی چاہیین

الصالح الیه کما یدل علیه آیات القرآن من جملتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہین کہ نزدیک کردی

عندنا زلفی الا من آمن وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات آمنون فدلت الایة
ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہروکون مین بیٹہی ہین خاطر جمع سی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی الله تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالی واما الاموال
کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سی نزدیک کردیتا ہی رہی مال

والاولاد فلکون کل منهما یشتغل الانسان عن الله تعالی لا یقرب احدا الی الله تعالی الا المؤمنین
اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سی غافل کرتی ہین کسیکو خدا سی نزدیک نہین کرتی بجز صلحا مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کی رستہ مین خرچ کرتی ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہین اور نیک اطواری پر پرورش کرتی ہین ایسی لوگون کی لئی

باتصافهم بما ذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویکون الواحدۃ عشرا فما فوقها وهم فی غرفات
جو ان اوصاف سی موصوف ہین دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہین ایک سی دس گونہ ہوتی ہین اوس سی بہی زیادہ وہی لوگ

الجنۃ آمنون من جمیع المکاره بما عملوا من الصلحت یسرنا الله تعالی بلطفه وکرمه المجلس الرابع
اعمال صالح کی سبب غرفات مین تمام مکروہات سی بچی رہینگی الٰہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہہ مجلس

فی لزوم محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادة من والدہ وولدہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیمیں باپ اور اولاد
والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ
اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہوویگا کوئی تم مین سی جبتک کہ ہون مین اوسکو محبوب تر
من والدہ وولدہ والناس اجمعین ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولیس المراد بالحب ہہنا
اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگونسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد اسجگہہ
الحب الطبیعی التابع للشہوات النفسانیة لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یواخذ بہ الانسان
محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو بی اختیاری مین انسان کی کچھہ پکڑ نہین ہی
لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ہو ایثار ما یقتضی
خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہو سکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو
العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر وینفر
عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو توجانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی
عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ
اور اوسکی طبیعت کو بری لگتی ہی پھر بھی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجھہ کر کہ میری صحت اسیہی مین ہی خواہش کر کر پیتا ہی
فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینہی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرة
ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بھلائی ہی
یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نہیہ وہذا مما لا یحصل الایمان الا بہ
پھر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکھہ کر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا
لان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعة بمعنی التصدیق مقیدا
اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی
بامر مخصوص وہو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورة انہ من دینہ علیہ الصلوة والسلام
بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین
والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدہما عدم الشک فکل علم
اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم
یکن فیہ شک فہو یقین وعلی ہذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوة والضعف لعدم التفاوت
مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچھہ تفاوت نہین
فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرة من الشک فی شیء مما علم ضرورة انہ من دینہ علیہ السلام
ہی پھر جس شخص کی دلمین ذرہ بھر بھی شک ہووی بہ نسبت دینی ضروریات کی
لا یکون مؤمنا البتة بل لا بد فیہ من یقین ہذا المعنی لیحصل لہ المحبة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور چاہی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی
ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض
اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بھی جسکی ساتھہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القبیل وتحقیقه علی
قایم مقام یقین کا ٹھراکر حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہین کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہی اوراس مقام کی تحقیق

ماذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق له اربع مقامات الاول استواء
موافق بیان امام غزالی کی احیامین یہہ ہی کہ نفس کا میلان تصدیق مین چار درجہ پر ہوتا ہی اول یہہ کہ

الطرفین عندك کما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندك هل یعاقب فی الآخرة املا
تیری رای مین دونو جانب برابر ہون جیسی کسی شخص کا حال جسکو تو نہین جانتا تجہسی پوچہین بتا اوسکو آخرت مین عذاب ہوگا یا نہین

فانك لا تمیل الی الحکم علیه بشئ من نفی او اثبات بل یستوی عندك امکان الامرین ویعبر
اب تو یقینی کچہ نہین کہہ سکتا نہ انکار اور نہ اثبات بلکہ تیری عندیہ مین دونو امر ممکن ہین ایسی حالت کو

عنه بالشك والثانی رجحان احد الامرین عندك مع الشعور بامکان نقیضه امکانا لا یمنع
شک کہتی ہین دوسرا درجہ یہہ ہی کہ تیری رای مین ایک جانب کا غلبہ ہو پر اوسکی ساتہہ دوسری جانب بہی ایسی ممکن معلوم ہو جس سی جانب

ترجیح الاول کما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات علی هذا الحال هل یعاقب
اول کا غلبہ فوت ہوجاوی جیسی تجہسی ایسی شخص کا حال پوچہین جسکو تو پرہیزگار جانتا ہی کہ اگر یہہ شخص اسی حال پر موا تو بتا اسکو آخرت مین عذاب ہوگا

فی الآخرة املا فانك تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلك الی عقابه لظهور علامات صلاحه
یا نہین اب تیری رای ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عندیہ مین صلاح کی نشانیان ظاہر ہین

عندك ومع هذا تجوز اختفاء امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التجویز غیر دافع لرجحانه و
تو بہی یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ کوئی بات اسکی دلمین ایسی پوشیدہ ہو جس سی عذاب ہوجاوی لیکن یہہ شبہہ اوسکی غلبہ کو نہین اوٹہاتا

یسمی جانب الراجح ظنا وجانب المرجوح وهما والثالث میلك الی الحکم بشئ بحیث یغلب علیك
ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہین اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہہ درجہ ہی کہ تجکو کسی شی کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اوسکی نقیض

ذلك الحکم ولا یخطر ببالك نقیضه ولو خطر لتابت عن قبوله لکن لیس ذلك الحکم عن معرفة
تیری دلمین ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی بہی تو اوسکو تو نہ مانی لیکن یہہ یقین معرفت حقیقی سی نہو

محققة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات
بلکہ صرف سنی سنای سی پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہی یعنی یقین سی ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات مین

کلها اذا رسخ فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل احد یثق بصحة مذهبه واصابة امامه ولو
ایسا ہی ہوتا ہی جب کہ سنتی سنتی اونکی دلمین بیٹہہ جاتا ہی چنانچہ ہریک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہی اگر

ذکر له امکان خطأ امامه ینفر عن قبوله لکنه لو احسن التامل لاتسعت نفسه الی قبوله والرابع
کوئی کہی کہ امام سی بہی غلطی ہوسکتی ہی تو الگ بہاگ جاوی کبہی نمانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کرین تو البتہ انکا دل قبول کرسکتا ہی چوتہا درجہ یہہ ہی

میلك الی الحکم بشئ علی طریق الجزم الذی لا یوجد معه الشك ولا یتصور فیه التشکیك فکل
کہ تو کسی شی کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اوسکی ساتہہ شک باقی اور کسیکی شک دلانی کا بہی تصور نرہی پس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط اطلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشك فکل علم
علم اس درجہ کا ہوتا ہی اوسکو یقین کہتی ہین کیونکہ یقینی کہنی کی یہہ ہی شرط ہی کہ شک اصلا باقی نہو پس جس علم مین

انتفی عنه الشك فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسة او بغریزة العقل
شک نہو گا وہ ہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسی علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

کالعلم

كالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر كالعلم بوجود مكة او بالتجربة كالعلم بكون
جیسی علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی یا تواتر سی جیسی علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار آزمایش سی جیسی علم

المطبوخ مسهلا او بالدليل كالعلم بوجود شئ قديم كما اذا قيل لك هل في الوجود شئ قديم لا يمكنك
مطبوخ کی دست آور ہونیکا یا دلیل سی جیسی علم ایک ذات قدیم کی موجود ہونیکا چنانچہ اگر تجہسی پوچہین کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجہسی فوراً حکم کر دینا

الحكم به بداهة لان القديم ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن الحكم بوجوده بالحس ولا ضروريا مثل
ان موجود ہی ادرنہ ایسی بدیہی ہی جیسی کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس ہوتا نہین کہ اوسکو دیکہہ کر کہدی

كون الواحد نصف الاثنين حتى يمكن الحكم بوجوده بالضرورة بل حق غريزة العقل ان يتوقف عن
ایک کو دو کا آدہا جانتی ہین تاکہ اس بداہت سی اوسکی وجود کا حکم کیا جاوی بلکہ حق طبیعت عقل کا یہہ ہی کہ

الحكم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من يحكم بوجوده بالسماع حكما جزما ويستمر عليه وهذا
ازروی بداہت کی حکم کرینین توقف کری پہر بعضی شخص تو صرف سنکر یقین بالجزم کر لیتی ہین اور اوسہی پر قایم رہتی ہین اوسکا

هو الاعتقاد وهو حال جميع العوام ومن الناس من يحكم بوجوده بالبرهان مثل ان يقول لو لم يكن
اعتقاد کہتی ہین اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد مین ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص برہان سی اوسکی وجود کا یقین کرتی ہین اسطور پر کہ اگر

في الوجود قديم بل كانت الموجودات كلها حادثة لكان حدوثها بلا سبب وهو محال والمؤدي الى
موجودات مین کوئی ذات قدیم نہوی بلکہ تمام موجودات حادث ہون تو وہ حادث بی سبب پیدا ہونگی یہہ امر محال ہی اور جس بات سی محال

المحال محال بيانه ان الحوادث لا يتصور وجوده بنفسه بل يحتاج في وجوده الى غيره وهو ظاهر
لازم آتا ہی وہ بہی محال ہوتا ہی اسکی تفصیل یہہ ہی کہ حادث خیال مین نہین آسکا کہ خود بخود پیدا ہوجاوی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی

وكذا لا يتصور ايجاده لغيره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود في الحادث يلزم ان لا يوجد شئ من
اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسری حادث کو پیدا کرنا متصور نہین کیونکہ پہلی وہ آپ تو پیدا ہولی پس موجودات اگر سب حادث ہی ہون تو لازم آتا ہی کہ اصلا موجودات پیدا نہون

الموجودات اصلا فبالضرورة يلزم ان يحكم العقل بوجود شئ قديم موصوف بالقدرة والارادة و
اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور

العلم والحيوة حتى يتاتى منه احداث المحدثات كلها لانه لو لم يكن فيه تلك الصفات لكان
علیم اور حی ہی تاکہ اوسی تمام محدثات کا پیدا کرنا ہو سکی کیونکہ اوسمین اگر یہہ صفات نہونگی تو

عاجزا عن ايجاد شئ من الكائنات لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء يتوقف
کائنات مین سی ایک شی بہی پیدا نہ کر سکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین

على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ من غير العلم به
بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوتا اور ارادہ کسی شی کا بدون علم اوس شی کی نہین ہوتا کیونکہ قصد کسی شی کی پیدا کرنیکا بی جانی بوجہی

محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف على الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم
محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون حیات کی نہین ہو سکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق وجود عالم کا

من السموات وما فيها ومن الارض ومن عليها دليلا قطعيا على وجود شئ قديم موصوف بهذه الصفات
ساری آسمان اور جو اونین ہی اور زمین اور جو اوسپر ہی یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس مین یہہ

الاربع وهو الله سبحانه تعالى ولهذا كان بعض اهل اليقين يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا
چارون صفات پائی جاوین وہ ہی اللہ سبحانہ تعالی اسہی لئی بعضی اہل یقین اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہوئی کہتی ہین کہ ہمنی

شیئا الا رأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات العالم لکونها حادثة مفتقرة الی من یجدها لا تزال
جب کسی چیز کو دیکھا تو فورًا اوسکی بعد الله کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ زبان حال سی
تنطق بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
یہہ کلام جسمین نہ حرف ہی نہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم
والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون
حی اور تمام سزادار صفات والا اور اونکی یہہ کلام سمجھنی والی سب سنتی ہین وہ لوگ نہین سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہین
والمراد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر
اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی
الذی لا یسمع به الا الاصوات وتشارك فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارك فیه البهائم
جسی سوای آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اوسمین بہایم بہی شریک ہین انسان کی کیونکہ اوسچیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان برابر ہون
الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاته تعالی الا ما یدل علیه افعاله واما ما لا یدل
حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جس صفت پر
علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبہی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہین اور کبہی نقلی دلیل سی
الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین نقصان کی صفتین ہین
واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور الله تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب الله تعالی کا
بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہین
له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك
اب اونکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان
الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته لم یکن معلوما
صفات پر افعال تو موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی
للبشر حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف
تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حقمین صفات کمال ہین انکا ثبوت واجب ہی نہین تو انکی ضدین لازم آوینگی
باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالاضافة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالاضافة الینا
اور یہہ صفات ہماری حق مین البتہ کمال کی ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا
کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما بالاضافة الینا کمالا ممتنعان
کہ الله کی واسطی بہی کمال کی ہون کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین
علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی
الله تعالی کی نسبت ممتنع ہین کیونکہ اجسام کی صفات ہین اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدی
دست آویز ایسی رسول کی قول سی پکڑنا جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد آلہی کی ہو میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالى
جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچہ ہین برابر ہی کہ وہ بتانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق مین فعلی تصدیق

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
ہوتی ہی اسلئی کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی

فی دعوی الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته
تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلک ان رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی
علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب
تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی اوس جماعت نی تصدیق کی لئی اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین

من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹہا بیٹہا

فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید
اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبان سی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ کی

للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر سنا آدمیون سی

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن
سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی دیکہنی والون کو

شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر والمعنی الثانی للیقین ان لا یلتفت
اور تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی نہونی کا کچہہ دہیان نہو

الی عدم الشك بل الی استیلائه وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیه بالتحریض والمنع
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دل کی لگاؤ اور ممانعت مین اوسیکا تصرف ہو

علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف
ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہوسکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف

الیقین بالموت مع عدم شکه فیه اذ لا ریب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك
الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین

فیه لکن فیهم من لا یلتفت الیه ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه
پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسبعا لغيره كما هو شان من يخاف عن
ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری مین ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل مین کسی چیز کی اصلا گنجایش نہین رہتی یہہ حال اون لوگون کا ہی جو دوزخ سی

النار ويرجو الدخول فى دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصرف العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين جميعا
ڈرتی ہین اور بہشت مین جانی کی آرزو کرتی ہین اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت ادہر لگاوی کہ یقین باعتبار دونو معنون کی حاصل ہو

وهما نفى الشك عن النفس اولا ثم تسليط اليقين عليها ثانيا لكن ينبغى ان يعلم ان نفى الشك
یعنی پہلی نفس مین سی شک جاتا رہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجہنا چاہئی کہ شک کا رفع ہونا

وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومجاربه وهى المعلومات التى جاء بها النبى
اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ٹہکانون کی نہین ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ

عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفى
علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہین پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر

عن قلبه امكان الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثانى وبه
اوسکی دل مین سی احتمال شک بہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنون کی ہوا

يحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهى فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال
اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر پرتوہ اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر

ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام
بہلائی کی وہ دیکہیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہیگا اور اوسکو یہہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہین جیسی کہانا

الى الشبع لا شك انه كما يحرص على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحرص على
واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اور اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی

تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلها وكثيرها ومن تحقق له ان نسبة المعاصى الى العقاب
طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہہ ثابت ہوا کہ نا فرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی

كنسبة السموم الى الهلاك لا شك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفا عن الهلاك كذلك
جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی

يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وكبيرها وصغيرها خوفا من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصى
نا فرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی

والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما فى المعاصى من المضرة حقيقة العلم لا يؤثرها الا ترى
اور فجور کی اختیار کرنی پر سوای فساد علم کی اور کچہہ نہین ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ مین ثابت ہی وہ معاصی کو کبہی نہین اختیار

ان من علم من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقى هو
کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمین زہر ملا ہی تو کبہی نہین کہائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ

الايمان الذى يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه فى الاخرة وعلى ترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه
ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسکی آخرت مین نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت مین ضرر دی پہر اگر ایسی نافع کو عمل مین نلاوی

فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان
اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہین ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہین ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی کانه یریها لا یسلك طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن بالجنة حقیقة الایمان
گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ جو دوزخ میں گرادی کبھی نہیں چلیگا چہ جای کہ اوسکی وصول میں کوشش کری ایسی ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتی کانه یریها لا یترك طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه
گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب میں کبھی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دلمین جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع ما یضره وجلب ما ینفعه یسرنا الله من الاعمال ما یوافق رضاه **المجلس الخامس**
جب امور دنیاوی میں مضر باتون سی کیسا اجتناب اور مفید باتون میں کیسی کوشش کرتا ہی اللہ تعالی ہمپر وہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق میں **پانچوین مجلس**

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز
ایمان کی لازم ہونی میں اون احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہین اور اونکی مخالفت

المخالفة فیه
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی
جایز نہین فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں محمد کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب
نبوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ولیس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بدلیل
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہی اس لئی

کون الیهودی والنصاری مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی هذا یدخل فیه جمیع اهل الملل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام باطل مذاہب والی بہی داخل ہین

الباطلة وتخصیص الیهود والنصاری بالذکر لیعلم انهما مع کونهما اهلی کتاب وصاحبی شریعة
اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئی کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا کانا من اهل النار بترك الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرهما ممن لم یکن له کتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلك فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہون گی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی

ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث
کہتی ہین ہر یک احکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہیں کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہین اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شہرت پکڑ چکی ہین ایسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان
ہر شخص بدون استدلال کی سمجھ لی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع
نفس الامر میں اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

ووجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه يتوقف

اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال ان مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر مین

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود البارى تعالى وصفاته او بدليل النقل

استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اور اوسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام

جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہریک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج في معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفي

اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالا ويشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلا حتى ان من لم يصدق بوجوب

مجمل لحاظ کئی جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السوال عنها وبحرمة الخمر عند السوال عنها لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا لكون

نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہوویگا کیونکہ

كل منهما مما علم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان

یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمنا وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمنا

اور اپنی زبان سی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی اور دلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی

وان لم يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قيل لهم الصلوات الخمس في كل يوم وليلة فرض عليك فان

اگرچہ اوسکو فرایض اور محرمات معلوم نہون پہر اگر اوسی کہا جاوی کہ ہر رات دن مین پانچ نمازین تجہہ پر فرض ہین پہر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتا على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجا عن الايمان وكذلك

اوسنی اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور ایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعي من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل

اور تمام فرایض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اور اگر

عليه مسئلة من مسائل الايمان يجب عليه في الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند الله تعالى

کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل مین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفي الى ان يجد عالما يعلم مسائل

حق ہی مین نی قبول کیا اور زبانسی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجملا اتنا اعتقاد تجب کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا مل آوی

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تاخير الطلب لقوله تعالى فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

اور سکہاوی پہر اوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچہہ لی اور جایز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچہہ لو یاد رکہنی والون سی اگر تم نہین جانتی ہو

ولا يكون معذورا بالتوقف فيما اشكل عليه بل يكون كافرا بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضروريات

اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سی ہی تو عمدا توقف کرنی سی کافر ہوجاویگا

الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كفرا مثلا من اشكل عليه وحدانية الله تعالى

کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت مین

او في ذاته

اوقدرته على شئ اوعلمه بكل شئ من الكليات والجزئيات اوحشر الاجساد اوحدوث العالم
یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات اور جزئیات پر یا ابدان کی پیدائش مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین

اونحو ذلك فقال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالى يثبت ايمانه الاجمالي لوجود التسليم والقبول
یا ایسی ہی کسی اور بات مین شبہ واقع ہوا پہر یہہ قایل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہیگا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی

اجمالا لكن ان لم يسئل عما اشكل عليه من هذه المذكورات بل انه اخر الطلب اولم يطلب اصلا
لیکن اگر اوسنی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی ڈال رکہا اور نہین پوچہا یا کبہی بہی نہ پوچہا تو اتنی تسلیم

لا يبقى مؤمنا بقوله اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالى بل يكون كافرا بترك السوال و
اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور

الطلب لان هذه المذكورات من ضروريات الدين يعلمها كل عاقل نشا بين المؤمنين والحاصل
تلاش کی کافر ہو جاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین سی ہین انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی

ان من اشكل عليه كون اله العالم واحدا اومتعددا ولم يمل قلبه الى واحد منهما يجب عليه
کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہو جاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی

ان يقول في الحال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالى ثم يجب عليه الطلب والسوال بلا توقف
کہ فورًا یہہ کہی مین نی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پہر اوسپر ترنت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی

ولا تاخير حتى لو اخر الطلب اوتركه ولم يعتقد كون اله العالم واحدا لا يكون مؤمنا بل يكون
اتنا کہ اگر اسنی اس تلاش کو ڈال رکہا یا چہوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہوگا بلکہ کافر ہوگا

كافرا وكذا من توقف في يوم القيمة اوفي الجنة اوفي النار اوفي الميزان اوفي الحساب اوفي الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط

اوفي الصحائف التي كتب فيها اعمال العباد اوفي شفاعة الشافعين لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا
یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکہی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی

لان التوقف والتردد ينافي التصديق المفسر به الايمان وتحقيقه ان الايمان في اللغة التصديق وهو
اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ

اذعان حكم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ينقل في الشرع الى معنى اخر بدليل
یقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی

انه عليه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غير استفسار ولا
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عرب سی گفتگو مین تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اوسنی تصدیق کی نہ معنی پوچہی نہ

افتقار الى بيان الا بحسب المتعلق وهو ما يجب الايمان به فبينه عليه الصلوة والسلام وفصله
بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہی سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچہہ تفصیل کی

بعض التفصيل حين جاءه جبرئيل عليه السلام على صورة رجل غريب وسأله عن الايمان فقال يا محمد اخبرني
جب کہ جبرئیل علیہ السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین آکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ

عن الايمان فقال عليه الصلوة والسلام الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله الى اخر الحديث
ایمان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه علیه الصلوة والسلام بین فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم

سو رسول صلی الله علیه وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بہروسے پر کہ اسکے معنوں کو وہ خوب جانتے ہیں

ثم قال هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق تبین نقله

پہر آپ نے فرمایا یہہ جبریل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا پس اگر ایمان کے معنی سوای تصدیق کے اور کچہہ منقول ہوتے تو وہ مشہور ہوتے

کما تبین نقل الصلوة والزکوة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم

جیسے منقول معنی صلوة اور زکوة وغیرہ کے مشہور ہیں اور نہیں تو یہہ ارشاد اوس امر کا ہوتا جسکو وہ نہیں سمجہتے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار

اور وہ لوگ بغیر پوچہے کیونکر مان لیتے اب ظاہر ہوگیا کہ ایمان میں باعتبار شرع کے لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما ارید به التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیة بگرویدن وفی الترکیة

متعلقات کی ہی معتبر ہیں جسکو فارسی میں گرویدن اور ترکی میں

بانانمق ثم التصدیق من ضرورته المعرفة والیقین فعلی هذا لا یتحقق تصدیق الرسول الا بعد

بانانمق کہتے ہیں پہر تصدیق میں معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکے موافق رسول کی تصدیق ثابت نہو گی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون المعجزة

جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہولے اور معجزہ کی دلالت رسولؐ کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارق للعادة اظهره علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة تصدیقا له فانه تعالی

ایک فعل ہے افعال الٰہی سے عادت کے برخلاف کہ اوسکو الله تعالی رسول صلی الله علیه وسلم کے ہاتہہ پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کے واسطے ظاہر کرتا ہے سو الله تعالی

باظهار المعجزة علی یده صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله

یہہ معجزہ رسول کے ہاتہہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچادے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

او سکوته وقد مثل العلماء ذلک بشخص قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی

یا سکوت سے علما نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہے مثلا ایک شخص بادشاہ کے دربار میں ایک جماعت کے سامنے کہڑا ہو کر کہے کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من

تمہارے حق میں فلانا فلانا حکم دیا ہے پہر اوس جماعت نے اوسکے صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہے کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں

الملک ان یخالف عادته یقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا شک ان

کہ برخلاف اپنی عادت کے میری کہنے سے تین بار اوٹہے اور بیٹہے پہر بادشاہ نے اوسکے کہنے سے وہ ہی کیا تو بیشک

ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری

بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسے اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا ریب ان

انکو جنہوں نے بادشاہ سے یہہ حرکت انکہوں دیکہی اور جس شخص نے نہیں دیکہا اوسکو اور لوگوں سے سنتے سنتے حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول علیه الصلوة والسلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه

یہہ مثال رسول علیه الصلوة والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکہنے والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر وقد وصل الینا بالتواتر

اور جو نہ دیکہے گا اوسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہہ خبر آچکی ہے

انه علیه الصلوٰة والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتی جری ذلك مجری الشمس فی الظهور فوجب
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہے
علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات
پھر اونکی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لائے ہیں واجب ہے اور وہ احکام یہ ہیں واجبات کا واجب ہونا
وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه امور الاخرة التی اول
اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی انہیں امور اخروی ہیں جسکی
منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة
منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے اور اوسمیں مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پھر وہ قبر یا چمن ہے جنت کی باغ کا
او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال
یا گڑھا ہے دوزخ میں کا پھر وہاں سے قیامت کے دن محشر کے میدان میں جانا پھر نامۂ اعمال کا دینا جسمیں تمام عمل بندوں کی لکھے ہونگی
العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب
پھر کسیکو دہنی ہاتھ میں دیا جاویگا اور کسیکو بائیں ہاتھ میں یا پس پشت سے پھر حساب کا ہونا پھر
المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاٰته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت
ترازو کھڑی کرنی اعمال تولنی کی لئے پھر جسکی نیکیاں بھاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہونگی وہ تو اچھی چین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر
حسناته وثقلت سیاٰته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فیمر بعضهم
اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوسکا ٹھکانا گڑھا ہے پھر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کی چلنی کی لئے پھر کوئی تو
کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی
مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑنی گھوڑے کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا
مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسال الله تعالی
اور کوئی گھسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ میں گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اوسکو ترت زنجیروں اور طوق میں قید کرینگی الٰہی ہمکو
ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین جمیع ما ذکر ان تصدیق الرسول علیه الصلوٰة والسلام لم یتحقق
ان تمام ہولوں سے محفوظ رکھیو اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق
الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلك المعجزة
بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سے جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزہ کی دلالت اوسکی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ یہ معجزہ
فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا
ایک فعل ہے افعال الٰہی سے اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الٰہی سے اس علم پر موقوف ہے کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد
متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده
قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہے کیونکہ معجزہ جب فعل ٹھہرا افعال الٰہی سے تو بیشک اوسکا عمل میں آنا وجود الٰہی
وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس
اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حواس کی وسیلہ سے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی طرح
والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم
تو محسوس نہیں ہے جو حواس کی وسیلہ سے معلوم ہو جاوےگا اور نہ علم وجود الٰہی کا ایسا بدیہی ہے کہ جیسا ہم دو کو ایک سے بڑھتی جانتی ہیں تاکہ بداہت سے

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان

معلوم ہوجاوی اب بجز استدلال کی مصنوع سی صانع پر اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہین ہی چنانچہ روایت ہی

اعرابيا سُئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير واثار الاقدام

کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الٰہی ثابت ہوجاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدہی پر اور پاؤنکا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا

چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پہر کیا برجون والا آسمان اور رستون والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہین کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد فى المسجد يوما

امام ابوحنیفہ دہریون کی حق مین مثل تیز تلوار کی تہی اور دہریہ اونکی قتل کی لئی فرصت کی تاک مین رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد مین بیٹہی تہی

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهمّوا بقتله فقال لهم اجيبونى عن مسئلة ثم افعلوا

ناگاہ دہریون کا غول ننگی تلوارین کہینچکر قتل کی لئی چڑہ آیا امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون فى رجل يقول انى رايت سفينة مشحونة بالاحمال

سو کرنا بولی وہ کیا بات ہی امام نی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی مین نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها فى لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهى من بينها تجرى مستوية

کہ دریا کی اندر موجون کا طماچہ اور مختلف ہواؤن کا صدمہ اوسپر پڑتا تہا پر وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا فى العقل قالوا لا هذا شئ لا يقبله العقل فقال

بدون ملاح کی جو تدبیر سی اوسکی خبرداری کری برابر بلا کہٹکہ چلی جاتی تہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہوسکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہین کرتی پہر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله ان سفينة اذا لم يجز فى العقل ان تجرى مستوية من غير ملاح

امام صاحب نی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملاح کی

يدبر امرها فى جريانها فكيف يجوز فى العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتغير اعمالها

جو تدبیر سی لی چلی برابر سیدہی درست نہین چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه

اطراف وسیع کناری الگ الگ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع

سب کی سب رو دئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہین اور اپنی تلوارین میان کرلین اور توبہ کرکر اونکی سامنی مسلمان ہوگئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت

حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر بہی کیا ہی بولا ہان پہر فرمایا اوس سفر کی سختیان بہی بہگتی ہین بولا ہان

يوما رياح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عنى ذلك

ایکروز ایسی تند آندہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی مین ایک تختہ پر چمٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع فى تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة

اور مین موجون مین غوطہ کہاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نی فرمایا تجھکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك

اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا تہا کہ یہہ بچا لیگا پہر جب تیری ہاتہہ سی یہہ سب چیزین چہوٹ گئین تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام کنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال ممن کنت ترجوها فسکت الرجل فقال جعفر
یا پہر بہی نجات کی امید باقی تہی بولا نجات کی امید باقی تہی فرمایا پہر امید کسنی تہی اب وہ زندیق چپ ہو رہا پہر امام جعفر نی فرمایا

ان الصانع هو الذی ترجوه فی ذلك الوقت من غیر شعورك به وهو الذی انجاك من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جسنی تو اوسوقت بہی نجات کی امید رکہتا تہا گو تجکو معلوم نہتا اور اوسہی نی تجکو ڈوبنی سی بچایا جب

سمع ذلك الرجل هذا الکلام منه قبل قلبه فاسلم بین یدیه فقد علم من هذا ان طریق معرفة
اوس شخص نی یہہ بات سنی دل سی مان اوٹہا اور اونکی سامنی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق

الله تعالی بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی

قل انظروا ماذا فی السموت والارض فمن ترکه یکون آثما لانه تعالی اعطی الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانون مین اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسیہی لئی دی ہی

لیستدل به علی وجوده تعالی وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة و
کہ وجود الہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور

الارادة والعلم والحیوة فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا بشکر نعمة العقل فیکون آثما فان لم یغفر
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار رہیگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشی

الله له فانه وان کان عاقبته الجنة لکن بعد ان یعذب بقدر ذنبه فعلی هذا یجب علی کل مؤمن
تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اب اس تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی

ان یعتنی فی معرفة الله تعالی ومعرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج
کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی

من التقلید ویکون من اهل الیقین لان المقلد لا یقین له اصلا لانه هو الذی لم یتفکر فی خلق
نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو

السموت والارض واختلاف اللیل والنهار حتی یعرف خالقه وسائر ما یجب علیه اعتقاده بل اخبره
آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو

احد بها وصدقه فیها ففی صحة ایمانه اختلاف بین العلماء واما الذین نشأوا فی دار الاسلام وسمعوا
کسینی کچہہ بتا دیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخص کی ایمان مین علما اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوی ہین اور

معجزات النبی علیه الصلوة والسلام وتفکروا فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنهار فلا اختلاف
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو

فی صحة ایمانهم لکونهم من اهل النظر والاستدلال ولا یشترط الاقتدار علی التقریر والتحریر ومجادلة
اونکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور

الخصوم ودفع شبهاتهم

المجلس السادس فی بیان من رضی بالله ربا وبالاسلام

بی دین کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اوسکا شبہ دفع کرنا کچہہ شرط نہین ہی چہٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو

دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان قال رسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ہذا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایمان کا مزہ اوس شخص نی چکھا جسنی خوشی سی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہہ

الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون

حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ جسکی دل مین طمانیت ہوئی خدا کی

اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد

ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرا رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نہ کری اور رسالت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منہا لا

صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرکر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص مین ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور مین سی کسی ایک پر بہی

یوجد فیہ الایمان لان الایمان فی الشریعۃ ہو التصدیق بالمعنی اللغوی وہو اذعان حکم المخبر وقبولہ

راضی نہوگا اوسمین ایمان کا پتا نہین کیونکہ شریعت مین ایمان سی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا

وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ

اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہین ہی نہین تو جسکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کری

الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونہم عالمین بصدقہ

وہ مؤمن ہوا کری اور یہہ امر غلط ہی اسلئے کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہین لائی اور نبی کو سچا جانتی تہی

کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ والذین اتینہم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم فدل

چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق مین نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جنکو دی ہمنی کتاب وہ جانتی ہین اوسکو جیسی جانتی ہین بیٹون اپنی کو

النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ہو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال

اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہین ہی بلکہ تصدیق کہتا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چہوڑکر اور اسہی پر اعمال

علیہ وہذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ہو الجزم المطابق لما فی نفس الامر

کی بنا ہی اور یہہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کہتا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ہو اعتقاد وتحقیق

بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق

ذلک علی ما ذکرہ الامام السنوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووہم

موافق تقریر امام سنوسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم

وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا او نفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم اولا والاول الذی

اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل مین اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہین ہی پہلی صورت مین

ہو وجود الجزم ان کان بسبب من ضرورۃ او برہان فہو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر

یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بداہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونو صورت مین یہہ حکم علم ہی اور اوسکو معرفت اور یقین بہی کہتی

سبب بل بتقلید محض فہو اعتقاد والثانی الذی ہو عدم وجود الجزم ان کان راجحا علی مقابلہ فہو ظن

دلیل سی حاصل نہین ہوا بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت مین یعنی اوسکی دل مین یقین کامل نہین تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہی

وان کان مرجوحا فہو وہم وان کان مساویا فہو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ

اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پچہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہین

لغير الجزم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجزم فهو

یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دونو قسم سی یعنی بداہت یا بدلیل حاصل ہو تو

العلم والمعرفة فالاجماع على صحته واما القسم الثاني من القسم الجزم وهو الاعتقاد فينقسم الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقادا صحيحا كاعتقاد

علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی

عامة المؤمنين المقلدين لائمة الدين والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقادا فاسدا وجهلا مركبا

عام مسلمانون کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین

كاعتقاد كافة الكفرين المقلدين لائمة الكفر فالفاسد اجمعوا على كفر صاحبه وكونه مخلدا في النار

جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤن کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی

واختلفوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بمحض التقليد والصحيح ان صاحبه يكون مؤمنا لكنه يكون

اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ

عاصيا بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب

نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالی کی مشیت مین ہی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کری

وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسئلة من

اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پہر جنت مین داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا

مسائل عقائد الايمان بدليل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد

ایک ہی دلیل سی سیکہی تاکہ اپنی دین مین صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہین

يخشى على صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالدلائل

اومین یہہ خوف ہی کہ اگر کچہہ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہی شبہ پیش آوی

لا يامن صاحبها من زوالها عند عروض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال

تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابل مین

بالتصميم اللساني فاني ينفعه والقلب الذي هو محل الايمان متحير يقول لا ادري فيدخل في زمرة

تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالین کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل

المنافقين الذين يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يعرفه

جو منہہ سی ایسی باتین بنایا کرتی ہین جو اونکی دلمین نہین ہوتی اسہی لئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يظهرون الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كنفاق الذين

بہی دلمین سمجہتا ہی یہہ نفاق اون شخصون کا ہی جو ظاہر مین لوگون کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دلمین کفر چہپا رکہتی ہین جیسی نفاق اونکا

كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معناهم من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرفه

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور زندیق اور ملحد انکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمات الايمان فيقولون

منافق دلمین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانون مین پیدا ہوتی ہین پہر اونسی ایمان کی باتین سن سناکر جیسی سنی

مثل ما سمعوا اتباعا وتقليدا حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصرى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل

ویسی ہی تقلیدًا بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقًا یہود یا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اور ویساہی کیا کرتی

فعلهم اتباعا وتقلیدا من غیر ان یلاحظوا من ای شیٔ خلقوا ولای شیٔ خلقوا لیعرفوا خالقهم وما امرهم به
یہہ لحاظ نہین ہوتا کہ ہم کہان سی پیدا ہوئی اور کس لئی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اوسکی امر

وما نهاهم عنه بانزال الکتب وارسال الرسل فیکونون من الذین یقولون اذا ماتوا ووضعوا فی القبر
اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بہیجی ہین پہچانی پہر وہ اون لوگون مین ہین کہ جب مرکر قبر مین جاوینگی

وسالهم منکر ونکیر لاندری سمعنا الناس یقولون قولا فقلناه فانهم اذا اتاهم الملکان فی القبر ینطقون
اور منکر نکیر اونسی سوال کرینگی تو جواب دینگی ہم کچہہ نہین جانتی ہم تو جو اورونسی سنتی تہی وہ ہی ہم بہی کہتی تہی کیونکہ انکی پاس گور مین جب دو فرشتی آوینگی

بما عندهم من غیر زیادة ولا نقصان لان الانسان فی ذلك المحل لا یترك کما فی الدنیا ان یتکلم بما لیس فی
تو بی کم وکاست وہی بول اوٹہین گی جو دلمین تہا اسلئی کہ انسان گور مین ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا مین تہا کہ زبان پر کچہہ اور اور دلمین کچہہ

قلبه بل ان کان عالما بالحق ینطق به وان کان شاکا فیه غیر عالم به یقول لا ادری کما کان یقول بقلبه
بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تہا تو کہیگا مین نہین جانتا جیسے کہ جیتی جی دلمین کہتا تہا

فی حال حیوته لا ادری وقد روی انه علیه السلام قال اذا کان یوم القیمة ینادی منادٍ من کان یعبد
مین نہین جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قیامت کی دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شیئا فلیتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القمر اتبعه ومن عبد الطواغیت اتبعها فیبقی هذه الامة
اب اوسکی ساتہہ رہی پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکی ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتہہ ہوگا اور جو بتون کی پوجا کرتا تہا اونکی ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت

وفیهم منافقوهم والمراد بالمنافقین فی هذا الحدیث لیس الذین عبدوا الاصنام فی منازلهم سرا واظهروا للناس
معہ اپنی منافقون کی باقی رہ جاویگی منافق سی مراد اسحدیث مین وہ لوگ نہین ہین جو اپنی گہرونکی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتی تہی اور مسلمانون کی

الاسلام فانهم یتبعون الطواغیت بمن اتبعها لانهم کانوا یعبدونها فیذهبون فی جهنم معها بل المراد بهم
سامنی اسلام ظاہر کرتی تہی یہہ لوگ تو بتون کی ساتہہ ہونگی کیونکہ یہہ تو بتون کو پوجتی تہی سو اونکی ساتہہ دوزخ مین جاوینگی بلکہ منافق سی مراد

الذین کان الریب فی قلوبهم وهم لا یعرفون ذلك لغلبة التقلید علیهم فان اکثر العوام بل کثیر ممن کان
وہ لوگ ہین جنکی دلمین تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اوسکو نہ سمجہی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ مین اکثر ایسی شخص

فی شکل العلماء فی هذا الزمان لا یعرف حال نفسه فیظن انه فی درجة المعرفة والیقین مع انه لم ینقن ایمانه
جو علماء کی صورت مین ہین اپنی حال سی خبردار نہین ہین وہ یہہ سمجہتی ہین کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہو رہا ہی اور اصل مین ایمان ہی

ولو بدرجة التقلید بل بعض المقلدین ینطق بکلمتی الایمان من غیر ان یعرف معناهما ولا ان یمیز بین
اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضی مقلد دونو کلمی ایمان کی زبان سی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنون سی واقف نہین ہین اور نہ اللہ مین

الله ورسوله لان اکثر الناس فی هذا الزمان لیسوا فی درجة الاعتقاد التقلیدی الصحیح المطابق بل هم
اور اوسکی رسول مین تمیز کرتی ہین کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہین ہی بلکہ اونکو

فی درجة الاعتقاد التقلیدی الفاسد الغیر المطابق لما فی نفس الامر وما ذلك الا لاندراس العلماء الراسخین
تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکا علم راسخ تہا

فی العلم وکثرة الضالین المضلین من الدجاجلة الذین ینتمون الی التصوف لقطع طریق الدین علی المسلمین
ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی دجال صفت متصوف بن کر بہت پہیل گئی شیطانی جال بچہا کر دین کی مسلمانون پر

بنصب حبائل الشیاطین لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون
رہزنی کرتی ہین چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ مین دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہون گی

یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ
ایسی حدیثین روایت کرینگی کہ نہ تمنی سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو اونسی اور دور کرو اونکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ مین مبتلا کردین

علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان جماعۃ من اہل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان
اس حدیث مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ مین جماعت مکار اور فریب باز

بزی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
علماء اور مشایخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہین ہم تمکو دین سکہاتی ہین اور راہ حق بتاتی ہین

الحق وہم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون
اور اصل مین جہوٹی ہونگی اور وضعی حدیثین روایت کرینگی اور فاسد عقیدی تمکو سکہا دینگی اور نئی باطل

لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلی
احکام تمہاری لئی گڑہ دینگی سو اونسی بچو اونکی پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردین اور فتنہ مین نہ پہنسا دین اس

ہذا کل من لم یجاہد نفسہ فی ہذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات
مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ مین علم دین کیواسطی جان سی کوشش نہ کریگا تو وہ بیخبر طریق بدعت اور کفریات پر مریگا

وہو لا یشعر بہا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکی اللہ تعالی عنہم بقولہ یوم یقول
اور اوس زمرہ مین داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہی جسدن کہینگی

المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم فانہم یقولون ذلک لکونہم
منافق مرد اور عورتین ایمان والون کو ٹہرو ہم بہی لیلین تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ ہی کہینگی کیونکہ یہہ

مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنۃ ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما قال اللہ تعالی
پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین گہوڑون پر سوار کہ دوڑی جنت مین لئی جاتی ہونگی اور اونکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ تعالی

یوم تری المؤمنین والمؤمنت یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل
جسدن تو دیکہی ایمان والی مرد اور عورتون کو دوڑتی چلتی ہی اونکی روشنی اونکی آگی اور اونکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور مین کوئی کہتا ہی

المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون
نور سی مراد روشنی ہی جسسی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہین کہ اونکو

نورہم علی قدر اعمالہم فمنہم من یؤتی نورہم کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناہم
اعمال کی موافق روشنی ملیگی بعضون کو برابر کہجور کی درخت کی اور بعضون کو بمقدار قد آدم اور کم سی کم

نورا من یکون نورہ علی ابہام رجلہ ینطفیء تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی
نور مین وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤن کی انگوٹہی پر روشنی ہوگی کبہی چمکتی کبہی بجہی ہوئی اور کوئی کہتا ہی نور سی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی

فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالہیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور
پہر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الہی کی ہوگی جسقدر دنیا مین حاصل کی ہوگی سو

فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الالات البدنیۃ والقوی
قیامت کی میدان مین سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا مین بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوی

الجسمانیۃ من الحواس الظاہرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہون گی کوئی اور نور نہین ہوگا پہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

القیمة مقدار ما اکتسبه فی الدنیا من المعارف الیقینیة ومن لم یکتسب فی الدنیا شیئا من المعارف
جتنی اسنی دنیا مین یقینی معارف حاصل کی ہونگی اور جسنی دینی معارف مین سی کچہہ حاصل نکیا ہوگا

الدینیة یبقی یوم القیمة فی ظلمة بلا نور علی ما روی عن ابی امامة انه قال یغشی الناس یوم القیمة
تو وہ قیامت کی دن اندہیری مین بی نور رہ جاویگا چنانچہ ابوامامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہین قیامت کی روز لوگون کو

ظلمة شدیدة ثم یقسم النور بینهم فیعطی کل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالی وعلمه له ویترك
تاریک اندہیرا ڈہانپ لیگا پہرا ونمین نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الٰہیہ کی نور ملیگا اور جو اللہ کی علم مین ہوگا اور

الکافر والمنافق فی ظلمة لا یعطیان شیئا من النور بل یحال بینهما وبین المؤمنین بان یضرب بینهم
کافر اور منافق تاریک اندہیری مین رہ جاوینگی کچہہ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ مین

سور دون جسر جهنم وفی الآیة السابقة اشارة الی ان المراد بالمنفقین المذکورین فیهما هم الشاکون
ایک دیوار جسر جہنم سی وری فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہین جو شک اور تردد مین گرفتار تہے

المرتابون الذین یصلون فی المساجد ویدخلون مع اهل الایمان فی مداخل الاسلام ولذلك قال الله تعالی
اور مسجدون مین نماز ادا کرتی تہی اور ایمان والون کی ساتہہ اسلامی مکانات مین آتی جاتی تہی اسہی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی

ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء
یہہ اونکو پکارینگی کیا ہم نہ تہی تمہاری ساتہہ وہ کہینگی البتہ پر تمنی بچلادیا آپ کو اور راہ دیکہتی رہی اور دہوکی مین پڑی اور بہکی امیدون پر آخر آگیا

امر الله وغرکم بالله الغرور فدلت الآیة علی انهم لم یعبدوا اصنما بل کانوا مع المؤمنین لکن لم یکونوا
حکم اللہ کا اور تمکو بہکادیا اللہ کی نام سی غرور نی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہین تہی بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتی تہی پر انہون نی

عارفین بما وجب علیهم معرفته حتی جاءهم امر الله الذی هو الموت فقال لهم یوم القیمة فالیوم
جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الٰہی حاصل نکی آخر حکم الٰہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کی دن یہہ حکم ہوگا سو آج

لا یؤخذ منکم فدیة ولا من الذین کفروا ماواکم النار هی مولکم وبئس المصیر فاذا کان کذلك ینبغی
تمسی نہین قبول فدیہ اور نہ کافرونسی تمہارا ٹہکانا دوزخ ہی وہی تمہارا رفیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو

للمؤمن المقلد ان لا یفتر ویستدل بقوة تصمیمه وکثرة عبادته انه علی الحق لتوجه النقض علیه
مقلد مؤمن کو لایق ہی کہ ہرگز سستی نکری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ مین حق پر ہون کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصمیم الیهود والنصاری علی اباطیلهم تقلید الآبائهم الضالین المضلین فان تصمیم المقلد علی کون
کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹہی باتون پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہی ہین اس لئی کہ مقلد کی تصمیم کسی

شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه فی دینه علی بصیرة لان جزمه
شی کی حقیقت پر اور اوسی نہ ٹلنا اگرچہ آرہ سی چیرا جاوی یہہ دلالت نہین کرتی کہ وہ اپنی دین مین بصیرت پر ہی کیونکہ اوسکا جزم

وتصمیمه علی کون شئ حقا لیس من حیث معرفته بکونه حقا بل من حیث نشاته بین قوم یدینون
اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینی حقیت کی نہین ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس شی کو

به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم کون شئ حقا سواء کان حقا او لم یکن الا تری ان مثل هذا
اور پیدایش اور ملاپ کو اشیا کی حقیت مین بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکہو ایسی ایسی

التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ولهذا قال بعض العلماء من جزم فی
تصمیم تمام جہل مرکبون مین ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسہیلئی بعضی علما کہتی ہین جو شخص

قلبه بكون شئ حقا ولم يدر لذلك الجزم سببا خاصا يرجع اليه فليس له في دينه بصيرة
اپنی دلمین کسی شی کو حق یقین کرلی اور اوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم نہو جسکی طرف رجوع کرین تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہین ہی

اذ لا ملازمة بين الجزم الاعتقادي وكون ما جزم به حقا واذا لم يكن بينهما ملازمة يجب عليه ان
کیونکہ اس اعتقادی یقین میں اور اوس شی کی حقیت مین کوئی علاقہ نہین ہی جب اون دونوںمین علاقہ نہوا تو پہر اوسپر واجب ہی کہ

ياتي بما يكون به بينهما ملازمة ليتميز ما كان عليه من الدين اهو حق ام لا حتى يكون في دينه على
اون دونوں مین علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہین تاکہ اوسکو دین کی

بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى
بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بجز نظر صحیح اور برہان کی براہت سی نہین ہوتی کیونکہ عادت الٰہی یون جاری ہی

ان يحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكفي في
کہ دلایل سی ہو براہت سی نہو اگر یہہ تمیز براہت سی حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کر لیا کرتی اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدليل الجملي الذي يحصل له به في الجملة العلم والطمانينة بعقائد
تقلید سی پاک ہونی مین مجمل دلیل بہی کافی ہی جسی کچہہ علم اور طمانیت عقاید ایمان مین حاصل ہوجاوی

الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادري سمعت الناس يقولون قولا ففلته ولا يشترط القدرة على
اتنا کہ اپنی دل مین یون نہ کہی کہ مین نہین جانتا لوگونسی جوبات سنتا رہا وہی مین بہی کہتا رہا اور یہہ شرط نہین ہی کہ اوس دلیل کو

ترتيبه على الوجه الذي يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدعة
علماء کی طور پہ موافق قواعد منطقی کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیونکی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان
اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ جب اوسکو اتنا سمجہہ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پہر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

يعبر عما في ضميره من ذلك الدليل الجملي ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من
دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کرین رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء يعجزون عن التعبير عما في ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامة والحاصل
علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہین پہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی

ان من اراد ان يعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو في مرتبة المعرفة ام في مرتبة التقليد
کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی مین آیا مجہکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابہی مرتبہ تقلید مین ہون اور آیا مین اپنی عقاید مین

وهل هو مصيب في عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة
صواب پر ہون یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقليد ليميز احدهما عن الاخر ويعلم ايهما حاصل له فالمعرفة هي الجزم الموافق لما عند الله تعالى
دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونون مین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الٰہی کی

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا
بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء كان موافقا لما عند الله تعالى او لم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان
برابر ہی کہ موافق علم الٰہی کی ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقا او باطلا

کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايهما حاصل له فيه فانه يعرف ما هو الحاصل له منهما

اب جو شخص ان دو نو حقیقت کو سمجھی پھر اپنی دلمین سوچی تو جان لیگا کہ اوسکو دونو مین سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اولا اقامة البرهان لتحصيل المعرفة

پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری تاکہ معرفت ایمانی

فی عقائد الایمان وثانیا البحث عن العقائد الصحیحة حتی یعلم هل کان مصیبا فی عقائده ام

عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پہ تہا یا نہین

لم یکن فان وجد نفسه علی الصواب فیها یشکر الله تعالی علی هذه النعمة العظیمة التی لا یکافیها

پھر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہین ہی شکر اللہ تعالی کا ادا کری

من متاع الدنیا وان لم یجدها علی الصواب فیها یفترض علیه ان یسعی فی تصحیح اعتقاده بالبرهان

اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اوسپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتی یحصل له النجاة من عذاب النار والدخول فی دار القرار یسرنا الله تعالی بفضله

تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی اور بہشت مین جانا میسر ہو الٰہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر

المجلس السابع

سا تو ین مجلس

فی بیان مؤمن به وبیان لزوم الایمان به اجمالا علی الاصح وتفصیلا

اون چیزون کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہئی اور اون پر ایمان مجملا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبرئیل علیه السلام حین جاءه علی

بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جبریل سی فرمایا جب اونکی پاس

صورة رجل غریب وسئله عن الایمان الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم

ایک مرد مسافر کی صورت مین آئی اور پوچھا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدر خیره وشره هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عمر بن الخطاب وهو

دن پر اور تو یقین کری نیک او بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث مین

جامع لاصول الدین وما یصح الاعتقاد علیه فان الاصل فی الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما

تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہئی سب مذکور ہین اسلئی اصل تمام اعتقادیات مین مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذکرت الملئکة وما عطف علیه لیتوصل الی معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضیها العقول

ملائکہ کا جو معہ معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پا لیتی ہین

السلیمة لکونها ثابتة فی فطرة بنی ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضی قوله تعالی فطرة الله التی

اسلئی کہ بنی آدم کی اصل فطرت میں ابتداء پیدایش سی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالی کی تراش اللہ کی جسپر

فطر الناس علیها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبیل الیها الا بتوفیق من الله تعالی

کہ تراشا آدمیوں کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی بجز توفیق الٰہی کی

بواسطة الانبیاء الذین وصل الیهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئکة بانزال الکتب فلذلك

بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتون کی اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسی لئی یہہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لطالب معناه من الاستكشاف

یہہ سب ایمان کی مفہوم مین داخل ہین اوراس حدیث مین سب مذکور ہین سو جو اسکی معنی کا طالب ہو اوسکو ضرور ہی کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة

ایمان کی تہہ کو ان چہون اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین مین بصیرت ہو

الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه

اول ایمان اللہ پر واجب ہی اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ اسکو موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم

واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اوسکی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده

وجود کا علم حواس سی حاصل ہونا ممکن نہین کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہین آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کی وسیلہ سی

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة

معلوم ہوجاوی اور نہ علم اوسکی وجود کا ایسا بدیہی ظاہر ہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہی تاکہ اوسکا علم بالبداہتہ خود بخود آجاوی

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث

بلکہ علم اوسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالیکا محتاج ہوکر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

دلالت کرتا ہی کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا بالضرور قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا علیم

والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما

اور حی ہونا چاہئی اسواسطی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو پہر وہ خود محدث کا محتاج ہوویگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم

محال ہین اور اگر واحد نہووی بلکہ کئی ہون تو آپسمین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا وجود نہو سکی

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان

اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کوئی شی بہی پیدا نہ کرسکی اسلئی

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء

کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی مین بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوسکتی اور ارادہ اوس شی کا

يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث

بدون علم کی نہین ہوسکتا اسلئی کہ پیدا کرنا کسی شی کا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون

يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا

حیات کی نہین ہوسکتین اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى

اوسکی وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چارون صفات سی موصوف ہونی پر اس لئی کہ اوسکی صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان

عقل سی وہی معلوم ہوسکتی ہین جن پر اللہ کی افعال موقوف ہین اور جن پر افعال موقوف نہین جیسی سمع اور بصر اور کلام سو جایز ہی

یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی

کہ انکی ثبوت پر کبھی عقلی دلیل قایم کرین اور کبھی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی تو یہہ ہی

بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال

کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی

وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی بتلك الصفات واما وجه

اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها

نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہہ ہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی

له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها

اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین

افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم

تاکہ اون افعال سی ان صفات کو ثابت کرین اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی جس سی یہہ معلوم ہو

انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها

کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی کمال کی ہین اللہ کا موصوف ہونا ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد بپیدا ہونگی

وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة الینا کمالا ان یکون

اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہہ ہماری حق مین ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا کہ

فی حقه تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان به الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بها العلم

اللہ کی ذات مین کمال ہون دوسری جسپر ایمان لانا چاہئی ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بوجودها لکن لا سبیل الی اثبات وجودها بدلیل العقل بل هو مما انعقد علیه الاجماع ونطق به

کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہین ہونا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور

الکتاب والسنة فان ظاهر الکتاب والسنة یدل علی وجودهم وکونهم اجساما لطیفة نورانیة

کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ فرشتی موجود ہین لطیف اور نورانی جسم

کاملة فی العلم قادرة علی الافعال الشاقة وعلی التشکل باشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة

علم مین کامل دشوار سی دشوار کار کر سکتی ہین اور مختلف صورتین بدل سکتی ہین اور نہ نر ہین

ولا الانوثة شانهم الطاعات ومسکنهم السموات وهم رسل الله علی انبیائه وامناؤه علی وحیه

اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہ ہی اللہ کی طرف سی انبیاء کی پاس بھیجی ہوئی آتی ہین اور وحی پر امین ہین

فمن ثبت تعیینه باسمه کجبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان به تفصیلا ومن

اور جن فرشتون کی تعیین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور

لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والثالث مما یجب الایمان به الایمان بالکتب والمراد من الایمان

جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جسپر ایمان واجب ہی کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بها العلم بکونها کلام الله تعالی انزل علی انبیائه وجملتها مائة واربعة کتب انزل منها علی آدم علیه السلام

کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابین ایک سو چار ہین اونمین سی حضرت آدم پر

عشر

عشر صحائف وعلی شیث علیه السلام خمسون صحیفة وعلی ادریس ثلثون صحیفة وعلی ابرهیم
دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر
علیه السلام عشر صحائف وعلی موسی علیه السلام التورٰیة وعلی داود علیه السلام الزبور وعلی
علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور
عیسی علیه السلام الانجیل وعلی محمد علیه الصلوة والسلام القران فما ثبت تعینه باسمه یجب
حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سی ثابت ہی
الایمان به تفصیلا وما لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والرابع مما یجب الایمان به الایمان
تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہی اور جسکی تعیین نام سی نہین ہی اوسپر اجمالی ایمان واجب ہی اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہی
بالرسل والمراد من الایمان بهم العلم بکونهم صادقین فیما اخبروا به عن الله فانه تعالی بعثهم
رسول ہین اور مراد رسولون پر ایمان لانی سی یہہ ہی کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبرون مین جو خدا کی طرف سی لائی ہین سچی ہین بیشک اونکو اللہ تعالی نی
الی عباده لیبلغوهم امره ونهیه ووعده ووعیده وایدهم بالمعجزات الدالة علی صدقهم اولهم
اپنی بندون کی پاس بہیجا تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچادین اور معجزات سی اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہین سب (الی یعنی)
ادم علیه السلام واخرهم محمد علیه الصلوة والسلام ولم یبین فی القران عددهم کم هم بل المذکور
آدم علیہ السلام ہین اور سب سی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مین اونکی گنتی نہین ہی کتنی ہین بلکہ قرآن مین
فیه منهم باسمه العلم علی ما ذکره بعض المفسرین ثمانیة وعشرون وهم ادم وادریس ونوح وهود
نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہی وہ یہہ ہین آدم اور ادریس اور نوح اور ہود
وصالح وابرهیم واسمعیل واسحق ویعقوب ویوسف ولوط وموسی وهرون وشعیب وزکریا
اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسی اور ہارون اور شعیب اور زکریا
ویحیی وعیسی وداود وسلیمن والیاس والیسع وذا الکفل وایوب ویونس ومحمد وذو القرنین وعزیر
اور یحیی اور عیسی اور داود اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذا الکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر
ولقمن علی القول بنبوة هذه الثلثة الاخیرة صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین قال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینون کی نبوت کی جو آخر مین ہین رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی
العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانه ونسائه وخدمه اسماء الانبیاء الذین ذکرهم الله تعالی فی
علماء کہتی ہین کہ ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی بچون اور عورتون اور غلامون کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نی
کتبه حتی یؤمنوا بهم ویصدقوا بجمیعهم ولا یظنوا ان الواجب علیهم الایمان بمحمد علیه الصلوة والسلام
اپنی کتاب مین کیا ہی سکہادی تاکہ وہ ان سب پر ایمان لادین اور سب کی تصدیق کرین اور یہہ خیال نہ کرین کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہی
فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمه فی القران او لم یذکر واجب علی المکلف فمن
اور کا نہین کیونکہ ایمان تمام انبیا پہ لانا قرآن مین اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہی پہر جسکی
ثبت تعیینه باسمه یجب الایمان به تفصیلا ومن لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والخامس
تعیین نام سی ہوگئی ہی اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جسکا نام معلوم نہین اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچوین شی
مما یجب الایمان به الایمان بالیوم الاخر والمراد من الایمان به العلم بما یکون فیه من احوال
جسپر ایمان لانا واجب ہی قیامت کا دن ہی اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سی مراد ہی یقین کرنا اون حالات

الاخرة التی اول منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر وهما ملکان

اخروی کا جو اوس روز گذرینگی جسکی منزلون مین سی پہلی منزل قبر ہی اور اوسمین زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دونو فرشتی

مهیبان یُقعدان العبد فی قبره ویسألانه عن ربه وعن دینه وعن نبیه ویقولان له من

ہیبت ناک صورت قبر مین مردہ کو بٹھا کر اوس سی پوچھتی ہین پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہینگی کون ہی

ربك وما دینك ومن نبیك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وُفّق الی الجواب یکون قبره

تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور انکا یہہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور

روضة من ریاض الجنة ومن لم یوفق الی الجواب یکون قبره حفرة من حفر

ایک چمن ہی بہشت مین کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخین کا

النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الی الموقف قاموا فیه

پہر جب بنی آدم کو قبرون مین سی اوٹہا کر موقف مین لیجائین گی اور وہ اوسجگہہ کہڑی رہینگی

ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب یؤمر بالکتب التی کتبها الکرام الکاتبون لان

جسقدر مرضی اللہ کی ہوگی ننگی پانو ننگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا جو کرام کاتبین نی لکہہ رکہی ہین اسلئی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا یکونون ذاکرین لاعمالهم فیؤتون کتبهم لیقفوا علی اعمالهم فمنهم من

کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبرون مین سی اوٹہائی جاوینگی تو اونکو اپنی اعمال کچہہ یاد نہون گی اسواسطی اونکو نامۂ اعمال دئی جاوینگی تاکہ اپنی اعمال سی خبردار ہوجاوین

یؤتی کتابه بیمینه وهم من السعداء لان اخذ الکتب بالیمین علامة دخول الجنة وعدم الخلود

نامۂ اعمال داہنی ہاتہہ مین ملینگی وہ تو سعید ہون گی کیونکہ نامۂ اعمال کا داہنی ہاتہہ مین لینا بہشت مین جانی کی اور دوزخ مین ہمیشہ

فی النار ومنهم من یؤتی کتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من الاشقیاء فاذا وقف الناس

نرہنی کی نشانی ہی اور بعضون کو نامۂ اعمال بائین ہاتہہ مین ملیگی یا پس پشت کی طرف سی اور وہ شقی ہونگی جب بنی آدم اپنی اعمال سی خبردار

علی اعمالهم یحاسبون بها فاذا انقضی الحساب ینصب المیزان لوزن الاعمال اذ بالحساب

ہوجاوینگی تو پہر اونسی حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کی جاوی گی اسلئی کہ حساب سی

یعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال

معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملون مین سی کونسا مقبول ہی اور کونسا مردود ہی اور کونسا اعمال بد مین سی معاف ہوا

السیئة وما هو المواخذ بها وبالوزن یطلع علی ما یتوجه الیه من الثواب والعقاب ویعلم مقدار

اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السیئة ولذلك یکون

ثواب کا اعمال نیک مین سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد مین سی قابل دارگیر کا اسیلئی

بعد الحساب نصب المیزان وقد ورد فی الخبر ان احدی کفتیه من نور واخری من ظلمة فالکفة

میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث مین مذکور ہی کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ پس وہ

المنیرة للحسنات والکفة المظلمة للسیئات والناس فی الاخرة علی ما قال علماءنا ثلثة اصناف

روشن پلڑا واسطی نیکیون کی ہی اور سیاہ پلڑا واسطی بدیون کی اور بنی آدم آخرت مین موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

کفار ومتقون ومخلطون اما الکفار فیوضع کفرهم فی الکفة المظلمة فلا یوجد لهم حسنة حتی

نری کفار ہیں اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی مین رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

نوضع

توضع فی الکفۃ الاخری فتبقی فارغۃ فترفع لفراغہا وخلوّہا عن الخیر فیامر اللہ تعالی بہم الی

پلڑی مین رکہا جاوی ناچار وہ خالی رہ جاویگا پہر اوبہر کہڑا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر تب حکم ہوگا اللہ تعالی کا

النار واما المتقون فہم الذین لا کبائر لہم فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وصغائرہم ان کانت

اونکی حق مین دوزخکا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہین ہوئی اونکی حسنات روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اونکی گناہ صغیرہ اگر

لہم الصغائر فی الکفۃ الاخری فلا یجعل اللہ تعالی لتلک الصغائر وزنا وتثقل الکفۃ النیرۃ حتی

بالفرض ہون گی تو دوسری پلڑہ مین سو اللہ تعالی اون صغائر کو ہلکا ہی وزن کر دیگا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاویگا

لا تبرح من مکانہ وترفع الکفۃ المظلمۃ ارتفاع الفارغ الخالی واما المخلطون وہم الذین ارتکبوا

کہ اپنی جگہہ سی نہین اُبہریگا اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ کبیرہ گناہ کرتی رہی

الکبائر ولم یتوبوا عنہا فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وسیاتہم فی الکفۃ المظلمۃ فیکون

اور توبہ نکی سو اونکی حسنات تو روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اونکی اعمال بد سیاہ پلڑی مین

لکبائرہم ثقل فمن کانت حسناتہ اثقل ولو بصؤابۃ یدخل الجنۃ ومن کانت سیاتہ اثقل و

اونکی کبائر مین بوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ بہشت مین جاوینگی اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی

لو بصوابۃ یدخل النار الا ان یعفو اللہ تعالی لان مذہب اہل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات

اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ دوزخ مین جاویگا یا اللہ معاف فرماوی کیونکہ مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ بندہ اگر عبادات

کامثال الجبال ثم کانت لہ مخالفۃ واحدۃ فہو فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء یعاقبہ علیہا ثم

پہاڑ کی برابر لاوکری پہر اوسکی اعمال مین کوئی گناہ بہی ہو تو وہ مشیت الہی مین ہی اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر

یعطیہ ثواب طاعاتہ وان شاء یغفرہا لہ ولا یعاقبہ علیہا ہذا اذا کانت الکبائر فیما بینہ وبین

اوسکو ثواب عبادات کا عطا کری اور اگر چاہی معاف کردی اور کچہہ عذاب نکری یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبایر حقوق الہی ہون

اللہ تعالی واما اذا کانت علیہ تبعات وکانت لہ حسنات کثیرۃ فبقدر جزاء التبعات ینقص

اور اگر اوسکی ذمہ پر حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثرت سی ہون تو بہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسناتہ فاذا لم یبق لہ حسنۃ لکثرۃ ما علیہ من التبعات یحمل علیہ من اوزار من ظلمہ

ثواب حسنات کا گہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نہ بچی گا بسبب کثرت حقوق عباد کی تو اوسپر مظلوموں کا بوجہہ ڈالا جاویگا

ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا ولہ خصم واحد بنصف دانق لا یدخل

پہر سب کی بدلہ عذاب کہینچیگا اسلئی کہ کہتی ہین اگر ایک شخص کی پاس ستر نبیوں کا سا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو آدہی دانق کا تو وہ بہشت مین

الجنۃ حتی یرضی خصمہ وقیل یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ نتعطی للخصم ذکرہ القشیری

نہین جاسکتا بدون راضی کئی مدعی کی اور کہتی ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب سنر مقبول نمازون کا پہر اوس مدعی کو دیوینگی قشیری نی

فی التحبیر اذا تقرر ہذا فالصنفان الاولان ہما المذکوران فی القرآن لانہ تعالی لم یذکر فی آیات الوزن

تحبیر مین ذکر کیا جب یہہ بات ٹہر چکی تو دونو پہلی قسمین وہ ہی قرآن مین مذکور ہین اسلئی کہ اللہ تعالی نی نہین ذکر کیا وزن کی آیتون مین

الا من ثقلت موازینہ ومن خفت موازینہ وقطع لمن ثقلت موازینہ بکونہ من المفلحین

سوا اوسکی جو بوجہل ہون وزن اوسکی اور جو ہلکی ہون وزن اوسکی اور حکم کردیا جسکی وزن بوجہل ہون کہ سعادت مند وہی ہے

وفی العیشۃ الراضیۃ ولمن خفت موازینہ بخلودہ فی النار بعد ان وصفہ بالکفر وبقی الذین

اور آرام پسندیدہ مین ہی اور جسکی وزن ہلکی ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ

خلطوا عملا صالحا واخر سیئا فبینہم النبی علیہ السلام حیثما ذکرانفا ثم ینصب الصراط علی جهنم
جنہون نی اعمال نیک اور بد کو ملادیا سو اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کیا ابہی ذکر آچکا پہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی
قال بعض العلماء یکون طرفہ الاول فی ارض القیمۃ وطرفہ الاخر فی ارض الجنۃ وارض القیمۃ تکون
بعضی علماء یہہ کہتی ہین کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان مین ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین مین ہوگا اور قیامت کا میدان
علی النار ویکون اجتماع الخلائق باسرہم علیہا وتفور النار حتی تعلو من جوانبہا وتحیط باهل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوہ تمام خلقت کا اوسہی جگہہ ہوگا اور جوش مین آویگی آگ اتنا کہ اوبہرجاویگی ہرطرف سی اور گہیرلیگی اہل محشر کو
حتی لا یبقی للجنۃ طریق الا الصراط فلا یکون الذهاب الی الجنۃ الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
اتنا کہ جنت مین جانیکا کوئی راستہ نہ بچیگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت مین جانیکی نہوگی سوائی صراط پر کو اور حدیث مین آیا ہی
انہ ادق من الشعر واحد من السیف ویجوزہ الناس بقدر اعمالہم یجوز بعضہم کالبرق الخاطف وبعضہم
کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذرینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گذرجاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی
کالریح العاصف وبعضہم کالفرس الجواد وبعضہم یعدو عدوا وبعضہم یمشی مشیا حتی یکون اخر
مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیزرو گہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہونگی اور بعضی چلتی ہوئی جاتی ہونگی ایسا کہ سب سی پچہلا
من یجوزہ یحبو حبوا فیقول یا رب ابطات بی فیقول الرب تعالی لم ابطئ بک انما ابطی بک عملک وبعضہم
جاویگا گہسٹتا ہوا یہہ عرض کریگا یارب تو نی مجہکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا مین نی تجہکو دیر نہین لگائی تجہکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی
یجر رجلاہ ویتعلق یداہ وبعضہم یسقط علی وجہہ الی جہۃ النار ویتلقونہ الزبانیۃ بالسلاسل
اپنی پانو کہینچتی ہونگی دونو ہاتہون سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گرپڑینگی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر
والاغلال ویقولون لہ اما نہیت عن کسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
اور طوق مین جکڑلینگی اور اوسی کہینگی کیا تجکو کسبی منع نہین کیا تہا اعمال بد سی کیا تجہکو ڈرایا نہین تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کرلی او مسکین جب
نظرت الی جہنم وانت علی الصراط مع ضعف حالک وثقل اوزارک علی ظہرک والخلائق بین یدیک
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہون کا تیری کمر پہ اور تمام خلق تیری سامنی
کیف یتزلزلون وینکبون فتعلو رجلہم وتسفل رؤسہم الی جہۃ النار ومما یکون فی الیوم الاخر من احوال الاخرۃ
کیونکر اترینگی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہوجاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا
الشرب من الحوض فان لکل نبی حوضا یشرب منہ مع امتہ وحوض نبینا علیہ الصلوۃ والسلام اکبر
حوض مین سی پانی پینا ہی ہرہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمین سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سی بڑا
من غیرہ متسع الجوانب والزوایا مقدار مسیرۃ شہر کما روی عن عبد اللہ عمرو بن العاص انہ علیہ
ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا
الصلوۃ والسلام قال حوضی مسیرۃ شہر وزوایاہ سواء وماءہ ابیض من اللبن واحلی من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائمہ مین اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین
ریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منہ فلا یظمأ ابدا فقد دل ہذا الحدیث
اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستارون کی جسنی اوسمین سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث یہ دلالت کرتی ہی
علی ان من شرب منہ لا یعذب بالعطش ابدا لکن یزاد عنہ من بدل وغیر لما روی عن سہل بن
کہ جسنی اوسمین سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہودیگا لیکن ہٹادئی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہون نی دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی اسلئی کہ روایت ہی سہل

سعد انه علیه الصلوٰة والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علیّ یشرب ومن شرب لا یظمأ ابدا

سعد سی که فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی میں تمہارا میر منزل ہون حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہوگا

لیردن علیّ اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال لا تدری ما احدثوا

البته آوینگی مجهه تک وه قوم که میں اونکو پہچانونگا وه مجهی پہچانینگی پہر میری اور اونکی بیچ میں پردہ ہوجائیگا میں کہونگا یہه تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں انہوں نی

بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی فانه علیه السلام انما یعرف امته فی ذلک الیوم لورودهم

بعد آپ کی پہر میں کہونگا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی الله علیه وسلم اسی پہچانینگی اپنی امت کو اوس روز که وه آوینگی اپکی پاس

علیه غرا محجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفة انه علیه السلام قال حوضی هو اشد بیاضا

ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفه سی که فرمایا نبی صلی الله علیه وسلم نی میرا حوض البته بہت سفید ہی.

من الثلج واحلی من العسل وانیته اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنه کما یصد الرجل ابل

برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزه بہت زیاده ہیں ستارونکی گنتی سی اور میں البته روکونگا غیر لوگوں کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص

الناس عن حوضه قالوا یا رسول الله انعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم

غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول الله کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہاں تمہاری چہره ایسی ہونگی جو کسیکی تمام امتوں میں سی نہونگی

تردون علیّ غرا محجلین من اثر الوضوء فهذه الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمة حقا لکن

تم میری پاس آوگی ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہہ ہوا که قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن

اختلف فیه هل هو قبل الصراط او بعده وهل هو قبل المیزان او بعده فقال بعضهم انه یکون بعد الصراط

اختلاف اسمیں ہی که آیا وه صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وه میزان سی پہلی ہیں یا پیچہی سو بعضی کہتی ہیں که حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منه لانه علیه السلام قال من شرب منه لا یظمأ ابدا وقد

کیونکه اگر وه موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نه جاتا جو اوسمیں سی پی لیتا اسواسطی که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا ہی جو اوسمیں سی پیویگا کبھی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الایمان فمتی یکون

بیشک یہه ثابت ہی که بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پہر اوسمیں سی نکلینگی بسبب ایمان کی پہر اونکو پینا کب میسر ہوگا

شربهم منه وهذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انه یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان

اور یہه قول صحیح نہیں ہی بلکه صحیح یہه ہی که حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلئی

الناس یخرجون من قبورهم عطاشا فذلک یقتضی ان یکون الحوض قبلهما وقد روی البخاری عن

که بنی آدم قبروں میں سی پیاسی نکلینگی اسی معلوم ہوتا ہی که حوض ان دونو سی پہلی ہوگا اور بخاری نی روایت کی ہی

ابی هریرة انه علیه الصلوٰة والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل

ابو ہریره سی که فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہونگا چانچک ایک گروه پیدا ہوگا ایسا که جسمیں اونکو پہچانونگا تو

من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدک

میری اور اونکی بیچمیں ایک شخص آجاویگا وه شخص کہیگا اونسی چلو میں پوچہونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا انکا کیا حال ہی کہیگا یہه لوگ پہر گئی تہی بعد آپ کی

علی ادبارهم قهقری ثم اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت

پیر پشت اولٹی پاؤوں پہر چانچک ایک گروه ہوگا ایسا که جب میں اونکو پہچانونگا پیدا ہوویگا ایک شخص بیچمیں میری اور اونکی وه اونسی کہیگا چلو میں پوچہونگا

الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا علی ادبارهم فلا اری یخلص منهم الا مثل

کدہر کو وه جواب دیگا دوزخ میں قسم الله کی میں کہونگا کیا حال ہی انکا وه کہیگا یہه پہر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھی که بچی کوئی اونمیں سی مگر مانند

همل النعم یعنی ان من ینجو منهم قلیل قلة النعم الضالة علی ان الهمل بفتحتین جمع هامل وهو الضال
کم گشتہ اونٹ کی مراد یہہ ہی کہ جو بچین گی اونمین سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ کم گشتہ کیونکہ ہمل ساتہہ زبر ہا اور میم کی هامل کی جمع ہی اور اوسکی معنی کہوئی ہوئی

من الابل قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا الحدیث مع صحته ادل دلیل علی کون
اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستادسی نقل کرکر کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بڑی قوی دلیل ہی اسکی

الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط ممدود علی جهنم یجاز علیه فمن جازه یسلم من النار فلا یکون
کہ حوض موقف مین صراط سی پہلی ہوگی اسلئی کہ صراط دوزخ کی اوپر بچہایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاوینگی پہر جو شخص اوسپر سی گذر گیا تو دوزخ سی بچ گیا

له رجوع الیها ابدا فکیف یصح ان یدعی الیها وکذا حیاض الانبیاء تکون فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہر وہ کب ہٹ کر آویگا حوض پہ پہر کیونکر ہوسکتا ہی کہ اوسکو حوض پر بلاوین اور ایسی ہی حوضین اور نبیون کی موقف ہی مین ہونگی اسلئی کہ ابن عباس

انه علیه الصلوة والسلام سئل عن الوقوف بین یدی الله تعالی هل فیه ماء قال والذی نفسی بیده
روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالی کی آیا اوسجگہہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ مین

ان فیه الماء وان اولیاء الله لیردون حیاض الانبیاء ویبعث الله تعالی سبعین الف ملك بایدیهم
بیشک وہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیون کی حوضون پہ پانی پیوین گی اور اللہ تعالی ستر ہزار فرشتی بہیجیگا اونکی ہاتہون مین

عصی من النار یذودون الکفار عن حیاض الانبیاء وهذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاٹہیان ہونگی کفار کو نبیون کی حوضون پرسی ہٹا دینگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حوض تمام نبیون کی

الموقف فیلزم منه ان یکون حوض نبینا فی الموقف ایضا وما ذکر من انه لو کان فی الموقف لما دخل
موقف مین ہونگی اسی لازم آتا ہی کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی موقف مین ہو اور یہہ جو کہتی ہین کہ اگر حوض موقف مین ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیة الله تعالی
دوزخ مین نجاتا جو شخص اوسمین سی پانی پی چکتا تو اسکا جواب یہہ ہی بیشک جو شخص اوس حوض مین سی پیویگا اہل کبیرہ مین سی اگر وہ دوزخ مین داخل ہوگا مشیت الہی سی

لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفه واما الذین بدلوا وغیروا واحدثوا ما لیس فی شریعته علیه السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہین ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کو نہ جلاویگی اور وہ لوگ جنہون نی دین کو بدلا اور پلٹ ڈالا اور بدعتین پیدا کین جو شریعت نبوی مین نہین ہین

فان کان تبدیلهم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانهم قد یتعدون عن الحوض فی حال ثم یشربون منه
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی مین ہی اور اعتقاد مین نہین ہے تو ایسی لوگ ردکی جاوینگی حوض سی ایک وقت پہر پیوین گی اوس حوض سی

بعد المغفرة وان کان تبدیلهم فی الاعتقاد اختلف فی خلودهم فی النار ومن المعلوم قطعا ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد مین ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونین اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا الکافر وقد ثبت ان المطرودین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرون الایمان ویضمرون
سوا کافر کی کوئی نہین ہی اور بیشک یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ حوض پرسی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہونگی ایک تو منافق جو ظاہر مین ایمان جتلاتی تہی اور دلمین

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمة واعوانهم علی ما
کفر چہپاتی تہی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کبیرہ ظاہر کرنیوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور انکی مددگار اسلئی

روی عن کعب بن عجرة انه علیه الصلوة والسلام قال له یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امراء
کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجکو خدا کی پناہ اون امیرون سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابهم فصدقهم فی کذبهم واعانهم علی ظلمهم فلیس منی ولست منه
جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ پر گیا اور اونکی جہوٹی باتونکو تصدیق کیا اور ظلم مین شامل ہو کر مددگار بنا نہ وہ میرا اور نہ مین اوسکا

ولا یرد

ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابہم ولم یصدقہم فی کذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فہو منی وانا منہ

اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگیا اور نہ اونکی جہوٹھی باتون کی تصدیق کی اور نہ ظلم پر اونکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور مین اوسکا

ویرد علی الحوض یسر الله تعالی الورود علیہ والنجاة من النار والسادس مما یجب الایمان بہ الایمان

وہ ہی حوض پر آویگا الہی آسان کر ہمپر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چہٹی شئی جسپر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی

بالقدر والمراد من الایمان بہ العلم بکون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنفع والضر والاسلام

اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم مین گذرتی ہین نیک اور بد اور فایدہ اور نقصان اور اسلام

والکفر والطاعة والعصیان والربح والخسران والارادات والخطرات والحرکات والسکنات بقضاء

اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہہ سب حکم

الله تعالی وقدرہ فعلی ہذا کان الظاہر ان یذکر الایمان بالقضاء ایضا وانما لم یذکر لکون الایمان

الہی سی اور اوسکی اندازہ سی ہین اس تقریر کی موافق ایمان قضا پر بہی ذکر کرنا مناسب تہا پہر جو ذکر نہین کیا تو اس لئی کہ ایمان

بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالا والقدر

تقدیر پر بعینہ ایمان قضا پر ہی اسلئی کہ قضا تو وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ مین مجملا اور قدر

تفصیل القضاء السابق بایجاد تلک الموجودات فی المواد الخارجیة واحدا بعد واحد وقیل القضاء

تفصیل اوسی پہلی قضا کی ہی باعتبار پیدایش اوسی موجودات کی مادہ خارجی مین ایک کی بعد ایک آگی پیچہی اور بعضی کہتی ہین قضا نام ہی

ہو الارادة الازلیة والعنایة الالہیة المقتضیة لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق

ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوا ہی اور تقدیر متعلق ہونا

تلک الارادة بالاشیاء فی اوقاتہا الخاصة بہا قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف علم

اوسہی ارادہ کا تمام اشیا سی اونکی وقتون پر جو اونکی لئی مقرر ہوچکی ہین امام فخر الدین رازی سورۂ یوسف کی تفسیر مین کہتی ہین سمجہ لی

ان الانسان مامور بان یراعی الاسباب فی ہذا العالم فانہ مامور غالبا بان یحذر من الاشیاء المہلکة

کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم مین رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جاکہ بچتا رہی مہلک چیزون سی

والاغذیة المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انہ مع ذلک ینبغی لہ

اور ایسی غذاءون سی جو ضرر کرین اسطرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کرکر منفعت کی شیا حاصل اور مضر چیزون کو دفع کری پہر تو بہی انسان کو لایق یہہ ہی

ان یکون جازما بانہ لا یصل الیہ الا ما قدر الله لہ ولا یحصل لہ الا ما ارادہ الله لہ فقول یعقوب

کہ یہہ یقین کری کہ مجہکو وہی ملیگا جو اللہ نی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجہکو کبہی نہین حاصل ہوگا سواء اوسکی جو اللہ نی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب

النبی علیہ السلام لبنیہ لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الی رعایة

علیہ السلام کا جو اپنی بیٹونسی فرمایا تہا تم سب ایک دروازہ مین سی نہ جانا اور الگ الگ دروازون سی جانا اشارہ ہی واسطی

الاسباب المعتبرة فی ہذا العالم وقولہ وما اغنی عنکم من الله من شئ اشارة الی التوحید المحض

استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم مین معتبر ہین اور قول اونکا اور مین نہین بچا سکتا تمکو اللہ کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خالص توحید کی

وعدم الالتفات الی الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سوالا وہو ان الله تعالی

اور توجہ نکرنا اسباب پر اور امام غزالی نی احیا کی کتاب الشکر مین یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالی نی

قد امرنا ان نعمل لہ والا فنحن ملومون ومعاقبون علی العصیان مع کون الکل من الله تعالی

بیشک ہمکو امر فرمایا کہ اوسکی اطاعت کرین اور نہین تو ہم قابل سرزنش اور عذاب کی ہین نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہوسکتا ہی

ولیس الینا شئ فکیف نذم وکیف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعید من الله تعالی سبب لحصول
ہماری اختیار مین کچھہ بہی نہین ہی بہلا کہو ہمکو کیون سرزنش ہی اور کیون عذاب ہوتا ہی بہر اوسنی یہہ جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی
الاعتقاد فینا وحصول الاعتقاد سبب لهیجان الخوف وهیجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الٰہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چہوٹتی ہی اور
الشهوات سبب للوصول الی جوار الله تعالی والله سبحانه وتعالی مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چہوٹنی سی قرب الٰہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی
فمن سبق له السعادة فی الازل یتیسر له هذه الاسباب حتی یقوده سلسلتها الی الخیر ومن لم یسبق
پہر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہوجاتی ہین آخر کو وہی سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جسکو
له السعادة یکون بعیدا عن سماع کلام الله تعالی وکلام رسوله وکلام العلماء واذا لم یسمع لا یعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الٰہی سنی اور نہ کلام اوسکی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب کچھہ نسنی تو بی علم رہا
واذا لم یعلم لا یخاف واذا لم یخف لا یترك الرکون الی الدنیا وشهواتها واذا لم یترك الرکون الی الدنیا
اور جب بی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچھہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا ہوس کب چہوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت
وشهواتها یکون من حزب الشیطان وان جهنم لموعدهم اجمعین

المجلس الثامن فی بیان من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من المطیع للرسول علیه السلام

اور اوسکی ہوا ہوس دلین سی نہ گئین تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹہکانا ہی مجلس آٹہوین بیان مین
اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیه السلام کی فرمان بردارون

والمخالفة له قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قالوا
اور مخالفون مین سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخصکی جو منکر ہوا
ومن ابی یا رسول الله قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی هذا الحدیث من صحاح
منکر کون ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا نمانا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواه ابو هریرة والمراد بالامة فیه یحتمل ان تکون امة الدعوة فعلی هذا فالابی هو الکافر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین
فیکون المعنی ان کل من امن بما جئت به من عند الله تعالی یدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو مین اللہ کی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونی دوزخ کی
او بعد الخروج منها ومن ابی وامتنع عن الایمان بما جئت به من عند الله تعالی لا یدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اللہ کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا
اصلا بل یبقی فی النار ابد الاباد ویحتمل ان یکون المراد بالامة امة الاجابة فعلی هذا فالابی هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو
العاصی من امته علیه الصلوة والسلام فیکون المعنی من اطاعنی بعد ما امن بی وتمسك بسنتی
گناہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اللہ علیه وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا مجہہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا
وعمل بشریعتی یدخل الجنة ولا یدخل النار اصلا ومن ابی بعدما امن بی وامتنع عن تمسك بسنتی
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والعمل

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیئة الله تعالی ان شاء یعفو عنه
اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت مین ہی چاہی اوسکو معاف کر کی
ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذب به فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہر اوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری
الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانه ودنیاه یکون
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو
الجنة منزله وماوله ومن تمادی فی غیه وعصیانه وارخی فی الدنیا زمام طغیانه ووافق
جنت اوسی کا گہر اور ٹہکانا ہی اور جو شخص کہپا رہا اپنی کجی اور نا فرمانی مین اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا
هواه فی لذاته وشهواته یکون النار اولی به اذ قال الله تعالی فاما من طغی واثر الحیوة الدنیا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین تو دوزخ اسیکی لئی سزاوار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو
الجحیم هی الماوی واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی وروی عن
دوزخ ہی ہی ٹہکانا اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ٹہکانا اور روایت ہی
ابی هریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یا رسول الله قال من لم یعمل
ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی
لله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیته فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام
خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا چالاک عاقل
قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه
وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچہی پڑا رہا اور اللہ سی بیجا آرزو مانگی پس
علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
رسول علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی
الله تعالی ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الاخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالی
اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہ لی آخرت مین حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر عمل مین آئی تو اللہ کا شکر بجا لادی
وان وجدها عملت شرا یستغفر الله تعالی ویتوب الیه ویتاسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری
لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه فی جمیع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار رہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی
فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحمق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیره
یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور اپنی خواہش حاصل کرنیمین کوشش کری اور وہ تسپر بہی کہ
فی طاعة ربه واتباع شهوات نفسه یتمنی علی الله تعالی فهذا هو الغرور لانه تعالی امر ونهی ثم
اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزوئین مانگتا ہی پس غرور یہہ ہی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی امر بہی کیا اور نہی بہی کی پہر
قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یموت
فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایسا کوئی نہین جو مر کر

الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان
پچتاوی نہین عرض کیا پچتاوا کیا ہوگا یا رسول الله فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو پچتاویگا کہ مینی کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر

مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرك فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل متعة
بدکار ہی تو پچتاویگا کیون نہین باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر

الاخرة قبل ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم
اس سی پہلی کہ وہ دن آپہنچی کہ پہر تجھکو اوس روز حاصل کرنی کی کچھ طاقت نرہیگی تو ابہی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا پہر

علی ما فات من عمرك ولا ینفعك الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بایها الولد انی رایت
غفلت مین عمر برباد کئی ہوئی پر پچتاویگا اور اس ندامت سی کچھ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایہا الولد جسکا نام ہی کہتی ہین مینی

فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع الی شفیر القبر یسئله تعالی
انجیل مین دیکھا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکھہ کر قبر کی کناری پر لیجاکر رکہین الله تعالی اپنی عظمت سی

بعظمته اربعین سوالا اوله یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظری
چالیس سوال پوچھتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظرگاہ کو

ساعة فانه ینظر فی قلبك کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصم
ایک دم پاک نکیا کیونکہ الله تعالی ہرروز تیری دلکی طرف دیکھتا ہی اور فرماتا ہی توکیا کیا کرتا ہی اورون کی واسطی اور تو گہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی

لا تسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لو یبك العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه
سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نہ روئی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر

فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلك الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان
تو اوسکو لایق ہی کہ مرتی دم تک اسہی غم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلئی کہی ہی کہ

العاقل اذا ملك جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لا محالة فاذا ضاعت
عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتہہ آجاتا ہی اور پہر وہ اوسکی ہاتہہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پہر اگر وہ جوہر

منه وصار ضیاعها سببا لهلاکه یکون بکاؤه اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه
بی فائدہ گم ہو کر باعث ہو اوس شخص کی تباہی کا تو اور بہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا

جوهرة نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلك الی سعادة الابد وینقذك
ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجھکو سعادت ابدی مین پہنچا دی اور

من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسرانا
شقاوت دائمی سی بچا دی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی ہی ٹوٹی مین

مبینا فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصیة
مبتلا ہوا پہر اگر تونی اوسکو گناہون مین صرف کیا پہر تو ظاہر ہی کہ تو خوب تباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کرکی نہین روتا

فذلك لجهلك فمصیبتك بجهلك اعظم من کل مصیبة لکن الجهل مصیبة لا یعرف صاحبه
تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو

کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا
مصیبت نہین سمجھتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہوکر نہین سمجھنی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگین گی

فعند ذلك ینکشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصیبته فان الناس فی الاخرة ینقسمون الی عدة
اوسوقت ہر مفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجاویگی بیشک بنی آدم آخرت مین کئی قسم پر ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزین وهم الذین قال الله تعالی فیهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم
پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچی وی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی انکی واسطی

مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبی علیه السلام حكایة عن الله تعالی انی اعددت لعبادی
ٹہنڈک انکہون کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی طرف سی بطور حکایت کی فرماتی ہین مین نی اپنی نیک کار بندون کی واسطی

الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر والقسم الثانی قسم الهالكین وهم
وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہہ نی دیکہا اور نہ کانون نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ مین گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وی وہ لوگ ہین

الذین كذبوا بالحق ولم یصدقوا به فان سعادة الاخرة لا تكون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الیه
جنہون نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہین ہی

وذلك لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها بالایمان والتصدیق وهم لما كذبوا بالحق ولم یصدقوا به
اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جسکو ایمان اور تصدیق کہتی ہین حاصل نہین ہوسکتا ان لوگون نی ازبسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی

كانوا بعیدا عنه وهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه یكون هالكا معذبا بنار الفراق
تو اس سعادت سی دور ہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹ مین ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹ مین رہا ہلاک ہوویگا جدائی کی آگ مین

ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث فیه قسم المعذبین وهم الذین تحلوا باصل الایمان لكنهم قصروا فی العمل
اور دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم اسمین وہ جو عذاب دئی جاوینگی وہ لوگ ہین جنہون نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل مین جو سزاوار

بمقتضاه فان راس الایمان التوحید وهو نفی الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته
ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات

وافعاله وكل ما یظهر فی العالم لا یظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فعلی هذا
اور افعال مین اور عالم مین جو گذرتا ہی ہرگز نہین پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی قابل سوای اوسکی اور کوئی نہین ہی اس تقریر کی موافق

كل من یقول لا اله الا الله یصیر كانه یقول انی اعتقدت انه تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله
جو شخص زبان سی کہتا ہی لا الہ الا اللہ گویا وہ کہتا ہی مین نی یقین کیا کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا یظهر فی العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو وانی التزمت عبادته
اور عالم مین کوئی امر پیدا نہین ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہین سزاوار پرستش کا سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت

ولا اعبد الا ایاه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه
اور مین کسیکی عبادت نکرونگا سوای اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو ٹہرالیا اب وہ شخص فقط زبان سی

فقط والتوحید لا یكمل الا بالاستقامة علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هواه
توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہین ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کار مین بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی

ولو فی فعل قلیل یكون خارجا عن سواء السبیل وذلك قادح فی كمال التوحید ولعدم خلو بشر عن
اگرچہ چہوٹی سی کار مین وہ سیدہی رستہ سی بیراہ ہی اور اسی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسیلئی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کامل توحید پر

ذلك فی غالب الامر قال الله تعالی وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فیكون ورود كل احد علی النار متیقنا وانما
قایم نہین رہتی اللہ تعالی فرماتا ہی ایسا کوئی نہین جو اوسپر نگذری پس یقیناً آگ سب کی گذرگاہ ہی

الشك فیمن ینجو منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج منها یخرج بعد سبعة الاف
شک اسمین ہی کہ کون کون نجات پاویگا بعضی حدیثون مین ایسا آیا ہی جسّی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پیچہی دوزخ مین سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلیگا
سنة وبعضهم یجوز منها کبرق خاطف فلا یکون له فیها لبث وبعضهم یمکث فیها لحظة وبین اللحظة
اور بعضی اوسمین سی ایسی گذر جاویگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ مین ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ مین لحظہ بہر ٹہرینگی ایک لحظہ سی
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من الیوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتین وسائر العدد
سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہین جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی
واما الاختلاف بالشدة فلا نهایة لاعلاه وادناه التعذیب بالمناقشة فی الحساب فان اختلاف عذاب
اور رہا حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا تو کچہہ ٹہکانا نہین اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا
الاخرة وثوابها بحسب قوة الایمان وضعفه وکثرة الطاعات وقلتها وکثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہونکی اور گواہ
هذا فی القران قوله تعالی الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم وقوله تعالی وان لیس للانسان الا
اسکی قرآن مین ہین قول اللہ تعالی کا آج بدلا دی جاویگی ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہین ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی
ما سعی وقوله تعالی فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره وغیر ذلك مما ورد فی کتاب
جو کمایا اور قول اللہ تعالی کا سو جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سوا اسکی جو اور کتاب مجید مین
الله تعالی وسنة رسوله من کون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلی هذا کل من احکم اصل الایمان
اور سنت رسول یعنی حدیث مین وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا عملونکا ہی پس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا
واحسن جمیع الفرایض التی هی الارکان الخمسة للاسلام باتیان کلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة
اور تمام فرایض اچہی طرح اداکئی یعنی پانچون رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوہ اداکرتا رہا
وصوم رمضان وحج البیت واجتناب الکبائر ولم یصدر منه الا صغائر متفرقة من غیر ان یصر علیها
اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہونسی بچتا رہا اور اوسی سوا متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی دہٹہ جانی کی کوئی عمل مین
وادنی معنی ارتکاب الکبائر والاصرار علی الصغائر بمعنی الاکثار فیها سواء کانت من نوع واحد ومن
اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا
انواع مختلفة یشبه ان یکون عذابه بالمناقشة فی الحساب فاذا حوسب یرجح حسناته علی سیاته
کئی طرح کی ہون تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیون پر غلبہ ہو جاویگا
اذ قد جاء فی الحدیث ان الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن
اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی کہ بیشک پانچون نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتارڈالتی ہین بیچ کی صغیرہ کی گناہونکو
سوی الکبائر وکذا اجتناب الکبائر مکفر للصغائر بحکم نص القران وهو قوله تعالی ان تجتنبوا کبائر
سوای کبیرہ گناہون کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتار ڈالتا ہی صغیروں کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی عملونسی
ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم واقل درجات التکفیر ان یدفع العذاب اذا لم یدفع الحساب
جو تمکو منع ہوئی ہین تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو
وکل هذا حاله یکون ممن ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیة هذا حال من اجتنب جمیع الکبائر
اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولین بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ ارام مین ہین یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبائر سی بچتا رہا

وآخر

وادی جمیع الفرائض واما من ارتکب بعضا من الکبائر او ترک بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة
اور ادسنی تمام فرایض ادا کئی اور جسنی کچھہ کبیرہ گناہ بہی کئی اور کوی کوی فرض بہی ادا نکیا تو ایسی شخص نی اگر کامل توبہ کی
نصوحا قبل قرب الاجل یلتحق بمن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول
حالت نزع سی پہلی تو یہہ اونہین شامل ہی جسنی کوئی گناہ نہین کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی
کالثوب الذی لم یتوسخ وان لم یتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما یکون موته علی
جیسی میلا نہین ہوا اور اگر توبہ نہین کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق مین مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت
الاصرار سببا لزوال ایمانه فیختم له بسوء الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له سوء الخاتمة
اصرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا
بل مات علی الایمان فان لم یعف الله تعالی یعذب عذابا یزید علی عذاب المناقشة فی الحساب ویکون
بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب مین سختگیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور
کثرة العقاب من حیث المدة بحسب کثرة الاصرار ومن حیث الشدة بحسب شدة قبح الکبائر ومن حیث
افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی مین باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور
اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصی وعند انقضاء مدة العقاب ینزل فی درجات اصحاب
تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گذرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ مین شامل ہوویگا جنکو
الیمین وفی الخبر ان اخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلها عشرة اضعاف ولا یخرج من النار الا موحد
اعمالنامہ داہنی ہاتہہ مین ملینگی اور حدیث مین ہی کہ سب سی پیچہی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ مین سی سوا موحد کی
ولیس المراد من الموحد من یقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذی یعبر عنه
کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہین ہی جو صرف زبان سی لا اله الا الله کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو
بعالم الملک والشهادة فلا ینفع النطق به الا فی هذا العالم حیث یدفع سیف المسلمین عن رقبته وایدی
عالم ملک اور شہادت کہتی ہین سو زبانی کلمہ پڑہنی سی صرف اسی عالم مین فائدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانون کی اوسکی گردن سی دور رہی گی اور ہاتہہ
الغانمین عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحیوة واذا لم یبق الرقبة والمال لا ینفع النطق به وانما ینفع الصدق
غنیمت کرنیوالون کا اسکی مال سی الگ رہیگا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچھہ کام نہ آویگا
فی التوحید وکمال التوحید الاستقامة علی فعل المامورات وترک المنهیات ولا یاتی ذلک الا بغلبة الیقین
توحید مین صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ بات حاصل نہین ہوتی
علی القلب بعد نفی الشک عنه فان من غلب علی ظنه ان من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة
جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دل مین سی نجاتا رہی کیونکہ جسکی گمان مین یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہلائی کو عمل مین لاویگا وہ دیکہیگا اور جو ذرہ بہر برائی کریگا
شرا یره لا شک ان یحرص علی تحصیل الطاعات ویحفظ قلیلها وکثیرها ویترک الذنوب والسیات
سو دیکہیگا تو بیشک وہ شخص جہان تک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت مین سی تمام چہوٹی اور بڑی کی حفاظت کریگا اور تمام گناہ اور برائیون کو چہوڑیگا
ویجتنب صغیرها وکبیرها وقلیلها وکثیرها وهذا هو الایمان الحقیقی والتوحید الیقینی والناس فی هذا
اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر
التوحید متفاوتون فمنهم من له توحید مثل الجبال ومنهم من له توحید مثل دینار ومنهم من له توحید
مختلف درجہ کی ہین بعضی وہ ہین جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہین جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جنکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار واٰخر من یخرج
برابر دانہ رائی اور ذرّہ کی ہی پہر جسکی دل مین ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی دوزخ کی اندرسی باہر آویگا اور سب سی پیچہی دوزخ کی

منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر
اندرسی وہ نکلیگا جسکی دل مین ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ مین بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر مین آیا ہی

ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم
کہ ایک شخص سامنی اللہ تعالی کی کہڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہون گی اگر وہ سب اوسکی لئی بچی رہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوسکی

اصحاب المظالم فکان قد سبّ هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتصّ من حسناته
مدعی کہڑی ہونگی اوسنی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایک سی خدمت لی تہی کسیکا مال چہین لیا تہا اب ان سبکا بدلہ اوسکی حسنات مین سی

حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی
آخر اوسکی پاس کچہہ بہی نہین بچیگا پہر فرشتی کہینگی یا الٰہی اوسکی حسنات تو ہولئی اور مدعی بہت موجود ہین اللہ تعالی فرماویگا

القوا من سیّاٰتهم علی سیاٰته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلك الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص
اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہول دو اور جیسی ظالم غیرونکی گناہ سی یعنی بدلہ مین مارا جاتا ہی

فکذلك ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنات مظالم کی بدلہ مین مظلوم کو ملجاتی مین جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی

علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہین اپنا حساب سمجہہ رکہو پہلی

تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر
حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی

یکون الحساب علیکم غدا اهون وتعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان
تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگیا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نرہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی

ینظر المرء فی احواله هل علیه شیٔ من حقوق الله تعالی وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنی حال مین غور کری آیا مجہہ پر کوئی حق اللہ یا حق العباد باقی ہی یا نہین پہر چاہئی کہ ادا کری اگر کوئی فرض

الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرّض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
الٰہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیر دی اور معاف کرالی ہر ایک سی جسکو ستایا ہو ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اوسکی حق مین بدگمانی کی

ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شیٔ علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر
اور اونکا دل خوش کردی آخر ایسی حال مین مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہو اور بہشت مین بی

حساب یسرنا الله بفضله

المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق

حساب چلا جا الٰہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کردی نوین مجلس ضروری ہونی مین اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احکام مین جو لای ہین اور اسمین تحقیق ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہوگا کوئی تم مین سی

حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
جبتک ہووی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناہ ان احدکم لایبلغ درجۃ کمال الایمان حتی یخالف ھواہ ویتبع الحق ولا یسلط ھواہ علی الحق
اسکی معنی یہہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سی نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نہ کردی
بل یکون الحق الذی جئت بہ مسلطا علی الھوی فان من یعمل بھوی نفسہ لا یرید نفسہ شیئا الا
بلکہ حق ہی جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا
یرتکبہ ویخالف مولاہ ویجعل ھواہ الھا لنفسہ کانہ یعبدہ ولھذا قال النبی علیہ السلام ما عُبِدَ تحت
سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیگا گویا یہہ اوسکی پرستش کرتا ہی اسیلئی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ نی نہین پوجا گیا آسمان کی
السماء الہ ابغض الی اللہ تعالی من الھوی وفی روایۃ ان ابغض الہ عُبِد فی الارض عند اللہ تعالی
تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالی کی ہوا سی اور ایک روایت مین یہہ ہی بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی
ھو الھوی وفی الحقیقۃ ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لا یعبد الصنم وانما یعبد ھواہ لکون
ہوا ہی اور حقیقت مین جو شخص غور کرکر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا
نفسہ مائلۃ الی دین اباءہ فیتبع ذلک المیل الذی یعبر عنہ بالھوی اذ من عادۃ اھل الھوی ان یستحسنوا
دل باپ دادون کی دین پر جہک رہا ہی سو یہہ شخص اوسہی توجہ دلی کی پیچہی لگا ہوا ہی اسہی کو ہوا کہتی ہین اسلئی کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی
کلما یوافق ھواھم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یستقبحوا کل ما یخالف ھواھم وان کان جالبا لکل خیر
موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آپڑی اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی
ونوال فالسعید من یخالف ھواہ ویطیع مولاہ والشقی من یتبع ھواہ ویخالف مولاہ ویکون ھالکا
اور خوبی ہو پس نیکبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کا خلاف کرکر ہلا
لان من یتبع ھواہ یفعل ما یضرہ ویھلک حالا ومالا وھو لا یشعر او یشعر لکن لخفۃ عقلہ یرجح
اسوسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق مین مضر ور دنیا اور آخرت مین ہلاک کردی اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر بیوقوفی
اللذۃ الحاضرۃ التی لا بقاء لھا علی العقوبات العظیمۃ التی لا نھایۃ لھا ویظن لعمی بصیرتہ وغایۃ حماقتہ
حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہین ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جنکی کچہہ انتہا نہین ہی بہتر جانتا ہی اور ہیہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی
انہ ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلک الاحمق انہ یخرج من الدنیا ویری انہ لم یظفر بشیء من اللذائذ
کہ مین نی خوب عیش اڑائی اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا
اصلا لا من لذائذ الدنیا ولا من لذائذ الاخرۃ بل اتبع ھواہ فیما لیس بشیء لان لذائذ الدنیا عنہ تزول
نہ تو دنیا ہی مین مزا او ٹہایا اور نہ آخرت مین کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا
ولذائذ الاخرۃ لیس لہ الیہ الوصول فیبقی فی حسرۃ وندامۃ حین لا ینفعہ الندم وقد قال ابن عباس
اور آخرت کا عیش کبہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہین
ماذکر اللہ الھوی فی القرآن الا ذمہ فانہ تعالی قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَھْوَآءَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَاِنَّ
کہ اللہ تعالی نی قرآن مین جہان ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہین یہہ بی انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ
کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَھْوَآءِھِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ فعلم من
بہکاتی ہین اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوس سی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی
ھذہ الایات ان اتباع الھوی لا یکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلا بد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزہ عن
ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس مین مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب نادانستگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سی

ماذکر اللہ الھوی فی القرآن الا ذمہ

الباطل ويعمل بالحق ويختاره على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
اوسکی تمیز حاصل کری پہر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہین پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو تو پہچانی پہر غیر حق کو
غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نسئله في كل يوم
پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو اللہ کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہہ دعا مانگا کرین ہر دن
وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبين في
رات مین کئی کئی بار کہ دکہا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہونکا اور
ضمنه ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
اسہی کی ضمن مین بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ بہت پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہون نی
لم يعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيره و
حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی مارے حق سی خارج ہوکر گمراہ ہوگئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور
كانوا مغضوبا عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصرى وانما
اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیہم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی
سمي اليهود بالمغضوب والنصرى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالا ومغضوبا عليهم لكون
کہ یہود مغضوب علیہم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ کی
كل واحد منهما مختصا بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب
کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبۂ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ہوگئی
والنصرى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا
اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسہیلئی سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہم مین سی جو عالم ہوکر بگڑ جاوی
ففيه شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوبا عليهم
تو وہ یہودیون سی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پہر قابل غضب الہی کی ہوگئی
ومن فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جهلوه وكانوا
اور ہم مین سی جو عابد بگڑ جاوی تو وہ نصرانیون سی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہین پہچانا بلکہ نادانستہ رہی
ضالين فانه تعالى جعل العبادة سببا للثواب والمعصية سببا للعقاب فمن يرجو الثواب ويخاف
آخر گمراہ ہوئی بیشک اللہ نی عبادة کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پہر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور
العذاب لابد له ان يعرف العبادة والمعصية ليشتغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية
عذاب سی ڈری تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادة کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی پرہیز کرکر
وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يفرق بينهما يضع احدهما مقام الاخرى فيكون من الخسرين
عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کریگا تو ایکو دوسری کی جگہہ برت لیگا پہر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا
وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابدا ولا يحصل
اور یہہ بات اسلئی کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبہی بیکار نہین ہوتی اور ان بدون
عمل الا بهما سواء كان خيرا او شرا لان من يفعل شيئا سواء كان خيرا او شرا لا يفعله ما لم يرده
کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئی کہ جو شخص کچہہ کام کرتا ہی برابر ہی کہ بہلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا يريده ما لم يعلمه فكمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتين قوتين فيما ينفعه في الدارين
اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہین ہوسکتا سو تمام خوبی اور بہلائی آدمی کی ان دونو قوتون کو دارین کی منفعت مین استعمال کرنیسی ہی

ويعينه في نيل الدولتين فلا بد له من استعمال قوة العلم في ادراك الحق وتميزه عن الباطل
اور ان دونو دولتون کی حصول مین مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہیی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی مین استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری

واستعمال قوة الارادة في طلب الحق وايثاره على الباطل لانه اذا لم يستعمل قوته العلمية في معرفة
اور قوت ارادی کو حق کی تلاش مین استعمال کرکر حق کو باطل پہ اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان مین استعمال نکریگا

الحق وادراكه فلا جرم انه يستعملها في معرفة الباطل وما يليق به واذا لم يستعمل قوته الارادية
تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان مین اور جو اوسکی متعلق ہین استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو

في طلب الحق والعمل به فلا شك انه يستعملها في طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
طلب حق مین اور حق کی عمل مین نہین صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل مین صرف کریگا پہر آدمی کی خلقی عادت ہی

على معرفة صانعه ويقتضي طبعه عبادة خالقه والتقرب اليه بحكم الفطرة التي فطر الناس
کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیون کی پیدایش ہی

عليها لكن لا عبرة بالمعرفة الجبلية والعبادة الطبيعية لانها تكون على مقتضى النفس ومتابعة
پر عادت کی موافق پہچان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور طبیعی عبادت کی کچہہ اصل نہین کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا يخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة على وفق الشرع لا على وفق الطبع
ہواہوس کی ہوتی ہی سو اسمین ملونی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادۃ وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کری

الا ترى ان ابليس كان في طبعه السجود لربه حتى عبد الله تعالى فيما يروى ثمانين الف سنة
کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بكثرة عبادته في سلك الملئكة المقربين ثم لما امر بالسجود على خلاف طبعه ابى واستكبر وكان
اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتون کی جماعت مین شامل ہوگیا تہا پہر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور

من الكفرين فان من يتبع طبعه وهواه فانه لا يفعل شيئا من المعروفات الا ما يوافق هواه ولا يترك
کافر ہوگیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہواء نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات مین سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور

شيئا من المنكرات الا ما يخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم يعمل من الحق الا ما يوافق هواه
منکرات مین سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر مین سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق ہو

ولم يترك من الباطل الا ما يخالف هواه لا يصل اجرا عمل من الحق ولا ينجو من وزر ما ترك من الباطل
اور باطل مین سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پہ عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی

بل يكون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب يجب على المؤمن
بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہین مومن آدمی پہ واجب ہی

ان يحترز عنها منها الفساد في الاعتقاد وان كان مع كمال الزهد والصلاح فان من كان له فساد
کہ اونسی بچتا رہی اونہین سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی

في اعتقاده مع كونه قاطعا متيقنا به له غير ظان انه اخطأ فيه قد ينكشف له في حال سكرات
باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہین ہی کہ مین اسباب مین خطا پر ہون پہر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل
کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل تہا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق بہی مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہین
لا اصل له ان لم يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاده
انکی کچہہ اصل بنیاد نہین ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد مین فرق حاصل نہین تہا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی
سبب لزوال بقية اعتقاداته فان خرج روحه في هذه الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل
سب اعتقاد زائل ہو جائینگی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی پہلی اسکی کہ اوسکا تدارک اور تلافی کرکر اصل
الايمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغير ايمان فيكون من الذين قال الله تعالى فيهم
ایمان حاصل کری تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جاویگا پہر اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی
وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وقال في اية اخرى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
اور نظر آیا انکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہین رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت مین کہہ ہم بتادین تمکو کن کی گئی بہت اکارت کام
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فان كل من اعتقد
جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو برخلاف واقع
شيئا على خلاف ما هو عليه اما نظرا برأيه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع في هذا الخطر ولا
یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ بوجہہ سی یا کسی اور ایسی ہی شخص سی سن سنا کر تو اوسکی حق مین یہہ ہی اندیشہ ہی اور
ينفعه الزهد والصلاح وانما ينفعه الاعتقاد الصحيح المطابق لكتاب الله تعالى وسنة رسوله
زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہین ہوسکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو
لان العقائد الدينية لا يعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار على المعاصي فان من له اصرار
اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور دونہین اسباب مین سی ایک سبب ہی گناہون پہر اڑجانا بیشک جو شخص
على المعاصي يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
اڑجاتا ہی تو اوسکی دلمین گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اسکو
ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي
رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی
اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به قبل التوبة
بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی
شهوة من الشهوات ومعصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها ويصير حجابا بينه وبين ربه وسببا
کوئی شہوت شہوات میں سی اور کوئی گناہ گناہون مین سی اوسپر غالب ہوجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسہی مین لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ ہوجاتا ہی
لشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر والذي لم يرتكب ذنبا اصلا
آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا یا
او ارتكب وتاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما الذي ارتكب ذنوبا كثيرة حتى كانت اكثر من طاعاته
گناہ تو کیا پر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی
ولم يتب عنها بل كان مصرا عليها فهذا الخطر في حقه عظيم جدا اذ قد يكون غلبة الالف بها
اور انسی توبہ بہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا اندیشہ ہی اسلئے کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سببا

سببا الا ان یتمثل فی قلبه صورتها ویقع منه میل الیها ویقبض روحه علیها فیکون سببا لسوء
اوسکی دلمین گناه کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اوراس شخصکو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اوراسی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی

خاتمته ویعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لاشك انه یری فی منامه من الاحوال التی الفها طول
خاتمہ بدکا یہہ بات مثال سی خوب سمجہ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکہا کرتا ہی جو عمربہر محبوب ہوتی ہین

عمره حتی ان الذی قضی عمره فی العلم یری من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذی قضی عمره
اتنا کہ جسنی اپنی عمر پڑہنی لکہنی مین صرف کی ہی تو وہ وہی حالات دیکہتا ہی جو علم اور علما سی متعلق ہین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر

فی الخیاطة یری من الاحوال المتعلقة بالخیاطة والخیاط اذ لایظهر فی حال النوم الا ما حصل له
درزی گری مین کہوئی تو وہ وہی حالات دیکہتا ہی جو درزیگری سی متعلق ہین یعنی گز قینچی اسلئی کہ نیند مین وہ سوجتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی

مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان کان فوق النوم لکن سکراته وما یتقدمه من
اوسکی دلسی مناسبت رکہتا ہی اورموت اگرچہ نیند سی بہت برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی

الغشیة قریب من النوم فطول الالف بالمعاصی یقتضی تذکرها عند الموت وعودها فی القلب
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دلمین ہٹ کر یاد آئین

وتمثلها فیه ومیل النفس الیها وان قبض روحه فی تلك الحالة یختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دلمین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی

الاستقامة فان من کان مستقیما فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج مما کان علیه فی ابتدائه یکون
کہ استقامت سی تجاوز کری البتہ جو شخص پہلی تو سیدہا رہا پہر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ ہی خاتمہ بد کا

سببا لسوء خاتمته کابلیس الذی کان فی ابتدائه رئیس الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فی العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتون کا سردار اور اونکا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا

حتی قیل لم یبق فی سبع سموات وسبع ارضین موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم لما امر بالسجود
اتنا کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین تہی پہر جب اسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی

لادم ابی واستکبر وکان من الکفرین وکبلعام بن باعورا الذی اتاه الله ایاته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں دین پر اوسنی الگ ہوکر ہمیشگی

الی الدنیا واتباع هواه وکان من الغاوین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطان اکفر فلما کفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جب وہ منکر ہوا

قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منه مخافة ان یشارکه فی العذاب
تو کہا مین الگ ہوا تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ہی ساری جہان کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین بہی اسکی ساتہ

ولم ینفعه ذلك کما قال الله تعالی فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ومنها ضعف الایمان فان من کان
اگرچہ اسکی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونو ہین آگ مین سدا رہین اوسمین اور یہہ ہی سزا گنہگارون کی اور اونہی اسباب مین سی ایمان کی سستی ہی یعنی

فی ایمانه ضعف یضعف حب الله تعالی فیه ویقوی حب الدنیا فی قلبه ویستولی علیه بحیث لایبقی فیه موضع لحب الله
ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہوجائگی کہ محبت الہی کی لئی ذرہ بہر جگہہ باقی نرہیگی

الا من حیث حدیث النفس بحیث لایظهر له اثر فی مخالفة النفس ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی
ہان اگر ہووی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ گناہ ہونسی باز رہنی مین اثر کری

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیأت فیتراکم ظلمات الذنوب
اور نہ طاعات کی رغبت پر پس صرف شہوات میں کہپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پر تہ بر تہ سیاہی گناہوں کی

علی القلب فلا تزال تطفیٔ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت
چڑہتی جاوی گی پہر جسقدر اوسمین نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بہجتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه
حب الٰہی میں اور بہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجہسی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوسپر غالب ہی

لا یرید ترکها ویتألم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی
تو چہوڑنی نہیں چاہتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل میں بجای حب الٰہی کی بغض نہ پیدا ہوجاوی

بدل الحب وینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه
اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض نہوجاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی

الخطر یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون
تو اوسکا خاتمہ بد ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم
اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه ویستغرقه
تمام خلق کو لگ رہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح صورت پکڑ کر اوسکو ایسا

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه
کہ غیر کی لئی کچہہ گنجایش نرہی پہر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جہکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری
کیطرف متوجہ رہی گا اور اوسمین اور اوسکی رب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها
جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوسپر غالب تہی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہیں ہوسکتا اور مرنی سی اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکی اعمال

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه
اور اب یہہ بہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگی تاکہ اوسکا عوض ہوسکی اب سوا حسرت اور ندامت کی کچہہ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر
تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمیں سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوں سی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرف فکره الیها
اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکہنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بہی دلمیں اثر کر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی
پہر عبادات پر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہیں ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة
اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہیں رکہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی الله کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجہکو ملیں

الیه

الیه والی غیره لیس الا منه تعالی لاجرم یحبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل مرضاته بالاحتراز
یا اور دل کو جیسن سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکھیگا پھر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا
عن الافعال القبیحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال بدسی پرہیز کرکر اور نیک عمال مین مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اسی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی
معرفة الله تعالی حتی یثمر المعرفة المحبة اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا محبا لله تعالی و
اللہ تعالی کے معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت مین اور
محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالی احب الله لقاءه ومن قدم علی محبوبه یعظم سروره
اوسکی ملاقات کی شوق مین جدا ہو اسلئی کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی
بقدر محبته لا محبا للدنیا لانه یفارقها ومن یفارق محبوبه یشتد المه وعذابه فمهما کان
تو اوسکی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت مین جان نہ دی اسلئی کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک
الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسکن والعقار فهذا رجل جمیع محابه فی الدنیا والدنیا
دلپر محبت اولاد اور مال اور گھر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا مین ہین اور دنیا ہی
جنته فموته خروج من الجنة وحیلولة بینه وبین محبوبه ولا یخفی الم من یحال بینه وبین
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبون سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چھوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی
محبوبه واما اذا لم یکن له محبوب سوی الله تعالی فالدنیا سجنه فموته خروج من السجن ولقی
اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الٰہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق مین دوزخ ہی سو اسکی موت گو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی
محبوبه فهذا اول ما یلقاه کل من یفارق الدنیا عقیب موته من الفرح والالم فضلا عما اعده
ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکر جانی والون کو حاصل ہونیوالا ہی پھر آگی کیا کہنا ہی جو
الله تعالی من النعیم المقیم لعباده الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و
اللہ تعالی نی صلحا کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور تازگی پسند کرنیوالون کی واسطی جو
رضوا بها ولم یستعدوا للقاء الله تعالی وحکی ان سلیمن بن عبد الملک لما دخل
اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتی تہی عذاب دردناک تیار کر رکہا ہی بیان کرتی ہین کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ
المدینة حاجا قال هل بها رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیه فلما اتاه
مدینہ شریف مین آیا تو پوچھا یہان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہان ابو حازم ہی آدمی بھیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئی
قال یا ابا حازم ما لنا نکره الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرة فتکرهون الخروج من
تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیون بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادیسی اوجاڑ مین
العمران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری ما لنا عند الله تعالی غدا قال اعرض عملك
جانا برا سمجھتی ہو کہا تونی سچ کہا پھر پوچھا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہان ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو
علی کتاب الله تعالی قال فاین اجده قال فی قوله تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ قال
قرآن کی مطابق کرکی معلوم کرلی پوچھا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہی جواب دیا اس آیت مین بیشک نیک لوگ عیش مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین پوچھا
فاین رحمة الله قال ان رحمت الله قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی الله تعالی
پھر رحمت اللہ کی کہان ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والون سی پوچھا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غدا قال اما المحسن فکالغائب الذی یقدم علی اهله واما المسیٔ فکالابق یقدم علی مولاه فبکی
جواب دیا نیکی والا تو جیسی بچھڑا ہوا اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسی غلام بھاگا ہوا اپنی مولی کی سامنی آتا ہی پہر سلیمان

سلیمٰن حتی علا صوته واشتد بکاؤه ثم قال اَوْصِنِیْ قال ایاک ان یراک الله حیث نهاک
رو پڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پہر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچارہ کہ تجکو الله دیکہی ایسی جگہہ جہانسی منع کیا ہی

ویفقدک حیث امرک المجلس العاشر فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم
اور نہ دیکہی جس جگہہ امر فرمایا ہی دسوین مجلس فرق کی بیان مین مؤمن اور مسلم مین

وبین المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن من امنه الناس
اور مجاہد اور مہاجر مین فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی مؤمن وہ ہی جسکی ہاتہہ سی لوگ

علی دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانین اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتہہ سی سلامت رہین اور مجاہد وہ ہی جسنی اپنی جان کو

فی طاعة الله تعالی والمهاجر من ترک الخطایا والذنوب هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه
الله تعالی کی فرمان برداری مین گہسایا اور مہاجر وہ ہی جو خطا اور گناہون کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی

فضالة بن عبید ومعناه ان المؤمن لیس من یدعی الایمان فقط بل المؤمن الکامل فی ایمانه
فضالہ بن عبید کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مؤمن وہ نہین ہی جو ایمان کا صرف دعوی کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان مین وہ ہی

هو الذی ظهر امانته واستقامته بحیث یکون الناس منه امینا لا یخافونه علی سفک دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہو دی کہ خلق الله اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا

واخذ اموالهم ظلما والمسلم لیس من یتکلم بکلمتی الشهادة فقط بل المسلم الکامل فی اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہین ہی کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی پڑہا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام مین

هو الذی لا یؤذی احدا من المسلمین لا بلسانه بالشتم والغیبة والنمیمة والبهتان ولا بیده بالضرب
وہ ہی جو کسیکو مسلمانون مین سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبان سی کالی گلوزدی کرا اور غیبت کرکرا اور سخن چینی کرکرا اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی ہاتہہ سی مار کر

والقتل واخذ ماله بغیر حق وانما خص الید واللسان بالذکر من بین سائر الاعضاء مع الایذاء
یا قتل سی اور ناحق مال چہین کر اور تمام اعضا مین سی صرف ہاتہہ اور زبان کو کس لئی خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا

کما یکون بهما یکون بغیرهما من الاعضاء کالعین والاذن والرجل اذا نظر الی بیت الغیر او استمع
جیسی زبان اور ہاتہہ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی بہی ہوتی ہی سوا زبان اور ہاتہہ کی جیسی آنکہہ اور کان اور پانو جب جہانکی بیگانہ گہر مین یا کان لگا دی

قوله مما لا یرضاه اودخل ملکه بغیر اذنه لان اکثر الایذاء یحصل بهما واما الجمع بینهما فلان
کسی کی بات پر اوسکی بی مرضی یا جا گہسی اوسکی ملک مین بی اجازت اسلئی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہین دونو سی ہوتی ہی اور دونو کو جمع اسلئی کیا ہی

کف الید یحتمل ان یکون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم الیه کف اللسان یتعین
کہ ہاتہہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہین ہی اور جب زبان کو اوسکی ساتہہ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا

ان کف الید کان للاسلام والمجاهد لیس من یقاتل الکفار فقط بل المجاهد الکامل من یقاتل
کہ ہاتہہ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہین ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کرکی

نفسه ویحملها علی طاعة الله تعالی ویمنعها عن معصیته تعالی لان نفس الانسان اشد عداوة
الله تعالی کی فرمان برداری پر لگا دی اور الله کی نافرمانی سی اوسکو روک دی اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الكفار لكون الكفار في بعد مكان منه لا ينفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الاحيانا
دشمن ہوتا ہی اسلئی کہ کفار تو اوس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبھی کبھی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی
بعد حين واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخيرات والطاعات وتحمله على
رہا یہہ نفس یہہ تو ہروقت اسکی ساتھہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور
المعاصي وانواع الفسادات ولا شك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو
گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دئی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی
البعيد يشهد لهذا قوله يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار فانه تعالى امر المؤمنين
یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنوں کو
ان يبتدؤا بقتال الكفار الذين كانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فليقاتلوا الابعد والمهاجر
یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار سی کریں جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفار سی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفار سی لڑین اور مہاجر
ليس من هاجر من مكة الى المدينة قبل فتح مكة فقط حتى تنقطع الهجرة بعد فتح مكة بل الهجرة
وہ ہی نہین ہی جو گہر چہوڑ کر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت
باقية الى يوم القيمة لانها انتقال من الكفر الى الايمان ومن دار الحرب الى دار الاسلام ومن
قیامت تک ہوتی رہی گی اسواسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چہوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سی مسلمانوں کی ملک مین جانا اور
السيات الى الحسنات وهذه الاشياء باقية ما دام التكليف باقيا فالمهاجر الكامل هو الذي
گناہوں کو چہوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو
يترك جميع ما نهى الله تعالى من المعاصي ويشتغل بما امر الله تعالى من محاسن الاعمال كما جاء
تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ
في حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهى الله تعالى عنه فانه عليه الصلوة
ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ
والسلام بين في هذا الحديث ان الهجرة الكاملة التامة هي هجران الفواحش والمنكرات والجد في
وسلم نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چہوڑنی اور
الطاعات والعبادات لكن ينبغي ان يعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة على صحة الاعتقاد
طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجہنا ضرور چاہئی کہ طاعات اور عبادات کبہی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو
لان الايمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم يعرف ما الايمان والهداية لا يعرف ما الكفر والضلالة
اسواسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی
فتارة تجري على لسانه كلمة التوحيد على طريق الاعتياد لا بالعلم والاعتقاد وتارة يتلفظ
پہر تو کبہی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبہی کلمہ
بالفاظ الكفر ويدخل في حيز الارتداد ومن كان في الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقي الف سنة
کفر کا بک دیگا جسسی مرتد ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک
في الصوم والصلوة لن ينفعه ذلك الاعتقاد يوم العرض الاكبر ومصيره الى النار ومن زعم انه مسلم
روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچہ فائدہ نہ دیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عین علیه من عقائد الایمان لا یوجد فیه من الایمان الا
پہر سستی کری سیکہنی مین عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین ہی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہی
مجرد الدعوی وهذا النوع من الایمان انما یظهر فائدته فی الدنیا حیث لا یوخذ منه الجزیة کما
ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی مین ہوجاتا ہی اسلئی کہ اوسی خراج نہین لیا جاویگا جیسی
توخذ من الکفار لکن یتعذر له الوصول فی العقبی الی درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتیان بکلمتی
اورکفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ صلحاء کا آخرت مین ملنا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑہ کر
الشهادة وتقریر الفاظ الایمان علی طریق العادة وعدّ نفسه من المؤمنین من غیر فهم معناها
اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین مین شمار کرکر بدون سمجہنی معنون کی
لا یصیر مؤمنا بینه وبین الله تعالی حتی یصدق بقلبه جمیع شرائعه وینقاد فی جمیع احکامه
خدا کی علم مین مؤمن نہین ہوسکتا یہان تک کہ اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہووی
ولا یتشکک ولا یتردد فی شیء منها ولوجود هذا التصدیق والانقیاد فی القلب علامات منها ان
اور کسی بات مین اصلا شک اور تردد نہ آوی اور بہت نشانیان ہین کہ جسی یہہ تصدیق اور انقیاد دل مین موجود معلوم ہو ایک یہہ ہی
لا یفرغ عن امر دینه بل یسعی فی اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا یشق علی قلبه
کہ دین کی معاملہ سی نکما ہو کر نہ ہو بیٹہی بلکہ دین کی درستی مین کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکہاوی اور عمل کرتا رہی اور ایک علامت یہہ ہی کہ اوسکی دلپر دشوار نگذری
اذا اخبر عن شیء من امر دینه ولا یتهاون به ولا یتکبر عنه بل یقبله ویطیعه وان کان ذلک الامر
جب امور دینی مین سی کوئی سا حکم سنی اور اوسکو حقیر نہ سمجہی اور اوسی گردن کشی نکری بلکہ اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیسا ہی
فی غایة الصعوبة والمخبر فی غایة الحقارة ومنها ان لا یکون له هواه امیرا والشرع تابعا له بان
سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل وخوار ہو اور ایک یہہ نشانی ہی کہ اوسکی ہواء نفسانی حاکم نہو جاوی اور شرع اوسکی تابع نہ بنی اسطرح
لا یاخذ من الشرع شیئا الا ما یوافق هواه بل یجب ان یکون له الشرع امیرا وهواه اسیرا له فلا یاخذ
کہ شرعی احکام مین سی وہ ہی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہوا وہوس مقید ہو پہر
من هواه ومراده شیئا الا باذن الشرع وان کان فیه نقصان المال والجاه والعرض کما اخبر به النبی
اپنی خواہش مین سی بدون اجازت شرع کی کچہہ اختیار نہ کرسکی اگرچہ اسمین مال اور مرتبہ کا نقصان ہوجا اور عزت بگڑ جاوی چنانچہ نبی صلی اللہ
علیه السلام وقال لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد فی العبد تلک العلامات
علیہ وسلم نی خبر دی ہی فرمایا کہ کوئی تم مین سی مؤمن نہوگا جبتک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہوجاوی جب آدمی مین یہہ علامات موجود ہو جاوین
کان مؤمنا حقا وهذا هو الایمان المنجی من العذاب الابدی لکن بشرط التحفظ من جمیع ما یهدم هذا
تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بچا رکہی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو
التصدیق وینافیه مما یجری علی قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما یوجب الکفر فان الایمان لا یزول الا
بگاڑ دین اور کہو دین وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی ہین جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہین گم ہوتا
بالکفر والکفر ثلثة انواع النوع الاول کفر جهلی وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل
اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہہ ہی نہ سننا اور توجہ نکرنی اور غور اور فکر نہ کرنا
فی الایات والدلائل مثل کفر العوام فان اکثرهم لا یعرفون ما وجب علیهم معرفته من عقائد الایمان
آیات مین اور دلائل مین جیسی کفر عام لوگون کا کیونکہ اکثر عوام یہہ بہی نہین جانتی کہ اونپر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجہنا واجب ہی

بل بعضہم ینطق بکلمتی الشہادۃ لکن لا یعرف معناہما ولا یمیز بین اللہ تعالی ورسولہ والنوع الثانی
بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنی نہین جانتی اور اللہ مین اور اوسکی رسول مین تمیز نہین کرتی دوسری قسم کفر

کفر جحودی وسببہ اما الاستکبار مثل کفر فرعون وملائہ او خوف زوال الریاسۃ وعدم الوصول
انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اوسکی امراء کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنی کا اور سرداری میسر نہونی کا

الیہا مثل کفر ہرقل او خوف الذم والتعبیر مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکمی وہو الذی
جیسی کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابو طالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی

جعلہ الشرع من علامات التکذیب کشد الزنار وسجود الصنم او کان عن استخفاف ما یجب تعظیمہ
جسکو شرع نی نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جنیئو کا گلی مین ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزون کی جنکی شرع مین تعظیم ہی

کالقاء المصحف فی المزبلۃ واستہزاء العلم والعلماء وما ہو من امور الدین او عن استحلال ما حرم
نعوذ باللہ جیسی مصحف کوڑی مین ڈالدینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹہٹہا کرنا یا حرام لعینہ کو جسکی

لعینہ وثبت حرمتہ بدلیل قطعی کالزنا وشرب الخمر ومن فعل شیئا من ذلک یحبط جمیع اعمالہ
حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہوچکی ہو حلال سمجہنا جیسی زنا اور شراب کا پینا اور جسنی اس مذکورات مین سی کوی سا کیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی ہین

الدینیۃ فیلزم تجدید النکاح وتکرار الحج ان کان قادرا بعد التوبۃ واما غیر تلک الذنوب صغیرۃ
پہر نئی سرسی نکاح کرنا چاہئی اور حج پہر ادا کرنا چاہئی اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہونسی

کانت او کبیرۃ فلا یخرج المؤمن بفعلہا من الایمان بل یکون فاسقا لکن یخاف علیہ امر عظیم
صغیرہ ہون یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہین ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتی دم بڑا اندیشہ ہی

عند النزع ان کان مصرا علیہا ولو یتب عنہا لما روی انہ علیہ السلام قال المعاصی برید الکفر
اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تہا اور توبہ نہین کی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین

فعلی ہذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلہا فی الحال لان التوبۃ عن الذنوب صغیرۃ کانت
اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہونسی ابہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہونسی صغیرہ ہون

او کبیرۃ واجبۃ علی الفور اما وجوبہا فلقولہ تعالی وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ ولقولہ تعالی
یا کبیرہ فی الفور نزت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سی

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا فانہ تعالی قد امر فی ہاتین الآیتین بالتوبۃ والامر للوجوب
ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک اللہ تعالی نی ان دونو آیتون مین توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطی وجوب کی ہوتا

فیکون التوبۃ واجبۃ واما وجوبہا علی الفور فلئلا یلزم بالتاخیر الاصرار المحرم الذی یؤدی الی الہلاک
سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا نزت واجب ہونا اسلئی ہی تاکہ تاخیر کرنیسی اصرار حرام نہوجاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی

لما روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال ہلک المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب وفی حدیث
اسلئی کہ روایت ہی ابن عباس رض سی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مسوف اوسکو کہتی ہین جو یہہ کہا کری ابہی توبہ کرونگا اور

اخر انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال کل بنی ادم خطاء وخیر الخطائین التوابون فلا بد للمؤمن
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطادار ہین اور خطادارون مین سی اچہی وہ ہین جو بہت توبہ کرتی ہین پس مؤمن کو

ان یداوم علی التوبۃ لیکون من التوابین فانہ تعالی دعا عبادہ المؤمنین بعد ما اذنبوا الی التوبۃ
لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب مین داخل ہووی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی مؤمن بندون کو بعد گناہ کرلی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

وامرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بيّن ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربكم ان يكفر عنكم
اور توبہ کا حکم کیا ہی اور اونکو مؤمن کہکر پکارا ہی پہر بیان فرمایا جو اونکی لئی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری
سيّاٰتكم ويدخلكم جنّٰت تجري من تحتها الانهٰر وقال في اية اخرى والذين اذا فعلوا فاحشة
برائیاں اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی نہرین اور فرمایا ایک اور آیت مین اور وہ لوگ جب کر بیٹہین کچہہ کہلا گناہ
او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصرّوا على ما
یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اڑ جاوین اپنی
فعلوا وهم يعلمون اولٰئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنّٰت تجري من تحتها الانهٰر خٰلدين
کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین
فيها ونعم اجر العٰملين ثم اخبرانه يحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله يحب
اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالون کی پہر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی کہ اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہون کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتی ہین
التوّابين ويحب المتطهّرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن
توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی جب یہہ ٹہرا تو مؤمن ہوکر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن
لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب في
توبہ کی چار شرطین ہین اگر ایک بہی شرط جاتی رہی گی تو توبہ کا پتا نہین پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہون کی کرنی پر
الماضي والثاني ترك المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ مین دوسری فورًا گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پہر کبہی ایسی حرکت نکرون گا چوتہی
ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى لا لامر آخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع
یہہ کہ تینون امر اللہ تعالی کی خوف سی ہون کسی اور سبب سی نہون کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلئی کہ اوسی سر درد ہوتا ہی
وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا شرعا ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك
اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہین ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی یہہ نہین پاویگا اور ایسی ہی
من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار مقا
جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہئی
بالندم لما روي ان عليا رأى رجلا قد فرغ من صلاته وقال سريعا اللهم اني استغفرك واتوب اليك
کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نی ایکو دیکہا کہ اوسنی نماز سی فارغ ہوتی ہی جلدی سی یہہ کہا الٰہی مین بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف رجوع کرتا ہون
فقال علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نی کہا ای شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلانی جہوٹہون کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
البصري انه قال استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في هذا الزمان
بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہین یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ مین ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال کہئی
الذي يرى الانسان فيه مكبا على الظلم حريصا عليه ولا يقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر
کہ ہم دیکہتی ہین انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہین آتا اور تسبیح ہاتہہ مین لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا
منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على
اب یہہ ٹہٹہا جہل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب کالمستهزی بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لایعود الی الذنب اصلا
گویا اپنی رب سی چہل کرتا ہی اورتوبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانسی بخشش مانگی اوردل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبہی نافرمانی نکرونگا
فاذا فعل ذلك یغفر الله له ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی
جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اسد تعالی اوسکی خطا معاف کردیتا ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور اسد کافرون کی حق مین
فی حق اهل الکفر قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ فما ظنك فیما دونه من المعاصی
یہہ فرماتا ہی توکہدی کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجہتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو
وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تم مین سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو اسد اوسپر رحمت کرتا ہی
وفی حدیث اٰخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی اسد علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر اسد تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی
اقر بکونه مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثله
کہ اپنی تئین خطادار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوی پر اور برائی کمائی ہوی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسی حرکت نکرونگا
یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه و
تو اسد تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطاسی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجہنا چاہئی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو صرف حقوق الٰہی
بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار
دوسری حقوق العباد پہر جو گناہ صرف حقوق اسد کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ
باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه
زبانسی اور ندامت دلسی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبہی نکرونگا جب ایسی توبہ کرچکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہوجاتی ہی
الا ان یکون علیه شئ من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك
ہان اگر اوسکی ذمہ کچہہ فرائض الٰہی مین سی بہی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ
فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الاٰدمیین فلا بد من ایصالها
بعضی فرائض کا قضا چاہئی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہئی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس
الی مستحقها فان لم یوجدوا یلزم تصدقها عنهم بنیة ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها
پہنچادی اور اگر وہ مستحق نہ ملین تو لازم ہی کہ اوسکو اونکی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ اسد تعالی یہہ امانت قیامت کی دن
الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیه من التبعات لاعساره فعلیه ان یکثر
انکی مستحق کو پہنچادی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی
من الاعمال الصالحٰت ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنٰت فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلومون مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا
کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه المجلس الحادی عشر
تو اسد تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کردی گیارہوین مجلس
فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین فرمایا رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نی

افضل الذكر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر
سب ذکروں میں سے بہتر ہے لا اله الا الله اور سب دعاؤں میں بہتر ہے الحمد لله یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے جابر کی روایت سے

وانما جعل فيه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذكر العبد ربه وسواله عنه فضله
اور الحمد لله سب دعاؤں سے افضل اسلئے ٹہری کہ دعا اسکو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے رب کو یاد کر کر اوس سے فضل کا سوال کرے

ففي الحمد لله هذا المعنى موجود اذ فيه ذكر الرب وطلب المزيد لانه راس الشكر والعمدة فيه لقوله عليه السلام الحمد لله راس الشكر ما شكر الله عبد لم يحمده
سو الحمد لله میں یہہ معنی موجود ہیں اسواسطے کہ اسمیں رب کی یاد ہے اور ترقی کی طلب ہے اسلئے کہ الحمد لله اصل ہے شکر میں اور عمدہ ہے اسطے فرمانے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی

والشكر يستلزم المزيد لقوله تعالى لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ فمن قال الحمد لله يصير كانه سئله عنه
اور شکر سے ترقی ہوا کرتی ہے واسطے فرمود الله تعالی کی اگر حق مانوگے تو اور دوں گا تمکو پہر جسنے الحمد لله کہا گویا اوسنے الله تعالی سے

تعالى زيادة فضله بعد الثناء عليه واما كون لا اله الا الله من افضل الاذكار فلان فيه معنى لا يوجد
ثنا کر کر فضل کی ترقی طلب کی اور لا اله الا الله جو تمام ذکروں میں افضل ہے تو اسلئے کہ اسمیں وہ معنی ہیں

في ذكر غيره وبمعرفة ذلك المعنى يحصل للمكلف جميع ما يجب عليه معرفته في حقه تعالى وذلك المعنى
جو اور ذکروں میں نہیں پائی جاتی اور ان معنوں کی دریافت کرنے سے مکلف کو حاصل ہو جاتی ہیں جو جو واجب ہے دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی

اثبات الالوهية له تعالى ونفيها عما عداه ويندرج في معنى الالوهية جميع ما يجب على المكلف معرفته
ربوبیت کا ثابت کرنا واسطے الله تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا الله سے اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہے

مما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له لان الالوهية تشتمل على معنيين احدهما
اوصاف الہی سے جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جایز ہیں الله تعالی کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو

استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه والثاني افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى كلمة
الله کا بے نیاز ہونا تمام اپنے ماسوا سے اور دوسری تمام ماسوا کا محتاج ہونا الله تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ

التوحيد لا مستغني عن جميع ما سواه ولا مفتقر اليه جميع ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى
توحید کی یہہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی بے نیاز تمام ماسوا اپنے سے اور نہیں ہے کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنے کا سوا الله تعالی کی الله تعالی کی بے نیازی

عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالى هذه الصفات
تمام ماسوا سے جو ہے اسنے واجب ہوا کہ الله تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہے اسلئے کہ یہہ صفتیں اگر الله تعالی کو بضرورت ثابت نہو جاویں

لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ عن هذه الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث مفتقر
تو پہر بلاشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطے کہ ان صفتوں میں سے جونسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في التنزه عن النقصان وجوب السمع و
ہوتا ہے اور ایسی ہی واجب ہوا الله تعالی کا بری ہونا نقصان سے اور نقصان سے بری ہونے میں آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص ومحتاجا الى من يدفع
بصر اور کلام کا اسلئے کہ الله تعالی کو اگر یہہ صفتیں واجب نہونگی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جائینگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اوس

عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه اذ لو لم يجب
نقصان کو دور کردے اور ایسا ہی واجب ہوا پاک ہونا الله تعالی کا غرض سے افعال اور احکام میں اسلئے کہ اگر واجب نہو

له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى ان لا يجب
الله کا پاک ہونا غرض سے تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئ کا جس سے اوسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا الله تعالی کے ذمہ پر کچھہ واجب نہوتا

عليه

علیه فعل شئ من الممکنات ولا ترکه اذ لو وجب علیه شئ منهما لکان محتاجا الی ذلک الشئ
کسی فعل کا ممکنات میں سی کرنا اور نہ کرنا اسلئی کہ اگر واجب ہو اوسکی ذمہ پر کچہہ ان دونوں میں سی توالبتہ محتاج ہوگا اوس شئ کا
لیکمل به اذ لا یجب له تعالی الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فیوجب له تعالی
تاکہ اوس شئ کامل بنجاوی اوسلئی کہ اللہ تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہین اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا
القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شئ
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چارون صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہون تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی
من الممکنات وکذا یوجب له الوحدانیة اذ لو لم یجب له تعالی الوحدانیة بل کان معه غیره فی
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بہی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتہہ ایک اور اللہ سوای اوسکی ہو
الالوهیة لم یفتقر الیه شئ من الممکنات للزوم عجزهما ویوخذ من افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی
تو پہر کوئی شئ ممکنات مین سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ بسبب روک ٹوک کی دونو عاجز ہوجاینگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی
حدوث العالم باسره اذ لو کان شئ منه قدیما لکان مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه یوخذ منه
اوسکی محتاج ہوئین تو اسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم مین سی کچہہ بہی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بہی
ایضا ان لا یؤثر شئ من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شئ من المخلوقات تاثیر فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات مین سی کسی امر مین کچہہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات مین سی کسی شئ کو کچہہ اثر مستقل ہوتا توالبتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہوتا
الیه فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله تعالی ولا واجب
بلکہ بی نیاز ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ پڑہتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہین سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب
القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات
القدیم اور باقی سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدایش پر سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بی انتہا کا
الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شئ من
سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانون سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام مین سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شئ مین
المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد
مخلوقات مین سی سوای اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہین اور جو جو اوسکی حق مین محال ہین اور جو جو جایز ہین
ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ومعرفة الله تعالی
اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنون کو سمجہنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی
لیست ضروریة حتی یحصل بالبداهة کمعرفة کون الواحد نصف الاثنین بل انما تحصل
بدیہی یعنی ظاہر نہین ہی تاکہ خود بخود معلوم ہوجاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جانتی ہین بلکہ استدلال سی
بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به وقال انظروا ماذا
معلوم ہوسکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہین پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فمن ترکه یکون اثما لانه اعطی الانسان نعمة العقل فیستدل به علی وجوده
موجود ہی آسمانون اور زمین مین پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسہی واسطی عطا کی ہی کہ اوسکی ذریعی ثابت کری
وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة
اللہ کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون اثما فیبقی فی مشیة الله تعالی
پہر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو ادسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الٰہی مین رہیگا
ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة
چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری
فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید
اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنون کا سہل ہوجاوی
التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها
جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری ہین کہ سمجھنا معنون کا لازم ہی
والا لا ینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریک اللسان
اورنہین تو زبانی پڑہنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی
بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب
جبتک کہ اوسکی معنی دلمین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الٰہی کی دل مین متیقن ہون
معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة
اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلئی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی
للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من
بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ الله تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی تاکہ دریافت کرلی
ینطق بها ما انفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من
کلمہ پڑہنی والا کیا وصف نفی کیا چاہی غیر الله سی اور کیا ثابت کیا چاہی الله تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد
افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الٰہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی کہ وہ ذات الٰہی ہی اور معنی
الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
الله کی یہہ ہی مین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق
علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك
آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الٰہی کو اور وہ
الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا
دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد
متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی
اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا
محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما
پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین
التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان
روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزا عن ایجاد شیٔ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیٔ من الاشیاء
عالم میں سی ہر ہر ذرہ کی ایجاد سی عاجز ہوگا اسلیٔ کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور تاثیر قدرت کا کسی شی میں اوس شیٔ کی ارادہ کرنی پر
یتوقف علی ارادة ذلك الشیٔ وارادة ذلك الشیٔ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شیٔ
موقوف ہی اور ارادہ اوس شیٔ کا بدون علم اوس شیٔ کی نہین ہوسکتا اس لیٔ کہ ارادہ کسی شیٔ کی ایجاد کا
مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها
بدون علم اوس شیٔ کی محال ہی اور یہہ تینون صفتین کب ہوسکتی ہین بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہی
فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل جزء من اجزائه دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه
اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکی اجزا میں سی یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ
قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا کان
قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چارون صفات مذکورہ سی اور دلیل ہی اسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہی اسی لیٔ
بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر مارأینا شیئا الا رأینا الله تعالی بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی شیٔ کو دیکھا تو اوسکی ساتھ ہی اللہ تعالی کو دیکھا بیشک
کل جزء من اجزاء العالم لکونه حادثا محتاج الی من یوجده ویربیه لا یزال یتکلم بکلام لا حرف فیه
ہر ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنیوالی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جسمین نہ حرف ہین
ولا صوت ان له موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع کلامه
اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیز والی
السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع
اوسکی کلام سنتی ہین اور بی تمیز جنکی سمجھہ بیکار ہی نہین سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی
به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارك
جسمین حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہین ہی جسی سوا آواز کی کچھہ معلوم ہو اور چوپایہ
فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیٔ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من
اور انسان اوسمین شریک ہین کیونکہ اوس شیٔ مین کیا خوبی ہی جسمین چوپایہ اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی مکلف
صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیه افعاله وما لم یتوقف علیه فعاله تعالی کالسمع والبصر
صفات الہی مین سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہین اور جن صفات پر افعال موقوف نہین ہین جیسی سمع اور بصر
والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبھی تو استدلال عقلی کرتی ہین اور کبھی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہی
انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه
کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور اونکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
بری ہونا واجب ہی اس سی لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہی کہ
الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة
شرع سی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہی پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ مین دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها
بہتری عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جائ

له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کما یجب اتصافه بها بحیث
اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا

لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم
کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اوران صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہہ لازم نہین

من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما
کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ

بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات
ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی پر ممتنع ہین اسواسطی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ

تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و
ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیهم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور

امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہوچکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی

کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها
کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوة الرسالة
ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لئی رسالت کی دعوی مین

فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان
تمام احکام مین جو میری طرف سی اداکری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی

رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك یعثنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہو کر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی

من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال ایة صدقی انی اطلب من الملك ان
اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ

یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
اپنی خلاف عادت اپنی جگہہ سی تین دفعہ کہڑا ہوا اور بیٹہہ جاوی پہر وہ بادشاہ اوسکی کہنی سی یہہ کر بیٹہی تو بیشک

ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم

الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص نہ دیکہی گا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوۃ والسلام فی افادۃ معجزتهم العلم
اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی اونکی

الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والون کو اور جنہون نی نہین دیکھا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہوچکا

صدقهم بدلالة المعجزة وجب تصدیقهم فی کل ما جاؤا به من عند الله تعالی وافضلهم
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لای ہین اور تمام انبیامین افضل

نبینا ومولانا محمد صلی الله علیه وسلم فانه تعالی قد بعثه الی اهل الارض کافة لیبلغهم امره ونهیه ووعده
اور برتر نبی اور صاحب ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بہیجا تا کہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا

ووعیده وایده بمعجزات کثیرة لا حصر لها لیصدقوه فوجب علیهم تصدیقه فی کل ما اخبر
اور سزا پہنچاوین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تا کہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین

وطاعته فی کل ما امر والانتهاء عن کل ما زجر فمن لم یصدقه فیما اخبر ولم یطعه فیما امر ولم ینته
اور واجب ہی اطاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور اطاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نہ آوی

عما زجر یکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی القران العظیم الذی هو افضل معجزاته اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ
منع کئی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ

بَلْ هُمْ اَضَلُّ فانه تعالی شبههم بالبهایم فی کون مشاعرهم متوجهة الی اسباب الدنیا ومقصورة
بلکہ اونسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ انکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر

علیها وعدم التفکر فیما یقرع اذانهم من الایات القرانیة والاحادیث النبویة وعدم الالتفات بها
اٹکین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو سنتی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی مین اور اصلا اودہر توجہ نہین ہی

بل جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدرك من المنافع والمضار وتجهد غایة جهدها
بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین

فی جلب ما ینفعها وسلب ما یضرها وتنقاد لصاحبها وتمیز من یحسن الیها ممن یسیئ الیها وهؤلاء
اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان اونکی جو اونکی ساتہہ احسان کری اور ضرر پہنچاوی

لیسوا کذلك حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتهدون غایة جهدهم فی جلب ما یضرهم
ایسی نہین ہین اسلیئی کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مرکہپ کر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بہجتی ہین

وسلب ما ینفعهم ولا ینقادون لربهم وخالقهم ورازقهم ولا یعرفون احسانه الیهم ویقدمون علی
اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور رزق دینی والی کی اور نہین سمجہتی کہ اون پر اوسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعیم المقیم ویکونون من الذین قال تعالی فیهم یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا
دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ یعنی انهم یعلمون ظاهرا حقیرا خسیسا من الدنیا
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکہتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین

وهو ما یشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم
وہ یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذت اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہواوہوس کی مطابق ہین

وهم غفلون عن الاخرة التی هی المطلب الاعلی والمقصد الاقصی ولا یخطرون ببالهم ولا یتفکرون
اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہین اور اونکی دلمین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی
من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی
وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلك العلم لا یحصل الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فیها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین
والاستدلال بتغیراتها علی حدوثها واحتیاجها الی موجد قدیم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہونی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
الارادة والعلم والحیوة وهم قصروا النظر علی الظواهر الحسیة کالبهائم ولم یتفکروا فی عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو
صنعه لیستدلوا بها علی وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحیوته فیعلموا ان ما اخبر به
خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پھر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی
من امور الاخرة امور ممکنة یلزم وقوعها وعند وقوعها یکون المکلف فیها بحکم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
وفسادها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر نسأل الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ
الابرار لا من اهل النار مع الاشرار

المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعة النبی صلی الله علیه وسلم

صلحاء کی دوزخی نہ کری ہمراہ بدکارون کی بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا اسعادتمند آدمی
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمة
قیامت کے دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا اسعادت مند آدمی میری شفاعت سی
یوم القیمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة
قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی
وقریب منه ما روی عن زید بن ارقم انه علیه الصلوة والسلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه علیه
اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم نی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک
الصلوة والسلام قد شرط لنیل ما وعد فی هذین الحدیثین ان یکون فیمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جو ان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص
والاخلاص ومعنی الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم یساعده
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پھر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق
حاله لمقاله لا یکون فیه شیء من الخلوص والاخلاص وانما یکون فیه من الخلوص والاخلاص
مقال سی نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچھہ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی
اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله علی الطاعات وان لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی
کہ اوسکو یہہ قول گناہون سی باز رکھی اور طاعات کی رغبت دلائی اور اگر اوسکو گناہون سی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا یکون فیه الخلوص والاخلاص ویخاف ان یکون هذا القول فیه عاریة یسترد منه
تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو پہر چہین نہ جاوی

لان من لم یکن فیه الا اصل الایمان وهو مقصر فی الاعمال ومصرّ علی الذنوب قریب من ان
کیونکہ جس شخص مین سوای اصل ایمان کی کچہہ نہین ہی اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ینقلع شجرة ایمانه اذا صادمته الریاح العاصفة التی هی الوساوس الشیطانیة المحرکة لها لان
درخت ایمان کا جڑ سی اوکہڑ جاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسی شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

کل ایمان لم یثبت فی القلب اصله ولم ینتشر فی الاعضاء فروعه ولم یظهر فیها ثمرة لا تثبت
جسکی ایمان کی جڑ دل مین خوب نہین بیٹہی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو ابہی کچہہ پہل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ویخاف علیه الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعه
تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹہتی ہی اور اوسکی ٹہنیان

فی الاعضاء وانما یظهر ثمره فیها اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ
اعضا کی اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا ہی تا کہ اوسکی جڑ محکم

ویثبت وینتشر فروعه ویظهر ثمره فهذا امر لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك علی ما ثبت
اور ثابت ہو کر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال وری خاتمہ سی معلوم نہین ہو سکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکة الراسخة فی النفس فمن اصرّ علی
علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرنی نفس مین خوب کامل ہو جاتا ہی پہر جو شخص گناہون پر

الذنوب یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
اصرار کرتا ہی اوسکی دلمین محبت گناہون کی پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخصکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی
رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات
زیادہ تہی تو پہر موت کی وقت اکثر وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتون مین سی

او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر سببا لسوء خاتمته فاما الذی غلبت ذنوبه
یا کسی گناہ کی گناہون مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین لگا رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہو جاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وکانت اکثر من طاعاته ولم یتب عنها بل کان مصرّا علیها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر فی حقه
اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل اسہی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظیم اذ قد یکون غلبة الالف سببا لان یتمثل صورة معصیة فی قلبه وتمیل الیها نفسه
بڑا اندیشہ ہی اسواسطی کہ بعضی وقت ماری غلبۂ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دلمین پیدا ہو جاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ویقبض علیها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن
اور وہین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہی ہی اور جس شخصنی کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پہر

تاب فهو بعید عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء ما وجب
توبہ کر لی سو وہ اس اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا اله الا الله کہتی ہین واجب ہی کہ جو جو طاعات

علیه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السیئات لان کثیرا من الناس یقولون
اونکی ذمہ پر واجب ہی اداکیا کریں اور اپنی زبان کو اورتمام اعضاکو گناہونسی بچاویں اسواسطی کہ اکثر لوگ یہہ قول زبانسی کہتی ہیں
هذا القول ثم ینزع عنهم فی اخر اعمارهم بسبب اعمالهم الخبیثة ویخرجون من الدنیا بغیر ایمان
پہر اونسی آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چھوٹ جاتا ہی اور دنیا سی بی ایمان مرتی ہیں
وای مصیبة اعظم من هذا ان یکون اسم الرجل فی جمیع عمره فی الدنیا من المؤمنین ثم یموت
اب کونسی مصیبت اس سی بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہر مسلمانوں میں درج رہا پہر جب موا
ویکون اسمه فی الاخرة من الکفرین لیس الحسرة علی الذی یخرج من الکنیسة ویدخل فی جهنم وانما
تو آخرت میں اوسکا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچھہ اوسکی حال پر نہیں ہی جو بتخانہ سی نکل کر دوزخ میں گری
الحسرة علی الذی یخرج من المسجد ویطرح فی جهنم بسبب اعماله الخبیثة فان الناس فی الایمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد میں سی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جا دی بنی آدم باعتبار ایمان کی
علی ضربین منهم من یکون له الایمان عاریة یسترد منه ومنهم من یکون له الایمان عطاء
دو قسم کی ہیں بعضی ایسی ہیں کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چہن جاویگا اور بعضی ایسی ہیں کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی
لا یسترد منه والعلامة فی ذلك ان الذی یمنعه الایمان من الذنوب ویحمله علی الطاعات
پہر ہرگز نہیں چھینی گا اور نشان اسمیں یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہونسی روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی
فالایمان له عطاء لا یسترد منه والذی لا یمنعه الایمان من الذنوب ولا یحمله علی الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہیں چھینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہونسی نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی
فالایمان له عاریة یسترد منه لان ایمانه لو کان صحیحا خالصا لمنعه من الذنوب ولحمله علی
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چھن جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہونسی روکتا اور طاعت کی رغبت
الطاعات فلما لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی الطاعات علم ان قلبه الذی هو محل الایمان
دیتا پس جب اوسکو گناہونسی روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی
مریض فان القلب قد یمرض ویشتد مرضه لکن لا یعرف صاحبه لغلبة الهوی علیه بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبہی بیماری میں سخت مبتلا ہوجاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہواہوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعضی وقت
یموت قلبه وهو لا یشعر بموته وعلامة ذلك ان لا یؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا کان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہیں ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دلمیں گناہ کی زخم سی الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جبتک
فیه حیوة یتالم بقدر حیوته من جراحات الذنوب وقد یشعر بمرضه صاحبه لکن لا یتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اسمیں حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سی الم پیدا ہوتا ہی اور کبہی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر
مرارة الدواء ولا یصبر علیها فیؤثر بقاء الالم علی مشقة الدواء فان دواءه فی مخالفة هواه وذلك
پرہیزگی دوا کی برداشت نہیں کرتا اور اسپہ صبر کرتا ہی پہر وہ الم رہتی رہنی دوا کی مشقت میں اثر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہواہوس کی مخالفت ہی اور یہہ
اصعب شئ علی النفس ولیس لها شئ انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفته
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکی حق میں اس سی زیادہ کچھہ مفید نہیں ہی سہل بن عبد اللہ کہتی ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو نی اوسکا خلاف کیا
فذلك دواؤك وقال ایضا ترك الهوی مفتاح الجنة لقوله تعالی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بہی کہا ہی ہواہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الٰہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى فالسعيد من يخالف هوٰيه ويطيع مولاه والشقى
اور دل کا جی کو چاہے سی ۔ سو بہشت ہی ہی ٹھکانا ۔ پس نیک بخت وہی ہی جو اپنی ہواہوس کی مخالفت کرکر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور بدبخت

من يتبع هوٰيه ويخالف مولاه فان اتباع الهوى سم قاتل من سموم الدين يفضى الى الهلاك
وہ ہی کہ اپنی ہواہوس کی پیچھی لگا ہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں میں سی ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الابدى يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك فى هذه
جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا ۔ پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه فى كل حال الاحتراز عن السموم وما يضره من المهلكات فالخائف
دنیا فانی میں اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سی اور تمام مہلکات سی بچتا رہی سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدى اولى ان يجب عليه فى كل حال الاحتراز عن المعاصى التى هى سموم الدين فان
ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور بتر واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق میں زہر ہیں بیشک ان زہروں سی

المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التى ليس اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير مدتها
یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت نہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اوسکی سوئیں حصہ کو نہیں ملتی

اذ ليس لمدتها اخر وغاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفى فواتها نار الجحيم والعذاب الاليم
کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہیں ہی اور اوسمیں نعمتیں دائمی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہونی میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الى التوبة والاستغفار قبل ان يعمل سموم الذنوب فى روح الايمان ولا ينفع بعده
پس جلدی کر جلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کری پھر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا علاج الاطباء ولا نصح الناصحين ولا وعظ الواعظين ويحق عليه القول انه من
بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہہ

الكفرين ويدخل تحت عموم قوله تعالى اِنَّا جَعَلْنَا فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ
کافر ہی اور اس قول عام کی تلی داخل ہو جاگا ہمنی ڈالی ہیں اونکی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اونکی سر الل رہی ہیں

ولا يغرنك لفظ الايمان وتقول المراد به الكفرون اذ قد جاء فى الحديث ان الزانى لا يزنى وهو مؤمن
اور ایمان کی لفظ سی گھمنڈ میں نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر ہیں اسواسطی کہ حدیث میں یہہ آیا ہی نہیں ہکہ زانی زنا کری اور مؤمن بھی ہو

فانه عليه الصلوة والسلام ما اراد به نفى الايمان الذى هو العلم بالله وملئكته وكتبه ورسله
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو علم ہی اللہ تعالی کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فان هذا الايمان لا ينافيه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفى الايمان الذى هو العلم بكون الزنا و
کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالى وموجبا لمقته فالمحجوب عن هذا الايمان الذى هو فرع
تمام گناہ اللہ تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہیں اور باعث بلا کی کا ہیں وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سيحجب فى الخاتمة عن الايمان الذى هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصى للمطيع انا
تو کیا بعید ہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بھی محجوب ہو جاوی بعضی علما نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ میں بھی

مؤمن كما انت مؤمن يشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة كما انت شجرة وما احسن
ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ایسا ہی کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا میں بھی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی پھر صنوبر نی

ماقالت شجرة الصنوبر لها فی الجواب انك ستعرفین حالك اذا عصفت ریاح الخریف و
کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندہیان خزان کی چلین گی اور

انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ینکشف غرورك بمجرد مشارکتك ایای فی
تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوینگی تب تیرا بہہ گھمنڈ کہل جاویگا کہ نام مین تو بہی میرا شریک ہی

اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فکذا العاصی سیعرف حاله اذا عصفت
درخت کہلاتا ہی یہہ تجہکو خبر ہی نہین کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہین سو ایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی

ریاح الاجل وظهرت سکرات الموت فعند ذلك ینکشف غروره بمجرد مشارکته للمطیع فی
آندہی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کہل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح

اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الایمان وهذا امر یظهر عند الخاتمة حتی قال بعض
مؤمن کہلاتا تہا بیخبری مین کہ ایمان کس بات سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کہل جاتا ہی اتنا کہ بعضی

العارفین اذا ظهر ملك الموت للعبد یعلم ذلك العبد انه لم یبق من عمره شئ فیبدوله حینئذ
عارف کہتی ہین جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچہہ باقی نہین رہی اب اوسکو اسقدر

من الحسرة والندامة مالوکانت له من الدنیا بجملتها لکان یبذلها لیضم الی عمره ساعة حتی
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی ہی کہ اگر اوسکی قبضہ مین تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کردیتا تاکہ اوسکی عمر مین ایک گہڑی زیادہ ہوجا

یتدارك تفریطه ولا یجد الی ذلك سبیلا فیتجرع غصة الیاس عن التدارك وحسرة الندامة
کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کردی، سو اوسکا کوئی سبیل نہوسکیگا سو خوف کی گہونٹ گلہ پکڑتی ہوئی تدارک سی لاچار ہوکر پیتا رہیگا

علی تضییع العمر فی ما یضره ولا ینفعه فیجعل روحه یتغرغر فیغلق عنه باب التوبة فیبقی فی
عمر بیکار کہوکر ایسی کاروبار مین جو ضرر پہنچاوین اور کچہہ فائدہ ندین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی مین آواز کری گی اور دروازی توبہ کی بند ہوجاوینگی پہر صرف

الحسرة والندامة ولذلك قیل وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ
حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسہیلئی کہا گیا ہی اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام جبتک سامنی آئی ایسیکو

الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَاِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ
موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہین بُرا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہین

قَرِیْبٍ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصیة بان یندم علیها ویمحو اثرها بحسنة یردفها بها قبل
شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہوکر اوسکا نشان مٹاوی نکوئی سی کہ اوسکی ساتھہ ہی عمل کری

ان یتراکم ظلمتها علی القلب فلا یقبل المحو ولذلك قال النبی علیه الصلوة والسلام اتبع السیئة
اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پر پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جائیگی اسہیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام نی برائی کی ساتہہ

الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه یا بنی لا تؤخر التوبة فان الموت تاتی بغتة فمن ترك المبادرة
نکوئی کرکہ وہ نکوئی اوسکو مٹاویگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ مین دیر نکرنا کیونکہ موت ناگہان آجاتی ہی سو جسنی جلدیسی توبہ نکی

الی التوبة بالتسویف فدیعاجله الموت فلا یجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد فی الخبر
اور دیر کرتا رہا کبہی جلدیسی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ توبہ کری اسہیلئی حدیث مین آیا ہی

عن ابن عباس انه علیه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا نبی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوّف یعنی دیر کرنیوالی اور مسوّف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری ہان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنی الامر علی البقاء الذی لم یفوض الیه ولعله لا یبقی وان بقی فانه کما لا یقدر علی ترك

اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہی کیونکہ وہ کام کی بنیاد بقا پر رکہتا ہی جو کہ اوسکی سپرد نہین ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی بہی رہا تو شاید جیسی کہ گناہ اب نہین چہوڑ سکا

الذنب الیوم لا یقدر علی ترکه غدا لان عجزه عن الترك فی الحال لیس الا لغلبة الشهوة علیه والشهوة لا تفارقه

یعنی توبہ نہین کرتا کل بہی نہ چہوڑ سکی کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہین کرتا تو شہوت تو اوس سی جدا نہین ہوگی

بل تتضاعف وتتاکد بالاعتیاد فلیست الشهوة التی اکدها الانسان بالاعتیاد کالشهوة التی لم یؤکدها

بلکہ بڑہتی جاوی گی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی نی خوب عادت کرلی ہی ایسی نہین ہوتی جسکی عادت نہین کی

وعن هذا قیل هلك المسوفون فانهم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا یدرون ان الایام متشابهة فی

اسیہی لئی کہتی ہین کہ دیر کرنیوالی جاتی رہی کیونکہ یہہ لوگ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو نظیرون مین فرق ہی اور یہہ نہین سمجہتی کہ دن تمام ایکسی ہین

کون ترك الشهوات شاقا فیها ابدا فعلی العاقل ان یبادر بالتوبة اذا صدر منه شیء من المنهیات

شہوات کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہی سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس سی کوئی گناہ صادر ہو

لان من عصی الله تعالی فی شیء منها ولم یتب عنه علی الفور یکون من الظلمین لقوله تعالی ومن

کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اللہ تعالی کی کسی بات مین اور ترت توبہ نہین کرتا تو وہ ظالم ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو

لم یتب فاولئك هم الظلمون والتوبة عبارة عن معنی یحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد

توبہ نہین کرتا وہ ہی لوگ ہین ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزونسی علم اور حال اور قصد

اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وکونه حجابا بینه وبین محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنی

علم تو یہہ یقین کرنا کہ معصیت مین بڑاہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ مین روک دیتا ہی اور حال سی مراد شرمندگی ہی اور معنی

الندم تألم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق

شرمندگی کا یہہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہہ سمجہی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق

بالحال والاستقبال والماضی اما تعلقه بالحال فهو ترك کل محظور هو ملابس به واداء کل فرض

زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر توبہ کو حال سی تو یہہ لگاؤ ہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جسمین مبتلا ہی اور ادا کری ہر فرض کو

هو متوجه علیه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهیات الی آخر

جو اوسکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات مین مصروف رہی اور منہیات سی بچتا رہی

العمر واما تعلقه بالماضی فهو تدارکه ما فرط فیه وطریق التدارك ان ینظر الی الطاعات ما ترك

اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ تمام قصورون کا عوض کری جو زمانہ ماضی مین گذری ہین اور طریقہ تدارک کا یہہ ہی کہ طاعات مین غور کرکر دیکہی کیا کیا

منها والی المعاصی ما فعل منها فان کان ترك شیئا من الطاعات یتدارکه بالقضاء فاذا قضی ما علیه

ہوئین ہین اور معاصی مین تامل کری کہ کیا کیا عمل آئین پہر اگر اسنی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اوسکا تدارک قضا کرکر کردی پہر جب تمام فرائض

من الفرائض والواجبات ینظر فی معاصیه فما کان منها بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الندم بالقلب

اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کرچکی تو اپنی معاصی مین غور کری معاصی مین جو جو صرف حق اللہ ہین تو اوسمین فقط دلسی ہی شرمندہ ہونا

والاستغفار باللسان والعزم علی ان لا یعود الیه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه یرده الیه

اور زبان سی استغفار کرنی کافی ہی اس عزم سی کہ پہر کبہی ایسی حرکت ہرگز نکرونگا اور حقوق العباد مین سی جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کردی

ان کان من الحقوق المالیة وان کان من الحقوق الغیر المالیة یستحل منه وان لم یجعل فی حل یبقی

اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ معاف نکریگا تو اوسکی ذمہ باقی رہیگا

علیه مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی

اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتہہ بہلائی سی پیش آوی اور اوسکی کاروبار مین کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجاوی اور معاف

حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه علیه الصلوة والسلام قال

کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا ہی

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من نفر قلبه بسیئة

عادت ہی دلون کی کہ اپنی محسن کی دوست خیر خواہ ہوتی ہین اور اپنی آزار رسان کی بدخواہ ہوتی ہین پہر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی

یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله

تو بہلائی سی خوش ہوجاویگا پہر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار مین ساعی دیکہکر خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو

فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن

معاف کردی اور اگر وہ نمانی سوای بدلالینی کی تو اوسکی بہلائیان اوسکی ساتہہ اور اسکی کوشش اوسکی کاروبار مین یہہ بہی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی

ان یجبرها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه

کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی

والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر او زاد علیه یاخذ ذلک منه

اور کاروبار مین سعی کرنی سی آتنی محنت اوٹہاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیی وین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ ٹہر جاکہ وہ اپنا اوس سی

عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر

قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہویا مرگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کرا سکتا حقوق غیر مالیہ کو

المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان

یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی تو اب اسپر یہہ واجب ہی

یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر

کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت

الاوقات فانه اذا فعل کذلک یرجی من فضل الله تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی

جب اس ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ روایت ہی

عن ابی هریرة انه قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس اذ ضحک حتی بدت ثنایاه

ابوہریرہ رضی الله عنہ سی کہ ایک وقت رسول الله صلی الله علیہ وسلم بیٹہی ہوی تہی چنانچہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر انی لگی

فقیل له مم تضحک یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما

کسینی پوچہا کیون ہنستی ہو یا رسول الله فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا

یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال الله تعالی اعط اخاک مظلمته فقال یا رب لم تبق من

یا الہی میرا بدلہ اس سی لیدی الله تعالی نی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا الہی میری حسنات مین سی

حسناتی شیء فقال الله تعالی ما تصنع باخیک لم تبق من حسناته شیء فقال یا رب فلیحمل

تو کچہہ نہین بچا پہر الله تعالی نی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بہائی کی ساتہہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچہہ باقی نہین رہا پہر عرض کیا یا الہی تو میری گناہ

عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلک الیوم لیوم

اوسپر رکہدی پہر بہہ پڑین دونو آنکہین رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی پہر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

يحتاج الناس فيه الى ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

یہہ حاجت ہوگی آدمیون کو کہ اونکی گناہ اونپر پڑجاوین پہر فرمایا کہ پہر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تہا اپنی آنکہہ اوٹہاکر

الى الجنان فيرفع بصره فيرى من الخير والنعمة ما يعجبه فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطي

بہشت کی طرف تو دیکہے پہر وہ اپنی آنکہہ اوٹہاکر ایسی خیر اور نعمتین دیکہیگا کہ اوسکو بہت پسند آوینگی پوچہیگا یا رب یہہ کسکی لئی ہین اللہ فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دی

فيقول من يملك ثمنه فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب

وہ عرض کریگا اسکی ثمن کی کسکو طاقت ہی فرماویگا تجہکو پہر عرض کریگا کیونکر یا رب اللہ تعالی فرماویگا بعوض معاف کرنی کی اپنی بہائی سی پہر وہ عرض کریگا الہی مین نی اوسکو معاف کیا

فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك فادخله الجنة هذا اذا لم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ کر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جب ہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

كان كافرا يكون الامر مشكلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

مدعی کافر ہوگا تو پہر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن اليه ولا لتحميل اثم الكفر على المؤمن ولا يرجى منه العفو

اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پر ڈال سکتی ہین اور معافی کی بہی کافر سی امید نہین ہی

فيكون خصومته اشد وكذا اذا كان الحق للبهائم بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فيحمل عنها ذنبها وليست اهلا لاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس

اسلئی نہ بہایم خطادار ہوتی ہین کہ اونکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالدین اور نہ وہ اس لایق ہی کہ حسنات اوسکو دیدین پہر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

تیرہوین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دل سی دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه

صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دل سی

الا حرمه الله على النار هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتضي

حرام کردیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا يدخل النار كل من يأتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالاوامر ولم ينته عن النواهي وليس

کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور مناہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرسالة رسوله ويجري على موجب

یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على النار يشير الى هذا المعنى

شہادت کی رستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کردیگا ان معنون کا اشارہ ہی

قوله عليه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اس حدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دل سی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سی ہوتی ہی

بتوجه العبد الی طلب رضی مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهی واذا لم یتمثل بالاوامر ولم
تو آدمی اپنی مولی کی رضامندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجا لاکر اور منع سی باز رہ کر اور اگر اوسکی نہ حکم پر عمل کیا اور نہ

ینته عن النواهی یکون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
رکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہین ہی اسلئی کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی

والاعضاء شهود علی ما یدعیه الانسان باللسان فمن ادعی بلسانه الایمان اذا استعمل
اور ہاتھ پانو وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

ارکانه علی ما یقتضیه الایمان یکون صادقا فی دعواه ویثبت ما ادعاه واذا لم یستعمل ارکانه
ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر آدمی اپنی ارکان ایمان کی

علی ما یقتضیه الایمان لا یکون صادقا فی دعواه ولا یثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما یجری
مطابق استعمال نکری تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین

علی اللسان قد لا یکون عن قلب واعتقاد وان کان صادقا فی الواقع کقول المنافقین لرسول الله
بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقون کا رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ فان قولهم هذا کان صدقا فی الواقع بدلیل قوله تعالی
صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ لکن لما لم یکن عن قلب واعتقاد کذبهم الله تعالی بقوله وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ
اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تھی تو اللہ تعالی نی اونکو جھٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی

الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ وسبب ذلك ان الشهادة علی ما ذکر فی الصحاح خبر قاطع وهذا شرط فی
کہ منافق بیشک جھوٹھی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسہلئی گواہون مین

الشاهد ان یشهد بشیء ثابت عنده بیقین کما قال النبی علیه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جب وہ شئی اونکی عندیہ مین یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجھکو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشیء غیر ثابت عنده بیقین یکون کذبا وان کان صدقا فی الواقع
ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینًا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جھوٹھہ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو

ولذلك اعتبر فی الحدیث کونه صدقا ناشیا عن مرکزه ومنبعه الذی هو القلب لیظهر
اسیہی واسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر

اثره فی الاعضاء فعلی هذا کل من ینطق بکلمتی الشهادة یدعی حصول علم الیقین عنده
اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑہتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجھکو انکی معنی یقینًا معلوم ہین

بمعناهما واذا لم یکن عنده العلم بمعناهما لا یکون صادقا فی دعواه ولا یتحقق ما ادعاه فکیف
اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہون تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پہر

یکون مؤمنا فان النطق بهما من غیر فهم معناهما لا یکفی فی حصول حقیقة الایمان
وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئی کہ زبانی پڑہنی سی بدون معلوم کرنی معنون کی حقیقت ایمان کی کبہی حاصل نہین ہوتی

بل لا بد فی حصول حقیقة الایمان ان یکون النطق بهما مع فهم معناهما لان جمیع ما یجب
بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اونکی معنی سمجہہ کر زبان سی پڑہی اسلئی کہ مکلف پر جو جو عقاید

على المكلف معرفته من عقائد الايمان في حقه تعالى وحق رسله مندرج فيهما لان الكلمة الاولى
کہ مکلف پر جو جو عقائد ایمانی ہیں سے بہ نسبت ذات الٰہی اور بہ نسبت رسولوں کی یقین کرنا واجب ہی تمام ان کلموں میں داخل ہی آغیٰ
منهما مركبة من نفي واثبات والذى نفى عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو
کہ پہلا کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر اللہ سی سلب اور واسطی اللہ تعالیٰ کی ثابت کی گئی ہی حصر کر کر وہ الوہیت ہی
الالوهية وهي تشتمل على معنيين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثانى افتقار جميع ماعداه
اور الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو اللہ کی بی نیازی تمام ماسوی سی دوسرا حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا
اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغنى عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع
اللہ تعالیٰ کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہہ ہیں نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا سی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام
ماعداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و
ماسوا کا سوا اللہ تعالیٰ کی بی نیازی اللہ تعالیٰ کی تمام ماسوا سی واجب کر دیتی ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی وجود اور قدم اور
البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ من هذه
بقا کو اسلئی کہ اگر نہ واجب ہوں واسطی اللہ تعالیٰ کی یہہ صفتیں تو پہر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطی کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان
الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص
صفات میں سی لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اور ایسی ہی واجب ہو جاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا تمام نقصانوں سی
ويدخل في التنزه عن النقائص وجوب السمع والبصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص
اور نقصان سی پاک ہونی میں یہہ ہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسلوسطی کہ اگر یہہ صفات نہوں گی تو پہر اوسمیں نقصان پایا جاویگا
ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه
اور حاجتمند ہوگا ایسی امر کا کہ جسّی وہ نقایص رفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی بری ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض سی افعال اور احکام میں
اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
اسواسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالیٰ کی بری ہونا غرضوں سی تو وہ حاجتمند ہوگا ایسی امر کا جسّی وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی
ان لا يجب عليه فعل شئ من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شئ منهما لكان محتاجا الى ذلك
کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطی کہ اگر واجب ہو دی اللہ تعالیٰ پر کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا
الشئ ليتكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ماعداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تا کہ کامل ہو جاوی اسلئی کہ اللہ تعالیٰ کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسوا کی محتاج الیہ ہونی سی واجب ہو جاتی ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی
القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شئ
قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطی کہ اگر واجب نہوں واسطی اللہ کی یہہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سی ہر شئی کی
من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه ثان
پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اسلئی کہ اگر اللہ تعالیٰ واحد نہو بلکہ اوسکی ساتہہ ایک اور دوسرا
في الالوهية لم يفتقر اليه شئ من الكائنات للزوم عجزهما ويوخذ من افتقار جميع ماعداه اليه تعالى
الوہیت میں شریک ہو تو پہر تمام کائنات میں سی کوئی شئ اوسکی محتاج نہو گی اسلئی کہ دونو عاجز ہو جاینگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سی طرف اللہ تعالیٰ کی
حدوث العالم باسره اذ لو كان شئ منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئ عالم میں سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ سی بی نیاز ہوتی حاجتمند اللہ کی نہوتی

وبوخذ منه ايضا ان لا يؤثر شئ من المخلوقات في اثر ما اذ لو كان في شئ من المخلوقات تاثير

اسهی سی ظاهر هوتا هی که مخلوقات مین سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچهه اثر نهین هی کیونکه مخلوقات مین سی اگر کسی چیز مین اثر هوتا

في اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه تعالى فعلى هذا كل من يقول لا اله

تو البته وه اثر الله تعالى سی بی نیاز هوتا الله تعالى کا حاجت مند نهوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا اله الا الله

الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر على

کهتا هی وه شخص گویا یهه کهتا هی کوی نهین واجب الوجود سواء الله کی اور نه کوئی قدم اور بقاوالا سواء الله کی اور نه کوئی تمام

ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهى من المعلومات الا الله ولا متنزه عن جميع النقائص

ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی الله کی اور نه کوئی داننده معلومات غیر متناهی کا سوای الله کی اور نه کوئی پاک تمام نقصانون سی

ولا عن الاغراض في افعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شئ من المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس

اور نه پاک غرضون سی افعال اور احکام مین سواء الله کی اور نه کوئی مخلوقات مین اثر کرنیوالا سوای الله کی اور اسیهی قیاس پر

كل ما وجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة

جو جو صفات الله تعالى کی لئی واجب هین یا اوسکی نسبت محال هین اور جایز هین اس سی خوب ظاهر هوا که سمجهنا کلمه توحید کی معنون کا

التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى

معرفت الٰهی پر موقوف هی اور معرفت الٰهی سی مراد یهه نهین هی که ذات الٰهی کا ادراک کری اسلئی که ذات الٰهی

ليست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له

کسی بشر کو معلوم نهین هی بلکه مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لئی واجب هین اور جو اوسپر محال هین اور جو جایز هین

ليعلم الموحد عند التكلم بها ما ينفي عن غيره تعالى وما يثبت له تعالى فالمنفي فيها كل فرد من

تاکه موحد کو کلمه پڑهتی هوئی معلوم هووی که کونسی صفت کو غیر الله سی سلب کری اور کیا کیا الله تعالى کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمه مین هر فرد هی

افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى

افراد حقیقة اوسکی سی سوای الله تعالى کی اور مثبت ایک فرد هی اوس حقیقت مین سی یعنی الله تعالى اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كلي يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق

اله کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یهه معنی کلی هین باعتبار صرف تصور کی بهت افراد پر صادق آسکتی هین

على كثيرين لكن الدليل العقلي القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وعلى كونه خاصا بذات الله تعالى

پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی هی که زیاده ایک سی محال هی اور خاص هی ذات پاک الٰهی سی

وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث

اور وه دلیل یهه هی عالم کا وجود هی یهه عالم حادث هونی سی محدث کا محتاج هوکر یهه دلالت کرتا هی که اس عالم کا کوئی محدث هی اور وه محدث

لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لانه لو لم يكن قديما بل كان

ضرور هی که قدیم اور واحد اور صاحب قدرة اور صاحب اراده اور حي اور علیم هو اسلئی که اگر قدیم نهو بلکه

حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان

حادث هو تو خود محتاج محدث کا هوگا پهر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یهه دونو محال هین اور اگر واحد نهو بلکه

اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة

ایک سی زیاده هوون تو اونمین آپسمین روک ٹوک واقع هوگی جسکی وجه عالم کا پیدا نهوسکی اور اگر صاحب قدرت اور اراده

والعلم

والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ

اورعلیم اور حی نہو توسراسر عاجز ہوگا عالم میں سی کچھہ بہی پیدا کرسکیگا اسلئی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتاہی اوراثر قدرت کاکسی شئ مین

من الاشیاء یتوقف علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ تتوقف علی العلم به لان القصد الی

اشیاء میں سی بدون ارادہ اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اورارادہ شئ کا بدون علم کی نہیں ہوسکتا اسلئی کہ ارادہ کسی شئ کی

ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یتوقف علی الحیوة لکونها

پیدا کرنیکا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انین شرط ہی

شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی

اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا عالم کی ذرات میں سی یقینی دلیل ہی وجود الہی

وقدمه وکونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا

اورقدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اوران صفات کی ضدیں محال ہیں اسی لئی

کان بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا راینا الله بعده فان

بعضی اہل توحید اثرسی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں ہمنی جب کسی شئ کو دیکہا تو بعد اوسکی اللہ کو دیکہا بیشک

کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدها لاتزال تتکلم بکلام لاحرف

ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب سی کہ وہ حادث ہیں اوراپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہی

فیه ولاصوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع

اورنہ کچہہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

کلامها السامعون ولایسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی

اونکی کلام کو سمجہہ والی سب سنتی ہیں اوروہ لوگ نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار ہی اورسماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسّی

یسمع به کلام لیس بحرف ولاصوت ولاعربی ولاعجمی لاالسمع الظاهر الذی لایسمع به غیر الاصوات

وہ کلام سنی جاتی جسمیں نہ کوئی حرف ہو نہ کچہہ آواز اورنہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جس سی صرف آواز سنی جاوی

وتشارك فیه البهایم الانسان اذ لاقدر لشئ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان

اوراوسمیں بہایم بہی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اوس چیز میں کیا خوبی ہی جسمیں آدمی اورچوپایہ یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ انسان

لایعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فما لم یدل علیه افعاله تعالی

صفات الہی میں سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اورجن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی

کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه

جیسی سمع اوربصر اورکلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اورکبہی نقلی

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اورانکی ضدیں صفتیں نقصان کی

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی

اوراللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اوربری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سی اوراستدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

له تعالی فوجب العلم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك
واسطی اللہ کی پس واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئی

الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن
کہ افعال الٰہی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ اون افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو

معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها لزم
معلوم نہیں تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی لئی صفات کمالیہ ہیں ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف

ان یتصف باضدادها بل کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
نہو تو انکی ضدین پائی جاوینگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور ہماری حق میں کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہیں آتا

الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا
کہ اللہ تعالی کی واسطی بہی کمالیہ ہوں کیا تجہکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں اللہ تعالی کی نسبت کرکر محال ہیں

فی حقه تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الکلمة الاولی من کلمتی الشهادة
کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلموں میں سی

تضمنت الاقسام الثلثة التی یجب علی المکلف معرفتها فی حقه تعالی وهی ما یجب فی حقه تعالی
تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطی اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

وما یستحیل علیه وما یجوز له والمراد بما یجب فی حقه تعالی صفاته الثبوتیة وبما یستحیل
اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد

علیه صفاته السلبیة وبما یجوز له صفاته الفعلیة واما الکلمة الثانیة فقد حکم فیها بکون
صفات سلبیہ ہیں اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہہ حکم ہی کہ

محمد صلی الله علیه وسلم رسولا من عند الله ولا بد فی معرفة ذلك من دلیل وذلك الدلیل ظهور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہیجی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہیی اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة علی یده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لانها فعل
معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسلئی کہ وہ معجزہ ایک فعل

من افعاله تعالی خارق للعادة قائم مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه الرسالة فانه
ہی اللہ تعالی کی افعال میں سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں کیونکہ اللہ تعالی نی

لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله حین ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی فی کل
جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام
جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علما کہتی ہیں اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص

فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا
بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجہکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی اوس جماعت نی

منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم من
اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی میں کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہوکی

مقامه

مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیٹھ جاوی پھر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی یہہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ويفيد للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی اور اس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکھیگا

الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول

اور اوسکو جو نہین دیکھیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سی

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

کہ معجزہ سی بدیہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکھنی والی کو اور اوسکو جو نہین دیکھتا بلکہ

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقا فعليا من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پھر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سی واسطی ہماری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سلم لزم ان يكون تصديقا فعليا منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سی واسطی اور انبیاء کی بہی کیونکہ وہ بہی نبوت مین یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبليغ ما امروا بتبليغه للخلق ويستحيل في حقهم اضداد هذه الصفات وهي الكذب

صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہی اور اونکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جہوٹہ

والخيانة وكتمان شئ مما امروا بتبليغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص في مراتبهم

اور خیانت اور چھپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جایز ہی اونکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچھ عیب نہ لگتا ہو

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اونکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلئی ہی کہ اللہ تعالی اونکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صريح القول فلو لم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق

مقام صاف ارشاد کی ہی پھر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جایز ہو تو پھر اللہ تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم

جہوٹہی کی تصدیق بہی جہوٹہ ہی ہوتی ہی اور کذب اللہ تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اونکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

لو خانوا بفعل شئ مما هو محرم او مكروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء

کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کار مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار پلٹ کر طاعت ہوجاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بما هو محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور اللہ تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیاء سی خیانت سرزد ہوسکتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شئ مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم

خلقت کو کبہی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا ہی پس اونسی وہ ہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم دائرة

کار عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کار عمل کی اور اگر خیال کیجئی انبیاء کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اونکی افعال محصور ہین

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوات بل انما يقع منهم

درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بہی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوات کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنية صالحة يصير بها طاعة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا يجب على كل مؤمن
نیت نیک کی عمل میں نہیں آتا کہ جس سی وہ مباح طاعت ہوجاتا ہی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیرونکی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہی
ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصغي باذنه او يلتفت
کہ بہت پرہیز کرتا رہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا ایمان اوسکا سلب ہوجاوی اس سی کہ سنی اپنی کانونسی اور توجہ کری
بعقله الى خرائف ينقلها في حقهم خذلة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض الجهلة من المفسرين
اپنی عقل سی طرف بیہودہ نقلوں کی جو بعضی مورخ نابکار اونکی حال میں بیان کرتی ہیں اور اونکی ساتھ بعضی جاہل مفسر بہی ہوگئی ہیں
فانهم لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب والسنة ولهذا
یہہ لوگ بسبب بی علمی کی بی تحقیق بعضی وقت اس بات میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹھتی ہیں اسہیلئی
قيل التمسك في معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الكتاب والسنة اصل من اصول
کہتی ہیں کہ حجت کرنی معرفت الٰہی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سی اصل کفر کی جڑ ہی
الكفر قال الامام السنوسي وكذلك تلقي هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
امام سنوسی کہتی ہیں اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور مشایخ تصحیف کار اور فقہاء
بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه لكان الناس
بی تحقیق سی کفر کی جڑ ہی اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چہپانا کسی امر کا اسلئی ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چہپالیں تو عوام بہی مامور ہونگی
مامورين بالاقتداء بهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
اونکی پیروی کی درباب چہپالینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی بہلی بات حاجتمند سی اور یہہ کیب خیال میں آسکتا ہی
ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ
کیونکہ چہپانا حرام ہی اور چہپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جولوگ چہپاتی ہیں جو کچہہ ہمنی اوتارا
الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ
صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت دینی والی
واما جواز الاعراض البشرية في حقهم فلانها لا تضر في رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي مما تزيد في
اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق میں اسلئی ہی کہ اسمیں کچہہ رسالت کا ضرر اور بلند منزلت میں کچہہ خلل نہیں ہی بلکہ اسمیں اور بہی مرتبہ زیادہ ہوتا ہی
مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على
باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی
ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم
کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت مرض غیرہ کی عنایت کری پر اپنی حکمت کاملہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو
ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا اعظم
وہ ثواب بعد عارض ہونی اون عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقلوں پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء میں اعتقاد خدائی کا نہ کرلیں اور اسمیں بہی
دليل على صدقهم وكونهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة
اونکی صداقت پہ اور مبعوث ہونی پر خدا کی طرف سی بڑی دلیل ہی اور اسپر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتہہ پہ پیدا ہوتی ہیں
لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم
وہ سب خدا کی پیدا کئی ہوتی ہیں انبیاء کو کچہہ اوسمیں دخل نہیں ہی کہ پیدا کرلیں اسلئی کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سی

ما هو ایسر منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیة الخلق ونحو ذلك وفیها ایضا فائدة
آسان کار سہل رفع کردیتی بیماری بہوکہ پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذا، خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین ایک یہہ بڑا فائدہ ہی
عظیمة وهی تشریع الاحکام للخلق المتعلقة بها کما عرف احکام السهو فی الصلوة من سهوه علیه السلام
کہ خلقت کی واسطی وہ احکام جو عوارض سی متعلق ہین جایز ہوجاتی ہین جیسی نماز مین سہو کرنی کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کرنی سی معلوم ہوگئی
وکیفیة اداء الصلوة فی حال المرض والخوف من فعله علیه الصلوة والسلام وهیئة اکل الطعام و
اور کیفیت نماز پڑہنی کی بیماری اور خوف مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کرنی سی معلوم ہوئی اور طریق کہانا کہانیکا اور
شرب الماء ونحوه من اکله وشربه علیه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان کلمتی الشهادة
پانی پینی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی پینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت مین
مع اختصارهما متضمنتان لجمیع ما یجب علی المکلف معرفته فی حقه تعالی وحق رسله من عقائد
باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الٰہی اور معرفت رسل کی عقاید
الایمان ولذلك جعلهما الشرع دلیلا علی ما فی القلب من عقائد الایمان حتی لا یقبل من احد
ایمانی مین سی واجب ہی سب داخل ہی اسہی واسطی شرع نی انکو دلیل ٹہرائی ہی عقاید ایمانی پر جو دل مین ہوتی ہین یہان تک کہ ایمان کسیکا مقبول نہین ہی
الایمان الا بهما فعلی هذا ینبغی للعاقل ان یستحضر معناهما ثم یشتغل بذکرهما صباحا ومساء حتی
بدون ان کلمون کی اسکی موافق عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکہی پہر انکو رات دن پڑہا کری یہان تک
یمتزج معناهما بلحمه ودمه یسر نا الله المداومة علی ذکرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة
کہ وہ دونو معنی اسکی گوشت اور خون مین ملجاوین الٰہی ہمپر آسان کر مداومت ذکر کی معہ فہم معانی کی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ طاقت عبادت کی
الا بالله العلی العظیم

المجلس الرابع عشر فی بیان ایمان المنجی لصاحبه یوم القیمة

سوا اللہ تعالی برتر اور بزرگ کی چودہوین مجلس بیان مین اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دیگا ایماندار کو
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذلك
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پہر مرجاوی اوسہی اعتقاد پر
الا دخل الجنة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوذر وظاهره یقتضی ان یدخل الجنة
داخل ہوگا جنت مین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہہ کہتی ہین کہ
کل من یاتی بکلمة الاولی من کلمتی الایمان وان لم یات بالکلمة الثانیة منهما ولیس کذلك لانه
جو شخص پہلا کلمہ دونو کلمون ایمان مین کا پڑہی وہ جنت مین داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑہی اور حقیقت مین یون نہین ہی کیونکہ رسول
علیه السلام وان لم یذکر فیه احدی کلمتی الایمان لکنها مراده لان قول من یقول لا اله الا الله لا یستلزم
صلی اللہ علیہ وسلم نی اگرچہ اس حدیث مین دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہین فرمایا پر وہ مراد ہی اسواسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچہ لازم نہین ہی
دخول الجنة ما لم یضم الیه قوله محمد رسول الله اذ لا یتم الایمان الا بهما ثم انه علیه الصلوة والسلام
کہ جنت مین داخل ہو جبتک اوسکی ساتہہ محمد رسول اللہ نہ ملاوی اسواسطی کہ ایمان بدون دونو کلمون کی پورا نہین ہوتا پہر رسول علیہ السلام نی
اشار بقوله ثم مات علی ذلك الی لزوم الثبات علی الایمان الی الموت لان من لم یثبت علی الایمان بل
اشارۃً اس لفظ سی پہر اوسی پر مری یہہ ارشاد فرمایا کہ مرتی دم تک بدستور ایمان پر قایم رہی اسواسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہیگا بلکہ
مات علی الکفر لا ینفعه ایمانه الذی کان قبل ذلك وانما ینفعه الایمان الذی یکون ثابتا الی الموت
وہ کفر پر مری تو اوسکی حق مین پہلا ایمان کچہ فائدہ نہ کریگا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قایم رہی

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها فان من مات على الايمان
وہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ بہی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اوٹھتا ہی

مع كونه مصرا على الذنوب غير تائب عنها يكون فی مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جما رہا اور گناہوں سی توبہ بہی نکی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کر کر

الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پہر جنت میں داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لایق ہی یہہ سمجہنا

ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لا بد ان
کہ دونو کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلئی ضرور ہوا

يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
کہ ان کلموں کا پڑہنا انکی معانی سمجہ کر ہونا چاہئی کیونکہ انکی پڑہنی سی بدون سمجہنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی

حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاركان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمناه
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اونکی مضمون کا

لا يكون لهما طائل ولا محصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بازاء تحريك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچہہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلموں میں کچہہ زبان ہلانی کی بزرگی نہیں ہی جبتک دل میں

غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بازاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق

يجب على كل مؤمن ان يعتني بشانهما في معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہان تک بن آوی انکی معنی دریافت کری اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا

في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما والا لا ينفع بهما من تلفظهما في الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہین اور علماء صاف کہہ چکی ہین کہ سمجہنا انکی معنوں کا بہت ضروری ہی نہیں تو انکا زبانی پڑہنا دائمی آگ سی

من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
نجات دینی میں کچہہ فائدہ ندیگا کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچہا گیا ایسی شخص کا حال سی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی

ويفعل انواعا من العبادات لكن نطقه وعبادته ليس الا على الاتيان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتین کرتا ہی پر اوسکا کلمہ پڑہنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل

على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
ویسی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکہتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی پر اونکی معنی نہین سمجہتا اور نہ

يدري معنى الا الله ولا معنى الرسول ولا ما نفي ولا ما اثبت وربما يتوهم ان الرسول نظير الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجہتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا

ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
فائدہ دیگا اس شخصکو جو جو اوسی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہین اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی

فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
خدا کی نزدیک یا نہیں سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام میں سی کچہہ نصیب نہین ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ما ذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکره

اگرچہ اوسی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کی سی عمل مین آتی ہین امام سنوسی کہتی ہین یہہ جو اس شخص کی

فی حق ذلک الشخص ظاہر ای ظاہر جلی غایة الجلاء لا یمکن ان یختلف فیه احد من العلماء فعلی

حق مین ذکر کیا ہی سب ظاہر ہی یعنے بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ مین اختلاف نہین کرسکتا

هذا یجب علی کل من یرید النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان یسعی فی معرفة معناهما ثم ینطق

اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہی اور جنت مین داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کر کر انکی معنی دریافت کرکی پہر معنی سمجہکر

بهما مع فهم معناهما لیوجد فیه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان ویحصل له حقیقة الایمان

زبانسی پڑہی تاکہ اوسمین زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو

فالکلمة الاولی من هاتین الکلمتین مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من افراد حقیقة الاله

پس پہلا کلمہ ان دونومین سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی

سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود

سوا ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت مین سی یعنی اللہ تعالی اور معنی الٰہ کی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی

سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہین پر دلیل عقلی یقینے

یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلک الدلیل وجود العالم فانه لکونه

دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہین اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم

حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلک المحدث لا بد ان یکون واحدا قدیما متصفا

حادث اور موجد کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہون تو بیشک اونکی آپسمین روک ٹوک ایسی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان مفتقرا الی محدث فیلزم الدور والتسلسل وکلاهما

جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان

محال ہین اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کوئی شئ نہ پیدا کرسکی اسلئے

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلک وارادة ذلک الشیء تقتضی

کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز مین جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شئ کا بی جانی بوجہی

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی

نہین ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شئ کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینون صفات سی بدون

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی

حیات کی نہین ہوتا کیونکہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینے دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر

وکونه واحدا قدیما متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة ولهذا کان بعض اهل التوحید یقولون

اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چارون صفات مذکورہ سی اسی لئی بعضی اہل توحید

استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا راينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث

اثر سے موثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں ہمنے جب کسی شی کو دیکھا تو دیکھا ہمنے اللہ کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات میں سے

حدوثها وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا واحدا

حادث اور موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہی واحد

قديما متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وساير ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون

قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفتوں والا اونکی یہہ کلام سمجھہ والی سب سنتی ہیں

ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف

وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سمجھہ بیکار ہی اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی ہیں جسمیں نہ حرف ہوں

ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه البهائم ثم الانسان الحاصل

اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جو سوا آواز کی نہ سن سکی اور اوسمیں چوپایہ اور انسان بیکسان ہوں خلاصہ یہ ہی

ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر

کہ مرد مکلف عقل سی صفات الہیہ میں سی وہی جان سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال نہیں دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر

والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى

اور کلام انکی ثبوت پر کبہی عقلا استدلال کرتی ہیں اور کبہی نقلا پہر استدلال عقلی ان صفات پر واسطی اللہ تعالی کی

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه

یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى

صفات نقصان سی واجب ہی سو موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہی [illegible]

بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة

کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں

اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى

عقلی دلیل سی بہتر ہی اسلئی کہ افعال الہیہ ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ اون افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی

وذاته تعالى لم يكن معلوما للبشر حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف

اور ذات اللہ تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی جس سی معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی کمالیہ صفات ہیں ضرور موصوف ہو ناچاہئی ایسا کہ اگر یہہ صفات نہونگی

بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة

تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور یہہ کچہہ لازم نہیں ہی کہ جو صفت

الينا كمالا ان يكون كمالا في حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالنسبة الينا كمالا ممتنعان في

ہماری حق میں کمالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی بہی کمالیہ ہو کیوں نہیں سمجہتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں بہ نسبت باری تعالی کی محال

حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتي الايمان واما الكلمة الثانية

ہیں کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سی ہیں یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی اور دوسرا کلمہ

من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها بكون محمد رسولا من عند الله تعالى ولا بد في اثبات ذلك من دليل

ان دونو کلموں میں سی اوسمیں یہہ حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اللہ تعالی کی طرف سی اور اسکی بہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہئی

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھہ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی اللہ تعالی کی طرف سی اوسکی رسول کی
لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی میں
الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی
رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی
رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار میں کہڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنی کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی
فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسسی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ میں بادشاہ سی عرض کرتا ہوں کہ اپنی عادت کی
من سريره ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار اپنی تخت پر سی کہڑا ہو جا اور بیٹہہ جا دی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی
قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك
کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہو گا اسمیں کچھہ فرق نہیں کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو
الفعل من الملك ولم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکہا اوکسینی نہ دیکہا بلکہ خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سی اس باب میں
عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اسمیں کچھہ فرق نہیں ہی کہ کسینی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکہا اور کسینی نہ دیکہا
بل بلغه خبرها بالتواتر فعلى هذا كل من يتكلم بكلمتي الايمان بعد معرفة معناهما بما ذكر من الدلائل يحصل
بلکہ خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجھہ کر پڑہتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی
له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتثال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان
حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچا دی اوامر کو عمل میں لاکر اور نواہی سی پرہیز کر کر اسواسطی کہ ایمان
يشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه بجعله في فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس میں رکہدینا اور شیطانی
الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس
وسوسی اور توہمات ایسی ہیں جیسی تند آندہیاں پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دل میں روشن کر کر اوسکی حفاظت نکی اور اوسکو طاعات کی فانوس میں نرکہا
الطاعات باتيان المامورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
مامورات پر عمل کر کر اور منہیات سی بچکر تو اسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی آندہیا
التي هي الوساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كحجر يوضع على المنجنيق
وسوسہ شیطانی کی بجھہ نجادی اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہیں یا ربچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی پتہر جو گوپہن میں رکہکر

فیضرب به حائط الطاعات ویحصل فیه ثلمة ویدخل منه ریح الهوی وتطفی سراج الایمان فان
طاعات کی دیوار مین مارین اور اوسی دیوار مین سوراخ پیدا ہوجا اوس راستہ سی ہوا ہوس کی باد اندر جاکر ایمان کا چراغ بجھای بیشک

زوال الایمان لایکون الا لمن کان له فساد فی قلبه واصرار علی المعاصی یدل علی ذلک قوله علیه السلام
ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دلین کچھ فساد ہوتا ہی اور گناہون پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

المعاصی برید الکفر فان الاصرار علی الصغائر یفضی الی الکبائر والاستمرار علیها یؤدی الی الکفر یشیر الی هذا
کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑجانا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پر اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی

قوله تعالی فی حق الیهود وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
جو یہود کی حق مین وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کمالائی غصہ اللہ کا یہہ اوسپر کہ وہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ فانه
تھی نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیون کا ناحق یہہ اس سی کہ بی حکم تھی اور حد پر نہ رہتی تہی اللہ تعالی نی

تعالی بیّن فی هذه الایة ان العصیان والعدوان جرهم الی الکفر وقتل الانبیاء وحکایة مثل ذلک فی
اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کھینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی

کتابه لطف منه بنبیه وامته بیسمعوه ویحترزوا عنه فانه علیه السلام لما کان خیر الخلق وافضلهم
اپنی کتاب مین اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تاکہ سنکر ایسی حال سی بچتی رہین کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہین

کان امته خیر الامم وافضلهم فلا ینبغی لمن کان من خیر الامم وانتسب الی خیر الخلق ان یرضی لنفسه
تو اونکی امت بہی تمام امتون سی بہتر اور افضل ہی ہرگز لایق نہین ہی کہ کوئی شخص افضل امت مین ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر پہر وہ پسند کری

ان یکون من شر الناس بارتکاب المعاصی بل ینبغی له ان یسعی فی اصلاح نفسه بالایمان والعمل
کہ تمام لوگون مین بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لایق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کری

الصالح حتی یکون من خیر الناس کما قال الله تعالی إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ
تاکہ اچھی لوگون مین داخل رہوی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بہلی کام وہ ہی لوگ

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وقال النبی علیه السلام خیر الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره
بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سب آدمیون سی اچہا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہون اور بدتر آدمیون سی وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو

وساء عمله وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیرکم من یرجی خیره ویؤمن شره وشرکم من لا یرجی
اور اعمال بد ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم مین سی بہتر وہ ہی جس سی بہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم مین سی بدوہی

خیره ولا یؤمن شره وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من ترکه الناس
جس سی بہلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بدتر آدمیون مین اللہ کی نزدیک مرتبہ مین وہ ہی جسکو چھوڑ دین لوگ

اتقاء شره وفی روایة اتقاء فحشه وروی ان اعمال الامة تعرض علی نبیها فی البرزخ فلیستحی العبد ان
بدی سی بچنی کو اور ایک روایت مین بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ مین پیش ہوتی ہین سو شرم کرنی چاہی آدمی کو

یعرض علی نبیه من عمله ما نهاه عنه وقیل من اذنب ذنبا فجمیع الخلائق من الانس والدواب والوحش
کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہین جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور

والطیور والذر خصماؤه یوم القیمة لانه تعالی یمنع المطر بشوم المعصیة فیتضرر بذلک اهل البر
اور پرندہ اور چیونٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئی کہ اللہ تعالی مینہہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئی تمام خشکی اور

البحر جمیعا فعلی المؤمن ان یحترز عن جمیع المعاصی یسرنا الله الاحتراز عنها المجلس الخامس
تری والوں کو نقصان ہوتا ہی پس مؤمن کو لازم ہی کہ تمام گناہوں سی پرہیز کرتا رہی الٰہی ہمپر آسان کر بچنا گناہوں سی پندرہوین مجلس

عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام قال رسول الله صلی الله علیه
اس بیان میں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقہ پر فرمایا رسول الله صلی الله علیه

وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه وینصرانه ویمجسانه کما ینتج البهیمة
وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پہر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتی ہین اور نصرانی کر دیتی ہین اور مجوسی کر دیتی ہین جیسی چوپایہ پورا بچا

بهیمة جمعاء هل تجدون فیها من جدعاء حتی تکونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التی فطر
جنتا ہی آیا اسمین کوئی کان ناک کٹا بہی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتی ہو پہر فرمایا وہی تراش الله کی

الناس علیها هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوهریرة ومعناه ان کل مولود من البشر لا یولد الا
جسپر تراشا لوگونکو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ ہریک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر

علی الجبلة السلیمة والهیئة المستعدة لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل بما رکب فیه من
پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الٰہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل میں رکہتا ہو بزور اوس عقل

العقل القویم والوضع المستقیم ولو لم یعترضه من الخارج آفة من فساد التربیة وتقلید الابوین و
درست اور وضع راست کی جو اوسمین پیدا کی ہی اور اگر اوسکو نہ پیش آتا اوپر سی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور

الانهماک فی الشهوات ونحو ذلک من الآفات لصرف فطرته الی ما نصب لمعرفة الله تعالی من الدلائل
کہپ جانا ہوا ہوس میں اور مانند اسکی اور آفتین تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلایل قایم کرنی مین واسطی معرفت الٰہی کی صرف کرتا

واستدل بها علی وجوده تعالی وقدمه وکونه واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائرها
اور استدلال کرتا الله تعالی کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی

یلیق به من الصفات لکن یصده عن ذلک ما ذکر من الآفات کما ان البهیمة تولد سویة الاطراف سلیمة من
جو اوسکو سزاوار ہین پر اوسکو روک دیتی ہین یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتہ پانوسی سالم اور پیدا ہوتا ہی

الجدع الذی هو قطع الانف والاذن والشفة فلو لم یتعرض الناس لها بالکی وقطع شیء مما ذکر لبقیت سلیمة
اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ نہ دیتی اور کچہہ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچہا بہلا چنگا

کما کانت فانه علیه السلام شبه ولادة الطفل علی الفطرة السلیمة بولادة البهیمة سلیمة غیر ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا تہا پہر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اوپر طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتہ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہی کہ مراد

بالسلامة فی البهیمة سلامتها عن العیوب الظاهرة وفی الطفل سلامته عن العیوب المعنویة المانعة عن
سلامتی سی چوپایہ کی بچہ میں سلامتی ظاہر کی عیبوں سی ہی اور آدمی کی بچہ میں مراد سلامتی معنوی عیبون سی ہی جو معرفت الٰہی سی روک دین

معرفة الله تعالی وقبول امره ونهیه ثم انه علیه السلام بعد ما بین ان الناس کلهم یولدون علی الفطرة
اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکہین پہر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہین

التی هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل بما رکب فیهم من العقول حثهم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جو اونکی اندر رکہی گئی ہی اونکو اسکی رغبت دی

علیها فقال علی طریق الاقتباس فطرة الله التی فطر الناس علیها فانه فی قوة ان یقال الزموا فطرة الله
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش الله کی جسپر تراشا آدمیوں کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑو

التی هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل فعلی هذا کان الواجب علی کل
فطرت اللہ کی جو استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہر

مکلف ان لا یضیّع تلک الفطرة بل ینبغی له ان یستعملها فی تحصیل معرفة الله تعالی والتمیز بین الحق
مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضایع نہ کری بلکہ اوسکو لایق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی میں اور تمیز کرنیمین درمیان حق

والباطل ولیس المراد بمعرفة الله تعالی معرفة ذاته تعالی لان ذاته تعالی لیست معلومة للبشر بل المراد
اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہیں ہی اسلئی کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد

بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبیة وثبوتیة اما السلبیة فتنزیهه تعالی عن جمیع ما لا یلیق
معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالی کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوس بارگاہ کی

به مما یشعر بالاحتیاج والنقصان واما الثبوتیة فهی قسمان القسم الاول الصفات التی یتوقف علیها افعاله
لایق نہیں ہیں جن صفات سی نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہیں یعنی قدرت

وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة والقسم الثانی الصفات التی لا یتوقف علیها افعاله وهی السمع والبصر
اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر

والکلام وتحقیق ذلک انه تعالی لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده
اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی ذات محسوس نہیں ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکھہ کر معلوم کرلیں اور نہ اوسکا وجود بدیہی ہی

ضروریا کالعلم بکون الواحد نصف الاثنین حتی یعلم وجوده بالضرورة بل انما یعلم وجوده بالدلیل
جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدھا جانتی ہیں تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکی وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلک الدلیل حدوث العالم وبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة
اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ

بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ینفک عنها وکل
بی سہاری قایم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں بی سہاری قایم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتھہ قایم ہوتی ہیں اجسام کی ساتھہ رہتی ہیں

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
یہہ دونو حادث ہیں اعراض میں سی بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضدادها ذکروا اما
اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور

الاجرام فدلیل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوها عن الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرک بالبدیهة والاضطرار
اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلئی ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا یحتاج فیه الی تامل وافتکار والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
اسمین کچھہ تامل اور فکر کی حاجت نہیں ہی اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگی پیچھی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

کل منهما عند وجود الاخر وذلک مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلک فما من ساکن الا
ایک گذر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہی اور جن اجسام میں یہہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضی بجواز حرکته وما من متحرك الا والعقل یقضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث
عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون میں سی اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی
بطریانه والسابق حادث اذ لو کان قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا
کہ اب پیدا ہوا اور پہلا بہی حادث ہوگا اسواسطی کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبہی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئی حادث ہوتی ہی
فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم
کہ اگر وہ حادث نہو تو پہر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی
ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاك واشخاص
کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہوں جنکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص
الحیوانات وغیرهما فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم
حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچہہ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم
العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا
علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت ہی
وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا
اوس سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہیں یعنی فلک قمر کی نیچی اسمیں یہہ قول ہی
ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا
کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اوسمیں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو بچہ ہی
من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة
سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈی سی اور جو کہیتی ہی سو بیج سی اسیطور غیر نہایت تک
فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول و
پس انکی قول پہ لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جنکا ابتدا نملی اسلئی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور
علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاك واشخاص الحیوانات
اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی
وغیرهما حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلك الحوادث بجملتها لا ننتهی النوبة الی وجود الحادث
حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکین گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود ہی نہیں
الحاضر لان الحرکة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلك الحرکة التی قبلها وجودها
آوبگی اسلئی کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہیں ہوسکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بہی بدون گذر چکنی پہلی
مشروطة بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر
حرکات کی نہیں ہوسکتی اسیطور کہینچی جا اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو
ثم انتقلت منه الی ما قبله ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا ینقضی الی نهایة حتی تجد طریقا
پہر تو خیال کری اوس سی پہلی کو اور اسیطرح ترتیب سی تو کبہی تو انتہا کو نہیں پہنچیگا تا کہ طریقہ پیدایش
الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت
اس حادث موجود کا ہاتہ آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدایش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فیبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها بیطل کون ما لا یخلو عن الحوادث

پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اجسام کا جو حوادث سی خالی نہین ہین

قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونه قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونه حادثا فاذا ثبت کونه حادثا

قدیم اور ازل مین ثابت ہونا ہی باطل ہوا پھر جب اوسکا قدیم اور ازل مین ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا

لثبت کون العالم بجمیع اجزائه من السموٰت وما فیها ومن الارض وما علیها حادثا محتاجا الی

تو پھر یہہ ثابت ہوا کہ عالم معہ تمام اجزا کی آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالیکا محتاج ہی

محدث یخرجه من العدم الی وجود وذلك المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة

کہ اوسکو عدم سی پیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت

والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہین ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر یا تو دور لازم آویگا

او التسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد

یا تسلسل جسمین وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہو

لوقع بینهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة

تو بیشک اون دونون مین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر اوسمین قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو

لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء

تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کچھہ پیدا نکر سکی اسلئی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین

یقتضی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء یقتضی العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم

بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہو سکتا اور ارادہ اوس شی کا بدون علم اوس شی کی نہین ہو سکتا اسلئی کہ قصد کسی شی کی ایجاد کا بی سمجھی بوجھی

به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود

نہین ہو سکتا اور یہہ تینون صفتین بدون حیات کی نہین ہو سکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود

العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه قدیما واحدا متصفا

عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت

بهذه الصفات الاربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا

اور چارون صفتون کی اتصاف پر اسہی لئی بعضی صاحب نظر اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جو کوئی شی دیکھی

الا رأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها وافتقارها الی من یوجدها

اوسکی ساتھہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ہر ذرہ عالم مین سی باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی

لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة

یہہ کلام کرتا ہی جسمین نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی

والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع

اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اوسکی لایق ہین اونکی کلام سننی والی سب سنتی ہین وہ ہی نہین سنتی جنکی سماعت بیکار ہی

لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی

اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات ونشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشيء تشارك فيه البهائم
ظاہری مراد نہین ہی جس سی سواء آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اسمین جانور اور انسان برابر ہین اس لئی کہ اوس شئی مین کیا خوبی ہی جسمین جانور
الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله تعالى فالم يدل
اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی مین سی بزور عقل وہ ہی معلوم کرسکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر
عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام توانکی ثبوت پر کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی
اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان ہین
واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
اور موصوف ہونا اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا اوسکا
بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی انکا وجود واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی
فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات
سو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلئی کہ ان صفات پر
لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد
افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین ہی
حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها حتى لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها
تاکہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی واسطی کمالیہ ہین موصوف ہونا ضرور چاہئی اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد سی موصوف ہوگا
وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة الينا كمالا ان يكون
اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچھہ لازم نہین ہی کہ جو شئی ہماری حق مین کمالیہ ہو
في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا ممتنعان على الله تعالى
وہ بہ نسبت ذات باری کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہی نظر نہین آتا کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین پر بہ نسبت اللہ تعالی کی محال ہین
لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل
اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہین اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی
عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي في
انبیا سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی
كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكونه لان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى
جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کیطرف سی فعلی تصدیق ہی
لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلا منزلة صريح القول في تصديق رسوله
اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی
في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده عند ادعائه الرسالة صار كانه
واسطی رسالت کی دعوی مین بیشک اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلک علی ما
یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی اسکی مثال موافق
ذکره العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم
بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار مین روبرو ایک جماعت کی کہڑا ہو کر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجہکو تمہاری پاس
بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من
فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی
الملک ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب
کہتا ہون کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کہڑا ہو اور بیٹہہ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کریگا تو بیشک
ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری
یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی
بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک
اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کیا شک ہی
ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری
کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو کہ اونکا معجزہ
بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقهم
دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا
یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفة ما یجب فی حقهم وما یستحیل علیهم وما یجوز
تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہین اونپر محال ہی اور جو اونپر
لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یستحیل علیهم اضداد هذه
جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی
الصفات وهی الکذب والخیانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریة التی لا تؤدی
یعنی جہوٹہ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین
الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیهم فلان معجزتهم
نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹہ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ
قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹہ بولنا بہی جایز رہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر تہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور
وجود الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مکروه
اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسواسطی کہ انبیاء اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر
لکنا مامورین باتباعهم فیه لانه تعالی امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله
تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ اللہ تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت مین پس اگر اللہ تعالی کی علم مین
منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلک انه تعالی عصمهم عن فعل شئ مما هو حرام او مکروه
اونسی خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلا یفعل

فلا يقع منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل و ما بالنظر اليهم فالحق
سو اونسی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی
ان افعالهم دائرة بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة
کہ افعال اونکی صرف واجب ہین یا مستحب اور کچہہ نہین اسلئی کہ انبیا سی مباح بہی نہین واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی
بل انما يقع منهم بنية صالحة يصير بها عبادة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا
ہوتا ہی بلکہ ونسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تاکہ وہ عبادت ہو جاوی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی
فالواجب على كل مؤمن ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان
تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا سلب ہو جا اس سبب سی
يصغى باذنه ويلتفت بذهنه الى خرائف ينقلها في حقهم كذبة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض
کہ سنی کان لگاکر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حقمین جہوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر
الجهلة من المفسرين فانه لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يغترون في ذلك بظواهر من الكتاب
بہی اونکی تابع ہوگئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی اترا کر بیٹھی ہین
والسنة ولهذا قيل التمسك في عقائد الايمان بمجرد ظواهر الكتب والسنة من غير تفصيل
اسہی لئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقائد ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی
بين ما يستحيل ظاهره منهما وبين ما لا يستحيل فلا خفاء في كونه اصلا من اصول الكفر
درمیان اون امور کی جو حقیقت مین وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہین ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی
والبدعة قال الامام السنوسي وكذا تلقى هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کاروں کی کتابوں سی اور فقہا سی بی تحقیق
بلا تحقيق واما وجوب التبليغ في حقهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه
اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چہپانی کا اسلئی واجب ہی کہ اگر انبیا علیہم السلام چہپا لیتی کچہہ بہی امر معروف مین سی
لكان الناس مامورين باتباعهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
تو امت کو بہی اونکی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم مفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور مین آسکتا ہی
ذلك والكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ
حال یہہ کہ چہپانا حرام ہی چہپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا صاف حکم
وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ واما جواز
اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگوں کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور
الاعراض البشرية لهم فلانها لا تضر في رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي مما يزيد في مراتبهم باعتبار تعظيم
حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہین ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت
اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على ايصاله اليهم ذلك الثواب
ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب
العظيم بلا مشقة يلحقهم لكن تعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقا بضعفاء العقول کیلا یعتقدوا فیهم الالوهیة وفیها ایضا اعظم دلیل علی صدقهم وکونهم
واسطی نرمی کی ضعیف عقلون پر تاکہ انبیا کو معبود نہ سمجھ لین اور اسمین بھی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اور اسکی کہ وہ اللہ کی طرف سی بھیجی ہوئی
مبعوثین من عند الله تعالی وکون ما ظهرت علی ایدیهم من الخوارق مخلوقة لله تعالی من غیر
آئی ہین اور جو جو معجزہ اون کی ہاتھ پر ظاہر ہوئی ہین وہ اللہ تعالی کا پیدا کئی ہوئی ہین
ان یکون لهم قدرة علی اختراعها اذ لو کان لهم قدرة علی اختراعها لدفعوا عن انفسهم ما هو یسیر
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچھ دخل نہین ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو وہ البتہ اپنی جان پر سی اوس سی آسان کو دور کر دیتی
منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیة الخلق ونحو ذلك وفیها ایضا فائدة عظیمة
یعنی بیماری بھوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بھی بڑا فائدہ ہی
وهی تشریع الاحکام للخلق المتعلقة بها کما عرف فی شریعتنا احکام السهو فی الصلوة من سهو
وہ جایز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سی متعلق ہین چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی
نبینا علیه السلام فی الصلوة وکیفیة اداء الصلوة فی حال المرض والخوف من فعله علیه السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز ادا کرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوئی
وهیئة اکل الطعام وشرب الماء ونحو ذلك من اکله وشربه **المجلس السادس عشر فی**
اور وضع کہانا کہانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کہانی اور پینی سی سولوین مجلس
تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیره قال رسول الله صلی الله علیه
نیکبخت اور بد بخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمین بیان کرنی مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان العبد لیعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ویعمل عمل اهل الجنة وانه من اهل النار
وسلم نی بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیون کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیون کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی
وانما الاعمال بالخواتیم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه سهل بن سعد ولیس فیه دلالة
اعمال خاتمہ کلیہ معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اس حدیث مین عمل
علی ترك العمل بل فیه حث للعبد علی مواظبة الطاعات واجتناب السیئات فی کل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہین ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گناہون سی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت
اوقات العمر خوفا من ان یکون ذلك الوقت اخر عمره وفیه ایضا زجر له عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ مبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اور اسمین زجر بہی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی
لانه لا یدری ماذا یصیبه فی العاقبة اذ رب شخص یعمل عمل اهل الجنة من الایمان والطاعات وفی
اسلئی کہ اسی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیون کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور
تقدیر الله تعالی انه من اهل النار فیتحول فی اخر عمره من الایمان والطاعات الی الکفر والمعاصی فیموت
تقدیر الہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاویگا پھر
علی الکفر والمعاصی فیدخل النار ورب شخص یعمل عمل اهل النار من الکفر والمعاصی وفی تقدیر الله تعالی
کفر اور معاصی پر مرکر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیون کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الہی مین
انه من اهل الجنة فیتحول فی اخر عمره من الکفر والمعاصی الی الایمان والطاعات فیموت علی الایمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاویگا پس ایمان اور طاعات پر مرکر

فيدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد
جنت مین داخل ہوگا اسی لئی فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہین مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی

متعلقة في السعادة والشقاوة باخر العمر وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اعملوا فكل
سعادت اور شقاوت مین آخر عمر سی متعلق ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہی عمل

ميسّر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فسييسّر لعمل اهل السعادة واما من كان من اهل
آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندون کی میسر ہونگی اور جو شخص

الشقاوة فسييسر لعمل اهل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام بيّن في هذا الحديث ان كل احد
بدبخت ہی اوسکو بدبختون کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهيأ وموقف للذي خلق لاجله من الخير والشر فمن خلق وقدر انه من اهل الجنة يجري الله تعالى
سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی

على يديه اعمال اهل الجنة وييسرها عليه حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقدر انه من اهل النار
اوسکی ہاتہہ پر اعمال جنتیون کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر مرکر جنت مین چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی

يجري الله على يديه اعمال اهل النار وييسرها عليه حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل بغلب الظن
تو اللہ اوسکی ہاتہہ پر دوزخیون کی سی عمل پیدا کرکر آسان کردیتا ہی آخر مرکر دوزخ مین چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اوسکی دلیل ہی

ان الشخص من اي الصنفين يكون ومن هذا كان الواجب على ان لا يكون خاليا عن العمل الصالح
کہ آدمی دونو قسم مین سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر مین سی نیک عمل سی خالی نرہا کری

في وقت من الاوقات لانه لا يدري متى يأتيه الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم قطعي
کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو موت کب آجاویگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہین ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہی لیکن خوش

لمن رزقه الله تعالى الفهم واليقظة من نوم الغفلة والتفكر في امر الخاتمة واسأل الله ان يجعلنا
شخص ہین جنکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہون اللہ تعالی سی کہ موت

في خير مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى انّ الذين
اچھی وقت بشارت کی ساتہہ دی بیشک مومن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنہون نی

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ
کہا رب ہمارا اللہ ہی پہر اوسی پر ٹہری رہی اون پر اترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو

تُوْعَدُوْنَ فانه تعالى بين في هذه الاية ان الذين اقروا بربوبيته واعترفوا بوحدانيته ثم استقاموا
وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پہر وہ اوسی اقرار

على ذلك الاقرار والاعتراف الى الموت باتيان جميع المامورات واجتناب جميع المنهيات اذ لا يتحقق
اور قبولیت پر موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجالاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الاعوجاج بترك شيء من المامورات وارتكاب شيء من المنهيات
استقامت بدون اسکی نہین ہوتی بلکہ استقامت مین جنبش آجاتی ہی ماموروات کی ترک اور منہیات کی عمل سی

تتنزل عليهم الملئكة من جهته تعالى عند الموت بالبشارات التي هي قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا
تو ایسی لوگون پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہین کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التی وعدکم الله تعالی یعنی علی لسان نبیکم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین
اور خبر سنو بہشت کی جو اللہ تعالی نی تمسی وعدہ کیا تہا تمہاری نبی کی زبان پر اور اوسکی دشمنوں کی حق مین یہہ فرمایا تو مناؤ مرنی کو اگر تم سچی ہو
ولا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیهم والله علیم بالظٰلمین فبین سبحانه وتعالی فی هذه الایة
اور کبہی نہ مناوینگی مرنا اسواسطی کہ آگی بہیج چکی ہین اونکی ہاتہہ اور اللہ کو خوب معلوم ہین گنہگار اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا
ان الصٰدقین فی اقرارهم لکونهم مستعدین للموت یتمنونه ولا یفرون منه لکون عملهم حسنا واما
کہ جو سچا اقرار کرنیوالی ہین موت کی سامان جو کرتی رہی ہین تو موت کو مناتی ہین اور اوس سی بہاگتی نہین اسلئی کہ اونکی عمل نیک ہین اور
الظٰلمون فلعدم کونهم مستعدین للموت لا یتمنونه بل یفرون منه لکون عملهم سوءا فان العمل السوء
ظالم چونکہ سامان موت کا نہین کرتی رہی تو موت کو نہین مناتی بلکہ اوس سی بہاگتی ہین کیونکہ اونکی عمل بد ہین کیونکہ عمل بد
وان لم یخرج المؤمن عن الایمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لایکون
اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہین کردیتا پر وہ سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسواسطی کہ بدخاتمہ اوسی کا ہوتا ہی
الا لمن کان له فساد فی الاعتقاد او اصرار علی المعاصی او عدول عن الاستقامة او ضعف فی الایمان
جسکی اعتقاد مین فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر اصرار رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی
اما الفساد فی الاعتقاد فبان یکون فی قلبه شیء من انواع الشرک فان انواع الشرک ستة احدها
پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دل مین کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمین چہہ ہین ایک شرک
استقلال وهو اثبات الٰهین مستقلین کشرک الثنویة فانهم قالوا نجد فی العالم خیرا کثیرا وشرا
بالاستقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ ہم عالم مین بہلائی بہت دیکہتی ہین اور برائی ہی
کثیرا والواحد لا یکون خیرا وشریرا بالضرورة فلابد ان یکون لکل منهما فاعل علی حدة ثم انهم
بہت دیکہتی ہین اور ظاہر ہی کہ ذات واحد سی خیر اور شر نہین ہوسکتا پس بالضرور دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی
انقسموا قسمین القسم الاول المانویة والدیصانیة فانهم قالوا فاعل الخیر النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
دو قسم ہوئین پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ انکا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
الثانی المجوس فانهم قالوا فاعل الخیر یزدان وفاعل الشر اهرمن یعنون به الشیطان ثم اختلفوا فی ان
قسم مجوس ہین یہہ بہی کہتی ہین فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل اہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق مین اختلاف کیا ہی
اهرمن قدیم کیزدان او حادث منه والثانی من انواع الشرک شرک تبعیض وهو جعل الاله مرکبا
آیا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا
من الهة کشرک النصاری فانهم اثبتوا الاقانیم الثلثة التی هی الوجود والعلم والحیوة وحکموا
کئی اللہ سی جیسی شرک نصاری کا نصاری نی تین اصول ثابت کئی ہین وجود اور علم اور حیات پہر ان تینوں پر
علیها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مرکبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلثة
یہہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہین اور یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ اللہ جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہین کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکر
اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلک غیر معقول العاقل والثالث من انواع
اللہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہرائین اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہین ہی تیسری قسم شرک کی
الشرک شرک تقریب وهو عبادة غیر الله تعالی لیقرب الی الله تعالی کشرک متقدمی عبدة الاصنام
شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالی کی تاکہ اللہ سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولی العظیم علی ما هم علیه من غایة الدناة ونهایة الحقارة سوء
انکی خیال مین جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال مین کہ ہمکو دناءت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہین بری

ادب عظیم یقربوا الیه بعبادة من هو اعلی منهم عنده کالملئکة والشمس والقمر والنجوم و
بی ادبی ہی اسلئی قرب الہی کی واسطی پوجنا اون چیزونکا شروع کیا جو اوسکی اونکی خیال مین بہتر تہی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غیبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
آگ اور مانند اسکی پہر انہون نی جب دیکہا کہ جنکی ہم عبادت کرتی ہین وہ ہماری سامنی سی غایب ہوجاتی ہین تو اونکی صورت کی بت بنالئی جب کوئی اونکا معبود اونسی

عنهم من معبودالهم واشتغلوا بعبادتها ونیتهم فی ذلك ان یتقربوا الی ما جعلوه مثالا له
غایب ہوجاتا تو اون بتون کو پوجنی لگتی اور غرض اونکی اس سی یہہ تہی کہ نزدیک ہوجاوین اوس سی جسکا بت بنایا ہی

وقصدهم من جمیع ذلك ان یتقربوا الی المولی العظیم لکن تلاعب الشیطان بعقولهم واوقعهم
اور اس سب سی یہہ مراد تہی کہ مولی بزرگ سی قریب ہوجاوین پر شیطان نی اونکی عقلون کو کہلونا بناکر

فی الضلال والرابع من انواع الشرك شرك تقلید وهو عبادة غیر الله تعالی تقلیدا للغیر کشرك
گمراہ کردیا اور چوتہی قسم شرک کی شرک تقلیدی ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اورون کو دیکہہ کر جیسی شرک

متاخری عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباءهم واجدادهم مشتغلین بعبادتها قلدوهم فیها
پچہلی بت پرستون کا انہون نی اپنی باپ دادون کو جو بت پوجتی دیکہا بت پرستی مین اونکی تابع ہوگئی

وَقَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ وهم کاباءهم فی ضلل مبین والخامس
اور کہنی لگی ہمنی پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم اونہی کی قدمون پر چلتی ہین اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی مین ہین

من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التاثیر للاسباب العادیة کشرك الفلاسفة والطبا یعین
پانچوین قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب سی موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیعیون کا

ومن تبعهم علی ذلك من جهة المؤمنین فانهم لما راوا ارتباط الشبع باکل الطعام وارتباط الری
اور جو اونکی ساتہہ ہین اس باب مین اسلامیون مین سی انہون نی جب دیکہا کہ ربط شکم سیری کا کہانا کہانی سی اور ربط تازگی کا

بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ینحصر فهموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہنی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجهلهم ان تلك الاشیاء هی المؤثرة فیما ارتبط وجوده معها اما بطبعها وبقوة وضعها الله فیها وهو
اپنی جہالت سی یہہ سمجہی کہ یہہ ہی چیزین مستقل تاثیر رکہتی ہین اپنی اپنی مسببات مین یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نی اونمین پیدا کی ہی اور یہہ

غلط وسبب غلطهم قیاسهم ادراك العقل بادراك الحس فان الذی شاهدوه انما هو تاثر شئ
سب غلط ہی اور سبب غلطی کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکہتی ہین تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا

عند شئ وهذا هو حظ الحس واما تاثیره فیه فلا یدرك بالحس بل انما یدرك بالعقل والسادس من
پاس کی چیز مین سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصلا حواس مین ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریافت ہوسکتی ہی چہٹی قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغیر الله تعالی کشرك المرائین فانهم عند عملهم المامور به
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریا کارون کا جب یہہ ریا کار کوئی مامور بہ

من واجب ومندوب وعند ترکهم المنهی عنه من محرم او مکروه لیس مقصودهم طلب رضاء الله تعالی
واجب یا مستحب ادا کرتی ہین یا جبکبھی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہین تو اونکو مقصود رضا مندی خدا تعالی کی نہین ہوتی

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبيده او حب منه له او رياسة من عنده او ظفر بمال
بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلمین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسی کچھہ مال حاصل کرنا

من قبله او صرف مذمة يخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعيم الجنان
یا دور کرنا بدنامی کا جو اونکی طرف سی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حوروں اور محلوں اور نعمتوں بہشت کی

والسلامة من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحيده تعالى حتى توهموا امكان
اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہہ سب فساد نیت اسلئی ہی کہ خدا کی توحید کو بہول جاتی ہین یہان تک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ

حصول نفع او ضر من غيره تعالى وتوهموا كون الخلق قادرين على النفع والضر حتى راعوهم
نفع اور ضرر سواء اللہ تعالی کی اورسی بہی ہوسکتا ہی اور یہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ

في طاعتهم وتوهموا كون طاعتهم مؤثرة في استجلاب نفع او دفع ضر في الدنيا والاخرة
اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی مین اور ضرر دفع کرنی مین دنیا اور آخرت کی

وليس كذلك بل لو انهم احضروا في ذهنهم انفراده تعالى بخلق جميع الكائنات بلا واسطة
اور حقیقت مین یہہ نہین ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالی کی اپنی ذہن مین قایم رکہتی کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہ ہی ہی

وعدم تاثير لكل ما سواه في اثرما ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم
اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچھہ تاثیر نہین ہی اور اسہی میں اونکی طاعت بہی داخل ہی تو کبہی اپنی طاعت سی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی

التي رزقوها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالى ثم لطمعوا عندها فيما وعد به الله تعالى من
سواء اطاعت امر الٰہی کی کچھہ غرض نرکہتی پہر بعد اطاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالی نی وعدہ فرمایا ہی

الخير معها بمحض فضله من غير وجوب ولا استحقاق وحكم الاربعة الاولى التي هي شرك
نعمت کا اوسکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچھہ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چارون قسم کا کہ وہ شرک

استقلال وشرك تبعيض وشرك تقريب وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحكم السادس الذي هو
استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چہٹے قسم کا

شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحكم الخامس الذي هو شرك الاسباب التفصيل
جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب ہی اس تفصیل پر ہی

وهو ان اهل هذا الشرك في اعتقادهم التاثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك
کہ ایسی مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر ان اسباب کی مسببات مین کئی طرح پر جانتی ہین بعضی یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ

الاسباب تؤثر بطبعها وحقيقتها في الاشياء التي تقارنها ولا خلاف في كفر من يعتقد هذا ومنهم
تاثیر ان اسباب کی جن اشیاء سی یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والون کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہی اور بعضی

من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله فيها ولو نزعها منها
یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالی نی ان اسباب مین پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو

لا تؤثر وقد تبعهم في هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف في بدعة من يعتقد هذا
تو اثر باقی نرہی اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بہی اونکی شامل ہین ایسی اعتقاد والون کی بدعتی ہونی مین خلاف نہین ہی

وانما الخلاف في كفره فمن كان فيه شيء من هذه المذكورات ولم يسع في ازالته عن نفسه واصلاح
خلاف ہی تو کفر مین ہی پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہوان مذکورات مین سی اور وہ اوسکی دور کرنی مین سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نکری

مثاله

شانه يختم له بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه
ذات سکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال زہد اور صلاح رکہتا ہو اسواسطی کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فایدہ دیگا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
کہ ساتہہ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتہہ اعتقاد

الصحيح الموافق لهما بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
صحیح کی نہو کہ جو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتہہ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف سو کچہہ فایدہ نہ دیگا اور معاصی پر ایسی اڑ کرنی

فبان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
کہ اوسکی دل مین معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بہر مین جو جو محبوب رکہتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہین پہر اگر

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال مین

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوتون مین سی یا کوئی گناہ گناہون مین سی دل پر غالب آجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسی مین الجہا رہتا ہی اور وہ اوسمین اور اوسکی

ربه وسببا لشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر واما الذي لم يرتكب
رب مین پردہ ہوکر آخر وقت مین شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہین کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کر لی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا

فبان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان
[illegible] کہ دیکہین کجی پیدا ہو جاوی [illegible] جو شخص ابتدا مین مستقیم تہا پہر اپنی حال سی بدل گیا اور جن اوصاف پر

عليه في ابتدائه يكون [illegible] خاتمته وشوم عاقبته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس
ابتدا مین تہا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا مین فرشتون کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموت وسبع ارضين
اور اونکا اوستاد اور عبادت مین بڑا ساعی تہا یہان تک کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور زمین مین

موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود لادم النبي عليه السلام اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ
کہین بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ سی خالی نہین رہی تہی پہر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نمانا اور تکبر کیا اور وہ تہا

الْكٰفِرِيْنَ وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله تعالى اياته فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه و
منکرون مین کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیان عنایت کین پر وہ اونسی الگ ہوگیا دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی ہوا و ہوس کی

كان من الغوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطن اكفر فلما كفر قال اني بري منك اني اخاف
گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نی کہا منکر ہو جا جب وہ منکر ہوا تو کہا مین تجہسی الگ ہون مجکو اندیشہ ہی

الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نی اوسکو کفر پر انگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کا مارا کہ اوسکی عذاب مین شریک نہو جاوی

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما في النار خالدين فيها وذلك جزاء
اور اس سی شیطان کو کچھ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونونکا یہہ ہی کہ وہ دونو ہین آگ مین سدا رہین اوسمین اور یہہ ہی سزا
الظلمين واما الضعف في الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان من كان في
گنہگارونکی اور ایمان کی سستی اسطور پر کہ اللہ تعالی کی محبت اوسکی دلمین ضعیف ہو جب اسکی
ايمانه ضعف يستولي على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شئ الا من حيث
ایمان مین سستی ہوتی ہی تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت استقرار پکڑجاتی ہی کہ اوسمین محبت الہی کی کچھہ گنجایش نہین رہتی مگر یہہ ہی کچھہ
حديث النفس على وجه لا يظهر له اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث
جیسی وہمی بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت مین اوسکا کچھہ اثر ظاہر نہین ہوتا اور نہ کچھہ اثر معاصی سی رکنی مین ہو اور نہ کچھہ اثر
على الطاعات فينهمك في الشهوات وارتكاب السيات فيتراكم ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال
عبادت کی رغبت مین ہو سو شہوات اور بدیون کی کرنیمین ڈوبا رہتا ہی اور تاریکی گناہونکی تہ برتہ اوسکی دل پر چڑھجاتی ہی اور ہمیشہ
تطفي ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهي
نور ایمان کا جو اوسمین ہوتا ہی بجھتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہی اور جانتا ہی کہ اب دنیا سی چلا اور دنیا
محبوبة له وحبها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشى
اوسکی محبوبہ تہی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب تہی کہ اوسکا چہوڑنا نہین چاہتا اور اوسکی فراق سی رنج اوٹھاتا ہی سمجھتا ہی کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف سی ہی اب ڈر
عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خروج روحه في تلك اللحظة
یہہ ہی کہ اسکی دلمین خدا کی طرف سی محبت کی جگہہ کینہ پیدا ہوجاوی اگر اتفاقاً اوسی حالت مین جان نکل گئی
يختم له بالسوء ويهلك هلاكا ابديا والسبب المفضي الى هذه الورطة حب الدنيا والركون
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ
اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي
اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سی محبت الہی سست ہوجاوی اور یہہ بڑی سخت بیماری ہی جسمین
عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيح
اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا چاہی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سی دور کری پہر اپنا عقیدہ
اعتقاده ان يحترز عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات
درست کرکر گناہونسے پرہیز کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری ورنہ گنہگارون کی طرف اور طاعات دائمی اختیار کری
التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان الا يعرفه
کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہین ہوسکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہین رکہتا
وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يجب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى
محبوب اوسی کو رکہتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہچانیگا اون اوصاف سی جو اوسکو واجب ہین اور یہہ سمجہی کہ جتنی نعمتین مجکو اور اورونکو حاصل ہین
غيره ليس الا منه تعالى لا جرم يحبه فاذا احبه يسعى في تحصيل رضائه ويحترز عن موجبات
سب اللہ ہی کی طرف سی ہین تو بیشک اللہ کو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی مین کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سی بچتا رہیگا
سخطه فيكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده يسرها الله تعالى
پہر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت مین جانی کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہوویگا خدا ہمکو آسان کیجو

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستمداد

سترہویں مجلس اس بیان میں کہ قبروں میں نماز ادا کرنی جایز نہیں اور اہل قبور سی مدد مانگنی

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

اور قبروں پر روشنی کرنی اور چراغ جلانی جایز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

لعنة الله علی الیهود والنصری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد هذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہوں نی اپنی نبیوں کی قبریں مسجدیں بنالیں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی

روته ام المؤمنین عائشة وسبب دعائه علیه الصلوة والسلام علی الیهود والنصری باللعنة انهم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاری پر یہہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیها انبیاءهم اما نظرا منهم بان السجود لقبورهم تعظیم لهم وهذا شرک

نماز پڑہتی تہی ایسی مکانوں میں جہاں انکی انبیا مدفون تہی یا تو اس لحاظ سی کہ قبروں کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور یہہ تو ظاہر شرک ہی

جلی ولهذا قال النبی علیه السلام اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد او ظنا منهم بان التوجه الی قبورهم

اسیلیی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الہی میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ اسکی پرستش ہوا کری یا اس خیال سی کہ وہ سمجہتی تہی کہ قبروں کی طرف

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالی لاشتماله علی امرین عبادة له تعالی وتعظیم انبیائه

متوجہ ہونا وقت ادائی نماز کی بہت بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمیں دو باتیں ہیں خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

هذا شرک خفی ولهذا نهی النبی علیه السلام امته عن الصلوة فی المقابر احترازا عن مشابهتهم

یہہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسی لئی پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبروں میں نماز پڑہنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہیں

بهم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

اگرچہ نیت دونوں کی الگ الگ ہی اور فرمایا جو امتیں تمسی پہلی تہیں وہ اپنی انبیا کی قبروں کو مسجدیں بناتی تہیں تم قبروں کو

القبور مساجد انی انهکم عن ذلك قال بعض المحققین والصلوة فی المواضع المتبرکة من مقابر

مسجد نہ بنا لینا تمکو اس حرکت سی منع کرتا ہوں بعضی محقق کہتی ہیں کہ نماز پڑہنی متبرک مکان میں جہاں صلحاء کی

الصالحین داخلة فی هذا النهی لاسیما اذا کان الباعث علیها تعظیم هؤلاء لما فی ذلك من الشرک

قبریں ہوں اسی نہی کی تلی داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ ان صلحاء کی تعظیم کی واسطی پڑہی اسلئی کہ اس نماز میں شرک

الخفی فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیه السلام من جهة عکوفهم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت میں یہی تہا کہ وہ لوگ قبروں پہ بیٹہی رہتی تہی

کما اخبر الله تعالی فی کتابه بقوله قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ

چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہا نوح نی ای رب میری انہوں نی میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اسکی مال اور اولاد نی

اِلَّا خَسَارًا وَّمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ

اور بڑہا ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داو اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکروں کو اور نہ چہوڑیو ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام

اور نہ نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہیں کہ یہہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تہی حضرت نوح علیہ السلام کی امت میں

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم وهذا هو مبتدأ

جب یہہ مرگئی تو لوگ انکی قبروں پر بیٹہی پہر رفتہ رفتہ انکی صورتوں کی بت بنالئی پہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنی لگی اور یہہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القیم فی اغاثته نقلا عن شیخه ان هذه العلة التی لاجلها نهی الشارع
بت پرستی کی جاری ہونیکا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی استاد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع نی قبروں کو مسجدیں
اتخاذ القبور مساجد هی التی اوقعت کثیرا من الناس اما فی الشرك الاکبر او فیما دونه من الشرك فان الشرك
بنانی سی منع فرمایا ہی اسہی نی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
بقبر الرجل الذی یعتقد صلاحه اقرب الی النفوس من الشرك بشجر او حجر ولهذا تجد کثیرا
صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسہی واسطی ہم بہت
من الناس عند القبور یتضرعون ویخشعون ویخضعون ویعبدون بقلوبهم عبادة لا یفعلون
لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جاکر روتی ہیں اور گڑگڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور دلوں سی ایسی عبادت کرتی ہیں
مثلها فی بیوت الله تعالی ولا فی وقت السحر ویرجون من برکة الصلوٰة عندها والدعاء لدیها ما
کہ ویسی مسجدوں میں کبھی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر اتنی
لا یرجون فی المساجد فلحسم مادة هذه المفسدة نهی النبی علیه الصلوٰة والسلام عن الصلوٰة فی
امید رکھتی ہیں کہ نہیں رکھتی مسجدوں میں یہہ ہی مادہ فساد کا قطع کرنیکو رسول الله صلی الله علیه وسلم نی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنی سی منع فرمایا
المقبرة مطلقا وان لم یقصد المصلی بصلوته فیها برکة البقعة کما نهی عن الصلوٰة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنی سی برکت اوس جگہ کا مقصود نہو جیسی منع فرمایا نماز سی عین طلوع
الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات یقصد المشرکون الصلوٰة للشمس فیها فنهی
آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہیں کہ مشرک اسمیں آفتاب کو پوجتی ہیں سو پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی
امته عن الصلوٰة فیها وان لم یقصدوا ما قصده المشرکون واذا قصد الرجل الصلوٰة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتوں میں نماز سی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنی اسی
تبرکا بالصلوٰة فی تلك البقعة فهذا عین المحادة لله تعالی ولرسوله والمخالفة لدینه وابتداع
برکت اوس جگہ کی حاصل کیا چاہی تو الله اور اسکی رسول کی عین مخالفت ہی اور انکی دین کی برخلاف نیا دین
دین لم یاذن به الله تعالی فان العبادات مبناها علی الاستنان والاتباع لا علی الهواء والابتداع
احداث کرنا ہی جسکا الله نی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادات کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
فان المسلمین اجمعوا علی ما علموه من دین نبیهم ان الصلوٰة عند المقبرة منهی عنها لان فتنة
بیشک مسلمانوں نی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطی کہ فساد
الشرك بالصلوٰة فیها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم کثیرا من مفسدة الصلوٰة حین طلوع
شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت کا بت پرستوں کی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
الشمس وحین غروبها وحین استوائها فانه علیه السلام لما نهی عن تلك المفسدة سدا للذریعة
آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابری کی یعنی زوال پر ہو کیونکہ نبی علیه السلام نی جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہو
التشبیه التی لا تکاد تخطر ببال المصلی فکیف بهذه الذریعة التی کثیرا ما تدعو صاحبها الی الشرك
کہ جسکا خطرہ بہی مصلی کی دلمیں نہیں آتا تو اس وسیلہ سی کیونکر ممانعت نہوگی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی
بدعاء الموتی وطلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوٰة عند قبورهم افضل من الصلوٰة فی المساجد
کہ اونکو موں کہہ کر پکاری اور انسی حاجتیں طلب کری اور یہہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وغير ذلك مما هو محادة ظاهرة لله تعالى ولرسوله قال ابن القيم في اغاثته من جمع بين سنة

اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اللہ کی اور اوسکی رسول کی ابن قیم اپنی اغاثہ میں کہتا ہے جو شخص جمع کرکر دیکھی درمیان طریق

رسول الله عليه السلام في القبور وما امر به وما نهى عنه وما كان عليه الصحابة والتابعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرونکی باب مین اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تہا

وبين ما كان عليه اكثر الناس اليوم راى احدهما مضادا للاخر ومناقضا له بحيث لا يجتمعان ابدا فانه

اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہین تو ایک کو دوسری کا برخلاف اور الٹا پاویگا ایسا کہ ہرگز کبھی جمع نہین ہوسکتی کیونکہ پیغمبر

عليه السلام نهى عن الصلوة عندها وهم يخالفون ويصلون عندها ونهى عن اتخاذ المساجد

علیہ السلام نی قبرون کی پاس نماز سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبرون کی پاس نماز پڑہتی ہین اور قبرون پر مسجدین بنانی سی منع فرمایا

عليها وهم يخالفونه ويبنون عليها مساجد ويسمونها مشاهد ونهى عن ايقاد السرج عليها وهم

اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدین بناتی ہین اور اونکا نام مشاہد رکہتی ہین اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ

يخالفون ويوقدون عليها القناديل والشموع بل يقفون لذلك اوقافا ونهى عن تجصيصها والبناء

خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہین بلکہ اوسکی واسطی وقفی خرچ مقرر کردیتی ہین اور منع فرمایا گچ گیری سی اور عمارت بنانی

عليها وهم يخالفونه ويجصصونها ويعقدون عليها القباب ونهى عن الكتابة عليها وهم

اور یہہ خلاف کرکر قبرون پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہین اور منع فرمایا قبرون کی اوپر لکھنی سی اور یہہ

يخالفونه ويتخذون عليها الالواح ويكتبون عليها القران وغيره ونهى عن الزيادة عليها غير ترابها

اوسکی برخلاف اونپر تختی لگا کر اوسپر قرآن وغیرہ دعائین شعر لکھتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون مین زیادہ اوپری مٹی مت بڑہاؤ

وهم يخالفونه ويزيدونه عليها سوى التراب الاجر والاحجار والجص ونهى عن اتخاذها عيدا

اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹین اور پہتر اور چونہ زیادہ کرتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون کو عید مت بناؤ

هم يخالفونه ويتخذونها عيدا ويجتمعون لها كما يجتمعون للعيد او اكثر والحاصل انهم مناقضون

اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہین جیسی عید مین جمع ہوتی ہین یا اوس سی بہی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہہ لوگ بالکل

لما امر به النبي عليه السلام ونهى عنه ومحادون لما جاء به وقد آل الامر بهؤلاء الضالين المضلين

نبی علیہ السلام کی حکم سی اور ممانعت سی مخالف ہین اور خلاف کرتی ہین اونکی احکام سی اب یہہ حال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا

الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك

کہ قبرون کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقے مقرر کئی ہین یہان تک کہ بعضی کٹون نی اس باب مین کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک

حج المشاهد تشبيها منه للقبور بالبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول

حج المشاہد رکہا ہی اونی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹہرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستون کی

في دين عباد الاصنام فانظر الى ما بين ما شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره

دین مین داخل ہونا ہی اب دیکہہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبور کی باب مین کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی

وبين ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من المفاسد ما يعجز

اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہین کتنا بڑا فرق ہی اور بلا شبہ اسمین اتنی فساد ہین

الانسان عن حصره منها تعظيمها الموقع في الافتتان بها ومنها تفضيلها على المساجد التي هي

کہ انسان گنتی ہوا تہکتا ہی ایک یہہ کہ قبرون کی اتنی تعظیم کرنی جس سی لوگ فتنہ مین پڑین ایک یہہ کہ قبرون کی فضیلت مسجدون پر دینی جو

خير البقاع واحبها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخضوع والخشوع
تمام مکانونسی بہتر اور اللہ تعالی کی محبوب ہین کیونکہ یہہ لوگ جب قبرون پر جاتی ہین تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف
ورقة القلب وغير ذلك مما لا يفعلونه في المساجد ولا يحصل لهم فيها نظيره ولا مثله ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتی ہین اتنی کہ مسجدون مین نہین کرتی اور نہین پیدا ہوتا اونکو مساجد مین اوسکا نظیر اور نہ مثل اور ایک یہہ کہ قبرون پر
المساجد والسرج عليها ومنها العكوف عندها وتعليق الستور عليها واتخاذ السدنة لها حتى
مسجدین بناتی ہین اور روشنی کرتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر چلہ کشی کرتی ہین اور قبرون پر غلاف چڑہاتی ہین اور مجاور بٹھاتی ہین یہان تک
ان عبادها يرجحون المجاورة عندها على المجاورة عند المسجد الحرام ويرون سدانتها افضل من
کہ گور پرست قبرون کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سی بہتر سمجھتی ہین وہ جانتی ہین کہ قبرون پر بیٹھی رہنا مسجد کی
خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها زيارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرنی سی بہتر ہی اور ایک یہہ کہ قبرون کی اور اونکی مجاورون کی منتین مانتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گرد پہرکر قربان ہونا
وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبرون کی مٹی اوٹہاکر منہہ پر ملنی اور اون مردون کو پکارنا اور انہی مدد مانگنی
وسوالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الديون وتفريج الكربات وغير ذلك من
اور اونسی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتون کی کشادگی اور سوا اسکی
الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم وليس شئ منها مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتین طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتون سی مانگتی تہی اور اسمین سی کوئی بات جایز نہین نزدیک کسی امام
المسلمين اذ لم يفعل شيئا رسول رب العالمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين
اہل اسلام کی اسلئی کہ اسمین سی رسول رب العالمین نی کچہہ نہین کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین مین سی اور نہ کسی امام دین نی
ومن المحال ان يكون شئ منها مشروعا وعملا صالحا ويصرف عنه القرون الثلثة التي شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات مین سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینون عہد اوس سی خالی گذر جاوین جن عہدون کی صدق
فيهم النبي عليه السلام بالصدق والعدل ويظفر به الخلوف الذين شهد فيهم النبي عليه السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل مین لاوین جنکی لئی نبی علیہ السلام نی
بالكذب والفسق فمن كان في شك من هذا فلينظر هل يمكن بشرا على وجه الارض ان ياتي
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمین کچہہ شک ہو تو وہ دیکہہ لی آیا ہوسکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی
عن احد منهم بنقل صحيح او ضعيف انهم كانوا اذا بدا لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها وتمسحوا
کسی ایک کی اونمین سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تہی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبرون پر جاکر دعائین مانگتی اور قبرون کو چہوتی تہی
بها فضلا ان يصلوا عندها او يسئلوا حوائجهم منها كلا لا يمكنهم ذلك بل انما يمكنهم ان ياتوا بكثير
چہ جای کہ قبرون پر وہ نماز پڑہین یا اونسی اپنی حاجتین مانگین ہرگز یہہ نہین ہوسکتا بلکہ یہہ ہوسکتا ہی کہ اکثر
من ذلك عن الخلوف التي خلفت من بعدهم ثم كلما تاخر الزمان وطال العهد كان ذلك اكثر حتى
ان امورات کی سند متاخرین سی لاسکین جو اونکی پیچہی پیدا ہوی ہین پہر جتنا زمانہ بڑہتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بہی بڑہتی گئی یہان تک
وجدت من ذلك عدة مصنفات ليس فيها عن النبي عليه السلام ولا عن خلفائه الراشدين ولا عن
کہ چند کتابین ایسی ملین کہ جنمین نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

الصحابة

الصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جملتها
اور نہ اور صحابہ سی اور تابعین سی ایک ہی حرف نہین بلکہ اونمین اسکی برخلاف بہت حدیثین مرفوع ہین جنمین کی
قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر فلا تقولوا هجرا اى فحشا
ایک یہہ حدیث ہی کہ مینی تمکو منع کیا تہا قبرون کی زیارت سی اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش زبان پر مت لاؤ
واىّ فحش اعظم من الشرك عندها قولاً وفعلاً واما الاثار من الصحابة فاكثر من ان يحاط بها فمن جملتها
اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسی قبرون کی پاس باعتبار قول و فعل کی اور اثار صحابہ کی تو شمار سی زیادہ ہین منجملہ اونکی
ما فى صحيح البخارى ان عمر بن الخطاب راى انس بن مالك يصلى عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک وہ جو صحیح البخاری مین ہی کہ عمر بن الخطاب نی انس بن مالک کو دیکہا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتی ہین عمر نی کہا دیکہہ قبر ہی قبر ہی ابن
القيم فى اغاثته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهيهم عنه نبيّهم من الصلوة عند
قیم کہتا ہی اپنی کتاب اغاثہ مین اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک وہ ہی مقرر تہا جو کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی قبر نزدیک نماز پڑہنی سی منع فرمایا تہا
القبور وفعل الانس لا يدل على اعتقاده جوازهُ اذ يحتمل ان لم يره او لم يعلمه انه قبر او ذهل عنه
اور انس کی نماز پڑہنی کچہہ نہین ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطی شاید کہ انس نی قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہان قبر ہی یا خیال نرہا ہو
فلما نبهه عمر تنبّه ومنها اتخاذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم
جب عمر نی اونکو جتلایا تو خبردار ہوئی اور ایک یہہ کہ قبرون کو عید بناتی ہین جیسی اہل کتاب کی مشرکون نی اپنی انبیاء
وصلحائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشتغلون باللغو والطرب فيها فنهى النبى عليه
اور صلحاء کی قبرون کو عید بنایا تہا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطی جمع ہو کر لغو اور خوشی مین مشغول رہتی تہی سو نبی علیہ
السلام امته عن ذلك كما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبرى عيدا فصلوا
السلام نی اپنی امت کو اس سی منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی میری قبر کو عید مت بنا لینا میری واسطی درود
علىّ فان صلوتكم تبلغنى حيث كنتم فان قبره عليه السلام مع كونه سيد القبور وافضل قبر
پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہانسی پڑہو گی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبرونسی بہتر اور افضل ہی
على وجه الارض اذا وقع النهى عن اتخاذه عيدا فقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهى ثم انه عليه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبرین چاہی کسی کی ہو اکری واسطی ممانعت کی لایق تر ہی پہر پیغمبر علیہ
السلام اشار بقوله فصلوا علىّ فان صلوتكم تبلغنى حيث كنتم الى انّ ما ينال له من امته من
السلام نی بطور اشارہ کی اس قول سی درود پڑہو میری اوپر پس درود تمہاری مجھکو پہنچتی ہی جہانسی پڑہو گی یہہ فرمایا کہ امت کی طرف سی
الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذه
درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سی نزدیک ہون یا دور ہون پہر کیا حاجت ہی کہ آپکی قبر کو
عيدا لان فى اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذيها
عید بناوین اسواسطی کہ قبرون کو عید بنانی مین وہ فساد ہین جسکو خدا کی سوا کوئی نہین جانتا بیشک کئی گور پرست جو قبرون کو
عيدا اذا راوها من مكان بعيد ينزلون عن دوابهم ويكشفون رءوسهم ويضعون جباههم على الارض
عید بناتی ہین جب اوس قبر کو دور سی دیکہتی ہین تو سواری پر سی پیادہ ہو جاتی ہین اور ننگی سر ہو کر سجدہ مین گر پڑتی ہین
ويقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينتشرون حول القبر
اور زمین چومتی ہین پہر جب پاس جاتی ہین تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہین پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہین

طائفین به تشبیها له بالبیت الحرام الذی جعله تعالی مبارکا وهدی للانام ثم یلحدون
قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھ کر جسکو اللہ تعالی نی برکت والا اور خلقت کی لئی ہدایت بنایا ہی پہر

فی التقبیل والاستلام کما یفعل الحجاج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخدودهم
بوسہ دینا اور چومنا شروع کرتی ہیں جیسی حاجی مسجد الحرام میں کرتی ہیں پہر وہانکی مٹی اپنی چہروں اور گالوں کو لگاتی ہیں

ثم یکملون مناسك حج القبر بالحلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القرابین فلا یکون
پہر تمام اداب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کٹا کر پوری کرتی ہیں پہر اوس بت پر قربانیاں ذبح کرتی ہیں پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من
اونکی نمازیں اور اداب حج اور قربانیاں اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتیں

الحاجات ویسئل من تفریج الکربات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات
مانگنی اور سوالات کشایش سختیوں کی اور غنی کرنا فاقہ کشوں کا اور درگذر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطان لبنی ادم عدو مبین یصدهم بانواع مکائده عن
واسطی اللہ تعالی کی نہیں ہیں بلکہ واسطی شیطان کی ہیں بیشک شیطان بنی آدم کا کہلا دشمن ہی طرح طرح کی مکروں سی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التی هی رجس من عمل
سیدہی راہ سی روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یا ایها
شیطان کا اور اللہ تعالی نی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مراد ملنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه
ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہیں شیطان کی سو اونسی بچتی رہو

لعلکم تفلحون فالانصاب جمع نصب بضمتین او جمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب
شاید تمہارا بہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتھ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتھ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك کله ومحو اثره
واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالی کی مقرر کیا گیا درخت ہو یا پتھر یا قبر یا سوا انکی اور ان سبکا مسمار کر دینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹا دینا

کما ان عمر لما بلغه ان الناس یتنا ولون الشجرة التی بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها
جیسی حضرت عمر نی جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہیں اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی تو آدمی بہیجکر

فقطعها فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التی بایع الصحابة رسول الله علیه السلام تحتها و
کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نی یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی اور

ذکر الله تعالی فی القران حیث قال لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة
اللہ تعالی اوسکو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والوں سی جب ہاتہہ ملانی لگی تجہسی اوس درخت کی نیچی

فماذا یکون حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التی قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة
پس کیا حکم ہونا چاہئی سوا اوس درخت کی ان انصاب کا جنکی سبب سی کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه علیه السلام هدم مسجد الضرار ففی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم
اور اس سی بہی بڑہکر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی مسجد ضرار کو گروا دیا اسمیں دلیل ہی واسطی گرا دینی اوسکی جسکا بڑا فساد ہو

فساداً منه کالمساجد المبنیة علی القبور فان حکم الاسلام فیها ان ینهدم کلها حتی یساوی بالارض
اوسکی جسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدین جو قبرون پر بنائی گئی ہین بیشک حکم اسلام کا اس باب مین یہہ ہی کہ ان سبکو ڈھاکر زمین سی برابر کر دین
وکذا القباب التی بنیت علی القبور یجب هدمها لانها اسست علی معصیة الرسول ومخالفته وکل
اور ایسی ہی گنبد اور برج کہ قبرون پر بنائی گئی ہین سبکا ڈہا دینا واجب ہی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نا فرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو
بناء اسس علی معصیة الرسول ومخالفته فهو بالهدم اولی من مسجد الضرار لانه علیه السلام نهی البناء
عمارت کہ بنیاد رکہی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا بہتر ہی بہ نسبت مسجد ضرار کی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی قبرون پر بنا
علی القبور ولعن المتخذین علیها مساجد فیجب المبادرة والمسارعة الی هدم ما نهی عنه رسول الله صلی الله علیه
منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبرون پر مسجدین بنادین پس واجب ہوا جلد بہی شتاب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی منع فرمایا ہی
ولعن فاعله وکذلك یجب ازالة کل قنادیل وسراج وشمع اوقدت علی القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول
اور اوسکی بنانیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبرون پر روشن کیجاوین اسواسطی کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ
الله علیه السلام فکل ما لعن فیه رسول الله علیه السلام فهو من الکبائر ولهذا قال العلماء لا یجوز ان ینذر
علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی لعنت کی ہی وہ گناہ کبیرہ ہی اسہی واسطی علما کہتی ہین کہ منت مانی
للقبور شمع ولا زیت ولا غیر ذلك فانه نذر معصیة لا یجوز الوفاء به بل یلزم الکفارة مثل کفارة الیمین
قبرون پر روشنی کی اور تیل کی اور ما سوا اسکی جایز نہین ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جایز نہین بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی
ولا ان یوقف علیها شیء من ذلك فان هذا الوقف لا یصح ولا یحل اثباته وتنفیذه وقال الامام ابوبکر الطرطوسی
اور نہ وقف کیجاوی قبرون کی واسطی کچہہ انہین سی بیشک یہہ وقف صحیح نہین اور نہ ثابت رکہنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابوبکر طرطوسی کہتی ہین
انظروا رحمکم الله تعالی اینما وجدتم شجرة یقصدها الناس ویعظمونها ویرجون البرء والشفاء من
خیال کرو تمپر خدا کی رحمت ہو جسجگہہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کرکی آتی ہین اور صحت اور شفاء اوسکی وسیلہ سی امید رکہتی ہین
قبلها ویضربون بها المسامیر والخرق فهی ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشرکین کانوا
اور اوسمین میخین گاڑتی ہین اور چلہ باندہتی ہین پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکون کا درخت تہا
یعلقون علیها اسلحتهم وامتعتهم ویعکفون حولها کما روی البخاری فی صحیحه عن ابی واقد اللیثی
اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکاکر اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تہی چنانچہ بخاری اپنی صحیح مین ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی
انه قال خرجنا مع رسول الله صلی الله وسلم قبل حنین ونحن حدیث عهد بالاسلام وللمشرکین سدرة
کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حنین کی طرف چلی اور ہم نئی نئی مسلمان تہی اور مشرکون کا ایک درخت بیری کا تہا
یعکفون حولها وینوطون بها اسلحتهم وامتعتهم یقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا یا رسول الله
اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تہی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکادیتی تہی اوسکا نام ذات انواط تہا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ
اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط فقال النبی صلعم الله اکبر هذا کما قال بنو اسرائیل اجعل لنا الها کما لهم
ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کرو جیسی اونکا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ اکبر یہہ ایسا قول ہی جیسی بنی اسرائیل نی کہا تہا ہماری واسطی معبود مقرر کرو کہ
الهة ثم قال انکم قوم تجهلون لترکبن سنن من کان قبلکم فاذا کان اتخاذ هذه الشجرة لتعلیق الاسلحة
جیسی انکی معبود ہین پہر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کروگی تم رستہ انکی جو پہلی گذری سو جب مقرر کرنا درخت کا ہتیار لٹکانی کیواسطی اور گرد جا بیٹہنی کی برابر معبود مقرر کرنی کی
والعکوف حولها اتخاذ اله مع الله تعالی مع انهم لا یعبدونها ولا یسئلونها شیئا فما الظن بغیرها مما یقصده الناس
ساتہہ اللہ تعالی کی باوجودیکہ یہہ اوس درخت کو پوجتی نہی اور نہ کچہہ حاجت مانگتی تہی پہر اوسکی سوا کا کیا خیال کرتا ہی جسکا قصد لوگ کرتی ہین

من شجر او حجر او قبر ويعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
درخت ہو یا پتھر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہیں اور امید شفا کی رکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ درخت یا یہہ پتھر یا یہہ قبر

يقبل النذر الذي هو عبادة وقربة ويتمسحون بذلك النصب ويستلمونه ولقد انكر السلف التمسح بحجر المقام الذي
منتیں قبول کرتی ہیں کہ جو عبادت اور قربت ہیں اور اوس بت پر ہاتہ ملتی ہیں اور اوسکو ہاتہہ یا لب سی چومتی ہیں اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم

امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الازرقي عن قتادة في قوله تعالى واتخذوا من مقام ابراهيم
کی پتہر پر جسکا الله تعالى نی یہہ حکم کیا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بناؤ چنانچہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر میں اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مصلى قال ان الناس امروا ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يمسحوه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل الا
نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگوں کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہیں یہہ حکم نہیں ہی کہ اوسپر ہاتہ ملیں بلکہ علما کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ ہاتہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی سوای

الحجر الاسود واما الركن اليماني فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان في كل حين وزمان ينصب لهم قبر
حجر اسود کی اور رکن یمانی میں صحیح یہہ ہی کہ ہاتہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اونکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ

معظم يعظمه الناس ثم يجعله وثنا يعبد من دون الله تعالى ثم يوحي الى اوليائه ان من نهى عن عبادته
تعظیم کرتی ہوں نصب بنا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوای الله تعالى کی پہر گور پرستوں کی دلمیں یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گور پرستی سی

وعن اتخاذه عيدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فيسعى الجاهلون في قتله وعقوبته ويكفرونه
اور گور کو عید بنانی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بحرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتی ہیں اور اوسکو کافر کہتی ہیں

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالى ورسوله ونهى عما نهى الله تعالى ورسوله عنه والذي اوقع عباد القبور في
اور سوا اسکی اوسکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو الله اور اوسکی رسول نی فرمایا اور اوسہی سی منع کیا جو الله اور اوسکی رسول نی منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ میں

الافتتان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطع اسباب
پڑنی کی کئی سبب ہیں ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ الله تعالى نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذين قل نصيبهم من ذلك اذا دعاهم الشيطان الى الفتنة بها ولم يكن لهم ما يبطل دعوته
شرک کی بہیجا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہیں جب اونکو شیطان پکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور اونکو اتنا علم نہیں جس سی شیطانی وسوسہ کو باطل کریں

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكذوبة
تو اوسکو مان لیتی ہیں اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہہ سبب ہی کہ جہوٹہی بہت حدیثیں

وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابرية وهي تناقض ما جاء به
رسول الله صلى الله عليه وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں نی وضع کی ہیں اونکا مضمون سراسر دین سی

من دينه كحديث اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور وحديث اذا اعيتكم الامور فعليكم
خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تہک جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو

باصحاب القبور وحديث لو حسن احدكم ظنه بحجر نفعه وامثال هذه الاحاديث التي هي مناقضة
اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم میں سی نیک اعتقاد کری پتہر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہیں

لدين الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابرية وراجت على الجهال والضلال والله تعالى
یہہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند نی وضع کی ہیں اور جہال اہل ضلال کو خوب اچہی لگیں اور حال یہہ ہی کہ الله تعالى نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه عليه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور
اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بہیجا ہی جو پتہروں اور درختوں کو پوجا کریں کیونکہ علیہ السلام نی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بكل طريق ومنها حكايات حكيت عن أهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلاني في شدة فخلص
اور یہہ سبب ہی کہ کہانیان گور پرستون کی مشہور ہین کہ فلانی نی فلانی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سو اوس سختی سی نجات پائی
منها وفلان نزل به ضر فاستدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضره وفلان دعاه في حاجة فقضيت حاجته
اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی
وعند السدنة والمقابرية بشيء من ذلك يطول ذكره وهم من أكذب خلق الله على الأحياء والأموات و
اور مجاورون اور گور پرستون کی پاس ایسی بہت قصی ہین جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی یہہ بڑی جہوٹہی ہین زندون پر بہی اور مردون پر بہی اور
النفوس مولعة بقضاء حوائجها وإزالة ضروراتها لاسيما من كان مضطرا فيتشبث بكل سبب وان كان
طبایع انسانی واسطی ادای حاجتون کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہین خاص کر گہبراہٹ مین تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ
فيه كراهة فإذا سمع أحد ان قبر فلان ترياق مجرب يميل إليه فيذهب فيه ويدعو عنده بحرقة وذلة و
کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پہر وہان جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور
انكسار فيجيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانكسار لا لأجل القبر فانه لو دعا كذلك في الحانة
انکسار سی پس اللہ تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دل مین خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہی کچہہ قبر کی جہت سی نہین قبول کرتا کیونکہ اگر یہہ شخص اسی طور دکان
والحمامة والسوق لأجابه فيظن الجاهل ان للقبر تأثيرا في اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب دعوة
یا حمام یا بازار مین دعا کرتا تو بہی قبول کرلیتا پس جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر مین تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہین سمجہتا کہ اللہ تعالی بیقرار کی دعا
المضطر ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاءه يكون راضيا عنه ولا محبا له ولا راضيا بفعله
قبول کیا کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہین ہی کہ اللہ تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتی
فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسر الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضاه
بیشک اللہ تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مومن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو
بلطفه وكرمه

المجلس الثامن عشر في أقسام البدع وأحكامها

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اپنی لطف اور کرم سی اٹہارویں مجلس بدعتون کی اقسام اور اونکی احکام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الأمور محدثاتها وكل محدث بدعة
پہر بعد حمد کی تحقیق تمام باتون مین اچہی کتاب اللہ کی ہی اور اچہی ہدایت ہدایت محمد کی اور کامون مین بدتر تو پیدا نئی نکالی ہوئی یعنی بدعتین ہین اور ہر محدث بدعت ہی
وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه جابر وفي حديث آخر رواه عرباض بن سارية
اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث مین عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی
انه عليه السلام قال من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء
کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص جیتا رہیگا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکہیگا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء
الراشدين المهديين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فان كل محدث
راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتون سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئین نئی باتون سی کیونکہ ہر محدث
بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذين الحديثين البدعة السيئة التي ليس لها من
بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثون مین مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل
الكتاب والسنة أصل وسند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون على
اور سند کتاب اور سنت سی نہین نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظون سی یا مضمون سی سمجہی جاوی بدعت حسنہ مراد نہین ہی جسکی

اصل وسند ظاهر او خفي فانها لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كاستعمال المنخل والمواظبة

اصل اور سند ظاہر یا خفی نکلتی ہی کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبھی مباح ہوتی ہی جیسی استعمال چھلنی آٹی کا اور پیٹ بھر کر

على اكل لب الحنطة والشبع منه وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون

روٹی گیہوں کی ہمیشہ کھانی اور کبھی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابیں تصنیف کرنی اور کبھی واجب ہوتی ہی

واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي

جیسی آراستہ کرنا دلایل کا واسطی دفع کرنی شبہات ملحدوں اور گمراہ فرقوں کی اسلئی کہ بدعت کی دو معنی ہیں ایک تو معنی لغوی عام ہیں

عام وهو المحدث مطلق سواء كان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في

یعنی محدث مطلق برابر ہی کہ عادات میں ہو یا عبادات میں ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہیں یعنی دین میں کچھ بڑھانا

الدين او النقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة

یا دین میں سی کچھ گھٹانا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ

فانها في الحديثين وان كانت عامة تشمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي العام

پس بدعت دونوں حدیثوں میں اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنوں کی مقصود نہیں ہی

بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات

بلکہ عموم باعتبار معنوں شرعی خاص کی مراد ہی پھر یہہ عادات کو بالکل شامل نہیں ہی بلکہ انہیں بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه

اور بعضی صورتیں عبادات کی داخل ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام واسطی تعلیم امر دنیا کی نہیں آئی وہ صرف واسطی تعلیم امر دین کی آئی ہیں اس حدیث سی

قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم اذا امرتكم بشيء من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد

سمجھا جاتا ہی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کاروبار جب میں تمکو دین کی بات بتایا کروں تو لیلیا کرو پھر بدعتیں اعتقاد کی

بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في

بعضی کفر ہیں اور بعضی کفر نہیں ہیں مگر تمام کبایر سی سخت ہیں یہاں تک کہ قتل اور زنا سی بھی اور اوس سی زیادہ درجہ کفر ہیکا ہی اور بدعت

العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدعة

عبادت میں گرچہ اوس سی کمتر ہی پر اوسکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل ترك الاولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمنارة عون

عادات کی اسکی کرنیمیں کچھہ نافرمانی اور گمراہی نہیں ہی بلکہ ترک اولی ہی سو اسکا ہی ترک اولی ہی جب یہہ ٹہر چکا تو منارہ سی مدد ہوتی ہی

لاعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة

واسطی خبر دینی وقت نماز کی اور کتابوں کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطی تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطی دفع شبہات ملحدوں

والفرق الضالة نهي عن المنكر وذب عن الدين فكل منها ماذون فيه بل مامور به لان البدعة الغير السيئة

اور گمراہ فرقوں کی بازر کھنا ہی منکر سی اور دفع کرنا ہی شبہات کا دین سی سو ہر ایک انہیں سی رخصت ہی بلکہ تعمیل کا حکم ہی اسلئی کہ بدعۃ حسنہ

ما لم يحتج اليه الاوائل ثم احتاج اليه الاواخر ورأوه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع

وہ ہی کہ متقدمین کو اوسکی حاجت نہوی پھر متاخرین کی حاجت ہوئی . اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آئی وبعد

وعند الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلوة

تلاش کی بدعت حسنہ عبادات خالص بدنیہ میں نہیں پائی جاتی جیسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظاف کل منها بل لاتکون البدعة فیها الا سیئة لان عدم وقوع الفعل فی الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفوں کی تمام عبادتوں بدنیہ سی ہوں بلکہ انہیں ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلئی کہ نہونا کسی کار کا قرن اول میں

لیس الا لعدم الحاجة الیه اولوجود مانع منه اولعدم التنبیه له اوللتکاسل عنه اولکراهة وعدم مشروعیته
یا تو بسبب نہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ماری کاہلی کی یا بسبب مکروہ اور ناجایز ہونی کی ہی

والاولان منتفیان فی العبادات البدنیة المحضة لان الحاجة الی التقرب الی الله تعالی بالعبادة لا تنقطع
دو نو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ مین نہین ہوسکتی اسلئی کہ حاجت قربت الہی کی عبادت سی منقطع نہین ہوتی

وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم یکن منها مانع وکذا عدم التنبه لها والتکاسل عنها منتف ایضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام اور غلبہ اہل اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہین تہا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی بہی نہین ہوسکتی

اذلا یجوز ان یظن ذلك للنبی علیه السلام وجمیع اصحابه فلم یبق الا کونها بدعة مکروهة غیر مشروعة
اسواسطی کہ کہان جایز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی پہر سوا بدعت مکروہ اور ناجایز ہونی کی کوئی سبب

وهذا المعنی اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذین کانوا یجلسون بعد المغرب وفیهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رض کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور انہین ایک شخص

یقول کبروا الله کذا وکذا وسبحوا الله کذا وکذا واحمدوا الله کذا وکذا فیفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا جاتا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد للہ کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ ابن مسعود اونکی پاس آئی جو کہ سنکر

مایقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذی لا اله غیره لقد جئتم ببدعة ظلماء اولقد
جو کہتی تہی کہڑی ہو کر کہا مین عبد اللہ بن مسعود ہون پس قسم ہی اللہ کی جو نہین معبود سوا اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو نہایت سیاہ یا

فقتم علی اصحاب محمد علیه السلام علما یعنی ان ما جئتم به اما ان یکون بدعة ظلماء اوانکم تدارکتم
تم فائق ہو گئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم مین مراد اونکی یہہ ہی تم جو یہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی

علی الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له اولتکاسلهم عنه فغلبتموهم من حیث العلم بطریق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہہ نہ آئی اونکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم مین تم اونسی غالب ہو نکلی

والثانی منتف فتعین الاول وهو کونه بدعة ظلما وهکذا یقال بکل من اتی فی العبادة البدنیة المحضة
اور دوسری بات نہین ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیاہ ہی مقرر رہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہر یک کی حق مین درباب عبادت خالص بدنیہ کی

بصفة لم تکن فی زمن الصحابة اذ لو کان وصف العبادة فی الفعل المبتدع یقتضی کونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت مین نہین تہا اسواسطی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری

لما وجد فی العبادات ما هو بدعة مکروهة وقد وجد فیها البدعة المکروهة علی ما صرح العلماء
تو عبادات مین بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات مین بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نی

فی تصانیفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فیها ومثل التصلیة والترضیة والتامین فی اثناء الخطبة
اپنی تصانیف مین صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمین جماعت اور جیسی صلی اللہ کہنا اور رضی اللہ کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہتی مین

وانواع النغمات الواقعة فیها وفی الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذکر امام الجنازة وقدام العروس
اور اقسام ترنم جو خطبہ مین اور آذان مین اور تلاوت قرآن مین کرتی ہین اور ذکر پکار کر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی

فی الطرقات وغیر ذلك من البدع المنکرة الواقعة فی العبادات ولیس لاحد ان یقول انها لیست من قبیل
راستہ مین اور سوا اسکی اور نکمی بدعتین جو عبادات مین ہوتی ہین اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السیئة المکروهة بل هی من قبیل البدعة الحسنة المشروعة بدلیل کون بعض الاشیاء المحدثة
اور مکروہ نہیں ہیں بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعضی چیزیں نواحداث

بعد الصحابة حسنا کبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخیرات التی لم تعهد فی عهد الصحابة
بعد قرن صحابہ کی حسن ہیں جیسی مدرسی بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اونکی رسم نہ تھی

اذ یقال له ما ثبت حسنه بالادلة الشرعیة الصحیحة فهو اما ان لا یکون بدعة فیبقی عموم العام فی
اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حُسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم

الحدیثین علی حاله او یکون مخصوصا من هذه العام والعام الذی خص منه البعض دلیل فیما عدا المخصوص
دونو حدیثوں میں اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سی اور جو عام کہ اوس سی بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی

فمن ادعی ثبوت حسن العبادة المحدثة وکونها مخصوصة من هذا العام یحتاج الی دلیل یصلح ان یکون
اب جو شخص عبادات نواحداث کی حُسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتادی اس عام میں سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصصا لان عادة اکثر البلاد وقوله کثیر من الزهاد والعباد لیس مما یصلح ان یکون معارضا
تخصیص کی ہووی اسواسطی کہ چلن اکثر شہروں کا اور اقوال زاہدوں اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض

لکلام الرسول علیه الصلوة والسلام وکذلك الدلیل المخصص هو الدلیل الشرعی من الکتاب و
ہوسکیں اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور

السنة والاجماع الذی هو مختص باهل الاجتهاد ومن لیس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو فی حکم
سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والوں سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عوام لوگوں میں

العوام لا یعتد بکلامه الا ان یکون موافقا للاصول والکتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت علیه السنة
داخل ہیں اونکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ہاں اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع مع ان فی کتب الله تعالی ما یدل علیها ایضا وهو انه تعالی قال اَمْ لَهُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ
اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں بھی اسطرف اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہیں جو راہ ڈالی تھی اونہوں نی

الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ فمن احدث شیئا یتقرب به الی الله تعالی من قول او فعل من غیر ان یشرعه
اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ نی پہر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الٰہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی

الله تعالی فقد شرع فی الدین ما لم یاذن به الله تعالی فمن تبعه فقد اتخذه شریکا ومعبودا کما قال
اللہ تعالی کی تو اوسنی دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہیں دیا پہر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ

الله تعالی فی حق اهل الکتاب اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فقال عدی بن حاتم
اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ٹہرائی ہیں اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چہوڑکر پس عدی بن حاتم نی

للنبی علیه السلام ما عبدوهم فقال علیه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فی دین لم یاذن به الله تعالی
نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہوں نی عبادت تو نہیں کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر میں بدون حکم اللہ تعالی کی

فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان کل بدعة فی العبادات البدنیة المحضة لا تکون الا سیئة و
تو اوسنی گویا عبادت کی اور اوسکو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتیں عبادات بدنیہ خالص میں سیئہ ہی ہوتی ہی اور

ربما لا یفرق کثیر من الناس بین الحسنة والسیئة فیظنون ان کل ما استحسنه نفوسهم ومال الیه
بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہہ سمجہہ لیتی ہیں کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

طباعهم يكون حسنا فيعدون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبط الخبط عشواء لا يفرق بين الوطء

وہ ہی حسن ہی پہر وہ سیئہ کو بہی حسن تصور کرتی ہیں سو وہ رستہ بہکی جیسی اندہی اونٹنی کہ اپنی چلنی میں مہلک رستہ

المهلكة والجادة المنجية في مشيها والضابط في هذا ان يقال الناس لا يحدثون شيئا الا انهم يرونه

اور صاف رستہ بچانی والا نہیں پہچانتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ یوں کہیں کہ بنی آدم نئی بات نہیں کرتی جب تک اوسمیں کچہہ مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فيه مفسدة لم يحدثوه فما راه الناس مصلحة ينظر في السبب فان كان

نہیں دیکہتی کیونکہ اگر اوسمیں کچہہ برائی سمجہیں تو کیوں پیدا کریں پہر جس امر میں وہ لوگ مصلحت دیکہتی ہیں اوسکی باعث میں تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ

السبب امرا قد حدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم فحينئذ يجوز احداث ما تدعو الحاجة اليه كنظم

سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا

الدلائل فان السبب الداعي اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا في عهده عليه السلام

دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقوں کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ میں نہیں تہی

لم يحتج اليه وان كان المقتضي لفعله موجودا في عصره عليه السلام لكن ترك لعارض زال بموته عليه السلام

تو دلائل کی بہی حاجت نہیں تہی اور اگر سبب مقتضی اوس امر لواحداث کا نبی علیہ السلام کی عہد میں موجود تہا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تہا کہ او وہ عارضہ بسبب موت

فكذلك يجوز احداثه كجمع القران فان المانع منه في حياته عليه السلام كون الوحي لا يزال ينزل

تو بہی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قران کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات میں بلاناغہ وحی آتی تہی پہر اللہ تعالی

فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان المقتضي لفعله في عهده عليه السلام

جو چاہی تہا سو بدل دیتا تہا پہر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعله عليه السلام فاحداثه تغيير لدين الله تعالى

موجود تہا اور مانع اوسکا نہیں تہا اور تو بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہیں کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام او حث عليه ولما لم يفعله عليه السلام ولم يحث عليه

اسواسطی کہ اگر ایسی امر میں کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک اوسکو نبی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی

علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان في العيدين فانه لما احدثه

تو معلوم ہوا کہ اسمیں کچہہ خوبی نہیں ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین میں اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب

بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بكراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليلا على كراهته لقيل

بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کرکر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پہر اگر وہ ہی اذان بدعت ہوکر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی جواب میں

هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل في العموم

کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسمیں خلقت کو عبادت کی واسطی بلاتی ہیں یہہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التي من جملتها قوله تعالى وَاذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وقوله تعالى وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ

کہ انمیں سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنی بلایا اللہ کی طرف

لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعله عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام

لیکن یہہ جواب کسینی نہیں دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کار کا جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا بہی اوس کار کا جسکو پیغمبر صلی

مع وجود المقتضي وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة

اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العيدين كان ترك الاذان فيها سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة العمل الصالح
اور عيدين مين نه فرمايا تو عيدين مين اذان كا ترك كرنا سنت هوا اور كسيكو طاقت نهين كه اسكو زياده كا قائل هوكر يه كهوى يه عمل صالح كى افزايش هى
لا يضر زيادته اذ يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرايعهم فان الزيادة في الدين
ايسى زيادتى كا كيا ڈر هى اسواسطى كه اسكا يه جواب هى كه اسيطرح رسولون كى دين متغير هوگئى اور اونكى شريعتين متبدل هوگئين بيشك دين مين اگر بڑهانا جايز هوتا
لو جازت لجاز ان يصلي الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح لا نقص
تو البته جايز هوتا كه صبح كى فرض نماز مين چار ركعتين ادا كيا كرين اور ظهر كى فرض مين چهه ركعتين پڑها كرين اور كها كرين يه عمل صالح كى زيادتى هى
زيادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتا
اسمين كيا نقصان هى ليكن يه بات كوئى نهين كه سكتا اسواسطى كه جس امر كو بدعتى نيك اور افضل جانتا هى اگر وه امر
في عصره عليه السلام ومع هذا لم يفعله عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة
پيغمبر عليه السلام كى وقت مين ثابت تها اور پهر بهى اوسكو نهين كيا تو ايسى كام كا چهوڑنا هى سنت هى هر عموم
على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
اور قياس سى سابق هى پس جو شخص ايسى امر كو عمل مين لاوى دين كى اندر ناجايز اعتقاد كركر تو وه فاسق غير مبتدع هى اور اگر
عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فكل
عمل مين لاوى دين كى اندر جايز جان كر تو وه فاسق اور بدعتى هوگا اسواسطى كه فسق بدعت سى عام هى پس جو
بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقض
بدعت هى وه فسق بهى هى بدون عكس كى يعنى بعضى فسق بدعت نهين هين اور ايسى هى كهتى هين كه بدعت فسق سى بدتر هى كيونكه جو شخص بدعت كو عمل مين لاتا هى تو وه رسول
الرسول وان كان في زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب
صلى الله عليه وسلم كى بات كو نقص كرتا هى اگرچه اپنى گمان مين اوس بدعت سى تعظيم سمجهتا هى كيونكه اونكا قول هى كه يه امر سنت سى بهتر هى اور صواب مين اولى هى
فيكون مشاقا لله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين وانه تعالى
پس وه مقابله كرتا هى الله اور اوسكى رسول كا اسوسطى كه نيك جانتا هى جسكو شرع نى مكروه ٹهرايا اور اوس سى منع فرمايا اور يه هى دين مين بدعت نكالنا اور بيشك الله تعالى
قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه الكريم
اپنى بندون كى واسطى ايسى عبادات مقرر كرچكا هى جسمين اونكى لئى كفايت هى اور دين كامل كرچكا اور اپنى نعمت پورى دى چكا چنانچه اسكى خبر اپنى كتاب كريم مين
وقال اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة على الكمال نقصان واختلال
دى هى فرمايا آج مين پورا دى چكا تمكو دين تمهارا اور پورا كيا مينى تمپر احسان اپنا پس كامل كى اوپر اور بڑهانا ايسا نقصان اور خلل هوتا هى
بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفان بالشرع
جيسى چهٹى اونگلى اور اصول مين ثابت هو چكا هى كه اهل حق كى نزديك بهلائى اور برائى صرف شرع سى معلوم هوتى هى
لا بالعقل فكل فعل امر به في الشرع فهو حسن وكل فعل نهى عنه في الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالي في
عقل سى نهين معلوم هوتى پس جس كام كا شرع نى حكم فرمايا هى وه هى نيك هى اور جس كام سى شرع مين منع كيا هى وه هى برا هى امام غزالى
كتاب الاربعين في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك وتقول كل ما كان خيرا او نافعا فهو افضل
كتاب اربعين في اصول الدين مين كهتى هين اس سى بچتى رهنا كه تو عقل كى پيروى كركر كهنى لگى جو امر خير اور نفع رسان هى وه هى افضل هى
وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما ينعقلها قوة النبي عليه السلام
اور جو امر اكثر هوتا هى وه نفع رسان هوتا هى كيونكه تيرى عقل نهين جا سكتى هى طرف بهيد امور الٰهى كى اوس بهيد كو صرف قوت نبى عليه السلام كى دريافت كرسكتى هى

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لاتدرك بالقياس اوما ترى كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها

تجھکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہین معلوم ہوتی دیکھتا نہین کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی باین ہمہ

فی جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهى الى قدر

تمام اجزا نہار مین ممانعت ہی اور تجھکو حکم ہی نماز نہ پڑہنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہہ سب ملکر تخمیناً

ثلث النهار وقال فی الاحياء فكما ان العقول تقتصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل

تہائی دن ہوتا ہی اور احیا مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤن کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اسمین تجربہ کو دخل ہی

اليها كذلك تقتصر عن ادراك ما ينفع فی الاخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع

ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو ادہر کوئی راہ نہین ہی بہرحال جب معلوم ہوسکتا ہی اگر

الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه

ہماری پاس کوئی مردہ چلا آوی وہ اگر ہمکو بتاوی کونسا عمل اللہ تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہہ ہرگز نہین ہوسکتا

وقال صاحب مجمع البحرين فی شرحه ان رجلا يوم العيد فی الجبانة اراد ان يصلی قبل صلوة العيد

صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑہی

فنهاه علیؓ فقال الرجل يا امير المؤمنين انی اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال علیؓ وانی اعلم ان

سو علی نی اوسکو منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب نہین کریگا پہر علی نی فرمایا مین جانتا ہون کہ

الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلاتك عبثا

اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک اوسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرین یا اوسکو فرما دین تو تیری یہہ نماز عبث ہی

والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بمخالفتك نبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد

اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالی تجھکو عذاب دی بسبب مخالفت نبی علیہ السلام کی اور صاحب ہدایہ کہتی ہین مکروہ ہی نفلین پڑہنی بعد

الفجر اكثر من ركعتی الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم

طلوع صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت فجر کی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی ان دو سی زیادہ نہین پڑہین باوجود محبوب ہونی نماز کی اب دیکہہ نبی علیہ السلام کی

فعله عليه السلام فی باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن همام ما تردد من العبادات بين الواجب

نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادت کہ واجب

والبدعة يأتی به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة

اور بدعت کی بیچ مین مشکوک ہو تو اوسکو احتیاطاً عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچمین مشکوک ہو تو ترک کری اسواسطی کہ بدعت کا چہوڑنا

غير لازم وفی الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا

کچہہ ضرور نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی بڑا ضرر ہی جس جگہہ کہا ہی اگر

شك فی صلاته هل صلاها ام لا ان كان فی الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك

شک واقع ہو نماز مین آیا ادا کی ہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہا پہر شک ہوا

لا شئ فيه ولو كان الشك فی صلوة العصر يقرأ فی الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ فی الثانية و

تو اسمین کچہہ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین قرأت ادا کری اور دوسری رکعت اور

الرابعة فتعين الاوليين للقراءة فی الفرض واجب وقد امر بتركه حذرا من احتمال وقوع النفل بعد العصر

چوتہی مین قرأت نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرأت کی فرضون مین واجب ہی سو حکم ہوا اسکی ترک کا اس احتیاط کی لئی مبادا بعد عصر کی نفلین

وهو بدعة مكروهة وروى عن سفيان الثوري انه كان يقول البدعة احب الى ابليس من كل

کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی

المعاصي لان المعاصي يتاب عنها والبدعة لا يتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصي يعلم

اسواسطی کہ معاصی سی تو توبہ ہو سکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہہ ہی کہ معاصی کرنیوالا تو جانتا ہی

بكونه مرتكب المعاصي فيرجى له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فيعتقد انه في طاعة وعبادة

کہ مین برا خطاوار ہون تو اوسی توبہ اور استغفار کی امید ہی اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ مین عبادت کرتا ہون اور طاعت مین ہون

ولا يتوب ولا يستغفر وهذا ما حكي عن ابليس انه قال قصمت ظهر بني ادم بالمعاصي والاوزار وقصموا

تو یہہ شخص نہ تو توبہ کریگا نہ استغفار اور ابلیس سی حکایت ہی کہ کہتا ہی مینی پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہون سی توڑدی اور بنی آدم نی

ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدع

میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی سو مینی اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہین کہ اوس سی نہ استغفار کرین اور نہ توبہ کرین اور وہ بدعتین ہین

في صورة العبادة فان قيل قد اعتاد كثير من الناس ان يستدلوا على عدم كراهة ما اعتادوه

عبادت کی لباس مین اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگون کی کہ استدلال کرتی ہین بدعات کی جواز پر جنکی عادت کرلی ہی

من البدعة بحديث شايع بينهم وهو ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون

اس حدیث سی جو اونمین مشہور ہی یہہ کہ جسکو مسلمان نیک جانین تو وہ اللہ کی نزدیک بہی نیک ہی اور جسکو مسلمان

قبيحا فهو عند الله قبيح وهل يصح هذا الاستدلال منهم ام لا يصح فالجواب على ما ذكره بعض الفضلاء

برا جانین سو وہ اللہ کی نزدیک بہی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا صحیح ہی یا صحیح نہین پس اسکا جواب موافق بیان بعضی فضلا کی

ان هذا الاستدلال لا يصح والحديث حجة عليهم لا لهم لانه بعض حديث موقوف على ابن مسعود

یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہین ہی اور یہہ حدیث اونکی حق مین مضر ہی مفید نہین کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر

رواه احمد والبزار والطبراني والطيالسي وابو نعيم هكذا ان الله تعالى نظر في قلوب العباد فاختار

روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابونعیم نی اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا اپنی بندون کی دلون کو پہر پسند کیا

محمدا فبعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دينه ووزراء نبيه

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اوسکو اپنی رسالت پر پہر دیکہا بندون کی دلون کو پہر پسند کئی اونکی لئی اصحاب پہر اونکو مقرر کیا دین کی مددگار اور اپنی نبی کی وزیر

فما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح ولا شك ان

پس جس چیز کو دیکہین مؤمن حسن پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکہین اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک

اللام في المسلمين ليس لمطلق الجنس لان الحديث ح يكون مخالفا لقوله عليه السلام ستفترق امتي

لام مسلمین کی لفظ مین مطلق جنس کی لئی نہین ہی اسلئی کہ یہہ حدیث اب اس حدیث سی مخالف ہوجاوی گی قریب ہی کہ میری امت مین

على ثلث وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة لان كلا من فرق الامة مسلم يرى مذهبه حسنا فيلزم

تہتر فرقی ہوجائین گی وہ سب دوزخی ہین سوای ایک کی اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہین اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہین اس سی یہہ لازم آتا ہی

ان لا يكون فرقة منها في النار وكذا بعض المسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فيلزم ان لا تميز

کہ کوئی فرقہ بہی دوزخی نہو اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہین اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہین اب یہہ لازم آتا ہی کہ

الحسن من القبيح بل هو اما للعهد والمعهود ما ذكر في قوله فاختار له اصحابا فيكون المراد بالمسلمين

حسن اور قبیح مین تمیز نرہی بلکہ وہ لام یا تو واسطی عہد کی ہی اور معہود مراد وہ لوگ ہین جو اس قول مین مذکور ہین پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد مسلمین سی

الصحابة

الصحابة فقط او لاستغراق خصائص الجنس فیراد بالمسلمین اهل الاجتهاد الذین هم الکاملون فی صفة
صحابہ ہین فقط یا لام واسطی استغراق خصایص جنس کی ہی پہر مراد مسلمین سی اجتہاد والی علماء ہین جو صفت اسلام مین کامل ہین
الاسلام صرفا للمطلق الی الکامل لان المطلق عند عدم القرینة ینصرف الی الفرد الکامل وهو المجتهد
واسطی صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئی کہ جب مطلق قرینہ سی خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہین فرد کامل مجتہد ہی
فیکون المعنی ما راه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راه الصحابة او اهل الاجتهاد
اب یہہ معنی ہوئی جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سووہ الله کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد
قبیحا فهو عند الله قبیح ویجوز ان یکون للاستغراق الحقیقی فیکون المعنی ما راه جمیع المسلمین حسنا
قبیح سمجہین سووہ الله کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بہی ہوسکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جس بات کو تمام مسلمان حسن جانی
فهو عند الله حسن وما راه جمیع المسلمین قبیحا فهو عند الله قبیح وما اختلف فیه فالعبرة للقرون
سووہ الله کی نزدیک حسن ہی اور جس بات کو تمام مسلمان قبیح جانی سووہ الله کی نزدیک قبیح ہی اور جس بات مین اختلاف پڑی پہر اعتبار قرون ثلثہ کا
المشهود لهم بالخیر لا للقرون المشهود لهم بالکذب وعدم الاعتماد فی قوله علیه السلام خیر القرون قرنی
جسکی حق مین شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق مین شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث مین سب قرنون مین بہتر میرا قرن ہی
الذی بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ریب
جسمین مین مبعوث ہوا ہون پہر جو اسی متصل ہین پہر جو اسی متصل ہین پہر بعد انکی کذب پہیل جاویگا پہر نہ اونکی اقوال کا اعتماد ہی نہ افعال کا اور بی شک
ان الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین کانوا یرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبیحا فهو عند الله
صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تہی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑہ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ الله کی نزدیک بہی
قبیح ومثل قوله علیه السلام لا تجتمع امتی علی الضلالة فان المراد بالامة فی هذا الحدیث اهل الاجماع
قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہین متفق ہوگی میری امت گمراہی پر بیشک مراد امت سی اس حدیث مین وہ اہل اجماع ہین
الذی هو بکل مجتهد لیس فیه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق یورث التهمة ویسقط العدالة وصاحب
جنمین ہرایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلا اوسمین نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور
البدعة یدعو الناس الی البدعة ولا یکون من الامة علی الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل
بدعتی لوگون کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہین ہی اسواسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل
السنة والجماعة وهم الذین طریقتهم طریق النبی علیه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال
سنت والجماعت ہین وہ وہ لوگ ہین جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہین ہین
کما قال النبی علیه السلام امتی من استن بسنتی ویصح ان یراد بامتی جمیع الامة بناء علی ان الاضافة
چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہین میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہوسکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطی کہ اضافت
کاللام قد تکون للاستغراق فیکون المعنی لا یجتمع جمیع امتی فی زمان من الازمنة علی الضلالة کما
مانند لام کی کبہی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہوجاوینگی نہین متفق ہوگی میری تمام امت کبہی کسی زمانہ مین گمراہی پر جیسی
اذا اجتمع الیهود والنصاری بعد نبیهم علی الضلالة فیکون هذا الحدیث موافقا لقوله علیه السلام
یہود اور نصاری اپنی اپنی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگئی ہین پس یہہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی
لا یزال طائفة من امتی قائمین بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله اذ تقرر
ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہان تک کہ آجاوی حکم الہی جب یہہ ثابت ہوچکا

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات
تو اس زمانہ مین ہر ہر مسلمان پر واجب ہی کہ پرہیز کرتا رہی فریب مین آنی اور توجہ سی طرف کسی بدعت اور محدثات کی
ويصون دينه عن العوايد التي استانس بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها و
اور عوارض سی اپنی دین کو بچاوی جن سی انس رکہتا ہی اور اونمین پرورش پائی ہی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی آدمی کم بچتا ہی اور
ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي الفتها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم
اسمین امر حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ قریش نی فوایدہی کی ماری جسمین اونکی دل لگی ہوئی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سی انکار کیا
ماجاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام
کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تہی اسی سبب سی وہ کافر ہوی اور طاغی ٹہری یہان تک کہ نبی علیہ السلام کی حق مین کہا سو کہا
ما قالوا بسبب ما تربوا عليه ونشئوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع
واسطی اوس امر کی جسمین پرورش پائی تہی اور جوان ہوئی تہی اسی لئی ابن مسعود کہا کرتی تہی بچو لوا احداث بدعات سی
فان الدين لا يذهب من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان
کیونکہ دین دلون کی اندر سی ایک ہی دفعہ نہین جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان
من قلوبكم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته به انه
تمہاری دلونسی نکلجاویگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ کہمنڈ مین نہ آوی اور استدلال کرنی لگی قوت تصمیم سی کسی چیز پر اور کثرت عبادت سی کہ
على الحق فان تصميمه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه على الحق في دينه
مین حق پر ہون کیونکہ اوسکی تصمیم اور باز نہ آنا اوس چیز سی اگر چہ ٹکڑی ٹکڑی کیا جاوی اوس کی حقیت پر دلالت نہین کرتا
لان جزمه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث نشاته بين قوم يعتقدونه و
اسواسطی کہ اسکا جزم اور تصمیم اوس چیز پر حقیت کی جہت سی نہین ہی بلکہ اس جہت سی ہی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ معتقد اوس کی ہین اور
للنشاة والمخالطة اثر عظيم في تصميم شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميم يوجد في
پیدایش اور صحبت کو اشیاء کی حقیت اور بطلان مین بڑا اثر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ ایسی تصمیم تمام
عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم فالحذر الحذر من هذا السم القاتل
جہل مرکبون مین پائی جاتی ہی جیسی یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی ملتی کی ہین پس بچو بچو اس زہر قاتل سی
وكن متوجها الى الحق مستفيضا للخلاص محتاطا بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل يعمله
اور متوجہ ہو حق کی طرف واسطی خلاصی اپنی جان کی اتباع کی فیض اور بدعت کی چہوڑنی سی بیشک اتباع سنت آدمی کی واسطی
المرء في هذا الزمان لشيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوقي
اس زمانہ مین تمام اعمال سی بہتر ہی اسواسطی کہ مدت دراز سی عمل بدعت بر خلاف سنت پہیل رہا ہی سو تجہکو ضرور ہی کہ بدعات اور محدثات امور سی بہت ہی
من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي
بچتا رہی اگر چہ اوس بدعت پر بہت خلقت نی اتفاق کیا ہو سو اونکی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی ہین فریب نہ کہانا بلکہ تجہکو
لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم
یہہ بہی لائق ہی کہ اونکی حالات اور اعمال کی تلاش مین رہی کیونکہ سب مین بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی ہی جو اونسی زیادہ مشابہت رکہتا ہو
واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع وقد جاء في الحديث
اور اونکی طریقہ سی زیادہ واقف ہو اسواسطی کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہی اور وہ ہی اصل ہین شریعت کی نقل مین صاحب شرع سی اور حدیث مین آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف

کہ جب آدمیون مین اختلاف پڑی تولازم پکڑو انبوہ کثیرہ کو اوراس سی مراد لازم کرلینا حق کا اور اتباع اوسکا ہی اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف

له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن

کثیر ہون اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ ہون اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچہ اعتبار نہین ہی اور فضیل بن عیاض نی

عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال

یہہ مضمون بیان کیا ہی اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور تجھکو کچہ نقصان نہین ہی کوتاہی سالکین سی اور بچیارہ گمراہی کی رستہ سی اور فریب مین نہ آنا ہلاک ہونیوالونکی کثرت سی اور

بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رايك جميع الخليقة وقال ابن

بعض متقدمین نی کہا ہی اگر تو شریعت کی موافق ہی اور حقیقت کو دیکہہ چکا تو پہر کچہ پرواہ نہین ہی اگرچہ تیری رائی کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود نی

مسعود انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسياتي زمان بعدكم خيرهم فيه المتثبت المتوقف لكثرة

کہا ہی تم ایسی زمانہ مین ہو کہ تم مین بہتر وہ ہی جو جلدی کری کامون مین اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہی اوس زمانہ مین بہتر سب سی ثابت رہنی والا توقف کرنیوالا ہی بسبب کثرت

الشبهات قال الامام الغزالي ولقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير فيما هم فيه وخاض

شبہات کی امام غزالی کہتی ہین البتہ سچ کہا ہی اسواسطی کہ جو اس زمانہ مین قایم نرہا اور انبوہ کی ساتہہ ہوگیا جسمین وہ لگی ہوئی تہی اور اونکی سی

فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و

باتین بنانی لگا تو ہلاک ہوگا جیسی وہ ہلاک ہوئی کیونکہ دین کی اصل اور خوبی اور درستی عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور

المجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحترازه من الآفات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات

بہوک کی مشقت اوٹہانی سی نہین ہی بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سی بچانی مین ہی جو اوسپر بدعتین اور نئی نئی مقدمات گذرتی ہی

فانها لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا

البتہ یہہ بدعتین اس کثرت سی پہیلی ہین کہ گویا دین کا نمونہ اور نشان ہوگئین یا ایسی کہ گویا ہماری اوپر فرض ہین کاشکی ہم

كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجي من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة

یہہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل مین لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمسی توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنی تو بدعات کو طاعت

وعبادة وجعلناها دينا لنا مقتفين في ذلك آثار من سهى او غلط او غفل من بعض من تقدمنا

اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہی اسی باب مین ہمنی پیروی متقدمین مین سی اون لوگون کی کی ہی جنہون سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی

وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير

اور ہمنی اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرالیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کری یا برا بتادی پہر اگر وہ معترض ایسا ہی کہ جسکی ہماری دلمین

في قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الى جوازه فلان وتذكر له بعض من تقدمنا ممن سهى او غلط

عزت ہی تو اوسکو یہہ جواب دینگی صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہی اور اوسہی کا نام لیدینگی جو ہم سی پہلی سہو کر چکا ہی یا غلطی کہا چکا

او غفل وان كان ممن لا نوقيرله في قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب جهل

یا غفلت کی ہی اور اگر وہ معترض ایسا ہی کہ ہماری دلونمین اوسکی عزت نہین تو ہمسی وہ دہتکار سنیگا کہ نہ اوسکی گمان مین تہی نہ دلمین خیال تہا یہہ سب بسبب ہماری جہل

المركب فينا لانا لو راينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اقتدى

مرکب ہونی کی ہی اسواسطی کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونی کو جانتی سو البتہ ہم جواب اوس شخص کا جسنی ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتی اور اوس شخص کی بات کو

من سهى او غلط او غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو معصوم وهو صاحب الشريعة

جس نی سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی اپنی دین مین حجت نہ قایم کرتی اسواسطی کہ جایز نہین کہ آدمی اپنی دین مین مقلد ہو سوائی معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت ہی

اومن شهد له صاحب الشريعة بالخير وهم القرون الثلثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان

یا جسکی حق میں صاحب شریعت نے شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینوں قرن ہیں جنمیں سے موافق اقتضا حکمت شارع کی

يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه

ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سے مخصوص ہے پس قرن اول کو اللہ تعالی نے خاص کیا ہے ایسی فضیلت سے کہ اوسمین کوئی اونکی برابری نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ

تعالى خصهم لروية نبيه وبمشاهدة نزول القران عليه والهمهم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه

تعالی نے انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اور نزول قرآن کی مشاہدہ سے اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہان تک کہ اوسمین سے ایک حرف

ضايعا فجمعوه ويسروه لمن بعده فحفظوا احاديث نبيهم فی صدورهم واثبتوها على ما ينبغى فحصل لهم

ضایع نہیں ہوا اور اوسکو جمع کرکر پچھلوں پر آسان کیا پہر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلوں میں اور ثابت رکہا جانکو بایدو شاید سو اونکی واسطی

فی اقامة هذا الدين حظ كثير لا يمكن الاحاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيهم

اس دین کی قایم رکہنی میں بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سے باہر ہے اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہیں پاسکتا اونکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سے

خير جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحكام

اچہی جزا عنایت کری پہر اونکی بعد تابعین پیدا کئی اونہوں نے تمام حدیثیں اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی اور احکام دین

والتفسير من الصحابة حتى كان احدهم يرتحل فی طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة

اور تفسیر صحابہ سے روایت کی یہان تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی

شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة اتم ضبط فحصل لهم فی اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم

ایک ایک دو دو مہینی کا سفر کرتا تہا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بہی دین کی قایم کرنی میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی پہر اونکی بعد

تابعو التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم فی النوازل فوجدوا القران مجموعا ميسرا و

تابعیوں کی تابع پیدا ہوئی جنمین فقہاء ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کئی جاوین اونکو قرآن جمع کرایا آسانی سے ہاتہ آیا اور

وجدوا الاحاديث قد احرزت وضبطت فتفقهوا فی القران والاحاديث على مقتضى قواعد

احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائیں سو اونہوں نے احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سے

الشريعة واستنبطوا منهما احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويسروها على الناس

استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور اونکو اور لوگوں پر آسان کردیا

وانتظم الحال واستقر دين الامة المحمدية بسببهم فحصل لهم فی اقامة هذا الدين خصوصية

اور اونکی سبب سے حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہوگیا ان صاحبوں کو بہی اس دین کی اقامت سے ایک خصوصیت حاصل ہوئی

ايضا فلما مضوا سبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات

جب یہہ لوگ بہی گذرچکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی میں لگیں بلکہ انکو دین کامل تر حالات پر ملا

فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه وبينوه ولا يحصل له خير الا باتباعهم وتقليدهم وبقائه فی

انکا اتنا ہی کار ہے کہ جو پہلی لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہیں اوسکو یاد اور محفوظ رکہیں انکی حق میں بہتر یہہ ہی ہے کہ اونکی رستہ پر چلیں اور انکی مقلد اور اونکی

ميزانهم فان ظهر لهم فقه غير فقههم فهو مردود عليه الا ان يكون مما لم يقم بيانه فی زمانهم لا بالفعل و

وضع پر قایم رہیں اگر کوئی حکم اونکی احکام کی مخالف ظاہر کریں تو سب مردود ہے ہان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ میں نہیں ہوا نہ فعل سے اور

لا بالقول فح ينبغى له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم فی الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى

نہ قول سے اب یہہ چاہئی کہ اوس حکم میں اونکی قواعد کی موافق جو احکام میں ثابت کرگئی ہیں غور اور تامل کریں پہر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم یقبل عنه والا فلا لان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلک بدلیل
قاعدہ اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور منظور ہی اور نہین تو نہین اسواسطی جو اونکی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہا ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی

خارج عن اصولهم فذلک غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز
اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اونکی مقبول نہین ہی اسواسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق
مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہین ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازسی نہین ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء لمن کان قادرا علی استخراجه
مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی لئی جو اوسکی استخراج پر قادر ہو

او اخبار عدل موثوقا به فی علمه وعمله لمن لم یکن قادرا علی استخراجه فلا یجوز العمل بکل کتاب
یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو یہہ ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نرکہتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہین ہی

اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال من غیر معرفة بحقیقة الحال ولا بقول کل عالم
اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة
اسواسطی کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہوگیا ہی پس مرد مستور الحال بہی فاسق کی مثال ہی پس ضرور ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهی ان المسئلة الفقهیة اذا نقلت
موجود ہو پہر یہان ایک قاعدہ ٹہرا ہوا ہی اوسکی دریافت کرنا ضرور ہی وہ یہہ ہی کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ینبغی ان ینظر فیها فان کان ماخذها معلوما مشهورا من الکتاب والسنة والاجماع فلا نزاع
تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فیها لاحد وان لم یکن ماخذها معلوما بل کانت اجتهادیة فان کان ناقلها مجتهدا یلزم علی من
کچہہ خلاف نہین ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہین ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

کان مقلدا ان یتبعه ولا یلزم علیه ان یطلب منه دلیلا لان کلام المجتهد دلیل له وان لم یکن
کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہین ہی اس لئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل کان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه یلزم الاتباع فیها ایضا
اوسکا ناقل مجتہد نہین بلکہ مقلد ہی پہر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل ہی ثابت کردی تو اوسمین بہی اتباع لازم ہی

وان لم ینقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بین فیها دلیلا شرعیا
اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہین لیا پہر اگر اوسمین کوئی دلیل شرعی

فلا کلام فیها حینئذ وان لم یبین ینظر ان کان کلامه موافقا للاصول والکتب المعتبرة ولم یکن فیها خلاف
بیان کی ہی تو اوسمین اب بہی کچہہ کلام نہین ہی اور اگر دلیل نہین بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بہی نہین ہی

یجوز العمل بها لکن ینبغی للعامل بها ان لا یقف فی مقام تقلیده بل یطلب منه دلیلا علی ما نقل وان کان
تو اوسپر بہی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس سی دلیل طلب کری اور اگر

کلامه مخالفا للاصول والکتب المعتبرة فلا یلتفت الیه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا یعلم
اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہین ہی اسواسطی کہ علماء صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت نہ معلوم ہو

صحته لا يصح اتباعه وان لم يعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه **المجلس التاسع عشر** في
اوسکا اتباع صحیح نہین ہی اگرچہ بطلان بہی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ اوسکا بطلان معلوم ہو انیسوین مجلس

بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها قال رسول الله صلى
مین بیان مین نفلین جماعت سی پڑہنی بدعت ہی جیسی صلوة رغایب وغیرہ فرمایا رسول الله صلی

الله عليه وسلم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق السموات
الله علیه وسلم نی یوم النحر کو حجة الوداع کی خطبہ مین بیشک زمانہ اوس ہیئت پہ پہر گیا کہ جسدن پیدا کیا الله نی آسمانون

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب
اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی اون مین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پی درپی ہین ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب

مضر الفرد الذى بين جمادى وشعبان هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو بكرة ومعناه ان الزمان
مضر والا اکیلا ہی جو درمیان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو بکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ

الذى انقسم الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذى اختاره
جسکی مہینی اور برس ٹہرگئی ہین جیسی کہ اصل مین تہا پہیر ہوگیا اور سال بہی اوسہی اصلی حساب پر ہوگیا جو الله تعالی نی اختیار کیا ہی

الله تعالى يوم خلق السموات والارض وعاد الحج الى ذى الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله
جسدن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بہی ماہ ذیحجہ مین ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیت نی اوسکی محل سی سرکا دیا تہا

بالنسيء الذى احدثوه وهو النسيء الذى ذكره الله تعالى فى كتابه وقال انما النسيء زيادة فى الكفر
نسی کا نیا طریقہ نکال کر یہہ وہ ہی نسی ہی جسکو الله تعالی اپنی کتاب مین ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑہانا ہی کفر مین

ومعناه تاخير تحريم شهر الى شهر اخر فانهم فى الجاهلية كانوا يعظمون الاشهر الحرم وراثة من ابرهيم
اسکی معنی ٹلا دینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پر یہہ کفار جاہلیت مین اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کی عہد سی

واسمعيل عليهما السلام وكانوا يحرمون فيها القتال حتى احدثوا النسيء فغيروا التحريم لانهم بسبب كون
کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون مین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہان تک کہ اون کفار نی نسی کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ اکثر گذران

عامة معاشهم من الغارة كانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وهم فى حرب كان يشق عليهم
ومعاش اونکی لوٹ پر تہی اس لئی بڑی لڑنی والی اور لٹیری تہی جب مہینہ حرام آجاتا اور وہ لڑائی پر ہوتی تو اونکو اوس لڑائیکا ترک کرنا دشوار ہوتا تہا

ترك الحرب فيحلونه ويحرمون مكانه شهرا اخر حتى رفضوا خصوص الاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما
پہر اوس مہینہ کو حلال کرلیتی تہی اور اوسکی جگہہ اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک خصوصیت ان مہینون کی ترک کردی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت

زادوا فى عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعة عشر ليتسع لهم الوقت ولذلك ورد التنصيص
گنتی برس دن کی مہینون کی بڑہا کر ایک برس کو تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تاکہ وقت مین گنجایش ہو جا اسی واسطی حدیث مین کہول کر

على العدد فى الحديث فانه عليه السلام بين فيه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها فى شرعه مقدرة
گنتی کو بیان کیا پس نبی علیه السلام نی فرمایا کہ برس دن بارہ مہینہ کا ہوتا ہی اور ہماری شرع مین اندازہ

بسير القمر لا بسير الشمس كما يفعله اهل الكتاب ومن هذه الاشهر القمرية اربعة حرم ثلث منها متواليات
چاند کی رفتار کا ہی آفتاب کی رفتار سی نہین جیسی اہل کتاب کرتی ہین اور انہین قمری مہینون مین سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پی در پی ہین

وهى ذو القعدة وذو الحجة والمحرم وواحد فرد وهو رجب وانما اضيف الى مضر فى الحديث لان قبيلته
یعنی خالی اور بقرہ سفید اور دا اور ایک اکیلا ہی یعنی مریم روزہ اور حدیث مین اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لئی نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

كانت

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها

اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تہا اسیہبلئی اونکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف

کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گذرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین بہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علماء کو

العلماء في بقائه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي عليه السلام

اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شئ من الاشهر

اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها

یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیت مین اسمین قربانی ذبح کرتی تہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها لما ثبت في

اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ

الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة

صحیحین مین ابوہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبر فا اور را کی پہلا بچہ جو اونٹنی جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح

اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی

في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام

جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیت جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام

ابتداء اسلام مین پہر یہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرہ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه

عتیرہ جاہلیت ہی کا مین تہا بعضا اونمین سی رجب مین روزہ رکہتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی

باتخاذه موسما وعيدا وروى عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا

کہ گویا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا

کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہرالین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہر چکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك

جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنونسی سوا ہین

فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم

سو اونکا عید اور موسم ٹہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی

اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية

بہت عیدین تہین زمانی بہی اور عیدین مکانی بہی پہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اونکی زمانی عید کی

عید الفطر وعید النحر وایام التشریق ومن اعیادهم المکانیة الکعبة وعرفات والمنی والمزدلفة
عید الفطر اور بقرعید اور ایام تشریق مقرر کردی اور اونکی مکانی عید کی بدلہ کعبہ اور عرفات اور منی اور مزدلفہ ٹھیرا دیا

ولیس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماکن مکان الا وفیه لله تعالی وظیفة من وظائف
اوران موسموں میں سی نہ کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جسمیں وظیفہ الہی اور وظیفۂ طاعت مقرر نہو

طاعاته یتقرب بها الیه ولطیفة من لطائف نفحاته یصیب بها من یشاء من عباده بفضله و
کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالی کی اور لطیفہ نہو لطایف خوشبو سی دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سی اپنی فضل اور

رحمته فالسعید من اغتنم هذه المواسم والاماکن وتقرب فیها الی مولاه بما شرع فیها من وظائف
رحمت سی پس نیک بخت وہ شخص ہی جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولا سی بوسیلہ ان وظیفوں

الطاعات حتی یصیبه نفحة من تلك النفحات ویامن بها من عذاب النار وما فیها من النفحات و
طاعات کی جو ان موسم اور مکانوں میں شروع ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اوس خوشبو کی حاصل ہوا ور اسکی سبب سی آگ کی عذاب سی اور جو اسکی اندر صدمات ہیں بچی اور

اما الصوم فیه فقد ورد فیه احادیث من جملتها ما رواه البیهقی فی شعب الایمان عن انس انه علیه السلام
رجب میں روزہ کی بہت حدیثیں آئی ہیں اونمیں سی ایک وہ حدیث ہی جو بیہقی نی شعب الایمان میں انس سی روایت کی ہی کہ آپ نی فرمایا

قال فی الجنة نهر یقال لها رجب اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل من صام یوما من رجب
جنت کی اندر ایک نہر ہی اوسکا نام رجب ہی دودھ سی زیادہ سپید اور شہد سی زیادہ شیریں جو شخص ماہ رجب میں کسی دن روزہ رکھیگا

سقاه الله تعالی من ذلك النهر هذا فی صیام بعضه واما صیام کله فلم یصح فیه بخصوصه شیء
اوسکو اللہ تعالی اوس نہر میں سی پانی پلاویگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی اور روزی تمام کامل مہینی کی سو خاص رجب کی باب میں کوئی سند

عن النبی علیه السلام ولا عن اصحابه وانما ورد فی صیام الاشهر الحرم کلها ورجب احدها فیلزم ان لا ینهی
نبی علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت نہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشہر الحرام کی باب میں ہی اونمیں کا ایک رجب بہی ہی اب لازم یہہ ہی کہ رجب کی

عن صومه وقد روی عن ابی قلابة انه قال فی الجنة قصر لصوام رجب قال البیهقی ابو قلابة من
روزوں سی ممانعت نکیجاوی اور ابی قلابہ سی روایت ہی کہ کہتی تہی جنت میں ایک محل ہی رجب کی روزی داروں کی لئی بیہقی کہتا ہی ابو قلابہ

کبار التابعین لا یقول مثله الا عن بلاغ عمن فوقه ممن سمع عن النبی علیه السلام نعم قد روی عن
بڑا عمدہ تابعی ہی ایسا شخص ایسی بات بدون سنی اپنی سی عمدہ سی کہ اوسنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہو نہیں کہہ سکتا ہی ہاں ابن عباس کی روایت ہی

ابن عباس انه کره ان یصام رجب کله وکرهه امام احمد ایضا وقال یفطر منه یوما او یومین وحکی
کہ وہ مکروہ جانتی تہی کہ تمام رجب کی روزہ رکہی جاوین اور مکروہ جانتی ہیں امام احمد بہی امام احمد کہتی ہیں کہ ایک یا دو دن افطار کر دی اور حکایت ہی

عن ابی عمر وابن عباس لکن تزول کراهة صومه بان یصوم معه شهرا اخر وقد قال الماوردی فی الاقناع
ابی عمر اور ابن عباس سی لیکن جاتی رہتی ہی کراہت تمام رجب کی روزوں کی اسطور کہ اسکی ساتہہ ایک اور مہینی کی روزی رکہلی اور الماوردی اقناع میں کہتا ہی

یستحب صوم رجب وشعبان واما الصلوة فیه فلم یثبت فیه صلوة مخصوصة یختص به فعلی هذا
کہ مستحب ہیں روزی رجب اور شعبان کی اور نماز ماہ رجب کی اندر سو کوئی نماز خاص رجب ہی کی ثابت نہیں ہوئی ہی جو رجب ہی خصوصیت رکہتی ہو اس بیان کی موافق

ینبغی لمن کان له دیانة واذعان ان لا یلتفت الی ما اکب علیه الناس فی هذا الزمان ولا یغتر بشیوعه
سزاوار ہی اوسکو جسکو دیانت اور یقین دیا ہی کہ متوجہ نہو دی اوس نماز پر کہ اوپر جسکی پڑی ہیں اوسپر تمام لوگ اس زمانہ میں اور نہ ہو کہی میں نہ آجاوی

فی دار الاسلام وکثرة وقوعه فی البلاد العظام من صلوة الرغائب فی لیلة الجمعة الاولی منه
دار الاسلام میں مشہور ہونی سی اور بڑی بڑی شہروں کی اندر عمل کرنی سی یعنی صلوة الرغائب جو رجب میں پہلی جمعہ کی شب میں پڑہتی ہیں

لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة
اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جدا بچتی رہو نئی نئی باتون سی کیونکہ ہر محدث یعنی نوایجاد بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی
وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة فکل
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نے فرمایا سب کامون مین بدتر نوایجاد ہین اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب
من هذین الحدیثین یدل علی کون تلك الصلوة فی هذه اللیلة بدعة وضلالة لکونها من محدثات
یہہ دونو حدیثین دلالت کرتی ہین کہ یہہ نماز اس رات مین بدعت اور گمراہی ہی اسواسطی کہ نوایجاد ہی
الامور لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین ولا فی عهد الائمة المجتهدین بل حدثت بعد
نہ صحابہ کی عہد مین تہی اور نہ تابعین کی زمانہ مین اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت مین بلکہ ہجرت نبوی سی ن
المائة الرابعة من الهجرة النبویة ولذلك لم یعرفها المتقدمون ولم یتکلموا فیها وقد ذمها العلماء من اعیان
چوتہی صدی کی بعد پیدا ہوئی ہی اسہی لئی متقدمین اسکو نہین جانتی تہی اور نہ اسمین کچہہ کلام کی ہی اور عمدہ علماء
المتاخرین وصرحوا بانه بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات وقالوا الاحادیث الواردة فیها موضوعة
متاخرین نے اسکی برائی بیان کی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بدعت قبیحہ ہی اسمین کئی منکرات ہین اور کہا ہی کہ تمام حدیثین اس باب کی وضعی ہین
والمتهم بوضعها ابن جهضم وبعد هذا التصریح لا اعتداد بکونها مذکور فی بعض الکتب والرسائل لانا انما نعرف
اور انکا واضع ابن جہضم کو کہتی ہین اور جب علماء یہہ تصریح کر چکی تو پہر اسکا کیا اعتبار ہی کہ بعضی کتابون اور رسالون مین مذکور ہی اسواسطی کہ ہمکو
الدین وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل فیه فتلك الصلوة فی هذه اللیلة
دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع سی معلوم ہوا ہی کیونکہ عقل اسباب مین مستقل نہین ہی پس یہہ نماز اس رات مین
لم یصلها النبی علیه السلام ولا احد من الصحابة ولم یحث علیها فلا یحصل فیها الثواب بل یکون فعلها
نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہی اور نہ کسی نے اصحاب مین سی اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسمین ثواب نہین حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑہنا
عبثا یخشی منه العقاب کما قال صاحب مجمع البحرین فی شرحه ان رجلا یوم العید فی الجبانة اراد
عبث ہوگا اسمین اندیشہ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرین اپنی شرح مین کہتا ہی کہ ایک شخص نے عید کی دن عید گاہ مین
ان یصلی قبل صلوة العید فنهاه علی فقال الرجل یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلوة
دوگانہ عید الفطر سی پہلی نماز پڑہنی کا ارادہ کیا سو اوسکو حضرت علی نے منع کیا اوس شخص نے کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب
فقال علی وانی اعلم ان الله تعالی لا یثیب علی فعل حتی یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم او یحث علیه
پس علی نے کہا مین یہہ خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل مین نہ لاوین یا اور کو تعلیم کرین
فیکون صلاتك عبثا والعبث حرام فلعله تعالی یعذبك به وبمخالفتك لرسوله وقال ابن همام ما
اب تیری نماز عبث ہی اور عبث حرام ہی اب شاید کہ اللہ تعالی اس نماز پر تجہکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر اپنی رسول سی ابن الہمام کہتا ہی جو عبادت
تردد من العبادات بین الواجب والبدعة یاتی به احتیاطا وما تردد بین السنة والبدعة یترکه لان ترك
مشکوک ہو درمیان واجب اور بدعت کی تو اوسکو ادا کری احتیاط کی ادا کری اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی تو اوسکو ترک کری اسلئی کہ
البدعة لازم واداء السنة غیر لازم فتلك الصلوة مما تردد بین ما دون السنة والبدعة فتعین ترکها ولا
بدعت کا ترک ضروری ہی اور ادا سنت کا ضروری نہین ہی اب یہہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہی جو مشکوک ہی درمیان مین کمتر کی سنت سی اور بدعت مین تو اسکو چہوڑنا ہی
یحل لاحد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فیها بدعة ایضا اذا دنی مرتبتها ان یکون نافلة وقد صرح
چاہئی کسیکو اسکا پڑہنا حلال نہین ہی نہ اکیلی اور نہ جماعت سی اسواسطی کہ اسمین جماعت بہی بدعت ہی اسلئی کہ انکا ادنی مرتبہ یہہ ہی کہ نفل ہو اور کتب معتبرہ مین

فی الکتب المعتبرة کالکافی وغیره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل عدا التراویح والکسوف والخسوف
جیسی کافی وغیره صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہین کہ سوای تراویح اور صلوة کسوف اور خسوف
والاستسقاء اذا کان سوی الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی بان
اور استسقاء کی نفلون کی جماعت مکروه ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاوین اور کہتی ہین کہ نوافل جماعت سی جب مکروه ہین کہ وه جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا
یجتمع جماعة فوق الثلثة ویقتدوا بواحد واما لو اقتدی واحد او اثنان بواحد لا یکره وفی الثلثة اختلاف و
کہ تین سی زیاده جمع ہوکر ایک امام کرلین اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروه نہین ہی اور تین مقتدی ہون تو اسمین اختلاف ہی
فی الاربعة یکره اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیه الجماعة کالمکتوبات والجمعة و
اور چار مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروه ہی اور اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازون مین جماعت جایز ہی جیسی فرایض پنجگانہ اور نماز جمعہ
العیدین والتراویح والوتر فی رمضان اداء کامل و فی غیرها عیب و نقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلک الصلوة
اور عیدین اور تراویح اور رمضان مین وتر یہہ اداء کامل ہی اور انکی سوا اور نمازین جماعت سی عیب دار اور ناقص ہین جیسی چھٹی اونگلی اور یہہ نماز
لیست منها فتکون الجماعة فیها عبثا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مکروه ومعصیة والنذر
اون نمازون مین داخل نہین ہی پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلئی کہ نفلین جماعت سی مکروه اور گناه ہی اور منت کرنی
بالمعصیة لا یجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انه علیه السلام قال من نذر
گناه کی جایز نہین ہی اور اوسکا پورا کرنا بہی لازم نہین ہی اسواسطی کہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی اطاعت
ان یطیع الله فلیطعه ومن نذر ان یعصی الله فلا یعصه فهذا الحدیث یدل علی ان النذر انما یجب الوفاء به اذا
الہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جسنی معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکری تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ
کان فی طاعة الله تعالی والمراد بطاعة الله ههنا ما لیس بواجب ولا معصیة لان النذر مفهوم الشرعی ایجاب
طاعت الہی کی ہو اور مراد طاعت سی اسباب مین وه ہی جو واجب نہو اور نہ معصیت ہو اسواسطی کہ شرع مین نذر کی معنی واجب کرلینا
المباح فلا ینعقد فی الواجب ولا فی المعصیة بل ان وقع فی المعصیة یحرم الوفاء به ویلزم الکفارة کما فی الیمین
مباح کا پس امر واجب اور گناه مین نذر ذمہ پر نہین آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفاره لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم مین
لان حکمه حکم الیمین عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفة واصحابه وحجتهم ما روی عن عایشة انه
اسواسطی کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی یارون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وه ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی
علیه السلام قال لا نذر فی معصیة وکفارته کفارة یمین وفی حدیث اخر رواه ابن عباس انه علیه السلام
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہی نذر معصیت مین اور اوسکا کفاره مانند کفاره قسم کی ہی اور ایک اور حدیث مین ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ نی فرمایا
قال من نذر نذرا فی معصیة فکفارته کفارة یمین فان قیل صلوة التسبیح اصلها ثابت عن النبی علیه السلام
جسنی کہ کوئی منت گناه کی مانی تو اوسکا کفاره کفاره قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوة التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہی
فهل یجوز اداؤها بالجماعة بعد النذر فی هذه اللیلة فالجواب ان الجماعة فی النوافل لما کانت مکروهة کراهة تحریم
پس اسکا بہی جماعت سی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات مین جایز ہی یا نہین اسکا جواب یہہ ہی جب نفلون مین جماعت مکروه تحریمی ٹہری
لکونها بدعة کان النذر بها مکروها ایضا فلا یجوز ارتکابه لا سیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق
بسبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر بہی مکروه ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جایز نہین ہی خاص ایسی حال مین کہ وقت بہی خاص کر رکہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ
اتباع الحق وان لم یدرکوا ما فیه من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم یفهموا ما فیها من المفاسد
اتباع حق کا واجب ہی اگرچہ اوسکی خوبیون سی واقف نہون اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجہتی ہون

فان

فان مفاسدها كثيرة من جملتها ان كل ما احدث من الاعمال فی يوم من الايام وفی ليلة من الليالی

کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہین چنانچہ انمین سی ایک یہہ ہی کہ ہر بدعت عمل مخصوص کسی دن مین تمام ایام مین سی یا کسی رات مین تمام راتون مین سی

لا بد ان يكون من يعمل به معتقدا ان ذلك اليوم افضل من سائر الايام والعمل فيه افضل من العمل فی سائر

ضرور اسکی عمل کرنیوالیکا یہہ عقیدہ ہوگا کہ یہہ دن تمام دنون مین افضل ہی اور اسدن مین عمل تمام اعمال سی جو اور دنون مین ہو افضل ہی

الايام وان تلك الليلة افضل من سائر الليالی والعمل فيها افضل من العمل فی سائر الليالی ولولا هذا الاعتقاد لما اقدم على تخصيص

اور یہہ رات تمام راتون مین افضل ہی اور اس رات مین عمل اور راتون کی اعمال سی افضل ہی اسوطی کہ اگر یہہ عقیدہ اوسکی نہین ہوتا تو کبہی روزہ [illegible]

ذلك اليوم بصيام وتلك الليلة بقيام لان النبی عليه السلام نهی عن تخصيص بعض الاوقات بصلوة وصيام ورخص فی ذلك اذا لم يكن على وجه التخصيص

کرتا اور کبہی اس رات کا جاگنا خاص کرتا اسلئی کہ منع کیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی خاص کر لینا بعض وقت کا واسطی نماز کی یا روزہ کی اور رخصت دی روزہ اور نماز کی خصوصیت کی بغیر

كما روی عن ابی هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال لا تخصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالی ولا تخصوا

اسواسطی کہ روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ جمعہ کی رات کو واسطی جاگنی کی تمام راتون مین سی مت خاص کرو

يوم الجمعة بصيام من بين الايام الا ان يكون فی صوم يصومه احدكم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصيص

روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنون مین سی مت خاص کرو مگر یہہ کہ آجاوی دن جمعہ کی وہ روزہ جسکو کیا کرتا ہو اس سی معلوم ہوا کہ یہہ فساد اسی سی پیدا ہوا کہ خاص کیا [illegible]

ما لا اختصاص له فی الشرع وهذا المعنی موجود فيما نحن فيه لان الناس انما يخصون تلك الليلة بما

ایسی وقت کو جسکی شرع مین کچہ خصوصیت نہین ہی اور یہہ ہی خصوصیت جس کا ہم مین ہم بحث کرتی ہین موجود ہی یعنی عام سب [illegible]

يفعلونه فيها لاعتقادهم ان فيما يفعل فيها فضيلة زائدة على ما يفعل فی غيرها فلهذا المعنی فيه فصل بعض

اسی اعتقاد کی [illegible] یا نماز اس رات مین ادا ہو گی اوسکو بڑی فضیلت ہی اون عبادات پر جو اور راتون مین ادا ہو [illegible]

عن التخصيص لانه لا ينبعث التخصيص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادی ان الصلوة فی هذه

وخصوصیت سی منع کرنا اسلئی کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سی پیدا ہوتی ہی سو جو شخص کہی کہ میری اعتقاد مین اس رات مین نماز

الليلة والصوم فی ذلك اليوم كما فی غيرهما ومع ذلك انی اخصهما بالصوم والصلوة فلا بد ان يكون باعثه

اور اس دن مین روزہ ایسا ہی ہی جیسی اور رات دنون مین پہر بہی اسی دن دو نو رات اور دن کو واسطی روزہ اور نماز کی خاص کرتا ہی تو ضرور ہی [illegible]

اما موافقة اهل الدنيا لحاجته عندهم وخوف اللوم او اتباع العادة او نحو ذلك وفساد الكل ظاهر لان اهل

یا اہل دنیا کی موافقت ہوگی اونسی کار برآری کی لئی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہوگا اور ان سب باتون کا فساد ظاہر ہی

رياء والرياء بالعبادة حرام مع ان من يعمل ما هو بدعة مع اعتقاده انه غير مشروع فی الدين يكون فاسقا

ریا کی باتین ہین اور عبادت مین ریا کرنی حرام ہی اور یہہ بہی کہ بدعت کا عمل کرنیوالا اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جائز نہین ہی فاسق

غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع فی الدين يكون فاسقا ومبتدعا فكثير من اهل الزمان يصلون

غیر بدعتی ہوتا ہی اور اگر عمل کری اس اعتقاد سی کہ یہہ دین کی اندر جائز ہی تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہی پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہہ نماز

تلك الصلوة فی هذه الليلة بجمع كثير مع اعتقادهم انها مشروعة فی الدين فيلزم ان يكونوا بفعلهم هذا فاسقين

اس شب مین بڑی بڑی جماعت سی ادا کرتی ہین اس اعتقاد سی کہ دین کی اندر جائز ہی سو لازم آتا ہی کہ وہ لوگ اس عادت سی فاسق

مبتدعين لعلمهم البدعة مع اعتقادهم انها عبادة مشروعة فی الدين وقد كان من عادتهم اذا انكر عليهم

اور بدعتی ہوئی اس بدعت کی عمل کرنی پر اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جائز ہی اور اونکی یہہ عادت ٹہری ہی کہ جب انکار کرین [illegible]

ان يقولوا هذا خير من الاشتغال بالمعاصی فی مثل هذه الليلة فان هؤلاء المساكين لو تأملوا فی كلامهم

تو کہنی لگتی ہین یہہ عبادت ایسی رات مین گناہ کرنی سی تو بہتر ہی بیشک یہہ مساکین اگر تامل کرین انصاف [illegible]

لو جدوا هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حرمة ما فعل فربما يستغفر عنه
تو جانتی کہ یہہ عمل معاصی سی ضرر مین سخت تر ہی اسواسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی تو جانتا ہی کہ مجہسی گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سی توبہ کرکر مغفرت مانگتا ہی
ويندم عليه ويحصل له الذلة والانكسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
اور اوسپر شرمندہ ہوتا ہی اور اوسکو ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہہ ثواب اور عبادت مشروعہ ہی
في الدين لا يستغفرون منها ولا يندمون عليها بل يحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما يذكر عن ابليس
دین مین نہ تو استغفار کرتی ہین اور نہ اسپر شرمندہ ہوتی ہین بلکہ اونکو اور ناز اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہہ ہی ہی جو ابلیس سی حکایت کرتی ہین
انه قال قصمت ظهور بني ادم بالمعاصي والاوزار وقصموا ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم
کہ کہتا ہی مینی بنی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی بوجہہ سی توڑ دی اور بنی آدم نی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑ دی مینی اونکی لئی
ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدع في صورة العبادة ولذلك قيل البدعة شر من الفسوق
ایسی گناہ تجویز کئی ہین کہ نہ اونسی استغفار کرین اور نہ اونسی توبہ کرین یعنی بدعتین ظاہر مین عبادت اسیلئی کہتی ہین کہ بدعت فسق سی بدتر ہی
فان من يفعل البدعة يزعم انه في طاعة وعبادة فيكون شاقا لله تعالى ولرسوله لاستحسانه ما كرهه
کیونکہ بدعتی اپنی تئین طاعت اور عبادت مین مصروف جانتا ہی سو یہہ الله تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا ہی کیونکہ یہہ نیک سمجہتا ہی جسکو
الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين فانه تعالى قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل
شرع نی برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب مین بیشک الله تعالی مقرر کرچکا ہی اپنی بندون کی لئی اتنی عبادات جسمین انکو کفایت ہی اور کامل کرچکا
دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة
اونکا دین اور پوری کرچکا اونپر اپنی نعمت چنانچہ اپنی کتاب مین اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا مینی واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کامل پر
على الكمال نقصان واختلال وليس لاحد ان يقول تلك الصلوة وان كانت بدعة الا ان فيها الاذكار وقراءة
کچہہ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہین ہوسکتا کہ کوئی یہہ کہی یہہ نماز اگرچہ بدعت ہی پر اس نماز مین الله کا ذکر ہی اور قرآن کی
القرآن فيرجى الثواب في مقابلة تلك الاذكار والقراءة اذ يقال له ان تلك الصلوة لما كانت بدعة وضلالة تكون الاذكار والقراءة
تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا سو واسطی کہ جواب یہہ ہی یہہ نماز جب بدعت اور گمراہی ٹہری تو تمام ذکر اور تلاوت جو
الواقعة فيها من قبيل خلط الطاعات بالمعصية فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى فيجب الاحتراز عنها وكذا ليس لاحد ان يقول لا منع من تلك
اوس نماز مین ہی ایسی ہی گویا طاعات مین معصیت ملا جلا دی اب پہر ایک اور معصیت ہی پہلی سی بہی بدتر سو اس سی بہی احتراز ہی کرنا چاہئی ایسی ہی نہین ہوسکتا جو کوئی یہہ کہی
الصلوة لقوله تعالى اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ولا ان يستدل على خيريتها بما روي انه عليه السلام
اس نماز سی منع کرنا برا ہی بنا بر اس آیت کی ممانعت نہین تو نی دیکہا وہ جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑہی اور نہ یہہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اس حدیث سی کہ آپ نی
قال الصلوة خير موضوع اذ يقال له ما قلت انما هو في صلوة لا يخالف الشرع بوجه من الوجوه وتلك
فرمایا نماز خوب ہی وضع کی ہوئی اسواسطی کہ یہہ جواب ہی کہ یہہ حدیث ایسی نماز کی حق مین ہی جو کسی وجہہ سی شرع کی خلاف نہو اور یہہ
الصلوة مخالفة للشرع من وجوه على ما ذكره العلماء في تصانيفهم منها الاعتماد على الحديث الموضوع
نماز شرع کی خلاف کئی وجہہ سی ہی چنانچہ علماء نی اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہی ایک یہہ کہ وضع حدیث پر اعتماد کیا
فانه اذا ثبت كونه موضوعا يخرج من المشروعية ويكون مستعمله من خدام الشيطان ومنها فعلها
کیونکہ جب اسکا وضعی ہونا ثابت ہوا تو مشروعیت سی خارج ہوئی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہہ کہ
بالجماعة فان الجماعة في النوافل مكروهة فكيف فيها ومنها تخصيصها بليلة الجمعة وقد ورد النهي عن تخصيص
جماعت سی ادا کرنی اور جماعت مطلق نفلون مین مکروہ ہی اسمین کیون نہو اور ایک یہہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہہ کہ نہی آچکی خاص کرنی

لیلة الجمعة بقیام ویومها بصیام ومنها اسراج السرج الکثیرة لاجلها وذلك لا یجوز لکونه تبذیرا
شب جمعہ سی واسطی جاگنی کی اور خاص کرنی دن جمعہ کی سی واسطی روزہ کی اور ایک یہہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہین اور یہہ جایز نہین ہی کہ اسراف ہی

والتبذیر حرام بنص القران ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل کثیر من العوام یعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہہ کہ عوام اسکو مسنون سمجھتی ہین بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہین

حتی انهم یترکون الفرائض ولا یترکونها بل یعدونها راس جمیع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردین اور اس نماز کو نہ چھوڑین بلکہ اسکو تمام فرض نماز ونسی افضل شمار کرتی ہین کیونکہ اوسکو پڑھتی ہین اور اوسمین

بعض من الاکابر ممن لا یحضر الجماعة فی المکتوبات ومنها اتخاذها وظیفة من وظائف الدین وشعیرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہین جو فرایض کی جماعت مین حاضر نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سی اور ایک نشان

شعائر المسلمین حتی ان الحکام ینبّهون الائمة والمؤذنین ان لا یغفلوا عنها فی هذه اللیلة بل یظهرون النداء
مسلمانی کی نشانیون مین سی مقرر کیا ہی یہان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کردیتی ہین کہ ایسا نہو غفلت سی اس رات مین قضا ہو جاوی بلکہ منادی کرتی ہین

بان من لا یصلیها یضرب ضربا شدیدا ویعزلون الامام الذین یتخلف عنها کما جری کل ذلك فی بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑھیگا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کردیتی ہین جو اتفاقا نہ پڑہی چنانچہ یہہ تمام حال بعضی وقتون مین

الاوقات فی بعض البلاد فیالیتهم فعلوا مثل ذلك فی الفرائض والواجبات وهذه هی الفتنة التی قال فیها
بعضی شہرون مین گذرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتی اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب مین

ابن مسعود کیف انتم اذا لبستکم فتنة یهرم فیها الکبیر وینشأ فیها الصغیر یجری علی الناس یتخذونها سنة
ابن مسعود نی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گھیرلی کہ بڈہا ہوجاوی اوسمین کبیر اور جوان ہوجاوی اوسمین صغیر عادت ہی لوگون کی کہ اوسکو سنت پکڑلی

اذا غیرت قیل غیرت السنة وهذا منکر وکان یقول ایضا ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذهب
جب تولی بدلا تو کہین تولی سنت کو تبدیل کیا اور یہہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہہ بہی کہتی تہی بچتی رہو نواحداث بدعتون سی کیونکہ دین ایک بارہی

من القلوب بمرة ولکن الشیطان یحدث لکم بدعا حتی یذهب الایمان من قلوبکم فعلی هذا یجب علی
دلون مین سی نہین نکلی دیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سی نکل جاویگا اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر

کل مسلم ان یحذر من الاغترار والمیل الی شیء من البدع والمحدثات وتصون دینه عن العوائد التی استانس
واجب ہی کہ بچتا رہی فریفتگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی جس مین الفت پکڑی

بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة فی قلوب اهلها
اور پرورش پائی بیشک یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہین اور اسکی ساتہہ حق کبہی نہین ظاہر ہوتا اسلئی کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہی

یستحسنها طباعهم فلا یترکونها ولذلك کان هشام بن عروة یقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتی ہین سو کبہی نہ چہوڑین گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تہی کہ لوگون سی کیا پوچہتی ہو بدعات کو اسکا تو وہ نہون نی

اعدوا له جوابا لکن اسئلوهم عن السنة فانهم لا یعرفونها یسرنا الله الیوم العمل بالسنة والاحتراز عن البدع
جواب تیار کر رکہا ہی لیکن اونسی یہہ پوچہو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہین جانتی اللہ تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی

المجلس العشرون فی بیان فضائل حج المبرور وبیان البدعة فیها قال رسول الله صلی الله علیه
بیسوین مجلس بیان مین فضایل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتون کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة
وسلم نی جسنی حج کیا واسطی اسکی پہر نہ فحش کیا سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا تہا اوسکی ماں نی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ومعناه ان من حج واجتنب جميع ما فيه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
اسکی معنی یہہ ہین کہ جسنی حج کیا اور بچا تمام گناہون قولی اور فعلی سی اوسکی گناہ معاف ہوجاوینگی اور گناہونسی مراد صغیرہ گناہ ہین
لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة واما الصغيرة فلها مكفرات كثيرة ورد بها السنة كالصلوات الخمس
اسلئی کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوای توبہ کی کچہہ نہین ہی اور گناہ صغیرہ کی چہوڑانیوالی بہت چیزین ہین یہہ حدیث مین آیا ہی جیسی نماز پنجگانہ
والجمعة وصوم رمضان وغيرها فان كل واحد من مباني الاسلام يكفر الذنوب والخطايا فيهدمها
اور نماز جمعہ اور روزی رمضان کی اور سوا اسکی بیشک ہر ہر اصول اسلام مین سی گناہ اور خطا کا کفارہ ہی کہ سب برابر کردیتا ہی
فكلمة لا اله الا الله لا تبقي ذنبا ولا يسبقها عمل والصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى
پس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہین چہوڑتا اور نہ اس سی کوئی عمل فائق ہی اور نمازین پنجگانہ اور جمعہ سی جمعہ تک اور رمضان سی
رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنب الكبائر والصدقة تطفي الخطيئة كما يطفئ الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہین درمیان کی گناہونسی جبتک کہ کبیرہ سی بچتا رہی اور صدقہ خیرات خطاؤن کو بجہا دیتا ہی جیسی پانی آگ کو بجہا دیتا ہی اور حج
الذي لا رفث فيه ولا فسق يخرج صاحبه من ذنوبه كيوم ولدته امه لما روي انه عليه السلام قال
جسمین نہ فحش ہو سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری تو حاجی گناہونسی ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسی اوسکی ماں نی جنا تہا کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا
من قضى نسكه وسلم المسلمون من يده ولسانه غفر ما تقدم من ذنبه وما تاخر وفي الصحيحين انه عليه السلام
کہ جسنی تمام حج کی ادا کئی اور تمام مسلمان اوسکی ہاتہہ اور زبان سی سلامت رہی تو اوسکی تمام گناہ پہلی اور پچہلی معاف ہوئی اور صحیح مسلم اور بخاری مین ہی کہ آپ نی
قال الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء في كون الحج المبرور مكفرا للكبائر والصحيح انه لا يكفرها
فرمایا کہ حج مبرور کی سوا جنت کی اور نہین اور علما نی اختلاف کیا ہی آیا حج مبرور کبیرہ گناہون کا کفارہ ہوتا ہی یا نہین صحیح یہہ ہی کہ کفارہ نہین ہوتا
ومن قال انه يكفرها ليس مراده انه يسقط عن مرتكبها قضاء ما لزمه من العبادات والديون والمظالم
اور جو قائل ہی کہ کبیرہ کا کفارہ ہوتا ہی تو اوسکی مراد یہہ نہین ہی کہ مرتکب کبیرہ کی ذمہ سی قضا عبادات اور قرضون اور حقوق کی جو اوسپر لازم ہین ساقط ہوجاتی ہی
وانما مراده انه يكفر عنه تاخير قضاء ما لزمه فانه اذا فرغ منه يطالب بفعل ما لزمه فان لم يفعل
اوسکی مراد یہہ ہی کہ جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہی بیشک جب وہ اس سی فارغ ہوجائیگا تو جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی ادا کا مطالبہ ہوگا اگر اوسنی
مع قدرته عليه يكون مرتكبا للكبيرة لان والحج المبرور هو الذي لا يخالطه اثم وقيل هو المقبول وهذا
باوجود قدرت کی ادا نکیا تو مرتکب کبیرہ کا اب ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہی جسمین کوئی گناہ نملی اور کہتی ہین وہ حج مقبول ہوتا ہی اور یہہ
المعنى قريب من الاول وعلامة كون الحج مبرورا ان يترك صاحبه سيئ ما كان عليه من عمله ويتوجه الى
معنی پہلی ہی سی معنی ہین اور حج مبرور ہونی کی نشانی یہہ ہی کہ حاجی تمام اعمال بد جو کرتا تہا سب ترک کردی اور اپنی رب کی طاعت مین
طاعة ربه ويسعى في اصلاح نفسه وقيل علامة كون حج الانسان مقبولا ان يزداد بعد الحج خيرا ولا يعاود
مصروف ہووی اور اپنی اصلاح نفس مین سعی کرتا رہی اور کہتی ہین کہ حج کی مقبول ہونی کی علامت یہ ہی کہ حج کی بعد نیکوکاری زیادہ ہوجاوی اور گناہ چہوڑ کر
المعاصي بعد الرجوع ويترك قرناء السوء فان من استلم الحجر فقد بايع الله تعالى ان يجتنب معصيته
پہر کبہی عمل مین نلاوی اور بد ہمنشینون کو ترک کردی بیشک جسنی حجر اسود کو بوسہ دیا اوسنی اللہ تعالی سی بیعت کی کہ اوسکی نافرمانی نہ کریگا
ويقوم بحقوقه فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
اور اوسکی سب حقوق ادا کریگا پہر جو کوئی قول توڑی سو توڑتا ہی اپنی بری کو اور جو کوئی پورا کری جسپر قرار کیا اللہ سی وہ دیگا اوسکو عوض بڑا
ينبني على هذا ما روي عن ابن عباس انه قال الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن استلمه وصافحه فكانما
اسی کی طرف اشارہ ہی جو روایت ابن عباس کی کہ فرمایا حجر اسود اللہ تعالی کا زمین مین داہنا ہاتہہ ہی جسنی اوسپر بوسہ دیا اور مصافحہ کیا گویا

ص

صافح الله تعالی وقبل یمینه وقال عکرمة الحجر الاسود یمین الله تعالی فی الارض فمن لم یدرك بیعة
اللہ تعالی سی مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتھ چوما اور عکرمہ کہتا ہی حجر اسود داہنا ہاتھ ہی اللہ تعالی کا زمین مین جسکو بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
رسول الله فمسح الرکن فقد بایع الله ورسوله وورد فی الحدیث ان الله تعالی لما استخرج من ظهر آدم
میسر نہین ہوئی پہر اوسنی رکن کو ہاتھ سی چہوا تو اوسنی بیشک خدا اور اوسکی رسول سی بیعت کی اور حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالی نی جب آدم کی پشت مین سی
ذریته واخذ علیهم المیثاق کتب ذلك فی رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقیل فمن حج اذا استلم الحجر فانه
اوسکی اولاد کو نکالا اور اونسی عہد لیا الست بربکم کا اوسکو پوست آہو پر لکہکر اس حجر اسود مین امانت رکہدیا اور کہتی ہین کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہی تو گویا
یجدد البیعة ویلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فینبغی له اذا رجع من الحجر ان یحافظ ما عاهد الله علیه
از سر نو بیعت کرتا ہی اور اگلی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہی اب یہہ ہی لایق ہی کہ جب حجر اسود کی پاس سی جدا ہو تو اللہ سی جو عہد کیا ہی
عند استلام الحجر اذ یقبح هذا لمن کمل مبانی الاسلام ان یشرع فی نقض ما بنی بالمعاصی فان علامة
وقت بوسہ دینی حجر اسود کی اوسکی حفاظت کری کتنا برا ہی کہ مبانی اسلام کی پورا کرکر اون مبانی کا نقض معصیت سی شروع کری کیونکہ نشان
قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخری بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصیة بعدها وما احسن
اعت مقبول ہونی کا یہہ ہی کہ اوس طاعت کی بعد اور طاعت کرکر ملاتا جاوی اور نشان مردود ہونیکا یہہ ہی کہ بعد اوسکی معصیت ہونی لگی اور کیا خوب ہی
الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السیئة بعد الحسنة فقد قیل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعین ذنبا
طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہی بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتی ہین ایک گناہ توبہ کی بعد بدتر ہی ستر گناہ سی
قبلها فان النکث صعب من المرض الاول فالحاج اذا کان حجه مبرورا یغفر له ولمن استغفر له
توبہ کی پہلی کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سی سخت ہوتا ہی پس حاجی اگر اوسکا حج مبرور ہوتا ہی تو وہ بخشا جاتا ہی اور جسکی واسطی مغفرت مانگی
واذا رجع یرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك یستحب تلقیه والسلام علیه وطلب الاستغفار
اور جب وہ ہٹتا ہی تو اس حال مین کہ اوسکی گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہی اسی لئی مستحب ہی اوس سی ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سی مغفرت کی دعا کرانی
منه لما روی عن ابن عمر انه علیه السلام قال اذا لقیت الحاج سلم علیه وصافحه ومره ان یستغفر
موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب تو کسی حاجی سی ملی تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور عرض کر کہ تیری لئی اپنی گہر مین جانی سی پہلی
لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له وروی عن الحسن انه قال اذا خرج الحاج فشیعوهم وزودوهم الدعاء
مغفرت مانگی کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہی اور حسن سی روایت ہی کہ کہتی تہی جب حاجی حج کی لئی روانہ ہوں تو اونکی ساتھ جاکر رخصت کرو اور دعا کا
فاذا قفلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان یخالطوا الذنوب فان البرکة فی ایدیهم لکن من قلیل یکون حجه مبرورا
توشہ دو پہر جب وہ حج کرکر آوین تو اونسی ملو اور مصافحہ کرو پہلی اس سی کہ وہ گناہوں مین مبتلا ہوں کیونکہ اونکی ہاتہوں مین برکت ہی پر بہت کم شخص ہین جنکا حج مبرور ہوتا ہی
قیل لابن عمر ما اکثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ایضا الرکب کثیر والحاج قلیل وانما قال ذلك لظهور البدع
کسی نی ابن عمر سی کہا حاجی کتنی بہت ہین اونی جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑی ہین اور یہہ بہی کہا سوار تو بہت ہین پر حاجی تہوڑی ہین یہہ اسی لئی کہا کہ حجاج مین بدعات
والمنکرات الکثیرة بین الحجاج فاعظمها فتنة واکبرها مصیبة واکثرها وقوعا وبلیة ترك اکثرهم الصلوة
اور منکرات بہت ہوتی ہین پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہی یہہ ہی کہ اکثر حاجیوں کی نماز چہوٹتی ہی
ومن لم یترکها یضیع وقتها ویجمعها علی غیر الوجه الشرعی وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج
اور جو نماز نہین ترک کرتا تو وقت کو کہودیتا ہی اور برخلاف وجہ شرعی کی جمع کرکر ادا کرتا ہی اور یہہ بالاتفاق حرام ہی اور جو جانتا ہی کہ جب وہ حج کی لئی جاویگا
الی الحج تفوته صلوة واحدة یحرم علیه الحج رجلا کان او امرأة لان من یترك صلوة واحدة لا یکفرها اقل
تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہی مرد ہو یا عورت اسواسطی کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہی تو اوسکا عوض ستر حج سی کم مین

من سبعين حجة فيكون كمن ضيّع الف دينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحاج ان يلازم
نہین ہوتا پہر یہہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ نماز ین

الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسر وبالانفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية
وقت پر آسانی مین جماعت سی اور تنگی کی وقت تنہا ادا کیا کرین پر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن مین

الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
واسطے وضو اور پینی کی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضو کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی

ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحاج تزيين الجمل بالحلي من الذهب و
اور کوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی سی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحرير وتزيين المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم
اور قلادہ اور کنگنون سی اور حریر پہنا کر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتون سی مشعلین روشن کرنی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم اٰثمون في جميع ذلك ويشاركهم في الاثم
ہوتی ہین اور جب پہر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہین تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر گنہگار ہوتی ہین

من يتطاول لروية ذلك ويستحسنه او يسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند ذهابهم
جو دیکہنی کو جاتی ہین اور اسکو نیک سمجہتی ہین یا چپ ہو کر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی یہہ بہی ہی کہ عورتین انکی جاتی وقت

وعند مجيئهم فان الواجب على المرأة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
اور آتی وقت ساتہہ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی گہر مین بیٹہی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين والاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن
واجب ہی اور خاوند نی اگر اوسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی بات سی کہا اسواسطی کہ باز رکہنا

المنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلعنها كل ملك في السماء وكل شئ يمر عليه الا الانس والجن وقد
بری سی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور

جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدي فتنة اضر من النساء فخروج النساء في هذا الزمان
حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چہوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی گہرون مین سی

من بيوتهن من اكثر الفتن لاسيما الخروج المحرم كخروجهن خلف الجنازة ولزيارة القبور وعند خروج الحجاج
اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جیسے حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچہی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت

ومجيئهم والخير لهن قعودهن في بيوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا ترى انه تعالى امر خير نساء الدنيا و
اور انکی آتی وقت اونکی حق مین گہرون کی اندر بیٹہی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ اللہ تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو

هن ازواج النبي عليه السلام بعدم الخروج من بيوتهن فقال وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وهذا النظم الكريم وان نزل فيهن
کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین گہرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق مین

الا ان حكمه يعم الجميع لما تقرر ان خطابات القران تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة
اوسکا حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ اصول مین ٹہر چکا ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو قیامت تک پیدا ہوتی جاینگی

ومن منكراتهم ايضا ان بعض من لا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلا زاد ويقولون نحن متوكلون
اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ جن نا مقدورون پر حج فرض نہین ہی وہ بہی اونکی ساتہہ ہوجاتی ہین بی توشہ خالی ہاتہہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

فيكونون كلًّا على الناس ويثقلا عليهم غير منفكين عن ابرامهم بالسؤال والسؤال حرام وهم يرتكبون
اور وہ لوگون پر بہاری پڑتی ہین اور دشوار ہوتی ہین اونکی بہیک مانگنی نہین چہوٹتی درحال یہہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اور وہ اس حرام کو مرتکب ہوتی ہین
ذلك الحرام لاداء ما لا يجب عليهم بل يتركون كثيرا من الصلوات الخمس ويقعون في انواع المعاصي فيكون
اداکی لئی اختیار کرتی ہین بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ مین سی ترک کرتی ہین اور قسم قسم کی معاصی مین گرفتار ہوتی ہین پہر وہ ہی
سبب كمالهم وزيادتهم سببا لنقصانهم وخسرانهم وقد قال بعض المفسرين ياتي على الناس زمان يحج اغنياءهم
سبب جو اونکی خوبی اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعض مفسرون نی کہا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آویگا جسمین دولتمند تو
للتنزه واوساطهم للتجارة وقراءهم للرياء والسمعة وفقراءهم للمسئلة ولا يبعد ان يقال وسراقهم للسرقة
حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی ریا اور دکہلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کہانی کی اور بعید نہین کہ یہہ بہی کہین اور چور واسطی
والحاصل ان الحج قد صار في هذا الزمان فتنة ومحنة لكثير من الناس حيث لا ينظرون فيما اوجبه الله تعالى
اور حاصل یہہ ہی کہ حج اس زمانہ مین بہت لوگون کی حق مین فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ ہی نگاہ نہین کرتی کہ اللہ تعالی نی اونپر کیا کیا
عليهم فيه من حقوقه وحقوق عباده فانه تعالى اوجب عليهم الحج بشرط الاستطاعة وهي تقتضي
اپنی حق اور اپنی بندون کی حق واجب کئی ہین بیشک اللہ تعالی نی اونپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی
القدرة على ما يكفي الانسان مما يحتاج اليه مدة ذهابه ومجيئه من ماكول ومشروب ومركوب
قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آنی کی مدت مین کفایت کرجاوی کہانی کو اور پینی کو اور سواری کو
فمن الناس من يخرج الى الحج بلا زاد وراحلة لفقره فربما يهلك في الطريق عند حاجته الى الاكل والشرب
پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی ناداری کی خالی ہاتہہ بی توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہین تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینی
والركوب فيموت عاصيا لان الله تعالى نهاه عن السفر على تلك الحالة ومن خرج الى الحج من غير ان
اور سواری کی محتاج ہوکر تباہ ہوتی ہین پہر گناہگار ہوکر مرتی ہین اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ایسی حالت مین سفر سی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون
يملك ما يكفيه وقصد في خروجه ان يسئل الناس ما يحتاج اليه في وقت ضرورته من اكل وشرب وركوب
اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ ایسا ہی نکلتی ہی لوگونسی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لین گی
فقد اساء اكبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان يتزود كل واحد منهم قدر كفايته لمشقة الحمل وبعد
تو اوسنی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیون کا حال یہہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی باربرداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہین
الطريق فمن سافر معهم بلا زاد فانه يضائقهم في زادهم فيكون سفره هذا اذى لنفسه ولغيره واكثر من
پہر جو خالی ہاتہہ اونکی ساتہہ ہوجاوی تو اوسنی اونکی توشہ مین مہمانی مانگی کا پہر اوسکا یہہ سفر وبال ہوگا اوسکو بہی اور اورونکو بہی اور اکثر ایسا کام
يفعل هذا هم الذين لا يعرفون شرائط الدين واحكام الاسلام ولا يقصدون طاعة الله تعالى وطاعة
وہ ہی کرتی ہین جو شرایط دین کی اور احکام اسلام کی نہین جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچہہ غرض ہوتی ہی
رسوله بل يقصدون قضاء ما تشتهيه نفوسهم من روية الاماكن البعيدة الغريبة وروية مكة
بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہین دیکہنا عجیب و غریب دور کی شہرون کا اور دیکہنا مکہ
والمدينة والتفرج على الناس في مجامعهم اذ ياتون من كل فج عميق وان يقال له الحاج لا همة له الا
اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان دور دور کی لوگ آتی ہین اور حاجی کہلائین اسکی اتنی ہی ہمت تہی
ذلك ومنهم من يزين له الشيطان صحبة الركب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة
اور بعضون کی دلین شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چورا کر

اوغصبا وكيف يمكن فان الشيطان يجتهد دائما في ايقاع بني ادم في الشر فيفتح له بابا من الخير ليوقعه
یا چھین کر یا جسطرح بنی یعنی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی مین مبتلا کری پہر اونکی لئی ظاہر مین دروازہ خیر کا کہول کر

في انواع المعاصي والمحرمات في السر ومن منكراتهم ايضا انهم في اكثر الاحوال يضيعون حقوق ميتهم اذ قد
درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی مین مبتلا کردیتا ہی اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال مین اپنی مردہ کا حق تلف کردیتی ہین

يموت واحد من رفقائهم حين كونهم نازلين فلا يغسلونه ولا يكفنونه ولا يصلون عليه بل يرتحلون
جب کوئی اونکا رفیق منزل مین اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ نہلاوین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ويتركونه هناك ضايعا بلا دفن ويقعون في الاثام لان كل واحد من هذه الامور من فروض الكفاية التي
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن ڈال جاتی ہین اور گناہ مین پہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترك واحد منها ياثم الكل وقد يموت حين كونهم ذاهبين في الطريق فيرمونه في مكان قفر بلا دفن ويأكله
متروک ہو تو سب گنہگار ہون اور بعضی وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو پہر اوسکو یونہین جنگل پٹپڑ مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اوسکو گیدڑ

السباع وسبب ارتكابهم امثال هذا الجرائم خوفهم ان ياخذ البيت المال ماله ويختارون متاع
بہیڑیی کہا جاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا اوسکا مال بیت المال مین داخل ہوجاسو یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنيا على الاخرة ويضيعون امثال هذه الفروض ويقعون في الاثام فكيف يكون حجهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابلہ مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کرکر گنہہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من يريد ان يكون حجه مبرورا يلزمه ان يحج باقامة اركانه وواجباته وسننه ويحترز في الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن اداکری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصي كلها كبائرها وصغائرها ويتوب قبل الاحرام عن الذنوب كلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبایر اور صغایر سی احترازکری اور احرام سی پہلی تمام گناہونسی توبہ کرکر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم في حقوق العباد ويكون طعامه وشرابه ولباسه ومركبه من
فرض اور واجبات اداکری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکا کہانا اور پینا اور پہرنا اور سواری

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فيمن يحج بمال حرام هل يصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا يصح ويجب
حلال مال مین سی ہو حرام مین سی نہو اسواسطی کہ فقہائی اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال خرچ کرکر حج کری تو آیا اوسکا حج ادا ہوجاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

عليه ان يحج ثانيا بمال حلال وعند الثلثة يصح حجه ويسقط عنه الفرض ولا يجب عليه الاعادة لكن
البساحج صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون امامون کی نزدیک اوسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوگیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین

لا يكون حجه مبرورا لان الشرط في كون الحج مبرورا الاجتناب عن كل ما نهي الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانه وواجباته وسننه وادابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی ساتہہ اداکری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط اداکی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط اداکی

فهي الزمان والمكان والاحرام وشرائط الوجوب فهي العقل والبلوغ والحرية والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فلكون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء في وجوب الحج في هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہین

لارتفاع الامن بظهور القرامطة وغیرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصغاری لا شك
کیونکہ امن رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چور ٹوں کی ابو القاسم صغاری کہتی ہین عورتوں کی ذمہ سی
فی سقوط الحج علی النساء فی هذا الزمان وانما اشك فی سقوطه عن الرجال وقال ایضا لا اری الحج فرضا منذ عشرین
حج کی ساقط ہونی مین اس زمانہ کی اندر کچہہ شک نہین ہی شک اسمین ہی کہ مردون کی ذمہ سی بہی ساقط ہی یا نہین اور یہہ بہی کہا ہی کہ مین حج کو فرض نہین جانتا
سنة منذ خرجت القرامطة والبادیة عندی دار الحرب وقال ابو بکر الاسکاف ولا اقول الحج فریضة
بیس برس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہین اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہین مین نہین قایل ہون کہ
فی زماننا قاله فی سنة ست وعشرین وثلثمائة وافتی ابو بکر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہماری وقت مین حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چہبیس کی ہی اور ابو بکر رازی نی یہہ فتوی دیا ہی کہ حج اس زمانہ مین اہل بغداد کی ذمہ سی
فی هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرین قیل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا یتوصل الی الحج الا بالرشوة
بیشک ساقط ہوگیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتی ہین اور کہتی ہین کہ عدم فرضیت کی اسواسطی قائل ہوئی ہین کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دئی بغیر
الی القرامطة وغیرهم فیکون الطاعة سببا للمعصیة فمتی صارت الطاعة سببا للمعصیة یرتفع
ہرگز حج نہین کرسکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو پہر طاعت نہین رہی
الطاعة لکن ذکر فی القنیة ان من قدر علی الحج یجب علیه الحج وان علم انه یؤخذ منه المکس اذ لو سقط
لیکن قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اوس سی خراج لیا جاویگا اسواسطی کہ اگر اتنی خوف سی
الحج به فمتی یعمل بقوله تعالی وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ وسئل ابو الحسن الکرخی عمن لا یخرج الی الحج خوفا
حج ساقط ہوجاوی تو پہر اس آیت پر کب عمل ہوویگا اور واسطی اللہ کی ہی لوگون پر حج بیت اللہ کا ابو الحسن کرخی سی پوچہا حال اوسکا جو ماری خوف
من القرامطة فقال ما سلمت البادیة عن الآفات یعنی ان البادیة لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة
قرامطہ کی حج کو نہین جاتا اونہی جواب دیا بادیہ آفات سی سالم نہین ہی یعنی بادیہ آفات سی کبہی خالی نہین ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت
الحر وهیجان الریح السموم وقال الفقیه ابو اللیث ان کان الغالب فی الطریق السلامة یجب وان کان
گرمی اور تیزی ہوا لون کی اور فقیہ ابو اللیث کہتی ہین اگر راستہ مین احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال
الغالب خلاف ذلك لا یجب وعلیه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزیارة فان فات
غالب تلف کا ہی تو واجب نہین ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرائض حج کی یہہ ہین احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینون مین سی
واحد منها یبطل حجه ویجب قضائه فی العام القابل وواجباته السعی بین الصفا والمروة والوقوف
ایک ہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوجاویگا پہر سال آیندہ مین اوسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہین صفا اور مروہ کی بیچ مین دوڑنا اور
بالمزدلفة ورمی الجمار والحلق او التقصیر وطواف الصدر للآفاقی فان ترك شیئا منها یجوز حجه و
مزدلفہ مین ٹہرنا اور جمرات مین کنکر مارنی اور سر منڈانا یا بال کتروانی اور طواف الصدر سوا مکہ والون کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات مین سی ترک کیا تو حج تو جایز
علیه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذی الحجة ویکره الاحرام للحج
ہوگا پر اوسپر ذبح لازم ہی اور سوا ان فرائض اور واجبات کی سنن اور آداب ہین اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ اور اول دس دن ذی الحجہ کی ہین اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندہنا
قبل ذلك لان الاحرام یطول فربما یقع فی الحرام ولا یکون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتکب
مکروہ ہی اسلئی کہ مدت احرام کی دراز ہوجاوی گی سو اکثر حرام مین واقع ہوجاتا ہی پہر اوسکا حج مبرور نہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندہا پہر کوئی قسم کی
شیئا من محظورات الاحرام بلا عذر یخرج حجه عن ان یکون مبرورا وان تاب الی الفور لان التوبة ترفع
ممنوعات مین سی بی عذر عمل کیا تو اوسکا حج مبرور نہین رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اسواسطی کہ توبہ سی گناہ معاف ہوجاتا ہی

الاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط فی کون الحج مبرورا ان لا یقع فی حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب مین ہوگیا وہ نہین موقوف ہوتا اسواسطی کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہہ ہی کہ احرام کی اندر
من الذنوب بلا عذر والاحرام النیة والتلبیة وهما رکنان فی الاحرام لا یصح الاحرام باحدهما دون الاخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہونی پادی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی
فمن اراد الاحرام یتوضأ او یغتسل والغسل افضل وینزع المخیط ویلبس ثوبین ازارا ورداء جدیدین
صحیح نہین ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضو کری یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون
او غسیلین والجدید افضل ویقص شاربه ویقلم اظفاره ویحلق عانته ثم یصلی رکعتین و
یا دہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی موچہین کتروادی اور ناخون ترشوادی اور موئی نہانی مونڈی پہر دو رکعت نماز ادا کری
یقول بعد السلام اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی ثم یلبی ویقول برفع الصوت لبیك اللهم
پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الٰہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو مجہپر آسان کردی اور مجہہ سی قبول کرلی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الٰہی
لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ولا ینقص منها وان زاد
حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہین اس عبارت مین سی کچہہ کم نکری اگر کچہہ بڑہاوی
یجوز فاذا اتی بالنیة والتلبیة فقد احرم ویتقی محظورات احرامه وهی الرفث والفسوق والجدال
تو جایز ہی پہر نیت کرکر تلبیہ پڑہہ چکا تو احرام ثابت ہوگیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی عورتونکی سامہنی اور بدکاری اور لڑائی
وتعرض الصید بالاخذ والاشارة او الدلالة او الاعانة ولا یلبس المخیط قباء او قمیصا او سراویل او
اور شکار کو چہیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پائجامہ اور
عمامة او قلنسوة او خفا الا ان یقطع الخف اسفل من الکعبین ولا یاخذ شعرا ولا ظفرا ولا یقتل القمل
پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کتر ڈالی تو ڈر نہین پہر نہ بال کتری نہ ناخن کتری نہ جون ماری
ولا یغطی راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبیت او المحمل ولا یحك راسه الا برفق حتی روی
اور نہ سر ڈہکی اور نہ منہہ ڈہکی اور اسکا ڈر نہین کہ سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوی کی اور سر کو نہ کہجاوی مگر نرمی سی یہان تک
عن ابی حنیفة انه یحکه ببطون الاصابع کیلا یؤذی شیئا من هوام راسه ویکثر التلبیة برفع
ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ او انگلیون کی پیٹ سی کہجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جون وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑہی
الصوت متی صلی او علی شرفا او هبط وادیا او لقی رکبا او اسحر واذا دخل مکة یبدأ بالمسجد حین
یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی نالہ مین یا سوار ملین یا صبح ہو پکار کر پڑہا کری اور جب مکہ مین داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی
رای البیت یکبر ویهلل ثم یستقبل الحجر مکبرا مهللا رافعا یدیه کما فی الصلوة ویستلمه والاستلام
اور جب بیت کو دیکہی تو اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہتا ہوا ہاتہہ اوٹہاتی ہوئی جاوی جیسی نماز مین اور اوسکو چومی اور
عند الفقهاء ان یضع کفیه علی الحجر ویقبله بفمه ان قدر بلا ایذاء احد لان الاستلام سنة وترك
فقہاء کی نزدیک استلام کی یہہ وضع ہی کہ دونو ہاتہہ حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسیکو تکلیف دئی بغیر میسر ہوسکی اسواسطی کہ استلام تو سنت ہی اور
الایذاء واجب فالاتیان بالواجب اولی وان لم یقدر علی ذلك یمسه شیئا فی یده ویقبله وان عجز
ایذا نہ دینی واجب ہی اور واجب کا ادا کرنا اولی ہی اور اگر اسپر قابو نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہوئی پہر اوسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو
عنهما یستقبله رافعا یدیه حذاء منکبیه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشیرا
امر نہوسکین تو حجر اسود کی سامنی کہڑا ہوکر دونو ہاتہہ برابر مونڈہون کی اوٹہائی ہوئی پشت ہاتہونکی منہہ کی طرف اور اندر والی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

بهما اليه مكبرا مهللا حامدا لله تعالى ومصليا على النبي عليه السلام ويطوف للقدوم وراء الحطيم

طرف حجر کی الله اکبر کہتا ہوا لا اله الا الله پڑہتا ہوا الله کی حمد کرتا ہو نبی علیه السلام پر درود پڑہتا ہوا پہر طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر

اخذا عن يمينه مما يلي الباب جاعلا رداءه تحت ابطه اليمنى ملقيا طرفه على كتفه اليسرى

داہنی طرف سی شروع کرکر جسطرف باب سی متصل ہی چادر کو داہنی بغل تلی لیکر اور اسکی کونی بائین مونڈہی پر ڈالکر

سبعة اشواط يرمل في الثلثة الاول فقط من الحجر الى الحجر وكلما مر بالحجر يفعل به ما ذكر من الاستلام

سات گردشین اکڑکر صرف پہلی تین گردشون مین حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہ ہی استلام کری موافق مذکور بالا کی

ويستلم الركن اليماني وهو حسن ولا يستلم غيرهما ويختم الطواف باستلام الحجر ثم يصلي ركعتين

اور استلام کری رکن یمانی کو یہہ بہتر ہی اور سوا ان دونوں کی اورکو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پہر مقام کی پاس دو رکعت نفل

عند المقام او غيره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد كل اسبوع ثم

ادا کری یا مسجد مین اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام مین میسر نہ آوی اور یہہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پہر

يعود ويستلم الحجر ويخرج من المسجد ويصعد الصفا ويستقبل البيت ويكبر ويهلل ويصلي

ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سی باہر آکر صفا پر چڑہ جاوی اور بیت کا طرف منہہ کرکر الله اکبر کہی اور لا اله الا الله پڑہی اور نبی علیه السلام پر

على النبي عليه السلام ويرفع يديه ويدعو ما شاء ثم يمشي نحو المروة على هيئته حتى يصل بطن الوادي

درود پڑہی اور ہاتہہ اوٹھا کر جو چاہی دعا مانگی پہر مروہ کی طرف چلی اپنی چال مین یعنی بی تکلف یہان تک کہ بطن وادی پر پہنچی

ثم يسعى بين الميلين الاخضرين فاذا جاوز بطن الوادي يمشي على هيئته حتى ياتي المروة فاذا انتهى

پہر درمیان میلین اخضرین کی دوڑ کر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال پر چلنی لگی یہان تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہان جاکر

يصعد عليها ويفعل ما فعل على الصفا ثم ينزل عنها ويتوجه الى الصفا ويفعل هكذا سبعا يبدأ

اوسکی پر چڑہی وہان جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تہا پہر مروہ سی اترکر صفا کی طرف جاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر

بالصفا ويختم بالمروة ثم يسكن بمكة محرما ويطوف بالبيت نفلا ما شاء فاذا صلى بمكة فجرا ثامن

مروہ پر ختم کردی پہر مکہ مین احرام باندہی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جسقدر چاہی جب مکہ مین یوم ترویہ یعنی اٹہوین تاریخ

الشهر يخرج الى منى ويمكث بها الى فجر عرفة ثم يروح الى عرفات وكلها موقف الا بطن عرنة فبعد

ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑہ چکی منی کو جاوی وہان جاکر نوین تاریخ کی فجر تک ٹہرا رہی پہر عرفات مین جاوی وہ تمام ٹہرنیکی جگہہ ہی سوا بطن عرنہ کی جب

ما صلى الظهر والعصر في وقت الظهر يذهب الى الموقف بغسل سن وبعد الغروب ياتي الى المزدلفة

نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت مین پڑہ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی اور دن چہپی مزدلفہ کو چلا جاوی

وكلها موقف الا وادي محسر وينزل عند جبل قزح ويصلي العشائين ههنا باذان واقامة فاذا طلع

وہ تمام ٹہرنی کی جگہہ ہی سوا وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہان مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق

الفجر يصلي الفجر بغلس وهو ظلمة في اخر الليل ثم يقف ويكبر ويهلل ويلبي ويصلي على النبي عليه السلام

کہل جاوی تو فجر کی نماز اندہیری مین پڑہی غلس اندہیرا ہوتا ہی آخر لیل مین پہر ٹہر کر الله اکبر کہی اور لا اله الا الله پڑہی اور تلبیہ پڑہی اور نبی علیه السلام پر درود بہیجا دی

ويدعو واذا اسفر ياتي منى ويرمي جمرة العقبة من بطن الوادي من سفله الى اعلاه سبع حصيات

اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہوجاوی تو منی مین آکر جمرة العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی علی کی طرف سات کنکرین ڈالی اور کنکرین

خذفا ويكبر بكل منها فيقول بسم الله والله اكبر رجما للشيطان وحزبه اللهم اجعله حجا مبرورا وسعيا

اور ہر کنکر پر الله اکبر کہتا جاوی اسطور بسم الله والله اکبر واسطی مارنی شیطان اور اوسکی گروہ کی الہی تو حج مبرور

مشكوراً وذنبي مغفوراً ويقطع التلبية باولها ثم يذبح ان شاء ثم يقصر والحلق افضل ويحل له كل شيء
مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کرے پھر قربانی کرے اگر چاہے پھر بال کتروادے اور سر منڈانا افضل ہے اور اسکو ممنوعات احرام میں

من محظورات الاحرام الا النساء ثم يطوف للزيارة يوما من ايام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي
سوائے جماع کے سب شے حلال ہو جاتی ہیں پھر طواف زیارت کسی دن ایام نحر میں سے سات گردشیں بدون اکڑ اور سعی کی کرے

ان فعل الرمل والسعي قبل والا فيهما وان اخره عن ايام النحر يكره ويجب الدم ثم ياتي منى ويرمي الجمار
اگر رمل اور سعی پہلے کر چکا ہے اور نہیں تو اب کرے اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سے ٹال دے تو مکروہ ہے اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہے پھر منی میں آوے اور

الثلث بعد زوال ثاني النحر يبدأ بما يلي مسجد الخيف ثم بما يليه ثم بالعقبة سبعا سبعا ويكبر بكل
تینوں جمروں کو بعد دن ڈھلنے دوسرے دن نحر کی کنکر مارے شروع اوس جمرہ سے کرے جو مسجد خیف سے نزدیک ہے پھر جو اوس سے پاس ہے پھر جمرۃ العقبہ کو سات سات ہر کنکر

حصاة ويقف بعد رمي بعده رمي ويدعو ولا يقف بعد الثالثة ولا بعد رمي يوم النحر ثم غدا كذلك
کے ساتھ تکبیر کہتا جاوے اور ٹھہرے بعد اوس رمی کی کہ جسکے پیچھے اور رمی ہو اور دعا مانگے اور بعد تیسری کے نہ ٹھہرے اور نہ بعد رمی یوم نحر کے پھر اگلے دن اسیطور

وبعد غد كذلك ان مكث ويكره ان لا يبيت بمنى ليالي الرمي واذا اراد الرجوع الى وطنه يطوف للصدر
اور بعد اوسکی اگلے دن بھی اگر ٹھہرے اور اگر رمی کی شبوں میں منی میں شب کو نہ رہے تو مکروہ ہے اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کرے تو طواف الصدر

سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي ثم يصلي ركعتين ثم يشرب من زمزم ثم ياتي البيت ويقبل العتبة
سات گردشیں بدون رمل اور سعی کی کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے پھر آب زمزم نوش کرے پھر بیت کی پاس آوے اور آستانہ بوسی کرے

ويضع صدره ووجهه على الملتزم وهو ما بين الحجر والباب ويتشبث بالاستار ساعة ويدعو ويجتهد
اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکھے اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ میں ہے اور ایک ساعت بھر پردہ کعبہ کا پکڑے رہے اور خوب تضرع سے دعا مانگے

ويبكي على فراق الكعبة ويرجع قهقرى حتى يخرج من المسجد والمراة كالرجل الا انها تلبس المخيط ولا
اور کعبہ کی جدائی پر روئے اور پس پشت ہٹے یہاں تک کہ مسجد میں سے نکل آوے اور عورت کا حال بھی مرد کا سا ہے اتنا فرق ہے کہ عورت سیا کپڑا پہنے

تكشف راسها بل تكشف وجهها ولو اسدلت عليه شيئا وجافته عنه يصح ولا ترفع صوتها بالتلبية
اور اپنا سر نہ کھولے بلکہ منہ کھولے رکھے اور اگر کسی کپڑے سے گھونگھٹ رکھے اور منہ سے کپڑے کو الگ رکھے تو بھی صحیح ہے اور تلبیہ میں پکار کر ادا نہ کرے

ولا تقرب الحجر الا عند كونه خاليا ولا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الميلين بل تمشي على هيئتها ولا
اور حجر کی پاس انبوہ میں نہ جاوے اگر جائے خالی ہو تو جاوے اور طواف میں رمل نہ کرے اور میلین کی بیچ میں نہ دوڑے بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوے اور سر

يحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ويكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ويفيد النظافة
نہ مونڈاوے بلکہ لٹ کتروا ڈالے اور اگر احرام باندھتے وقت حائض ہو جاوے تو نہاوے اور یہہ غسل احرام کی لئے ہے نماز کی واسطے نہیں اس سے سوائے طواف کی طہارت

لغير الطواف وهو بعد الركنين اللذين هما الوقوف بعرفة وطواف الزيارة يسقط طواف الصدر ولا يجب عليها شيء
کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دونوں رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارۃ ہے طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہے اور اوسکی ترک سے اوسپر کچھہ لازم

بتركه ولا بتاخير طواف الزيارة عن ايام النحر بسبب الحيض ثم ينبغي ان يعلم ان المراة شابة كانت او عجوزا
نہیں آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سے جو ایام نحر سے بسبب حیض کی ہو جاوے کچھہ لازم آوے پھر جاننے کی بات ہے کہ عورت جوان ہو یا بوڑھی

اذا كان بينها وبين مكة مسيرة سفر لا يثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا يجوز نكاحها
جب اوسمیں اور مکہ میں مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہیں جس سے حج فرض ہوتا ہے بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہے یا وہ جس سے

على التابيد بنسب او رضاع او صهرية وان لم يكن لها محرم لا يجب عليها ان تتزوج ليحج بها وذكر في التجنيس
کبھی کسی حال میں نکاح جائز نہیں ہے بسبب نسب کی یا دودھ کی یا سمدھیانے کی اور اگر اوس عورت کی ساتھ محرم نہیں تو اوسپر یہہ واجب نہیں کہ حج کی واسطے خاوند کرے اور تجنیس میں مذکور ہے

ان

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنونا او صبيا لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه ويشترط لها
کہ اگر اوسکا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اوسپر حج واجب نہین ہی اور ایسی محرم کی ساتھ سفر حرام ہی اور عورت کی واسطی

ان تكون خاليا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت فى العدة لا تخرج الى الحج وكذا لو وجب
یہہ بہی شرط ہی کہ جب وہ حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو یہان تک کہ اگر عدت مین ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسپر

لها العدة فى الطريق فى مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لا تخرج عن ذلك المصر ما لم تنقض
عدت رستہ مین کسی شہر مین واجب ہو جاوی کہ اوسمین اور مکہ کی بیچمین مسافت سفر کی ہو تو اوس شہر مین سی عدت کی گذری بغیر نجاوی

عدتها يسر نا الله تعالى اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله المجلس الحادى والعشرون
الٰہی ہمپر آسان کردہ اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہین اپنی احسان اور فضل سی اکیسوین مجلس

في بيان فضائل الزكوة وغوائل تركها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
زکوۃ دینی کی فضائل اور ندینی کی سختیون مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کوئی

صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدى منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفائح من نار
سونی چاندی والا کہ اوسمین سی اوسکا حق یعنی زکوۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئی تختی آگ کی بنائی جاویگی

فاحمى عليها فى نار جهنم فتكوى بها جنبيه وجبينه وظهره وكلما بردت اعيدت له فى يوم
پہر اونکو دوزخ کی آگ مین گرم کرکر اوسکی دونو کروٹین اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوی گی اور جب ٹہنڈی ہونگی پہر گرم کی جاوینگی اوس روز

كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی پہر دیکہی اوسکا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین نبی علیہ السلام نی مال کی دو جنس بیان فرمائین

الذهب والفضة ثم افرد الضمير الراجع اليهما فقال لا يؤدى منها حقها نظرا الى المعنى دون اللفظ
سونا اور چاندی پہر ضمیر جو اونکی طرف پہرتی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوسمین سی حق اوسکا تو بلحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہین کیا

لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما
اسواسطی کہ مراد اون دونون سی دنانیر اور دراہم ہین اور کوئی کہتا ہی کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کی مال ہون اسواسطی کہ حکم تو عام ہی اور خصوصیت چاندی سونی کی

على سائر الاموال من حيث انهما اصل التمول وثمن الاشياء وبمثله ورد قوله تعالى والذين يكنزون
ذکر مین واسطی فضیلت کی تمام مالون پر ہی اسلئی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہہ ہی دونو ہین اور ایسی ہی قرآن مین وارد ہوا ہی اور جو لوگ گاڑ رکہتی ہین

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ
سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتی اللہ کی راہ مین سو اونکو خوشخبری سنا دکہ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگی اوسپر دوزخ کی

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ
پس داغین گی اوس سی اونکی ماتہی اور کروٹین اور پیٹہین یہہ ہی جو تم گاڑتی تہی اپنی واسطی اب چکہو مزہ اپنی گاڑنیکا

والمراد بعدم اداء حقها وبعدم انفاقها فى سبيل الله عدم اداء زكوتها فان الذين يجمعون الاموال
اور حق ندینی سی اور راہ الٰہی مین خرچ نہ کرنی سی ندینا زکوۃ کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتی ہین

ويدخرونها ولا يعطون زكوتها يعذبون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر فى هذه الاية
اور اوسکو ذخیرہ کر رکہتی ہین اور اوسکی زکوۃ ادا نہین کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دی جاوینگی ایک تو یہہ جو اس آیت مین

وهذا الحديث روجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعوّد نفسه
اور اس حدیث مین مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہین ہوتی
اعطاء الزكوة بعد وجوبها بمجئ وقتها فهو اذا راي الفقير الطالب للزكوة يعبس وجهه واذا ساله يعرض
اگرچہ زکوۃ واجب ہو اور وقت بہی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ کی طالب کو دیکہتا ہی تو تیوری چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہ
عنه ويولي اليه جنبه واذا بالغ في السوال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهره ويذهب ولا يعطيه
پہیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر نی سوال مین زیادتی کی تو اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ مین سی جو
شيئا من حقه الذي هو الزكوة فتاذي الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى
اوسکا حق ہی کچہہ نہین دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئ اللہ تعالی اوسکو
بجعل امواله التي هي الدنانير والدراهم الواحا من نار تكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير
یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی اسنی فقیر کو ایذا دی تہی
وروي عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلده حتى
اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہین رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر
يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كلما انتم ووصل كيها من اولها الى اخرها اعيد ذلك الكي الى
ہر ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاوینگی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کرینگی
اولها حتى يصل الى اخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
اسیطرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئی چلا جاگا یہانتک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکی
فيرى سبيل اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان
پہر دیکہا چاہئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہین ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا یا دوزخ کی طرف ہی اگر اوس حال
على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوسنی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن
يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمتيه فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلا
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہون بن کر اوسکی گلی مین طوق ہو جاویگا پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون پہر آپ نی یہ آیت
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا
پڑہی اور نہ سمجہین جو لوگ بخل کرتی ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتر ہی اونکی حق مین بلکہ یہہ برا ہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکی جسکی بخل کیا تہا
بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زكوة ماله
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی زکوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالی
يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر راسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہون اور اوسکی
عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات وتجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه
دونو آنکہون کی اوپر دو داغ سیاہ ہون یہہ قسم تمام سانپون مین بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن مین طوق کی مثال ڈالاجاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلی پکڑ کر
وتلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعته ولم تؤد زكوته فلما كان في منع الزكوة مثل هذا التشديد
کاٹیگا اور کہیگا مین تیرا وہ ہی مال ہون کہ جمع کر کر زکوۃ نہین دی تہی چونکہ زکوۃ کی ندینی مین اتنی بڑی سختی ہی

الشديد لزم بيان وجه الحكمة في ايجابها وهو الامتحان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام للتوحيد
تو لازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی مین کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطی کہ کلمہ شہادت کا زبانسی پڑہنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی
وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله بصير كانه قال اني
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئی کہ جو شخص کہتا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہین ہی گو یا یہہ کہتا ہی
رايت بقلبي وعلمت بعقلي ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا
مین نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو مینی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہین پرستش کرون
احب الا اياه فيلزم الوفاء بما ادعاه من التوحيد في المحبة وتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب
اور نہ دوست رکہون سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطی کوئی محبوب
سوى الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشركة والتوحيد باللسان قليل النفع وانما يظهر درجة
سوا ایک ذات کی باقی نرہی اسواسطی کہ محبت مین شرکت نہین ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلتا ہی
المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لكونها آلة لتنعمهم وقضاء حاجاتهم في الدنيا
تب تمام محبوبات چہوٹ جاوین اور مال ودولت خلق کو اسلئی محبوب ہی کہ اوس سی دنیا مین اونکی لئی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی
وبسببها يانسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فامتحنوا في صدق
اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سی نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی سی کہ
دعواهم في المحبة ببذل المال الذي هو معشوقهم وهم في بذله ثلثة اقسام القسم الاول هم الذين
اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہین اور وہ لوگ مال خرچ کرنی مین تین قسم پر ہین پہلی قسم وہ لوگ ہین
صدقوا في التوحيد وادعاء المحبة وبذلوا جميع اموالهم ولم يدخروا لانفسهم شيئا كما فعله ابوبكر الصديق
جو توحید مین اور محبت کی دعوی مین خوب سچی ہین اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطی کچہہ نہ بچایا چنانچہ ابوبکر صدیق نی یہہ ہی کیا
حيث جاء بماله كله الى رسول الله عليه السلام لينفقه في سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى
اسلئی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تاکہ خدا کی رستہ مین خرچ کردین اور جب اونسی رسول اللہ صلی
الله عليه وسلم فماذا ابقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفى بتمام الصدق فلم يبق عنده سوى
اللہ علیہ وسلم نی پوچہا اپنی واسطی کتنا رکہا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابوبکر نی اپنا صدق پورا کیا سو اونکی پاس سوا
محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا جائز لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا ولهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچہہ نہین تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور اسہی لئی جب
سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه عليه السلام بين في هذا
کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث
الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدق به الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاما كاملا
مین بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو
فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام
تو ضرور ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اس سی بچتا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی
قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قسمان
فرمایا اچہا صدقہ وہ ہی جو توانگری کی ساتہہ ہووی اور اس حدیث مین اور اوپر کی حدیث مین کچہہ مخالفت نہین ہی اسلئی کہ توانگری دو طرح کی ہوتی ہی

غنی المال وغنی النفس وخیر الصدقة ماکان عن احد المغنیین اما عن غنی النفس وعن غنی المال اذ
تونگری مال کی اور تونگری دل کی اور اچہا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک تونگری سی ہو یا دل کی تونگری سی یا مال کی تونگری سی اسواسطی
لابد للمتصدق فیما یبذله ان یستغنی عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزیمته ثقة بالله تعالی کما
کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا جو دیتا ہی اوسی بی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی خدا تعالی پر بہروسا کرکر جیسا
فعله ابوبکر الصدیق او بماله الذی بقی فی یده بعد البذل اذ لا یجوز لاحد ان یصرف قوت عیاله
ابوبکر صدیق نی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کرکر اسکی پاس بچا ہی اسواسطی کہ کسیکو جایز نہین ہی کہ اپنی عیال کا کہانا بہی فقرا کو
الی الفقراء ویترکهم جیاعا الا اذا رضوا به واذنوا له فیه بل لا یجوز له ان یعطی احد الامما یفضل
بانٹ دی اور اونکو بہوکا ماری ہاں اگر وہ راضی ہون اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہین کہ سوا بچتی ہوئی کی
عن نفسه وعیاله کما جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیر الصدقة ما ابقت غنی یعنی ان
اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دئی پر بہی غنا باقی رہی یعنی
المتصدق لا بد له فیما یبذله عن احد الامرین اما ان یستغنی عنه بماله او یستغنی عنه بحاله وهذا
خیرات کرنیوالی کو چاہئی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر مین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونو
افضل الیسارین لما روی فی الحدیث الصحیح انه عم قال لیس الغنی عن کثرة المال وانما الغنی غنی النفس فان الفقیر اذا
استغنا مین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ تونگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی تونگری وہ ہی جو دل سی ہو بیشک
تصدق ما قدر علیه من قوت یومه وصبر علی الجوع یکون صدقته افضل اذ لا شك فی کون
خیرات کردی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر ہوتا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری تو اوسکا صدقہ بہت اچہا ہی اسواسطی کہ بیشک
الصدقة بالشئ مع الحاجة الیه افضل اذا لم یضر ذلك بدینه من ضعفه عن القیام فی الصلوة و
صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکہتا ہو افضل ہی اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑہنی سی ضعیف ہو جاوی
کشف العورة وقد مدح الله تعالی الانصار علی ذلك وقال وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
یا ننگا رہ جاوی اور اللہ تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور اول رکہتی ہین اونکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہو اپنی اوپر بہوک
القسم الثانی هم الذین لا یقدرون علی هذه المرتبة بل یمسکون اموالهم لمواقیت الحاجة ومواسم الخیرات
دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی بلکہ اپنی مالون کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکہتی ہین
ولیس قصدهم فی الامساك التنعم والتلذذ بل قصدهم فیه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الی
اور اس روکنی سی اونکی غرض عیش وعشرت اور حصول لذت نہین ہوتی بلکہ اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کرکر پہر بچتی کو اقسام
وجوه الخیرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذین یقتصرون علی اداء ما وجب علیهم فلا یزیدون علیه
خیرات مین جب پیش آوین تو لگادین تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی سو ادا کردیتی ہین نہ اوس سی بڑہتی دین
ولا ینقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلی هذه المرتبة اقتصر اکثر الناس لبخلهم بالمال ومیلهم
نہ اوس سی کچہہ کم دین اور یہہ مرتبہ سب سی کم بخل ہی اور اسہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مال کی محبت کی
الیه وضعف حبهم للاخرة ولیس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ینزل من هذه المرتبة ینزل فی
اور کمتر ہونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا کوئی محبت نہین ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی
الکذب فی ادعاء المحبة ویظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة کان من لقلقة اللسان فعلی هذا یجب
تو اوسکا دعویٰ جہوٹہا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کئی دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہی

علی من لا یقدر علی المرتبة الاولی والثانیة ان لا ینزل من المرتبة الثالثة بل ینبغی له ان یسعی فی اداء
که جو اول یا ثانی مرتبه پر قدرت نهین رکهتی تو تیسری مرتبه سی تو نه گر جاوین بلکه اونکو لائق هی که کوشش کرکر

ما وجب علیه علی الفور اظهارا للرغبة فی امتثال الامر وایصالا للسرور الی قلوب الفقراء واحترازا
واجب کو ترت ادا کیا کرین تا که رغبت فرمان برداری کی ظاهر هووی اور فقیرون کی دلون کو خوشی پهنچی اور مخالفت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتی یاثم بالتاخیر ویرد شهادته وهی انما تجب اذا
شبهه سی بچ جاوین اسواسطی که بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوة کا فوری هی یعنی ترت چاهیی یهانتک که دیر کرنی سی گنهگار رهوتا هی اور اوسکی شهادت مردود هی اور زکوة جب

تم الحول علی النصاب فلکل احد حول یخصه بحسب وقت کونه مالکا للنصاب فاذا تم حوله یجب علیه اخراج
واجب هوتی هی که نصاب پر برس پورا گذرجاوی پهر هر ایک سال جدا جدا هوتا هی جس وقت سی وه نصاب کا مالک هوتا هی جب سال پورا هوجاوی تو اوسپر زکوة نکالنی واجب هوجاتی هی

زکوته فی ای شهر کان وان عجل زکوته قبل حولان الحول یجوز عند جمهور العلماء سواء کان تعجیله لدخول
کوئی سا مهینه هو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوة برس پورا گذرنی سی پهلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جائز هی برابر هی که اوسکی جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التی لا یوجد مثلها عند تمام الحول کشهر رمضان وما قبله من شهر رجب وشعبان
اچهی وقت کی هو اور وقتون سی که ایسا وقت برس کی تمامی پر نه ملیگا جیسی رمضان کا مهینه اور اوس سی پهلا مریم روزه کا اور شب برات کا مهینه

او لوجود الافضل من المصارف بان یکون من الاتقیاء المتجرین لتجارة الاخرة فانهم یستعینون بما اعطاهم
یا اوسکی جلدی واسطی موجود هونی اچهی مصرف کی هو که کوئی متقی پرهیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود هو کیونکه ایسی مرد جو اونکو دیا آتا هی اوس سی امداد

علی الطاعة فیکون المعطی شریکا لهم فی طاعتهم باعانته ایاهم فیها وبان یکون من العلماء فان الاعطاء لهم
طاعت کی حاصل کرتی هین پس دینی والا بهی اونکی عبادت مین شریک هوجاتا هی کیونکه عبادت مین اونکا مددگار هی یا کوئی عالم موجود هو کیونکه علماء کی خدمت

معاونة لهم علی العلم والعلم اشرف العبادات حتی کان بعض السلف لا یصرف زکوته الا الی اهل العلم ویقول لا اعرف
کرنی علم کی امداد هوتی هی اور علم سب عبادات مین اشرف هی یهان تک که بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوة صرف علماء هی کو دیتی تهی اور کهتی تهی که

بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم هم الذین یطلبون العلم لاجل الاخرة لا لاجل الدنیا فان الذین
مین بعد مرتبه نبوت کی کوئی مرتبه علماء کی مرتبه سی بهتر نهین جانتا اور علما سی مراد وه عالم هین که علم آخرت کی واسطی پڑهتی هین دنیا کی واسطی نهین پڑهتی اور جو لوگ

یطلبون العلم لاجل الدنیا لا ینبغی للمتصدق ان یعاونهم بصدقته علی عصیانهم حتی لا یکون شریکا
علم کو دنیا کی واسطی پڑهتی هین تو زکوة دینی والی کو نهین چاهیی که اپنی زکوة سی اونکی گناه کا مددگار رهنی تا که استحقاق عذاب مین

لهم فی استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من یکون ذا عیال او مدیونا او مریضا او قریبا فان الاعطاء
اونکا شریک نهوجاوی اور بهترین مصارف وه هی جو کنبه والا هو یا قرضدار هو یا بیمار هو یا ناتی دار هو کیونکه ناتی دار کو

الی القریب یکون صدقة وصلة ولا یخفی علی احد ما فی صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان
دینا صدقه اور صله دونو هوتی هین اور سب کو معلوم هی که صله رحم کا کتنا بڑا ثواب هی اور دوست اور دینی بهائی

فی الدین یقدمون علی المصارف کما یقدم الاقارب علی الاجانب لکن ینبغی ان یعلم ان المتصدق
اور مصارف پر مقدم هوتی هین جیسی ناتی دار غیرون پر مقدم هوتی هین لیکن یهه بهی سمجهنا چاهیی که زکوة دینی والی کو

لا بد له ان یحترز عن ابطال صدقته بالمن والاذی اذ قال الله تعالی لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ
لازم هی که اپنی صدقه کو احسان جتا کر اور تکلیف دیکر باطل نه کردی اسواسطی که الله تعالی فرماتا هی مت ضایع کرو اپنی خیرات احسان رکهکر

وَالْاَذَی وحقیقة المن ان یری نفسه محسنا الی الفقیر فمهما رای نفسه محسنا الیه یتفرع عنه
اور ستا کر اور حقیقت مین احسان کرنا یون هوتا هی که اپنی تئین فقیر کا محسن سمجهی پهر جب اوسنی اپنی تئین محسن جانا تو پهر اس سی بظاهر وه هی حرکات

الى ظاهره افعال ماحية للثواب مثل التحدث به واظهاره وطلب المكافاة منه بالدعاء والثناء

صادر ہونگی جس سی ثواب جاتا رہی جیسی کہتی پہرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سی عوض کا طالب ہونا دعا سی اور تعریف سی

والخدمة والتوقير والتعظيم وكان من حقه ان يرى الفقير محسنا اليه اذ جعل كفه نائبا عن

اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطی کہ اوسنی اپنا ہاتہہ واسطی قبض حق اسکی

الله في قبضه حقه الذي به نجاته من النار اذ روى عن ابن عباس انه عليه السلام قال الصدقة

اللہ کا نایب بنانا جسمین اوسکی دوزخ سی نجات ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ خیرات

تقع بيد الله تعالى قبل ان تقع بيد السائل فليتحقق انه مسلم الى الله تعالى حقه والفقير اخذ من

اللہ کی ہاتہہ مین اس سی پہلی پہنچتی ہی کہ سائل کی ہاتہہ مین پہنچی سو حقیقت مین خیرات اللہ کا حق ہی اوسکی حوالہ ہوا ہی اور فقیر نی اللہ تعالی سی اپنا رزق لیا ہی

الله تعالى رزقه واما الاذى فظاهره التوبيخ والتعيير والتخشين في الكلام وتقطيب الوجه وهتك الستر

اور ستانا سو ظاہر مین بدمزاجی اور شرمانا اور بدزبانی گفتگو مین اور تیوری چڑہانی اور چہنا کرنی آبروی کرنی

بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذي هو منبعه امران احدهما كراهية اخراج المال عن يده و

اور طرح طرح کی استخفاف اور باطن مین جس سی یہہ حالت پیدا ہوتی ہی دو باتین ہین ایک تو اپنی قبضہ مین سی مال نکالنی کا غم اور دل پر

شدة ذلك على نفسه والثاني رؤيته انه خير من الفقير وان الفقير بسبب حاجته اخس منه رتبة

اسکی دشواری دوسری یہہ سمجہنا کہ مین فقیر سی بہتر ہون اور فقیر اسلیکہ حاجتمند ہی مجہسی رتبہ مین بہت کمتر ہی

ومنشأ كل منهما الجهل اما كون كراهية تسليم المال جهلا فلان من كره بذل درهم في مقابلة ما يساوي

اور اصل منشا دونوکا جہالت ہی بہرحال مال دینی کی اسلئی جہالت کی بات ہی کہ جس شخصکو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطی دشوار گذری

الفا فهو شديد الحماقة لانه يبذل المال بطلب رضاء الله تعالى والثواب في الدار الاخرة وهو خير من الدنيا

اس سی زیادہ احمق جاہل کون ہی اسواسطی کہ زکوۃ واسطی رضامندی اللہ تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت مین جو اوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سی

وما فيها واما كون رؤية نفسه خيرا منه جهلا فلانه لو عرف فضل الفقر على الغنى وعرف خطر الاغنياء

اور جو دنیا مین ہی سب سی بہتر ہی اور اپنی تئین فقیر سی بہتر سمجہنا اسواسطی جہالت کی بات ہی کہ اگر یہہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہی اور جانتا کہ غنی لوگونکو

في الاخرة لما استحقره بل يتبرك به وتمنى درجته لان صلحاء الاغنياء يدخلون الجنة بعد الفقراء بخمسمائة

آخرت مین کیا کیا خوف و خطر ہی تو فقیر کو ہرگز حقیر نہ جانتا بلکہ اوس سی برکت لیتا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلئی کہ تونگر صلحا فقیر وں سی پانسو برس پیچھی جنت مین

عام وكيف يستحقره وقد جعل الله تعالى خادما له اذ يكتسب المال بجهده ويستكثره منه ويجتهد في حفظه

داخل ہونگی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسواسطی کہ محنت اور کوشش کرکر مال پیدا کرتا ہی اور اوسکو بڑہاتا ہی اور اوسکی محنت سی

وقد كلف ان يسلم الى الفقير قدر حاجته ويكف عنه الفاضل التي يضره لو سلم اليه فالغني مستخدم

پہر اوسکو بزور حکم ہی کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور باقی بچتی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہو اپنی پاس محفوظ رکہی پس غنی خدمت گذار ہی

للسعي في رزق الفقير ومتميز عنه بالتزام مشاق الاسفار في البراري والبحار وحراسة الفضلات من الدراهم

کیونکہ فقیر کی رزق کی واسطی سعی کرتا ہی اور فقیر سی ممتاز ہی اسمین کہ جنگلون اور دریاؤن مین سفر کی مشقت اوٹہاتا ہی اور بچتی درہم

والدنانير الى ان يموت ويأكلها الاغيار مع بقاء ما اكتسبه في تحصيلها عليه من الاوزار يسر نا الله تعالى

اور دینار کی عمر بہر نگاہبانی کرتا مرجاتا ہی پہر اوسکو یار لوگ کہاتی ہین اور اوسکی حاصل کرنیمین جو گناہ کئی وہ اپنی سر پر باقی لیجاتا ہی الہی ہمکو آسان کر

اعمالا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه ومنته المجلس الثاني والعشرون في بيان فضائل الصوم مطلقا

وہ اعمال جو تیری مرضی کی موافق ہون اپنی لطف اور کرم اور احسان سی بائیسوین مجلس مطلق روزہ کی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو هريرة فان صوم رمضان لما كان ركنا من اركان الدين وفرضا لازما على المسلمين ولم يعلم مجيئه
ابو ہریرہ کی روایت سی کیونکہ روزہ رمضان کا جونکہ دین کی رکنون مین سی ایک رکن اور مسلمانون پر فرض لازم ہی اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنی

الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه
مہینہ شعبان کی معلوم نہین ہوتا نبی علیه السلام نی واسطی ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہہ ہوا گویا فرمایا تلاش کرو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو

لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التاهب له فيه بالصوم وقراءة
تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پہر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹہرا تو شعبان مین رمضان کی تیاری مستحب ہی روزی رکہنی اور قرآن پڑہنی

القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
تاکہ نفس کو طاعت الٰہی کی عادت رمضان کی آنی سی پہلی ہوجاوی کیونکہ نبی علیه السلام شعبان مین اتنی روزی رکہتی تہی

في شعبان ما لا يصومه في غيره من الشهور على ما روي عن عائشة انها قالت ما رايت رسول الله عليه
کہ وتنی اور کسی مہینہ مین نہین رکہتی تہی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہین نہین دیکہا مینی رسول الله صلی الله علیه

السلام استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رايته في شهر اكثر منه صياما الا شعبان وفي رواية
وسلم کو کہ کبہی پوری کی ہون روزی کسی مہینہ کی سوا رمضان کی اور نہین دیکہا مینی اونکو کسی مہینہ مین زیادہ روزی رکہتی ہوئی سوا شعبان کی اور ایک روایت

كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روي عن ام سلمة انها قالت ما رايت النبي عليه السلام
مین یہہ ہی کہ روزی رکہتی تہی تمام شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سی موافق ہی کہ وہ کہتی ہین نہین دیکہا مینی رسول الله صلی الله علیه وسلم کو

يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قال قاضيخان في
کہ روزہ رکہتی ہون دو مہینی پی در پی سواء شعبان اور رمضان کی اور فقہا نی اسی روایت کو اخذ کیا ہی یہان تک کہ قاضیخان نی

فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتاكد استحبابه
اپنی فتاوی مین کہا ہی جو شخص شعبان کی روزی رکہی کر اوسکو رمضان سی ملاوی تو یہہ بہتر ہی اور یہہ اسلئی کہ روزہ کبہی استحباب مین

في بعض الاوقات الفاضلة من الشهور والايام ويكون بابا للعبادة كما روي عن ابي الدرداء انه عم
بعضی نیک اوقات مین باعتبار مہینون اور دنون کی زیادہ تر فایق اور دروازہ عبادت کا ہوجاتا ہی چنانچہ ابو درداء سی روایت ہی کہ پیغمبر علیه السلام نی

قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روى احدهما
فرمایا ہر شی کا دروازہ ہوتا ہی اور دروازہ عبادت کا روزہ ہی پہر روزہ ایمان کی چوتہائی ہوتا ہی موافق مضمون اون دو حدیثون کی جو ایک

عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الآخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه السلام
ابو ہریرہ سی روایت ہی یعنی قول علیه السلام کا روزہ آدہا صبر ہی اور دوسری ابن مسعود سی روایت ہی یعنی قول علیه السلام کا

الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب
صبر آدہا ایمان ہی پہر جب روزہ آدہا صبر ہوا تو اوسکا ثواب بہی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سی زیادہ ہوگا

لقوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب ثم انه متميز من سائر العبادات بخاصية نسبته
واسطی ارشاد الٰہی کی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی نیگ اونکا ان گنت پہر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی

الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الا الصوم
طرف الله تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہی اسواسطی کہ الله تعالی فرماتا ہی چنانچہ اوسکا نبی اوسکی خبر دیتا ہی اس قول مین ہر نیکی دس گونہ ہوتی ہی سات سو گونہ تک سوا روزہ کی

فانه لی وانا اجزی به والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه ولا یکله الی غیره یکون ذلك الجزاء
سو یہہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اسکی جزا دونگا اور اللہ کریم جب یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی جزا کا ذمہ دار ہون اور کی حوالہ نہوگا تو اس جزا کا
فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له حد ولا عد وقد روی عن ابی سعید الخدری
کیا انتہا ہی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اوسکی کچہہ حد ہی اور نہ کچہہ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی
انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعّد الله وجهه عن النار سبعین خریفا
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک دن واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکی منہہ کو آگ سی ستر برس دور رکہیگا اور ایک
وفی حدیث اخر رواه ابو امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل
اور حدیث مین ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکدن روزہ واسطی اللہ تعالی کی رکہا تو
الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض یعنی ان من صام یوما لوجه الله ورضائه
اللہ اوسکی اور دوزخ کی بیچ مین ایسی خندق بناویگا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی ہی یعنی بیشک جسنی ایک دن کا روزہ واسطی وجہ اللہ کی اور واسطی اوسکی
ینجیه الله من النار عبّر عن التنجیة بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شیٔ بهذا
رضامندی کی رکہا تو اللہ تعالی اوسکو آگ سی نجات دیگا اس نجات کو بطور تمثیل کی بیان فرمایا تا کہ مبالغہ زیادہ تر ہو اسواسطی کہ جو شخص ایک شی سی
المقدار لا یصل الیه البتة وروی عن ابی هریرة انه قال علیه السلام للصائم فرحتان فرحة
اتنی دور پر ہو تو وہ شی بیشک اوس تک نہین پہنچیگی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی
عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه علیه السلام بیّن فی هذا الحدیث ان للصائم سرورا مرتین
جب روزہ کہولتا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سی ملیگا بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی
احدهما عند افطاره والاخری عند موته ولقاء ربه اما سروره عند فطاره فبما بیننا وله من
ایک تو روزہ کہولتی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر پہر روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہہ ہی کہ اوسکو کہانا
الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب والمنکح فاذا
پینا جماع میسر آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جہکتی ہی کہانا ہو یا پینا ہو یا جماع ہو اور جب
منعت من ذلك فی وقت ثم اذن لها فی وقت اخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة
اوسکو ان امور سی ایک وقت ممانعت ہوی ہو پہر اوسکو دوسری وقت اجازت ملی تو اس سی خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری بہوک
الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باحد حاجتها یبیّن هذا المعنی ما روی عن ابن عمر انه ع م
او پیاس کی نہایت حاجتمند ہو کر اپنی کسی خواہش کا طلبگار ہو یہہ مضمون ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام
کان اذا افطر قال ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطاره
جب روزہ افطار کرتی تو فرماتی پیاس بجہگئی اور رگین تر و تازہ ہوئین اور اجر ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالی باوجودیکہ روزہ دار کی افطار کی وقت
دعوة مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة
دعا مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی
کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان
چنانچہ حدیث مین آیا ہی نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہوتا ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ
نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء ربه
اپنی بستر پر سوتا ہی اسکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی مین رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشدلی مرتی وقت اپنی رب کی ملاقات پر

فیما یجدہ مذخرا عند الله تعالی من ثواب صومه فان من ترک لله طعامه وشرابه وشهوته یعوضه
یہہ ہی کہ اللہ کی یہاں اپنی روزہ کا ثواب جمع کیا ہوا ایکبار پاویگا کیونکہ جس نی واسطی خدا کی اپنا کہانا اور پینا اور شہوت موقوف کی تو اللہ اوسکو

الله تعالی خیرا من ذلک کما قال الله تعالی وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا
عوض اوسکا اوس سی بہت اچھا عنایت کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو آگی بہیجوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر

وَاَعْظَمَ اَجْرًا وجاء فی الخبر انه علیه السلام قال لرجل انک لن تدع شیئا اتقاء الله تعالی الا اتاک الله
اور ثواب میں زیادہ اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک شخصکو فرمایا بیشک تو کبہی نہیں ترک کریگا کوئی چیز اللہ تعالی کی خوف سی مگر تجہکو اللہ تعالی

خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش یاکلون علیها والناس فی الحساب
بہتر اوس سی دیگا اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن عرش کی تلی دسترخوان چنا جاویگا اوسپر تناول کرینگی اور اور خلقت ابہی حساب میں مشغول

فیقول الناس ما هؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم کانوا یصومون وانتم تفطرون وفی الصحیحین
پہر کہینگی یہہ کیسی لوگ ہیں کہ بیٹہی کہاتی ہیں اور ہم حساب میں مبتلا ہیں کوئی اونکو جواب دیگا یہہ لوگ روزہ رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری و مسلم

انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ریان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ میں سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور روزہ داروں سی مراد یہہ ہی

هم الذین یکثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان من العطش قبل تمکنهم
کہ جو لوگ اکثر روزہ رکہتی ہیں کیونکہ ان لوگوں نی بہوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسی دروازہ سی مخصوص ہوی جسمیں پانی اور پیاس کا بچاو

من الجنة هذا کله اذا کان صومهم مع الاحتراز عن کل ما یحرم علیهم والا فهم یکونون من الذین
جنت کی اندر جانی سی پہلی یہہ تمام باتیں جب ہیں کہ اونکا روزہ تمام ایسی اعمال سی جو انپر حرام ہیں محفوظ ہو اور نہیں تو وہ روزہ دار ایسی ہیں جنکی حق میں

قال فیهم رسول الله علیه السلام فی حدیث رواه ابو هریرة کم من صائم لیس له من صیامه الا الجوع
[illegible]

والعطش وفی حدیث آخر رواه ابو هریرة کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من قائم
[illegible]

من قیامه الا السهر فان التقرب الی الله تعالی بترک المباحات لا یتم الا بعد التقرب الیه بترک المحرمات
لاوکی کی رات کی عبادت میں سی سوا بیداری کی کچہہ نہیں کیونکہ قرب الہی مباح چیزوں کی چہوڑنی سی پورا نہیں ہوتا جبتک محرمات کو چہوڑ کر قرب الہی نہیں پیدا کری

کما روی عن ابی هریرة انه عم قال من لم یترک الکذب والعمل بمقتضاه فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه
چنانچہ ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہ جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی مناسب کاموں کو نہیں ترک کرتا تو اللہ کو اوسکی کچہہ پرواہ نہیں ہی کہ اپنا کہانا

وشرابه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من لا یترک الکذب والعمل بمقتضاه لا یقبل الله صومه
پینا بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی لایق اعمال کو نہیں چہوڑتا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ

ولا ینظر الیه لانه امسک عما ابیح له ولم یمسک عما حرم علیه والمقصود من الصوم لیس بنفس الجوع و
قبول نہیں کریگا اور اوسپر شفقت کریگا اسواسطی کہ وہ شخص مباحات سی تو بچا اور محرمات سی نہ بچا اور روزہ سی غرض صرف بہوک اور پیاس کا مارنا نہیں ہی

العطش فقط بل المقصود منه کسرة الشهوة وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلک
بلکہ روزہ سی غرض شہوت کا توڑنا اور نفس امارہ کا جو برائی کی طرف لیجاتا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہہ غرض کچہہ نہ حاصل ہوی

فای فائدة فی ترک الطعام والشراب فعلی هذا اذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها
تو پہر کہانا پینا بند کرنی سی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص یہہ چاہی کہ مجہکو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی

النبی علیه السلام ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه بطنه عن الحرام ولسانه عن
ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو
الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا والآثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة
جہوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سی اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر سی اور خلقت کی دشمنی سی
الانام ثم انه اذا فعل ذلك ینبغی له ان یکون خائفا من الله تعالی هل یقبل منه ام لا یقبل ویدعو
بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا ثواب اوسکو لائق ہی کہ اللہ تعالی سی یہہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری
ان یقبل

المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان

کان رسول الله
کہ قبول کری تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین تہی رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم یصوم شعبان کله الا قلیلا وفی روایة بل کان یصوم شعبان کله هذا الحدیث
صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی
من صحاح المصابیح رواته ام المؤمنین عائشة وهذه الروایة الاخیرة موافقة لما روی عن ام سلمة
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچہلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی
انها قالت ما رایت النبی علیه السلام یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
کہ وہ کہتی تہین نہین دیکہا مینی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پی در پی روزی رکہی ہوں سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
علی هذه الروایة ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه علیه السلام
کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہوں اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس اعتقدوا ان
فرمایا ہی اچہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی
صیام المحرم والاشهر الحرم افضل من صیام شعبان لکن الاظهر خلاف ذلك فان صیام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزون سی بہتر ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
افضل من صیام الاشهر الحرم یدل علی ذلك ما روی عن انس انه علیه السلام سئل ای الصیام افضل
اشہر الحرام کی روزون سی بہتر ہین دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان تعظیما لرمضان وروی عن اسامة انه کان یصوم اشهر الحرم فقال
روزی افضل ہین آپنی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو
له رسول الله علیه السلام صم شوالا فترك صوم اشهر الحرم فکان یصوم شوالا حتی مات فهذا نقل
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی رکہا کر پہر اسامہ نی اشہر الحرام کی روزی چہوڑ دئی پہر شوال مین روزی رکہا کئی آخر مر گئی سو یہہ روایت
فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشهر الحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم
شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزون سی پہر جب شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی
فکون صوم شعبان افضل من صیام الاشهر الحرم اولی لصیام النبی علیه السلام له دون شوال
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی زیادہ تر افضل ہونگی اسلئی کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین رکہتی تہی
وانما کان کذلك لانهما یلیان من بعده ومن قبله فظهر من هذا ان افضل التطوع من الصیام ما کان
اور یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال متصل ہین رمضان کی بعد اور رمضان سی پہلی اس سی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہین جو

قریب

قريبا من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
رمضان سی قریب ہون پہلی اور پیچھی پہر ایسی روزون کا درجہ ایسا ہی جیسی مرتبہ سنتون رواتب یعنی مؤکدہ کا فریضہ نماز سی

قبلها وبعدها فان السنن الرواتب كما يلتحق بالفرائض فی الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك
فریضہ سی پہلی اور پیچھی بیشک سنن رواتب یعنی موکدہ جیسی فضیلت مین فرایض کی ساتھہ ہین اور فرایض کی نقصان کو پورا کرتی ہین ایسی ہی

صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق فی الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عم
نفل روزی رمضان سی پہلی اور پیچھی یہہ بہی فضیلت مین رمضان کی روزون کی ساتھہ شامل ہین کیونکہ رمضان سی متصل ہین اب معنی اس حدیث کی

افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا علی التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین مطلق نوافل پر محمول ہونگی اور جو روزی رمضان سی پہلی اور پیچھی ہین

فانه ملتحق به فی الفضل كما ان قوله عليه السلام فی تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
وہ تو فضیلت مین رمضان کی ساتھہ شامل ہین جیسی یہہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث مین اور بہتر نماز بعد فرایض کی

قيام الليل انما يراد به تفضيل قيام الليل علی التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
رات کی نماز ہی اس سی بہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہین ہی

وقد ذكر فی صيام النبی عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنی حسنا وهو ما روی عن اسامة
اور در باب روزہ رکہنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان مین سوا اور مہینون کی خوب معنی ذکر کئی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اسامہ سی روایت ہی

انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الی
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سی غافل ہین رجب اور رمضان کی بیچ مین پس نبی علیہ السلام نی یہہ اشارہ کیا

انه لما اكتنفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اشتغل الناس بهما عنه بالاستغفال فصار
کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینون نی گہیر رکہا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام نی تو شعبان سی لوگ ہٹ کر ان دونوں مین مشغول ہوتی ہین سو یہہ مہینہ

مغفولا عنه حتی ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
بہولا بسرا ہو گیا یہان تک کہ اکثر لوگ یہہ گمان کرتی ہین کہ رجب کی روزی شعبان کی روزون سی افضل ہین اسلئی کہ رجب ماہ حرام ہی اور

كذلك لما روی عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجبا فقال واين هم
یہہ بات نہین ہی اسواسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب مین روزی رکہتی تہی آپ نی فرمایا

عن شعبان وفيه اشارة الی ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماكن والاشخاص قد يكون غيره
وہ لوگ شعبان کو چہوڑ کر کدہر گئی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت مین مشہور ہو جاتا ہی کبہی دوسرا اوس سی

افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور
افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو اسمین ہوتی ہی کہ اکثر لوگون کی خیال مین نہین آتی تو وہ اوسکو چہوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہو جاتی ہین

ويفوتون تحصيل فضيلة ما ليس بمشهور عندهم وفيه دليل علی استحباب عمارة ازمان غفلة الناس
اور اوسکی فضیلت سی جو اونکی نزدیک مشہور نہین ہی محروم رہ جاتی ہین اور اسمین دلیل اس مطلب کی ہی کہ عبادت سی معمور کرنا ایسی وقت کا جسمین لوگ غافل

بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالی ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احياء ما
رہتی ہون مستحب ہی اور یہہ ہی اللہ تعالی کو بہت پسند ہی اسی واسطی ایک جماعت متقدمین سی نماز پڑہنی رہنا درمیان

العشائين بالصلوة ويقولون هی ساعة الغفلة فانه عليه السلام لما خرج علی اصحابه وهم ينتظرون
مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ غفلت کا وقت ہی پس نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئی اور صحابہ نماز کا انتظار کرتی تہی

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرد بذكر الله
تو فرمایا اس نماز کا سواء تمہاری روی زمین پر کوئی منتظر نہین ہی اسمین اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الٰہی مین مشغول رہنا
في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذاكر ولذلك فضل القيام في وسط الليل لشمولها الغفلة عن الذكر فيه
تمام وقتون مین سی ایسی وقت کہ کوئی اوسوقت ذکر نہ کرتا ہو بہت فضل ہی اسیلئی آدھی رات کی وقت جاگنا بہت فضل ہی اسواسطی کہ اوسوقت اکثر لوگ ذکر الٰہی
لاكثر الناس وفي احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
غافل ہوتی ہین اور غفلت کی وقت عبادت کرنی مین بہت فائدی ہین ایک یہہ کہ یہہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل چہپانا اور
اسرارها افضل لا سيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
پوشیدہ رکہنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسپر سواے اللہ تعالی کی کسیکو اطلاع نہین ہوتی اسی واسطی
فيه رياء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہین کہ روزہ مین ریا نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ وہ طبیعتون پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال مین افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتون پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہہ ہی کہ طبیعتین
تتاسى بما تشاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت يقظة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة
ہمجنس کی حالات مین سی جو دیکہتی ہین وہ ہی عادت اختیار کرلیتی ہین پس اگر لوگون کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہونی لگی تو اہل طاعت بہی زیادہ ہونگی
المقتدين بهم فتسهل الطاعات عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها يتاسى بهم عموم الناس فيشق على
کیونکہ دیکہا دیکہی بہت پیرو ہونگی پہر اونپر عبادت آسان ہوجاویگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو تمام لوگونکو ویسی ہی عادت ہوویگی اب جاگنی والونکو
نفوس المستيقظين طاعاتهم لقلة من يقتدون بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت مین ہمراہی کمتر ہین اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اونمین سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر
خمسين منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العبادة في الهرج كالهجرة
پچاس آدمیون کا تم مین سی ہی کیونکہ تمکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہین اور اونکو نہین ملتی اور فرمایا علیہ السلام نی فتنہ کی وقت عبادت کرنی ایسی ہی جیسی
الي فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العبادة في وقت الفتنة واختلاط امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بوقت آشوب اور ابتری چلن آدمیون کی ایسا ہی
كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت الفتنة
گویا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد مین فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی اور اسکا سبب یہہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت
يتبعون اهواءهم ولا ينقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہوجاتی ہین اور اپنی دین کی قید مین نہین رہتی پہر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہوجاتا ہی پہر اگر اونمین سی ایک شخص الگ ہوجاوی
يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله صلعم
کہ اپنی دین کو تہامی رہی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت مین سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
مؤمنا متبعا الاوامره مجتنبا النواهيه وقال عليه السلام بدأ الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ
مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہوکر ہجرت کرگیا اور فرمایا علیہ السلام نی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہوکر اور پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا
فطوبى للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غريبا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبون کو مراد یہہ ہی کہ اسلام ابتداء ظہور مین غربت تہا نہین پایا جاتا تہا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر
ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
پہر پہیل گیا اور بہت قوی ہوکر منتشر ہوگیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمین نقصان اور خلل آجاوی یہان تک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر یعنی

الغرباء فطوبى لهم وقد جاء تفسيرهم في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني انهم الذين كانوا قليلا
غربا میں سو اونکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہی کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غربا وہ ہیں جو تہوڑی ہوں
فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان كما كان كذلك في
ہر ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو سے سوا نہونگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملیگا جیسے کہ ابتداء ظہور اسلام میں
ابتداء ظهور الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون
یہہ ہی حال تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ غربا وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتے ہیں اگر آدمیوں میں فساد پیدا ہو مراد یہہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی
بالسنة في زمان فساد الناس ومنها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصي يدفع به البلاء
فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اوسکی سبب سی لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہی
عن الناس فكانه يحميهم ويدافع عنهم والاثار في هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام لشعبان
گویا وہ شخص اونکا حمایتی ہی اونکی بلا کو دفع کرتا ہی اس باب میں آثار بہت آئی ہیں اور واسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں
معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخر ذلك ليقضيه بصوم شعبان
ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہیں وہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی میں تین تین روزی رکہتی تہی اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روزوں سے
يعني ان صومه عليه السلام ربما كان لا يبلغ ثلثة ايام في بعض الشهور فيكمل ما فاته من ذلك في شعبان اذا
کردیں مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینوں میں تین تین پوری نہیں ہوتی تہی سو جسقدر روزی فوت ہو جاتی تہی وہ سب شعبان میں پوری کردیتے
كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه
تہی جن روزونکا رکہنا دایمی ہوتا تہا سو آپکا طریقہ یون تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اونپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہوں
يقضيه في شعبان حتى يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضي ما فاته من سنن الصلوة
تو وہ روزی شعبان میں قضا کردیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہو جائیں جیساکہ نماز سنتوں کو جو رہ جاتی تہی قضا کردیتی تہی
وكما كان يقضي بالنهار ما فاته من قيام الليل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتى
اور جیساکہ قیام لیل میں سی جو رہ جاتا تہا وہ دنمیں پورا کردیتی تہی اور عایشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا
اذا صام النبي عليه السلام في شعبان صمت معه فانها كانت تغتنم فتقضي ما عليها من
یہان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکہتی تو میں بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جانکر جو اونکی ذمہ پر
صوم رمضان لفطرها فيه بالحيض وكان في غيره من الشهور مشتغلة بالنبي عليه السلام
رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کردیتی تہیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تہین
فان المراة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقي عليه شيء من
کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہیں رکہہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوں
نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتى يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه شيء
تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کردی تاکہ اوسکی نوافل روزی دونوں رمضان کی بیچ میں ادا ہو جاویں اور جسپر کچہہ
من قضاء رمضان يجب عليه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخيره
قضاء رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کردی اور اوسکو یہہ جایز نہیں ہی
الى ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان كان تاخيره لعذر مستمر بين الرمضانين كان عليه قضاؤه
کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تک تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب کسی عذر کی جو دونوں رمضان میں برابر چلا آیا ہی ہوئی ہو تو اوسپر

بعد رمضان الثاني ولا شئ عليه مع القضاء وان كان ذلك لغير عذر قيل يقضي ويطعم مع قضاء
بعد دوسری رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھہ نہیں ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہین کہ قضا کری اور ہر ہر روزہ کی بدلی

كل يوم ستين مسكينا وهو قول الشافعي ومالك واحمد اتباعا للآثار وردت بذلك وقيل يقضي ولا اطعام
ساٹھہ مسکین کو کہانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب مین آئی ہین اور بعضی کہتی ہین قضا کری اور اوسپر

عليه وهو قول ابي حنيفة وقيل يطعم ولا يقضي وهو ضعيف وقيل في صوم شعبان معنى آخر وهو
کہانا دینا نہین ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہین کہانا کہلا دی اور قضا نہین ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہین کہ شعبان کی روزون کی ایک اور وجہہ ہی وہ یہہ

ان صيامه كالتمرين على صيام رمضان لئلا يدخل في صيام رمضان على مشقة وكلفة بل يكون
ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاقی کی ہین رمضان کی روزون کی واسطی تا کہ رمضان کی روزون مین کچھہ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہو

قد تمرن على الصيام واعتاده ووجد بصيام شعبان حلاوة الصيام ولذته فيدخل في صيام رمضان
کہ روزی کی عادت اور خو پکڑ چکا ہو اور شعبان کی روزون سی روزون کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پہر رمضان کی روزی

برغبة ونشاط يسر الله تعالى علمه بلطفه وتوفيقه المجلس الرابع والعشرون في بيان فضيلة
اچھی رغبت اور خوشی سی رکہی الٰہی ہمپر آسان کر یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسوین مجلس مین بیان

احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحتراز عن البدعة المكروهة قال رسول الله
شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی ماہ شعبان کی پندرہوین شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پہر قبیلہ کلب کی بکریون کی بالون کی گنتی سی

غنم كلب هذا الحديث من حسان المصابيح روته ام المؤمنين عائشة رض والمراد بليلة النصف من شعبان
بہت زیادہ بخشد یتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سی اور مراد شعبان کی ادہوا ڑی کی رات سی

ليلة البراءة وانما خص قبيلة كلب بالذكر لانهم اكثر نفرا وغنما من سائر القبائل والمعنى انه تعالى ينتقل في
شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلون کی باعتبار آدمیون اور بکریون کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی

تلك الليلة من صفة الجلال المقتضية لقهر العداوة والانتقام من العصاة الى صفة الجمال المقتضية
اوس رات مین صفت جلالی سی جو سبب ہی گنہگارون کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی

للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحديث على هذا المعنى لان النزول والصعود والحركة والسكون لما كانت
رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنون پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ

من صفات الاجسام المتحيزة وقد ثبت بالقواطع العقلية والنقلية انه تعالى منزه عن الجسمية والتحيز
صفات اجسام متحیزہ کی ہین اور برہان قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہو چکا ہی کہ اللہ تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام سی پاک ہی تو اوسپر نزول بمعنی انتقال مکان بلندی سی طرف مکان پست کی محال ہی

امتنع عليه النزول بمعنى الانتقال من موضع اعلى الى ما هو اخفض منه فيكون المعنى ما ذكره اهل الحق وهو
پہر معنی حدیث کی وہ ہی ہین جو اہل حق نی ذکر کئی ہین یعنی

نزول رحمته ومزيد لطفه ومغفرته على عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم كما هو دين الملوك الكرماء
رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندون پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہون

والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجين يحسنون اليهم وهذا المعنى وان كان قد وعد في سائر
اور رحیم سرداردن کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجون کی پاس گذرتی ہین تو اونکی ساتہہ احسان کرتی ہین اور اس بات کا اگرچہ اور تمام راتون مین

الليالي

اللیالی ایضاً لما روی انه علیه السلام قال ینزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث
یہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ ظہور فرماتا ہی ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب میں طرف دنیا آسمان کی جب پچھلی
اللیل الاخیر یقول من یدعونی فاستجیب له من یستغفرنی فاغفرله من یسئلنی فاعطیه الا ان
تہائی رات باقی رہتی ہی فرماتا ہی کوئی ہی دعا کرنیوالا کہ میں اوسکی دعا قبول کروں کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ میں اوسکو بخشدوں کوئی ہی سائل کہ میں اوسکو عطا کر دوں یہ
النزول فی سائر اللیالی مقید بوقوعه حین یبقی من کل لیلة ثلثها الاخیر وفی لیلة البراءة لیس هذا
اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتوں میں اس قید سی ہی کہ جب پچھلی تہائی رات باقی رہی اور شب برات میں یہہ قید نہیں ہی
التقیید بل المقصود تخصیص هذه اللیلة بمزید الشرف والفضل لکونها لیلة شریفة عظیمة
بلکہ مقصود یہہ ہی کہ اس رات میں خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہہ شب بہت ہی شریف ہی
کما روی عن عطاء بن یسار انه قال ما من لیلة بعد لیلة القدر افضل من لیلة نصف شعبان
چنانچہ روایت ہی عطاء بن یسار سی کہ کہتی تہی بعد شب قدر کی کوئی رات شب برات سی بہتر نہیں ہی
وقد ورد فی فضلها احادیث اخر متعددة وکان التابعون من اهل الشام کخالد بن معدان ومکحول
اور اس شب کی فضیلت میں اور بہی چند حدیثیں آئی ہیں اور اہل شام میں سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور مکحول
ولقمان بن عامر وغیرهم یعظمونها ویجتهدون بالعبادة فیها فلما اشتهر ذلک عنهم فی البلدان
اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتی تہی اور اس شب میں عبادت میں مبالغہ کرتی تہی جب اونکا یہہ حال ملکوں میں مشہور ہوا
اختلف الناس فی ذلک فمنهم من قبله منهم ووافقهم علی تعظیمها لکن اکثر العلماء من اهل الحجاز
تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا بعضوں نی اس امر کو مان لیا اور اونکی موافق ہوکر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علما اہل حجاز
انکروا ذلک وقالوا کل ذلک بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل فی تلک اللیلة الخاصة نفسه بانواع
اسکا انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں یہہ سب بدعت ہی اور حق یہہ ہی کہ مؤمن تنہا اگر اس شب میں عبادت میں مشغول ہوکر نماز پڑہی
العبادات من الصلوة والتلاوة والذکر والدعاء یجوز ولا یکره واما الاجتماع فیها فی المساجد والجوامع
یا تلاوت کری اور اللہ کا نام لی اور دعا مانگی تو جایز ہی مکروہ نہیں اور اوس شب میں مسجد محلہ یا مسجد جامع میں
للصلوة النافلة بالجماعة الکثیرة کما هو المعتاد فی زماننا فیکره وهذا قول الاوزاعی امام اهل الشام و
جمع ہونا اور نفلیں پڑہنی جماعت سی ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ میں عادت ہوگئی ہی سو سب مکروہ ہی یہہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور
عالمهم وفقیههم وکذا اسراج السرج الکثیرة فی المساجد وایقاد القنادیل الکثیرة فی الجوامع فی تلک
عالم اور فقیہہ ہی اور ایسی ہی مسجدوں میں روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد میں روشن کرنی اس شب میں
اللیلة لا یجوز لما ذکر فی القنیة ان اسراج السرج الکثیرة لیلة البراءة فی السکک والاسواق بدعة وکذا
جایز نہیں ہی اسواسطی کہ قنیہ میں یہہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچوں اور بازاروں میں بدعت ہی اور ایسی ہی
فی المساجد ویضمن القیم بل لو ذکره الواقف وشرطه لا یعتبر ذلک الشرط شرعا وان لم یکن من مال الوقف
مسجدوں میں اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف کرنیوالا اگر صریح کرکر شرط کردی تو بہی شرعا وہ شرط معتبر نہیں ہی اور اگر مال وقفی نہیں ہی
بل تبرع به یکون ذلک تبذیرا واضاعة المال والتبذیر حرام بنص القران وقد نهی النبی علیه السلام عن
بلکہ تبرع ہی تو یہہ خرچ اسراف میں داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی مال تلف کرنی سی
اضاعة المال واعتقاد ان ذلک قربة من اعظم البدع واقبح السیات وکذا التنفل فی تلک اللیلة بالجماعة
منع فرمایا ہی اور یہہ اعتقاد کرنا کہ یہہ ثواب ہی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات کو بڑی جماعت سی نفلیں پڑہنی

الكثيرة بدعة قبيحة يجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح
بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہیٔی اسواسطی کہ فقہا اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح
والاستسقاء والكسوف اذا كان سوى الامام اربعة والصلوة التي تصلي في تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و
اور صلوٰة استسقاء اور صلوٰة کسوف کی اگر سوا امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سی پڑہتی ہین اور
تسمى صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين بل انما ظهرت بعد المائة
صلوٰة البرات اوسکا نام رکہہ چہوڑا ہی وہ بہی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تہی بلکہ ہجرت نبوی سی چار سو برس کی بعد
الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلها على ما
پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چار سو اڑتالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان
ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا نابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلي ليلة النصف من شعبان في المسجد الاقصا
امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص نابلسیا بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑہنی شروع کی
فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما ختمها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلى معه خلق
پہر اوسکی پیچہی ایک مقتدی ہو گیا پہر دوسرا ہوا پہر تیسرا پہر چوتہا ابہی نماز پوری نہ کرنی پایا تہا کہ بڑی جماعت ہو گئی پہر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی ساتہ
كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من
بہت خلق نی نماز پڑہی پہر اور مسجدون مین مشہور ہو گئی اور ملکون مین پہیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون ٹہرالیا اور اسکی برائی عمدہ علما متاخرین نی
اعيان المتاخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير تلك
بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور
المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع
نہین کر سکتا تو اوس شب مین اس نماز مین شامل بہی نہو بلکہ تنہا اپنی کہر مین نماز پڑہ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آدی
لان الصلوة في المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البدع منهي عنه وترك المنهي عنه واجب وفعل الواجب متعين
اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا متعین ہی
لاسيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد يشاهد فيه
خاص ایسی شخصکو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکہی تو وہان نجاوی
هذه المنكرات لان حضوره مع عدم الانكار يوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین
اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك
اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہ ڈالیگا کہ یہہ افعال ازروی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص
عادته ولم يجئ في المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لعجزه عن تغييره بيده ولسانه يسلم من الاثم
اپنی یہہ عادت چہوڑ دیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگرچہ ہاتہہ اور زبانسی نہین روک سکتا تو آپ گناہ سی بچیگا
ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند الله تع
اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہونی سی بعضی لوگ یہہ سمجہین گی کہ یہہ افعال خدا تعالی کو پسند نہین ہین
بل هي بدعة لا يسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فربما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الثواب
بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جایز رکہتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پہر اسکو ثواب حاصل ہو

بعض

بفعل ما يقدر عليه من الانكار بالقلب والامتناع عن الحضور والحاصل ان تلك الليلة وان ورد في
که جو اوس سے ہو سکتا ہے یعنی انکار قلبی اور شامل نہونا سو کر چکا خلاصہ یہہ ہے کہ اس رات کی فضیلت میں اگرچہ کئی حدیثیں
فضلها احاديث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمه الشرع ونهى عنه مع ان بعض العلماء
آئی ہیں پر کسی کو اختیار نہیں کہ اوسکی تعظیم ایسی امور میں کرے جسکو شرع برا کہتی ہے اور اوس سے ممانعت کرتی ہے باوجودیکہ بعضے علماء
قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا
یہہ کہتے ہیں کہ اس رات کی نماز کی باب میں کچھ ثابت نہیں نہ تو پیغمبر علیہ السلام سے اور نہ اونکے اصحاب سے اس بیان کی موافق اس زمانہ میں ہر مسلم پر واجب ہے
الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي انس
کہ بدعات کی رغبت سے اور محدثات کی توجہ سے پرہیز کرے اور اپنی دین کو اون اشغال سے جسمیں انس پکڑ رکھا ہے
بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة في
اور پرورش پائی ہے سالم بچاوے بیشک یہہ اشغال زہر قاتل ہیں اسکی آفات سے آدمی کم بچتا ہے اور اوسکے ساتھ حق کم ظاہر ہوتا ہے سو سطے کہ بدعت کا مزہ
قلوب اهلها يستحسنها طباعهم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة
بدعتیوں کی دلمیں ایسا رچتا ہے کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہے سو ہرگز نہیں چھوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سے روایت ہے کہ وہ مبارک رات
المباركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها ليلة
جسکا ذکر سورۂ دخان میں ہے وہ شب براءت ہے چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتے ہیں کیونکہ یہہ ایسی رات ہے
يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ قال عطاء بن يسار
کہ جو اوس سال میں ہونیوالا ہے سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہے اس آیت کی دلیل سے کہ جسمیں جدا ہوتا ہے ہر کام چنانچہ ہوا عطاء بن یسار کہتا ہے
اذا كان ليلة النصف من شعبان يدفع الى ملك صحيفة فيقال له اقبض روح من في هذه الصحيفة
کہ جب شب براءت ہوتی ہے فرشتہ کو نامہ دیکر کہدیتے ہیں کہ جن جن کا نام اس کاغذ میں ہے اونکی روح قبض کر لینا
فكم من شخص يبني الدور ويشيد القصور ويغرس الاشجار ويحفر الانهار ويتزوج النسوان ويشتغل في
سو بہتیرے شخص گھر بناتے ہیں اور محلوں کی گچ گیری کرتے ہیں اور باغ لگاتے ہیں اور نہریں کھودتے ہیں اور عورتوں سے نکاح کرتے ہیں اور عمارت میں کہینی
البنيان وقد كتب عليه الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مغرور
ہیں اور اونکی موت لکھی ہوتی ہے اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکتا ہے اور وہ اپنی ہوا وہوس میں مشغول رہتا ہے اور انجام کی خبر نہیں سو اے
بطول الامل ويا مسترسلا في العمل كن من الموت على الوجل فلا تدري متى يهجم عليك الاجل فكم
امیدوں کی دیوانہ اور اے اعمال بد کی متوالی موت سے ڈرتا رہ تو کیا جانے کہ موت تجھکو کسوقت آگھیرتی ہے سو بہتیرے
من مستقبل يوما لا يستكمله وكم من مؤمل غدا لا يدركه يسر الله تعالى التدارك قبل الموت فلهجومه
اونی سمجھی الی ایکدن کی اوسکو پورا نہیں کرتی اور بہت امیدوار اگلی دن کی کہ اوسکو نہیں پاتے اتنی تکو موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان

پچیسویں مجلس میں تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ مت رکھو بدون دیکھنی ہلال کی ورنہ افطار کرو بدون دیکھنی ہلال کی اور اگر کہنا ہو جاوے تو اوسکو اندازہ کرو
وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر معناه ان السماء
اور ایک روایت میں ہے تو گنتی تیس دن پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابن عمر کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہیں

اذا كانت مصحية ولم يكن فيها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تفطروا
کہ آسمان اگر صاف ہو اور اوسمین کچھ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی مت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن

يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقدروا عدد الشهر الذي كنتم فيه
بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو

ثلثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدر رمضان وذلك
تیس دن کرلو پہر روزہ رکہو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ

لان الاصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقائه والشهر كان ثابتا بيقين فوقع الشك
اسلئی کہ قاعدہ یون ہی کہ ہر شی ثابت باقی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسمین ہی

في خروجه فلا يخرج الا برؤية الهلال او اكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
کہ تمام ہوچکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونو مین سی کچھ نہو تو وہ ہی مہینا باقی رہی گا موافق

الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد ابهامه
اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی اپنی دونو ہاتہ کی اونگلیان کہول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون
انگوٹہا موڑلیا یعنی انتیس دن پہر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایکی بار انگوٹہا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبہی

تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبہی تیس دن کا اب شبہہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصد انه صوم رمضان اذ يلزم
تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
کہ وقت سی پہلی ادا ہوجا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتی ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکہی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی اور

الشك فيه ان يستوي طرفا العلم والجهل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدري
شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہون اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہوجاوی اور یہہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع
کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
پہر اگر دیکہین تو صبح کو روزہ رکہین اور نہ دیکہین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کرین پہر روزہ رکہین

لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلثين
موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار کرو چاند دیکہہ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کرو

واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین

اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه
اگر نفل ہو اسلئی کہ نہی مین سی اسکو جدا کردیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهي عن الصوم فيه الصوم بنية صوم رمضان لانه يلزم ان يؤدي
کہ رمضان کا ہی یا نہین یعنی انتیسوین شعبان کی کوئی روزہ نہ رکہی مگر نفل اور مراد روزہ کی ممانعت سی وہ روزہ ہی جو رمضان کی نیت سی رکہین اسواسطی کہ یہہ لازم آتا ہی

قبل مجيء وقته وقد مر انه حرام لحديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبه باهل الكتاب في زيادتهم
کہ اپنی وقت سی پہلی ادا ہوجاوی اور گذر چکا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سی تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزونکی زیادہ کرلیا کرتی ہین

في مدة صومهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يصبح في ذلك اليوم منتظرا غير مفطر ولا عازم على الصوم
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہی کہ اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نہ تو کچھ کہاوی اور نہ روزہ کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحوة الكبرى انه من رمضان يعزم على الصوم لان النية الى الضحوة الكبرى جائزة
پہر اگر پہر دن چڑہی سی پہلی ثابت ہو کہ یہہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کرلی اسلئی کہ نیت پہر دن چڑہی تک رمضان کی روزونمین

في صيام رمضان وفي صيام النفل ايضا وان لم يثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولكن ان
اور نوافل روزون مین بہی جائز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق يوما كان يصومه بان كان يصوم الاثنين والخميس والجمعة فوافق يوم الشك فالصوم افضل
وہ دن شک کا وہی دن ہو جسمین یہہ شخص روزہ رکہا کرتا تہا اسطور کہ ہمیشہ روزہ پیر کا اور جمعرات اور جمعہ کا رکہا کرتا تہا سو انمین ایکدن وہ شک کا دن پڑا تو اوس

صوم یقین سی بعد کسی کا افضل ہی

لقوله عليه السلام لا يتقدمن احدكم رمضان بصوم يوم ولا بصوم يومين الا ان يوافق صوما كان
اس حدیث کی موافق رمضان سی پہلی کوئی ہرگز روزہ نہ رکہی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت مین کہ موافق ہوجاوی یوم شک اوس

يصومه وكذا ان كان يصوم شعبان كله او نصفه الاخير او ثلثة ايام من اخر كل شهر وان لم يوافق
دن سی کہ روزہ رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جائز ہی اگر یہہ شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو

يوما كان يصومه فقد قيل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهي وقيل الصوم افضل اقتداء لعائشة
اوسدن سی جو یہہ روزہ رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سی اور بعضی کہتی ہین روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ

وعلي فانهما كانا يصومانه ويقولان لان نصوم يوما من شعبان احب الينا من ان يفطر يوما من رمضان
اور علی کی یہہ دونو اوسدن روزہ رکہا کرتی تہی اور یہہ کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزہ ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی

والمختار ان يصوم الخواص كالمفتي والقاضي تطوعا لانهم يعرفون كيفية النية ولا يخلطون الكراهة فكان
اور بات پسندیدہ یہہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکہا کرین کیونکہ ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہہ لوگ کراہت کو نہ ملنی دینگی

اللائق بهم ان يصوموا بانفسهم ويامر العامة بالانتظار الى وقت الزوال ثم بالافطار ان لم يثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر چاند ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین

وكل من يعرف كيفية النية فهو من الخواص وكيفيتها ان ينوي التطوع ولا يخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہوں وہ خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اوسکی دلمین رمضان کی روزہ کا یا

صوم واجب اخر ولا يتردد فيها فان النية معرفته بقلبه انه يصوم وهي في ذلك اليوم على وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطرہ نہ آوی اور اوسمین کچھ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہہ ہی کہ دل سی جانی کہ مین روزہ رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہہ

ان ينوي صوم رمضان وهو مكروه لما مر من حديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبه باهل الكتاب ثم
کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی یہہ

ان ظهر انه من رمضان يجزئه لانه نوى ان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہہ ہی مذکا فی ہی اسواسطی کہ نیت کر چکا تہا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بہی رمضان ہی کا تہا

فيقع عن المستحق واصل الكراهة لا يمنع الجواز بل يستلزم عدم الاستحباب بدون عكس لان المباحات

سو ستحق دارہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہیں منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کی اسواسطی کہ مباحات

لا ينصف بهما وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولو افطر لا قضاء عليه لانه في معنى المظنون حيث

ان دونوں سی خالی ہوتی ہیں اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو ویگا اور اگر افطار کردی تو اوسپر قضا نہیں ہی اسواسطی کہ حقیقت میں مظنون

ظن ان عليه صوما وتبين ان ليس عليه صوم والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام

اس لیی یہہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہیں تہا اور مظنون کی قضا نہیں آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کردینی

والثاني ان ينوي عن واجب اخر وهو مكروه ايضا للحديث السابق الا انه ادون في الكراهة لعدم التشبه

دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کری اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطی کہ اسمین

باهل الكتاب لان التشبه بهم انما يكون اذا صام فيه بنية صوم رمضان ثم ان ظهر انه من رمضان

اہل کتاب کی تشبیہ نہیں ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہو کہ اوسدن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان

يقع عنه لان صوم رمضان يصح من الصحيح المقيم بمطلق النية وبنية النفل وبنية واجب اخر لكون الوقت

ہی کا ہوگا اسواسطی کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہوجاتا ہی اور نفل کی نیت سی بہی اور اور واجب کی نیت سی بہی درست ہوتا ہی

متعينا لهذا الصوم فينتفي شرعية غيره فيه والاطلاق في المتعين تعيين ونية النفل وواجب اخر لغو لان

اسی روزہ کا مقرر ہی سوا اس دن میں اور کوئی روزہ جایز نہیں ہی اور متعین میں مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام لغو ہی اسواسطی

الوقت لا يحتملهما لعدم مشروعيتهما فيه فاذا بطل الوصف بقي نية اصل الصوم فيكون في حكم المطلق

کہ یہہ وقت اون روزون کا نہیں ہی کیونکہ وہ روزی اسدن میں جایز نہیں ہیں جب وصف باطل ہوا تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم میں ہی

فينصرف الى المشروع في الوقت ونظيره من كان متوحدا في الدار فانه اذا نودي بيا رجل وباسم غير اسمه يراد به

سو اوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اوس وقت میں جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا گہر میں ہو جب اوسکو کوئی یون پکارے کہ ای شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکاری

ذلك وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولا يكون عما نوى لان الصوم فيه منهي كيوم العيد فلا يتادى

تو وہی شخص مراد ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہوگا اسواسطی کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن پس کیونکر

به ما وجب كاملا والصحيح انه يكون عما نوى لانه ادى في يوم يصح فيه النفل بخلاف يوم العيد وان لم يستبن

ادا ہویگا جو کامل واجب ہوا ہی اور روایت صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسنی ایسی دن روزہ رکہا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی عید کی دن کا اور حال ہی اور

لا يسقط الواجب عن ذمته لاحتمال كونه من رمضان والثالث ان يتردد في وصف النية بان ينوي

تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہیں ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسرا یہہ کہ نیت کی وصف میں تردد کری یعنی اسطور نیت کری

ان كان الغد من رمضان فانا صائم عنه وان كان من شعبان فمن واجب اخر او عن النفل وهو

اگر کل کا دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ بہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب سی ہی یا نفل سی یہہ نیت

مكروه ايضا اما الاول فلتردده بين الامرين المكروهين نية صوم رمضان ونية صوم واجب اخر واما

بہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ اسکو تردد ہی درمیان دو امرون مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور

الثاني فلكونه ناويا للفرض من وجه ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لعدم التردد في اصل النية

دوسری صورت اسلئی کہ ایک درجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ٹہرا تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اسواسطی کہ اصل نیت میں تردد نہیں تہا

وهو كاف وان ظهر انه من شعبان لا يكون عن واجب اخر بل يكون تطوعا في كلا الوجهين ولو افطر لا قضاء

اور نیت ہی کافی ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہیں ہوگا بلکہ دونو صورت میں نفل ہوجاویگا اور اگر افطار کرڈالی تو اوسپر قضا

عليه اما في الاول فلانه كالمظنون واما في الثاني فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والرابع ان ينوي التطوع
نہین ہی پہلی صورت مین تو اسلئی کہ مظنون سا ہی اور دوسری صورت مین اسلئی کہ ہر طرح سی التزام نہین ہی اور چوتہی یہہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مرانه يصح بنية النفل من غير كراهة في الصحيح ثم ان ظهرانه من رمضان يقع عنه لما مرانه يصح
اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی

بنية النفل وان ظهرانه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرع ملتزما بخلاف
نفل کی نیت سی بہی درست ہو جاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو جاگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آویگی اسوسطی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا تہا

مسئلة المظنون ثم ينبغي ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام
بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجہنا چاہئی کہ ہلال کا دیکہنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونو کا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لرويته وافطروا لرويته لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا
کہ روزہ رکہو ہلال دیکہہ کر اور افطار کرو ہلال دیکہہ کر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہین ہو سکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

كان في السماء علة سواء كانت غيما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك يقبل في هلال رمضان خبر عدل
آسمان مین کچہہ علت ہو برابر ہی کہ گہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہہ اور ہو تو رمضان کی چاند مین خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى لانه مخبر بامر ديني وهو وجوب الصوم على الناس فيقبل
مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسلوسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگون پر روزہ واجب ہی سو اوسکی خبر مقبول ہوگی

خبره لكن بشرط ان يفسر ويقول رايته خارج البلد او بين خلال السحاب واما بدون التفسير فلا يقبل لمكان
لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہوگی کیونکہ

التهمة والفاسق اذا ابصر هلال رمضان ينبغي له ان يشهد عند القاضي لاحتمال قبول شهادته لكن
شبہ کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہہ لی تو اوسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اوسکی گواہی مقبول ہوجاوی لیکن

القاضي يرد شهادته لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوي ولا يشترط
قاضی اوسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات مین مردود ہوتی ہی مقبول نہین ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی نی کہا ہی کہ عدالت

العدالة ومن المشائخ من قال اراد به المستور ولا يشترط الدعوى ولا لفظ الشهادة ويقبل في هلال رمضان شهادة
شرط نہین ہی اور بعضی مشایخ کہتی ہین کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہین ہی اور نہ لفظ شہادت کچہہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال مین

الواحد على شهادة الواحد ومن راى هلال رمضان في الرستاق ولم يكن هناك وال ولا قاض فان كان
ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانو گوین مین دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائي ثقة يصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضي شهادة الواحد في هلال رمضان وصام الناس ثلثين
دیکہنی والا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکہین پہر اگر قاضی نی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس روزی

يوما ولم يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روي عن ابي حنيفة وابي يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد
پوری ہوگئی تو بہی عید کا چاند نظر نہین آیا تو بہی افطار نکرین موافق روایت ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی اسوسطی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہین ہوتا

وعن محمد انهم يفطرون ويثبت الفطر في ضمن ثبوت الرمضانية بشهادة الواحد وان كان لا يثبت ابتداء
اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن مین ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہین ہوتا

فان في هلال الفطر اذا كان في السماء علة لا يقبل الا شهادة حرين او حر وحرتين لتعلق حق العباد به لانهم
بیشک شوال کی چاند دیکہنی مین اگر آسمان مین ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہین بدون گواہی دو آزاد مردون یا ایک مرد آزاد اور دو آزاد عورتون کی اسوسطی کہ اسمین حق العباد

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اس سے فائدہ مند ہوتے ہیں سو اوسی طرح ثابت ہوگا جسطرح اونکی تمام حقوق ثابت ہوتے ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سے صرف حق شرع کا متعلق ہے
وهو الصوم فيكتفى بخبر الواحد واما اذا لم يكن فى السماء علة فلا يقبل شهادة الواحد فى هلال رمضان
یعنی روزہ سو ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہے اور اگر آسمان صاف ہو تو پھر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال میں مقبول نہیں ہوگی
ولا شهادة الاثنين فى هلال الفطر وانما يقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم واختلفوا فى مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال میں پھر تو اتنی بڑی جماعت چاہئے جنکی خبر سے یقین حاصل ہو جاوے اور اوس جماعت کی مقدار میں اختلاف ہے
ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
بعضی کہتے ہیں ایک محلہ کی آدمی چاہییں اور بعضی کہتے ہیں پچاس آدمی ہوں اور امام محمد سے روایت ہے ہر طرف سے پے درپے خبر کا آنا چاہئے
والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعى الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہہ ہے کہ حاکم کی رائے پر حوالہ ہے اسواسطے کہ مراد علم سے جو اونکی خبر سے حاصل ہو وہ علم شرعی ہے جس سے عمل کرنا واجب ہو جا یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنى التيقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برؤية الهلال ثمه ففى ظاهر الرواية
علم بمعنی یقین نہیں ہے اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سے آکر گواہی دے کہ وہاں چاند دیکھا ہے ظاہر روایت میں اوسکی گواہی مقبول نہیں ہوگی
لا يقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوى ان شهادته مقبولة لقلة المانع فى خارج المصر وكذا لو شهد
کیونکہ شبہ کا مقام ہے اور طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ اوسکی شہادت مقبول ہے اسواسطے شہر سے باہر رکاوٹ کم ہوتی ہے اور ایسی ہی اگر چاند
برؤية الهلال فى المصر على مكان مرتفع ومن راى هلال رمضان وحده وشهد ولم يقبل شهادته كان عليه
دیکھنے کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سے گواہی دے اور جسنے رمضان کا چاند تن تنہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی تو بھی اوسکو لازم ہے
ان يصوم لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته فانه قد راه فيلزمه الصوم وان افطر كان عليه القضاء دون
کہ روزہ رکھے اس حدیث کی موافق روزہ رکھو چاند دیکھ کر کیونکہ اسنے چاند دیکھا ہے سو اسکو روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہوگی
الكفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا يجب عليه الكفارة والحاكم اذا راى هلال
کفارہ نہیں آویگا اور اگر شہادت رد ہونی سے پہلے افطار کر ڈالا تو اس صورت میں اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم تن تنہا رمضان کا
رمضان وحده يصوم ولا يامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان
چاند دیکھے تو وہ آپ روزہ رکھے اور وں کو روزہ کا حکم نہ دے اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نہ آیا اور اونہوں نے شعبان کی
ثلثين يوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين يوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا عدوا شعبان
تیس دن پوری کرکے رمضان کی روزے اٹھائیس دن رکھے تھے پھر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہوں نے گنتی شعبان کی
عن غير روية قضوا يومين وان كان عدوه عن روية قضوا يوما واحدا فيكون شهر رمضان فى تلك
بے چاند دیکھے پوری کی تھی تو دو روزے قضا کریں اور اگر چاند دیکھ کر گنتی پوری کی تھی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اوس سال میں
السنة تسعة وعشرين يوما حتى انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
انتیس دن کا ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزے رکھکر دیکھا
يوما لا يلزمهم شىء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين يوما فشهد جماعة
[illegible] اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انتیس روزے رکھے پھر ایک جماعت نے قاضی کے پاس
عند القاضى فى اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان فى ليلة كذا قبلكم بيوم
انتیسویں تاریخ میں یہہ گواہی دی کہ فلانی شہر والوں نے رمضان کا چاند فلانی رات میں تمسے ایک دن پہلے دیکھکر روزے

فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال في تلك الليلة
رکھی ہین اور یہہ آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی اور اس شہر والون نی اوس رات کو چاند نہین دیکھا
والسماء مصحية لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح في تلك الليلة لان هذه الجماعة لم يشهدوا
اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہین ہی اور نہ اوس رات مین تراویح ترک کرنی جایز اسواسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکھنی کی گواہی
بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا روية غيرهم واما لو كانوا شهدوا عند القاضي ان قاضي بلدة
نہین دی اونہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی انہون نی اورون کی دیکھنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی
كذا شهد عنده شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشهادتهما جاز لهذا القاضي
سامنی دو گواہون نی فلانی رات مین چاند دیکھنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا
ان يقضي بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة وهذا على قول من قال لاعبرة باختلاف المطالع
کہ انکی گواہی کی موافق حکم دیتا اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہین کرتا
حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما بالروية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما بالروية ايضا
یہان تک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکھکر تیس روزی رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکھکر انتیس روزی رکہی
فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يوم والاشبه على ما ذكره الزيلعي ان يعتبر لان
تو اس صورت مین جنہون نی انتیس روزی رکہی اون پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسلئی
كل قوم يخاطبون بما عندهم والدليل على اعتباره ما روى عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل
کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہی جو اونکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالع کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین شام مین وارد ہوا اور مجکو بسر
على شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في اخر الشهر فسئلني عبد الله بن عباس
ماہ رمضان کا چاند آگیا سو مینی شب جمعہ کو چاند دیکھا پھر مین مدینہ شریف مین آخر مہینی مین آیا تو مجہسی عبد الله بن عباس نی پوچھا
فقال متى رايتم الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال نحن رايناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى
تمنی رمضان کا چاند کب دیکھا تہا مین نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکھا تہا عبد الله بن عباس نی کہا ہمنی ہفتہ کی شب کو دیکھا سو ہم روزی رکہی جاوینگی یہانتک
نكمل ثلثين او نراه فقلت له افلا نكتفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه السلام
کہ تیس دن پوری ہوجاوین یا چاند نظر آجاوی پھر مین نی کہا معاویہ کی دیکھنی اور روزہ رکہنی پر کیون نہین اکتفا کرتی پہر کہا نہین ہمکو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی
وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه
اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہوجاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا
يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت
اختلاف مسافتی مختلف ہوجاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق مین زوال ہووی تو لازم نہین آتا کہ مغرب مین بہی زوال ہوجا بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ
درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروي ان ابا موسى
قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکی طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسی
الضرير الفقيه قدم الاسكندرية فسئل عمن صعد المنارة فرى الشمس بعد غروبها في البلدة بزمان طويل
نابینا فقیہہ اسکندریہ مین آئی تو کسی نی ایسی شخص کا حال پوچھا کہ اونچی مینار پر چڑھکر آفتاب کو دیکھا اور شہر مین بہت دیر پہلی غروب ہوچکا ہی
ايحل له الافطار فقال لا ويحل لاهل البلدة لان كل احد مخاطب بما عنده ومن راى هلال
کیا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہہ نی جواب دیا اوسکو افطار حلال نہین ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہر ایک کو وہ ہی حکم ہی جو اوسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحيط اختلفوا فی وجوب الكفارة والاكثر
فطر کا عصر کی وقت دیکہا پہر اس خیال سی کہ مدت روزی کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علما کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب
علی الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهی عن الصوم قبل رمضان بيوم او بيومين يراد به اغتنام
یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ
الاكل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمنع منها بالصيام وهذا كله خطاء وجهل اذ قد ذكر ان
کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوت سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہو جاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہی اسوسطی کہ ذکر
اصل ذلك متلقى من النصارى فانهم عند قرب صومهم يفعلون كذلك فيلزم التشبيه بهم وقد كان
کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تہی تو ایسا ہی کیا کرتی تہی پہر نصاری سی تشبیہ لازم آتی ہی اور
النهی عن الصوم فی ذلك الوقت لمنع التشبه بالكافر فيما لنا منه بد وهو مذموم شرعا لقوله عليه السلام
نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تہی جس جگہہ ہمسی مشابہت رفع ہوسکتی ہی اور تشبہ شرعا مذموم ہی واسطی ارشاد رسول علیہ السلام کی
من تشبه قوما فهو منهم وربما لا يقتصر بعضهم على الشهوات المباحة بل يتعدى الى المحرمات فمن
جو شخص مشابہ ہوا کسی قوم سی پس وہ انہی مین سی ہی اور کبہی کبہی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہو جاتا ہی جسکا
كان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصيب وافر من قوله تعالى وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ
ایسا حال ہو تو اوس سی ڈنگر ہوشیار ہین اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمنی پہیلا رکہی ہین دوزخ کی واسطی بہت
الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ
جن اور آدمی جنکو دل ہین اوس سی سمجہتی نہین اور آنکہین ہین اونسی دیکہتی نہین اور کان ہین اونسی سنتی نہین وہ لوگ
كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ وبعضهم لا يجتنب كبائر الذنوب الا فی رمضان فيطول عليه ويكره صيامه ويشق
جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوا رمضان کی کبہی نہین باز آتی سو اونکو رمضان دو بہر ہو جاتا ہی اور روزی بہی مکروہ معلوم
على نفسه مفارقتها كالوفاتها فيعد الايام والليالی ليعود الى المعاصی وبعضهم لا يصلی الا فی رمضان فيستثقل
اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہوتی ہی جیسی فوت ہو گئی پہر وہ دن رات رات گنتا ہی تاکہ معاصی پہر حاصل کری اور بعضی سوا رمضان کی نماز نہین پڑہتی پہر
رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فيه من الصلوة والصيام وبعضهم لا يصبر على المعاصی فيواقعها
رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گناہونسی صبر نہین ہوتا پہر وہ رمضان مین
فی رمضان وهذا هو الخسران المبين

المجلس السادس والعشرون فی بيان فضيلة رمضان

بہی مبتلا ہوتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹا اوٹہاتا ہی چہبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین
ورعاية حقه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی
اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک
رواية ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشياطين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی
ابو هريرة وهو ان حمل على معناه الظاهر لا يفيد زيادة فائدة لان الانسان ما دام فی الدنيا لا يتيسر له الصعود
ابوہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچہہ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر چڑہنا نہین
الى السماء ولا الدخول فی احدى الدارين فای فائدة فی فتح الابواب واغلاقها الا ان يقال من مات من
ہوسکتا اور نہ بہشت اور دوزخ مین داخل ہوسکتا ہی پہر دروازون کی کہلنی اور بند ہونی سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہین کہ جو شخص صلحا ایمان والون مین سی

صلحاء

صلحاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها ونسیمها فوق ماکان یاتیهم قبل الفتح و
مرجاتا ہی تو جب دروازی جنت کی کہلجاتی ہین تو اونکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اوسکی کہ دروازی کہلنی سی پہلی آتی تہی اور

من مات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا یصیبهم من حرها وسمومها کما کان یصیبهم من حرها
جو گنہگار مرجاتا ہی تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہین تو اونکو اوسکی گرمی اور لپٹ اوتنی نہین آتی جتنی گرمی

وسمومها قبل التغلیق وهو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امروا به من صوم شهر رمضان تحریصهم
اور لپٹ بند ہونی سی پہلی آتی تہی اور یہہ معنی بعید ہین اسواسطی کہ یہہ مضمون صرف واسطی آدمیون کی ترغیب کی ہی جو اونکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزون کا

علیه حتی یستعدوا له وتصیر ابواب الجنان کانها فتحت لهم وابواب النیران کانها غلقت علیهم فیلزم
تاکہ روزی کی واسطی تیار ہوجاوین اور گویا جنت کی دروازی اونکی لئی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اونکی اوپر بند ہوگئی اب کوئی تاویل

الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کنایة عن تواتر نزول الرحمة وتوالی صعود الطاعات لان الباب اذا
کرنی لازم ہی کہ یون کہین کہ کہلنا آسمان کی دروازون کا اشارہ ہی پی درپی رحمت کی آنیکا اور پی درپی عبادت کی چڑہنی کا اسواسطی کہ جب دروازہ

فتح یخرج ما فی داخله متتابعا ویدخل ما فی خارجه متوالیا ویؤید هذا التاویل ما جاء فی روایة اخری فتحت
کہلجاتا ہی جو اوسکی اندر ہی فورًا نکل آتا ہی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فورًا داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت مین آیا ہی کہلجاتی ہین

ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة کنایة عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات وتغلیق
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازون کا کہلنا اشارہ ہی اون امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاوین یعنی ہر قسم کی عبادتین اور بند ہونا

ابواب جهنم کنایة عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السیات لان الصائم یتنزه عن الکبائر
دوزخ کی دروازون کا اشارہ ہی دور ہونی اون امور کا جو دوزخ مین داخل کردیتی ہین یعنی ہر قسم کی گناہ اسواسطی کہ روزہ دار ایسی کبائر گناہون سی بچتا ہی

التی من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له ببرکة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحدیث الصلوات الخمس
جنکی اندر اصرار کرنی صغیرہ گناہون کی بہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوسکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین

والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن ان اجتنبت الکبائر وتصفید الشیاطین
اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک بیچ کی گناہون کو مٹادیتی ہین اگر کبیرہ گناہون سی پرہیز کیجا اور قید ہونا شیاطین کا

یحتمل ان یکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین مقیدة تعظیما للشهر وعلامة ذلک ان اکثر المنهمکین
احتمال یہہ ہی کہ اس سی مراد وہ ہی معنی ظاہری ہون کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینی کی قید ہوجاتی ہین اسکی نشانی یہہ ہی کہ اکثر لوگ گناہون مین کہپی ہوئی

فی الطغیان یجتنبون المعاصی ولا یزدادون بعد حرصهم علیها ویشرعون فی اقامة الصلوة بعد ما کانوا
گناہون اور سرکشی سی بچنی لگتی ہین باوجودیکہ گناہون کی بڑی حریص ہوتی ہین اور نماز پڑہنی شروع کردیتی ہین باوجودیکہ نماز مین

یتهاونون بها ویقبلون علی استماع النصیحة وتلاوة القرآن واما ما یری من بعض الفسقة انهم لا یمتنعون
کاہلی سستی کرتی تہی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہین اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتی ہین کہ اپنی فسق سی ذرہ باز

عن فسقهم بل ان ترکوا نوعا منه یاتون نوعا اخر فذلک من اثر ما بقی فی نفوسهم الخبیثة من تسویلات
نہین آتی بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتی ہین تو دوسری قسم کرنی شروع کردیتی ہین سو یہہ اثر اوس خباثت کا ہی جو اونکی دلونمین وسوسہ شیطانی باقی ہین

الشیاطین وقال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاما الا ان المراد به رؤساهم یؤیده ما جاء فی بعض
اور بعضی علماء کہتی ہین لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہی پر مراد اس سی شیطانون کی گروگہنٹال ہین اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی

طرق هذا الحدیث وسلسلت مردة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرهم من شیاطین الانس والجن
روایت مین واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہین سرکش شیطان پہر فساد اورون کی وسوسہ سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہین واقع ہوتا ہی

وقیل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسهم وذلک لان رمضان اذا دخل یشتغل الناس بالصوم
اور کہتی ہین کہ یہہ مجاز ہی اصل روزہ دارون کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہین اسواسطی کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ مین مشغول ہوجاتی ہین
فتنکسر قوتهم الحیوانیة التی هی مبدأ الشهوة والغضب المتداعیین الی انواع الفسوق والفجور وتنبعث قواهم
سو اونکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہوکر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تہی اور اونکی قوت عقلی
العقلیة داعیة الی الطاعات ناهیة عن المنکرات فتجعلهم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
پیدا ہوکر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پہر اونکو روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سی
اصناف المنکرات فیصیرون کانهم فتحت لهم ابواب الجنان وغلقت علیهم ابواب النیران ولم یبق
بیزار کردیتی ہی پہروہ ایسی ہوجاتی ہین کویا اونکی لئی بہشت کی دروازی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی اون پر بند ہوگئی اور
علیهم للشیطان سلطان وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا کان اول لیلة من شهر رمضان
اون پر شیطانون کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی
صفدت الشیاطین ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
تو شیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہین اور دوزخ کی دروازی بند ہوکر کوئی دروازہ کہلا نہین رہتا اور دروازی بہشت کی کہل جاتی ہین سو
یغلق منها باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولله فیه عتقاء من النار وذلک
اونمین سی کوئی دروازہ بند نہین رہتا پہر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آ اور ای حد سی بڑہنی والی شر کی بس کر اور رمضان مین اللہ کی ازاد کئی آگ سی بہت ہین اور یہہ
فی کل لیلة ومعنی هذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لکن هنا زیادة لابد من بیان معنی تلک
ہر ہر شب مین ہوتی ہی اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمین کچہہ لفظ زیادہ ہین اونکی معنون کا بیان کرنا بہی ضرور چاہئی
الزیادة وهو ان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانک تعطی
وہ یہہ ہین کہ منادی رمضان کی راتون مین پکارتا ہی یہہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہان آ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی
ثوابا کثیرا بعمل قلیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترک الشر فان عذاب المعصیة فیه اکثر وتب الی الله تعالی
کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدی سی باز آ کیونکہ رمضان مین معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالی کی طرف
فانه تعالی یعتق کثیرا من عباده الصائمین من النار ویغفر ذنوبهم الماضیة لحرمة الشهر کما جاء فی
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور اونکی پچہلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی
حدیث آخر من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صامه مصدقا
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیقت
بحقیته وفرضیته وطالبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من الناس واستحیاء منهم یغفر له ذنوبه
اور فرضیت تصدیق کرکر اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنیکو رکہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسیکی حیا لاج سی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ
المتقدمة وذلک النداء یکون فی کل لیلة من لیالی رمضان وروی عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام
معاف ہونگی اور یہہ ندا رمضان کی راتون مین سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض وفی حدیث آخر
جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی دوزخ اور اوس شخص کی بیچ مین ایسی چوڑی خندق کردیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث مین
رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله تعالی وجهه من النار
ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی کہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پہ دور کریگا

سبعین

سبعين خريفا يعني ان من صام يوما في سبيل الله ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
مراد یہہ ہی کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکہا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی
بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف
بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اسقدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہیں پہنچیگی اور خریف سی مراد
السنة ذكر الجزء واريد الكل وانما عبر عنها به دون غيره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وحصول
سال ہی جزء کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چہوڑکر خریف کی ساتہہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت میں پہل پکتی ہین اور عیش
سعة العيش وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال كل ابن ادم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى
فراخ ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑہتی ہین اور دس سی
سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لى وانا اجزى به يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلى
سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی مین ہی اوسکا بدلہ ہونگا کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی
يعني ان كل طاعة وخير اذا لم يكن برياء ونفاق فاقل ما يعطى لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالى مَنْ
مراد یہہ ہی کہ ہریک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو
جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد يزاد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
لاوی بہلائی اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اونکی جو خرچ کرتی ہین اپنی مال
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ
اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی
واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتادى الا بالصبر وقد قال الله تعالى اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ
اور روزہ کی ثواب کا تو کچہہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہین ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملتا ہی اونکا اجر
بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان يوجد فى غير الصوم من العبادات لكن وجوده فيه ليس كوجوده فى غيره
بلا گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہین ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی
لانه ثلثة انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر على محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها
کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین
يوجد فى الصوم اذ فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات
تینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزی مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین
وصبر على ما يصيبه من الم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحول والنقصان
اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کم زور ہوجاتا ہی
والمفضى الى الهلاك طلبا لرضاء الله تعالى اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلى
اور واسطی طلبگاری مرضی الہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسہی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑ دیتا ہی
وايضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه تعالى
اور یہہ بہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی
منزها عن هذه الاشياء فلما كان فى الصوم هذه المعانى خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه
ان سب امور سی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنی ذات

ولم يكله الى غيره فاعطى الصائم من عنده اجر البر ليس له حد ولا عد وقيل ان الصوم سر بينه وبين العبد
ذمہ دار ہوا کسی دوسرے پر حوالہ نہ کیا پھر روزہ دار کو اپنی درگاہ سی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہیں اور بعضی یہہ کہتی ہین کہ روزہ ایک راز ہی اللہ اور بندہ کی
يفعله خالصا لوجهه وطالبا لرضائه لا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا حتى قيل ان الحفظة
بیچ مین کہ اوسکو خالص واسطی اللہ کی اور واسطی اوسکی رضا مندی کی ادا کرتا ہی اوسکی سوا کسیکو معلوم نہین ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی یہانتک کہ کہتی ہین کہ
لا تطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر الطاعات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى فلما كان هو العالم به دون
کرام کاتبین کو بھی معلوم نہین ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکھتی ہین بخلاف اور عبادات کی کیونکہ اور عبادات کو اور بھی سوا اللہ تعالی کی جان جاتی ہین اور چونکہ روزہ کی خبر
غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يوكله الى غيره كانه تعالى قال الصوم لا يطلع عليه
سوای اللہ تعالی کی اور کو نہین ہوتی تو اوسکو اللہ تعالی نی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکیا گویا اللہ تعالی نی یہہ ارشاد فرمایا روزہ
غيري وحدانا اتولى الجزاء عليه ولا اكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه يقتضي ان يكون
ثواب مین ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہون اور پر حوالہ نہین کرتا اور سخی جب یہہ کہی کہ مین آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہون تو لازم ہی کہ وہ
ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له احصاء ولا حساب وروي عن ابي هريرة انه
عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی مین آوی اور نہ حساب مین اور ابوہریرہ سی روایت ہی
قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه يعني ان الصائم له سروران على ان الفرحة
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ کہولتی ہوتی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو دو دفعہ
مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالى
فرح سی مشتق ہوئی اور سرور کو کہتی ہین اور سرور پروردگار کی ملاقات پر سو اسکا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعۃً جمع کیا ہوا اللہ تعالی کی پاس پاویگا
فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته لله تعالى يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى
اس لیئی کہ جسنی اپنا کہانا پینا اور شہوت خدا کی واسطی چہوڑی تو خدا تعالی اوسکا عوض اوس سی بہتر عطا کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبي عليه السلام لرجل
اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاوگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نی ایک شخصکو
انك لن تدع شيئا اتقاء الله الا اتاك الله خيرا منه وروي ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة
تو ہرگز نہین ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان
تحت العرش ياكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس ما لهؤلاء ياكلون ونحن في الحساب فيقال انهم كانوا
عرش کی تلی بچہا دیگا اوسپر بیٹہی کہا دینگی اور اور لوگ ابہی حساب مین مبتلا ہونگی وہ لوگ دیکہکے یہہ کہین گی یہہ کون لوگ ہین کہ کہانا کہاتی ہین اور ہم حساب ہی مین
يصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له الريان لا يدخل منه
روزی رکہتی تہی اور تم روزہ خورتہی اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ سی
الا الصائمون والمراد بالصائمين هم الذين يكثرون الصوم فانهم تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان
صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور روزہ دارونسی مراد وہ لوگ ہین جو روزی بہت رکہتی ہین کیونکہ انہون نی جو بہوک پیاس کی شدت اوٹہائی تو ایسی دروازہ سی خاص ہوئی
من العطش قبل تمكنهم من الجنة واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب والجماع لان النفس
کہ جسمین تازگی اور پیاس کا بچاو جنت مین داخل ہونی سی پہلی ہی اور افطار کی وقت سرور اسلئی ہوتا ہی کہ کہانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا جی
مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا منعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی اپنی مناسبات کہانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اوسکو ان باتون کی کسی وقت مین روک ہو کر پہر دوسری وقت مین

لها فی وقت آخر یفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضی
تو پهر خود بخود خوش هوتا هی خاص کر جب اوسکو ادهر بهت حاجت هووی کیونکه بهوک لگی هوتی هی پیاس کا زور هوتا هی دل کو
باخذ حاجتها یشعر بهذا ماروی عن ابن عمر انه علیه السلام کان اذا افطر یقول ذهب الظمأ وابتلت
اپنی حاجت کا تقاضا هوتا هی ابن عمر کی روایت سی یهه معلوم هوتا هی که نبی علیه السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تهی پیاس بجهگئی اور رگین تازه هوئین
العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی فان الله تعالی وان حرم علی الصائم فی نهار صیامه ان یتناول هذه
اور ثواب ثابت هوگیا ان شاء الله تعالی کیونکه الله تعالی نی اگرچه روزه دار پر روزه کی دن مین یهه حرام کردیا هی که ان شهوت کو عمل مین لاوی
الشهوات لکن اذن له ان یتناولها فی اللیل بل احب منه تعجیل الفطر فی اول اللیل وتاخیر السحور الی آخر اللیل
لیکن اوسکو اجازت هی که رات کی وقت عمل مین لاوی بلکه رات کی آتی هی جلد هی افطار کرنا اور سحر تاخیر کرکر آخر شب مین کهانی مستحب هی
لما روی عن ابی ذر انه علیه السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروی ان الله تعالی
ابوذر کی روایت سی که نبی علیه السلام نی فرمایا میری امت همیشه بهلائی پر رهی گی جبتک سحر کهانی مین تاخیر اور افطار کرنی مین جلدی کرین اور روایت هی که الله تعالی
وملئکته یصلون علی المتسحرین وان احب عباده الیه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم یترك شهواته
اور اوسکی فرشتی سحر کهانی والون پر رحمت بهیجتی هین اور بڑی محبوب بندی الله کی وه هین جو جلدی افطار کرتی هین حاصل یهه هی که روزه دار اپنی شهوت
بالنهار تقربا الی الله تعالی وطاعة له ویتناولها فی اللیل تقربا الی الله تعالی وطاعة له فلا یترکها الا بامره ولا یعود الیها
دن کی وقت الله تعالی کی طاعت اور قربت کی لئی ترک کرتا هی اور رات کی وقت اپنی شهوت کو واسطی قربت اور طاعت الٰهی کی عمل مین لاتا هی سو الله تعالی کی حکم هی سی
الا بامره فهو مطیع فی الحالین فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاه فی ترك شهواته قدم رضی مولاه علی هواه فصارت لذته فی ترك شهواته لله تعالی
ترک کرتا هی اور اوسهی کی حکم سی اختیار کرتا هی پس وه دونو حال مین الله تعالی کا فرمانبردار هی کیونکه مؤمن روزه دار نی جب دیکها که خوشنودی میری صاحب کی شهوات کی
اعظم من لذته فی تناولها بل یکون کراهة تناولها عنده فی خلوته اشد من کراهته لالم الضرب لعلمه
ترک مین هی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی هوا و هوس پر مقدم رکهی تو اوسکو واسطی خدا کی شهوت ترک کرنی مین زیاده لذت هی بنسبت لذت شهوت برتنی کی بلکه اوسکو شهوتون کا
بکراهة مولاه لفطره فیکون لذته فیما یرضی مولاه وان کان مخالفا لهواه ویکون المه فیما یکرهه مولاه وان کان
که روزه کهانا میری صاحب کو ناپسند هی پهر اوسکو لذت اس بات مین هوگی جسمین اوسکا صاحب خوش هو اگرچه وه بات اوسکی خواهش کی برخلاف هو اور اوسکو رنج و تکلیف اوس
موافقا لهواه فاذا کان هذا فیما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ینبغی ان یتاکد ذلك فیما
بات مین هوگی جسکو اوسکا مولی ناپسند کری اگرچه وه بات اوسکی مطلب کی هو جب مؤمن کا یهه حال اون محرمات مین هی جو روزه کی سبب سی ممنوع هین جیسی کهانا پینا اور جماع
حرم علی الاطلاق کالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر اعراضهم فان کل ذلك مما یسخط
تو لایق هی که یهه حالت زیاده تر هووی اون امور مین جو مطلقاً حرام هین جیسی زنا اور شراب خوری اور کسیکا مال ناحق لینا اوسکی بی آبروئی کرنی کیونکه یهه تمام اعمال ایسی هین که
الله تعالی فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کاملا یکره ذلك کله اشد من کراهته لالم الضرب ثم ان
الله تعالی انسی هر وقت اور هر جگه بیزار رهتا هی جب آدمی کا ایمان کامل هوتا هی تو ان سبکو چوٹ کهانی کی تکلیف سی بدتر جانتا هی پهر
المؤمن فی حال صومه لما علم ان له ربا یطلع علیه فی خلوته وقد حرم علیه ان یتناول شهواته التی جبل
مؤمن روزه دار عین روزه مین چونکه یهه حال جانتا هی که میرا رب میری حال سی خلوت مین بهی خبردار هی اور میری اوپر تمام شهوت کا عمل کرنا جنکی طرف دل کو رغبت هی
علی المیل الیها اطاع ربه وامتثل امره واجتنب نهیه خوفا من عقابه ورجاء الی ثوابه ولهذا کان نومه
حرام کردیا هی تو یهه اپنی رب کی فرمان برداری کرتا هی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا هی اور نهی سی بچتا هی اسهی لئی روزه دار کا سونا بهی
عبادة کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما
عبادت هوتی هی چنانچه حدیث مین آیا هی که روزه دار کا سونا بهی عبادت هی ابو العالیه کهتا هی روزه دار جب تک کسی کی غیبت نکری عبادت مین هی اگرچه سویا هووی

على فراشه فعلى هذا يكون فى ليله ونهاره على عبادة وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال لخلوف

سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی مین ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ

فم الصائم اطيب عند الله تعالى من ريح المسك يعنى ان الخلوف وهو بضم الخاء رائحة حاصلة فى

روزہ دار کی منہہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خا کی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو

فم الصائم من تصاعد الابخرة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستكرهة

روزہ دار کی منہہ مین معدہ مین سی بخارات چڑہ کر پیدا ہوجاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیون کو ناپسند ہو

لكنها عند الله احب من ريح المسك حيث كانت ناشئة عن طاعة الله تعالى فلذلك ذهب الشافعى الى

پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسیواسطی امام شافعی کی مذہب مین

استحباب استدامتها وكراهة ازالتها بالسواك بخلاف الخلوف الذى يحدث من غير الصوم حيث يلزم

اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہوجاوی اسواسطی کہ اوسکا

ازالته بالسواك فان من عبد الله تعالى واطاعه وطلب رضاه فنشأ من ذلك العمل اثار مستكرهة للنفو[س]

دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کری اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اسمین اگر کچہہ اثار آدمیون کی خلاف طبع

فتلك الاثار غير مستكرهة عند الله تعالى بل هى محبوبة طيبة عنده ويجعلها فى الاخرة اطيب من

ناپسند پیدا ہوجاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی اون اثار کو آخرت مین مشک سی زیادہ تر

ريح المسك فان الصوم لكونه سرا بين العبد وربه فى الدنيا يظهره الله تعالى فى الاخرة ويكون علانية

پاکیزہ کر دیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین بہید تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہوجائیگا اور

ويشتهر اهل الصيام بذلك بين الناس لما روى عن انس مرفوعا ان الصائمين يخرجون من قبورهم يعرفون بريح

روزہ دار اس سی تمام خلقت مین مشہور ہوجاوینگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہینگی تو منہہ کی خوشبو سی پہچانی جاوینگی

افواههم فان ريح افواههم اطيب من ريح المسك والحاصل انه عليه السلام لما اراد ان يبين فضل الصيام

کیونکہ اونکی منہہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجة الصائم شبه ما يستكره منه فى الطباع البشرية من الرائحة باطيب ما يرام ويطلب ويستنشق من

اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من هذا التشبيه الثناء على الصائم وتطييب قلبه لئلا يمتنع عن المواظبة على الصوم

سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہہ مین بو پیدا ہوتی ہی بیٹہہ نرہی

الجالب للخلوف وحيث فضل ما يستكره منه على اطيب ما يستلذ من جنس الطيب ليقاس عليه ما فوقه من الاثار

اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کرلین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان له عند الافطار دعوة مستجابة كما جاء فى الحديث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة

روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لكن بشرط ان يكون افطاره على حلال فان من صام عما احله الله تعالى وافطر على ما حرمه الله تعالى لا [يستجاب]

پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیز ونسی بند ہو کر روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی

دعاءه ولا يقبل صومه لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله

اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ

حاجة في ان يدع طعامه وشرابه يعني ان من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله تعالى
کیا پروا ہی اسکی کہ وہ اپنا کہانا اور پینا ترک کردے مراد یہہ ہی جو شخص جہوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چہوڑیگا تو الله تعالی اوسکا روزہ قبول نہین کرتا
صومه ولا ينظر اليه لانه امسك عما يحل له في غير حال الصوم ولم يمسك عما لا يحل له في جميع الاحوال
اور نہ اوسکی طرف توجہ کریگا اسلیئے کہ جو چیزین اوسکو بدون روزہ کی مباح تہین اونسی تو باز رہا اور جو چیزین اوسکو ہمیشہ کو حرام تہین اونسی باز نہ آیا
لان المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة
کیونکہ روزہ سی مقصود صرف بہوک پیاس نہین ہی بلکہ روزہ سی مقصود وہ ہی جو اوسکی بعد حاصل ہوتی ہی شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مغلوب
وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شيء من ذلك فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا
کرنا جب انمین سی کچہہ بہی حاصل نہوا تو پہر کہانا پینا ترک کرنی سی کیا فائدہ ہی اس تقریر کی موافق
يكون نفي الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبيل نفي السبب وارادة المسبب وفي حديث اخر انه عم
حاجت کی نفی سی مقبول نہونا روزہ کا مراد ہی جیسی سبب کی نفی کرکر مسبب کی نفی مراد لیتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نی
قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل
فرمایا روزہ ڈہال ہی جب کوئی تم مین سی کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی پہر اگر اوسکو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہدی
اني امرؤ صائم يعني ان الصوم جنة وهي بضم الجيم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم يستتر به
مین تو روزہ دار ہون مراد یہہ ہی کہ روزہ جنۃ ہی اور جنۃ جیم کی پیش سی ڈہال کو کہتی ہین اور روزہ کو اسلیئے ڈہال ٹہرایا ہی کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کی
عن النار لكثرة ثوابه ويتحفظ به عن المعاصي ووسوسة الشيطان لانه يطبق مجاري الدم التي هي
آگ سی بچا لیتا ہی اور روزہ دار روزہ کی سبب گناہون اور شیطانی وسوسہ سی بچ جاتا ہی اسواسطے کہ مسامات خون کی جو شیطان کا رستہ ہوتا ہی
مجاري الشيطان فان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم فتنكسر الشهوة ويسكن الغضب لكن ينبغي
بند ہوجاتی ہین کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی اسواسطی شہوت ضعیف ہوجاتی ہی اور غصہ بجہہ جاتا ہی لیکن
ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم لا يتحقق به
سمجہنی کی بات ہی کہ ڈہال سی جیسی کچہہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جبتک وہ پوری اور مضبوط اور بی خلل نہو ایسی ہی روزہ سی اوٹ حاصل نہین ہوسکتی
التستر الا على حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فيه شيء من الخلل ينتقص بمقدارة
جبتک کہ وہ خطا اور خلل سی صاف محفوظ نہو اگر اوسمین کچہہ خلل ہوگا تو وتنا ہی ثواب عمل کا کمتر ہوجاویگا
ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب
اسیلیئے نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا ہی اگر تم مین سی کوئی کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی
والرفث الفحش من القول وما يضاهيه من التصريح مما يجب ان يكنى عنه عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء
اور رفث کی معنی بیہودہ باتین گالی گلوج وغیرہ اور جو اوسکی مانند ہو یعنی جماع کی لفظون مین سی صاف کہنا اوس لفظ کا جو اشارۃً کہا جاوی اور صخب خاء
المعجمة الصياح والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع
نقطہ دار سی چیخنا چلانا اور جہگڑا کرنا اور مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہی کہ تکرار کی وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہی اور نہ بیہودہ پکار کر بولی
صوته بالهذيان بل يلزمه ان يكون ممسكا عن جميع المناهي لا من الطعام والشراب فقط فان شتمه
بلکہ اوسکو لازم ہی کہ تمام مناہی سی بند رہی نہ صرف کہانی اور پینی سی پہر اگر کوئی اوسکو گالی دی
احد فليقل بلسانه صيانة لصيامه ويسمع شاتمه اني صائم ويجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول
تو چاہی کہ واسطی حفاظت روزہ کی اپنی زبان سی گالی دینی والی کو سنادی کہ مین روزہ دار ہون اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجہی اور بعضی کہتی ہین

ذلك بقلبه بان يتفكر في كونه صائما ليرتدع نفسه عن سيّئ القول ويقوى على كظم الغيظ ولا يكافيه
کراپنی دلمین یکہی اسطور کہ خیال کری کہ مین روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اورغصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی
على شتمه لئلا يحبط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه
تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہوجاوی پہر اون لوگون مین ہوجاویگا جنکی حق مین نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ اونکو روزہ مین سی
الا الظمأ وكم من قائم ليس من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب
صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ اونکو رات کی نماز مین کچہ صرف بیداری ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہین ہوتی
اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالى في ترك الطعام والشراب في نهار صيامه فليمتثل امره فيما
جبتک محرمات کو چہوڑ کر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چہوڑ کر خدا کا حکم بجا لایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات مین بہی
يحرم عليه في كل وقت ولا يحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيما حرم عليه قبل وفاته يعاقب في الاخرة
جو اوسپر دایمی حرام ہین اور کسی حالت مین حلال نہین ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کر کر محرمات کو زندگی مین برتی گا تو آخرت مین یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شئی سی
بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشربها في الاخرة ومن لبس
محروم رہیگا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نی دنیا مین شراب پی آخرت مین نہین پیویگا اور جس نی دنیا مین
الحرير في الدنيا لم يلبسه في الاخرة فاتقوا الله يا عباد الله في اقامة حدود الله اذ كثير من الناس في هذا
حریر پہنا آخرت مین نہین پہنیگا سو ای بندگان الہی اللہ سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکہو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ مین
الزمان يمشي على العوائد الشايعة بين الانام لا على ما يقتضيه الايمان المجلس السابع والعشرون
اوس راہ و رسم پر چلتی ہین جو خلقت مین مشہور اور مستعمل ہین اوسپر نہین چلتی جو ایمان کی لایق ہی ستائیسوین مجلسمین

في بيان كيفية النية يستدعيه الاسلام

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی
صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما
رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی اوسکی خطائین معاف ہونگی گذری ہوئین اور جسنی رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیداری کی اوسکی خطائین
تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اختص
گذری ہوئین معاف ہونگی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث مین دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ
كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والاخر قيام الليالي فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو في
دونو کو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت مین
اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشرب والجماع من
مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع مین کہتی ہین امساک کو مفطرات مقرری سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی
الصبح الى غروب الشمس مع النية وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء
فجر سی لیکر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتہہ اور روزہ کی تین قسم ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین اداہون یا قضا
وصوم الكفارة واما الواجب فالنذر معينا كان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فيه قصدا
اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصداً روزہ رکہلیا
يلزمه اتمامه وان افسده فعليه قضاؤه ولا يجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالى
تو اوسکا پورا کرنا لازم ہوجاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہین ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا اعمالكم والضيافة عذر في حق الضيف والمضيف ومن ظن ان عليه صوما فشرع فيه
اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور مہمانی بہی مہمان اور مہماندار کی حق مین ایک عذر ہوتا ہی اور جسنی یہہ خیال کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر اس خیال سی
ثم علم عدمه فاكل لا يلزمه شئ لانه ظان والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
روزہ رکہا پہر معلوم ہوا کہ نہین ہی پس کہا لیا اوسپر کچہہ نہین آتا اسواسطی کہ اسکو یقین نہین تہا اور شبہہ کی بدلی قضا نہین آتی اسواسطی کہ قضا یا تو لازم کر لینی سی آتی ہی یا لازم کر دینی سی
ولم يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضية ادائه
سو ان دونو مین سی کچہہ نہین ہی اور رمضان کی روزون کی فرض ہونی کی شرط اسلام ہی یعنی کافر پر نہین اور عقل یعنی دیوانہ پر نہین اور بلوغ یعنی بچہ پر نہین اور ادا کی واسطی
الصحة والاقامة فان المريض والمسافر يجوز لهما الافطار ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل ولصحة
شرط صحت ہی یعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئی جایز ہی کہ افطار کر کی پہر قضا کرین لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہی اور واسطی صحت
ادائه الطهارة عن الحيض والنفاس لا الطهارة عن الجنابة اذ يجوز صوم من اصبح جنبا او نام واحتلم
ادا کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سی فقط جنابت سی پاک ہونا شرط نہین ہی اسواسطی کہ اگر جنابت مین صبح ہو جاوی یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا
واما الحائض والنفساء فلا يجوز صومها بل يلزمها الافطار ثم القضاء لكن الحائض تفطر سرا لا جهرا وكذا كل
تو روزہ جایز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہین ہی بلکہ انکو چاہئی کہ افطار کر کر قضا کرین لیکن حیض والی عورت چہپی ہوئی افطار کری ظاہر نکری اور ایسی
من ابيح له الافطار لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يكون متهما عند الناس بالفسق الذي هو اكل رمضان
جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور اوسکا عذر ظاہر نہو تو اور لوگون کی عندیہ مین فسق مین بدنام ہوگا یعنی رمضان مین دن کو کہانا
والاحتراز عن موضع التهم واجب لما روي انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقفن
اور تہمت کی جگہہ سی پرہیز کرنا واجب ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی
مواقف التهم وقد ذكر في البزازية ان من اكل في شهر رمضان شهرة عيانا متعمدا يومر بقتله لان صنعه
مقام پر ہرگز نہ کہڑا ہو اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان مین تمام مہینی برملا قصدا کہایا کری تو اوسکو قتل کرین اسواسطی کہ اوسکا یہہ عمل
دليل الاستحلال له ويصح اداؤه بنية من الليل الى الضحوة الكبرى وبنية مطلقة وبنية النفل وبنية واجب اخر
دلیل حلال سمجہنی کی ہی اور رمضان کی روزہ کا رات سی چاشت کی وقت تک نیت کر کر ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سی اور نفل کی نیت سی اور دوسری واجب کی
ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم والافضل التبييت وهو النية من الليل ليقع اول جزء من الصوم مع النية
نیت سی بہی صحیح ہی پہر ہماری نزدیک ہر دن کی لئی علیحدہ نیت ضرور ہی اور تبییت افضل ہی یعنی رات سی نیت کر لی تا کہ پہلا جز روزہ کا بہی نیت سی واقع ہو
والنية ان يعرف بقلبه انه يصوم ولا عبرة بالنية المتقدمة على الغروب وانما الاعتبار للنية المتاخرة
اور نیت یہہ ہی کہ دل مین قصد کر لی کہ مین روزہ رکہونگا اور اوس نیت کا اعتبار نہین ہی جو غروب آفتاب سی پہلی ہو اعتبار اوسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنی سی
عن الغروب حتى لو نوى قبل ان تغيب الشمس ان يكون صائما غدا ثم غفل الى الزوال من الغد لا يجوز صومه
پیچہی ہو یہان تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سی پہلی یہہ نیت کی کہ مین کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہین ہی
ولو نوى بعد غروب الشمس يجوز والنذر المطلق لا يصح الا بالنية من الليل واما النذر المعين والنفل فكل
اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہی اور نذر مطلق رات سی نیت کئی بغیر جایز نہین ہی اور نذر معین اور نفل دونو
منهما كاداء صوم رمضان يجوز بالنية من الليل الى الضحوة الكبرى لكن النية من الليل افضل كما مر
مانند ادا روزہ رمضان کی رات سی لیکر دوپہر سی پہلی پہلی نیت کرنی سی جایز ہو جاتی ہین پر رات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی
فكل صوم لا يتادى الا بالنية من الليل اذا نواه مع طلوع الفجر يجوز لان الواجب قران النية بالصوم لا تقدمها
پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہین ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کر لی تو بہی جایز ہو جاتا ہی اسواسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ سی

کر دینی سی

علیه ولو نوی بعد طلوع الفجر عن القضاء لا یقع عن القضاء بل یکون تطوعا حتی لو افطر یلزمه القضاء
پہلی ہونا ضرور نہیں ہی اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہی اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی

واذا وجب علی احد قضاء یومین من رمضان واحد واراد ان یقضیهما ینبغی له ان ینوی اول یوم
اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہون اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہی تو اوسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان میں سی

وجب علیه من هذا الرمضان وان لم یعین الاول یجوز وکذا لو کانا من رمضانین ینبغی له ان ینوی
واجب ہوا ہی اور اگر اول روز کو نہیں معین کریگا تو بہی جایز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہون تو اوسکو چاہیی کہ اول نیت

قضاء یوم الرمضان الاول وان لم یعین اختلفوا فیه والمختار انه یجوز ومن افطر عمدا فی یوم من رمضان
قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یون معین نکری تو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف مین سی مختار یہہ ہی کہ جایز ہی اور جسنی عمدًا رمضان کا ایک روزہ

حتی وجب علیه الکفارة وهو فقیر وصام احدی وستین یوما عن القضاء والکفارة ولم یعین
کہا لیا یہان تک کہ اوسپر کفارہ واجب ہوگیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹہہ روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا

یوم القضاء یجوز ویصیر کانه نوی القضاء فی الیوم الاول وستین یوما بعده عن الکفارة وتقدیم
تو جایز ہو جاتی ہین اور یون ہو جاتا ہی گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا

الکفارة علی القضاء هل یجوز ام لا قال القاضی الامام یجوز والکفارة انما یجب بافساد اداء رمضان
قضا پر آیا جایز ہی یا نہین قاضی امام کہتی ہین جایز ہی اور کفارہ اداء رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہی

لا بافساد قضائه ولا بافساد اداء غیره او قضائه وهی اعتاق رقبة وان عجز عنه فصیام شهرین
قضا کی فاسد کرنی سی یا اور اداء کی فاسد کرنی سی یا اور قضاء کی فاسد کرنی سی واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہہ ہی اول غلام ازاد کرنا اگر یہہ نہوسکی تو روزی دو مہینی کی

متتابعین وان عجز عنه فاطعام ستین مسکینا بان یعطی لکل واحد منهم نصف صاع من
پی در پی بی تخلل اور اگر یہہ بہی نہوسکی تو ساٹہہ مسکینون کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمین سی آدہا آدہا صاع

بر او صاعا من شعیر اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما یفسد الصوم وما لا یفسده وما یوجب الکفارة
گیہون کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہوچکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہو جاتا ہی اور کیونکر فاسد نہین ہوتا اور کس صورت مین کفارہ واجب

وما لا یوجبها فاعلم ان من جامع او جومع فی احد السبیلین فی نهار رمضان عمدا یلزمه القضاء والکفارة
ہو جاتا ہی اور کس صورت مین واجب نہین ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونون مین سی کسی رستہ مین رمضان مین دن کو قصدًا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہین

ولا یشترط الانزال فی الجانبین اذا توارت الحشفة وکذا لو اکل او شرب غذاء او دواء عمدا یلزمه القضاء
دونو کی حقین انزال کا ہونا شرط نہین ہی اگر سر ذکر غائب ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدًا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہین

والکفارة اما لو اکل او شرب او جامع ناسیا لا یفسد صومه سواء کان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومه
ہان اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہین ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ

فسد فاکل عمدا فی رمضان یلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو افطر مخطئا بان کان ذاکر الصوم
جاتا رہا پہر اسنی قصدًا رمضان مین کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہین آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہو گیا اسطور کہ روزہ تو یاد تہا

وتمضمض فوصل الماء فی جوفه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة ولو ابتلع البزاق الذی
پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق مین اُتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہین آتا اور اگر تہوک جو اوسکی منہہ مین

اجتمع فی فیه لا یفسد صومه بل یکره وکذا لو ابتلع المخاط الذی ینزل من راسه الی الفم لا یفسد صومه
جمع ہو رہا تہا نگل گیا تو روزہ نہین جاتا پر مکروہ ہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ مین آتا ہی نگل جاوی تو روزہ نہین جاتا

وکذا

وكذا لو بقي في فيه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا يفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وكذا اذا خرج

اور ایسی ہی اگر منہہ کی اندر کلی کی بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تہوک کی نگل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سی بچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر

الدم من بين اسنانه ودخل في حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للبزاق ولم يجد طعمه لا يفسد صومه

اوسکی دانتون مین سی خون نکل کر حلق مین چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تہوک زیادہ تہا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی

وان كانت الغلبة للدم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو استويا يفسد صومه

اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تہوک اور خون دونو برابر ہوں تو

احتياطا ولو كان بين اسنانه شئ فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلا لانه تبع للريق وان كان

احتیاط کی لئی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوسکی دانتوں مین کوئی چیز رہگئی تہی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تہوڑی ہی اسلئی کہ تہوک مین شامل ہی اور اگر کچہہ

كثيرا يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقدر الحمصة فما فوقها كثير وما دونها قليل و

زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی برابر اور اس سی زیادہ بہت مین داخل ہی اور اس سی کمتر تہوڑا کہلاتا ہی یعنی تہوک مین شامل ہی

الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان كان قليلا كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كا

اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہہ مین چلا جاویگا اور یہہ نگل جاوی اگر وہ تہوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو

كثيرا حتى وجد ملوحته في جميع فمه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو ادخل الابريسم

یہان تک کہ اوسکی نمکینی تمام منہہ مین ہوگئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منہہ مین چلا گیا

المصبوغ في فيه فخرج لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة

اور اوسکا رنگ اوتر کر تہوک مین مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا

وكذا لو ابتلع شيئا مما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالتراب والحجر ونحوهما يفسد صومه ويلزمه

اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم

القضاء دون الكفارة وذكر في القنية نقلا عن الفقيه ابي جعفر ان من افطر في رمضان مرة بعد

آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ مین فقیہ ابو جعفر سی نقل کر کر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان مین بار بار

اخرى بتراب او مدر لاجل المعصية فعليه الكفارة زجرا له وكتب غيره نعم والفتوى على ذلك وبه اخذ

مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالی گناہ کی راہ سی تو اوسپر دہمکی کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں نی لکہا ہی کہ ہان اور اسی پر فتوی ہی اور تمام ملک کی

ائمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيح للفطر

علمار کا یہہ ہی مذہب ہی اور اسی مین یہہ بہی مذکور ہی کہ کار بگر محتاج اگر یہہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہوجاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی

يحرم عليه الفطر قبل ان يمرض وذكر فيها ايضا ان الخباز لا يجوز له ان يخبز خبزا يوصله الى ضعف

تو اوسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہہ بہی مذکور ہی کہ بہٹیارہ کو جایز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوی جس سی ضعف ہو کر

مبيح للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف وذكر فيها ايضا ان من اتعب نفسه في عمل حتى

افطار مباح ہوجاوی بلکہ آدہی دن روٹی پکاویگا اور آدہی دن آرام کری اور اسمین یہہ بہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی مین اتنی محنت لی

اجهدة العطش وافطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف

کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا

من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطرت كان عليه القضاء دون

کاربار کرتی کرتی تہک جاویگا سالن روٹی پکاکر اور کپڑی دہوکر اور اور کاروبار مین اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کردی تو اوسپر قضا آویگی

الكفارة وكذا الزوجة اذا افطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل
کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کردی ایسی ہی کام بار میں تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہیں آتا اسواسطی کہ از روی دیانت بی بی پر واجب ہی
كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمة
کہ جو کار بار گہر کی اندر ہوتی ہین پکانا ریندہنا کپڑی دہونی اور سوا اسکی جہاڑو وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر بی بی کچھہ بہی کار نکری تو گنہگار ہوگی
وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر النهر او لكريه او لاصلاح المربض وعليه
اگرچہ اوسپر جبر نہیں ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کرنی پانی نہر کی یا واسطی کہودنی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور
موكل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون
سلطان کی طرف سی اوسپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی
الكفارة ومن اكل عمدا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا افطرت عمدا
کفارہ نہیں ہی اور جسنی قصدا روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پہر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی ایسی ہی اگر عورت قصدا
حتى لزمتها الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض والمرض ومن
روزہ توڑ ڈالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پہر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط
افطر في اول النهار عمدا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكرهه السلطان
ہوجاتا ہی اور جس شخص نی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پہر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور ایسی ہی اگر
على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يحل له ان يفطر في ذلك
بادشاہ نی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جس نی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی
اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باشره باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارة
اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کام سی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہین ہوگا اور اگر افطار کر دیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی
ولو لم يفطر حتى تذكر شيئا نسيه في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء
کفارہ نہیں ہوگا اور اگر ابہی افطار نہیں کیا تہا جو اوسکو کوئی چیز گہر مین بہولی ہوئی یاد آئی یہہ ہنگام گہر مین آیا اب کچھہ کہا لیا پہر گہر سی روانہ ہوا تو اوسپر قضا
والكفارة لكونه مقيما عند الاكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في
اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مقیم تہا اسواسطی کہ سفر گہر مین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچونگا
يومه مصره يكره له الفطر لاجتماع حكم الاقامة والسفر في هذا اليوم فيترجح جهة الاقامة ومن
تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو
غلبه القيء وقاء سواء كان ملأ الفم او دونه لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام
خود بخود قی ہوگئی برابر ہی کہ پر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہیں جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
من قاء لا قضاء عليه وان تقيأ فان كان ملأ الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقيأ فعليه القضاء
جسنی قی کی تو قضا نہیں ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہیگا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نی آپ سی قی کی تو اوسپر قضا ہی
وان لم يكن ملأ الفم يفسد صومه ايضا عند محمد لظاهر الحديث ولا يفسد عند ابي يوسف وينبغي للصائم
اور اگر قی پر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہیگا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام ابو یوسف کی نزدیک روزہ نہیں جاتا اور روزہ دار کو چاہی
ان لا يبالغ في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بخرقة لئلا يصل
کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہل کر نہ بیٹہی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑی سی نہ پونچہی کہڑا نہ ہوجا تاکہ پانی اندر

الماء الى باطنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع الحقنة يفسد صومه
نہ چلا جاوی پہر روزہ جاتا رہیگا کیونکہ جو استنجا مین مبالغہ کری یہان تک کہ حقنہ کی جگہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہیگا

لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراويح
پر کفارہ نہین آتا یہہ ہین روزہ کی احکام اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت

وفضيلتها واما القيام في ليالي رمضان فالمراد به احياء لياليه واحياء بعض من كل ليلة
اور فضیلت کی بیان مین اور قایم رہنا رمضان کی راتون مین اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہریک رات مین سی تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التراويح فانه عليه السلام كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بعزيمة
واسطی ادا تراویح کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکن بحکم عزیمت کا نہین فرماتی تہی

فيقول من قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من قام الى الصلوة في
یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون مین

ليالي رمضان تصديقا بحقيته وسنيته وطلبا لرضاء الله تعالى وثوابه لا خوفا من مذمة الناس
اوسکو حق اور مسنون سمجہکر واسطی رضامندی اللہ تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچہہ خوف لوگون کی برا کہنی کا

واستحياء منه يغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ينفك عنهما عمل سواء كان فرضا او
اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال مین معتبر ہین کوئی عمل خالی نہین برابر ہی کہ فرض ہویا

نفلا اذهما شرطان لقبول كل عمل والله تعالى لا يقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو ان
نفل ہو اسلوسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ دو شرطین ہی اور اللہ تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہین کرتا اور بعد انکی ایک اور بہی شرط ضروری ہی یعنی

يكون العمل موافقا للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الجماعة
عمل سنت کی مطابق ہو اسلوسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو اللہ تعالی قبول نہین فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی

في المسجد لكن على طريق الكفاية حتى لو تركها اهل مسجد اساءوا وكانوا تاركين للسنة ولو اقامها
ادا کرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی

البعض في المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها في بيته فالمتخلف يكون تاركا للفضيلة ولا يكون
مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہ لین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار

مسيئا ولا تاركا للسنة لان بعض الصحابة قد روى عنهم التخلف وعن ابي يوسف ان من قدر
اور سنت کا تارک نہین ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہین ہوتی تہی اور ابو یوسف رح سی روایت ہی کہ جو شخص

على ادائها بالجماعة في بيته مع مراعاة السنة فالصلوة في بيته افضل والصحيح ان للجماعة
تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کرسکتا ہی سنت کی رعایت کرکر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر

في بيته فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهو حاز احدى الفضيلتين وترك الفضيلة
جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزائدة لترك الجماعة في المسجد وقال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات واما نفس التراويح
اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤكدة على الاعيان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله عم
ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج تک پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکها والدلیل علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة

سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہین اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی مسجد مین حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تھا

من حصیر لیصلی فیها السنن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراویح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلث

تاکہ اوسکی اندر سنتین پڑہا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین سی باہر آکر تراویح لوگون کی ساتہہ جماعت سی پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی

لیال فلما کانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة

اتفاق ہوا جب چوتہی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہوگئی کہ مسجد مین تنگی سی جگہہ نہ ملی جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہتی ہی حجرہ مین تشریف لیگئی

بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیهم فما زالوا ینتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم

پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سوگئی پہر کسینی تو کہانسنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین

وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب

اور کوئی کہتا تہا نماز نماز ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمانی لگی کہ مین تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہون یہان تک کہ مجہکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہوجاوین

علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا

اور اگر تمپر فرض ہوجاوینگی تو ادا نہ کروگی سو تم ای صاحبو اپنی اپنی گہر مین پڑہ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی گہر مین افضل ہوتی ہی

الصلوة المکتوبة فتوفی رسول الله علیه السلام والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافة

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہہ ہی رہا پہر حضرت ابوبکر کی خلافت مین بہی حال یون ہی رہا

ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافته رای الناس یصلون التراویح فی المسجد

اور ابتداء خلافت مین حضرت عمر کی بہی پہر حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت مین لوگون کو دیکہا کہ تراویح مسجد مین الگ الگ پڑہتی ہین

منفردین فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتمیم الداری لیصلیاها بالناس امامة فصلیاها

تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہوکر اور لوگون کو نماز پڑہادین سو اون دونون

بالجماعة والصحابة متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ

جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغیرهم من المهاجرین والانصار وما رد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلک

اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انمین سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا

اور آپ پڑہتی رہی یہان تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا مین فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اونہی ہماری مسجدین روشن کردین

وقد قال النبی علیه السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کرلو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہین

یسمی کل اربع رکعات منها ترویحة مجازا لما فی اخرها من الترویحة التی هی اسم للجلسة وانما سمی بها

ہر چار رکعت کا نام مجازًا ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر مین ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لئی ٹہر جاتی ہین ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ

لان الصحابة کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامهم فی الصلوة ولکل ترویحة تسلیمتا

ن اسوسطی کہتی ہین کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز مین قیام بہت طویل دراز کرتی تہی اور ہر ہر ترویحہ مین دو دو سلام ہین

فتکون التسلیمات عشرا والترویحات خمسا والامام والجماعة یاتون بالثناء فی کل تکبیرة الافتتاح ویجلسو

ن اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑہا کرین اور ہر دو ترویحہ کی

بین کل الترویحتین قدر ترویحة واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة

بیچمین بقدر ایک ترویحه کی بیٹھی رہا کرین اور ایسی ہی پانچوین ترویحه اور وترون کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی

الی یومنا هذا وهم فی الانتظار مخیرون ان شاءوا سبحوا وان شاءوا هللوا وان شاءوا سکتوا ای

اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹھی رہین

ذلك فعلوا فهو حسن نقوله علیه السلام المنتظر للصلوة کانه فی الصلوة واهل مکة کانوا یطوفون

جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیه السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحه کی

بالبیت بین کل ترویحتین اسبوعا ویصلون رکعتین للطواف واهل المدینة کانوا یصلون

بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوسوقت مین

فی ذلك اربع رکعات ثم الافضل فیها استیعاب اکثر اللیل بالصلوة والاستراحة ویستحب

چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر

تاخیرها الی انتهاء ثلث اللیل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعده لانها

تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچہی کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل یحتاج فی کل شفع ان ینوی التراویح قال بعضهم یحتاج لان کل شفع

نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع

صلوة علیحدة والاصح انه لا یحتاج لان الکل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضی اصلا

جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوین تو اصلا قضا نہین ہی

لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلی العشاء وحده فله ان یصلی

نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسواسطی کہ قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علیحدہ پڑہی تو اوسکو جایز ہی کہ تراویح

التراویح بالامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا التراویح بالجماعة ومن لم یصل التراویح بالامام

جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو پہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین

یجوز له ان یصلی الوتر به ولو اقاموا التراویح بامامین فصلی کل امام تسلیمة قال بعضهم یجوز

تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کئی پہر ہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی

والصحیح انه لا یستحب والمستحب ان یصلی کل امام ترویحة فاذا جاز اقامة التراویح بامامین

اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویحه پڑہی اور جب کہ تراویح کا پڑہنا دو اماموں کی ساتہ

علی هذا الوجه یجوز ان یصلی احدهما الفرض والاخر التراویح ویکره للامام فی هذا الزمان التطویل

اسطور پر جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہا دی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرارت کو

الزائد عن حد قل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب للتنفیر

ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی

عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة مکروه ولکن لا ینبغی له ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة و

اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نچاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور

التسبیحات لمللهم لانهم غیر معذورین فیه وادنی ما یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود

تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کم سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوی

ثلث لقوله علیه السلام اذا رکع احدکم فلیقل ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلک ادناه و
تین بار ہین واسطی ارشاد علیه السلام کی جسوقت رکوع کری کوئی تمہارا توچاہی که سبحان ربی العظیم تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور

اذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلک ادناه والمراد به ادنی ما یحصل به السنة
جب سجدہ کری توچاہی که سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمین سنت حاصل ہوجاوی

ولذلک یکره النقص عن الثلث وکذا یکره للامام التعجیل علی وجه یعجز الجماعة عن اکمال اقل
اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہی که جماعت کی لوگ کم سی کم عدد مسنون کی پورا کرنی سی رکوع

السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وعن اکمال قراءة التشهد بل یزید الامام علی التشهد و یاتی
اور سجود کی تسبیحات مین اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہوجاوین بلکہ امام تشہد پر کچہہ زیادہ کری اور

بالصلوة علی النبی علیه السلام ان علم انها لا تثقل علی الجماعة وان علم انها تثقل علیهم لا یاتی بها
نبی علیه السلام پر درود پڑہی اگرجانی که جماعت کی لوگون پر اتنی دیر دشوار نہین ہی اور اگر یہہ جانی که یہہ اونپر دشوار ہی تونہ پڑہی

بل یترکها لکن لا جمیعها بل یقتصر فیها علی قوله اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد لانها وان کانت
بلکہ ترک کردی لیکن تمامہ ترک نکری بلکہ اسمین اختصار کرکر اتنا پڑہی اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی که درود اگرچہ

سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعی وبهذا القدر یتاتی القولان ویکره للمقتدی ان یقعد
ہماری مذہب مین سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اتنی کلمات مین دونو قول ادا ہوجاتی ہین اور مقتدی کو مکروہ ہی که تراویح کی وقت بیٹہا رہی

فی التراویح حتی اذا اراد الامام ان یرکع یقوم ویقتدی لان فیه اظهار التکاسل فی الصلوة والتشبه
یہان تک که جب امام رکوع مین جاوی توکہڑا ہوکر نیت کرلی کیونکہ اسمین نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور منافقون سی

بالمنافقین الذین قال الله تعالی فیهم وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَاءُوْنَ النَّاسَ وکذا اذا
مشابہت آتی ہی جنکی حق مین الله تعالی فرماتا ہی اور جب کہڑی ہون نماز کو توکہڑی ہون جی ہاری دکہانی کو لوگون کی ایسی ہی اگر

غلب النوم یکره له ان یصلی بالنوم بل ینبغی له ان ینصرف وینام ولا یصلی حتی یستیقظ لان
نیند غالب ہوجاوی تومکروہ ہی که اونگہتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اوسکو لوٹنا چاہی که جاکر سورہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار نہو کیونکہ

فی الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترک التدبر ثم انه ان نام فی القعدة کلها فانه اذا انتبه یفرض
اونگہتی ہوئی نماز پڑہنی مین اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ مین سوتا رہا توجب ہوشیار ہوا اوسپر فرض ہی

علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة
که تشہد کی مقدار بیٹہا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہین کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہوجائیگی اسواسطی که جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت مین

النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر وقوعها لاسیما
ہوتی ہین اونکا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ بی اختیار عمل مین آئی ہین تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

فی لیالی الصیف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ فی مقدار القراءة فقال بعضهم یقرأ
گرمی کی راتو نمین اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہین پہر مشائخ مین اختلاف ہی مقدار قرارت مین سو بعضی یہہ کہتی ہین

فی کل شفع مقدار ما یقرء فی المغرب یعنی انه یقرأ من قصار المفصل وهی من سورة لم یکن الذین کفروا
کہ ہر شفع مین اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز مین پڑہتی ہین مراد یہہ ہی که قصار مفصل مین سی اور وہ سورہ لم یکن سی

الی اخر القران لان التطوع اخف من المکتوبة فیعتبر باخف المکتوبات وهی المغرب وهذا القول
آخر قرآن تک ہی اسواسطی که نفل فرایض کی نسبت خفیف ہوتی ہین سو اب فرایض مین سی خفیف کا اعتبار ہوگا سوی مغرب ہی اور یہہ قول

یس

ليس بصحيح لان بهذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسل الجماعة
صحیح نہین ہی اس لئی کہ اتنی قرارت سی ختم قرآن نہین ہوسکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسنون ہی جماعت والون کی کسالت کی مارى نرک کرین

حتى لو قرء الامام بعض القران في سائر الصلوات لئلا يمل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
یہان تک کہ اگر امام نی کچھہ کچھہ قرآن تمام نمازون مین اسلئی پڑھا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرارت سی ملول نہون

له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقيل الافضل في زماننا ان يقرء الامام على حسب
تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہین ہوگا اور کہتی ہین کہ ہماری زمانہ مین یہہ افضل ہی کہ امام جماعت کی

حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سی پڑہا کری سو اسقدر پڑہی جسمین جماعت سی نفرت نہین اسواسطی کہ جماعت کا زیادہ ہونا

افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او ايتين قصيرتين
تطویل قرارت سی بہتر ہی پہر بہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتون چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نکری

لان قراءة ثلث ايات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا
اسواسطی کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑہنی واجب ہی اور تجنیس مین مذکور ہی کہ بعضی لوگونکی عادت ہی

قراءة سورة الفيل الى اخر القران مرتين وهو حسن في هذا الزمان اذ روى عن بعض المشائخ
کہ سورۂ فیل سی آخر قرآن تک دوبار پڑہتی ہین اس زمانہ مین یہہ بہت خوب ہی اسواسطی کہ بعضی مشایخ سی روایت ہی

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
چنانچہ فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگون کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئی کہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کی

طبايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه
طبیعتین ایسی بستہ ہین کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھین راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی ٹہراوین اوسکو

سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله
راہ سو ان لوگون نی تراویح کو عادت کرلی ہی عبادت نہین جانتی جسمین قرب الٰہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلوتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقومة والجلسة
تراویح مین قرارت وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچھی نماز شروع کرتی ہین جو نہ رکوع پورا کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قومہ اور نہ جلسہ

ولا يرتل القران كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي بترك بعض حروف الكلمة او
اور نہ جیسی حکم الٰہی ہی قرآن ترتیل کی ساتھہ پڑہی بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی مین پڑہنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہین

حركاتها وقد ذكر في البزازية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحانا لا باس
اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ راگنی مین قرآن کا پڑہنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ امام اگر راگنی مین پڑہتا ہو تو اگر کوئی شخص

للرجل ان يترك مسجده ويتحول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه فضل الصلوة خلف تقي
اوس مسجد کو چھوڑکر اور مسجد مین جانی لگی تو کچھہ مضائقہ نہین اس سی گنہگار نہین ہوتا اسواسطی کہ یہہ شخص پرہیزگار کی پیچھی نماز پڑہنا چاہتا ہی

وقد قال النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
اور نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جسنی نماز عالم پرہیزگار کی پیچھی پڑہی تو گویا نبیون مین سی کسی نبی کی پیچھی پڑہی اسمین یہہ اشارہ ہی

الى انه لو ترك مسجده بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر ويسرعون
کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد مین جانا چھوڑدی تو گنہگار رہوتا ہی اب اونکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑدیتی ہین اور جلدی سی

الی مسجد یکون فیه انواع من الانغام والالحان ویطلبون اماما لا یتم الرکوع والسجود ولا یرتل القران
ایسی مسجد مین جاتی ہین جہان طرح طرح کی نغمی اور راگ ہوتی ہین اور ایسا امام تلاش کرتی ہین جو نہ رکوع تمام کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قرآن کو ترتیل سی پڑہی
بل ربما ینکرون علی من یتم الرکوع والسجود ویرتل القران وینفرون عنه ویکونون من الذین اتخذوا
بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہین جو رکوع اور سجدہ پورا کری اور قرآن کو اچھی طرح پڑہی اور اوس سی نفرت کرتی ہین پہر وہ اون لوگون مین ہین جنہونی اپنی
دینهم لعبا ولهوا وغرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة غفلون فان من صلی التراویح بترک القومة
دین کو ہنسی کہیل ٹہرایا اور فریب کہایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سی غافل ہین بیشک جسنی تراویح ایسی طور پر پڑہین کہ نہ قومہ پورا کیا
والجلسة والطمانینة المقدرة بمقدار تسبیحة فیهما یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه
اور نہ جلسہ کیا اور نہ اونمین کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ
الاشیاء فرض عند ابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوة بترکها وواجب عند ابی حنیفة ومحمد فی
سب چیزین امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہین انکی ترک سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت مین
روایة حتی یجب اعادة الصلوة بترکها وفی روایة اخری سنة وعلی هذه الروایة یکون تارکها مستحقا
واجب ہین یہان تک انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت مین سنت ہین اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا ہی
للعتاب وحرمان الشفاعة فیکون من الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون
اور شفاعت سی محروم پہر اون لوگون مین ہی جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگانی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین
صنعا ومن الذین بدا لهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم
کام اور اون لوگون مین سی کہ نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نرکہتی تہی اور یہہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی پہر
ان ههنا نکتة لابد من التنبیه علیها حتی ینتصح من کان فیه انصاف ومیل الی الحق وهی ان التراویح عشرون
یہان ایک نکتہ ہی اوسکا بیان بہی ضروری ہی تا کہ جسمین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتین ہین
رکعة وفی کل رکعة قومة وجلسة وطمانینتهما وفی ترک کل منهما ذنب فلو ترکت طمانینة احدهما یکون
اور ہر ہر رکعت مین ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دونومین اطمینان اور دونومین سی ہر یک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانینت ترک ہوئی
عدد الذنوب عشرین ولو ترکت طمانینتهما یصیر عدد الذنوب اربعین ولو ترکت انفسهما ایضا یصیر
تو گنتی مین بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانینت ترک ہوئی تو گنتی مین چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بہی ترک ہوئی تو
مجموع الذنوب ثمانین واذا ضم الیه معصیة الاظهار یصیر مجموعها مائة وستین ذنبا واذا ضم
تمام گناہ اسی ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ معصیت ظاہر کرنی کی ملاوین تو تمام گناہ ایک سو ساٹہ ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ
الیه عدم الاعادة الواجبة یصیر المجموع مائة وثمانین ذنبا مع ان ترک هذه المذکورات یکون سببا
اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملایا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسی گناہ ہوجاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو جو ذکر انتقالات کی اندر
لاتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفی اتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات
مشروع ہین وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہوجاتی ہین اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو
بعد تمام الانتقال کراهتان ترکها عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها فیقع فی کل رکعة اربع مکروهات
بعد تمامی انتقال کی لانی مین دو کراہتین ہین ایک تو اپنی مقام سی ٹلا دینا اور غیر جگہ رکہدینا اب ہر ہر رکعات مین چار چار مکروہ ہونگی
فیلزم منه ترک اربع سنن فان من ترک القومة او الطمانینة فیها یقع سمع الله لمن حمده والتکبیر حین الانخفاض
پس اوس سی ترک کرنا چار سنتون کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانینت کو ترک کیا تو سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جہکتی ہوئی کہنی مین آوینگی

بل یقع التکبیر بعد السجدۃ والسنۃ ان یقع سمع اللہ لمن حمدہ حین رفع الراس من الرکوع والتکبیر حین الانخفاض وکذا
بلکہ اللہ اکبر بعد سجدہ کی کہنی مین آویگا اور طریق مسنون یہہ ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سی سر اوٹہاتی ہوئی کہی اور اللہ اکبر سجدہ کی طرف جہکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی
اذا ترک الجلسۃ او الطمانینۃ فیہا یقع بعض التکبیر الاول حین الانخفاض بل یقع بعض التکبیر الثانی بعد السجود والسنۃ ان
اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ مین طمانیت کو ترک کری تو کچہہ لفظ پہلی تکبیر جہکتی ہوئی کہنی مین آوینگی بلکہ کچہہ لفظ دوسری تکبیر کی سجدہ کی بعد کہنی مین آوینگی اور طریق مسنون یہہ ہی
التکبیر الاول حین الرفع والثانی حین الانخفاض فیصیر عدد المکروہات فی جمیع الرکعات ثمانین فیلزم منہ ترک ثمانین سنۃ فاذا ضم
کہ پہلی تکبیر سجدہ سی اوٹہتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جہکتی ہوتی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتون مین اسی ہوجاویگی اور اس ہی اسی سنتین چہوٹ جاتی ہین اور جب ان مکروہات کو
الی ذلک اظہار کل منہما فان اظہار المکروہ مکروہ ایضا یصیر المجموع مائتین وستین مکروہا ومائۃ وستین ترک سنۃ وہل یعد من العقلاء
ان کی اظہار سمیت شامل کرین کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا بہی مکروہ ہی تو تمام مکروہات بہی ایک سو ساٹہہ ہوجاوینگی اور ایک سو ساٹہہ سنتین ترک ہونگی پہر کیا وہ شخص عاقل گنا جاویگا
من یفعل فی کل لیلۃ من لیالی رمضان فی اداء التراویح مائۃ وثمانین ذنبا ومائۃ وستین مکروہا ومائۃ وستین ترک سنۃ فان فی ترک کل
جو رمضان کی راتون مین سی ہر رات کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو اسی گناہ کری اور ایک سو ساٹہہ مکروہ کری اور ایک سو ساٹہہ سنت ترک کری کیونکہ ہر سنت کی ترک
سنۃ عتابا وحرمان الشفاعۃ فہل یرضی العاقل ان یجعل نفسہ محروما من شفاعۃ رسول رب
کرنی مین عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سی محرومی پہر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی کہ اپنی تئین رسول رب العالمین کی شفاعت سی محروم کری
العالمین التی یرجوہا ویطلبہا کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والصالحین نسأل اللہ تعالی ان لا
جسکی تمام خلق اللہ امید اور تلاش رکہتی ہی یہان تک کہ انبیا اور اولیا اور صلحا ہم اللہ سی چاہتی ہین کہ ہمکو
یجعلنا من المحرومین

المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلۃ تاخیر السحور وتعجیل الافطار

محروم نکری
انتیسوین مجلس بیان سحر کہانی مین تاخیر اور افطار مین تعجیل کی فضیلت کا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ ہذا الحدیث من صحاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحر مین برکت ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح
المصابیح رواہ انس والمحفوظ فیہ عند اصحاب الحدیث فتح السین فی السحور وہو اسم لما یوکل فی وقت
حدیثون مین سی انس کی روایت سی اور اس حدیث مین محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ مین سین کا زبر محفوظ ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی
السحر الذی ہو اخر اللیل ای سدسہا الاخیر فیحتاج الی مضاف محذوف تقدیرہ ان فی اکل السحور برکۃ
اور سحر آخر شب یعنی چہٹا حصہ پچہلا سو اس کلام مین ایک مضاف محذوف ہی واقعی معنی یون ہی کہ سحور کہانی مین برکت ہی
لان البرکۃ لیست فیما یوکل من الطعام بل فی استعمال السنۃ ویجوز فیہ ضم السین فعلی ہذا یکون مصدرا
کیونکہ برکت طعام مین جو کہایا جاتا ہی نہین ہی بلکہ سنت کی استعمال مین ہی اور اس لفظ مین سین کا پیش بہی جایز ہی اسکی موافق سحور صیغہ مصدر کا ہی
فلا یحتاج الی تقدیر المضاف والمعنی ان فی الاکل وقت السحر برکۃ والمراد بالبرکۃ ہہنا زیادۃ القوۃ علی
اب مضاف پیدا کرنی کی کچہہ حاجت نہین اور معنی یہہ ہین کہ سحر کی وقت کہانا کہانی مین برکت ہی اور یہان برکت سی مراد زیادتی قوت روزہ رکہنی کی ہی
اداء الصوم بدلیل قولہ علیہ السلام استعینوا بقائلۃ النہار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام
اس دلیل سی کہ حدیث مین آیا ہی دن کی سونی سی نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیو اور سحر کہانی سی ان کی روزہ پر
النہار ویجوز ان یراد بہا زیادۃ الثواب فی الاخرۃ وقولہ علیہ السلام تسحروا امر واقل مرتبۃ الاستحباب
اور یہہ بہی جایز ہی کہ برکت سی مراد آخرت مین زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم سی کم مرتبہ اسمین استحباب کا ہی
فیکون السحر وہو الاکل فی وقت السحر مستحبا وقد روی عن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال فصل ما بین
اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہماری روزہ

صیامنا وصیام اهل الکتاب اکلة السحر الاکلة بالضمة اللقمة والمعنی ان اللقمة التی توکل فی وقت
اور اہل کتاب کی روزہ مین فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہمزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی
السحر هو الفارق بین صیامنا وصیام اهل الکتاب لان الله تعالی اباح لنا فی لیلة الصیام ما حرم علیهم
یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی مین اور اہل کتاب کی روزہ مین کیونکہ اللہ تعالی نی ہماری لئی رمضان کی راتون مین مباح کر دیا ہی جو جو اونپر حرام کر دیا تہا
فان بنی اسرائیل قبل تغیر دینهم وتبدل شریعتهم کانوا لیلة صیامهم اذا ناموا کان الطعام والشراب
کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزون کی راتون مین سوجاتی تو اونپر کہانا پینا
والجماع حراما علیهم کما کان الحکم کذلک فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحکم ورخص لنا فی هذه الاشیاء
جماع سب حرام ہوجاتا تہا چنانچہ ابتدا اسلام مین بہی یہہ ہی حکم تہا پہر یہہ حکم منسوخ ہوگیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہمکو اجازت ہوگئی
ما لم یطلع الفجر وکان سبب ذلك امران احدهما ما روی عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم علی
اور اسکا سبب دو چیز ہوئین ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہون نی اپنی بی بی سی سونی کی بعد جماع کیا پہر اس حرکت سی نادم ہوکر
ما فعل واتی النبی علیه السلام واعتذر الیه فنزل قوله أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ وصارت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عذر کیا پہر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات مین بی پردہ ہونا اپنی عورتون سی اور اونکی لغزش
زلته رحمة فی حق جمیع الامة والثانی ما روی عن قیس بن حرمة انه صام ولم یجد وقت الافطار شیئا
تمام امت کی حق مین رحمت ہوگئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمہ سی روایت ہی کہ اونہی روزہ رکہا پہر افطار کی وقت کچہہ ایسا نہ ملا جس سی روزہ افطار
یفطر به فذهبت امراته فی طلب شیء فغلب علیه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما کان الطعام
کرتا پہر اونکی بی بی کچہہ کہانی کی تلاش مین گئی اس عرصہ مین انپر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سوگئی اور اونکی بی بی کہانا اوس وقت لائی کہ
علیه حراما فانتبه بعد ما مضی وقت الاکل ولم یاکل شیئا فلما کان نصف النهار من الغد غشی علیه
اونپر حرام ہوچکا تہا پہر ایسی وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذر چکا تہا سو اسنی کچہہ نہ کہایا جب اگلی دن کا دوپہر ہوا تو اونکو غش آگیا
فقال النبی علیه السلام ما لك فقص علیه القصة فنزل قوله تعالی وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونہی تمام قصہ بیان کیا پہر یہہ آیت اوتری اور کہاؤ اور پیو جبتک کہ صاف نظر آوی تمکو دہاری
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالی لما احل لنا فی لیلة الصیام هذه الاشیاء بعد النوم رغب النبی علیه السلام
سفید جدی دہاری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزین رمضان کی راتون مین سونی کی بعد حلال کر دین تو نبی علیہ السلام کو
فی اکل السحور فقال تسحروا فان فی السحور برکة وبین انه فصل بین صیامنا وصیام اهل الکتاب وهذا
سحور کی کہانی مین رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور مین برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ مین اور اہل کتاب کی روزہ مین سحر کا فرق ہی اور اسہی لئی
کان مستحبا ومن کان غیر محتاج الیه یستحب له ان یاکل شیئا یسیرا ولو تمرة او تینة او شربة ماء
مستحب ہوگئی اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اوسکو بہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک کہونٹ پانی
عملا بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم واغتناما لبرکة السحور ویستحب تاخیره ایضا لما روی انه
تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال ثلث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواك فان قیل کیف یکون تاخیر السحور
فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات مین سی ہین افطار مین تعجیل اور سحور مین تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی
من اخلاق المرسلین وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاکلة الثانیة فانها کانت تجری
اخلاق مین سی کیونکر ہوسکتی ہی حال یہہ ہی کہ سحور صرف اسہی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق مین قایم

مجری السحور فی حقہم وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال لایزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا
مقام سحور کی تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جبتک سحر مین تاخیر اور افطار مین

الفطر لکن ینبغی ان لا یؤخر علی وجہ یقع الشک فی طلوع الفجر فان من شک فی طلوع الفجر فالافضل لہ
جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکری کہ صبح صادق کی کہلنی مین شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق مین شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی

ان یترک الاکل تحرزا عن الوقوع فی المحرم ولو اکل فصومہ تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشک وروی
کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام مین واقع ہو جاوی اور اگر اس حال مین کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسواسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہین ہوتی

عن ابی حنیفۃ انہ لو کان فی موضع یتبین لہ الفجر لا یلتفت الی الشک ولو کان فی موضع لا یتبین فیہ
اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہانیوالا اگر ایسی مقام مین ہی جہان فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہہ اعتبار نہین اور اگر ایسی مقام مین ہی جہان فجر ظاہر

الفجر او کانت اللیلۃ مقمرۃ او متغیمۃ او کان ببصرہ علۃ تکون مسیئا فی الاکل مع الشک لقولہ عم
نہین ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہٹا ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک مین کہانا اچہا نہین واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

دع ما یریبک الی ما لا یریبک وان کان اکبر رایہ انہ اکل والفجر طالع فالاحتیاط فیہ ان یقضی ذلک
چہوڑ اوسکو جسمین شک ہی طرف اوسکی جسمین تجہکو شک نہین اور اگر اوسکی رای مین احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوئی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمین یہہ ہی ہی

الیوم عملا بغالب الرای لان اکبر الرای کالیقین فیما یبنی علی الاحتیاط وعلی ظاہر الروایۃ لا قضاء علیہ
غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسواسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہان احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہین ہی

لان الیقین لا یزول الا بمثلہ والاصل بقاء اللیل ولو ظہر ان الفجر قد کان طالعا یلزمہ القضاء
اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہین جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی

ولا کفارۃ علیہ لانہ یبنی الامر علی الاصل الذی ہو بقاء اللیل ہذا کلہ حکم التسحر واما الافطار
اور کفارہ نہین ہی اسواسطی کہ بنا اوسنی اصل پر کی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار

فیستحب تعجیلہ قبل طلوع النجوم لما روی عن سہل بن سعد انہ علیہ السلام قال لا یزال الناس
سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسواسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت

بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون ہذہ الخصلۃ یکونون علی خیر واذا ترکوہا
بہلائی پر رہی گی جبتک افطار مین تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑ دینگی

ینقص خیرہم فان السنۃ ان یعجل الصائم الافطار قبل الصلوۃ اذا تحقق غروب الشمس لان اہل الکتاب
تو اونکی بہلائی مین نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار مین جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسواسطی کہ اہل کتاب

کانوا یؤخرون الافطار الی اشتباک النجوم ثم صار فی ملتنا شعار الاہل البدعۃ وسمۃ لہم وندب
افطار مین اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہو جاوین پہر یہہ ہی ہماری امت مین بدعتیون کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار مین تعجیل

تعجیلہ مخالفۃ لہم وقد روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال قال اللہ تعالی احب عبادی الی اعجلہم
اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہین جو افطار مین

فطرا فان من کان اکثر تعجیلا فی الافطار فہو احب الی اللہ تعالی لکونہ متمسکا بشریعۃ نبیہ ومعرضا
جلدی کرتی ہین سو جو شخص افطار مین جلدی کریگا وہ ہی اللہ تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت

عما یخالفہا مع انہ اذا افطر قبل الصلوۃ یودی الصلوۃ عن حضور القلب وطمانینۃ النفس فمن کان
پر توجہ نکی اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہو گی پہر ایسا شخص

بهذه الصفة فهو احب الی الله تعالی ممن لم یکن کذلک وینبغی ان یفطر علی تمر او ما یقوم مقامه
الله تعالی کا محبوب کیون نهین هوگا یه نسبت ایسی شخصکی جو ایسا نهو اور لایق هی که چهوهارسی افطار کری یا جو شیرینی مین اوسکی قایم
فی الحلاوة کالتین والزبیب وان لم یجده فعلی ماء لما روی عن انس انه علیه السلام کان یفطر قبل
مقام هو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نه میسر آوی تو پانی اسواسطی که انس سی روایت هی که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نماز سی پهلی
الصلوة علی رطبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوات من الماء وقال علیه السلام اذا
تازه چهوهاری سی افطار کرتی اگر نهوتا تو خشک چهوهاری اگر یهه بهی نهوتا تو کئی گهونٹ پانی اور فرمایا صلی الله علیه وسلم نی جب
افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعوا عند الافطار
کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکه یهه برکت هی اگر نه پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکه نهایت پاک هی اور افطار کی وقت
باهم مهماته فانه من مظان الاجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکه اوسوقت ظن قبولیت کا هی چنانچه حدیث مین آیا هی که روزه دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول هی
وروی عن ابن عباس انه علیه السلام کان اذا افطر قال اللهم لک صمت وبک امنت وعلی رزقک
اور عبد الله بن عباس سی روایت هی که نبی صلی الله علیه وسلم افطار کرتی هوئی یهه فرماتی اللهم لک صمت الی آخره الهی تیری واسطی مین نی روزه رکها اور تیری اوپر ایمان لایا
افطرت ووقت الافطار ما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال اذا اقبل اللیل من ههنا
مینی روزه کهولا اور وقت افطار کا وه هی وقت هی جو عمر بن الخطاب سی روایت هی که نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب یهانسی رات سامنی آوی
وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه علیه السلام اتی باسم الاشارة ههنا فی
اور یهانسی دن چلاجاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزه دار نزت افطار کری اس حدیث مین دونو جگهه لفظ ههنا اسم اشارة کا بیان فرمایا هی
الموضعین واشار بالاول الی جانب المشرق لان ظلمة اللیل تظهر اولا من ذلک الجانب واللیل عبارة
اول مقام مین اشاره مشرق کی طرف هی اسواسطی که رات کی تاریکی پهلی اوسهی طرف سی ظاهر هوتی هی اور رات اوس هی
عن ظهور ظلمة اللیل من جانب المشرق واشار بالثانی الی جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
تاریکی کا نام هی جو مشرق کی طرف سی پیدا هوتی هی اور دوسری مقام مین مغرب کی طرف اشاره فرمایا اسلئی که دن کی روشنی جو
من الشمس یذهب الی ذلک الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت یذهب النهار وعلی
آفتاب سی هوتی هی اوسهی طرف کو جاتی هی اور آفتاب کی باقی رهنی کو دن کهتی هین جب آفتاب ڈوب جاتا هی تو دن جاتا رهتا هی
هذا یکون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنی الذهاب ولا حاجة الی قوله
اس حال کی موافق آفتاب کا چهپ جانا تو لفظ ادبر النهار سی معلوم هوچکا تها اسواسطی که ادبار چلی جانی کو کهتی هین اب اس لفظ کی
وغربت الشمس لکن اتی به لبیان کمال الغروب حتی لا یظن ان بغروب بعض الشمس یجوز الافطار
وغربت الشمس کیا حاجت تهی لیکن پهر بهی یهه لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یهه خیال نکری که آفتاب کی آدهی تهائی ڈوبنی پر بهی افطار جایز هی
والمعنی ان غروب الشمس اذا تم وکمل فقد دخل الصائم فی وقت الافطار فیجوز له الافطار بل یستحب
مراد یهه هی که آفتاب کا غروب جب خوب پورا هوچکی تو روزه دار کو وقت افطار کا آگیا پهر اوسکو افطار جایز هی بلکه تعجیل مستحب هی
تعجیله لکن فی یوم الغیم لا یستحب تعجیله ولا یفطر حتی یغلب علی ظنه غروب الشمس وان اذن
لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نهین هی اور افطار هرگز نه کری جبتک که اسکی گمان غالب مین آفتاب غروب نهولی اگرچه مغرب کی
للمغرب وان شک فی غروب الشمس لا یحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلیه القضاء
اذان هوچکی اور اگر آفتاب کی غروب مین شک هو تو افطار حلال نهین هی اسواسطی که اصل دن کا باقی رهنا هی اور اگر افطار کرلیگا تو اوسپر قضا هی

لاسيما اذا افطر واكبر رايه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء عملا بالاصل الذي هو بقاء
خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہوجاوی کہ وہ دن کا
النهار بخلاف ما تقدم في اكل السحور لان الاصل فيه بقاء الليل ولو تبين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان
باقی رہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہوجاوی کہ آفتاب نہین چھپا تو لایق ہی کہ
يجب الكفارة نظرا الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ او بنى على ظن يفسد صومه
بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہوجاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہوجاتا ہی
ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا يأثم اما فساد صومه
اور باقی دن بہر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلئی فاسد ہوا
فلانتفاء ركنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
کہ غلطی سی اوسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہوسکتا تہا اور امساک باقی دن کا اسلئی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہوسکی ادا کرنا چاہئی
الممكن ولنفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذر به يصير متهما عند الناس بالفسق والتحرز
اور تاکہ ذمہ پر تہمت نرہی اسلئی کہ اگر بی عذر کہاوی پیویگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگیگی اور تہمت کی جگہ سی
عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقفن مواقف التهم
بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ ہرگز نہ کہڑا ہو
واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات يجب قضاؤه واما عدم وجوب الكفارة
اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ ویسا ہی چاہئی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی
فلكون الجناية قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفي الاثم ايضا لما روي عن
کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلاقصد صادر ہوگئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی
عمر انه كان جالسا مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فاتي بكاس
عمر سی کہ وہ اپنی یارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹہی تہی سو کوئی شخص
من اللبن فشرب هو واصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة راى الشمس فقال
پیالہ دودہ کا لایا پہر عمر نی اور اونکی اصحاب نی پیا پہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑہا تو دیکہتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا
الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لا راعيا ما تجانفنا لاثم نقضي يوما مكانه
یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمر نی جواب دیا تجہکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکہنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی
فقضاء يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم
قضا کر دینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچہ نہین ہی
لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الى الاثم وما تعمدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من
اسواسطی کہ اونکا قول ماتجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عزم معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص
كان اهلا للصوم في اثناء النهار ولم يكن في اوله كذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا اسلم الكافر
آخر روز مین روزہ کا اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان
وبلغ الصبي وافاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وطهرت الحائض والنفساء فان كلا واحد منهم
یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہوجاوی تو ہریک کو دن سی

يلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين والاصل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة

باقی روز کا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسمین یہہ ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حال پر ہو

لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك

کہ اگر اول روز مین ویسا ہوتا تو اوسپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی اور جو ایسا نہو تو اوسپر امساک واجب نہین ہی

كمن كان مريضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام

جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگون پر امساک واجب نہین ہی اسوسطی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی

هذه الاعذار فيهم فانها كما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما في الحائض والنفساء فلان الصوم عليهما

اونمین یہہ عذرات باقی ہین ان لوگون پر جیسی روزہ نہین ہی ایسا ہی روزہ دارونکی مشابہت بہی نہین حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئی کہ انپر روزہ

حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما

حرام ہی اور حرام کی ساتہہ مشابہت بہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئی کہ انکی حقمین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت لازم کرین

التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاكل سرا لا جهرا وكذا كل من ابيح له الافطار ياكل سرا لا جهرا الا ان يكون

تو وہ ہی حرج کا حرج موجود رہی پہر حایضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی ہان جسکا

العذر ظاهرا كالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يصير عند الناس متهما بالفسق

عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسوسطی کہ اگر یہہ کہاویگا اور عذر ظاہر نہین ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت

الذي هو اكل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع

لگی کی یعنی رمضان مین دن کو کہاتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گذر چکا پہر جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرحکا ہوتا ہی ایک تو ایسا

لا يضره الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذي يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس

جسکو روزہ ضرر نہین کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسوسطی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس

المرض بل بوجود المشقة فلابد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه

مرض سی نہین ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہئی اب مشقت کو سمجہنا چاہئی اور طریقہ اوسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجہہ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ سی

بالتجربة انه ان صام يزداد المه ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل

جان لی کہ اگر مین روزہ رکہونگا تو روزہ رکہنی سی میرا دکہہ اور مرض بڑہ جاویگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلمان عادل ہو

لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول بخلاف السفر فان الرخصة يتعلق بنفسه

فاسق نہو اسوسطی کہ فاسق کی خبر دیانات مین مقبول نہین ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر مین اجازت صرف سفر ہی سی متعلق ہی

لانه لا يخلو عن المشقة فاقيم مقامها وادير الحكم عليه المجلس الثلثون في بيان غائلة من افطر

کیونکہ سفر مشقت سی کبہی خالی نہین ہوتا سو سفر کو قایم مقام مشقت کی ٹہراکر حکم لگادیا تیسوین مجلس شرا کی بیان مین اوس شخص کی جو ایکدن رمضان مین بدی

يوما من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر

روزہ توڑ دی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی رمضان کا ایک روزہ

يوما من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من حسان

بی اجازت شرعی اور بدون بیماری کی توڑ ڈالا تو اوسکا عوض تمام عمر کی روزی نہین ہوسکتی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین

المصابيح رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الانذار والتخويف بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر

ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہہ حدیث بر سبیل ڈرانی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑنی مین کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہی

فانه لایجد فضیلة الصوم المفروض بصوم الدهر کله نافلة ولیس معناه انه لو صام الدهر کله بنیة قضاء

کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزوں سی نہیں حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہیں ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ

یوم من رمضان لا یسقط قضاء ذلك فان الاجماع علی انه یجزیه قضاء یوم مکانه اما مع الکفارة

قضاء کی نیت سی روزہ رکہا کری تو اوسکی ذمہ سی قضاء اوس دن کی ساقط نہیں ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہوچکاہی کہ اوسکی بدلہ ایک دن کی قضا کافی ہی یا تو ہمراہ

ان کان افطاره بما یوجب الکفارة بما هو غذاء او دواء او بغیر الکفارة ان کان افطاره بما لا یوجب الکفارة

کفارہ کی اگر اوسنی افطار ایسی چیز سی کیا جسمین کفارہ واجب ہوتاہی جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا

مما لیس غذاء ولا دواء من المفسدات للصوم فعلی هذا فالدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة

جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنیوالی چیزونمین سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی

العدوة لاهل الایمان وابتلی به کافة الانام من الخواص والعوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیه ان قول

جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص وعام مبتلا ہورہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ

الفقهاء فی عامة الکتب وان کان نصا علی ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا یفسد الصوم لکنهم قالوا فی تعلیله

فقہاء کا صریح قول عام کتابون مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہوجاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی

لانه لا یمکن الاحتراز عنه فان الصائم لا یجد بدا من فتح فمه عند التکلم فیدخل الدخان حلقه والقیاس

کہ روزہ اسوسطی فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سی بچاؤ نہین ہوسکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنی مین منہہ کہولی اور دہوان حلق مین چلا جاوی اور قیاس

ان یفسد صومه لوصول المفطر الی جوفه بفعله وکونه مما لا یتغذی لا ینافی الفساد کالتراب والحصاة وهذا

مین یہہ آتا ہی کہ روزہ جاتا رہی اسوسطی کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سی گیا اور غذا نہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہوجاتا ہی اور یہہ

التعلیل یقتضی ان یکون ذلك الدخان مفسدا للصوم لانه یصل الی جوفه بفعله ویدل علیه ما قال قاضیخان

تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سی پیٹ مین جاتا ہی اور قول قاضیخان کا فتاوی مین اسی پر دلالت کرتا ہی

فی فتاواه وان صب الماء فی اذنه اختلفوا فیه والصحیح انه هو الفساد لانه وصل الی جوفه بفعله فانظر

اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالیں تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اسوسطی کہ اسکی اختیار سی اندر جاتا ہی اب دیکہہ تو

کیف اعتبر الوصول الی جوفه بفعله فی فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لا یفسد صومه فعلم

اختیار سی اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر نہاتی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا

من هذا ان لفعله دخلا فی فساد صومه بل لو نظر الی ما ادعاه مستعملوه من انه دواء یلزم ان یجب الکفارة

کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعوی کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہی تو لازم آتا ہی کہ کفارہ بہی واجب ہو

لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء او الدواء الی الجوف من المسلك المعتاد فی نهار رمضان علی وجه التعمد

اسواسطی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر کیطرف عادت کی راہ سی رمضان مین دن کو قصدًا داخل ہو

وهذا المعنی علی تقدیر صدق دعواهم یکون موجودا فیه ثم انه فی غیر حال الصوم حل استعماله ام لا قد کثر

اور یہہ امر اگر اونکا دعوی سچا ہی تو حقہ مین موجود ہی پہر یہہ بات کہ حقہ خالی دنون مین یعنی روزہ کی سوا پینا حلال ہی یا نہین تو

فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة

اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا

دینیة او دنیویة فهو دایر بین العبث واللعب واللهو ولم یفرق بین هذه الثلثة فی کتب اللغة ولا بد من الفرق

یا دنیا کا نہو تو وہ کام یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہی اور لغت کی کتابون کی اندر انمین کچہہ فرق نہین لکہا اور فرق ضرور چاہیئی

بیان حقہ

حقہ

لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره بعض الفحول وکان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی
اسواسطی کہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علمار کی جو لایق قبول کرنی کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کار ہوتا ہی
لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس
جسمین نہ کچھ لذت ادنہ کوئی فائدہ اور جس کار مین لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو ہی پر لہو مین حظ نفس زیادہ ہوتا ہی
بحیث یشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القران الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل مین ادر ضرورت کو بہول جاتا ہی اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ قرآن مین جہان انکا ذکر ہی سو ہجو کی طور پر ہی جب لعب اور لہو
والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فی اللعب واللهو او فی العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینی کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہی
لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطانی فیدخل
کیونکہ لذت سی خالی ہی جو لعب اور لہو مین معتبر ہی ہان شاید بعضی حقہ نوشون کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب
فی اللعب او اللهو لکن لا یکون فیه شیء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدینیة وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو مین داخل ہوگا لیکن حقہ مین کوئی فائدہ ہرگز نہین ہی نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ
الدنیویة لانه لا یصلح لشیء من الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء علی ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمین ہرگز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان
مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور غبار نہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہئی اور چار چیز کا استعمال چاہئی
ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام
پہر طبیب کی کچھہ حاجت نہین بچتی رہو دہوئین اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹہائی اور خوشبو اور حمام
وذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان مجفف بجوهرة الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء
اور قانون مین مذکور ہی کہ دہوئین کی تمام قسمین باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجفف ہین اور اسمین کچھہ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہین
فاذا کان مجففا یکون مجففا للرطوبات البدنیة فیؤدی الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب
جب دہوان مجفف ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس سی بہت سی بیماریان پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہین ہی اسوسطی کہ
صیانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی دفعہ
قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهد نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه
طبیب بعضی بیماریون کا علاج بعضی قسم کی دہوئین سی کرتی ہین پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دہوئن سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہی
فالجواب انهم یعالجون به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف
تو جواب یہہ ہی کہ طبیب دہوئین سی تہوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہین ہمیشہ کی واسطی نہین کرتی تاکہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ خشکی جو
لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته وانتفاعه بتخفیفها فما وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد
کبہی ہو سو بلغمی مزاج کو ضرر نہین کرتی کیونکہ بلغمی مین رطوبات بہت ہوتی ہین اور خشکی سی بلغمی کو فائدہ ہوتا ہی پہر ممانعت کیون ہی تو جواب یہہ ہی کہ دہوئین سی فائدہ لینی کی حد نامعلوم ہی
فی معرفة ذلك من طبیب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی ینتفع به والا فالاقدام علیه غیر جائز
اب اسکے دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہئی جو آدمی کی مزاجون سی واقف ہو اور اوس مقدار کو جانی جسمین نفع ہوتا ہو اور نہین تو عمل کرنا ہرگز جایز نہین ہی

اصلا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان العدول ممن كانوا استعملوه قد اختلفوا فيه فمنهم
اسواسطی کہ سلامتی اور عدم سلامتی میں شک ہی کیونکہ منصف عدول حقہ نوشوں کو اسمیں اختلاف ہی بعضی اونمین سی
من يقول بضرره ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحق
ضرر کی قائل ہیں اور بعضی کہتی ہیں ضرر نہیں ہی اور بعضوں کو ضرر میں شک ہی لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات انکی طرف
اليه اقرب يقول انه في ابتدائه يحدث قوة في الجسم وحدة في البصر وهضما في الطعام ونشاطا في الاعضاء
قریب تر معلوم ہوتی ہی یہہ کہتی ہیں کہ حقہ پہلی تو جسم میں قوت پیدا کرتا ہی اور نگاہ میں تیزی اور کہانی کا ہاضمہ اور اعضا میں سرور
فاذا حصلت المداومة يورث غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن
پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بینائی پر پردہ کرتا ہی اور اعضا میں گرانی اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی
وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتدائه ما ذكره اولا وفي انتهائه ما ذكره ثانيا على انه
اور یہہ اسلئی کہ جیسا طبیب کہتی ہیں کہ دہواں خشکی کرتا ہی کچہہ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہی اثر کرتا ہی جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی
لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه ح يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا
کہ اگر فائدہ ثابت ہی ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اسلئی ہی کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جانی کی بعد جایز نہیں ہی کیونکہ دوا
لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر وما يؤدي الى الضرر يمنع من استعماله وان كان فيه
اگر بیماری کو نہیں پاتی کہ جسکو دفع کری تو پہر بدن میں اثر کرتی ہی پہر اوس سی ضرر ہوتا ہی اور جس چیز میں ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہی اگرچہ اوسمیں
نفع الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
فائدہ بہی ہو کیا معلوم نہیں کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہی قرآن میں اوسکی فائدہ کی خبر مذکور ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا
قُلْ فِيهِمَا اِثْمٌ كَبِيرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يمحى جانب الضرر حتى قال الفقهاء
تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہیں لوگوں کو لیکن نفع کی جانب سی اگر ضرر کی جانب مقابل ہوجاتی ہی تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہی یہانتک کہ فقہا کہتی ہیں
لو كان في شئ وجوه شتى توجب الحل والجواز ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة
اگر ایک چیز میں کئی وجوہ ہوں جس سی حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سی حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اوسواسطی احتیاط کی
احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول
حرمت کی جانب کو غالب کہینگی اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعوی کرتی ہیں کہ حقہ پینی کی بعد بدن میں خفت پیدا ہوتی ہی پہر کیونکر کہتی ہو
بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتناولين لتجربة نفعه وضرره ان المستعملين له يحصل لهم
کہ اسمیں فائدہ نہیں ہی پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشوں کی جنہوں نی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہی یہہ ہی کہ حقہ نوشوں کو حقہ پینی ہوئی
حال استعماله الم شديد فعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم راحة فيظن هؤلاء المساكين
ایک سخت الم ہوتا ہی جب وہ پی چکتی ہیں تو تب اوس الم سی نجات ہوتی ہی اور ایک طرح کی راحت ملتی ہی سو یہہ بیچاری یہہ جانتی ہیں
ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان
کہ یہہ راحت حقہ پینی سی حاصل ہوئی ہی یہہ نہیں سمجہتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوئی ہی پہر
لنا في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجها حسنا يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة
ہماری پاس واسطی دریافت اشیا کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہی اصول سی متعلق ہی وہ یہہ ہی کہ حق یوں ہی کہ بعثت سی پہلی
ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا
اشیا میں کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہیں تہا اور بعثت کی بعد علما کی تین قول اختلافی ہیں اول یہہ کہ تمام اشیا حرام مگر

ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی حرمته والثالث

جسکو دلیل شرعی نی مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیا مباح مگر جسکو دلیل شرعی نی حرام کردیا اور تیسرا قول

وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الحرمة وان المنافع

جو صحیح ہی کہ اشیا میں تفصیل ہی کہ تمام اشیاء ضرر رسان تو حرام یعنی اصل اونمین حرمت ہی اور اشیاء نفع مند

متصفة بالاباحة لقوله تعالی هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان

مباح ہین واسطی اس آیت کی وہ ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہی

ولا یکون الامتنان الا بالمنافع المباح فکانه قیل هو الذی خلق لاجل نفعکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا

اور منت دہی بدون منفعت مباح کی نہین ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہی جسنی تمہاری فائدہ کی واسطی تمام منفعت کی چیزین جو زمین پر ہین پیدا کین

بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان نافعا لکان الاصل فیه الاباحة

تاکہ اوس سی منفعت لو اسہی تیسری قول سی جو صحیح ہی حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل مین مباح ہوتا

لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الاجل فیکون الاصل فیه الحرمة بل لو وقع فیه الشك

لیکن حاذق طبیبون کی خبر دینی سی ثابت ہوچکا ہی کہ حقہ مضر ہوتا ہی اگرچہ انجام مین پہر اصل حقہ مین حرمت ہی بلکہ اگر ضرر کرنی مین شک ہوتا

لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بیّن والحرام بیّن وبینهما مشتبهات

تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہہ یہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی ان دونو کی بیچمین مشتبہات ہین

لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع

جنکو اکثر آدمی نہین جانتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات مین کہس گیا تو حرام مین واقع ہوا

فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم

جیسی چوپایہ بہیڑ کی گرد چرتا چرتا بہیڑ کی اندر کہس جاتا ہی اور علماء نی اختلاف کیا ہی ان مشتبہات کی حکم مین بعضی تو

الی حرمتها لانه علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف

اوسکی حرمت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص نی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اور اوسکا حال

امره یکون دینه سالما مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعله یقع

نکہلا ہو تو اوسکا دین مفسدت اور نقصان سی بچا اور اوسکی جان عیب سی اور ملامت سی بچی اور جس نی ترک نکیا بلکہ عمل مین لایا

فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه

تو حرام مین پہنسا اور حقہ کا بہی حکم صاف معلوم نہین ہی اور اوسکا حال کہلا ہوا نہین ہی پہر جسنی اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین

سالما من الفساد والنقصان ناجیا من العیب واللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یقع فی الحرام وذهب

فساد اور نقصان سی بچا ہوا ہی خلقت کی طرف سی نہ اوسکو کچھہ عیب ہی نہ ملامت اور جسنی ترک نکیا بلکہ پیا حرام مین پہنسا اور

بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین

بعضی علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ آپ نی فرمایا تین چیزین ہین ایک وہ جسکی خوبی تجہکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر

لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما اراب واوقع فی الاضطراب

عیب تجہکو معلوم ہوگیا تو اوس سی پرہیز کر ایک وہ ہی جسمین اختلاف ہی سو اب چہوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور شک نہین کہ حقہ کا حال ایسا ہی جسمین شک اور اضطراب آ واقع ہی

واقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع لکل داء وانهم

اور اوسکا مرتبہ کم سی کم کراہت کا ہی یہہ خیال مین نہین آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشون کی علت بیان کرنی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہی

وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من تکاثفه فی
ہمنی اوسکو پی کر اپنی بیماریونسی شفا پائی اسواسطی کہ اونپر یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آرستگی دی ہوئی ہی تاکہ دہوان جمتی جمتی آخر کو

عاقبة امره داء لا دواء فان تکراره یسود ما یقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء لا دواء ثم یلزم
ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہین ہی کیونکہ حقہ کا بار بار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کردیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہوجاتا ہی

علی دعوٰهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون
جسکی دوا نہین ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی بیمار ہون اور اونکی بیماری تمام سال چارون فصلون مین ایک ہی قسم کی ہو اور

معالجتهم فیها بشیء واحد علی کیفیة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال
اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور اسکا بطلان ہر ایک عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی

لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم مع نتن ریحه واذیته بشامة الذین لا یستعملونه وقد
کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور اسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور

روی انه علیه السلام قال کل موذٍ فی النار وقال الکناسی الرائحة المنتنة تحرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ
روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دینی والی سب دوزخ مین ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتہنون کو جلا دیتی ہی اور دماغ مین جاکر

وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقرب مسجدنا یؤذینا بریحه والمراد من هذه
آدمی کو ایذا دیتی ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بو سی ایذا دیوی اور حضرت کی

الشجرة کل ما له رائحة کریهة یتاذی منها الانسان بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا مما له
علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہاوی

رائحة کریهة یتاذی منها الانسان فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا برائحة الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم
جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس ہرگز نہ آوی اسلیے کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی

انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل والثوم امر به فاخرج الی البقیع ولهذا قال الفقهاء
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اسہی واسطی فقہا کہتی ہین

کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یده ورجله دون
جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ سی اور پانوں سی کہینچکر

لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد فی هذا الزمان لوجود رائحة
ڈاڑہی اور سر کی بال پکڑکر نہین اس روایت کی موافق اس زمانہ مین اکثر امامون اور موذنون کا مسجد مین سی نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین یہہ ہی

الکریهة فیهم بسبب مداومتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل هم قد یستعملونه فی داخل المسجد الجامع
بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ بو دار پیتی جاتی ہین بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین

فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان
انکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی اور بعضی علماء مالکی مذہب نی ملک حجاز مین ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی

وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشبة والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء
کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اسواسطی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جزو ہوتا ہی کچہہ آگ ملی ہوتی سو دہوان

من النار فهو من حیث اجزائه الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی
اسلیے کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی واسطی قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیمون کی

ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله
ناحق وہ یہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ یہہ آیت آگ کی حرمت پہ دلالت کرتی ہی سو دہوان بہی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی
مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا
دہوئین کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جینی
فالعذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو
هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية معناه الحقيقي على قول وعلى هذا القول يكون النظم
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی
الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہی کہ
الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظه اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى فيه
جس جگہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی نام ایک وادی کا ہی جہان اللہ تعالی نی
اصحب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار مما به العذاب اولى ثم ان المستعملين له نريهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی
انه يخرج من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذي يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الحديث
کہ دہوان اونکی حلق مین سی اور ناک مین سی نکلتا ہی اور اس حال مین دوزخیون کی موافق اور اونکی برابر ہین جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی
انه يكون في اخر الزمان دخان يملا الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه كهيئة الزكام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لیگا لوگون پر چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مومن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور
الكافر فيخرج من منخريه واذنيه وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو آنکہون مین سی دہوان نکلیگا ایسا کہ ہر یک کا سر ایسا ہو جائیگا جیسی سر بہنا ہوا یعنی سوختہ سو ایمان والون کو
ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل ما هو من نوع العذاب ولا هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جميع
نہین چاہئی کہ عذاب والون کا سا حال بنالین اور نہ یہہ چاہی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بناوین اور تمام علماء نی
من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره الهلالي في مختصر الاحياء
لوہی اور تانبی کی انگوٹہی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین
انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا فهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی کو نہین دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین
باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الرائحة والانتنان يكفي زجر للعاقل عن
اجزاء ناری ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور تعفن کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی پینی سی روکنی کو کافی تہا
استعماله بل لو لم يكن في استعماله الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریق کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی
الاسلام لكان باعثا للعاقل على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوئی ہین کہ اصلا مطیع نہین ہوتین

الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنيهم ان نصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم ينتفعوا
ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہین اگر نصیحت کرو تو نہین مانتی اگر سکہاؤ تو نہین سیکہتی اگر سمجہاؤ نہین سمجہتی
وان فهموا تركوا ما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي
اور اگر سمجہین تو سمجہہ کر ترک کرین اور وہ ایسی لوگ ہین کہ اگر دیکہین راہ سنوار کی تو نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ اولٹی
يتخذوه سبيلا نسئل الله تعالى ان يوفقنا سبيل الرشد ويبعدنا عن سبيل الغي المجلس الحادي والثلثون
اوسکو ٹہراوین راہ ہم اللہ تعالی سی سوال کرتی ہین کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دی اور ہمکو کجی کی راہ سی دور رکہی اکتیسوین مجلس

في بيان سنة الاعتكاف وطلب ليلة القدر فيه وفضيلته

بیان مین سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلۃ القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

اني اعتكفت العشر الاول بطلب هذه الليلة ثم اعتكفت العشر الاوسط ثم اتيت فقيل لي انها في العشر
مین نی رمضان کی پہلی دہہ مین لیلۃ القدر کی تلاش مین اعتکاف کیا پہر بعد اوسکی بیچ کی دہہ مین اعتکاف کیا پہر مین تیار ہوا یا تو مجہسی کہا کہ لیلۃ القدر کو پچہلی عشرہ
الاواخر فمن كان اعتكف معي فليعتكف في العشر الاواخر فقد اريت هذه الليلة ثم انسيتها هذا الحديث من صحاح
مین تلاش کرو جسنی میری ساتہہ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچہلی عشرہ مین پہر اعتکاف کری مین نی لیلۃ القدر کو بیشک دیکہا پہر میری تئین بہلا دی یہہ حدیث مصابیح کی
المصابيح رواه ابو سعيد الخدري واصله على ما في الصحيحين انه عليه السلام اعتكف العشر الاول من
صحیح حدیثون مین ہی ابو سعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہی یون ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ مین
رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط في قبة تركية ثم اطلع راسه فقال اني اعتكفت العشر الاول لطلب
اعتکاف کیا پہر بیچ کی دہہ مین ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پہر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ مین نی پہلی دہہ مین اس شب کی تلاش مین اعتکاف کیا
هذه الليلة الى آخر الحديث وفيه دليل على ان المقصود من شرعية الاعتكاف طلب ليلة القدر فانها
آخر حدیث تک اور اسمین یہہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونی سی شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہہ شب موافق مضمون نص
لكونها خيرا من الف شهر بالنص يلزم احياءها باشرف الاعمال اذ فيه تفريغ القلب عن امور الدنيا وتسليم
کی ہزار مہینون سی بہتر ہی تو اس شب مین نیک اعمال کی شغل مین جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ اسمین امور دنیا سی دل کا خالی رکہنا اور
النفس الى المولى والتحصن بحصن حصين وملازمة بيت رب العالمين فيكون كمن احتاج الى عظيم
مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سی اور ملازمت پروردگار عالم کی گہر کی ہی پہر یہہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک توانگر محتاج ہو کر اوسکی
فلازمه حتى قضى ماربه فان قيل اذا كان شرعية الاعتكاف لطلب ليلة القدر فلم لم يختص بالليل فالجواب
دروازی پر یہان تک پڑا رہا کہ اوسکا مطلب روا کر دیا اگر کوئی اعتراض کری جب مشروعیت اعتکاف کی واسطی تلاش لیلۃ القدر کی ہی تو پہر اعتکاف رات ہی سی خاص کیون
ان الشافعي قد نص على كون الاجتهاد في يومها كالاجتهاد في ليلتها في الاستحباب ذكره النووي في الاذكار
کہ امام شافعی نی صاف کہا ہی کہ سعی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ نووی نی اذکار مین بیان کیا ہی
وهذا الحديث يقتضيه ايضا لانه عليه السلام اعتكف العشر الاول من رمضان لطلب تلك الليلة
اور اس حدیث سی بہی یہہ ہی لازم آتا ہی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ مین لیلۃ القدر کی تلاش کی لئی اعتکاف کیا
ثم اعتكف العشر الاوسط فلما اتاه آت من الملئكة فقال انها في العشر الاواخر لا في العشر الاول ولا في
پہر بیچ کی عشرہ مین اعتکاف کیا پہر جب اوسکو پورا کر چکی تو ایک فرشتہ نی آکر کہا کہ لیلۃ القدر پچہلی عشرہ مین ہی نہ تو پہلی عشرہ مین ہی اور نہ
العشر الاوسط فعزم عليه السلام على الاعتكاف في العشر الاواخر وحث على اعتكافها فانه عليه السلام كان
بیچ کی عشرہ مین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی پچہلی عشرہ مین اعتکاف کا عزم کیا اور اور لوگون کو رغبت دی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى يتوفاه الله تعالى ثم اعتكف ازواجه من بعده قال الزهري
رمضان کی پچھلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہان تک کہ اللہ تعالی نی اونکو وفات دی پہر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہین زہری کہتا ہی
عجبا من الناس كيف يتركون الاعتكاف ورسول الله عليه السلام كان يفعل الشيء ويتركه ولم يترك الاعتكاف
لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چھوڑ رکہا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام کرتی بہی اور چھوڑ بہی دیتی اور اعتکاف کو
حتى قبض ثم الاعتكاف في اللغة الاقامة على الشيء وحبس النفس عليه وفي الشريعة الاقامة في المسجد واللبث
اخیر دم تک نہین چھوڑا پہر اعتکاف کی معنی لغت میں ایک شی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کی ساتھہ مسجد میں دیر تک ٹھیرنا
فيه مع النية اما اللبث فركنه واما المسجد والنية فشرطه والمعنى اللغوي موجود فيه مع زيادة وصف
رہنا در لکنگ نی یعنی ٹھیری رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہین اور لغوی معنی بہی شرعی معنون مین زیادتی وصف کی ساتھہ
وهو سنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان لانه عليه السلام واظب عليه بعد ما قدم المدينة الى
پائی جاتی ہین اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ میں اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ میں تشریف لائی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی
ان توفاه الله تعالى فان قيل المواظبة من غير ترك دليل الوجوب فلم لم يجب الاعتكاف فالجواب انه عليه السلام
یہان تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پہر اعتکاف واجب کیون نہین ہوا تو جواب یہہ ہی
كان في حق الواجب بعد المواظبة عليه ينكر على تاركه ولم ينكر على من ترك الاعتكاف فعلم انه ليس بواجب
کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب مین بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبہی انکار نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف
بل هو سنة مؤكدة على طريق الكفاية في العشر الاخير من رمضان وفي غيره من الازمنة نفل وانما يجب
واجب نہین ہی بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پچھلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچھلی عشرہ کی سوا اور وقتون مین نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی
بالنذر والتعليق بالشرط واما ما كان بالشروع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب يوم حتى لو نذر اعتكاف يوم
کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہوتا ہی وہ تطوع ہی پہر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایکدن ہی یہان تک کہ اگر اعتکاف
يدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك او افسده يقضيه
ایکدن کا نذر مانا تو مسجد مین صبح صادق سی پہلی داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کرد یا تو اوسکو
ولو نذر اعتكاف يومين او اكثر يدخل المسجد في ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد مین غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو
ولا يخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان يعتكف يلزمه ان يوصي بان يطعم
اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مرجاوی تو لازم ہی کہ وصیت کردی
عنه لكل يوم نصف صاع من الحنطة ولا يصح ما وجب من الاعتكاف الا بالصوم
کہ ہر ہر دن کی بدلہ آدہا آدہا صاع گیہون کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہین ہوتا
حتى لو نذر اعتكاف يوم قد اكل فيه لا يصح نذره ولا يلزمه شيء وكذا
یہان تک کہ اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمین کہا چکا تہا تو اوسکی نذر صحیح نہین ہی اور اوسکی ذمہ کچھہ لازم نہین ہی اور ایسی ہی
لو نذر اعتكاف ليلة لا يصح لان الليل ليس محلا للصوم واما النفل فالصوم
اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہین ہی اسلئی کہ رات کو روزہ نہین ہوتا اور اعتکاف نفلی مین ظاہر روایت کی موافق روزہ
ليس شرطا فيه في ظاهر الرواية وهو قولهما ايضا فعلى هذه الرواية ليس لاقله تقدير حتى ان من
شرط نہین ہی اور صاحبین کا بہی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کہ ہی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہین ہی یہان تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوی الاعتکاف الی ان یخرج یکون معتکفا مادام فیه ویحصل له ثواب المعتکفین فاذا خرج
مسجد مین آوی اور نکلنی تک کی وقت مین اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہوجاویگا جبتک مسجد مین رہیگا اور اوسکو اعتکاف والون کا ساثواب ملیگا اور جب
منه ینتهی اعتکافه وروی الحسن عن ابی حنیفة ان الصوم شرط الصحة فعلی هذه الروایة اقله یوم ثم الاعتکاف
مسجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہوجاویگا اور حسن امام ابو حنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کم سی کم مدت ایکدن
لا یصح الا فی مسجد الجماعة له امام ومؤذن یصلی فیه الصلوٰت الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوٰة
سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمین پانچون نمازین جماعت سی ہوتی ہون درست نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت ہی
فیختص بمکان یصلی فیه ذلك والمرأة تعتکف فی مسجد بیتها ای فی موضع صلوتها فی بیتها ولا یخرج منه
سو اوسی جگہ ہونا چاہئی جہان وہ نمازین ہوتی ہون اور عورت اپنی گہر کی مسجد مین اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی گہر مین نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی
اذا اعتکفت فیه ولیس لها ان تعتکف فی غیر موضع صلوتها فی بیتها وان لم یکن فی بیتها موضع الصلوٰة
اگر اعتکاف کیا تو نہ ٹلی اور عورت کو جایز نہین ہی کہ اپنی گہر مین سوا نماز کی جگہ کی اور کہین اعتکاف کری اور اگر اوسکی گہر مین نماز کی جگہ کوئی معین نہو
لا یجوز لها الاعتکاف فیه ولا یخرج المعتکف من المسجد الا لحاجة شرعیة کالجمعة او طبیعیة کالبول و
تو اوسکو گہر مین اعتکاف کرنا جایز نہین ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
الغائط واذا خرج لبول او غائط لا یمکث فی منزله بعد الفراغ من الطهور ویخرج الی الجمعة حین زوال الشمس
پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہوکر گہر مین دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت روانہ ہو
ان کان معتکفا قریبا من الجامع بحیث لو انتظر زوال الشمس لا یفوته الخطبة وان کان تفوته الخطبة
اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہوا ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہوجاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہوچکیگا
لا ینتظر زوال الشمس بل یخرج فی وقت یمکنه ان یاتی الجامع ویصلی اربع رکعات قبل الاذان الذی بین یدی
تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہوکر مسجد جامع مین جاکر چار رکعتین نماز کی اوس اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
المنبر وفی روایة ست رکعات رکعتان تحیة المسجد واربع سنة وبعد الجمعة یمکث بقدر ما یصلی اربع
اور ایک روایت مین ہی کہ چہہ رکعتین پڑہ لی دو رکعت تحیة المسجد کی اور چار سنتین اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتین
رکعات او ست رکعات علی حسب اختلاف الاخبار الواردة فی النافلة بعد الجمعة ولا یمکث اکثر من ذلك
یا چہہ رکعتین پڑہ لی موافق اختلاف حدیثون کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلون مین وارد ہوئی ہین اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
وان مکث لا یضره ولو یوما ولیلة لکن لا یستحب له ذلك ولا یخرج لعیادة المریض ولا لصلوٰة الجنازة ولا
اور اگر دیر لگاویگا تو کچہہ نقصان نہین ہی اگرچہ ایک دن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
لاداء الشهادة وهذا کله قول ابی حنیفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة یفسد الاعتکاف عنده
گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابو حنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد مین سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اونکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کردیتا ہی
وهو الاقیس لان الخروج ینافی اللبث وما ینافی فی الشیء یستوی فیه القلیل والکثیر کالاکل فی الصوم والحدث
اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اسمین تہوڑا بہت سب برابر ہی جیسی روزہ مین کہانا
فی الطهارة وکذا اذا خرج ساعة بعذر المرض یبطل لان الخروج بعذر المرض من حیث انه لا یغلب وقوعه لم یکن
اور وضو مین حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا باین اعتبار کہ نادر الوقوع ہی
مستثنی عن الایجاب فصار کانه خرج من غیر عذر الا انه لا یاثم بالخروج بعذر المرض وکذا اذا خرج بغیر عذر
کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہین ہوئی سو اب گویا بلا عذر باہر نکل آیا ہان اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی مین گنہگار نہین ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

ناسيا يبطل اعتكافه وكذا اذا انهدم المسجد وانتقل الى مسجد اخر او اخرجه السلطان كرها او اخرجه
ہوکر نکل آوی تو اعتکاف باطل ہوتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈہ جاوی اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکالدی

الغريم او خرج هو وحبسه الغريم ساعة يبطل اعتكافه وقالا لا يفسد ما لم يخرج اكثر من نصف يوم وهو
یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت بہر پکڑ رکہی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی دن سی زیادہ نکلا رہی

اوسع للناس اذ لابد لهم من الخروج لاقامة حوائجهم فلو لم يبح القليل منه لوقعوا في الحرج ولا حرج في الكثير
اس قول میں لوگون کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطی اپنی کاربار ضروری کی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح نہووی تو البتہ حرج ہووئیگا اور اس زیادت یعنی آدہی

الذي هو اكثر من نصف يوم ويجوز للمعتكف ان ياكل ويشرب وينام ويبيع ويشتري في المسجد من غير
دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جایز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خریدی پر بکری کا اسباب مسجد میں

احضار السلعة فيه قال بعض العلماء المراد به ما لا بد منه كالطعام ونحوه واما اذا اراد ان يتخذه متجرا
نہ لا رکہی بعضی علما کہتی ہین کہ اس سی مراد ضروری کار ہین جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنالی

يكره له ذلك قال الزيلعي وهذا صحيح لانه منقطع الى الله تعالى فلا ينبغي له ان يشتغل فيه باموا
تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنيا ويكره له الصمت والمراد صمت يعتقده عبادة وهو منهي عنه لكونه شريعة منسوخة ويلازم
اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءة القران والحديث وعلم الدين وسير النبي وقصص الانبياء وحكايات الصالحين وكتابة امور الدين و
کی جاوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیا کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التكلم بما ليس بخير فانه مكروه لغير المعتكف في غير المسجد فما ظنك للمعتكف في المسجد ويحرم عليه
گفتگو بیجا بیہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد سی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پر

الوطي بقوله تعالى وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ وكذا دواعيه كاللمس والقبلة ويبطل الاعتكاف
وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگواونسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدون میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چہونا اور بوسہ لینا اور وطی سی مطلقا اعتکاف

بالوطي مطلقا وبالدواعي ان انزل والا فلا ولو اراد ايجاب الاعتكاف على نفسه ينبغي ان يذكر بلسانه ولا
باطل ہوجاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہوجاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی نی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہیئی کہ زبان سی کہی

يكتفي بنية القلب لان النذر عمل اللسان فلا يكون الا به بخلاف النية فانها عمل القلب ولو اعتكف رجل
صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان کا کام ہی سو زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کار ہی اور اگر کسی شخص نی

من غير ان يوجبه على نفسه ثم خرج لا شئ عليه في ظاهر الرواية المجلس الثاني والثلثون في بيان
بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت میں اوسپر کچہہ نہیں آتا بتیسوین مجلس

صدقة الفطر واحكام العيدين وبيان البدع فيه فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم
صدقۃ الفطر کی بیان اور دو نو عیدکی احکام میں اور بیان عید کی بدعتون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زکوۃ فطر کی

زكوة الفطر طهرة للصائم من اللهو واللغو والرفث وطعمة للمساكين هذا الحديث من حسان المصابيح
فرض کردی ہی روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور رفث سی اور واسطی روزی مساکین کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی

رواه ابن عباس يدل على وجوب صدقة الفطر لان الفرض في اللغة بمعنى التقدير وفي الشرع بمعنى
ابن عباس کی روایت سی اس حدیث سی صدقہ فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ لغت میں معنی فرض کی اندازہ کرنیکی ہین اور شرع میں ایجاب کی

الايجاب ولفظ الشارع اذا دار بين المعنى الشرعي والمعنى اللغوي يتعين حمله على المعنى الشرعي ما امكن لان
معنی ہین اور شارع کی کلام اگر درمیان معنون شرعی اور معنون لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ معنی جہان تک ہوسکی شرعی معنون پر حمل کئی جاتی ہین اسواسطی
الغالب من حال النبي عليه السلام تعريف الاحكام دون اللغات فعلى هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر
کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تہی لغات نہین بیان کرتی تہی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا
على الانسان لفائدتين احدهما كونها كفارة لخطاياه وتطهيرا له مما صدر عنه في حال الصوم من اللهو واللغو
انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤن کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت مین ہوا ہو لہو اور لغو
الذي ليس في واحد منهما فائدة دينية او دنيوية ومن الرفث الذي هو الكلام القبيح وما يضاهيه من الفاظ الجماع
جنمین کوئی فائدہ نہین ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی
لان الحسنات يذهبن السيئات والثانية كونها قوتا للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في
البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہان تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہو جاتا ہی
وجدان القوة وعدم الاحتياج الى السوال لانه عليه السلام قال اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم واشار
اور حاجت سوال کی نہین رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو
الى ان هذا اليوم انما يكون عيد للفقراء اذا استغنوا فيه عن السوال بوصول صدقة الاغنياء اليهم
کہ یہہ دن فقیرون کی حق مین عید جب ہی ہی کہ توانگرون سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نرہی
لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسر ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون
اسواسطی کہ توانگرون کو حکم ہی کہ راہ خیر مین مال خرچ کرین اس حکم مین بہید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور اونکو محبت الہی کا حکم ہی
بحب الله تعالى وقد ادعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
اور وہ بہی صرف ایمان کی رو سی محبت کا دعوی کرتی ہین اسلئی کہ اونکا قول لا اله الا الله اسکی یہہ معنی ہین ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ
لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذل المال معيارا
نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سواء اللہ کی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اوسکی سوای کسیکی عبادت کرین نہ کسیکو محبوب رکہین سو مال کا خرچ کرنا
لحبهم ومصداقا لصدقهم من حيث ان جميع المحبوبات تبذل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبه
اونکی محبت کا نشان مقرر ہوا ہی اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس لحاظ سی کہ تمام محبوب چیزین ایسی محبوب کی واسطی کہ اوسکی محبت دل مین زیادہ تر ہو خرچ کردیا کرتی ہین
فمن بذل فهو من الذين صدقوا ما عاهدوا الله عليه ومن لم يبذل يكون من الذين يقولون بافواههم
سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تہا وہ سچ کر دیکہایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی جو زبانی وہ باتین بناتی ہین
ما ليس في قلوبهم بل ممن اتبع هواه وجعله الها لنفسه حتى كانه يعبده فان من يعمل بهوى نفسه لا
جو اونکی دلین نہین ہین بلکہ اونمین ہین جو اپنی ہوا کی تابع ہین اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسہی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہواء نفسانی پر عمل کرتا ہی
يهوى نفسه شيئا الا يرتكبه ويخالف مولاه ولهذا قال النبي عليه السلام ابغض اله عبد في الارض عند
تو پہر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولی کی مخالفت کرتا ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدتر معبود کہ زمین کی اوپر پوجا گیا ہی
الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية
خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکلف پر اس عید مین کئی چیزین واجب ہین اول معاصی کا ترک کرنا کیونکہ معصیۃ کا ترک کرنا
وان كان تركها لازما وواجبا في جميع الازمنة الا ان تركها في بعض الازمان الزم واوجب لقوله تعالى ان عدة
اگرچہ ہمیشہ ہر وقت مین لازم اور واجب ہی لیکن بعضی وقت اور بہی زیادہ تر لازم اور واجب ہوتا ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی

الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِکَ الدِّیْنُ

اللہ کی پاس بارہ مہینی ہین اللہ کی حکم مین جسدن پیدا کئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدہا

الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَکُمْ یعنی ان عدة الشهور القمریة التی علیها یدور کثیر من الاحکام الشرعیة

دین سو اونمین ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس سی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الٰہی کی متعلق ہو رہی ہین

فی حکمه تعالی اثنا عشر شهرا مثبتا فی اللوح المحفوظ منذ خلق السموٰت والارض من تلك الشهور الاثنی عشر

وہ تمام بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی ان بارہ مہینون مین سی

اربعة حرم وهی ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وکون هذه الشهور الاربعة المعینة حرما هو الدین

چار معزز ہین یعنی ذیقعد خالی اور ذالحج بقرہ عید اور محرم دہا اور رجب مریم روزہ اور یہہ چارون معین مہینی جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریق

المستقیم دین ابرهیم واسمعیل علیهما السلام فلا تظلموا فیهن انفسکم بهتك حرمتها وارتکاب المعاصی

راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سو تم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جان پر ظلم مت اتارو

فیها فان العمل الصالح کما انه اعظم اجرا فیهن کذلك المعصیة فیهن اعظم وزرا من المعصیة فی غیرهن

کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی

وکذا المعصیة فی شهر رمضان ویوم الجمعة ویوم عرفة ولیالیها ولیلة القدر وایام العیدین ولیالیهما

اور ایسی ہی گناہ ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین

اکثر وزرا لانه تعالی فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التی تفعل فیها وجعل ثواب العبادات ونزول

سزا مین زیادہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو اونمین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادات کا

الرحمة ووصول المغفرة فیها اکثر من غیرها رحمة لهذه الامة فمن لم یعرف هذه النعمة التی کانت علیه فیها

اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی پہر جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجہی جو اسکو ان اوقات مین

بل هتك حرمتها بارتکاب انواع الذنوب فیها فقد استحق ان یکون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلی

حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کرکر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اوسکا عذاب زیادہ تر جاہی سو

المؤمن ان یعرف ما انعم علیه ویعظم ما عظمه الله تعالی حتی یکون عند الله عظیما وتعظیم هذه الاوقات

مومن کو لازم ہی کہ جو اوسکو اللہ نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو اللہ نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تا کہ اللہ کی نزدیک اوسکو بہی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم

انما یکون بزیادة الاعمال الصلحت فیها فمن عجز عنها فاقل حاله فی التعظیم ان یحترز عما یحرم علیه ویکره له

یہی ہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیادہ تر کیا کری جس سی یہہ نہو سکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری سو تمام بدعات

فیترك البدع والمنکرات وما لا ینبغی له فیها من المنهیات وکثیر من الناس فی بعض هذه الازمان فقد

اور منکرات اور جو جو بیہودہ کار اسکو ان اوقات مین لایق نہین ہین سب ترک کری اور اس زمانہ کی اکثر لوگون نی ان امور کی برخلاف اختیار کر لیا ہی

اخذ واضد هذا المعنی حیث کانوا یسارعون فی ایام العیدین ولیالیهما الی اللهو واللعب وغیرهما من انواع

چنانچہ ایام عیدین مین رات ہو یا دن لہو ولعب وغیرہ طرح طرح کی بیجا امور مین

السیات بعضهم بالمباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للسیئة الواحدة عشر اشیاء من الضرر علی ما

چالاکی اور جستی کرتی ہین بعضی تو اپنی ہاتہ سی کرتی ہین اور بعضی تماشا دیکہتی ہین اور حال یہہ ہی کہ ایک گناہ مین موافق بیان

ذکره الفقیه ابو اللیث فی تنبیه الغافلین الاول اسخاطه خالقه بمخالفة امره والثانی تفریح ابلیس الذی

فقیہ ابو اللیث کی تنبیہ الغافلین مین دس ضرر پیدا ہوتی ہین اول آزردگی اپنی خالق کی حکم کی نافرمانی کرنی سی دوسری ابلیس کا خوش کرنا

هو

هو عدوه وعدو الله تعالی والثالث بعده من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جو اسکا بہی اور خدا کا دشمن ہی　تیسری جنت سی دوری　چوتہی دوزخ سی نزدیکی　پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا
هو احب الیه وهو نفسه والسادس تنجیس نفسه التی جعلها الله تعالی طاهرة والسابع ایذاء الحفظة
جسکو سب سی زیادہ محبوب رکہتا ہی　چہٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی　ساتوین کرام کاتبین کو ایذا دینی
الذین لا یؤذونه والثامن احزان النبی علیه السلام فی قبره والتاسع اشهاد الارض واللیل والنهار علی نفسه
جو کہ اسکو نہین ستاتی　آٹہوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمگین کرنا　نوین　زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا
والعاشر خیانته لجمیع الخلائق لان المطر یقل بالذنب فاذا کان حال من فعل سیئة واحدة هذا فما ذا
دسوین تمام عالم کی بدخواہی　اسواسطی کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہو جاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو پہر دیکہو
یکون حال من یفعل فنونا من السیئات لاسیما فی هذه الایام المبارکات مع ان الخطباء ینادون علی
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا　خاص کر ان مبارک دنون مین　باوجودیکہ وعاظ نصیحت کرنیوالی منبرون پر پکار پکار کر
المنابر ویقولون لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید لیس العید لمن تبخر بالعود انما
کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی　عید اوسہی کی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئی نہین ہی جو خوشبو مین بسی
العید للتائب الذی لا یعود لیس العید لمن تزین بزینة الدنیا انما العید لمن تزود بزاد التقوی لیس العید
عید اوسہی کی ہی کہ توبہ کرکر پہر نہ پہنسی　عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی آرایش کری　عید اوسہی کی ہی جو توشہ تقوی سی آسایش کری عید اوسکی نہین ہی
لمن رکب المطایا انما العید لمن ترک الخطایا لیس العید لمن بسط البساط انما العید لمن جاوز الصراط وقال
جو اونٹنیون پر سوار ہو　عید اوسہی کی ہی جو خطا سی بیزار ہو　عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچہاوی　عید اوسہی کی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور
النبی علیه السلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر وروی انه علیه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم　فرما چکی ہین کہ ملاہی کا سننا تو معصیت ہی　اور اوسکی عادت کرنا　فسق ہی اور اوس سی مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
ادخل صبعیه فی اذنیه عند سماعه وهم یسمعون امثال تلك الکلمات ولا یلتفتون الیها بل یدعون
ملاہی کی آواز سنکر کانون مین اونگلیان دیلین تہین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمات کو سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی　بلکہ تسپر اسلام کا دعوی
الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع هذا یخالفونهما فی الاوامر والنواهی فیکون الحال مشکلا والحکام
کرتی ہین اور اللہ اور رسول کی محبت جتلاتی ہین　اور تمام امر اور نہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین　اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت
یشاهدون امثال تلك المنهیات ولا یمنعون شیئا منها بل یساعدون فیها فمن کان باکیا فلیبك علی
ان تمام منہیات کو دیکہتی ہین　اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی　بلکہ اوسمین اور مدد دیتی ہین　اب جو کوئی روئی تو چاہئی کہ اسلام کی
الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غریبا کما بدأ غریبا نعم ان هذه الایام ایام فرح وسرور لکن ینبغی ان
غربت پر روئی　کیونکہ اسلام اب ویسا ہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تہا ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین　پر یون چاہئی
یکون اظهار الفرح والسرور فیها بما کان مباحا او مستحبا کالاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا　اور خوشبو لگانی　اور اچہی اچہی مباح کپڑی پہنی
المباحة التی تکون جدیدة او غسیلة علی ما سیجئ لا بما کان حراما کلبس الحریر والخوض فی الباطل لان العید
کہ وہ یا نئی ہون　یا دہوئی ہوئی ہون　چنانچہ آگی آتا ہی　حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہننا اور باطل باتون مین گہسنا کیونکہ عید کو
انما سمی عیدا لانه تعالی یعود فیه علی المؤمنین بالمغفرة والاحسان فیجب علیهم ان یجتنبوا المعصیة والطغیان
اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنون پر دوبارہ　مغفرت اور احسان کرتا ہی　پہر اون پر بہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتی یکونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حکی عن بعض العارفین انه
تاکہ سعادت مند اور لایق رضامندی کی ہون بدبخت اور ٹوٹی والون مین نہون اور بعضی عارفون سی حکایت کرتی ہین کہ وہ
مر یوم العید بقوم یلعبون ویضحکون فقال ان کان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان یشکروا ولیس هذا
عید کی دن ایک قوم پر پہنچی کہ کہیل رہی تہی اور ہنستی تہی فرمایا اگر ان لوگون کی عید مقبول ہوئی ہی تو اونکو لازم ہی کہ شکر کرین اور یہہ شکرگذارون کی
فعل الشاکرین وان کان لم تقبل منهم لزمهم ان یخافوا ولیس هذا فعل الخائفین ثم ینبغی ان یعلم ان بعض
کام نہین ہین اور اگر مقبول نہین ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کرین اور یہہ ڈرنیوالون کی کام نہین ہین پہر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ
الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابا بکر رض دخل علیها یوم
کہتی ہین کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جایز ہی اسلئی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رض سی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہان عید کی
العید وعندها جاریتان تغنیان بالدف ورسول الله علیه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابوبکر فکشف النبی ع م
دن آئی اسوقت اونکی پاس دو لڑکیان گاتی تہین اور دف بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی اون لڑکیون کو ابوبکر نی منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ
وجهه فقال دعهما یا ابا بکر فان لکل قوم عیدا فهذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی زعمهم
وسلم نی منہہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہی آج ہماری عید ہی اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہین دلالت کرتی ہی
لکن لیس کما زعموا اذ قد ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث متروک غیر معمول به لقوله تعالی ومن الناس
پر یون نہین ہی جو وہ کہتی ہین کیونکہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہین ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہین
من یشتری لهو الحدیث فان المراد من لهو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس
کہ خریدار ہین کہیل کی باتون کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت مین ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس
وعکرمة وسعید بن جبیر الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر والمراد من اشتراه اختیاره والمعنی ان بعضا
اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی غنا ہی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجانی اور اشترا سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہین
من الناس یختار الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا
جو غناء کو پسند کرتی ہین اور اوسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بچلادین اللہ کی راہ سی بن سمجہی اور ٹہرادین اوسکو ہنسی
اولئک لهم عذاب مهین فدلت الآیة علی تحریم الغناء وما فی معناه من الملاهی ویدل علی هذا ایضا ان عائشة
وہ جو ہین اونکو ذلت کی مار ہی یہہ آیت غناء کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اوسکی مثل لہو کی چیزین ہین اور حرمت اس سی بہی معلوم ہوتی ہی کہ
بعد بلوغها لم ینقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثانی مما یجب علی المکلف فی هذا العید صدقة الفطر
حضرت عائشہ رض سی بالغ ہوکر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچہہ منقول نہین ہی اور دوسری جو اس عید مین انسان مکلف پر واجب ہی صدقة الفطر ہی
فانها تجب علی کل مسلم حر غنی والغنی الذی هو شرط لوجوبها ان یملک نصابا او ما یکون قیمته نصابا فاضلا
صدقة الفطر ہر ہر مسلم آزاد توانگر پر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہئی اتنی ہی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شئی کا مالک کہ اوسکی قیمت نصاب کی
عن حاجته الاصلیة ولا یعتبر فیه وصف النماء فمن کانت له دار لا یسکنها فیواجرها او لا یواجرها تعتبر قیمتها
برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑہنی والی چیز ہونا کچہہ ضرور نہین یہہ زکوة مین معتبر ہی سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمین رہا نہین کرتا پہر کرایہ دیتا ہو
فی الغنی وکذا اذا سکنها وفضل عن سکناه شیء یعتبر قیمة الفاضل فی الغنی لان ما کان من حاجته الاصلیة
اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر اوسمین رہتا ہو اور رہنی سی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا مین معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت مین ہی
لا بد ان یکون مشغولا بها لا بما سیحتاج الیه اذ ما من مال الا وقد یقع الحاجة الیه فی وقت من الاوقات حتی
چاہئی کہ اب اوسکی برتاؤ مین ہو وہ نہین ہی جسکی آگی کو حاجت پیدا ہوگی اسواسطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اوسکی حاجت کبہی نہ کبہی آہی لگتی ہی یہان تک

لوکان فی دار بکراء فاشتری قطعة ارض بمائتی درهم وبنی فیها دارا لیسکنها فهو غنی بها لانها فاضلة
کہ اگر کرایہ کی گہر مین رہتا ہو اور ایک اور قطعہ زمین کا دوسو درہم کو مول لیکر رہنی کی لئی گہر بنایا تو اب اس گہر کی ملکیت سی غنی ہو دیگا اسلئی کہ یہہ گہر اسوقت اوسکی حاجت سی
عن حاجته الحالیة وانما یحتاج الیها فی المستقبل ومن کان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی
فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو زمانہ آیندہ مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا
لایکون بها غنیا ولوکان فیها ثلثة بیوت یعتبر قیمة الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لایکون
تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی اعتبار کی جائیگی اور کپڑون کا مالک
غنیا بثلث دستجات احدها للبذلة والثانیة للمهنة والثالثة للجمع والاعیاد وکذا بالفراشین
تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روزمرہ کی پہننی کا اور دوسرا کارکرنی کی وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچھونون سی غنی نہین ہوتا
وما زاد علی الدستجات الثلث من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی بفرسین
اور جسقدر تین جوڑہ اور دو بچھونون سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجادیگی اور غازی کا مجاہد دو گہوڑون سی
لایکون غنیا وان کان له ثلثة افراس یعتبر قیمة احدها فی الغنی وما زاد علی الواحد من الدواب
غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک گہوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجادیگی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا
لغیر الغازی فرسا کان او حمار الدهقان او غیره والخادم الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب
سوای غازی کی اور شخص کی پاس گہوڑا ہو یا گدہا رئیس گانوکی لئی یا اور کسیکی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لئی اوس زاید کی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی
التفسیر والحدیث والفقه لاهله ما زاد علی نسخة واحدة من روایة واحدة یعتبر قیمته فی الغنی
تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی تو ایک روایت مین غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب کیجادیگی
وکذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزراع بثورین وآلة الحراثة
اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کہیتی کی راچہ ہل پانسی کا
لایکون غنیا وان کان له ثلثة ثیران یعتبر قیمة احدها فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمته فی الغنی
غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجادیگی
وللخباز اذا کان له حنطة او ملح یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا القصار اذا کان له اشنان او صابون یعتبر
اور نان پز کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دہوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی
قیمته فی الغنی ومن کان له قوت سنة یساوی نصابا ففیه کلام والظاهر انه لایعد من الغنی ذکره قاضیخان
قیمت انکی لیجادیگی اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین شمار کیا جاتا یہہ قول قاضیخان نی
فی فتاواه والمرأة اذا کانت لها جواهر ولآلی تلبسها فی الاعیاد وتتزین بها للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا
اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی بہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور
ان کانت لها دار تسکن فیها مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی ان قدر الزوج علی الاسکان ویتعلق بهذا النصاب
ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی بر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب سی
حرمة اخذ الزکوة ووجوب صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السوال
زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہین کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا
واخذ الصدقة ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یملک نصابا کاملا نامیا وغنی
اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی بڑہتا ہوا ہو اور دوسرا غنی

یحرم علیہ السوال واخذ الصدقۃ ویجب علیہ صدقۃ الفطر والاضحیۃ دون الزکوۃ وھو من
ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی

یملک ما قیمتہ نصاب من غیر ان یکون فیہ نماء وغنی یحرم علیہ السوال لا اخذ الصدقۃ ولا یجب
جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور

علیہ شئ مما ذکر من صدقۃ الفطر والاضحیۃ والزکوۃ وھو من یملک قوت یومہ وما یستر عورتہ ثم
اوسپر جو جو اوپر مذکور ہوا کچھہ واجب نہین ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوۃ وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دنکا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو

الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر والصاع ما یسع فیہ الف واربعون درھما
پہر ہماری نزدیک گیہون کا آدہا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چہوارہ اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین

وھو صاع عمر رض وکان قد فقد واخرجہ الحجاج ولذلک سمی حجاجیا والظاہر انہ کان صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہہ صاع حضرت عمر والا ہی پہر یہہ گم ہو گیا تہا اور حجاج نی نکالا اسیلئی صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یون ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا

اذ کان عمر لا یخالفہ فی شئ ھذا اذا اعطی صدقۃ الفطر بالصاع ولو اعطاھا بالوزن یجوز ایضا
اسلئی کہ حضرت عمر کسی باب مین اصلا مخالفت نہین کرتی تہی یہہ صاع جب چاہی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کر دی تو بہی جایز ہی

لان تقدیر الصاع لما کان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبیب عند ابی حنیفۃ کالبر وعندھما کالشعیر
اسلئی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور مویز امام ابو حنیفہ کی نزدیک گیہون مین داخل ہین یعنی آدہا صاع دینا چاہی اور

وذکر فی الجامع الصغیر ان دقیق البر وسویقہ کالبر الا ان العلماء قالوا الاولی ان یراعی فیھما القدر والقیمۃ
اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہون کا آٹا اور گیہون کا ستو گیہون کی مثال ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہی پر علماء یون کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹی اور ستو مین احتیاطا

احتیاطا لضعف الاثار الواردۃ فیھما والمعتبر فی الخبز القیمۃ ولا یراعی فیہ القدر اذ لم یرد فیہ اثر والاصل
دونو کا لحاظ کرنا چاہی کیونکہ جو آثار انکی باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطی کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل

فی ھذا الباب ان ما ھو منصوص علیہ لا یعتبر فیہ القیمۃ وانما یعتبر فیہ القدر حتی لو ادی مکان نصف
صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاف ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر کسی نی گیہون کی آدہی

صاع من بر نصف صاع من تمر لا یجوز وان کان قیمۃ التمر اکثر من قیمۃ البر واما ما لیس بمنصوص علیہ فانما
صاع کی جگہ آدہا صاع چہوارہ کا ادا کر دیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چہواروں کی قیمت گیہون سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ

یلحق بالمنصوص علیہ باعتبار القیمۃ لا بالقدر وعن ابی یوسف ان الدقیق اولی من البر لکونہ اقرب الی
اوسمین جنکا ذکر آیا ہی قیمت کر کر ملا دیتی ہین اندازہ کی رو سی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہون سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی

المقصود والدراھم اولی من الکل لکونھا ادفع للحاجۃ وعلی المکلف الغنی ان یودی ما ذکر من القدر او القیمۃ
اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی

عن نفسہ وعن ولدہ الصغیر ذکرا کان او انثی ان لم یکن للصغیر مال حتی لو کان للصغیر مال یؤدی
اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو ادا کری یہانتک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اوسکا

عنہ ابوہ او وصیہ من مالہ ولا یجب علیہ صدقۃ ولدہ الکبیر وان کان فی عیالہ ولا صدقۃ زوجتہ
باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کردی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہیں ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی

ولو ادی عنھما بغیر امرھما یجوز استحسانا لانہ ماذون فیہ عادۃ ویعطی عن مملوکہ للخدمۃ ولو مدبرا
اور اگر اونکی طرف سی اونکی بی کہی ادا کردی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی ہی

او

ام ولد او کافرا ولا یعطی عن عبدہ للتجارۃ وعن مملوکه الابق فان عاد مملوکه عن الاباق بعد ما مضی
یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سوداگری کی غلام کی طرف سی دینا لازم نہیں ہی اور نہ بہاگی ہوئی غلام کی طرف سی پہر اگر غلام بہاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہوکہ روز فطر کا گذر گیا
یوم الفطر حتی ان من مات من ممالیکه واولادہ قبله لا یجب صدقته وکذا لو ولد له ولد او ملك عبدا
یہان تک کہ اگر کوئی غلاموں میں سی یا اولاد میں سی صبح صادق سی پہلی مرجاوی تو اوسکا صدقہ واجب نہیں رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی بچہ پیدا ہوا یا
بعدہ لا یجب علیه صدقته ولو ولد له او ملك عبدا قبله کان علیه صدقته وکذا لو صار غنیا قبله
کسی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر صبح صادق سی پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا
وبعدہ لا والمستحب اداءها قبل صلوة العید ولا تسقط بتاخیرها وان افتقر وطال المدة لانها
تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہیں اور صدقہ عید کی نماز سی پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سی ساقط نہیں ہوتا اگرچہ فقیر ہوجاوی اور اسپر مدت دراز گذر جاوی
متعلقة بالذمة دون المال ویجوز تقدیمها عن وقت وجوبها بلا تفصیل فیه بین مدة ومدة فی الصحیح
کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچہ مال پر نہیں ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب سی پہلی دیدینا صحیح مذہب میں جایز ہی کچہ مدت کم زیادہ کا فرق نہیں ہی
ویجب دفع فطرة کل شخص الی فقیر واحد حتی لو فرقت الی فقیرین لا یجوز لان المنصوص علیه الاغناء
اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی گیہوں کی آدہی صاع سی کم نہ دی اگر دو فقیروں کو پاو پاو صاع تقسیم کردیگا تو جایز نہیں ہی اسوسطی کہ حدیث کا منشا
لقوله علیه السلام اغنوهم عن المسئلة فی مثل هذا الیوم ولا یستغنی بما دون ذلك وقیل یجوز دفعها
لفظ غنی کردینا ہی اس حدیث میں کہ ان فقیروں کو سوال کرنی سی آج کی دن غنی کردو اور اس سی کمتر میں غنی نہیں ہوتا اور بعضی کہتی ہیں ایک فطرہ
الی فقیرین لکن الاول اولی ویجوز دفع ما وجب علی جماعة الی فقیر لکن الاولی ان یکون الدفع بدفعات
دو فقیروں کو بہی دینا جایز ہی پر اول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصوں کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جایز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی بار ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کی دی
لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنی المقادیر یمنع النقصان لا الزیادة فاذا وقع التفریق فی
ایک دفعہ ہی نہ دیوی اسواسطی کہ آدہی صاع کم سی کم مقدار ہی سو کمتی سی روکتا ہی زیادت سی نہیں منع کرتا سو جب دینی میں علیحدہ علیحدہ کردیا
الدفع یکون الفقیر فی الدفعة الثانیة فی حکم مسکین اخر ولا یجوز دفعها الی اصوله وفروعه وممالیکه
تو گویا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ میں نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ماباپ وغیرہ کو اور اپنی فروع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلاموں وغیرہ کو
وغیرهم ممن لا یجوز دفع الزکوة الیهم ویجوز صرفها الی فقراء اهل الذمة لکن یکرہ بخلاف الزکوة حیث لا یجوز
دینا جایز نہیں ہی جن جن کو زکوۃ کا دینا جایز نہیں ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیروں کو دینا جایز ہی پر مکروہ برخلاف زکوۃ کی کیونکہ زکوۃ کا دینا
دفع الزکوة الیهم الثالث ما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواك
ذمیوں کو ہرگز جایز نہیں ہی تیسری اس عید میں جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی
والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا وغسیلا لا حریرا فانه حرام
اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی کپڑی پہنی جو مباح ہوں یعنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر
علی الرجال حتی الصبیان لکن لا اثم علی من البسهم والافطار بالحلو واداء صدقة الفطر وصلوة الغداة
مردوں پہ بچوں تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہنادیں فقط اور میٹہا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنا اور نماز اشراق کی
فی مسجد حیه والتبکیر وهو سرعة الانتباہ والابتکار وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا
محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی یہاں عیدگاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اور پیادہ پا جانا
والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی الجبانة سنة وان وسعهم الجامع لکن یستخلف الامام من
اور دوسری رستہ سی آنا پہر جنگل میں جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع میں تمام نمازی آسکتی ہوں لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

کان علیه صدقة فامضی وقت وجوبها طلوع الفجر من یوم الفطر ۲
تو اوسپر صدقہ فطر گذشتہ واجب ہی اور صدقہ فطر کی وجوب کا وقت یوم فطر کی صبح صادق ہی

يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة بالاتفاق بخلاف
جو شہر کی اندر ناتوانون اور بیمارون کو نماز پڑہادی کیونکہ عید کی نماز ایک شہر مین دو جگہہ بالاتفاق جایز ہی بخلاف
الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب التكبير في طريق المصلى لكن عند ابي حنيفة لا يجهر به
جمعہ کی جمعہ دو جگہہ جایز نہین ہی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کر دیتا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر پڑہتی ہوئی جانا مستحب ہی یعنی الله اکبر الله اکبر
في هذا العيد وعندهما يجهر به وهو رواية عنه ايضا وعن ابي جعفر انه قال لا ينبغي ان يمنع
عید الفطر مین آہستہ آہستہ پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر یہہ بہی امام ابو حنیفہ سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر سی منع کرنا
العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في الخيرات فعلى هذا كان الاولى بهم ان يكبروا لكن لا على هيئة
اچہا نہین ہی کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی اونکو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہہ ہی بہتر ہی کہ تکبیر پڑہا کرین پر سبکو ملکر
الاجماع والاتفاق في الصوت ومراعات الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پر نہین چاہی کیونکہ یہہ تمام طریقی حرام ہین بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب
بلغ المصلى قطع التكبير وروي عن ابي موسى الرضا انه يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى يبلغ الجبانة
عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک پہنچ جاتی تہی
ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنی والا رات کو عیدگاہ مین کوس بہر یا کم زیادہ فاصلہ سی آجادی تو صبح صادق ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت
وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح
آجاوی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گذر جاوی تو امام لوگون کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی
ثم يضع يديه تحت سرته ثم يثني ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرة بقدر ثلث تسبيحات
پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین دفعہ تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچ مین بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی
لانها تقام بجمع عظيم وبالموالاة يشتبه على من كان بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من ثلث
اسواسطی کہ بڑا انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی در پی بلا فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی ندی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ
التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ
تینون دفعہ کان تک اوٹہاوی اور بیچ مین دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندہ لی اور اعوذ بالله آخر تک پڑہی اور بسم الله پڑہ کر
الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع فاذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها ثلثا يفصل
سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر الله اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قراءت قرآن کی شروع کری پہر بعد قراءت کی تین بار تکبیر کہی
بينهن بقدر ما ذكرنا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هنا وضع ثم يكبر ويركع فيكون
اونکی بیچمین بہی اسیقدر فاصلہ رکہی جو اوپر ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پر چہوڑی رکہی اسوقت مین ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہین ہی پہر تکبیر کہکر رکوع کری
الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع وستة منها زوائد ثلث في الركعة
اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئین تین تو انمین سی اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیرین دونو رکوع کی اور انمین سی چہہ تکبیرین زاید ہین تین پہلی رکعت مین
الاولى قبل القراءة وثلث في الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة الاولى حتى قرأ بعض
قراءت سی پہلی اور تین دوسری رکعت مین قراءت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت مین تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ تہوڑی سی
الفاتحة او كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة يكبر ولا يعيد القراءة
یا ساری سورہ فاتحہ پڑہ لی پہر تب یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کہی قراءت کو دوبارہ

لانها

لانها تمت وبعد التمام لا يقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول و الثاني فانها لم تتم فيهما فصار كانه لم يشرع
اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہیں ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتون مین پوری نہین

فيها فيعيدها رعاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيهما بالتكبير ويفصل بينهما
شروع نہین کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطی ہٹادی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبون مین اتنی دیر

بجلسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويسن فيهما ما يسن في خطبة الجمعة
جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاوین اور اس خطبہ مین وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی

ويكره فيها ما يكره فيها وفي هذه العيد يعلم فيها احكام صدقة الفطر ومن لم يدرك صلوة العيد مع الامام
اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر میں خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگون کو سناوی اور جسکو عید کی نماز امام کی سا تہہ

لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع كبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح شرع في القيام المحض ثم
اتہہ نہ آوی تو اوسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول حالت قیام مین تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی مین جایز رکہی گئی

للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام المحض وان خاف فوت
پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہ معلوم ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر بہی رکوع مین امام کی سا تہہ شامل ہو جاویگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیرون کی صرف قیام ہی اور اگر یہ خوف ہو

الركوع مع الامام يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال بها اولى
کہ تکبیرین کہنی مین امام کی سا تہہ رکوع ہاتہہ نہین آویگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین جا کر تکبیرین عید کی ادا کری اسلئی کہ عید کی

ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة سنة
اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی سنت

ايضا ولا وجه لاشتغال سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه فيسقط عنه ما بقي من التكبيرات
ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہو جاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو ساقط ہو جاتی

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام
اب اوس تکبیر کو نہ تو رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطی ترک نہین ہوسکتی اور اگر

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة اذا قام الى قضاء ما سبق يبدأ
امام کو قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو مع تکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرارت

بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد وبعد السلام في سجدة السهو فانه يقوم
شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع مین جاوی اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہ کہڑا ہو کر

ويصلي باتيان التكبير في محلها ويستحب تاخير الصلوة في هذا العيد وتعجيلها في عيد الاضحى وفي
نماز پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید کی نماز مین کچہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی مین شتابی کرنی مستحب ہی اور

القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة على الخطبة وفي البزازية اذا اجتمع
قنیہ مین ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین پہر جنازہ کی پڑہین پہر خطبہ عید کا پڑہین اور بزازیہ مین ہی اگر عید

العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما يقدم على الجنازة لكون وجوبه عينا ووجوب الجنازة كفاية
اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز

ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان غم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال
واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جا کر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہین اور اگر انتیسوین کو کہنا چہا جاوی اور گواہ آکر

عند الامام برویة الهلال فانه یصلی بالناس صلوة العید من الغد لان هذا تاخیر بعذر وقد روی
امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑہا دی کیونکہ لاچاری مین تاخیر ہوئی اور روایت ہی

ان قوما شهد ولعند رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الزوال برویة الهلال فامر النبی علیه السلام
که ایک قوم نی پیغمبر صلی الله علیه وسلم کی خدمت مین آکر دوپہر ڈہلی چاند کی گواہی دی تہی تو نبی صلی الله علیه وسلم نی حکم فرمایا تہا

بالخروج الی المصلی من الغد واما التاخیر بغیر عذر فلا یجوز وان حدث عذر یمنع من الصلوة بعد
که کل یعنی دوسری تاریخ عیدگاہ مین چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جایز نہین ہی اور اگر ایسا عذر پیش آدی کہ جسمین اگلی دن بہی نماز نہوسکی

الغد لا یصلی بعده لان الاصل فیها ان لا یصلی فی الیوم الثانی ایضا لکون یوم الفطر واحدا لکن قد ورد
تو پہر نماز نہین ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی کہ اگلی روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف مین

الحدیث بالتاخیر الی الیوم الثانی عند العذر فبقی ما وراءه علی قضیة القیاس ثم ینبغی ان یعلم
اگلی دن تک کی تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہی سو اوسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی پہر سمجہنی کی بات ہی

ان رویة الهلال وان کان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله علیه السلام صوموا لرویته وافطروا
چاند کی دیکہنی سی اگرچہ روزہ رکہنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہوجاتا ہی کیونکہ نبی علیه السلام نی فرمایا ہی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار

لرویته لکن العمل به لا یلزم الا بعد قضاء القاضی ولهذا یلزم المراجعة الیه ثم انه اذا کان فی السماء
چاند دیکہہ کر پر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہین ہوتا اسہیواسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی پہر اگر آسمان مین کچہہ

علة سواء کان غیما او دخانا او بخارا او غبارا ونحو ذلك لا یقبل فی هلال الفطر الا شهادة رجلین
علت ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون

او رجل وامراتین وکما یشترط فیه العدد یشترط الحریة والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم
یا ایک مرد اور دو عورتون کی اور جیسی یہہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ ازاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سی حق العباد متعلق ہین

ینتفعون به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
اونکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسیطور پر ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سی صرف حق شرع کا تعلق ہی

الصوم فیکتفی فیه بخبر الواحد العدل حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثی واما اذا لم یکن فی السماء علة فلا یقبل
روزہ سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر بہی کافی ہی ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہہ روک نہو تو اب

شهادة الواحد فی هلال رمضان ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم
ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت انبوہ کی مقبول ہوگی جنکی خبر سی یقین آجاوی

واختلفوا فی مقدار ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر
انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ والی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ ہر طرف سی

الخبر من کل جانب والصحیح انه مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب
خبر پی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ جو علم اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی تو اوس سی علم شرعی مراد ہی جس سی عمل

للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنی الیقین ومن رای هلال الفطر وحده وشهد عند القاضی ولم یقبل
کرنا واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب ہوجاوی علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہی اور اگر کسی نی عید کا چاند اکیلی نی دیکہا اور قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی

شهادته فانه یصوم ولا یفطر وان افطر یقضی ولا کفارة علیه ولو رای الامام هلال الفطر وحده لا یفطر
نہ مقبول ہوئی تو اوسکو چاہی کہ روزہ رکہی افطار نکری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اوسپر کفارہ نہین ہی اور اکیلی امام نی اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکری

ولا یخرج لصلوة العید ومن رای هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا
اور عید کی نماز کو بھی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکھکر اس خیال سی کہ مدت روزوں کی تمام ہوئی روزہ افطار کرڈالا محیط مین کہتا ہی
فی وجوب الکفارة والاکثر علی الوجوب ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرین
کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکھکر انتیس روزی رکھی تھی
یوما فشهد جماعة عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی
کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی
لیلة کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال
دیکھکر روزی رکھی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تھا
فی تلك اللیلة والسماء مصحیة لایباح لهم الفطر غدا ولا یترك التراویح لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالرویة
باوجودیکہ آسمان صاف تھا تواب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکھنی کی گواہی دی ہی
ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا رویة غیرهم واما لو کان شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة کذا
اور نہ اورونکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اورون کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی
شهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلك القاضی بشادتهما جاز لهذا القاضی ان
دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکھنی کی گواہی دی تھی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بھی جایز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق
یقضی بشهادتهم لان قضاء القاضی الاول حجة فیجوز العمل به یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه
حکم کردیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی الہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
وکرمه امین یا معین

المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلة صوم شوال

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسوین مجلس مین بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
جس نی رمضان کی روزہ رکھی پہر اوسکی پیچھی چھہ روزہ شوال کی رکھی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ اور
ابو هریرة وابو ایوب الانصاری وانما کان ذلك کصیام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
ابو ایوب انصاری کی روایت ہی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین
فمن صام رمضان بصیر کانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ایام من شوال بصیر
پہر جسنی رمضان کی روزی رکھی تو گویا دس مہینی کی روزی رکھی پہر اگر بعد اوسکی شوال مین چھہ روزی رکھی تو
کانه صام شهرین فیکون المجموع کاثنی عشر شهرا فان قیل یفهم من هذا الکلام ان المراد من الدهر
گویا دو مہینی کی روزی رکھی پہر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجھا جاتا ہی کہ دہر سی مراد
السنة لکن استعمال الدهر بمعنی السنة غیر متعارف فی کلامهم بل هو عند اهل اللغة یطلق علی الابد
ایک سال ہی پہر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین پایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہین
وقد اتفق ابو حنیفة وصاحباه علی ان الدهر المعرف باللام یکون للعمر فالظاهر ان یحمل علی مدة العمر
اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتھہ یعنی الدهر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر کی
ولا وجه لحمله علی السنة فالجواب ان الحمل علی السنة هو الحمل علی مدة العمر لان المکلف لا بدله ان یصوم
معنی مین ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی لینی یہہ ہی معنی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعده ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
رکہی پہر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری

من صام شهرا كاملا اي شهر كان ثم صام بعده ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضي قوله تعالى
جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پہر اوسکی بعد چہہ روزی اور رکہی تو یہہ بہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
جوکوئی لاویگی ایک نیکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا

رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه كصيامه في الفضل وملحقا به في الشرف
مہینہ روزوں کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت مین رمضان کی مانند ہین اور شرافت مین

حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلتحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہین یہان تک کہ کہتی ہین چہہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزون مین داخل ہین اور جوکوئی شوال کی چہہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا ثواب

الدهر فرضا فلذلك خصّ ايامها بالذكر من بين سائر الشهور ثم الافضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینوں کا تمام مہینوں مین سی ذکر کیا پہر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال مین بعد عید الفطر کی

متوالية وحكي عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حزرا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
پی در پی ہوں اور بعضی علما سی مذکور ہی کہ متصل روزی مکروہ ہین تاکہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس باب مین کہ اونہوں نی فرض پر بڑہائی ہین

على الفرض لكن لا كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
لیکن مختار مذہب مین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان مین شمار کئی جائیگی

ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض وقد زال هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
اور مشابہت نصاری کی فرض پر بڑہالینی مین ہوجائیگی اور یہہ بات کہان رہی جب کہ عید کا روز بیچہن آجانی سی اتصال جاتا رہا

الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروى عن ابي حنيفة انه
باوجودیکہ فقہاء کی کلام مین یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق مین مکروہ ہی اہل علم کی حق مین مکروہ نہین ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ

كرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا في ان الافضل
مکروہ جانتی تہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء حنفی مذہب اسمین کچہہ باک نہین جانتی پر اسمین اختلاف کرتی ہین کہ آیا افضل پی در پی ہین

التتابع والتفرق فان فرقها واخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعد من شبهة
یا جدا جدا اگر جدا جدا رکہی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینی مین رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہ سی بہی الگ رہتا ہی

الاختلاف واما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمع هذا
اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ بات جاہلوں کی گہڑت ہی اور جو جو حدیث اس باب مین مروی ہی وہ سب موضوع ہین تو یہہ طعن سننی کی لایق

الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدى الصحيحين لا يسمع طعن الوضع فيه
نہین ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری مین موجود ہو اوسمین عیب وضعی ہونیکا مسموع نہین ہی

ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمنا في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال مین نکاح کرنیکو مبارک نہین جانتی اسمین بدفالی لیتی ہین سو یہہ بات جاہلیت کی ہی

فانهم كانوا يتشاءمون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
جاہلیت والی شوال مین نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہین کہ ایک سال مین ماہ شوال کی اندر وباء طاعون پیدا ہوئی تہی

من السنين ومات فيه كثير من العرايس فتشاءم به اهل الجاهلية وقد ورد فى الشرع بابطاله
اوسمین بہت نئی دلہنین مرگئی تہین سو اہل جاہلیت نی اسکو نحس ٹہرالیا اور شرع مین اسکا بطلان ظاہر موجود ہی
كما روى عن عائشة انها قالت تزوجنى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى شوال وبنى بى فى شوال فاىّ
چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مجہسی ماہ شوال مین نکاح کیا اور ماہ شوال مین مجہسی مجامعت کی پہر کونسی
نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احظى عنده منى قال النووى انها قصدت بهذا رد ما كان عليه
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجہہ سی زیادہ بہرہ مند تہی نووی کہتا ہی کہ عائشہ کا مقصود اس بیان سی رد کرنا اعتقاد
اهل الجاهلية من تطير التزوج فى شوال فانهم كانوا تتشاءمون بشهر شوال فى النكاح فيه خاصة كما كانوا يتشاءمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال مین نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال مین صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی جیسی ماہ صفر کو
بشهر صفر مطلقا ويقولون انه شهر مشئوم وكثير من الناس فى هذا الزمان يوافقونهم ويتشاءمون
مطلق سب باب مین منحوس جانتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ مین بہی اونکی ساتہی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجہتی ہین
بشهر صفر ويمتنعون فيه عن السفر والتزوج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر شوال
اور اس مہینی مین سفر اور نکاح وغیرہ نہین کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال
وغيره غير صحيح فان الزمان كله من خلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فكل زمان شغله العبد بطاعة
وغیرہ مین صحیح نہین ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمین تمام عباد اللہ کار بار کرتی ہین سو جس زمانہ کو آدمی عبادت مین صرف کری
فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بمعصية فهو زمان مشئوم عليه والشوم واليمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت مین صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق مین نحس ہی اور نحس اور مبارک
فى الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدى بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعنى لسانه
حقیقت مین معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد زبان ہی
وقال ابن مسعود ان كان الشوم فى الشئ ففيما بين اللحيين يعنى اللسان وما شئ احوج الى طول السجن
اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہوا کرتی تو اسمین ہوتی جو دونو کلون مین ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہین جو قید کی زیادہ محتاج
من اللسان وروى عن عائشة انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فى الحقيقة الا المعاصى و
ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سو اب حقیقت مین نحوست سوای معاصی اور
الذنوب فانه تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك شقيا فى الدنيا والاخرة واذا
گناہون کی کوئی چیز نہین ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور اگر
رضى عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا فى الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه عن
کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی اور بعض صلحاء کی پاس عام مصیبت کی جسمین
بلاء وقع الناس فيه فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا يكون
تمام خلق گرفتار تہی شکایت کی جواب دیا جس بلا مین تم گرفتار ہو مجہکو سوا نحوست گناہونکی معلوم نہین ہوتی اس حکایت کی موافق
المعاصى مشئوما على نفسه وعلى غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی
خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم وكذلك الاماكن التى يفعل فيها المعاصى
خاص اون لوگون کو جو اوسکی عمل سی انکار نہین کرتی سو اوس سی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانون سی جہان معاصی عمل مین آتی ہین

يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لاصحابه
دور رہنا اور بہاگنا چاہئی اس خوف کی مارا کہ مبادا جو جو اوس مکان مین ہین سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی یارون کو
حين مر على ديار ثمود بالحجر لا تدخلوا اماكن هؤلاء المعتدين الا ان تكونوا باكين خشية ان يصيبكم ما اصابهم
منع فرمایا جب وہ حجر مین دیار قوم ثمود پہ گذری کہ ان لوگون حد سی بڑہی ہوونکی مکانون مین داخل نہونا مگر روتی ہوئی اس خوف کی ماری مبادا تمپر بہی وہ عذاب
فان هجران اهل العصيان من جملة الهجرة المامور بها التي سبب لمغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذي
جو اونپر آیا تہا آجاوی بیشک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہین کہ جسنی
قتل مائة نفس من بني اسرائيل سئل عالما من علماءهم هل له توبة فقال له العالم نعم وامره ان ينتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر کر اپنی عالمون مین سی ایک سی پوچہا آیا میری کوئی توبہ ہی عالم نی اوسکو جواب دیا ہان اور اوسکو بتایا کہ مفسد
قرية الفساد الى قرية الصلاح وادركه الموت بينهما واختصم فيه ملئكة الرحمة وملئكة العذاب فاوحى
گانو مین سی صالح گانو مین چلا جا پہر وہ دونو گانون کی بیچمین جاتا ہوا مر گیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتون مین جہگڑا ہوا کہ دونو مین سی اسکو کون لی
الله اليهم ان قيسوا بينهما والى ايهما كان اقرب الحقوه بها فوجدوه الى القرية الصالحة اقرب برمية الحجر فالحقوه
اور اللہ تعالی نی اونکو وحی بہیجی کہ پیمایش کر کر دیکہو جدہر نزدیک ہو ادہر ملا دو پہر اوسکو صالح گانو کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈہیلا پہینکتی ہین
بها برحمة الله تعالى ومغفرته

المجلس الرابع والثلثون في بيان فضيلة العشر الاول من ذي الحجة

سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سی ادہر ہی ملا دیا

چونتیسوین مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله تعالى من هذه الايام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی دن ایسی نہین ہین جنمین عبادت اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنون کی
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشر الاول من ذي الحجة بدليل قوله عم
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد ہذہ الایام سی ذی الحجہ کا پہلا دہا ہی اسواسطی کہ اور حدیث مین ارشاد ہی
في حديث اخر ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها
کوئی دن نہین ہین کہ اللہ تعالی کو اپنی عبادت اونمین محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذی الحجہ کی کہ اسمین سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزون کی برابر
بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر وانما كان العمل الصالح في هذه الايام افضل لانها ايام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلة القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنون مین عمل صالح اسلئی افضل ہی کہ یہہ دن بیت اللہ
زيارة بيت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا كان افضل يكون العمل الصالح فيه افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہین اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اسمین عمل صالح بہی افضل ہوتا ہی
وروى عن ابي الدرداء انه قال عليكم بصوم ايام العشر واكثار الدعاء والاستغفار والصدقة فيها فاني
اور ابو درداء سی روایت ہی کہ کہتی تہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو کیونکہ مینی
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الويل لمن حرم خير ايام العشر وعليكم بصوم اليوم التاسع خاصة فان فيه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نوین تاریخ کا روزہ لازم کرلو کیونکہ اسمین
من الخيرات اكثر من ان يحصيها العادون وروى انه عليه السلام قال يوم عرفة احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة
اسقدر خوبی ہی کہ شمار کرنیوالون کی اندازہ سی بڑہتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین ایسا گمان کرتا ہوں کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
التي قبلها والسنة التي بعدها يعني ان من صام يوم عرفة ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہہ ہی کہ جسنی نوین تاریخ ذی الحجہ کو روزہ رکہا تو امید ہی اللہ تعالی سی کہ اوسکی تمام صغیرہ گناہ

الواقعة

الواقعة فی السنة الماضیة ویکون فی حفظ الله تعالی وکنفه من اقتراف الذنوب فی السنة الآتیة قال قاضیخان
جو سال گذشتہ مین ہوئی ہین معاف ہو جاوین اور سال آیندہ مین اللہ تعالی کی حفاظت مین رہی کہ گناہ اوس سی تمام سال مین نہونی پائین قاضیخان
فی فتاواہ ولا باس بصوم یوم عرفة سواء کان فی الحضر او السفر اذا کان یقوی علیه ویکره صوم عرفة بعرفات وکذا
اپنی فتاوی مین کہتا ہی عرفہ کی دن کی روزہ مین کچہ مضائقہ نہین ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکہنی کی طاقت رکہتا ہی اور عرفات مین عرفہ کی دن کا روزہ مکروہ ہی اور ایسی
یوم الترویة لانه یعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها النبی علیه السلام
ذیحجہ کی آٹہوین تاریخ کا روزہ اسلئی کہ ارکان حج کی ادا کرنی سی تہک رہی کا اگر آدمی یہہ آرزو کری کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر فرمائی ہی حاصل کرون
ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه لسانه عن الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا
تو یون چاہئی کہ وقت کی عزت اور شرافت کا لحاظ رکہی اوسمین اپنی زبان کو جہوٹہ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی بند رکہی اور اپنی اعضا آنکہ ہاتہ وغیرہ کو خطاسی بچاوی
والآثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة الانام هذا ما بینه النبی علیه السلام من العبادة فی یوم عرفة واما الاجتماع
اور اپنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکہی عرفہ کی دن مین یہہ عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نی فرمائی ہی اور اوس دن مین جمع ہو کر
فی ذلک الیوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر تشبیها بالواقفین فلیس بشیء لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات
مسجد جامع مین یا جنگل مین کسی مکان کی اندر انبوہ کرنا عرفات والون کی مشابہت کی لئی صرف بی اصل ہی اسواسطی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات پر ہی
فلا یکون عبادة فی غیرها کسائر المناسک حتی ان احدا طاف حول المسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر وروی عن
سو وہ اور کسی جگہہ عبادت نہین ہوسکتی جیسی حج کی اور احکام یہان تک اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور ام سلمہ سی
ام سلمة انه علیه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان یضحی فلا یمس من شعره وبشرته شیئا وفی روایة من رای هلال
روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچہ نہ چہوئی اور ایک روایت مین یون ہی جسنی ذی الحجہ کا چاند دیکہا
ذی الحجة واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعره واظفاره قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحدیث
اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ مین مذکور ہی علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنی مین اختلاف کرتی ہین
فذهب قوم الی ان من یرید التضحیة لا یجوز له بعد دخول العشر ان یاخذ من شعره وظفره ما لم یذبح وقالوا النهی
سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ جو شخص قربانیکا ارادہ کری تو اوسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونی کی بعد قربانی ذبح کرنی سی پہلی اپنی بال یا ناخن تراشنی جایز نہین ہین اور کہتی ہین کہ ممانعت
فیه للتحریم وکان ابو حنیفة ومالک والشافعی یرون ذلک علی الندب والاستحباب قال فی شرح المنیة یندب لمن
واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجہتی تہی منیہ کی شرح مین کہتا ہی قربانیکر نیوالی کو مستحب ہی
اراد ان یضحی تاخیر تقلیم الاظفار وحلق الراس الی ان یضحی ولا یجب وان استلزم التاخیر الکراهة لا یؤخرهما
کہ قربانی ذبح کرنی تک ناخن تراشنی اور سر مونڈانی مین تاخیر کری اور واجب نہین ہی اور اتنی تاخیر کرنی مین اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت یہہ
زاد علی الاربعین اذ قد ذکر فی القنیة ان الافضل للعبد ان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه
کہ چالیس دن سی زیادہ ہو جاوی اسلئی کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہہ ہی کہ ہر ہفتہ مین ناخن تراشی اور لبین کترواوی اور موی بہانی مونڈی اور نہا دہو کر بدن کو
بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما ولا عذر فی ترکه وراء الاربعین فالاسبوع هو الافضل
پاک صاف کری پہر اگر ہر ہفتی مین نہو سکی تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنی مین کوئی عذر نہین ہی پس ہفتہ تو افضل مدت ہی
والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر له فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید ثم ان النهی لیس للتشبه
اور پندرہ دن مدت درمیانہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی پہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہین ہی پہر سزاوار وعید کا ہی پہر یہہ ممانعت بال مونڈانی کی اس لئی نہین ہی
بالحجاج المحرمین کما ذهب الیه بعض العلماء اذ لو کان للتشبه لشاع فی سائر محظورات الاحرام ولم یختص بأخذ من اجزاء
کہ حجاج احرام والون سی مشابہت پیدا ہو چنانچہ بعضی علما کا یہہ مذہب ہی کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی لئی ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات مین یہہ جاری ہوتی جیسی شکار قتل جوان وغیرہ

البدن بل علة النهي على ما ذكره التوربشتي ان المضحي يجعل ضحيته فدية يفتدي بها نفسه من عذاب
خاص نہوتی بلکہ نہی کی علت موافق بیان توربشتی کی یہہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اوراس سی قربت الٰہی
يوم القيمة ويزداد بها قربة الى الله تعالى فكان بما اكتسب من السيئات وبما اتى به في حقوق الله تعالى من
زیادہ حاصل ہوتی ہی سوگویا کہ برائیاں کرکر اور حقوق الله مین کوتاہی برت کر
التقصيرات رأى نفسه مستوجبة لاعظم العقوبات وهو القتل غير انه احجم عن الاقدام عليه لانه لم يأذن
اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی بازرہا کہ شرع مین اسکی اجازت نہین ہی
له فيه فيجعل قربانه فداء لنفسه فصار كل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان
اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جز قربانی کا اسکی بدن کی ہر ہر جز کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزاء بدن کو شامل ہوجاتی ہی
جميع اجزاء البدن فلم يخل منها ذرة ولم يحرم منها شعرة فلما كانت هذه الفضيلة ملحقة بالاجزاء المتصلة
کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن مین سی محروم نہین رہتا اور یہہ فضیلت جو نہین اجزا سی خاص تہی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہو
بالمضحي دون المنفصلة عنه رأى النبي عليه السلام ان لا يمس شيئا من شعره وبشرته لئلا يفقد من ذلك
اجزاء منفصل سی نہین ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چہوئی تاکہ کوئی فضیلت بوقت اوترنی رحمت
شئ عند نزول الرحمة وفيضان النور الالهي فيتم له الفضائل وينزع عنه النقائص فعلى هذا ينبغي
اور فیضان نور الٰہی کی کم ہو پہر فضائل تمام پوری ہون اور نقصان کچہ باقی نرہی اب لوگون کو چاہیی
للناس ان يطلبوا هلال ذي الحجة ويعدوا ايامه ليعلموا وقت ذبح الاضحية ويستعدوا لها لكن ثبوت
کہ ماہ ذی الحجہ کا چاند تلاش کیا کرین اور اسکی دن گنتی رہین تاکہ قربانی کی ذبح کا وقت ٹہیک معلوم ہو اور اسکی تیاری کرین لیکن تقرر
رؤية الهلال لما توقف على حكم القاضي لزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء علة سواء كان غيما
چاند کا قاضی کی حکم پر موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پہر اگر آسمان مین کچہہ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو
او دخانا او بخارا او غبارا ونحو ذلك لا يقبل الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين في ظاهر الرواية وهو الاصح
یا دہوان یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچہہ تو ظاہر روایت مین گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہون یا ایک مرد دو عورتین اور یہہ ہی صحیح ہی
لتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضاحي ويثبت بما يثبت به سائر حقوقهم وكما يشترط فيه العدد
کیونکہ اسمین حق العباد علاقہ رکہتی ہین قربانیون کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی لہذا وہ بہی ایسا ثابت ہوگا جسطور تمام حقوق ثابت ہوتی ہین اور جیسی اسمین عدد کی شرط ہی
يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة وان لم يكن في السماء علة لا يقبل الا شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
ویسی ہی آزادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ بہی اور اگر آسمان مین کوئی روک نہو تو پہر ایسی انبوہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجاوی
واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر
اور اس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی لوگ چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ پی در پی ہر طرف سی
من كل جانب والصحيح انه مفوض الى رأي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة
خبر کا آنا چاہیی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلئی کہ مراد اس علم سی جو انکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنى التيقن ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من عاشر ذي الحجة او تاسع ذي الحجة فالاحوط
علم یقینی کی معنون مین نہین ہی اور اگر یہہ شبہہ پڑجاوی کہ آجکا دن ذی الحجہ کی دسوین تاریخ ہی یا نوین تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمین ہی
ان يضحي في الغد بعد الزوال ولا يؤخر الذبح بعده الى يوم الثالث لاحتمال ان يقع في غير وقته وان اخر كان
کہ قربانی اگلی روز دوپہر ڈہلی ذبح کری اور اسکی بعد ذبح مین تیسری دن تک تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب

المستحب ان یتصدق بجمیع لحمه ولا یاکل منه **المجلس الخامس والثلثون فی بیان فضیلة**

تو بہتر یوں مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کرکر بانٹ دی اوسمیں سی کہاوی نہیں پینتیسویں مجلس میں بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا

هراقة دم القربان فی ایام النحر ونوعه وکیفیته قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عمل

ایام نحر میں اور اوسکی اقسام اور کیفیت رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا

ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله تعالی من هراقة الدم وانه لیاتی یوم القیمة بقرونها واشعارها واظلافها

یوم نحر میں ایسا نہیں ہی کہ الله تعالی کو محبوب ہو بجز ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگوں اور بالوں اور سمہوں کی موجود ہوگی

وان الدم لیقع من الله تعالی بمکان قبل ان یقع علی الارض فطیبوا بها نفسا هذا الحدیث من حسان المصابیح

اور البتہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر گری الله تعالی کی ہاں قبول ہوجاتا ہی سو اوس سی بدل خوش رہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رونه ام المؤمنین عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات یوم النحر اراقة دم القربان وانه یاتی یوم القیمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ عمدہ سی عمدہ عبادت یوم نحر میں قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی البتہ قیامت کی دن

کما کان فی الدنیا من غیر ان ینقص منه شیء لیکون لکل عضو منه اجر ویصیر مرکبه علی الصراط ولکل وقت یختص

جیسی دنیا میں تہی بعینہ موجود ہوگی کچہہ اسمیں سی کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر ہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور پلصراط پر سواری بن جاوی اور ہر ہر وقت میں ایک ایک

بعبادة وهذا الیوم اختص بعبادة فعلها ابرهیم النبی علیه السلام ولو کان شیء افضل منه لما فدی به اسمعیل النبی عم

عبادت ہوتی ہی اور اس دن میں خاص وہ عبادت ہی جسکو ابراهیم نبی علیه السلام نے کی تہی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیه السلام کو کیوں فدیہ دیتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحیة بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التی تحصل

اسیواسطی صاحب خلاصہ کہتا ہی قربانی دس درہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنی سی بہتر ہی کیونکہ جو ثواب خون بہانی سی حاصل ہوتا ہی

باراقة الدم لا تحصل بالصدقة لکن ینبغی ان یعلم ان اراقة الدم فی هذا الیوم وان کانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہیں حاصل ہوتا لیکن سمجہنا چاہئی کہ خون کا بہانا اس دن میں اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

الا ان قوله تعالی لَن یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰکِن یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنکُمْ یشیر الی ان المعتبر لیس مجرد اراقة

پر اس آیت میں الله کو نہیں پہنچتی اونکی گوشت نہ لہو لیکن اوسکو پہنچتا ہی تمہاری دل کا ادب یہہ اشارہ ہی کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصیل التقوی التی هی شرط لقبول الطاعات کلها کما قال الله تعالی اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہیں ہی بلکہ اصل معتبر تقوی کا ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی الله قبول کرتا ہی

مِنَ الْمُتَّقِیْنَ والتقوی لا تحصل الا بالاجتناب عن جمیع المنهیات والاتیان بجمیع المامورات واذا لم یحصل ذلک لا یغنی

ادب والوں سی اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام مامورات کو بجا لاوی اور اگر یہہ بات نہیں ہی

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان کثر منهم ذلک فعلی هذا یجب علی المکلف فی هذا العید عدة اشیاء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچہہ کام نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں اول

ترک المعاصی فان المعصیة وان کانت قبیحة فی جمیع الازمنة الا انها فی بعض الازمان یکون اکثر قبحا واکثر جرما

معاصی کا ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت میں بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشرف الزمان فیکون ترکها الزم واوجب لقوله تعالی اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ

واسطی شرافت اوس وقت کی اوسوقت میں گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس دلیل سی مہینوں کی گنتی الله کی پاس بارہ مہینی ہیں الله کی حکم میں جس دن

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَکُمْ یعنی ان عدد الشهور القمریة

پیدا کئی آسمان و زمین اونمیں چار ہیں ادب کی یہی ہی سیدہا دین سو اونمیں ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینوں کی گنتی

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات

جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الٰہی مین بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان

والارض من تلك الشهور الاثنى عشر اربعة حرم هي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اور زمین پیدا کئی اون بارہ مین سی چار اداب اور عزت کی ہین ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرعید اور رمضان روزہ اور ان چارون

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابرهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك

معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سو انمین تم اپنی جانون پر ان اوقات کی حرمت کہو کر

حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من

اور انمین معاصے اختیار کر کر ظلم مت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینون مین جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینون مین

المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین

وايام العيدين ولياليها اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین سزا مین زیادہ تر ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات مین عمل کی جاتی ہین فضیلت دی ہی

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات مین بہ نسبت اور اوقات کی زیادہ تر مقرر فرمایا ہی صرف واسطی رحمت کی

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد

مرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اسوقت مین اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اسوقت کی حرمت اوٹھا رکہی طرح طرح کی گناہ عمل کر کر تو بیشک

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما

یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اللہ نی

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحات

عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تا کہ اللہ کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی

فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

پہر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات مین تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری پہر تمام بدعات اور منکرات

وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو بیہودہ کار اور ممنوع ہین ترک کری اور بعضی لوگ کبہی کبہی ان اوقات مین اسکی خلاف کر بیٹھتی ہین چنانچہ ایام

كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرها من انواع السيئات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عیدین مین شب و روز لہو و لعب وغیرہ اقسام منہیات مین مصروف رہتی ہین بعضی خود عمل کرتی ہین اور بعضی

بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسخاط

تماشا دیکہتی ہین باوجودیکہ ایک گناہ مین موافق بیان فقیہ ابو اللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین مین دس ضرر مقرر ہین اول اپنی خالق کو

خالقه عليه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع

اپنی حال پر اوسکی حکم کی مخالفت کر کر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی

قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى

دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چہٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة

طاهرة والسابع ايذاء الحفظة الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض
ساتوین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نوین زمین

والليل والنهار على نفسه والعاشر خيانة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة
اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسوین تمام خلق اللہ کی بدخواہی کیونکہ گناہون کی شامت سی مینہ کم برستا ہی یہہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا

هذا فما ذا يكون حال من يفعل فنونا من السيئات سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على المنابر
اب قیاس کیا چاہیی اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبرون پر پکار پکار کہتی ہین

ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما العيد للتائب الذي
کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسی کی ہی جو وعید سی محفوظ رہی عید اوسکی نہین جو خوشبو مین بس جاوی عید اوسی کی ہی جو توبہ کرکر

لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد لمن ركب المطايا انما العيد لمن
پھر نہ پھری عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زیب و زینت کری عید اوسی کی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہین جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسی کی ہی

ترك الخطايا ليس العيد لمن جلس على البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية
جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہین جو فرش پر بیٹھی عید اوسی کی ہی جو صراط پر کو سلامت گذر جاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ملاہی سنا تو معصیت ہی

والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون
اور اوسپر بیٹھ رہنا ہمیشہ کرنا فسق ہی اور اوس سی مزا اوٹھانا کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی سماع کی آواز سی اپنی دونون کانون مین اونگلیان دیلین تہین اور یہہ لوگ ایسی ایسی

امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون الاسلام ومحبة الله تعالى ورسوله ومع هذا يخالفونهما
کلمات سنتی ہین اور اودہر اصلا توجہ نہین کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہین اور پہر بہی اوامر اور نواہی مین

في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل
خدا رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت بہی ایسی ایسی حرکات ممنوعہ کو دیکہتی ہین اور ذرہ منع نہین کرتی بلکہ

يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذا
اسمین اور امداد کرتی ہین اب جو روو ی تو چاہیی کہ اسلام اور اوسکی غربت پر رووی کیونکہ اب اسلام غریب ہوگیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تہا ہان یہہ دن

الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان يكون الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا او مباحا كالاغتسال والتطيب
خوشیان کرنی کی دن ہین پر یون چاہیی کہ خوشیان ایسی وقت مین یا مستحب ہون یا مباح جیسی نہانا خوشبو لگانی

ولبس احسن الثياب التي تكون جديدة او غسيلة لا بما كان حراما او مكروها كلبس الحرير والخوض في الباطل
اچھی کپڑی بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور مین گہسنا

لان العيد انما سمي عيدا لان الله تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية
کیونکہ عید کو اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی

والطغيان حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس
اجتناب کریں تاکہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بدبخت نہون گھاٹا نہ اوٹھاوین پہر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ کہتی ہین

قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به في يوم العيد جائز لما روي عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها يوم العيد وعندها
کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابوبکر عید کی روز اونکی ہان آئی اونکی پاس

جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عليه السلام وجهه
دو لڑکیان دف لئی گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی سو اون لڑکیون کو ابوبکر نی ڈانٹا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی منہہ کہول کر

فقال دعهما یا ابا بکر فان لکل قوم عید فهذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ما زعموا لکن لیس کما زعموا
فرمایا ابوبکر جانی دی ہر قوم کی لئی عید ہوتی ہی سو یہہ ہماری عید ہی کیونکہ یہہ حدیث اگرچہ اونکی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہین ہی جو وہ کہتی ہین
اذ قد ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث متروك غیر معمول به لقوله تعالی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ
اسواسطی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک العمل ہی اسپر عمل نہین کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی
الْحَدِيثِ فان المراد من لهو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس وعکرمة وسعید بن
کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی لہو الحدیث سی غنا اور جو اوسکی مثل ہی معازف
جبیر الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر والمراد من اشتراءه اختیاره والمعنی ان بعضا من الناس یختار
اور مزامیر وغیرہ مراد ہی اور اشترا سی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہہ ہین کہ بعضی لوگ
الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ
غناکو پسند کرتی ہین اور جو اوسکی مثل ہی معازف اور مزامیر وغیرہ تا بچلادین اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہراوین اوسکو ہنسی وہ جو ہین اونکو ذلت کی مار ہی
فدلت الایة علی تحریم الغناء وما فی معناه من الملاهی ویدل علی هذا ایضا ان عائشة بعد بلوغها لم ینقل عنها الا
سو یہہ آیت غناکی اور اوسکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اسکی اس سی بہی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی سوا
ذم الغناء والمعازف والثانی ما یجب علی المکلف فی هذا العید الاضحیة فانها تجب علی مسلم حر مقیم موسر
غنا اور معازف مین سوا برائی کی اور کچھہ منقول نہین ہی دوسرا امر جو اس عید مین مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تونگر پر واجب ہی
والیسار فیها ان یملك نصابا او ما یکون قیمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلیة ولا یعتبر فیه وصف النماء فمن
اسمین مقدور اتنا ہی چاہئی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی چیز کا کہ اوسکی قیمت حاجت اصلی سی بڑہتی برابر نصاب کی ہو اسمین نامی ہونا کچھہ ضرور نہین ہی جسکی ملک مین
کانت له دار لا یسکنها فیؤجرها یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا سکنها وفضل عن سکناه شئ یعتبر قیمة الفاضل
ایک گہر ہو جسمین رہتا نہین کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا ویسی ہی اگر اوسمین رہتی لگی لیکن اوسکی رہنی سی کچھہ باقی رہجاوی تو اوس باقی کی قیمت
فی الغنی لان ما کان من حاجته الاصلیة لا بد ان یکون مشغولا بها لا بما یحتاج الیه اذ ما من مال الا ویقع الحاجة
مقدور کی بابمین لیجاویگی اسواسطی کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کہ اب اوسکی برتاؤ مین ہو یہہ نہین کہ آیندہکو برتاؤ مین آویگا اسواسطی کہ ایسا مال کوئی نہین ہوتا جسکی
الیه فی وقت من الاوقات حتی لو کان فی دار بکراء فاشتری قطعة ارض بمائتی درهم تبنی فیها دارا یسکنها فهو غنی
طرف کبہی حاجت پیش نہ آجاوی یہان تک کہ اگر ایک شخص کرایہ کی گہر مین رہتا ہو پہر ایک قطعہ زمین کا دو سو درہم کو خرید کر رہنی کی لئی گہر تیار کیا تو اب یہہ شخص اس گہر کی سبب سی غنی ہی
لانها فاضلة عن حاجته الحالیة وانما یحتاج الیها فیما سیجئ ومن کان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی لا یکون
کیونکہ بالفعل اوسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو پہر کبہی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اوسکی اندر دو گہر گرمی اور جاڑی کی ہون تو غنی
غنیا وان کان فیها ثلث بیوت یعتبر قیمة الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یکون غنیا بثلثة دستجات
نہین ہی اور اگر اوس مکان مین تیسرا گہر ہو تو اوس تیسری گہر کی قیمت غنا کی لئی لی جاویگی اور کپڑون کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا
احدها للبذلة والثانیة للمهنة والثالثة للجمعة والاعیاد وکذا بالفراشین وما زاد علی الدستجات الثلث
ایک روزہ کی پہننی کا دوسرا کار کرنی کی وقت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچہونی سی غنی نہین ہوتا اور جسقدر تین جوڑی کپڑی
من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی لا یکون غنیا بفرسین وان کان له ثلثة افراس یعتبر
اور دو بچہونی سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور غازی مجاہد دو گہوڑون سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک
قیمة ادنیها فی الغنی وما زاد علی الواحد من الدواب لغیر الغازی فرسا کان او حمارا للدهقان وغیره وعلی الخادم
گہوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاوی گی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہو سوا غازی کی دوسری شخص کی پاس گہوڑا ہو یا گدہا زمیندار وغیرہ کیسی کی لئی ایک خادم سی زیادہ

الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب التفسیر والحدیث لاهله ما زاد علی نسخة واحدة من روایة واحدة
ہو تو غنی ہونیکی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی
یعتبر قیمته فی الغنی وکذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزارع لا یکون
غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلون
غنیا بثورین وآلة الحراثین وان کان له ثلث ثیران یعتبر قیمة احدهما فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمتها فی
اور کہیتی کی راچہہ ہل پاتہی سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاوی گی
الغنی ومن کان له قوت سنة یساوی نصابا ففیه کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیخان فی فتاوٰنه
اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین ہی یہہ قول قاضیخان نی اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی
والمرأة ان کانت له جواهر ولآلی تلبسها للاعیاد وتتزین للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا کان لها دار تسکن فیها
اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین
مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی اذا کان الزوج قادرا علی الاسکان ویتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزکوة ووجوب
گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کی مقدور رکہتا ہو اور ایسی نصاب سی زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور
صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السول واخذ الصدقة ویجب علیه
صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی اسواسطی کہ غنا کی تین درجہ ہین ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ
صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یملک نصابا کاملا نامیا وغنی یحرم علیه السول واخذ الصدقة
فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک مین نصاب کامل ناقی بڑہنا ہوا ہو ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا
ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من یملک ما قیمته نصاب من غیر ان یکون فیه نماء
اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک مین ایسی شئی ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز
وغنی یحرم علیه السول لا اخذ الصدقة ولا یجب علیه شیء مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة
اور ایک غنی ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور اوسپر جو چیزین مذکور ہوئیں کچہہ واجب نہین ہوتا نہ صدقہ فطر نہ قربانی نہ زکوۃ
وهو من یملک قوت یومه وما یستر عورته ثم المعتبر فی الفقر والغنی اخر ایام النحر فاذا جاء یوم النحر ولا مال له
وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو پہر مفلسی اور تونگری مین آخر ایام نحر یعنی بارہوین تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام نحر پہنچین اور
ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر ولا دین علیه یجب علیه الاضحیة وان جاء یوم النحر وهو غنی فهلک
پہر اسکو نصاب کی برابر فائدہ ہوگیا اور ابہی ایام نحر تمام نہین ہوئی اور اوسکی ذمہ کچہہ قرض بہی نہین ہی تو اسپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام نحر تونگری کی حالت مین آگئی پہر اسکا
ماله او نقص من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیه الاضحیة ومن کان له علی الناس دیون مؤجلة ولم یکن
مال بالکل جاتا رہا یا نصاب سی کمتی رہ گیا اور ایام نحر ابہی باقی ہین تو اسپر قربانی واجب نہین ہی جسکا قرض لوگون پر کبہی کی وعدہ پر آتا ہو اور
فی یده ایام الاضحیة ما یشتری به الاضحیة لا یجب علیه الاضحیة وکذا لو کان له دین علی مفلس مقر لا یجب
ایام نحر مین اوسکی ہاتہہ مین اتنا نہو کہ قربانی خرید لی تو اوسپر قربانی واجب نہین ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہی پر قربانی
علیه الاضحیة ما لم یصل الیه الدین وکذا لو کان له دین علی مقر ملی ولیس فی یده ما یمکنه شری الاضحیة لا یلزمه
واجب نہین ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض تونگر پر آتا ہو کہ اقرار بہی کرتا ہی اور اسکی ہاتہہ مین اتنا نہین کہ قربانی خرید لی تو اسکو ضرور نہین
ان یستقرض فیضحی ولا قیمتها اذا وصل الیه الدین لکن یلزمه ان ینظر عنه ثمن الاضحیة اذا غلب علی ظنه انه
کہ قرض لیکر قربانی کری اور نہ قیمت قربانی کی جب قرض وصول ہو جاوی دینی لازم آتی ہی لیکن اوسکو یہہ لازم ہی کہ قرضدار سی قیمت قربانی کی طلب کری

يعطيه ولوكان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضاربه ومعه ما يشتري به الاضحية من الحجرين
دیدیگا اور اگر بہت سامال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ میں اور اوسکی قبضہ میں سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلے

او متاع البيت يلزمه الاضحية واول وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة
یا گہر کا اسباب ہی تو ایسی حال میں قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسوین تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہین بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والونکی حق میں

العيد عليها في حق اهل الامصار حتى لا يجوز الذبح لمن كان في المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
عید کا ادا کرلین یہان تک کہ شہر مین رہنی والی کو قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہو لی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہین

ضحى قبل صلوة الامام لا يصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبانة وامر رجلا ان يصلي بالضعفاء في
یعنی قربانے اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام ہمراہ جماعت کی عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانون کو شہر مین نماز پڑہاویگا

المصر وضحى البعض بعد ما صلى احد الفريقين يجوز استحسانا وان كانت بلدة لا يصلي فيها صلوة
اور بعضی جلد بازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نایب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہین ہوتی

العيد اما لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة يجوز التضحية في اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و
یا تو اسلئی کہ امام نہین ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسوین تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث يجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم في ذلك المكان يجوز التضحية في اي وقت كان لوقوع الياس
بارہوین مین دوپہر ڈہلنی سی پہلی بہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہین کہ ایسی جگہہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو ہی نہین

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العيد ينبغي للناس ان يوخروا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج
اور اگر امام عید کی روز نماز مین دیر لگاوی تو لوگون کو بہی چاہیی کہ قربانی مین دوپہر ڈہلی تک تاخیر کرین اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الى الصلوة في الغد او بعد الغد وقد ضحى بعض الناس قبل ان يصلي الامام يجوز لانه فات وقت الصلوة
اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگون نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردی تو جایز ہی اسلئی کہ مسنون وقت نماز کا

على وجه السنة ثم المعتبر مكان المذبوح لا مكان المالك حتى لو كانت الاضحية في المصر وصاحبها في السواد
تو جاتا رہا پہر جواز ذبح مین قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہین ہی یہان تک اگر قربانی شہر مین ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوكيل قبل الصلوة لا يجوز ولو كانت الاضحية في السواد وصاحبها في المصر وامر
پہر اوس مالک نی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہوگی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر مین ہو اور اوسنی

اهله بالذبح فذبح الاهل قبل الصلوة يجوز وكذا لو كان رجل في مصر واهله في مصر آخر وكتب اليهم ان يضحوا
اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر مین ہو اور اوسکی اہل اور شہر مین ہون اور اوس شخص نی اپنی اہل کو لکہا

يلزمهم ان يذبحوا عنه بعد صلوة الامام في البلد الذي هم فيه اعتبار المكان الذبيحة ومن اراد ان يتعجل
تو اونکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی وہانکی امام کی نماز کی بعد جسمین وہ آپ رہتی ہین ذبح کرین کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلدی سی گوشت کہانا چاہا

له اللحم واخرج اضحيته من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما يباح للمسافر قصر الصلوة
اور قربانی کو شہر سی باہر لیجا کر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہین اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور لیجا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز مباح

فيه يجوز والا فلا هذا كله في حق اهل الامصار واما اهل السواد والقرى فيجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من
تو جایز ہی اور نہین تو جایز نہین ہی یہہ سب بیان شہر والون کا تہا اور گرد نواح اور گانو گوٹہ کی لوگون کو دسوین تاریخ ذیحجہ کی صبح صادق کی بعد

اليوم العاشر من ذي الحجة واما اهل البوادي وهم لا يذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة اليهم واخر وقتها
ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک امام کی ذبح نکرین اور آخر وقت قربانی کا

فی حق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیة الیوم الاول وادونها
سب کی حق مین آفتاب ڈوبنی سی کچھہ پہلی تک تیسری دن ایام نحر سی یعنی بارہوین کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسوین تاریخ اور کمتر وقت

الیوم الاخر ویکره الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من
سب سی پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جایز ہی شاید کہ رات کی اندہیری مین ٹھیک جگہ ذبح نہو اگر یہہ شبہہ آپڑی کہ آج ذیحجہ کی

عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاویه فی کتاب
دسوین تاریخ ہی یا ذیحجہ کی نوین ہی تو اب احتیاط یون ہی کہ اگلی دن دوپہر ڈہلی ذبح کری قاضیخان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم مین کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفة جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلک الیوم یوم عرفة لا
کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ بہی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسوین تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیة فی هذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلک یحتمل
نہین ہی اوسدن قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد ہی دسوین ذیحجہ کی پہلی رمضان کا ہی اسوسطی استشہاد کرنا اسکی

یحتمل انه اراد به ذلک العام دون الابد ثم الاضحیة انما تجوز من اربعة اصناف من الحیوان الابل والبقر
کہ اس قول مین یہہ بہی احتمال ہی کہ آپنی اوسہی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لیے قاعدہ نفرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گائی

والغنم والمعز ذکورها واناثها الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من
اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونون پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گائی کی مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پہر معتبر

هذه الاصناف الاربعة الثنی وهو من الغنم والمعز ما تمت له سنة وطعن فی الثانیة ومن البقر ما تمت له سنتا
ان چارون قسم مین ثنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ مین وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہوکر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گائی مین وہ ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثة ومن الابل ما تمت له خمس سنین وطعن فی السادسة ولا یجوز ما دون ذلک من هذه الاصنا
پوری ہوکر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ مین وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہوکر چہٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چھوٹا ان قسمون مین سی کوئی جایز نہین ہی

الا الجذع من الضأن اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وهو ما کان له ستة وانی
مگر جذع مینڈہی کا اگر کلان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والون مین ملادی تو دور سی پہچانا نہ جاوی اور جذعہ وہ ہوتا ہی کہ جسکی چھہ مہینی پوری ہوکر

علیه ستة اشهر وشیء من الشهر السابع وذکر فی الخلاصة ان التضحیة بالدیک والدجاجة فی ایام النحر ممن
چھہ مہینی پوری ہوکر کچھہ دن ساتوین مہینہ کی گذری ہون اور خلاصہ مین مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر مین قربانی کرنی جسکو

لا اضحیة علیه بعساره تشبها بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاة الاضحیة
افلاس کی سبب سی قربانی واجب نہین ہی قربانی کرنیوالون کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروہ ہی اسواسطی کہ یہہ مجوسیون کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نی قربانی کی واسطی بکری مول لی

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیه ان یتصدق بتلک الشاة حیة او بقیمتها ولو انه ذبحها بعد ایام
پہر ذبح نکی یہان تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرات کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کرکر

النحر وتصدق بلحمها یجوز لکن ان کان قیمتها حیة اکثر یلزمه ان یتصدق بالفضل فان اکل منها یغرم
گوشت خیرات کردیا تو بہی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو جتنی بڑہتی قیمت ہی خیرات کری اور اگر اوسمین سی آپ کہالی

قیمته وان لم یفعل شیئا من ذلک حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لان کون اراقة
تو اوتنی کی قیمت ادا کری اور اگر اوسنی ان امور مین سی کچھہ ہی نکیا یہان تک کہ اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہین ہی

الدم قربة عرف اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الی سبعة اذا اراد کلهم القربة اتفقت جهة القربة او
جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہین ہی اور اونٹ اور گائی ایک سی لیکر سات آدمیون تک جایز ہی اگر اون سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہو یا

اختلفت كالاضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يمنع الزيادة لا النقصان حتى يجوز
کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندہنی سی زیادہ کی ممانعت ہو گئی ہی کمتی کی ممانعت نہین ہی یہان تک

عن ستة وخمسة واربعة وثلثة واثنين ان لم يكن لاحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامرأة
کہ چہہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیون کی طرفسی بہی جایز ہی اگر کسیکا حصہ ساتوین حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص موا اور اوسنی ایک بیٹا اور بیوی وارث

وبقرة وضحيا بها لا يجوز وكذا لو اشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثالث
اور ایک گای ترکہ مین چہوڑی اونہون نی وہ گای قربانی کی تو جایز نہین اور ایسی ہی اگر تین آدمیون نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دئی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی

دينارا واشتروا بقرة على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحوا بها لا يجوز ولو اشترك سبعة فى بقرة
ایک دینار دیا پہر گای مول لی اسطور پر کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جایز نہین ہی اور اگر سات آدمی ایک گای مین شریک ہوی

ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز
اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسی نی اوسہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسینی پچہلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جایز ہی

الكل لكن يكون تطوعا عمن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاءه بل يلزمه ان يتصدق
لیکن جسنی پچہلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہو جائی گی اوسکی قضا ذمہ سی ساقط نہو گی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقيمته شاة وسط لما مضى ولو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا
بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کردی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مرگیا اور اوسکی وارثون نی کہا کہ اوسکی طرفسی بہی اپنی طرف سی ذبح کرلو تو استحسانا جایز ہی

ولو اشترك سبعة وضحوا بقرة واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتسموه جزافا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شئ
اور اگر سات آدمیون نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر انکل سی بانٹا تو جایز نہین ہی ہان اگر گوشت کی ساتہہ کچہہ کچہہ

من الاكارع او الجلد سواء كان فى كل جانب شئ من اللحم وشئ من الاكارع او كان فى كل جانب شئ من اللحم و
پایہ یا چمڑا ملالین تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچہہ گوشت اور کچہہ پایہ یا ہر حصہ پر کچہہ گوشت اور

شئ من الجلد او كان فى جانب لحم واكارع وفى اخر لحم وجلد وانما يجوز جزافا للجنس الى خلاف الجنس ولو
کچہہ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پایہ اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت مین انکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس کی

لم يضموا الى اللحم شيئا وحلل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاع
گوشت کی ساتہہ بدون ملانی پایہ یا چمڑی کی تقسیم کرکی ہر ایک شخص دوسری کو کمتی بڑہتی کی اجازت دیکر حلال کردی تو جایز نہین اسلئی کہ بڑہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع

فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او وهبوا الغنى يجوز ولو جعلوا
تقسیم ہونیوالی چیز مین جایز نہین ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصى والجماء التى لا قرن لها والثولاء اى المجنونة
گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملاکر کئی اور آپسمین انکل سی تقسیم کرلیا تو جایز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سینگہہ پیدایشی نہون اور باولی جایز ہی

ولا يجوز العمياء التى ليس لها عينان ولا العوراء التى ليس لها عين واحد ولا العجفاء التى لا مخ فى عظمها
اور اندہی جسکی دونو آنکہین نہون اور کانی جسکی ایک آنکہہ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو

ولا العرجاء التى تمشى بثلث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتہی پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہین ہی اور اگر چوتہا پانو بہی زمین پر ہولی سی رکہہ کر

خفيفا وتستعين بها الا انها تتمايل عند المشى يجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها وعينها
مدد لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جہکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا آنکہہ جاتی رہی ہو تو جایز نہین ہی

وطريق

وطريق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها المعيبة بعد كونها جائعة فيقرب اليها العلف
اور طریقہ دریافت تہائی آنکھہ جانی کا یہہ ہی کہ اول پہوٹی ہوئی آنکھہ بند کرکر شدت بہوک کی حالت مین اوسکو گہاس دکہادین
فينظر من اي مكان نرى العلف ثم يشد عينها الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من اي مكان نرى العلف
پہر خیال رکہین کتنی دورسی گہاس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکھہ بند کرکر گہاس دکہادین اب یہہ خیال کرین کہ کتنی دورسی گہاس دیکہہ لیتی ہی
ثم ينظر تفاوت ما بين المكانين فان كان نصفا فالذاهب نصف وان كان ثلثا فالذاهب ثلث وهكذا
اب دونو مکان مین فرق دیکہین کتنا ہی اگر آدہون آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکھہ نہین ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکھہ نہین ہی اور ایسی ہی حساب پر
وشق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية وكذا كسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عينها او كسرت رجلها في
اور چری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانے منع نہین ہوتی اور ایسی ہی سینگ ٹوٹنی سی ہان اگر مغز تک جا پہنچی تو جایز نہین اور اگر ذبح کرنیکی لئی بچہاڑتی ہوئی آنکہ
معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها يجوز وان ارسلها وضحى بها في وقت اخر في ذلك اليوم او في يوم اخر
اگر اوسکو نہ چہوڑا اوسیوقت ذبح کردیا تو جایز ہی اور اگر اوسوقت چہوڑ دیا اور اور دوقت اسی دن مین یا ایام نحر کی روز اور دن مین
من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابي يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفراني ولو ولدت الاضحية كان
ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جایز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو
عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا والافضل ان
لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کردی اور اگر بچہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کردی اور افضل یہہ ہی
يذبح اضحيته بيده ان قدر لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يامر غيره ولا يامر
کہ اپنی قربانی اگر ہوسکی تو اپنی ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہین ہوسکتا تو اور کو کہدی اور
الكتابي لانه قربة وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح يجوز لانه من اهل الذكوة والقربة يحصل بانابته و
کتابی شخص کو نہ کہی اسواسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہین ہی اور اگر کتابی سی کہدیا اور اوسنی ذبح کردی تو جایز ہی اسلئی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور عبادت
نيته لكن يكره ويستحب حداد شفرته قبل الاضجاع ويكره بعده لما روي انه عليه السلام مر على رجل
ہوجائیگی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچہاڑنی کی پہلی مستحب ہی اور بعد پچہاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی
اضجع شاته وهو يحد شفرته وهي تلحظ اليه ببصرها فقال اتريد ان تميتها موتات هلا احددت
کہ وہ بکری پچہاڑکر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہون سی ادہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا تو چاہتا ہی کہ اسکو کئی موت سی مارے پچہاڑنی سی پہلی چہری تیز
شفرتك قبل ان تضجعها ويكره جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة ويكره النخع وهو الذبح
کیون نہ کرلی اور قربانی کو ٹانگ پکڑکر مذبح تک کہینچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع بہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا
الشديد حتى يبلغ النخاع ويكره السلخ قبل ان يسكن عن الاضطراب ويستحب ان يحضر الانسان اضحيته
کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا چہیلنا ٹہنڈی ہونی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی
عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يد القصاب في المذبح حتى يكون ذا الجامع القصاب قال الشيخ الامام
پاس حاضر ہی اور اگر قربانی کی مالک نی بہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح مین شریک ہوجاوی تو شیخ امام محمد
محمد بن الفضل تجب على كل واحد منهما التسمية حتى لو ترك احدهما لا يحل المذبوح لان شرط حلة التسمية عليه
بن الفضل کہتی ہین کہ اون دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہان تک اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطی کہ شرط حلال ہونی کی
لقوله تعالى وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فالذابح اذا تركها عمدا يكون الذبيحة ميتة لا يحل اكلها او او
موافق اس آیت کی اور اوسمین سی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمدا ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر

ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم الله ومحمد رسول الله یحرم وان کان بغیر
الله تعالی کی نام کی ساتھ اور کچھ بھی کہدیا اگر عطف کی ساتھ کہا اسطور کہا کہ بسم الله ومحمد رسول الله تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر
العطف لا یحرم بل یکره ویکره ایضا ان یدعو بشیء بعد التسمیۃ قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کی بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلا یون کہی کہ بسم الله الٰہی
تقبل منی او من فلان واما بعد الذبح فلا باس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پھر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الٰہی یہہ قربانی قبول کرلی
عن امۃ محمد ممن شهد لك بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ وما تداولته الالسن عند الذبح بسم الله والله اکبر
محمد کی تمام امت کی طرف سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسب رواج آتا ہی بسم الله والله اکبر
لکن ذکر فی القنیۃ ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بدون الواو ومع الواو یکره ولو ذبح رجل ضحیۃ
قنیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم الله الله اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نی غیر کی قربانی
غیره بغیر اذنه یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز ویاکل من لحمها
بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پھر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کردین تو جایز ہی اور اوسکا
ویوکل غیره من الاغنیاء والفقراء ویهب لمن یشاء ولا یعطی اجر الجزار منها وندب التصدق بثلثها وندب ترك
اور اورکو کہلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندی اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور
التصدق ایضا لذی عیال توسعۃ علیهم ویجوز الانتفاع بجلدها بان یتخذه جرابا او غربالا او بساطا او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بھی مستحب ہی تاکہ عیال پر فراغت ہوجاوی اور اوسکی چمڑی سی فائدہ اوٹھانا جایز ہی کہ تھیلا یا توبرہ یا ڈول یا بچھونا
غیرها وله ان یبدله بما ینتفع به مع بقاء عینه کالخف ونحوه لا بما ینتفع به الا باستهلاك عینه کالخل
وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی پھر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ مین نہ لیوی جیسی بدون ہلاک ذات کی فائدہ
ونحوه ولا باس ببیعه بالدراهم لیتصدق بها علی الفقراء ولیس له ان یبیعه بالدراهم لینفقها علی نفسه وعیاله
وغیرہ اور اسکا ڈر نہین کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہین کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری
وان فعل ذلك یتصدق بثمنه ولو اراد ان یبیع لحمها لیتصدق بثمنه لیس له فی اللحم الا الاکل والاطعام و
اور اگر ایسا کیا تو اوسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا ثمن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتناہی تصرف ہی کہ کہالی اور کسیکو دیدی
لیس علی الرجل ان یضحی عن ولده الصغیر فی ظاهر الروایۃ وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحی عنه
اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہماری بعضی علما صدقہ فطر پر قیاس کرکی کہتی ہین
ابوه او وصیه من مال الصغیر عند ابی حنیفۃ قیاسا علی صدقۃ الفطر وقال الامام السرخسی زعم بعض المشائخ
کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین
ان علی الاب والوصی ان یضحی من مال الصغیر عند ابی حنیفۃ علی قیاس صدقۃ الفطر والاصح انه لیس له
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو
ان یفعل ذلك وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منه بل یاکل منه الصغیر وما بقی یبدل
قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کی قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہی صغیر کہاوی اور بچتی کی بدلہ مین
بما ینتفع به الصغیر مع بقاء عینه کالثوب ونحوه لا بما لا ینتفع به الصغیر الا باستهلاك عینه کالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی جیسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع ومال الصبی لا یحتمل التبرع وانما جاز التبدیل قیاسا

وغیرہ اسلئی کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی رہا خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہین ہی اور تبدیل اسلئی جایز ہی کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی

علی الجلد فان الجلد یجوز ان ینتفع به وان یبدل بما ینتفع به مع بقاء عینه لان البدل یکون فی حکم المبدل فیکون

کیونکہ چمڑی سی فائدہ لینا بہی جایز ہی اور بدل لینا نفع رسان چیز کا بہی جایز ہی پر اوسکی ذات باقی رہی کیونکہ بدل کچیز اوس اصل مبدل کی حکم مین ہی ایسا ہی

کالانتفاع بعینه فلما کان الحکم فی الجلد هذا قاسوا علیه اللحم اذا کان للصبی ضرورة والثالث مما یجب علی المکلف

گویا اصل ہی سی نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تہا اسی پر گوشت کو قیاس کرلیا ہی اگر صغیر کو کچہہ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پر

فی هذا العید تکبیر التشریق فانه عند ابی حنیفة یجب علی الاحرار المقیمین فی الامصار عقیب کل فریضة ادیت

اس عید مین واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہین سو یہہ تکبیرین امام ابوحنیفہ کی نزدیک ازادوں شہر مین موجود ہونیوالون پر یعنی جو مسافر نہون پیچہی ہر فرض نماز کی جو

بجماعة فلا یجب علی اهل القری ولا علی المسافر ولا علی العبد ولا علی المنفرد ولا علی المراة الا اذا اقتدی هؤلاء بمن یجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہین گانوکون والون پر واجب نہین اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑہی اور نہ عورت پر ہان اگر یہہ لوگ جنکی ذمہ پر

علیه التکبیر فح یکبرون معه تبعا له الا ان المراة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغیرها یجهرون به لان

تکبیرین واجب نہین ہین ایسی کی مقتدی ہوجاوین جسپر واجب ہین تو اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہین امام کی تبعیت مین مگر عورت پکارکر نہ کہی اوسکو آواز کا بہی چہپانا چاہئی اور سوا اوسکی

السنة فیه الجهر ولا مانع ولا یجب عقیب صلوة العید ولا عقیب الوتر ولا عقیب النوافل لان تلك الصلوات لیست بفریضة ویجب

کہ اسمین آواز کا بلند کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع ہی نہین اور عید کی نماز کی پیچہی واجب نہین ہی اور نہ پیچہی وتر کی اور نہ پیچہی نفلون کی کیون کہ یہہ سب نمازین فرض نہین ہین اور نماز

عقیب صلوة الجمعة لانها فریضة وعندهما یجب علی کل من یصلی المکتوبة ولو کان قرویا او مسافرا او عبدا او منفردا

جمعہ کی پیچہی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی اور صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کری واجب ہی اگرچہ گانو مین ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا پڑہتا ہو

او امراة وابتداؤه من فجر یوم عرفة الی عصر یوم النحر عند ابی حنیفة فیکون التکبیر عقیب ثمان صلوات

یا عورت ہو اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نوین تاریخ کی فجر سی ہی دسوین کی عصر تک سو تمام تکبیرین آٹہہ نمازون کی بعد ہوئین

وعندهما الی عصر اخر ایام التشریق وهو الثالث عشر من ذی الحجة فیکون التکبیر عقیب ثلثة وعشرین

اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہین یعنی ذی الحجہ کی تیرہوین تاریخ تک تکبیرین تیئیس نمازون کی بعد ہوئین

صلوة والعمل فی هذا الزمان علی قولهما احتیاطا فی باب العبادات وکیفیته ان یقول مرة واحدة بعد السلام

اس زمانہ مین واسطی احتیاط کی باب عبادات مین صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الکلام الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد واصله ان ابرهیم النبی علیه السلام

بولنی سی پہلی کہی اور اوسکی اصل یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نی

لما اضجع ولده اسمعیل النبی علیه السلام للذبح امر الله تعالی جبریل علیه السلام ان یذهب بالفداء فلما جاء

جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالی نی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبریل علیه السلام بالقربان خاف ان یعجل ابرهیم علیه السلام فقال الله اکبر الله اکبر فلما سمع ابرهیم النبی علیه السلام

قربانی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح مین جلدی کربیٹہین تو جبریل نی الله اکبر الله اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام نی

صوت جبریل علیه السلام وقع فی قلبه انه یاتیه بالبشارة فهلل وذکر الله تعالی بالوحدانیة والکبریاء فقال

جبریل کی آواز سنی تو اونکی دلمین یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہین سو انہون نی لا اله الا الله پڑہا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہہ

لا اله الا الله والله اکبر فلما سمع اسمعیل النبی علیه السلام کلامهما تفطن بالفداء فحمد الله تعالی وشکره فقال

کلمات کہی لا اله الا الله والله اکبر جب اسماعیل علیہ السلام نی دونون کی کلام سنی تو سمجہہ گئی کہ فدیہ آیا سو اللہ تعالی کی حمد کی اور شکر بجا لائی اور کہا

الله اکبر ولله الحمد فصار ذلك منهم میراثا لنا فی هذه الایام وان نسی الامام التکبیر وقام وذهب فما لم یخرج

الله اکبر ولله الحمد اب یہ تکبیر انکی میراث پہلوں کا واسطی آج تک چلی آتی ہی اور اگر امام تکبیر کہنی بہول کر کہڑا ہوکر روانہ ہو تو جبتک مسجد میں سی باہر نہیں نکلا

من المسجد یعود ویکبر وان خرج لا یعود ولا یکبر بل یکبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة فی هذه الایام وقضاها

تو ہٹ کر تکبیر کہی اور اگر مسجد سی باہر ہوگیا تو نہ ہٹی اور نہ تکبیر کہی بلکہ مقتدی تنہا کہلیں اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کرکر پہر انہیں دنوں میں قضا کری

فیها یکبر ولو ترکها فی غیرها وقضاها فیها او ترکها فیها وقضاها فی غیرها لا یکبر وکذا لو ترکها فیها وقضاها فیها فی

تو تکبیر کہی اور اگر کبہی کی نماز رہی ہوئی ان دنوں میں قضا کری یا ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اور دنوں میں قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور ایسی ہی اگر ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اگلی سال کی

عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التکبیر ومن سبقه الحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود

ایام تشریق میں قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور جسنی قصدًا وضو توڑ دیا تو تکبیر اوسپر نہیں رہتی اور جسکا وضو بی اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بی وضو تکبیر کہی اور اگر سجدہ سہو کا

السهو والتکبیر والتلبیة یبدأ بسجود السهو لانه یؤدی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه یؤدی بعد الصلوة

اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہوجاویں تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کری کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہی پہر تکبیر کہی کیونکہ تکبیر نماز کی بعد متصلا ادا ہوتی ہی

متصلا بها ثم بالتلبیة لانها یؤدی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التکبیر یسجد لانه لا ینافی الصلوة ولو

پہر تلبیہ کہی کیونکہ تلبیہ بہر صورت نماز سی باہر ادا ہوتا ہی اور اگر اسنی تکبیر پہلی ادا کردی تو سجدہ کرلی کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہیں ہی اور اگر

قدم التلبیة یسقط التکبیر والسجود لانها کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء ما فاته لا مع الامام

تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونو ساقط ہوجاتی ہیں کیونکہ تلبیہ کلام ہی نماز تمام ہوجاتی ہی وصل کو قطع کردیتا ہی اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کرکر تکبیر کہی امام کی ساتھ نہ کہی

فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو الا انه لا یتابعه فی التکبیر والمتطوع اذا اقتدی بالمفترض فی ایام

کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو میں امام کا تابع ہی پر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہی اور نفلیں پڑہنی والا اگر تکبیر کی دنوں میں فرض پڑہنی والی کا مقتدی ہوجاوی

التکبیر یکبر معه تبعا له والرابع ما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواك

تو امام کا تابع ہوکر تکبیر کہی چوتہی جو امر اس عید میں مکلف پر واجب ہی وہ نماز دوگانہ ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنے

والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا او غسیلا لا حریرا فانه حرام علی الرجال

نہانا خوشبو لگانی اچہی کپڑی مباح پہنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر مردوں کو

حتی الصبیان الا ان الاثم علی من البسهم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتبکیر وهو سرعة الانتباه والابتکار

بچوں تک حرام ہی پر گناہ اوسکو ہوتا ہی جو بچوں کو حریر پہنادی اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی صبحدم جلد تیار ہوجانا اور معنی ابتکار کی

وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسعهم

جلد سی عیدگاہ کی طرف متوجہ ہوکر پیادہ پا جانا اور دوسری رستہ سی ہٹکر آنا پہر عیدگاہ میں جانا مسنون ہی اگرچہ جامع مسجد میں

الجامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة

اتنی گنجایش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی جو شہر کی اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑہادی اسلئی کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جایز ہی

بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ینافیه ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی

برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہی اور تفریق اسکی منافی ہی اور اس عید میں کہانی میں اتنی تاخیر کرنی کہ عید کی نماز پڑہ لیں

یصلی صلوة العید قیل هذا فی حق من یضحی لیاکل من اضحیته اولا لان السنة ان یاکل من کبدها اولا واما

مستحب ہی بعضی کہتی ہیں یہہ تاخیر قربانی کرنیوالی کی لئی ہی تاکہ پہلی اپنی قربانی میں سی کہاوی کیونکہ مسنون ہی کہ پہلی قربانی کی کلیجی کہاوی اور اوروں کی

فی حق غیره فلا والاول اصح لما روی ان الصحابة کانوا یمنعون صبیانهم عن الاکل واطفالهم عن الرضاع الی ان یصلوا

حق میں نہیں ہی لیکن اول روایت صحیح ہی کیونکہ روایت ہی کہ صحابہ اپنی بچوں کو کہانی سی منع کیا کرتی تہی اور چہوٹی بچوں کو نماز ادا کرنی تک دودہ پینی سی روکتی

ویستحب

ويستحب في هذا العيد ايضا التكبير جهرا في طريق المصلى بالاتفاق لا على هيئة الاجتماع والاتفاق في الصوت
اوراس عید مین یہہ بہی بالاتفاق مستحب ہی کہ عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر بلند آواز سی کہتا جاوی ہر سبکو ملکر اور ایک آواز بناکر راگنی کی

ومراعاة الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل احد بنفسه واذا بلغ الى المصلى يقطع التكبير وروى عن ابي
تال سم پر نہین چاہی کیونکہ یہہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابوموسی

موسى الرضا انه كان يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى يبلغ الجبانة ولو توجه الرستاقي الى المصلى لبلا
رضا سی روایت ہی کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک چلی جاتی تہی اور اگر کوئی گردنواح کا رہنی والا رات کو

من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس
کوس بہر کی فاصلہ سی عیدگاہ مین آجاوی تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاوی اور آفتاب بلند ہونی سی وقت مکروہ گذر جاوی

يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح ثم يضع يديه تحت سرته ويثني ثم يكبر
تو امام لوگون کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین بار

ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرتين بقدر ثلث تسبيحات لانها تقام بجمع عظيم بالموالاة يشتبه على من كان
ہر ہر تکبیر کی بیچمین بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی اسواسطی کہ بڑی انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی درپی بلا فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی ن تکبیر کہی

بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من تلك التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته
ندی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ تینون دفعہ کان تک اوٹہاوی اور بیچمین دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر دونو ہاتہہ بعد تین بار کی ناف کی نیچی

بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع واذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم
اور اعوذ باللہ پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قران

يكبر بعدها ثلثا يفصل بينهن بقدر ما ذكر انفا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هناك وضع ثم
بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی اور اونکی بیچمین اوسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پہ چہوڑی رکہی اسوقت ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہین ہی پہر

يكبر ويركع فيكون تكبيرات الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح والتكبيرتان للركوع وست
تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئین تین تو اونمین سی اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دونو تکبیرین دونو رکوع کی اور چہہ تکبیرین ناید ہین

زوائد ثلث في الركعة الاولى قبل القراءة وثلث في الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسيت التكبير في الركعة
تین پہلی رکعت مین قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت مین قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت مین تکبیر کہنی بہول گیا اتناک

الاولى حتى قرأ بعض الفاتحة او كلها ثم يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة
تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑہ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کہی

يكبر ولا يعيد القراءة لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقض بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثاني فانها لم تتم
قرارت کو نہ ہٹاوی اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت

فيها فصار كانه لم يشرع فيها فيعيدها رعاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيهما بالتكبير ويفصل
سو یہہ ایسا ہی گویا قرارت ابہی شروع نہین ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرارت کو ہٹاوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو

بينهما بجلسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه والخطبة في العيدين سنة وليس
خطبون مین اتنی دیر جلسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور خطبہ دونو عیدون مین سنت ہی اور اس خطبہ مین

فيها ما يسن في خطبة الجمعة ويكره فيها ما يكره فيها ويعلم في هذا العيد احكام الاضحية وتكبير التشريق ومن
وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی اور اسمین وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اوس عید مین احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا يدرك صلوة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح

عید کی نماز امام کی ساتھ ہاتھہ نہ آوی تو اوسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول کہڑی ہوی تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرع في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام

صرف حالت قیام مین جایز ہی پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر امام کو رکوع مین جا لونگا اسلئی کہ اصلی جگہہ عید کی تکبیرون کی صرف

المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال

قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیرین کہنی مین رکوع امام کی ساتھہ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین تکبیرین عید کی ادا کری

بها اولى ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة

اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کر دی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی

سنة ايضا ولا وجه لاتيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقي من التكبيرات

سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام رکوع سی سر اوٹہاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام

اب وس تکبیر کو نہ رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت مین جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہین ہو سکتی اور اگر امام کو

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء

قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ پر ہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کہڑا ہو

ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد او بعد السلام في

تو اول قرارت شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه يقوم ويصلي ويأتي بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلوة في هذا العيد وتاخيرها

سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہو کر نماز بدستور پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید مین نماز کی تعجیل اور عید الفطر مین تاخیر مستحب ہی

في عيد الفطر وفي القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوة الجنازة على الخطبة

اور قنیہ مین ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی ادا کرین اگر دونو جمع ہو جاوین اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی ادا کرین

وفي البزازية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه

اور بزازیہ مین ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان وقع

عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جا کر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

في هذا العيد عذر يمنع من صلوة العيد تصلي من الغد وبعد الغد ولا تصلي بعد ذلك لانها موقتة

اس عید مین کوئی عذر عید کی نماز سی روک دی تو اگلی دن گیارہوین کو پڑہین اور اوس دن بہی اگلی دن بارہوین کو پہر بارہوین کی بعد نہ پڑہین کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحية فتجوز ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر ههنا ليس لنفي الجواز بل لنفي الكراهة

وہ ہی اضحیہ کا ہی سو جب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پہر قربانیکا وقت نکلی پیچہی جایز نہین پہر اس عید مین عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہین ہی بلکہ واسطی

حتى لو كان تاخيرها الى الغد او بعد الغد بغير عذر يجوز الصلوة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر

یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بہی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمین عذر

فيه لنفي الجواز حتى لو كان تاخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه و

واسطی نفی جواز کی ہی یہان تک کہ اگر اس نماز مین تاخیر اگلی دن تک بی عذر ہو تو صحیح نہین ہی الہی ہمکو آسان کر اعمال موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور

وکرمہ المجلس السادس والثلثون فی بیان فضیلۃ شہر اللہ المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور کرم ہی چہتیسوین مجلس ماہ الہی محرم اور صوم عاشورا کی روزہ کی فضیلت مین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم ہذا الحدیث من صحاح المصابیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رواہ ابوہریرۃ واضافۃ الشہر الی اللہ تعالی لتعظیم شان الشہر والمضاف محذوف وتقدیرہ ان افضل الصیام بعد صیام رمضان صیام

ابوہریرہ کی روایت سی اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطی تعظیم مرتبہ مہینی کی ہی اور مضاف محذوف ہی اصل مین عبارت یون ہی افضل روزی بعد روزون رمضان

شہر اللہ المحرم وہو صریح فی ان افضل ما تطوع بہ من الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم لکن یحتمل ان یراد بہ انہ افضل

کی روزی ماہ الہی محرم کی ہین اس عبارت سی صاف یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین لیکن یہہ بہی احتمال ہی کہ اس سی یہہ مراد ہو افضل

شہر تطوع بصیامہ کاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشہر فقد یکون غیرہ افضل منہ کصیام یوم عرفۃ او عشر

مہینا جسکی پوری روزی رکہی جاوین بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تہوڑی تہوڑی بعضی اور مہینی کی محرم سی افضل ہوتی ہین جیسی روزہ روز عرفہ کا یا دس روزی

ذی الحجۃ او ستۃ شوال ونحو ذلک ویشہد لہذا ما روی عن علی ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول

ذی الحجہ کی یا چہہ روزی شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رض سی ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچہا یا رسول اللہ

اخبرنی بشہر اصومہ بعد رمضان فقال لہ النبی علیہ السلام ان کنت صائما شہرا بعد رمضان فصم المحرم فانہ

بتلائی بعد رمضان کی کس مہینہ مین روزی رکہون آپ نی فرمایا اگر تو تمام مہینی کی روزی بعد رمضان کی رکہا چاہتا ہی تو محرم مین رکہہ کیونکہ یہہ

شہر اللہ وفیہ یوم تاب اللہ فیہ علی قوم ویتوب علی اخرین لکن قد کان النبی علیہ السلام یصوم شہر شعبان

مہینا اللہ کا ہی اور اس مہینی مین ایک ایسا دن ہی جس مین اللہ تعالی نی ایک قوم کی خطا معاف کی اور اوروں کی خطا معاف کریگا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان مین روزی رکہتی تہی

ولم ینقل عنہ انہ کان یصوم المحرم وانما کان یصوم منہ یوم عاشوراء وقولہ علیہ السلام فی حدیث ابن عباس

اور یہہ کسینی بیان نہین کیا کہ محرم مین روزی رکہتی تہی محرم مین صرف یوم عاشورا کا روزہ رکہتی تہی اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث مین

ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع یدل علی انہ علیہ السلام کان لا یصوم التاسع لکن روی انہ علیہ السلام امر

اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکہونگا اس سی یہہ ثابت ہی کہ نوین تاریخ مین روزہ نہین رکہتی تہی لیکن روایت ہی کہ آپ نی ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان یصوم الاشہر الحرم وافضل صیام الاشہر الحرم صیام شہر اللہ المحرم وافضل شہر اللہ المحرم عشرۃ الاول

کہ اشہر حرم مین روزی رکہی اور اشہر حرم مین کی افضل روزی ماہ الہی محرم کی ہین اور ماہ الہی محرم مین سی افضل روزی پہلی دہی کی ہین

فلما کان ہذا الشہر من بین الشہور مضافا الی اللہ تعالی ناسب ان یختص بعمل مضاف الی اللہ تعالی وہو الصوم

اور یہہ مہینا تمام مہینون مین سی جو اللہ کی طرف مضاف ہی تو مناسب یون ہی کہ اس مہینہ مین عمل ہی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہی

فان الصوم سر بین العبد وربہ یفعلہ خالصا لوجہہ طالبا لرضائہ ولا یطلع علیہ غیرہ لکونہ نیۃ وامساکا

کیونکہ روزہ بندی کا مین اور اسکی رب مین بہید ہوتا ہی کہ صرف واسطی خدا کی اسکی رضامندی کی لئی رکہتا ہی اور سوا اللہ تعالی کی کوئی اوس سی خبر نہین ہوتا کیونکہ روزہ نیت ہی

حتی قیل ان الحفظۃ لا یطلع علیہ ولا تکتبہ بخلاف سائر العبادات فانہ انما یطلع علیہ غیرہ تعالی فلکونہ ہو العالم بہ

یہان تک کہ کہتی ہین کراما کاتبین کو خبر نہین ہوتی اور نہ وہ لکہتی ہین برخلاف اور عبادات کی کہ وہ سوا اللہ تعالی اوروں کو بہی معلوم ہوتی ہین اور اس لئی کہ روزہ کا اللہ

دون غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاءہ بنفسہ ولم یکلہ الی غیرہ کما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال کل عمل ابن

اور کو نہین ہوتا تو اللہ تعالی نی اوسکو اپنی ذات سی خاص کیا اور روزہ دار کی ثواب کا خود ہوا دوسری حوالہ نکیا چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ابن آدم کی

آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ

ہر نیک عمل کا ثواب دس گونہ بڑہتا ہی سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئی ہی مین ہی اوسکی جزا دونگا

يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلي والمعنى ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء فاقل ما يعطي لصاحبه من الاجر
میری لئی اپنی شہوت کہانا پینا سب چہوڑ دیتا ہی　یعنی ہر طاعت　اور نیک عمل جسمین ریا نہو تو کم سی کم عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد يزداد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مَثَلُ الَّذِيْنَ
واسطی فرمانی اللہ تعالی کی جو کوئی لایا نیکی　اوسکو ہی اوسکی دس برابر　اور کبہی سات سو گونہ　اور اس سی زیادہ ہوجاتا ہی واسطی قول اللہ تعالی کی مثال

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ
جو خرچ کرتی ہین اپنی مال　اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ　دس سی اوگین سات بالین　ہر بال مین　سو سو دانہ　اور اللہ بڑہاتا ہی

لِمَنْ يَّشَآءُ واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتاتى الا بالصبر وقد قال الله تعالى اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ
جسکی واسطی چاہی　اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی　کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہوسکتا　اور اللہ تعالی فرماتا ہی　صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی　اونکا نیگ

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده في غيره ليس كوجوده فيه لانه ثلثة
ان گنت　پہر صبر اگرچہ　سوا روزہ کی　تمام عبادات مین بہی ہوتا ہی　پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی

انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها يوجد في الصوم اذ
قسم پر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر　اور صبر اللہ تعالی کی محرمات سی　اور صبر رنج اور سختیون پر　اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین

فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من الم الجوع
کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سی صبر ہی جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہین　اور بہوک کی تکلیف پر

وحرارة العطش وضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذي يفضي الى الهلاك طلبا لرضائه ثم
اور پیاس کی گرمی پر صبر ہی اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری　اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسمین ہلاک ہوجاوی یہہ سب اللہ تعالی کی رضامندی کی واسطی

اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلي بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
اسیطرف اشارہ ہی یہہ جو کہا ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی چہوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی　پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی

الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم
اور پینی اور جماع سی بند کرکر　گویا صفات الہی پیدا کر لیتا ہی　کیونکہ اللہ تعالی ہی ان تمام صفات سی پاک وصاف ہی یہہ ہی اوصاف جو روزی مین ہوتی

هذه المعاني خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء
اسہی نظر سی اللہ تعالی نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور پر حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی عوض کا

بنفسه يقتضي ان يكون ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عد وقد روي
تو ضرور ہی کہ وہ عوض بہت ہی بڑا اور اتنی کثرت سی ہو　کہ اوسکی نہ کچہہ حد ہو　اور نہ کچہہ شمار　اور

عن ابي امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء
ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ تعالی درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اس فاصلہ پر بنا دیگا

والارض وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه
اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو سعید خدری کی روایت کی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکا منہہ

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما لوجهه ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف دور رکہیگا　اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو

بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف السنة
بطور تمثیل　واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا　اسواسطی کہ جو شخص کسی شئی سی اتنی دور ہوجاوی تو وہ شئی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی　اور خریف سی مراد سال ہی

ذکر

ذکر الجزء وارید الکل وانما عبر به عنها دون غیره من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وسعة العیش وروی عن

جز کا ذکر کر کی کل مراد لیا ہی اور خریف خاص کر کی بدون اور فصول کی اسواسطی ذکر کیا کہ یہہ وقت میوون کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابوہریرہ

ابی هریرة انه علیه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنی هذا الحدیث

سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ افطار کرتی ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی یہہ ہین

ان للصائم سرورا مرتین علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور اما سروره عند لقاء ربه فیما یجده من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دوبار سرور ہوتا ہی اسواسطی کہ فرحة کا لفظ مرت کی واسطی فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہین اب سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات پر تو اسلئی کہ روزہ کا

مدخرا عند الله تعالی فان من ترك لله تعالی طعامه وشرابه وشهوته یعوضه الله تعالی خیرا من ذلك کما قال الله تعالی

اللہ تعالی کی ہان یکبار ذخیرہ کیا ہوا پا دیگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کہانا پینا شہوت بند رکہیگا تو اللہ تعالی اوسکو عوض اوس سی بہتر عطا فرماویگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا وقال النبی علیه السلام لرجل انك

اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور نبی علیہ السلام نی کسی شخص سی فرمایا کہ تو ہرگز نہ چہوڑیگا کوئی چیز

لن تدع شیئا اتقاء لله تعالی الا اتاك الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی تجہکو اوس سی بہتر عنایت کریگا اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی روز عرش کی سایہ مین

یاکلون علیها والناس فی الحساب فیقول الناس ما لهؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم کانوا یصومون وانتم تفطرون

اوسپر بیٹہی کہا دینگی باقی لوگ ابہی حساب مین ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب مین گرفتار ہین سو جواب ملیگا یہہ لوگ روزہ رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی

وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ریان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین

اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اوسکو ریان کہتی ہین اوسمین سی صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور مراد روزہ دارون سی

هم الذین یکثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان من العطش قبل تمکنهم من الجنة

وہ لوگ ہین جو اکثر روزہ دار رہتی ہین کیونکہ ان لوگون نی جو پیاس کی شدت اوٹہائی تو انکی لئی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جسمین جنت مین جانی سی پہلی سیرابی اور پیاس کی چہوٹ ہی

واما سروره عند افطاره فیما یتناوله من الطعام والشراب لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب

اور روزی کہولتی وقت اسواسطی خوشی ہوتی ہی کہ کہانی اور پینی کا اختیار ملتا ہی اسواسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لایق اشیا کہانی اور پینی

والمنکح فاذا منعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن لها فی وقت اخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد

اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہو دی پہر اوسکو اور وقت مین اجازت ہو جاویگا تو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص ایسی وقت کہ اوسکو مارے بہوک

الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باخذ حاجتها یشعر بهذا ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام

اور پیاس کی نہایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگ رہا ہو ابن عمر کی روایت سی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر یقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطاره دعوة

افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تہی بجہگئی پیاس اور تر ہوگئیں رگین اور ثابت ہوگیا ثواب ان شاء اللہ تعالی یہہ بہی ہی کہ افطار کی وقت دعا

مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة قال ابو العالیة

مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی

الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی العبادة ثم فی صوم المحرم

کہ روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا رہی اس قول کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت مین ہی پہر ماہ محرم کی روزہ مین

معنی اخر وهو ان الاشهر الحرم لما کانت افضل الشهور بعد رمضان وکان صوم کلها مندوبا لامر النبی علیه السلام

ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینون مین افضل ہین اور ان سب مہینون کی روزی مستحب ہین موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها لزم ان يكون من صام ذى الحجة سوى ايام المحرم فيها

اور دنمین سی بعضا مہینا قمری سال کی تمامی ہی اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتداہی تو لازم ہی کہ جسنی ذی الحجہ مین سوا چار دن کی جنمین روزی حرام مین

الصيام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة بيسر الله تعالى

روزی رکہی پہر محرم کی روزی رکہی تو اسنی سال عبادت ہی مین تمام کیا اور عبادت ہی مین شروع کیا اب امید یہہ ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت مین لکہا جاوی اپنی

عمره بلطفه وكرمه

اعمال ہی لطف اور کرم سی آسان کری

المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلة یوم عاشوراء وبیان مایفعل فیه

سینتیسوین مجلس یوم عاشورا کی فضیلت مین واس روز کیا کیا عمل مین آوی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة التى قبلها هذا الحديث من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یوم عاشورا کی روزی گمان غالب ہی کہ اللہ تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہہ حدیث مصابیح کی

صحاح المصابيح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام يوم عاشوراء ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه التى وقعت فى

صحیح حدیثون مین ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہین جسنی یوم عاشورا مین روزہ رکہا تو مین اللہ تعالی سی امید کرتا ہون کہ اسکی گناہ جو کہ

السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفى حديث اخر رواه ابو هريرة انه عم

سال گذشتہ مین ہوئی ہون معاف کردی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین اسواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم يعنى ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم وهو و

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہین اور یہہ حدیث

ان كان ظاهرا فى فضيلة صيام شهر الله المحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام

اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزون کی فضیلت مین ہی بعد روزون ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہین کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشورا کا ہی اور اسدن کا روزہ

ذلك اليوم افضل لكونه فرضا فى اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التى نسخت

اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام مین فرض تہا پہر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ

فرضيتها افضل من العبادة التى لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر فى الاصول ان الجواز يزول بنسخ الوجوب فكيف

ہوجاتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبہی فرض نہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول مین مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز ہی زائل ہوجاتا ہی پہر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام فى جواز الصيام فيه

یہہ روزہ افضل کیونکر ہوسکتی ہی سو جواب یہہ ہی کہ اس دنکی اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ اور روزی کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور ساری دن ہین

فيكون افضل قال ابن عباس ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا

سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ تلاش کرتی ہون روزہ کسی روز کا جسکو اور پر فضیلت دی ہو سوا اس

اليوم يعنى عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ فى تفضيل صومه ما لم يبالغ فى تفضيل صوم غيره وقال ابن

دن یعنی یوم عاشورا کی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام یوم عاشورا کی فضیلت مین اتنا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت مین نہین فرماتی تہی اور ابن

عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وامر بصيامه قالوا يا رسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى

عباس یہہ بہی کہتی تہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یوم عاشورا کا روزہ رکہا اور صحابہ کو اس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہہ دن ہی کہ اسکی یہود اور نصاری

فقال النبى عليه السلام ان بقيت الى قابل لاصومن التاسع قيل انما اراد ان يضم اليها يوما اخر ليكون هديه مخالفا

سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو بالضرور نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشورا کی ساتہہ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تہا تاکہ

لهدى اهل الكتاب فلم يات العام القابل لانه توفى رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء

اہل کتاب کی طریق سی الگ رہی سو وہ سال آنی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثون سی معلوم ہوا کہ یوم عاشورا

یوم مبارک ینبغی للمؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معه التاسع او الحادی عشر مخالفة للیهود والنصاری
روز مبارک ہی مؤمن کو چاہیئی کہ اوس روز روزہ رکہا کری پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ یہود و نصاری کی مخالفت کی لئی نوین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا بہی روزہ رکہی

ویتصدق علی الفقراء بما قدر و اما الصلوة فی هذا الیوم لارضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی البزازیة
اور اپنی مقدور کی موافق فقرا کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز مدعیون کی پرجانی کی لئی جو بعضی کتابون مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی

انها لا تفید لان خصمه ان کان عافیا فهو لا یؤاخذ بما علیه یوم القیمة فما الفائدة وان کان لم یعف یاخذ من
کہ اس نماز کا کچہہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچہہ مواخذہ نکریگا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا

حسناته یوم القیمة ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیأت خصمه ویحمل علیه ثم یطرح
تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر رکہدینگی پہر آگ مین پہینک دینگی

فی النار کما جاء فی حدیث رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه
چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچہا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو

ولا متاع فقال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة وصیام ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب
اور نہ کچہہ اسباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی جو قیامت کی دن معہ نماز اور زکوة اور روزون کی آویگا اور آویگا کہ اوسکو گالی دی تہی اور اسکو تہمت لگائی تہی اور اسکو مارا تہا

هذا واکل مال هذا فیعطی هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه
اور اسکا مال کہا لیا تہا پہر اوسکی کچہہ حسنات اسکو دی جاوینگی اور کچہہ حسنات اوسکو دی جاوینگی پہر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہون ہو چکی تو اونکی گناہ لیکر

اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم طرح فی النار وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة ایضا انه علیه السلام قال من
اسکی ذمہ رکہہ کر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ ہی کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی

کانت عنده مظلمة لاخیه من عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان
ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر

کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیأت صاحبه وتحمل علیه قیل توخذ
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچہہ نہون گی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی ہین

بقدر دانق وهو سدس درهم سبعمائة صلوة مقبولة ادیت بجماعة فیعطی للخصم واما خلط الحوائج فی هذا الیوم فقد
کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چہٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دیدینگی اور کرنا سختیون کا یعنی غمگین ہونا اس دن مین

ذکر فی القنیة انه لم یرد فیه اثر قوی لکن لا باس به بل ربما یثاب علیه وکان الاکتحال فیه سنة لکن لما صار علامة
سو قنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی اسپر ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی

لمبغضی اهل البیت وجب ترکه وکره فعله حتی قیل لبعض السلف اهو سنة من غیر ذلک یوم عاشوراء فقال انه
دشمنان اہل بیت کی ٹہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسینی اہل سلف سی پوچہا کیا سرمہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشورا مین سنت ہی

سنة المخنثین واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسین بن علی رض کما یفعله الروافض فهو من عمل الذین ضل سعیهم
یہہ سنت زنانون کی ہی اور اس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ ان لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی رہی کمائی

فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا اذ لم یامر الله ولا رسوله باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتهم
دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیاء علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو

ماتما فکیف بما دونهم والقاص الذی یذکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء ویخرق ثوبه ویکشف راسه ویامرهم
ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء سی کمتر ہین اونکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشورا مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور ننگی سر ہوتی ہین

بالقيام والتسبيح تأسفا على المصيبة يجب على ولاة الدين ان يمنعوهم والمستمعون لا يعذرون في الاستماع
کھڑا کر کر تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہیں دین کی حاکموں پر واجب ہی کہ انکو منع کر دیں اور سننی والی بھی معذور نہیں ہیں کہ سنا کریں
قال الامام الغزالي وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية مقتل حسين وحكاية ما جرى بين الصحابيين
امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رض میں
من التشاجر والتخاصم فانه مهيج على بغض الصحابة والطعن فيهم وهم اعلام الدين تلقى ائمة الدين عنهم وتلقينا
جھگڑا اور خصومت واقع ہوئی ہیں کیونکہ ایسی کہانیاں سی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اور اون پر طعنہ ہونی لگتا ہی اور حال یہ ہی کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بندگان دین نی
من الائمة فالطاعن فيه طاعن في نفسه ودينه وقال الشافعي وغيره من السلف تلك دماء طهر الله تعالى عنها
ون بزرگون سی سیکھا سو جو اونکی عیب جوئی کری وہ اپنی آپکو اور اپنی دین کو عیب لگاتا ہی اور امام شافعی اور سوا اونکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں کہ اس خون سی اللہ تعالی نی ہماری ہاتھ پاک رکھی
ايدينا فلنطهر عنها السنتنا وقد روي عن عبد الله بن مغفل انه عليه السلام قال الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا
تو چاہیی کہ ہم اپنی زبانیں بھی پاک رکھیں اور عبد اللہ بن مغفل سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خدا سی ڈرو میری یاروں کی حق میں میری بعد انکو
من بعدي ومن احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى
نشانہ نہ بناؤ اور جو شخص اونکا محبوب رکھیگا سو میری محبت سی محبوب رکھیگا اور جو اونکو دشمن رکھیگا سو میری بغض کا مارا دشمن رکھیگا اور جسنی اونکو ستایا تو اوسنی مجھکو ستایا اور جسنی مجھکو
الله تعالى ومن اذى الله تعالى فيوشك ان ياخذه وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال لا تسبوا
ستایا اوسنی اللہ کو ستایا اور جسنی اللہ کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اوسکو پکڑے اور ایک اور حدیث میں آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نی فرمایا میری یاروں کو برا مت کہو کہ اگر
اصحابي فلو ان احدكم لو انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه فعلى هذا يجب على المؤمن تعظيمهم وذكرهم
کوئی تم میں سی احد پہاڑ برابر سونا خیرات کری تو اصحاب میں سی کسیکی مد کی برابر نہ ہووی اور نہ آدھی مد کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مؤمن پر اونکی تعظیم اور خوبی کی
بالخير وكف اللسان عن الطعن فيهم وبسبب قتل عثمان وقتل حسين جرت فتن كبيرة واكاذيب كثيرة وظهرت
یاد کرنا اور اونپر طعن ولعن سی زبان بند رکھنا واجب ہی اور سبب شہادت عثمان رضی کی اور شہادت امام حسین رض کی بڑی بڑی فتنہ کھڑی ہوگئی اور بہت جھوٹی باتیں مشہور ہوئیں
اهواء وبدع وقع فيها طوائف من المتقدمين والمتاخرين وصارت الاكاذيب والاهواء والبدع لا تزال تزداد حتى
اور بہت مذاہب باطل اور بدعتیں پیدا ہوگئیں جنمیں بعضی متقدم اور بعضی متاخر مبتلا ہوگئی اور حصہ جھوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں یہانتک
حدثت امور يطول شرحها فمن جملتها ما ابتدعه كثير من الناس يوم عاشوراء فجعلوه ماتما يظهرون فيه النياحة
کہ ایسی امور پیدا ہوگئی ہیں جنکا بیان دراز ہی چنانچہ اونہیں سی ایک یہ بدعت ہی جو بہت لوگوں نی یوم عاشوراء کو ماتم ٹھہرا رکھا ہی اوس روز نوحہ کرتی ہیں
والجزع وتعذيب النفوس وسب من مات من اولياء الله تعالى والكذب على اهل البيت وغير ذلك من المنكرات المنهي عنها
اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹھانی اور اولیاء اللہ کو جو مر چکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جھوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق
بكتاب الله تعالى وسنة رسوله وباتفاق المسلمين فان الحسين قد اكرمه الله تعالى بالشهادة في ذلك اليوم وهو واخوه الحسن سيدا
کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانوں کی ناجائز ہیں بیشک حضرت امام حسین رض کو اوس روز اللہ تعالی نی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بھائی حسن سردار
شباب اهل الجنة وقتلهما وان كانت مصيبة عظيمة لانه تعالى شرع للمسلمين عند المصيبة الاسترجاع
جوانان بہشت کی ہیں اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تھی پر اللہ تعالی نی مسلمانوں کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا مشروع کیا ہی
بقوله تعالى وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
اور خوشی سنا ثابت رہنی والوں کو کہ جب اونکو پہنچی کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسکی طرف پھر جانا ایسی لوگ وہ ہیں شاباشیاں ہیں اپنی رب کی
وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ وروي عن سعيد بن جبير انه قال لم يعط الاسترجاع لاحد من الامم الا لهذه الامة ولو اعطي لاعطي
اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر اور سعید بن جبیر سی روایت ہی کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا اور اگر عطا ہوتا

یعقوب النبی الا تری انه قال فی مقام الاسترجاع یا اسفی وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب مصیبة
تو حضرت یعقوب علیه السلام کو عطا ہوتا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت یعقوب نے مقام استرجاع میں یا اسفی یا افسوس کہا اور بخاری اور مسلم میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہی کوئی

فیقول انا للہ وانا الیه راجعون اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منها الا اجره الله فی مصیبته واخلف له خیرا منها وذکری
پہر وہ کہی ہم ملک اللہ کی ہیں اور ہم طرف اوسکی جانی والی ہیں الہی مجکو میری مصیبت کا اجر دی اور اوس سی بہتر بدلا دی مگر اللہ تعالی اوسکی مصیبت کا اجر اور اوسکو اوس سی بہتر بدلا دیتا ہی اور

الامام احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسین عن ابیها الحسین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب بمصیبة فیذکرها وان
امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسین سی روایت کرتی ہیں وہ اپنی باپ حسین سی کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نی جس مسلمان کو کچھ مصیبت پہنچی پہر وہ اوس مصیبت کو اگرچہ مدت

قدم عهدها فیحدث لها الاسترجاع الا کتب الله له من الاجر مثلها یوم اصیب وهذا الحدیث رواه عن النبی علیه السلام
دراز کی یاد کر کر انا للہ وانا الیه راجعون پڑہی تو اللہ تعالی اوسکی واسطی ویسا ہی اجر لکہتا ہی کہ جتنا مصیبت کی دن دیا تہا اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی

الحسین وعنه بنته فاطمة التی شهدت مصرعه وقد ثبت فی علم الله تعالی ان المصیبة بالحسین یذکر مع تقادم
امام حسین رضی نی روایت کی ہی اور اونسی اونکی بیٹی فاطمہ نی جو کہ اونکی مقتل میں ہمراہ موجود تہیں روایت کی ہی اور علم الہی میں ثابت ہو چکا تہا کہ مصیبت حسین کی مدت کو مدتوں تک یاد رکہی

العهد فکان من محاسن الاسلام ان یجری هذه السنة کلما ذکرت تلک المصیبة بان یسترجع لها فیکون للانسان
سو یہہ اسلام کی خوبیوں میں سی ہی کہ یہہ طریقہ جاری تہا کہ جب وہ مصیبت یاد آوی تو اوسکی لئی انا للہ وانا الیه راجعون کہا جاوی تو انسان کو اب بہی

من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون بها واما من یفعل من تقادم العهد بها ما نهی عنه النبی علیه السلام عن حدثان
ویسا ہی اجر ملی جتنا اوسکو ملا تہا جسنی انا للہ وانا الیه راجعون کہا تہا جب وہ مصیبت مسلمانوں پر آئی تہی اب جو شخص اسی مدت دراز کی بعد وہ منکرات کرتا ہی جو نبی علیه السلام نی نئی

العهد بها فعقوبته اشد مثل لطم الخدود وشق الجیوب والدعوی بدعوی الجاهلیة فکیف اذا انضم الی ذلک ظلم المؤمنین
عہد میں سو اوسکی لئی عقوبت بہت سخت ہی جیسی منہ پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیت کی عہد کی طرح پکارنا پہر کیا حال ہوگا اگر اوسپر یہہ اور زیادہ کر دی مومنین کا ظلم

ولعنهم وسبهم واعانة اهل الشقاق والالحاد علی ما یقصدونه للدین من الفساد وغیر ذلک مما لا یحصیه الا الله تعالی
اور مومنین کو لعنت کرنی اور برا کہنا اور اہل شقاق اور ملحدوں کی جو دین میں فساد کا قصد کرتی ہیں اعانت کرنی اور سوا اسکی اور منکرات جنکو اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہی

فالواجب علی کل مسلم ان یجتنب عن هذه المواضع التی یفعل فیها امثال هذه المعاصی والمحرمات والانکار علی مرتکبیها
سو ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی مقام میں جہاں ایسی ایسی معاصی اور محرمات عمل میں آتی ہوں جانی سی کنارہ کری اور

بقدر الاستطاعة یسر الله تعالی الاجتناب عنها

المجلس الثامن والثلثون فی بیان عدم سرایة

بقدر طاقت کی اس عمل والوں کو منع کری اللہ تعالی ہم پر ان معاصی سی بچنا آسان کری اڑتیسویں مجلس بیچ بیان اثر نکرنی ایک کی

المرض وعدم جواز الطیرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عدوی ولا صفر ولا غول هذا الحدیث
بیماری کی دوسری میں اور نہ جائز ہونی شگون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہ بیماری لگتی ہی اور نہ صفر کی نحوست اور نہ غول ہی یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه جابر والمراد بالعدوی سرایة العلة من صاحبها الی من یقارنه من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفی
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور عدوی سی بیماری کا بیمار میں سی بہلی چنگی ہمنشین میں اثر کرنا مراد ہی اور علماء کو اختلاف ہی کہ منفی آیا

هل هو عین السرایة او اضافتها الی العلة فذهب بعضهم الی ان المنفی نفس السرایة فانه علیه السلام اراد نفیها وابطالها
عین سرایت ہی یا سرایت بیماری کی ہی سو بعضوں کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت ہی کیونکہ پیغمبر علیه السلام نی سرایت کی نفی کی اور باطل کیا

لتخلفها وجودا وعدما اما تخلفها وجودا فلان کثیرا ما یقارن الشخص من هو مجذوم واجرب ولا یتعدی الیه مرضه کما اشیر
واسطی نہونی اثر کی وجود میں اور عدم میں وجود میں اثر نکرنا تو اس سی ثابت ہی کہ اکثر اوقات کوئی شخص جذامی یا خارشتی سی نزدیک ہوتا ہی یعنی ملکر کہاتا ہی اور وہ مرض اوسمیں

الیه فیما روی عن جابر انه علیه السلام اخذ بید مجذوم فوضعها معه فی القصعة واما تخلفها عدما فلان کثیرا ما
جابر کی روایت میں یہہ اشارہ ہی کہ پیغمبر علیه السلام نی ایک مجذوم کا ہاتہہ پکڑ کر اپنی ساتہہ پیالہ میں رکہدیا اور اوسکا اثر نکرنا عدم میں اس سی ثابت ہی کہ اکثر اوقات

یعرض هذه الامراض فیما لا احتمال فیه للسرایة کما اشیر الیه فیما روی عن ابی هریرة ان اعرابیا قال للنبی علیه السلام
یہہ بیماریان ایسی جگہہ پیدا ہوجاتی ہین جہان اصلا احتمال سرایت کا نہین ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت مین یہہی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
ما بال الابل تکون فی الرمل کانها الظبا فیخالطها البعیر الاجرب فیجربها فقال النبی عم فمن اعدی الاول فانه عم اشار بهذا
کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرن پہر اوس سی خارشتی اونٹ ملجاتا ہی اوسکو بہی خارشتی کردیتا ہی نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی اونٹ کو کسنی خارشتی کردیا پس نبی علیہ السلام
القول الی ان الجرب فی البعیر الاول ان حصل من بعیر اخر اجرب یلزم التسلسل الی ما لا نهایة له وهو محال وان لم
فرمایا کہ اگر پہلی اونٹ مین بہی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آویگا جو کہین جاکر نہ ٹوٹی یہہ تو محال ہی اور اگر
یحصل عنه بل بسبب اخر فالذی اوصله الی البعیر الاول هو الذی یوصل الی غیره من الاصحاء وهو الله الحاکم
دوسری خارشتی اونٹ سی نہین ہوئی بلکہ کسی اور سبب سی ہوئی تو پہر جسنی پہلی اونٹ مین پیدا کردی ہی وہ ہی پہلی چنگی اچہی بہی لونٹون مین پیدا کرسکتا ہی وہ اللہ ہر شی کا پیدا کرنیوالا
لکل شیٔ القادر علی کل شیٔ وذهب بعضهم الی ان المنفی لیس نفس السرایة لما روی انه علیه السلام قال لا یورد ممرض
اور تمام اشیا پر قدرت رکہنی والا ہی اور بعضون کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت نہین ہی کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بیمار اونٹون والا اپنی اونٹ اچہی بہی
علی مصح والممرض صاحب الابل المریضة والمصح صاحب الابل الصحیحة والمراد النهی عن ایراد الابل المریضة علی الصحیحة
اونٹون مین نہ گہسادی اور ممرض کہتی ہین بیمار اونٹون والی کو اور مصح کہتی ہین بہلی چنگی اونٹون والی کو اور مقصود بیمار اونٹون کو اچہی بہی اونٹون مین ملانی سی منع کرنا ہی
وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال فر من المجذوم فرارك عن الاسد فعلم من هذین الحدیثین ان المنفی لیس نفس
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہاگ مجذوم سی جیسی تو شیر سی بہاگتا ہی اب ان دونو حدیثون سی معلوم ہوا کہ منفی عین سرایت نہین ہی
السرایة بل المنفی اضافتها الی العلة وهذا القول الثانی اولی لما فیه من التوفیق بین الاحادیث الواردة فیه مع ما فیه
بلکہ منفی سرایت بہ نسبت بیماری کی ہی اور یہہ دوسرا مذہب اولی ہی کیونکہ اسمین تمام حدیثین جو اسباب مین وارد ہین موافق ہوجاتی ہین
من صیانة الاصول الطبیة عن التعطیل بخلاف القول الاول فانه یفضی الی تعطیلها ولم یرد الشرع بتعطیلها بل ورد
اور طبی قاعدی بہی بیکار ہونی سی بچ جاتی ہین برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمین قاعدی طبی بیکار رہوئی جاتی ہین اور شرع نی طب کو بیکار نہین ٹہرایا بلکہ
باثباتها واعتبارها علی وجه لا یناقض اصول التوحید فانه علیه السلام اراد ابطال ما کان اهل الجاهلیة یعتقدونه
قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کرکر اعتبار کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا باطل کرنا ہی وہ یون جانتی تہی
من ان العلة تسری بطبعها فقال لا عدوی وبین بقوله هذا ان الامر لیس کما زعموا بل العلة تحصل بقضاء الله تعم
کہ بیماری خود بخود اثر کرجاتی ہی سو آپ نی فرمایا کہ عدوی نہین ہی اور شرح کردی کہ یون نہین ہی جیسی اہل جاہلیت کہتی ہین بلکہ بیماری حکم الٰہی سی اور اوسکی تقدیر سی ہوتی ہی
وقدره لکن قد تکون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الی بعض الاشخاص ولذلك نهی النبی
پر کبہی نزدیک ہونا یعنی مجانا ہی بیماری کا پیدا ہونی کی لئی بعضی شخصون مین سبب تقدیری ہوجاتا ہی اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی
عن ایراد ممرض علی مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التی خلقها الله تعالی و
بیمار اونٹون کو اچہی اونٹون مین ملانی سی منع کردیا اور مجذوم سی دور رہنی کو امر فرمایا کیونکہ اسمین اون اسباب سی جو کہ اللہ تعالی نی پیدا کرکر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بچاؤ ہی اور
جعلها اسبابا للبلایا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلایا اذا کان فی عافیة منها فانه کما یؤمر بعدم
بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سی جبکہ وہ بندہ اوس بلا سی آرام مین ہی بچا کری جیسی کہ یہہ حکم ہی
القاء نفسه فی الماء او فی النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه مما هو من اسباب الهلاك کذلك یؤمر
کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ مین مت جلو یا گرتی ہوئی مکان تلی مت گہسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہوسکی ایسی ہی یہہ حکم ہی
بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدیة باذن الله تعالی فان هذه الاسباب
کہ خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بیمار یون سی جو اللہ تعالی کی حکم سی دوسری مین اثر کرجاتی ہین الگ رہو کیونکہ یہہ امور

اسباب للمرض والتلف والله تعالى يخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق

اور ہلاک کی اسباب ہیں اور اللہ تعالی ایسی وقت پر مرض کو جو مسبب ہی پیدا کر دیتا ہی کچھ اسکی سبب سی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالی ہی اسباب اور مسبب دونو کا خالق ہی

سواہ لكن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخير فان النعم لا تضاف الى الاسباب بل انما تضاف الى مسببها و

اوسکی سوا کوئی خالق نہیں ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر کی ہیں سو نعیم کو اسباب سی کچھہ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعیم صرف مسبب اور مقدر کی عنایت ہی

مقدرها فما ظهر منها ينبغي ان يفرح بها ويتبشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسببها كما في قوله تعالى

سو جو بہتر ائی پیش آوی تو لائق ہی کہ اس سی خوش ہو اور دل بشارت حاصل کری اور اوسکی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

في امداد المؤمنين بالملئكة وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ والاكثر الناس

جب فرشتوں سی مؤمنین کی امداد کی اور یہہ تو دی اللہ نی خوشخبری اور تا چین پکڑیں دل تمہاری اور مدد نہیں مگر اللہ سی اور اس زمانہ کی اکثر لوگ

في هذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسببها فمن اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع

اسباب کی طرف تو بدل متوجہ ہوتی ہیں اور اصل مسبب کو بہول جاتی ہیں سو جو شخص نعیم کو سوائی اللہ کی اور جہت سی سمجہی اگر یہہ بہی

اعتقاده انه ليس من الله تعالى فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی نہیں ہی تو یہہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی مع اعتقاد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی تو یہہ ایک قسم شرک خفی کی ہی اور دوسری

الثاني اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الى الذنوب كما قال الله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

قسم اسباب شر سو مصائب تمام صرف گناہوں ہی سی علاقہ رکہتی ہیں چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہوں نی

وما ظهر منها ينبغي ان يتقي عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم على مكان الطاعون

اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہوں تو اوس سی اتنا پرہیز کرنا چاہیی کہ جتنا شرع کی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبا کی مکان میں داخل ہونی سی

واما ما خفي منها فلا ليشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهي عنها التي من اعمال الشرك والكفر كما حكاها

اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہیں تو اوس سی پرہیز کرنا شرع میں نہیں آیا کیونکہ یہہ بدشگونی میں داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی چنانچہ

الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتطيرون ويتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم

اللہ تعالی اسکو اپنی کتاب میں کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کر کر نحوست سمجہا کرتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا

ان الرسل لما دعوهم الى دين غير مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسل علیہم السلام نی جب اون لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجہہ کر قبیح سمجہنی لگی اور اونکی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی

يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وانكان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان جازبا بكل خير

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر خیر اور برکت ہو

ونوال وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك والبحث عن

اور ثابت ہو چکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدشگونی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا بدشگونی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب الستر بالرمل والنظر في النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهي عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتوں میں بوسیلہ رمل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکہہ کر اور کنکر پہینکنی اور جو کی دانہ وغیرہ سی یہہ ہی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور اوسمیں گفتگو کرنیوالی

يشتغلون لما يدفع البلاء من الطاعات بل يشتغلون بلزوم البيت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہیں کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ گہر میں گہسکر بیٹہہ رہتی ہیں اور چلنا پہرنا موقوف کر دیتی ہیں اس سی قضا اور قدر بند نہیں ہوتی

ومنهم من يشتغل بالمعاصي وهذا مما يقوي وقوع البلاء ونفوذه والذي جاءت به الشريعة هو ترك البحث عن

اور بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہیں یہہ ایسا کام ہی جسمیں خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کری جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع میں آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اوسمیں کچھہ گفتگو

ذلك وَالاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان
اور نہ ادہر توجہ کرے اور وہ شغل اختیار کرے جسمین بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالی پر بہروسہ اور قضا
بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يامر و
اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہونی سامان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسے سورج گہن اور چاند گہن اوروں کو یہہ حکم فرماتی
يشتغل باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا
اور آپ بہی نیک اعمال میں مصروف ہوتی جیسے نماز نفل اور دعا یہان تک کہ وہ سامان لوگون پر سے دور ہوجاتا ان تمام روایات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب عذاب کے سامان
ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء
ظاہر ہوں تو موافق شرع کی ایسی عبادت میں مشغول ہو جسمین امید ہے کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوے یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہہ تمام اشیاء
كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف
بلا کی دفع کرنی مین بڑی ہی تاثیر رکہتی ہین بیشک اللہ تعالی سامان عذاب کا اور رحمت کا دونو پیدا کرتا ہے عذاب کی سامان سے تو اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہے
الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالرياح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة
تاکہ اوسکی طرف رجوع لاویں اور خوار ہوکر روویں جیسے تند اندہیان بیشک ہوا اللہ تعالی کا فیض ہے کبہی رحمت لاتی ہے
وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ
اور کبہی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہے کہ اللہ تعالی سے خیر کی دعا کریں اور جو اوس سے آوے اوسکی خیر مانگیں اور اوسکی
به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا راى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا
شر سے اللہ اوسکی شر سے جو وہ لاتی ہے پناہ مانگیں پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندہی یا ابر دیکہتے تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبہی آتی اور کبہی جاتی پہر اگر
امطرت سر عنه ويقول قد عذب قوم بالريح وراى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب واما اسباب
مینہہ برس جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندہی سے ہوا تہا اور ایک قوم ابر کو دیکہہ کر کہنی لگی یہہ ابر ہے ہمپر برسیگا سو اوسمین سے عذاب نازل ہوا اور رحمت کی
الرحمة فيرجي الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم
سامان سے اللہ تعالی اپنی بندون کو امیدوار کرتا ہے جیسے ہوا نرم ٹہنڈی اور مینہہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسی واسطے مینہہ برستی وقت یہہ دعا کرتی ہین الٰہی
سقي رحمة لا سقي عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل
پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سے بعد ظاہر ہونی کی بطور ممنوع کی بچنا چاہے تو اوسکو کچہہ فائدہ نہین بلکہ
كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر
اکثر اوقات خوفناک بلا میں آجاتا ہے اور یہہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہین ہے سو اسکی تفصیل مین اختلاف ہے ظاہرا حق یون معلوم ہوتا ہے کہ مراد ماہ صفر کا
صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشؤم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس
کیونکہ ایام جاہلیت مین اسکو منحوس جانتی تہی اور یون کہا کرتی تہی کہ صفر برا منحوس ہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو باطل کر دیا اور بہتیرے لوگ
في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها ولذلك
اب بہی اوسکو منحوس بتاتی ہین اور بعضی دفعہ اس مہینہ مین سفر نہین کرتی اور نہ بیاہ کرین اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست ماننی بہی بدشگونی کی قسم ہے جسکی ممانعت ہوچکی ہے اور
التشاءم بيوم من الايام فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة
نحوست کسی اور دن کی تمام ایام مین سے بدشگونی ہے کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی کسی وقت کی جیسے ماہ صفر وغیرہ کی جایز نہین ہے اسواسطے کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہے
ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى
جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستارون سے معلوم ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات مین ایک متصل چیز ہے اوسکی سب اجزا ایک سے ہین صرف خدا تعالی کی پیدایش ہے

يبقى

ویقع فیه افعال العباد فلا یکون فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالطاعة فهو

اوسی کی اندر افعال عباد ہوتی ہین سواوسمین نہ برکت نہ کچھ نحوست ہان باعتبار کاربندون کی ہی سوجس زمانہ کو انسان نی عبادت مین مشغول رکھا تو وہ

زمان مبارک علیه وکل زمان شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشؤم علیه والیمن والشوم فی الحقیقة هو الطاعة

زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان نی گناہون مین لگادیا تو وہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت مین مبارک اور منحوس عبادت

والمعصیة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شئ

اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد اوسکی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہین اگر بالفرض کسی شئ مین نحوست ہوتی

ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وقال ایضا ما شئ احوج الی طول السجن من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام

تو دونو جبڑون مین یعنی زبان مین ہوتی اور یہ بہی کہا زبان سی زیادہ کوئی شئ نہین جو قید کی زیادہ حاجتمند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی

قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه اذا سخط علی عبد یکون ذلک

فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست کچہہ اور نہین ہی کیونکہ اسی ہی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی سو جس بندی سی اللہ بیزار ہوا تو وہ ہی بندہ

العبد شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه

دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور جس بندی سی اللہ تعالی راضی ہوا وہ ہی بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی ایسی مصیبت کا شکوہ ہوا

عن بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا

جسمین تمام خلق مبتلا تہی سو اونہون نی کہا مجکو تمہاری یہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہین ہوتی تو گنہگار آدمی اپنی حق مین ہی اور غیر کی حق مین ہی منحوس ہوتا ہی اسلئی

یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله والبعد عنه لازم وکذلک الاماکن التی یفعل فیها المعاصی

کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی پہر سب خلق پر پہیل جاوی تو کہان بچ سکتی ہین خاص کر اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نجانتی ہون اور اوس سی دور رہنا ضرور چاہئی اور ایسی ہی اون مکانات

یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها کما روی انه علیه السلام حین مر علی دیار ثمود بالحجر

سی کنارہ کر دور رہنا چاہئی اس خوف سی کہ مبادا جو جو وہان موجود ہون سب پر عذاب نازل ہو جاوی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک جاتی مین دیار ثمود پر پہنچی

قال لاصحابه لا تدخلوا اماکن هؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم فان هجران اهل

تو اپنی اصحاب سی فرمایا اس دم عذاب کی ماری ہوونکی مکانات مین نہ جانا مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر بہی آجاوی جو عذاب اونپر آیا تہا بیشک ترک کرنا اہل

العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها بل العدوی عند التحقیق فی مخالطة من ترتکب المعاصی ویحسنها ویزینها

عصیان اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جو کہ مامور بہ ہی بلکہ عدوی یعنی دکہہ کا لگنا حقیقت مین اوس شخص کی ملاپ مین ہی جو معاصی مین مبتلا ہی اور معاصی کو خوبی کی ساتھ زیب

ویدعو الیها من شیاطین الانس الذین هم اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منه بالله تعالی فینصرف

اور لوگون کو رجہاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانون سی زیادہ ترضرر کرتا ہی کیونکہ جنی شیاطین تو اللہ تعالی کی پناہ لینی سی دور ہو جاتی ہین

واما شیاطین الانس فلا یبرح حتی یوقعک فی المعصیة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال یحشر المرء علی دین خلیله

اور آدمی کی صورت کی شیاطین کبہی نہین جاتی آخر تجکو معصیت مین گرفتار کر چہوڑتی ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستون کی دین پر اوٹہینگی

فلینظر احدکم من یخالل وفی الحدیث الاخر انه علیه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی واما الغول بالضم

اب تمکو خیال کرنا چاہئی کس سی دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ نی فرمایا ہی مؤمن کی سوا کسیکا ہمنشین مت ہو اور سوا پرہیزگار کی کسیکو کہانا مت کہلا اور غول

فهو من زعمات الجاهلیة فانهم کانوا یقولون انه نوع من الجن یتراٰی للناس فی الفلوات باشکال مختلفة ویضلهم

جاہلیت کی اقوال مین اہل جاہلیت کہا کرتی تہی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیون کو جنگل مین طرح طرح کی شکلین بنا کر دکہایا کرتی ہین اور رستی سی بہٹکا کر

عن الطریق ویهلکهم وقوله علیه السلام لا غول یحتمل ان یکون المراد منه نفی وجوده کما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر

ہلاک کر دیتی ہین اور یہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہین ہی اسمین یہہ بہی احتمال ہی کہ اس سی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظون سی یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ

زینت دیکر

من نفی الشئ نفی وجودہ لکن قال بعض العلماء لیس المراد بہ نفی وجودہ بل المراد بہ نفی ما کان یعتقدہ اہل الجاہلیۃ
کسی شی کی نفی سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہیں ہی لیکن بعضی علما یہہ کہتی ہیں کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہیں ہی بلکہ اہل جاہلیت کی ان معتقدات کی نفی مراد ہی

من التشکل باشکال مختلفۃ والاضلال عن الطریق والاہلاک فیکون المعنی انہ لا یستطیع ان یضل احدا عن الطریق
کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہیں اور رستہ سی بہکاتی ہیں اور ہلاک کر دیتی ہیں اب حدیث کی یہہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستی سی نہیں بہکا سکتی

ولا ان یفعل شیئا مما ذکر وہذا الوجہ اولی الوجہین لورود اخبار تدل علی وجودہ من جملتہا ما روی انہ علیہ السلام
اور نہ کچھ اور ان مذکورات میں سی کر سکتی ہیں یہہ معنی دونوں معنی میں اولی ہیں کیونکہ ایسی حدیثیں بہی آئی ہیں جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہیں اونہیں میں سی ایک یہہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام

قال اذا تغولت الغیلان فبادروا بالاذان فانہ علیہ السلام بین ان شرہا یدفع بذکر اللہ تعالی فعلی المؤمن ان یشتغل
فرمایا جسوقت غول شرارت کریں تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کر دیا کہ انکی شرارت ذکر الہی سی دفع ہو جاتی ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول

بطاعۃ اللہ تعالی ویتوکل علیہ ویترک کل ما شاع بین الانام مما کان مخالفا للدین الاسلام ونہی عنہ النبی علیہ السلام
اور اوسہی پہ بہروسا کری اور جو خلقت میں خلاف شرع پہیل رہا ہی سب ترک کری یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نی منع فرمایا ہو

یسرنا اللہ تعالی عملا موافقا لرضائہ بلطفہ وکرمہ المجلس التاسع والثلثون فی ذم الطیرۃ والفال
الہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی انتالیسویں مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی میں

المذموم ومدح فال المسنون وانواعہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طیرۃ وخیرہا
اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی طیرہ کی کچہہ اصل نہیں ہی اوسمیں سی بہتر

الفال قالوا وما الفال یا رسول اللہ قال الکلمۃ الصالحۃ یسمعہا احدکم ہذا الحدیث من صحاح المصابیح
فال ہی پوچہا یا رسول اللہ فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچہی بات جو کوئی سن لی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی

رواہ ابو ہریرۃ ومعناہ ان الطیرۃ لا یجوز العمل بہا لعدم الخیر فیہا وانما الخیر فی الفال الذی ہو الکلمۃ الصالحۃ
ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ بدشگونی پر عمل کرنا جایز نہیں ہی کیونکہ اسمیں خیر نہیں ہوتی خیر صرف فال ہی میں ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو

یسمعہا احدکم ولیس معناہ ان فی الطیرۃ خیرا والفال خیر منہا اذ لا خیر فی الطیرۃ اصلا وہی مصدر بمعنی
کوئی سن پاوی اور یہہ معنی نہیں ہیں کہ بدشگونی میں خیر ہی پر فال اوس سی بہتر ہی اسواسطی کہ بدشگونی میں اصلا خیر نہیں ہی اور طیرہ مصدر ہی

التطیر ماخوذۃ من الطیر لان العرب فی الجاہلیۃ کانوا یتبرکون بسنوحہا ای بمرورہا من میاسرک الی میامنک
تطیر کی معنوں میں طیر سی مشتق ہوا ہی اسلئی کہ عرب کی لوگ جاہلیت میں سنوح کو مبارک جانتی تہی یعنی جو کہ بائیں ہاتہ کی طرف سی داہنی طرف چلا جاوی

ویتشاءمون ببروحہا ای بمرورہا من میامنک الی میاسرک اذ کان من عادتہم اذا خرجوا لحاجۃ فان راوا الطیر
اور بروح کو منحوس سمجہتی تہی یعنی جو کہ داہنی ہاتہ کی طرف سی بائیں طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی پہر اگر کسی پرندہ

او الوحش یمر بیمینہ یتبرکون بہ ویذہبون فی حاجتہم وان راوا الطیر او الوحش یمر بیسرۃ یتشاءمون بہ ویرجعون
یا وحشی کو دیکہا کہ داہنی طرف کو گیا تو اسی مبارک جانکر اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکہتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائیں طرف کو گیا تو منحوس جانکر راہ میں سی اپنی گہر ہٹ آتی

الی بیوتہم وربما کانوا ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہ ویمضون فی سفرہم
اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بہگا کر دیکہتی کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کاربار کو چلی جاتی

وحاجتہم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بہا ویرجعون عن سفرہم وحاجتہم والحاصل انہم کانوا یتبرکون
اور اگر اوسنی داہنی طرف لی تو اوسکو منحوس سمجہکر اپنی سفر سی اور کار بی کی ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو

بالسوانح ویتشاءمون بالبوارح والسانح ما یمر من الطیر والوحش بین یدیک من جہۃ یسارک الی یمینک والعرب
نیک برکت والا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجہتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنی سی بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

كانوا يتيمنون به لامكان رميه وصيده من غير الانحراف والبارح ما يمر من الطير والوحش من جهة يمينك

اسکو مبارک جانتی تہی کیونکہ اوسکو تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ داہنی طرف سی

الى يسارك والعرب كانوا يتشاءمون به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف فنفى النبي عليه السلام ذلك

بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہیں کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہیں ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا

وابطل واخبر انه ليس له تاثير بنفع ولا ضر فهذا معنى قوله لا طيرة فان الطيرة على وزن مصدر بمعنى التطير واصل

اور مٹا دیا اور خبر سنائی کہ اسمیں نہ کچھ نیک تاثیر فائدہ مندی اور نہ کچھ ضرر ہی سو معنی حدیث لا طیرة کیہی ہیں کیونکہ طیرہ چنانچہ گذر چکا ہی مصدر تطیر کی معنوں میں ہی — اور اصل میں

التطير التفاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفاءل به ويعد شوما سواء كان طيرا او غيره وقد روى انه عليه السلام

تطیر طیر سی فال لینی کو کہتی ہیں پہر اسکی استعمال ہر ایک فال میں جو منحوس سمجھی گئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اسکی اور کچھ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی

قال الطيرة من الشرك يعني انها من اعمال اهل الشرك والكفر كما حكاها الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا

فرمایا بدشگونی شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ مشرکین اور کفار کی اعمال میں سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال کی کئی جگہہ اپنی کتاب میں حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار

يتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسل لما دعوهم الى دين غير ما الفوهم استغربوه واستعجبوه

رسولوں اور اونکی ساتہیوں کو منحوس سمجہتی تہی اور اونکی منحوس سمجہنی کا سبب یہہ تہا کہ رسول جو اونکو نیا دین خلاف طبع سکہاتی تہی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تہی

ونفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجهلة ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا

اور اونسی کفار کو بالطبع نفرت تہی کیونکہ جاہلوں کی یہہ عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجہیں اگرچہ اوسمیں تمام خرابیاں موجود ہوں اور جو بات

ما يخالف هواهم وان كان جاذبا بكل خير ونوال ومن عادتهم ايضا التشاءم ببعض الايام والشهر كشهر صفر فان كثير

اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجہیں اگرچہ اوسمیں ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہہ بہی عادت ہی کہ بعضی تاریخوں اور بعضی مہینوں کو منحوس جانتی ہیں جیسی صفر کا — مہینا بہت

من الناس في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطيرة

لوگ اس زمانہ کی بہی اوسکو منحوس گنتی ہیں اکثر اوقات اس مہینہ میں سفر اور بیاہ وغیرہ نہیں کرتی یہہ بدشگونی بہی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ

المنهي عنها فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة يعرف مقدارها

کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہیں ہو سکتی اسلئی کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتی ہیں جسکی مقدار افلاک

بحركة الافلاك والنجوم وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء يحصل بخلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فلا يكون

اور ستاروں کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل میں ایک چیز اوسکی ایک طرح کی اجزا ہیں خدا کی پیدایش سی موجود ہی بندوں کی افعال اوسمیں واقع ہوتی ہیں

فيه يمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك عليه وكل زمان

سو اوسمیں نہ کچھ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندوں کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت میں صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق میں مبارک ہی اور جو وقت

شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه وفي الحقيقة اليمن هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال عدي

معصیت میں صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق میں منحوس ہی اور حقیقت میں برکت عبادت میں ہی اور نحوست گناہ میں چنانچہ عدی

بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعني لسانه وقال ابن مسعود ان كان الشوم في شيء ففيما بين اللحيين يعني

بن حاتم کہتی ہیں کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑوں میں ہی یعنی زبان میں اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہو تو اوسمیں ہی جو دونو جبڑوں میں ہی

اللسان وروى عن عائشة رض انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا المعاصي

یعنی زبان میں اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہوتی ہیں

والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك العبد

کیونکہ یہی خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہیں کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

شقيا في الدنيا والاخرة واذا رضي عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين
دنیا اور آخرت مین شقی بد بخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالی راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت مین نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کی پاس
قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصي فالعاصي مشوم
لوگون نی ایک بلا مین مبتلا ہو کر شکایت کی اونہون نی جواب دیا کہ مجہکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تمپر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سی نازل ہوئی ہی سو گنہگار
على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعم الناس خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم و
اوسپر اور غیرون پر بہی ہوتی ہی اسواسطی کہ کہان پناہ ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پہر سب خلق پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نہین جانتی
كذا الاماكن التي يفعل فيها المعاصي يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من يوجد فيها فان
ایسی ہی اون مکانات سی الگ دور رہنا ضرور ہی جہان معاصی عمل مین آتی ہون اس ڈرسی کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو جو وہان موجود ہون کیونکہ
هجران اهل العصيان واماكنهم من جملة الهجرة المامور بها ومن عادتهم ايضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب
ترک کرنا نافرمانون کا اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور اونکی عادت مین یہہ بہی ہی کہ بوسیلہ رمل اور
الحصى والشعير والنظر في النجوم وغير ذلك وذلك كله من قبيل الطيرة المنهي عنها ومن قبيل الاستقسام بالازلام
کنکریون اور دانہ جو کی اور ستارون مین نظر کر کی اور سوا اسکی غیب کی حالات مین بحث کرتی ہین یہہ تمام بدشگونی مین داخل ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالازلام
ومعنى الاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم يقسم والازلام القداح التي كان اهل الجاهلية يكتبون عليها الامر و
اور معنی استقسام کی یہہ ہین کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور ازلام تیرون کو کہتی ہین جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہان یا نہین لکہتی تہی
والنهي يكتبون على بعضها افعل او امرني ربي وعلى بعضها لا تفعل او نهاني ربي ويضعونها في وعاء فاذا اراد احدهم امرا
بعضی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم آیا ہی لکہتی تہی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہین لکہتی پہر اونکو ایک باسن مین رکہتی پہر جب کوئی
ادخل يده في ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فيه الامر مضى لما قصده وان خرج ما فيه النهي كف عما قصده وقال
تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمین حکم تہا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمین ممانعت تہی تو اپنا کار موقوف کرتا اور
سعيد بن جبير كان لاهل الجاهلية حصيات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر وغيره استقسم بها اي
سعید بن جبیر کہتی ہین کہ اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکر رکہتی تہی جب کوئی سفر و غیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کرون
طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغيره الاستقسام بالازلام حرام لانه دخول في
یا نہ کرون اور ابو اسحاق زجاج و غیرہ کہتی ہین استقسام الازلام حرام ہی اسلئی کہ یہہ علم الہی مین
علمه تعالى وهو غيب عنا ويدخل فيه ما يفعل في زماننا ويسمونه فال القران وفال دانيال ونحوهما فانها ليست من
مداخلت ہوتی ہی حالانکہ وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی مین داخل ہی جو اس زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور مانند اسکی رکہہ چہوڑا ہی کیونکہ یہہ
الفال المحمود في الشرع بل هي من قبيل الاستقسام بالازلام فلا يجوز استعمالها ولا اعتقادها حقا لان فيها الخبر عن
طریقہ وہ فال نہین ہی جو شرع مین محمود ہو بلکہ یہہ بہی استقسام بالازلام کی جنس سی ہی سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین غیب کی خبر
الغيب والتطير بالقران العظيم وانما الفال المحمود في الشرع التيمن والتبرك بالكلمة الموافقة للمراد كالراشد والنجيح على ما
اور قرآن کی ساتہہ تطیر ہی اور فال جو شرع مین محمود ہی وہ یہہ ہی کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سی لینی جو مراد کی موافق ہو جیسی راشد یعنی راہ پانیدہ اور نجیح
روي عن انس انه عليه السلام كان يعجبه اذا خرج لحاجة ان يسمع يا راشد يا نجيح وفي حديث اخر انه عليه السلام
چنانچہ انس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تہا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاوین یا راشد یا یا نجیح اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
كان يتفاول ولا يتطير وفي حديث اخر انه عليه السلام كان يحب الفال ويكره الطيرة قال العلماء انما كان النبي عليه الصلوة والسلام
فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کیا کرتی تہی اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکہتی تہی اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی علما کہتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بجب

یحب التفاول ویکرہ الطیرۃ لان الطیرۃ فیہا الحکم علی الغیب وسوء الظن باللہ تعالی وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیہ الحکم
فال کو محبوب اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی کہ تطیر مین غیب کی خبر اور اللہ تعالی کی جناب مین بدگمانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی رہی فال سو اوسمین غیب کی

علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن باللہ تعالی ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظہور سبب اذا رجی و
خبر نہین ہوتی بلکہ اوسمین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی جناب مین نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظاہر ہونی کسی سبب قوی یا ضعیف کی اگر اللہ سی امید

امل من اللہ تعالی خیرا ونعمۃ عند سبب قوی وضعیف فہو خیر لہ واذا قطع رجاءہ واملہ من اللہ تعالی فہو شر لہ لقولہ تعالی
خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر اللہ تعالی سی اپنی امید منقطع کری تو اوسکی حق مین بد ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی السفر فصاح العقعق
ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کوا بول پڑی

ورجع من سفرہ یکفر عند بعض المشائخ وذکر فی المحیط ان الہامۃ اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل
اور یہہ شخص سفر موقوف رکہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مرجاویگا تو وہ شخص

عند بعض المشائخ ومثال التفاول ان یکون لہ حاجۃ فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبہ رجاء الوجدان او یکون
بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخصکو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سن لی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پانیوالی پہر اسکی دلمین توقع اوس مطلب

لہ مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبہ رجاء السلامۃ والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منہما
شخص کچہہ بیمار ہو اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنی والی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین

استدلالا بالعلامۃ علی عاقبۃ الامر ومآلہ ان الکلمۃ الحسنۃ التی تجری علی لسان الانسان لدلالتہا علی المعنی الموافق
کار کی انجام اور مآل پر نشانیونسی استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتا ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوسکا مراد پر

للمراد یمکن الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البہائم واصواتہا فانہا لعدم دلالتہا علی معنی لا یمکن
استدلال کرنا ہوسکتا ہی یہہ بات جانور کی پرواز مین اور وحشیون کی حرکات اور آوازمین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی

الاستدلال بہا علی شیٔ وان کان اہل الجاہلیۃ جعلوا العبرۃ فیہا تارۃ بحرکاتہا وتارۃ باصواتہا وتارۃ بالوانہا وتارۃ
کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اوسمین کئی اعتبار ٹہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی اور کبہی آوازون سی اور کبہی رنگون سی اور کبہی

باسمائہا ویتشاؤمون ببعضہا ویتیمنون ببعضہا فانہم کانوا یتشاؤمون بالعقاب علی العقوبۃ وبالغراب علی الغربۃ ویتیمنون بالہدہد علی الہدی وکذلک کانوا یتبرکون
نامونسی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب سی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی اور

بالسانح ویتشاؤمون بالبارح والسانح مایمر من الطیر او الوحش من جہۃ یسارک الی جہۃ یمینک والعرب کانوا یتیمنون بہ لامکان رمیہ وصیدہ
اور بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ ایسی جانور کو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا

من غیر انحراف والبارح مایمر من الطیر او الوحش من جہۃ یمینک الی جہۃ یسارک والعرب کانوا یتشاءمون لعدم
بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرفسی بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی

امکان رمیہ وصیدہ من غیر الانحراف اذ کان من عادتہم انہم اذا خرجوا للحاجۃ وراوا الطیر او الوحش یمر بیمنۃ
کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جب وہ کسی کار کیلئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرفکو

یتبرکون بہ ویذہبون فی حاجتہم وان راوا الطیر او الوحش یمر بیسرۃ یتشاؤمون بہ ویرجعون الی بیوتہم وربما کانوا
چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر ہٹ آتی اور بعضی وقت

ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہا ویذہبون فی حاجتہم وان اخذت ذات الشمال
پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بدکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو مبارک سمجہکر اپنی کاروبار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها

تو منحوس جانکر کاروبار سی رکی رہتی تہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس عادت سی روکدیا فرمایا جانور کو گہونسلی میں بیٹہا رہنی دو

وروی عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم في نفسه فلا يصدنكم

اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتا ہی کہ مینی عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تہی آپ نی فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہین سو اسّی اپنی کاروبار بند کرو

يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير ان يكون له تاثير في شئ

مراد یہہ ہی کہ یہہ ایسی بات جو دلون مین آتی ہی تو وہمی بشریت کی جہت سی پیدا ہوتی ہی صرف بی تاثیر ہی اسمین نہ کچہہ

من النفع والضر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال

نفع دے کوی ضرر سو یہہ وہم تمکو کار بار مقصود کی آمد رفت سی نہ روک دی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من ردته الطيرة عن حاجة فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك

جسکو کار بار سی بدشگونی روک رکہی وہ مشرک ہی کسی نی پوچہا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی آپ نی فرمایا یہہ کہنا چاہئی اللهم الی آخرہ نہین کوئی فال بجز تیری

ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير والشر والنفع والضر

فال کی اور نہ کوئی خیر سوای تیری خیر کی اور نہین کوئی معبود سوا تیری پہر اپنی کام کو چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو بہلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال

اور برکت اور نحوست پیش آتی ہی بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام

الطيرة شرك الطيرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولكن الله تعالى يذهبه بالتوكل وقيل قول وما منا الا ليس من كلام النبي عم

فال بد شرک فال بد شرک ہی تین بار فرمایا اور کوئی ایسا نہین جو دل مین خیال نہ لاوی لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سی دفع کردیتا ہی اور کہتی ہین کہ اتنا کلمہ وما منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من كلام ابن مسعود وفيه حذف اختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت

بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہی اسمین سی واسطی اختصار کی حذف ہوا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ ہم سی کوئی ایسا نہین جو اوسکی دلمین اوسوقت کچہہ نہ کچہہ اس قسم کا خیال آجاتا ہی

به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيساله الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي على

چنانچہ یہی عادت جاری ہی پر وہ خیال جم نہین جاتا بلکہ وسکا اعتقاد درست ہوتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی موثر نہین سو اوسی بہلائی طلب کرتا ہی اور اوسی کی پناہ مانگتا ہی

مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه المجلس الاربعون في

اور اوسپر بہروسا کرکر اپنی مقصود کی لئی چلا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی مرضی کی موافق ہی چالیسوین مجلس بیچ

بيان استحسان التاني في عمل الدنيا دون الاخرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التؤدة

بیان خوبی درنگ کی دنیا کی کار بار مین سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا درنگ

في كل شئ الا في عمل الاخرة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان

ہر شی میں اچہی مگر آخرت کی عمل مین یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اوسکی معنی یہہ ہین کہ

التاني مستحسن في جميع الامور الا في عمل الاخرة فان التاني فيه غير مستحسن اذ لا شك في كونه خيرا فلا خير في تاخيره

درنگ اور تامل تمام امور مین بہتر ہی سوای اعمال آخرت کی سو اسمین درنگ اور تامل خوب نہین ہی اسلئی کہ اسکی خوبی مین شک نہین ہی سو اسکی تاخیر مین خوبی نہین

بل المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله تعالى وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ

بلکہ اسمین جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین طیار ہوئی ہی

لِلْمُتَّقِينَ واما امور الدنيا فلا يعلم انها خير فيعمل بها او شر فيحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فيها فان هم بامر

واسطی پرہیزگارون کی اور رہی دنیا کی کاروبار سو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نیک ہی کیا چاہئی یا برا ہی اس سی بچا چاہئی سو اسلئی اوسمین جلدی مشروع ہوئی پہر اگر کسی کار

يستحب

يستحب له ان يشاور فيه لما روى انه عليه السلام كان يشاور اصحابه في جميع الامور حتى حوائج بيته وروي عن
تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سی تمام کاروبار مین مشورہ کیا کرتی یہان تک کہ گہر کی کام بارہ مین اور علی سی

علي انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقيل لو شاور ادم عليه السلام الملئكة في اكله من الشجرة المنهية لما وقع فيما
روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہین ہوا اور کہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کرلیتی گیہون کہانی مین تو اونپر یہہ مصیبت نہ آتی

وقع وقيل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شئ فالرجل من له راي صائب ويشاور ونصف الرجل
جو آئی اور کہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورا مرد اور آدہا مرد اور نکما سو پورا مرد وہ ہی جو خود دانا ہو پہر مشورہ کری اور آدہا مرد وہ ہی

من له راي صائب لكن لا يشاور او يشاور ولكن ليس له راي صائب ولا شئ من ليس له راي صائب ولا يشاور فباجتماع
جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اور نکما وہ ہی جو نہ خود دانا ہو اور نہ مشورہ کری پس دونو بات کی

الامرين الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لا شئ والاحاديث الصحيحة الواردة في المشاورة كثيرة
جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہا ہوتا ہی اور جب دونو بات کم ہون تو نکما ہی اور صحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی

ويغني عن جميعها وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احد فطن منه امر
بدلی یہہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اونسی سو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اور اونکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بالمشاورة في هذه الاية فما الظن لغيره لكن من يريد المشاورة لامر يستحب له ان يشاور فيه جماعة من اهل
اس آیت مین پہر اورون پر تیرا کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کار مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت داناسی کری

البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حالهم النصيحة والشفقة ويثق بدينهم وصدقهم وورعهم وعلمهم
کم سی کم دس تو ہون اور اونکی حال عادت سی خیرخواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور اونکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو

ويعرفهم مقصوده من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان
اور اوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلادی اور جو جو اوسمین خوبی اور برائی ہو اگر کچہہ جانتا ہو تو سب اونکی سامنی بیان کردی اور اگر

لم يجد منهم الا واحدا يشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم يجد واحدا يرجع الى امراته والى امرأة اخرى يجوز
سوا ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اوس ایک شخص ہی سی دس مرتبہ مشورہ کری اور اگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی

مكالمته ويشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفي مخالفتها خير وبركة وقد روي انه عليه السلام قال
جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اور بعد مشورہ کی اوسکا خلاف کری اوسکی خلاف مین خیر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

شاوروهن وخالفوهن وحكي ان واحدا من اهل الشام شاور امراته في ايام فتنة يزيد ان يطرح نفسه من
کہ عورتون سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسینی اپنی بی بی سی جن دنون یزید کا فتنہ برپا تہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چہت پرسی نیچی گر پڑون

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعوان يزيد [illegible]
سو بی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اوسکا خلاف کرکر چہت پرسی نیچی گر پڑا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی [illegible]

الى محاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فنجي من شقاوة الدنيا والاخرة ببركة عمله بالحديث [illegible]
حضرت حسین رض کی مقابلہ پر [illegible] جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بدبختی سی بچ گیا اس برکت سی کہ حدیث پر عمل کیا تہا [illegible]

بقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل وان قتله يكون اثما [illegible]
قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی واسطی قتل مسلم کی تو اوسکو جایز نہین کہ مسلم کو قتل کری [illegible] صبر کری اور اپنی جان دی اور اگر [illegible]

لا يستباح قتل مسلم بضرورة ما ثم يجب على المستشار [illegible] التفكر في النصيحة [illegible]
کسی صورت مین بہی قتل مسلم کا مباح نہین ہی پس مشورہ [illegible] اور مشورہ مین [illegible]

المشاورة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال المستشار مؤتمن وفی حدیث اخر انه علیه السلام

کیونکہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے　اور ایک اور حدیث میں ہے

قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه وفی حدیث اخر قال من اشار الی اخیه بامر یعلم ان

کہ آپ نے فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے جب تک نہ بہتر سمجھے اپنے بھائی کے لئے جو بہتر جانتا ہے اپنے لئے　اور ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا جسنے کسی بھائی کو ایک کار بتایا

الرشد فی غیره فقد خانه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من استشار اخاه المسلم فی امر فقال المستشار

یہہ جان کر کہ خوبی دوسری کار میں ہے سو اوسنے اوسکی خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں صاف فرمایا کہ جسنے کسی بھائی مسلمان سے کسی باب میں مشورہ کیا اور مشورہ دینے والے نے

ان المصلحة فی فعله وهو یعلم او یظن ان المصلحة فی عدم فعله فقد خانه واذا شاور وظهر کونه مصلحة

کہا کہ اسکے عمل میں بہتری ہے پر وہ یقین جانتا ہے یا گمان غالب کرتا ہے کہ خوبی اسکے نہ کرنے میں ہے تو اوسنے خیانت کی　اور جب اوسنے مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

یلزمه ان یقبل ذلک من المستشار لکن بعد ان یستخیر الله تعالی فی ذلک بالاستخارة التی رواه البخاری فی صحیحه

تو لازم ہے کہ مشورہ دینے والے کا مشورہ مانے　پر اول اس باب میں اللہ تعالی سے استخارہ کرے　جو کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں

عن جابر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا الاستخارة فی الامور کلها کما یعلمنا السورة من القران فیقول

جابر سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم　ہمکو تمام امور میں استخارہ سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے　تھے　فرماتے تھے

اذا هم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضة ثم لیقل اللهم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک و

کہ جب کوئی کسی کار کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے　پھر یہہ دعا پڑھے　الہی میں تجھسے خیر طلب کرتا ہوں موافق تیرے علم کے اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے اور

اسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت

تجھسے مانگتا ہوں تیرا فضل بڑا　کیونکہ تو قدرت والا ہے　اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہے اور میں بیخبر ہوں اور تو تمام غیب سے آگاہ ہے　الہی　اگر

تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاقدره لی ویسره لی ثم

تیرے علم میں یہہ کام میرے حق میں بہتر ہے میرے دین میں　اور دنیا میں　اور انجام کار میں　اب بھی اور آگے کو　تو اس کار کو میرے لئے جاری اور آسان کردے پھر

بارک لی فیه وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاصرفه

اوس میں مجھکو برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہہ کار میرے حق میں بد ہے　میرے دین میں اور دنیا میں　اور انجام کار میں　اب بھی　اور آگے کو تو پھیر دے

عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی به قال العلماء یستحب الاستخارة بالصلوة

اوسکو مجھسے اور مجھکو اوس سے　اور خیر پیدا کر میرے لئے　جہاں ہو　اور اوس پر مجھکو راضی کردے　علما کہتے ہیں کہ استخارہ نماز

والدعاء المذکور فی جمیع الامور کما صرح به فی الحدیث المذکور ویکون الصلوة رکعتین من النافلة والظاهر انها

اور دعا مذکور سے تمام امور میں مستحب ہے　چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہے　اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں　اور ظاہر یوں ہے

تحصل برکعتین من السنن الرواتب وتحیة المسجد وغیرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة یستخیر بالدعاء المذکور

کہ سنت رواتب کی دو رکعت　اور تحیة المسجد وغیرہ نوافل میں سے بھی کافی ہیں　اور اگر　نماز متعذر ہو　تو صرف دعا مذکور سے استخارہ کرے

واذا استخار یستخیر سبع مرات ثم یمضی بعدها لما ینشرح له صدره لما روی عن انس انه علیه السلام قال له

اور اگر استخارہ کرے تو سات مرتبہ کرے　پھر بعد اوسکے وہی عمل میں لاوے جو اوسکے دل کو پسند آوے　کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اونسے فرمایا

یا انس اذا هممت بامر فاستخر ربک فیه سبع مرات ثم انظر الی الذی سبق الی قلبک فانه الخیر فیه هکذا یکون فعل

اے انس جب تو کسی کار کا قصد کرے تو اوس میں اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کر پھر خیال کر جو تیرے دل میں آٹھہرا ہے　اب اوسی میں خیر ہے

عباد الله المؤمنین اذا عرض لهم امر من امور الدین والدنیا فیکون الاستخارة فی امور الدین کالحج والجهاد وسائر

اللہ کے مؤمن بندوں کی عمل جب اونکو کوئی کار　دین یا دنیا کا پیش آتا ہے　تو ایسے ہوا ہوتی ہیں سو استخارہ امور دینی میں سے جیسے حج　اور جہاد　اور تمام

الخيرات على تعيين الوقت لا على نفس الفعل وفي امور الدنيا على نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذين

خیرات واسطی ٹہرانی وقت کی ہوتا ہی نہ فعل کی نفی نہیں ہوتا اور امور دنیاوی مین صرف فعل پر ہوتا ہی یعنی کرنا یا نکرنا اور وقت کا ٹہرانا الگ ہی اور جاہل اور فاسق

ضلوا عن طريق الحق وخرجوا عن سواء السبيل اذا عزم احدهم على امر يذهب الى صاحب الرمل والحصى والشعير

جو راہ حق سی بہکی ہین اور سیدہی راہ سی خارج ہین جب وہ کسی کاروبار کا عزم کرتی ہین تو رمال اور کنکریون والے اور جو والے

والباقلاء فيلعبون بعقله ويزداد بسؤالهم جهلا وخسارة بصدقهم فيما يقولون له ويعطيهم على ذلك اجرة

اور باقلا والے پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اسکو باؤلا بنادیتی ہین اور اونسی پوچہکر اور بہی جہل اور خسارت زیادہ ہوجاتی ہی کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اونکو مزدوری دیتا ہی

ولا يعلم ذلك المسكين انه بذلك يهدم دينه ودنياه لما ذكر في شرح العقائد ان تصديق الكاهن بما يخبره

اور بیچارہ کو یہہ خبر ہی نہین کہ اسمین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئی کہ شرح عقاید مین مذکور ہی کہ غیب کی خبرون مین کاہن کو سچا سمجھنا کفر ہی

عن الغيب كفر لقوله عليه السلام من اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد والكاهن هو المخبر

کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمد پر نازل ہوئی ہین اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغيب سواء كان بالرمل او الحصى او الشعير او غير ذلك وذلك كله حرام لكونه من قبيل الطيرة المنهي عنها ومن قبيل

خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریون سی یا جو سی یا سوا اسکی اور سی اور یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہوگئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطيرة مصدر يعني التطير واصل التطير التفاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفاءل به ولعله

استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنون مین اصل مین تطیر کی معنی ہین طیر سی فال لینی پہر ہر ایک فال مین جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہوگیا

شوما سواء كان طيرا او غيره وقد روي انه عليه السلام قال الطيرة شرك يعني انها من اعمال الشرك كما حكاها

برابر ہی کہ طیر ہو یا کچہہ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال مین داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتشاءمون بالانبياء واتباعهم وسبب تشاءمهم بهم ان الانبياء

اونکی طرف سی اپنی کتاب مین کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجہتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا کہ انبیا جو اونکو

لما دعوا الى دين غير مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة

نیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہکر قبیح جانتی تہی اور اونکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلون اور فاسقون کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی

ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان

موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہین اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجہتی ہین اگرچہ

جاذبا لكل خير ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم يقسم والازلام القداح التي كان اهل الجاهلية

سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم مین سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہین جن پر جاہلیت کی لوگ

يكتبون عليها الامر والنهي ويكتبون على بعضها افعل وامرني ربي وعلى بعضها لا تفعل ونهاني ربي ويضعونها في وعاء

امر اور نہی لکہہ دیتی تہی یا امرنی ربی یعنی یہہ حکم رب کا ہی اور کسی پر افعل یعنی کر اور کسی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کا نہین لکہدیتی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل يده في ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فيه الامر مضى لما قصد وان خرج ما فيه

اور لکہکے اونکو ایک برتن مین رکہدیتی تہی پہر جب کوئی کچہہ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلا جسپر اجازت تہی تو اپنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلا

النهي كف عما قصده وقال سعيد بن جبير كان لاهل الجاهلية حصيات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امر السفر

جسمین ممانعت تہی تو اپنی کار سی بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہین اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکرین رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغيره استقسم بها اي طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغيره الاستقسام

تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا لکہا خیر اور شر اوس کار کی کرنی اور نکرنی مین دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول في علمه تعالى وهو غيب عنا ويدخل فيه ما يفعل في زماننا ويسمونه فال دانيال ونحوها
خیر اور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی مین مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی مین داخل ہی جواب ہماری زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام فال دانیال رکہہ چہوڑا ہی

فانها ليست من الفال المحمود في الشرع بل هي من قبيل الاستقسام بالازلام فلا يجوز استعمالها ولا اعتقادها
اور اوسکی مانند تو ایسی فال شرع مین محمود نہین ہی بلکہ یہہ ایسی ہی ہی جیسی تیر طن سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جایز ہی اور نہ اسکی حقیقت کا اعتقاد

حقا لان فيها الخبر عن الغيب والتطير بالقران العظيم وانما الفال المحمود في الشرع التيمن والتبرك بالكلمة
کیونکہ اسمین غیب کی خبر بتاتی ہین اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہین شرع مین فال محمود وہ ہی ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو

الموافقة للمراد كالراشد والنجيح على ما روى عن انس انه عليه السلام كان يعجبه اذا خرج لحاجة ان يسمع يا راشد
جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انسؓ کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تہا جب کسی کار کو تشریف لیجاتی سننا یا راشد یا نجیح کا

يا نجيح وفي حديث اخر انه عليه السلام كان يتفاءل ولا يتطير وفي حديث اخر انه عليه السلام كان يحب الفال
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کرتی تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ويكره الطيرة قال العلماء انما كان النبي عليه السلام يحب التفاؤل ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب
اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام اسلئی فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ مین غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فليس فيه الحكم على الغيب بل فيه مجرد طلب الخير وحسن الظن بالله تعالى
اور اللہ کی نسبت بد گمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال مین غیب پر حکم نہین ہوتا بلکہ فال مین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجي وامل من الله تعالى خيرا ونعمة فهو خير له واذا
اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اللہ تعالی سی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق مین بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه وامله من الله تعالى فهو شر له لقوله تعالى ﴿وَلَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ وقد
اللہ تعالی سی اپنی امید قطع کی اور نا امید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی نا امید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذكر في نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الى سفر فصاح العقعق ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر
نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لئی روانہ ہو اسمین ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسنی سفر موقوف کیا تو بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور

في المحيط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان
محیط مین مذکور ہی کہ چغد یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مرجاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع في قلبه رجاء الوجدان او يكون له مرض فيسمع من يقول
کسیکو کچہہ کار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد تو اوسکی دلمین توقع اسلوبی کار کی پیدا ہوجاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

يا سالم فيقع في قلبه رجاء السلامة والفرق بين الفال والطيرة مع كون كل واحد منهما استدلالا بالعلامة
یا سالم اب اوسکی دلمین توقع صحت سلامتی کی پیدا ہوجاوی اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین علامت اور نشانی سی

على عاقبة الامر ومآله ان الكلمة الحسنة التي تجري على لسان الانسان لدلالتها على المعنى الموافق للمراد يمكن
انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها على المراد بخلاف طيران الطير وحركات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها على معنى لا يمكن
استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی پرواز اور چارپایون کی حرکات اور آوازون کی کیونکہ اسمین کسیطرح کی دلالت نہین ہی تو اس سی کسی شی پر

الاستدلال بها على شيء وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها
استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نے اسمین سی معنی مقرر کر رکہی ہین کبہی حرکات سی کبہی آوازونسی کبہی رنگون سی

ونارة

وتارة باسمائها ویتشاءمون ببعضها ویتیمنون ببعضها فانهم کانوا یتشاءمون بالغراب علی الغربة وبالعقاب
کبھی ناموں سی اور بعضوں کو منحوس جانتی ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتی ہیں جاہلیت والی غراب سی غربت کی نحوست مانتی تھی اور عقاب سی

علی العقوبة ویتیمنون بالهدهد علی الهدی وکذلك کانوا یتبرکون بالسانح ویتشاءمون بالبارح والسانح
عقوبت کی نحوست سمجھتی تھی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت کی قائل تھی اور ایسی ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتی تھی اور سانح

مایمر من الطیر والوحش من جهة یسارك الی جهة یمینك والعرب کانوا یتیمنون به لامکان رمیه
وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو تیری بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی اور عرب اسکو بہت مبارک مانتی تھی کیونکہ اسکا شکار

وصیده من غیر انحراف والبارح مایمر من الطیر والوحش من جهة یمینك الی جهة یسارك والعرب کانوا یتشاءمون
تیر سی بغیر گردش کی ہو سکتا ہی اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہی جو تیری داہنی طرف سی بائیں طرف کو چلا جاوی اور عرب ایسی کو منحوس شمار کرتی تھی

به لعدم امکان رمیه وصیده من غیر الانحراف اذ کان من عادتهم انهم کانوا اذا خرجوا لحاجة ورأوا الطیر
کیونکہ اسکا شکار تیر سی بدون گردش کی ممکن نہیں ہی کیونکہ اونکی یہہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتی اور دیکھتی کہ پرندہ

اوالوحش یمر بیمینه یتبرکون به ویذهبون فی حاجتهم وان رأوا الطیر والوحش یمر بیسره یتشاءمون به ویرجعون
یا چوپایہ داہنی طرف کو جاتا ہی تو اوسکو مبارک جانتی اور اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر دیکھتی کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہی اوسکو منحوس مانتی اور الٹی اپنی

الی بیوتهم وربما کانوا ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انها ان اخذت ذات الیمین فیتبرکون بها ویذهبون فی
گہر چلی آتی اور بعضی وقت جانوروں کو اڑا کر اور چارپایوں کو بدکا کر دیکھتی کہ وہ اگر داہنی طرف کو چلا تو اوسکو مبارک سمجھہ کر اپنی کار روانہ کو گئی

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بها ویرجعون عن حاجتهم فنهی النبی علیه السلام عن ذلك بقوله
اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنی کام سی پہر چلی آتی سو نبی علیہ السلام نی اس سی منع فرمایا

اقروا الطیر علی وکناتها وروی عن معاویة بن حکم انه قال قلت یارسول الله کنا نتطیر قال ذلك شیٔ یجده احدکم
کہ جانوروں کو کہونسلہ میں بیٹھا رہنی دو اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتی ہیں کہ میںنی عرض کیا یارسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تہی آپ نی فرمایا یہہ ایک بات ہی جو تمہاری

فی نفسه فلا یصدنکم یعنی ان ذلك شیٔ یوجد فی النفوس من قبل الظنون التی تقربکم بحکم البشریة من غیر
دل میں پیدا ہوتی ہی سو یہہ تمکو کار سی ابند نکری مراد یہہ ہی کہ یہہ وہمی بات ہی دلمیں پیدا ہوتی ہی جیسی خیالات بشریت کی جہت سی آجاتی ہیں کسی باب میں

ان یکون له تاثیر فی شیٔ من النفع والضرر فلا یصدنکم عما تتوجهون الیه من مقاصدکم وقد جاء فی حدیث
نفع ضرر کی اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہی سو اس خیال کی ماری اپنی مقصود کی توجہ سی بند نہونا چاہیی اور ایک اور حدیث میں آیا ہی

اخر انه علیه السلام قال من ردته الطیرة عن حاجته فقد اشرك فقیل وما کفارته یارسول الله قال ان یقول اللهم
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص طیرہ کو مانکر اپنی کار بار سی باز رہی سو وہ مشرک ہی کسی نی عرض کیا یارسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی فرمایا یہہ دعا الہی

لا طیر الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا اله غیرك ثم یمضی الی حاجته یعنی ان کل ما یصیب الانسان من الخیر و
نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچہہ خیر سوای تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوای تیری یہہ پڑہ کر اپنی کام چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو پیش آتا ہی خیر اور

الشر والنفع والضرر والیمن والشوم لا یصیبه الا بقضائك وتقدیرك وحکمك ومشیتك وفی حدیث
شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک اور حدیث

اخر رواه ابن مسعود انه علیه السلام قال الطیرة شرك الطیرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولکن الله
میں ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی طیرہ شرک ہی اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نکری پر اللہ تعالی

یذهبه بالتوکل وقیل قوله وما منا الا لیس من کلام النبی صلی الله علیه وسلم بل هو من کلام ابن مسعود وفیه
اوسکو توکل سی دفع کرتا ہی کہتی ہیں کہ یہہ لفظ وما منا الا حدیث میں کا نہیں ہی بلکہ یہہ کلام ابن مسعود کا ہی اسمیں سی

حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت به العادة
کچہہ محذوف اور مختصر ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ ہم مین ایسا کوئی نہین کہ اوسوقت اوسکی دلمین کچہہ وہم وخطرہ نہ آوی کیونکہ یہہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

لکن لا یستقر فیه بل یحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فیسال منه الخیر ویستعیذ به من الشر ویمضی
پہر وہ دلمین نہین ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوجاتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی کچہہ اثر نہین کرتا پہر وہ بندہ خدا سی خیر مانگتا ہی اور برائی سی پناہ

علی مقصوده متوکلا علیه یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه وفضله المجلس
اور خدا پر بہروسا کرکر اپنی کار لگتا ہی الہی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف وکرم اور فضل سی ہمپر آسان کردی

الحادی والاربعون فی سبب نزول البلیات وسبب دفعها من التوبة والدعوات

اکتالیسوین مجلس مین نزول بلا کی اسباب کا اور اوسکی دفع کی اسباب کا بیان جو توبہ اور استغفار ہی اور دعا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحدیث
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب میری امت پندرہ عادتین اختیار کرلیگی تو اونپر بلا نازل ہوگی یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه علی بن ابی طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفیء دولا والامانة مغنما
مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتین گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غنیمت کو دولت سمجہین اور امانت کو لوٹ

والزکوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبر صدیقه وجفا اباه وظهر الاصوات فی المسجد وساد
اور زکوٰۃ کو ڈنڈہ اور مرد جورو کا فرمان بردار ہوجاوی اور ماسی سرکشی کری اور دوست سی احسان کری اور باپ پر جفا کری اور مسجد مین پکارا کرین اور قوم کا سردار

القبیلة فاسقهم وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنیات والمعازف و
وہ نہین سی بدکار ہو اور رئیس قوم کا اونمین کا ذلیل تر ہو اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کرین اور گانی والیان اور ناتی تنبورہ وغیرہ ظاہر ہوجاوین

شرب الخمر ولبس الحریر ولعن اخر هذه الامة اولها فعند ذلک یکون الناس مستحقین لنزول البلاء علیهم فعلی
اور شراب پینی لگین اور حریر پہننا شروع کرین اور پچہلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہہ لوگ سزاوار ہونگی کہ اونپر بلا نازل ہووی

هذا ما توجه علی قوم من البلاء فلیس ذلک البلاء الا بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة
اس حدیث کی موافق جو جو بلا ومصیبت کسی قوم پر آتی ہی سو وہ صرف وبال اونکی گناہون کا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرمایا ہی اور جب پڑی تمپر کوئی سختی

فبما کسبت ایدیکم وفی ایة اخری انه تعالی قال وما کنا مهلکی القری الا واهلها ظالمون فیلزمهم ان یترکوا ما
سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور ایک آیت مین ہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور ہم نہین کہپانیوالی بستیون کو مگر جبکہ وہان کی لوگ گنہگار ہون اب اونکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار کرکی

ارتکبوه من الاوزار ویشتغلوا بالتوبة والاستغفار لیرفع عنهم ما توجه علیهم من البلاء لما روی عن عبد الله
ہین وہ سب ترک کرین اور توبہ اور استغفار مین مشغول ہون تاکہ اونکی سر سی وہ بلا جو اونپر متوجہ ہوئی ہی رفع ہوجاوی اسلئی کہ عبد اللہ

بن عمر انه علیه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا ومن کل هم فرجا ورزقه من حیث لا
بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اوسکی واسطی ہر تنگی سی چہٹکارہ اور ہر غم سی کشائش پیدا کردیگا اور اوسکو رزق دیگا

یحتسب بل یلزمهم ان یقوموا الی الصلوة فی الاوقات الاسحار التی هی اوقات استجابة الدعاء لما روی انه علیه السلام
جہاں سی گمان نہو بلکہ اونکو یہہ لازم ہی کہ ہر صبح اوٹہہ کر نماز پڑہا کرین کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اس لئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

کان اذا احزنه امر فزع الی الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال الدعاء ینفع
اگر کسی کار سی غم پیش آتا تو نماز شروع کردیتی پہر دعا مین مشغول ہوتی اسلئی کہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا بچا دیتی ہی

مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد الله تعالی بالدعاء فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الدعاء یرفع
اوس بلا سی جو نازل ہوچکی اور جو ابہی نازل نہین ہوئی سو تم اللہ کی بندو اپنی اوپر دعا لازم کرلو کیونکہ اس حدیث مین بیان ہوچکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء

للبلاء النازل ویدفع البلاء الذی فی صدد النزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء فلا تترکوه فان البلاء ینزل فیلقاه
جو نازل ہو چکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سو ای بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نچھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو اوسکو
الدعاء فیعتلجان الی یوم القیمة کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یلتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم
دعا ملتی ہی پھر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط میں ملجاتی ہیں پھر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں
القیمة وفی حدیث اخر رواه سلمان الفارسی انه صلعم قال لا یرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان لا مرد له ولکن
اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہیں رد کر سکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانیوالا نہیں ہی پر یہہ بھی
من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فکل بلاء قدر لان یندفع بالدعاء یکون الدعاء سببا لرد ذلک البلاء کالترس الذی
حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاتی ہی پھر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو سکتی ہی تو وہ دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈہال کہ
یکون سببا لرد السهم فکما ان الترس یدفع السهم کذلک الدعاء یدفع البلاء وکذا الصدقة تدفع البلاء لما روی عن
واسطی رک جانی تیر کی سبب ہوتی ہی پھر جیسی ڈہال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اسواسطی کہ
علی انه علیه السلام قال باکروا بالصدقة فان البلاء لا یتخطاها وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال لکل یوم نحس
علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو پس بلا اوس سی آگی قدم نہیں بڑہاتی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن میں نحوست ہوتی ہی
فادفعوا نحس ذلک الیوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وکذا التسبیح یمنع وقوع البلاء
سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کردو بیشک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہوجانی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کر دیتی ہی
لما روی عن کعب انه قال سبحان الله یمنع العذاب ویدل علیه قوله تعالی فی حق یونس النبی علیه السلام فلولا
اسلئی کہ کعب سی روایت ہی کہ فرمایا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق میں یہہ ہی دلالت کرتا ہی پھر اگر نہ
انه کان من المسبحین للبث فی بطنه الی یوم یبعثون وکان تسبیحه ما حکاه الله تعالی بقوله فنادی فی الظلمت ان لا اله الا
ہوتا کہ وہ تھا یاد کرتا پاک ذاتکو تو رہتا اوسکی پیٹ میں جسدن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا ہی اس آیت میں پھر پکارا اون اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں
انت سبحنک انی کنت من الظلمین ثم انه تعالی عقیب ذلک قال فاستجبنا له ونجینه من الغم وکذلک
سوا تیری تو بی عیب ہی میں تھا گنہگاروں میں سی پھر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہہ فرمایا پھر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور بچا دیا اوسکو گھٹنی سی اور یوں ہی ہم
ننجی المؤمنین وروی انه علیه السلام قال ما من مکروب یدعو بهذا الدعاء الا استجیب له وفی روایة اخری انه
بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑھکر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال الا اخبرکم بشیء اذا نزل باحدکم کرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قیل بلی یا رسول الله قال دعاء ذی النون
فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتا دوں اگر کسی پر تم میں کچھ سختی یا بلا نازل ہووی پھر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کرےگا عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون
لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین وذکر عن بعض الصالحین ان من اعظم الاشیاء الدافعة للبلاء کثرة
کی ہی نہیں کوئی حاکم سوا تیری تو بی عیب ہی میں تھا گنہگاروں میں سی اور بعضی صلحا ذکر کرتی ہیں کہ تمام اشیا میں سی بلا کی بڑی دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی
الصلوة علی النبی علیه السلام فان کثرة الصلوة علی النبی علیه السلام من الوسائل للامن من المخوفات والفوز باعلی الدرجات یدل علی ذلک حدیث ابی
نبی علیہ الصلوة والسلام پر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی اور واسطی ترقی بلند درجوں کی ایک بڑا وسیلہ ہی اس مطلب پر حدیث ابی
بن کعب ان رجلا التزم ان یجعل صلوته کلها للنبی علیه السلام فقال له النبی علیه السلام اذا تکفی همک ویغفر ذنوبک وانما حصل ان البلاء
بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص نی عہد کیا تہا کہ اپنی تمام وظیفی صرف نبی علیہ السلام پر درود مقرر کرےگا سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا اب تیری اندوہ کو کافی ہی اور تیری گناہ معاف ہونگی حاصل یہہ
اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما یرجی ان یدفع به البلاء من اعمال البر والتقوی لقوله تعالی
کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار میں مشغول ہو اور اون اعمال میں جن سی توقع ہی کہ بلا دفع ہو جاوی گی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری واسطی ارشاد الہی کہ

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ فانه تعالى بين في هذه الاية ان من يتق الله تع
اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کر دیگا اوسکا گذارا اور روزی دیگا اوسکو جہاں سی اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سی ڈرتا رہیگا
في كل ما ياتي ويذر يجعل الله تعالى له مخرجا ومخلصا من غموم الدنيا والاخرة وروي انه عليه السلام قال
ہر کام کی کرنی اور نہ کرنی میں تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غموں سی دیگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
اني لاعلم اية لو اخذ الناس بها لكفتهم ومن يتق الله فما زال يقرأها ويعيدها وروي ان عوف بن مالك الاشجعي اسر
مجکو البتہ ایسی آیت معلوم ہی اگر خلقت اوسکو اپنا وسیلہ کر لیتی تو اونکو کافی ہی ومن یتق اللہ پھر دیر تک اوسکو بار بار پڑہتی رہی اور روایت ہی کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا
المشركون ابنا له يقال له سالم فاتى النبي عم فقال اسر ابني يا رسول الله وشكى اليه الفاقة فقال له النبي عليه السلام
سالم نام مشرکوں نی گرفتار کر لیا سو آپ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا پکڑا گیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا
اتق الله واكثر لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ففعل فبينا هو في بيته اذ قرع ابنه الباب ومعه مائة من الابل
خدا سی ڈرتا رہ اور لا حول ولا قوة آخر تک کثرت سی پڑہا کر سو اوس نی یہی کیا ایک دن وہ اپنی گھر میں تھا کہ ناگاہ اوسکی بیٹی نی دروازہ کھٹکھٹایا اور اوسکی ساتھ سو اونٹ تھی
غفل عنها العدو فاستاقها وعلم من هذا كله ان اكثر خير وطاعة من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال
کہ دشمن اونسی غافل ہوگیا تھا سو اونکو ہانک لایا اور ان تمام حکایتوں سی معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہیں اور گناہوں
بالمعاصي والمناهي فلا يمنع نزول البلاء بل يقوي وقوعه لما روي انه عليه السلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها
اور منہیات میں مصروف ہونی سی آنی بلا ہرگز نہیں ٹلتی بلکہ بلا کا آنا زور پکڑ جاتا ہی اسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو درد انسان کو حاصل ہوتا ہی بہت یا
وما دونها الا بذنب وما يعفو الله عنه اكثر ثم قرأ قوله تعالى وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن
تھوڑا بدوں گناہ کی نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالی معاف کر دیتا ہی وہ بہت ہی پھر آپ نی یہ آیت پڑہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھوں نی اور معاف کر دیتا
كَثِيرٍ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان العبد لا يصيبه مشقة في الدنيا الا بسبب ذنب صدر عنه وتكون تلك المصيبة
بہت نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا میں کوئی مشقت بدوں گناہ کی پیش نہیں آتی جو وہ انسان کر بیٹھا ہی اور وہ مصیبت
التي لحقته في الدنيا كفارة لذنبه والذي يعفو الله تعالى عنه من الذنوب من غير ان يجازيه في الدنيا ولا في الاخرة اكثر
جو اوسکو دنیا میں پیش آئی ہی اوسکی گناہ کا عوض ہو جاتا ہی اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اونسی درگذر فرماتا ہی بدوں سزا کی نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اوس سی زیادہ
من ذلك وقال علي كرم الله وجهه للمؤمن عند الله خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كا
ہیں اور علی کرم اللہ وجہہ کہتی ہیں مومن کی واسطی اللہ کی ہان پانچ قسم کی عقوبت ہی پہلی تو بیماری پھر مصیبتیں پھر اگر اوسکی گناہ اوس سی بہی زیادہ ہیں تو گور میں عذاب دیا جاتا ہی پھر
اكثر من ذلك يحبس على الصراط فان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد ان كا
زیادہ ہیں تو صراط پر روکا جاویگا پھر اگر اس سی بہی زیادہ ہیں تو بقدر گناہوں کی دوزخ میں عذاب دیا جاویگا پھر اوسمیں سی توحید کی برکت سی نکلیگا اگر
توحيده صحيحا وان لم يكن توحيده صحيحا لا يخرج منها بل يبقى فيها ابدا لابدا لان الناس في الاخرة ينقسم الى عدة
اوسکی توحید صحیح اور درست ہوگی اور اگر اوسکی توحید صحیح نہیں ہی تو دوزخ سی نہیں نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی میں رہیگا اسواسطی کہ آدمیوں کی آخرت میں کئی قسمیں ہونگی
اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ
پہلی قسم تو قسم کامیاب ہونگی وی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہیں جو چھپا دہرا ہی اونکی واسطی جو ٹھنڈک ہی آنکھوں کی
جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وقال النبي عليه السلام اخبارا عن الله تعالى اني اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رات
بدلا اوسکا جو کرتی تھی اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سی خبر دیتی ہیں میں اپنی نیک کاربندوں کی واسطی تیار کی ہی وہ راحت کہ نہ کسی آنکھ نی دیکھی
ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان
اور نہ کسی کان نی سنی اور نہ گذری کسی بشر کی دل پر اور دوسری قسم تباہ کاروں کی قسم ہی وی وہ لوگ ہیں جنہوں نی حق کی تکذیب کیا اور اوسکو سچ نہ مانا بیشک

سعادة الآخرة لا تکون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الی وجهه الکریم وذلك لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها
آخرت کی سعادت بدون قرب الٰہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبھی نہین ہوتی اور یہہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہین ہوتا
بالایمان والتصدیق وهم لما کذبوا بالحق ولم یصدقوا به کانوا بعیدا عنه وهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون وکل محجوب
جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور ان لوگون نی جو حق کی تکذیب کی اور اسکو کچھہ نہ مانا تو اوسسی دور ہوگئی وہ اپنی رب سی اوسدن روکی جاوینگی اور جو شخص اپنی
عن ربه یکون هالکا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبین وهم الذین تخلوا بأصل
رب سی محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ مین قدیم کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہین یہی لوگ ہین جنہین اصل ایمان تو موجود رہی
الایمان لکنهم قصروا فی العمل بمقتضاه فان رأس الایمان هو التوحید والتوحید نفی الشرك باعتقاد العبد ان الله تعالی
پر اونہون نی مطابق ایمان کی اعمال مین قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کری کہ الله تعالی
واحد فی ذاته وصفاته وافعاله فما یظهر شیء فی العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین اور کوئی شی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدائیش کی پیدا نہین ہوسکتی اور نہ کوئی سزاوار عبادت کا ہی
فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول انی اعتقد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله
سو اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہین کوئی معبود سوا الله کی تو ایسا ہی کہ بولنا کہتا ہی مجکو یقین ہی کہ الله تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال
ولا یظهر فی العالم شیء الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فانی التزمت عبادته ولا اعبد الا ایاه
اور عالم مین کوئی شی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدائیش کی پیدا نہین ہوسکتی اور سوا اوسکی کوئی سزاوار پرستش کا نہین سو مین اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیتا ہون اور سوا اوسکی
وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هواه فقد اتخذ الٰهه هواه فهو موحد بلسانه فقط والتوحید لا یکمل الا بالاستقا
کسیکی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوسنی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنالیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید بغیر ثابت قایم رہنی کامل نہین ہوتی
علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هواه ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سواء السبیل وذلك قادح
اور جو شخص توحید پر قایم نرہا اگرچہ ادنی بات مین بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کام مین تو وہ سیدہی راہ سی الگ ہی اور اس سی کمال توحید مین
فی کمال التوحید ولعدم خلو البشر عن ذلك قال الله تعالی وان منکم الا واردها فیکون الورود علی النار لکل احد
نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سی کوئی بشر خالی نہین ہی تو اسیلئی الله تعالی فرماتا ہی اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اوسپر پس ہر ایک کا گذر یقینا آگ پر ہوگا
متیقنا وانما الشك فیمن ینجو منها وفی ای وقت یخرج منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج بعد
شک اونہی مین ہی جو اوس سی نجات پاوینگی اور کس وقت اوسمین سی باہر آوینگی اور بیشک بعض احادیث کی مضمون سی معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پیچھی بعد سات ہزار برس کی
سبعة الاف سنة وبعضهم یجوز عنها کبرق خاطف ولا یوجد له فیها لبث نرجو الله تعالی ان یجعلنا منهم بلطفه
نکلیگا اور بعضی اوسپرسی چمکنی بجلی کی طرح جھپٹ جاوینگی دنکی لئی اوسمین ذرا درنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ الله تعالی اپنی لطف اور فضل
وفضله وکرمه

المجلس الثانی والاربعون فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء

اور کرم سی ہمکو اونہی گروہ مین داخل کری بیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ دعا اوترتی بلا کو اور اوتری ہوئی بلا کو دفع کرتی ہی
وبعد النزول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد الله بالدعاء
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہی اوس بلا کو جو اوترچکی اور جو نہین اوتری سو اپنی او خدا کی بندو الله کی دعا کو لازم کرلو
هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبد الله بن عمر ومعناه ان الدعاء یدفع البلاء النازل ویدفع البلاء الذی
یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عبد الله بن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کرتی ہی اور اوس بلا کو بھی
کان فی صدد النزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء فلا تترکوه فان البلاء ینزل فیلقاه الدعاء فیعتلجان الی یوم القیمة
جو آنی پر تیار ہو دفع کردیتی ہی سو تم ای بندو الله کی ہمیشہ دعا کرتی رہا کرو اور اسکو چھوڑا مت کرو بیشک بلا آتی ہی اور دعا اوس سی ملتی ہی پھر قیامت تک دونو لڑتی رہتی ہین

کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یلتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم القیمة وقد روی عن سلمان الفارسی
چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ملتی ہین پہر قیامت تک لڑی جاتی ہین اور سلمان فارسی سی روایت ہی
انه علیه السلام قال لا یرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان مما لا مرد له لکن من جملة القضاء رد البلاء
کہ نبی علیه السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہین رد کرتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانی والا نہین پر یہہ بہی حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاوی
بالدعاء فکل بلاء قدر ان یندفع بالدعاء یکون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء کالترس الذی یکون سببا لرد السهم فکما
پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو جاوی تو دعا واسطی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہووبگی مانند ڈہال کی سو جیسی ڈہال
ان الترس یدفع السهم کذلك الدعاء یدفع البلاء وقد روی عن ابن مسعود انه علیه السلام قال سلوا الله من فضله
دتیر کی رکجانی کا سبب ہی تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا اللہ سی اللہ کا فضل مانگا کرو
فان الله یحب ان یسال یعنی ان الله تعالی کریم قادر علی قضاء الحوائج یحب ان یطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا
کیونکہ اللہ تعالی سوال کرنیکو محبوب رکہتا ہی مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکہتا ہی کہ مجہسی حاجات طلب کیا کرین سو ای ایمان والو
منه قضاء حوائجکم ایها المؤمنون وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال من لم یسال الله یغضب علیه
اوس سی اپنی اپنی حاجتین طلب کرو اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص اللہ سی سوال نہین کرتا تو اللہ اوسپر غصہ کرتا ہی
لان من لم یطلب منه تعالی حاجة یکون فی صورة الاستغناء عنه تعالی ولا یجوز للعبد ان لا یعرض حاجة علی الله تعالی بل
اسلئی کہ جو اللہ تعالی سی حاجت طلب نہین کرتا تو وہ ظاہر مین اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہین ہی کہ اللہ تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ چاہیئی کہ اپنی تمام
لیکون هذا اعترافا بعبودیته وفقره وعجزه واحتیاجه الی الله تعالی فی قضاء حوائجه فان احب العباد الی الله تعالی
تاکہ یہہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالی کی طرف حاجتمندی کا تمام حاجات کی روا کرنی مین اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالی کا
من یساله وابغض العباد الیه من یستغنی عنه واحب العباد الی الناس من یستغنی عنهم ولا یسالهم شیئا وابغض
وہ ہی جو اوس سی مانگتا رہی اور بدتر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی ایسین وہ ہوتا ہی جو ادنسی بی پروا رہی اور اونسی کچہہ نہ مانگی اور ناکارہ
العباد الیهم من یسالهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال لیس شیئ اکرم علی الله تعالی من الدعاء یعنی ان اکرم
آدمی ایسین وہ ہی جو اونسی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا کوئی شی اللہ تعالی پر دعا سی زیادہ تر مکرم نہین مراد یہہ ہی
العبادات علی الله تعالی الدعاء بل جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالی ادعونی
کہ عبادات مین بڑی معزز اللہ تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجہکو پکارو
استجب لکم فانه علیه السلام لما حکم فی هذا الحدیث ان الدعاء هو العبادة استدل علیه بالایة لان فی الایة
کہ پہنچون تمہاری پکار سو نبی علیه السلام نی جب اس حدیث مین یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوسپر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت مین دعا کرنیکا
امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة یحصل للداعی فی مقابلتها ثواب وان لم یحصل مراده لکن ظاهر عبارته علیه السلام
امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابلہ مین دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگرچہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہہ
یدل علی ان لا عبادة الا الدعاء ولیس کذلك بل معنی الحدیث ان الدعاء معظم العبادة لان فی الدعاء اظهار العجز والاعتراف
معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچہہ عبادت ہی نہین اور واقع مین یون نہین ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہین کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا مین عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی
بالفقر والاقبال علی الله تعالی والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشیاء عین العبادة ویقرب من هذا المعنی
اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اور اسہی سی امیدواری اور ماسوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتین عبادت کی ہین اور اسہی مضمون سی ملتا ہوا ہی
ما روی عن انس انه علیه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشیئ خالصه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام
جو انس روایت کرتی ہین کہ نبی علیه السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی مین سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا

ینبغی انه ان یعرض جمیع حوائجه علی الله تعالی

قال

قال من سره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على
فرمایا جسکو یہہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی اوسکی دعا سختی مصیبت مین قبول کری تو چاہئی کہ عیش اور آسانی مین خوب دعا کیا کری اس بیان کی موافق بندہ کو لایق ہی کہ ہمیشہ بلا ناغہ
الدعاء ويكثره في حالة النعمة والرخاء لينال النجاح في حال الضيق والبلاء فان من يداوم على الدعاء في الرخاء يصير
اور نعمت اور عیش کی حالت مین زیادہ تر دعا کیا کری تاکہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش مین دعا کی مداومت کریگا تو وہ
من حزب الله تعالى ومن عادة العظماء ان ينصروا حزبهم عند الشدائد ثم انه اذا دعى ينبغي له ان يكون موقنا
اللہ والون مین داخل ہوجاویگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی مین اپنی وابستون کی مدد کرتی ہین پہر جب یہہ دعا مانگی تو اوسکو لایق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسواسطی
بالاجابة لانه تعالى وعد بالاجابة قال ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وروى عن ابي هريرة رض انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم
کہ اللہ تعالی قبول کرنی کا وعدہ کرچکا ہی فرمایا مجکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی سی قبولیت کا یقین کرکی
موقنون بالاجابة فان الداعي اذا لم يكن موقنا بالاجابة لا يكون مستحقا في الرجاء فلا يكون رجاؤه صادقا ولا دعاؤه
دعا مانگو اسلئی کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہین کرتا تو مستحق امید براری کا نہین ہوتا پہر اوسکی امید صادق نہین ہوتی اور نہ اوسکی دعا
خالصا لان الرجاء هو الباعث على الطلب فاذا لم يتحقق الرجاء لا يتحقق الطلب فان قيل كيف يمكن للداعي ان يكون موقنا
خالص ہوتی ہی اسلوسطی کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوئی ہی پہر جب امیدواری ہی نہین تو طلب بہی نہین ہوگی اگر کوئی اعتراض کری کیونکر ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی
باجابة دعائه مع وقوع التخلف في الاجابة حيث يرى ان بعض الدعاء يستجاب وبعضه لا يستجاب فالجواب ان الداعي
دعا کی قبولیت کا یقین کری باوجودیکہ قبولیت مین خلاف واقع ہوتا ہی اسلئی کہ یہہ دیکہتا ہی کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہین ہوتی تو اسکا یہہ جواب ہی کہ دعا
لا يكون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حيث ما ورد الوعد الصدق لكن امرها الى الله تعالى
مانگنی والا ہرگز قبولیت سی محروم نہین رہتا مطلق اجابت اوسکی لئی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسطی کہ سچا وعدہ ہوچکا ہی لیکن اوسکا حال قبضہ الہی مین ہی
ان يجعلها ما يشاء في اي وقت شاء فان ما سال الداعي ان كان حصوله مقدرا في الحال يحصل في الحال وان كان
اوسکو جو چاہی اور جسوقت چاہی کردی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر مین ابہی ہونیوالا ہی تو فورا ہوجاتا ہی اور اگر اوس سوال کا ہونا
حصوله مقدرا في وقت اخر يحصل في ذلك وان لم يكن مقدرا يدفع عنه من البلاء مثل ما ساله عوضا عما سال او
اور وقت پر منحصر ہی تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہین تو اوسپر سی کوئی بلا اوسکی بدلہ مین سوال کی برابر دفع ہوجاتی ہی یا اوسکو آخرت مین اوس سوال کی بدلی
يحصل له في الاخرة من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادة والعبادة لا يكون فاعلها محروما من الثواب وقد
ثواب ملیگا اسلئی کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہین ہوتا
روى عن يزيد الرقاشي انه قال اذا كان يوم القيمة عرض الله تعالى للعبد دعوات دعى بها في الدنيا ولم يستجب له فيقول
اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائین دنیا مین مانگی ہوئی جو قبول نہین ہوئی تہی دکہاویگا فرماویگا
عبدي دعوتني يوم كذا وكذا فامسكت عليك دعاءك فخذ مكان دعائك اليوم ما ادخرت لك من الثواب فلا يزال العبد
ای بندہ تونی مجہسی فلانی فلانی دن یہہ دعا مانگی تہی سو مینی تیری لئی وہ دعائین جمع کررکہی ہین اب تو اپنی دعا کا عوض یہہ لی لی جو مینی تیری لئی ثواب جمع کررکہا ہی پہر
يعطى من الثواب حتى يتمنى ليته تعالى لم يقض له حاجة قط فاذا كان كذلك يلزم للداعي ان يكون موقنا في اجابة ما
اوسکو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکی اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری
ادعى به او بعوضه اما في الدنيا او في الاخرة لما روى انه عليه السلام قال ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا
یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا مین یا آخرت مین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم جو ایسی دعائین مانگی جسمین نہ کچہہ گناہ ہو اور نہ
قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلث اما ان يعجل له دعوته واما ان يؤخرها في الاخرة واما ان يصرف عنه من السوء
قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین مین سی یا تو اوسکی دعا بعینہ فورا ہوگی یا اوسکو پہیر پر رکہیگا آخرت مین اور یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفی لفظ اخر اما ان یکفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعاه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ما من مسلم
اور دوسری عبارت مین اوس سی دعا کی برابر گناه معاف ہو جاوینگی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم

یدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او کف عنه من السوء مثله ما لم یدع باثم او قطیعة رحم فالدعاء بالاثم مثل
جو کچھہ دعا مانگی مگر اوسکو الله تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناه کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناه کی دعا تو ایسی ہوتی

ان یقول اللهم ارزقنی شرب الخمر او قتل انسان او وطی غلام او غیر ذلك مما یحرم علیه فعله والدعاء بقطیعة الرحم
ہی مثلا کہی الہی مجکو پینا شراب کا یا قتل انسان کا یا دطی غلام کی میسر کر یا اور کچھہ سوا اسکی جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلا

مثل ان یقول اللهم باعد بینی وبین ابی وامی او اخی او غیر ذلك فان الدعاء بهذین الوجهین لا یقبل ثم انه اذا اراد
یون کہی الہی دور رکہہ مجکو اور میری باپ کو اور ماکو یا بہائی کو یا اور سوا اوسکی بیشک یہہ دونو طرح کی دعا قبول نہین ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری

ان یدعو ینبغی له ان یتوب اولا عن خطایا والاثام ویرد المظالم وحقوق الانام ثم یتوضأ ویستقبل القبلة ویجثو علی
تو لایق ہی کہ پہلی اپنی گناہون اور معصیت سی توبہ کری اور مظالم اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کر کی قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دو زانو بیٹہی

رکبتیه ثم یرفع یدیه ویدعو بالخضوع والخشوع ویساله ما دعا به ثلثا لما روی عن ابن مسعود انه علیه السلام
پہر دونو ہاتہہ اوٹہا کر نہایت انکسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کچھہ تین تین بار سوال کری اسواسطی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

کان اذا دعی دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ویختار فی الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما کان لفظه قلیلا ومعناه کثیرا
جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعا مین عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور مراد جوامع سی وه عبارت ہی جسمین لفظ تہوڑی ہون

قد جمع به خیر الدنیا والاخرة کما فی قوله تعالی رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ویجتنب
اور معانی بہت ہون جسمین تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی چنانچہ اس آیت مین ہی ای رب ہمارے دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا مین

الاعتداء فیه وهو التجاوز عن الحد المشروع فالاولی ان لا یتجاوز الدعوات الماثورة کیلا یعتدی فی دعائه فیسال ما لا یلیق به
تعدی سی بچی اور تعدی یہہ ہی کہ شرع کی حد سی باہر ہو جاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثوره سی جو حدیثون مین ہین تجاوز نکری تاکہ دعا کی اندر تعدی نہ واقع ہو ایسا

اذ لیس کل احد یحسن الدعاء وقیل ان العلماء کانوا لا یزیدون فی الدعاء علی سبع کلمات ویشهد هذا اخر سورة البقرة فانه تعالی
اسواسطی کہ ہر ایک شخص اچہی دعا نہین جان سکتا اور کہتی ہین کہ اگلی علما دعا کی اندر سات کلمات سی زیاده نہین پڑہتی تہی اور اسکا گواه آخر سوره بقره کا ہی سو الله تعالی نی

لم یخبر فی موضع من ادعیة عباده اکثر من ذلك حیث بین فیه انهم قالوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا
کسی مقام مین بندون کی دعاؤن مین اس سی زیاده نہین پڑہا جہان یہہ بیان فرمایا ہی کہ اونہون نی یہہ کہا ای رب ہماری نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بہولین یا چوکین ای رب ہماری

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
اور نہ رکہہ ہمپر بوجہہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلون پر ای رب ہماری اور نہ اوٹہوا ہمسی جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسی اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه

المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ہمپر آسان کری الله تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی
تینتالیسوین مجلس مین

فی بیان مسنونیة الصلوة عند ظهور الایة المخوفة

بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی نشان خوفناک کی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا
رسول الله صلی الله علیه نی فرمایا جب تم کوئی

رایتم ایة فاسجدوا هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن عباس والمراد بالایة العلامة التی یخوف الله تعالی
خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد آیت سی وه علامت ہی جسمین الله تعالی اپنی بندونکو

بها عباده والمراد بالسجود الصلوة کانه علیه السلام قال یا ایها الناس اذا رایتم علامة من العلامات التی یخوف الله تعا
ڈراتا ہی اور سجود سی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامات مین سی جس سی الله تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الی الصلوٰة فعلی هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة كالكسوف والخسوف والزلازل والصواعق
اپنی بندون کو ڈراتا ہی تو تم نمازمین مصروف ہوجاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور بہونچال اور بجلی کا گرنا
والامطار الدائمة والریح الشدیدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل باللیل وعموم الامراض والخوف الغالب
اور متصل بارش اور سخت اندہیان اور دن مین اندہیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور وبائی بیماریان اور دشمن کا قوی
من العدو ونحو ذلك من الاهوال والافزاع ینبغی للناس ان یقوموا الی الصلوٰة ویصلون ان شاؤا ركعتین
خوف اور مانند اسکی اور ہول اور خوف تو لوگون کو یہہ چاہی کہ نماز مین مشغول ہوجاوین اور چاہین تو دو رکعت پڑہین
وان شاؤا اربعا لان كل ذلك من الآیات المخوفة التی یخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وَمَا نُرْسِلُ
اور چاہین چار رکعت پڑہین کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہین جن سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم
بِالْآیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا وقد روی انه علیه السلام قال اذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰة فانه
بہیجتی ہین سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم انمین سی کوئی شئ خوفناک کی دیکہو تو نماز پڑہنی لگو اسلئی کہ
علیه السلام كان اذا حزنه امر فزع الی الصلوٰة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات كان یامر
نبی علیہ السلام کو جب کسی باب مین حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کردیتی اور ہر وقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون مین سی نماز پڑہنی
بالصلوٰة والدعاء والاستغفار ویشتغل بها حتی ینكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد یرسل علامة من علامات
اور دعا مانگنی اور توبہ کرنیکا امر فرماتی اور آپ بہی اوسمین مشغول رہتی یہان تک کہ لوگون کی سر پر سی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ اللہ تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی
العذاب ویخوف بها عباده لیتوبوا الیه ویتضرعوا الیه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا
کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کرکر انکسار کرین اس تمام بیان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہوئی
ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما یرجی ان یرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی
تو توبہ اور استغفار مین اور اون اعمال مین مشغول ہونا شروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی دفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری
فان كل ذلك من اعظم ما یستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصی والملاهی فلا یمنع زوال البلاء بل
بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور رہا مشغلہ معاصی اور لہو لعب کا سو اس سی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بلا کی
یقوی وقوعه كما یدل علیه قوله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وقد روی ان بعض
آمد نی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور روایت ہی کہ ایک
الصالحین قد شكی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم المعاصی فالعاصی
صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تہی سو اوس صالح مرد نی فرمایا مین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گناہگار آدمی
مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینكر عمله لان النهی
منحوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ بچاؤ کہان ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہوکر سب خلقت پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو ناپسند نہین کرتی
عن المنكر واجب فاذا تركه الناس یكون جمیعهم مستحقین للعذاب كما روی عن جریر بن عبد الله رض انه علیه السلام
اسواسطی کہ بدبات کی ممانعت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال ما من رجل یكون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی وهم یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابهم
فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین رہ کر معاصی کیا کری اور حال یہہ ہی کہ اونکو یہہ قدرت ہی کہ منع کردین پر منع نہین کرتی مگر اون سب پر
منه بعقاب قبل ان یموتوا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان الله تعالى لا یعذب العامة بذنوب الخاصة
جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بعض بعض کی گناہون سی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتى يروا المنكر بين اظهرهم وهم قادرون على ان ينكروه فلا ينكرونه فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة

جبتک وہ خلقت امر بد کو اپنی سامنی دیکہین اور وہ یہہ قدرت رکہتی ہین کہ منع کردین پہر منع نکرین جب وہ ایسا کرتی ہین تو پہر اللہ تعالی عوام

والخاصة فان المنكر اذا ظهر بين الناس يجب على كل من يراه ان يغيروه فان لم يغيروا فكلهم عاص بعضهم

و خواص سبکو عذاب کرتا ہی اسلئی کہ کار بد جب سب کی سامنی ہونی لگی تو جو دیکہی سب پر واجب ہی کہ منع کری اگر منع نہ کرینگی تو پہر سب کی سب گنہگار ہین

بفعله وبعضهم برضاه وقد جعل الله تعالى بحكمه وحكمته الراضي بمنزلة العاصي ولهذا قال الله تعالى وَاتَّقُوا

بعضی تو عمل کرکر اور بعضی پسند کرکر اور اللہ تعالی نی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کی ٹہرایا ہی اسی لئی اللہ تعالی نی فرمایا ہی اور بچی رہو

فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً قال ابن عباس رض في تفسير هذه الآية قد امر الله المؤمنين ان لا يقروا

اوس فساد سی کہ نہ پڑیگا تم مین سی ظالمون پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر مین کہتی ہین بیشک اللہ تعالی مؤمنون کو امر کرتا ہی کہ امر منکر کو

منكرا بين اظهرهم فيعمهم العذاب فانظر ايها العاقل ان عاقر الناقة كان واحدا من قوم صالح النبي عليه السلام

اپنی سامنی نہ ہونی دین پہر سب پر عذاب آویگا سوای عقلمند دیکہہ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم مین سی ایک ہی تہا

كما اخبر الله به حيث قال فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ فتبعه ثمانية فكانوا تسعة كما بينه الله حيث قال

چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر اس آیت مین دیتا ہی پہر پکاری اپنی رفیق کو پہر ہاتہہ چلایا اور کاٹا پہر اوسکی ساتہہ آٹہہ آدمی ہوگئی تو وہ کل نو ہوگئی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ فانزل الله تعالى العذاب على قوم صالح النبي عليه السلام

اور تہی اوس شہر مین نو شخص خرابی کرتی ملک مین اور سنوار نکرتی پہر اللہ تعالی نی حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب اوتار کر

واهلكهم وشمل الاصاغر والبهائم من العذاب ما شمل الاكابر حين لم ينهوا عاقر الناقة عن عقرها وكذلك سائر الامم

سبکو ہلاک کیا اور بچون اور جانورون پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑون پر آیا تہا جب اونہون نی اونٹنی کی قاتل کو قتل سی منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتین معذب

المهلك شمل العذاب صغارهم وكبارهم ونسائهم وحيواناتهم ولهذا كان الله تعالى يامر الانبياء عليهم السلام ان يخرجوا

کہ اونکی بچون اور بڑون اور عورتون اور جانورون پر عذاب آگیا اور اسی لئی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کو امر فرماتا تہا کہ مسلمانون کو ساتہہ لیکر

مع المؤمنين من بين قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدرة صالحة لانجائهم وان قعدوا في اماكنهم لكن لا تبديل

اپنی قوم مین سی عذاب کی آنی سی پہلی باہر چلی جاوین باوجودیکہ اونکی بچالینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی مکانون مین بیٹہی رہین پر عادات الہی مین تبدیل نہین ہوتی

لسنة الله تعالى وقد كان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيرهم ثم يبعثون على نياتهم كما جاء

اور قاعدہ عذاب کا یون ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہوجاتا تہا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہینگی چنانچہ

في الصحيحين عن عبد الله بن عمر رض انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب من كان فيهم ثم يبعثون

صحیح بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہی تو جو اوس مین ہوتی ہین

على نياتهم وروى عن مالك بن دينار رح انه قرأ هذه الآية وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

سب پر آتا ہی پہر اپنی اپنی نیتون پر اوٹہائی جاتی ہین اور مالک بن دینار سی روایت ہی کہ اونہون نی یہہ آیت پڑہی اور تہی اوس شہر مین نو شخص خرابی کرتی ملک مین

وَلَا يُصْلِحُونَ قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض ولا يصلح مع انه تعالى فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت مین کتنی ہین جو ملک مین خرابی کرتی ہین اور اصلاح نہین کرتی باوجودیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی سو ڈرتی

عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وقد روى عن ام سلمة رض انها قالت سمعت رسول الله صلى

رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور ام سلمہ رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في امتي عمهم الله بعذاب من عنده فقلت يا رسول الله اما فيهم

وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت مین معاصی ظاہر ہونی لگی تو اللہ تعالی کی پاس سی سب پر عذاب آویگا مین نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت مین

اناس صالحون قال بلی قلت کیف یصنع اولئك قال یصیبہم ما اصاب الناس ثم یصیرون الی

خلق نیکوکار نہو گی فرمایا ہاں مینی عرض کیا اونکا کیا حال ہوگا فرمایا ادنپر وہ ہی مصیبت ہوگی جو سب لوگوں پر پہر انجام ادنکا خدا کی مغفرت

مغفرۃ اللہ ورضوانہ فالظاہر من ہذا الحدیث ان المؤمن اذا انکر بقدر استطاعتہ ولم یغیر

اور رضامندی پر ہی اب اس حدیث سی یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ مرد مؤمن اگر تا بمقدور بیزار رہو اور منکر کو بند نکری

المنکر یعمہ العقاب فی الدنیا دون الآخرۃ ویدل علیہ ایضا ما روی عن عائشۃ رض انہا قالت یا رسول اللہ

تو اوسکو عذاب دنیا میں عام ہوگا آخرت میں نہوگا اور یہہ ہی مضمون عائشہ رض کی روایت سی ثابت ہوتا ہی کہ مینی عرض کیا یا رسول اللہ

ان اللہ تعالی اذا انزل سطوتہ باہل الارض وفیہم صالحون ایہلکون بہلاکہم فقال یا عائشۃ ان

اللہ تعالی جب اپنا قہر زمین کی باشندوں پر اوتارتا ہی تو اونمیں نیکوکار بہی ہوتی ہیں کیا وہ بہی اونکی ساتہہ ہلاک ہوتی ہیں فرمایا یا عائشہ

اللہ تعالی اذا انزل سطوتہ باہل نقمۃ وفیہم صالحون فیصیبون معہم ثم یبعثون علی نیاتہم والمرء

اللہ تعالی جب اپنا قہر عذاب والوں پر نازل کرتا ہی اور اون میں صلحا بہی ہوتی ہیں تو وہ بہی اونکی ساتہہ مصیبت میں آتی ہیں پہر اپنی اپنی نیتوں پر اوٹہتی ہیں اور آدمی

لا یسمی صالحا الا اذا انکر بمقدار وسعہ واما من داہن ولم ینکر مع استطاعتہ فانہ یصیر من الفاسقین

صالح جب ہی ہوتا ہی کہ اپنی مقدور تک برائی سی بیزار رہی اور جسنی سستی کی اور باوجود طاقت کی بند نکیا تو وہ فاسقوں میں داخل ہوتا ہی

لا من الصالحین وقد ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمداہن فی حدود اللہ والواقع فیہا مثلا

صلحا میں نہیں رہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک مثال بیان فرمائی ہی حدود الٰہی میں سستی کرنیوالی کی اور جو حدود الٰہی میں مبتلا ہی

فقال علیہ السلام مثل المداہن فی حدود اللہ تعالی والواقع فیہا مثل قوم استہموا سفینۃ فصار بعضہم

سو فرمایا مثال حدود الٰہی میں سستی کرنیوالی کی اور جو حدود میں مبتلا ہی ایسی ہی گویا ایک قوم نی کشتی حصہ وار لی پہر کوئی تو

فی اسفلہا وجاء بعضہم فی علاہا فکان الذی فی اسفلہا یمر بالماء علی الذین فی علاہا فتاذوا بہ فاخذ فاسا

نیچی کی درجہ میں آیا اور کوئی اوپر کی درجہ میں آیا اور جو کہ نیچی کی درجہ میں تہا وہ اوپر والوں کی پاس پانی لیتی آتا جاتا اونکو اس سی ایذا ہوئی اب اوسنی کہاڑا لیکر

فجعل ینقر السفینۃ فاتوہ فقالوا مالك فقال تاذیتم بی ولا بد لی من الماء فان اخذوا علی یدیہ انجوہ ونجوا انفسہم

کشتی میں چہید کرنا شروع کیا اونہوں نی اوسکی پاس آکر پوچہا تو کیا کرتا ہی کہا تمکو مجہسی ایذا ہوتی ہی اور مجکو پانی کی ضرورت ہی اب اگر اونہوں نی اوسکا ہاتہہ پکڑ لیا تو اوسکو بچایا اور اپنی

وان ترکوہ اہلکوہ واہلکوا انفسہم فانہ علیہ السلام قد ادرج فی تمثیلہ ہذا جملۃ من الفوائد منہا ان الدین

جان بہی بچائی اور اگر اوسکو کہودنی دیا تو اوسکو مارا اور آپ بہی مری بیشک نبی علیہ السلام نی اس تمثیل میں بہت فائدی درج کئی ہیں ایک یہہ ہی کہ دین

کالسفینۃ فان السفینۃ کما تکون سبب النجاۃ فی الدنیا کذلك الدین یکون سبب النجاۃ فی الآخرۃ ومنہا ان

مثل جہاز کی ہی سو جہاز جیسی دنیا میں ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دین آخرت میں بچاتا ہی اور ایک یہہ ہی

سکوت اہل السفینۃ عمن یرید ان ینقرہ کما یکون سبب ہلاکہم فی الدنیا کذلك سکوت المسلمین عن الفاسق

کہ کشتی والوں کا چپ رہنا اوسکی حال سی جو کشتی میں چہید کیا چاہتا ہی جیسی دنیا میں اونکی ہلاکت کا سبب ہی ایسی ہی چپ رہنا مسلمانوں کا فاسق کی حال سی

وعدم الانکار علیہ یکون سبب ہلاکہم فی الدنیا والآخرۃ ومنہا ان قول الناقر انما انقر فیما یختص بی کما لا ینجی

اور اوسپر انکار نکرنا دنیا اور آخرت میں اونکی ہلاکت کا سبب ہی اور ایک یہہ ہی کہ سوراخ کرنیوالی کا یہہ کہنا کہ میں تو اپنی حصہ میں چہید کرتا ہوں جیسی

من کان فی السفینۃ من الہلاك کذلك لا ینجی المؤمنین من الاثم والعقوبۃ قول الجانی انما اجنی علی دینی لا علی

اوروں کو جو کشتی میں ہیں ہلاکت سی نہیں بچاتا ایسی ہی اور مؤمنین کو گنہگار کا یہہ کہنا گناہ اور عقوبت سی نہیں بچاتا کہ میں اپنی دین پر گناہ کرتا ہوں تمہاری دین پر نہیں

دینکم علیکم انفسکم ما تریدون منی لی عملی ولکم عملکم کل شاۃ تعلق بعرقوبہا ونحو ہذہ الکلمات التی تجری

سو تم اپنی سنبہالو تمہیں مجہسی کیا غرض میری لئی میرا کیا تمہاری لئی تمہارا کیا ہر ایک بکری اپنی پانوں سی بندہتی ہی اور ایسی ایسی اور باتیں جو عوام

على السنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته فساده يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة
کی زبان پر گذرتی ہین جو یہہ نہین جانتی کہ نحوست اونکی عمل کی اور انجام بد اونکی فساد کا سب پر آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کہڑی ہوکر
ومنع من يريد خرقها كما يكون سبب النجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دیندارون کا مستعد ہوکر کہڑا ہونا اور منکر سی روکنا
يكون سبب النجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانون کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو
يستحسن ما هو قبيح فى الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها
کہ اصل بد امور کو نیک سمجہی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اوسکو نیک سمجہی اور یہہ نجانی کہ اسمین
من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل فى دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما
کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقیناً یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبہی
اقدم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذا انكر على الذى يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ مین سی جب اوس کشتی توڑنیوالیکو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص دوسرون مین سی اوسپر یہہ اعتراض کری کہ تجہی کیا کام
فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہا جائیگا اسواسطی کہ روکنی والا
الخرق ساعيا فى نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض
من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشومها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفرض
بڑی حماقت اور بیوقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی تو وہ واسطی اداکرنی فرض کی
المتوجه على المعترض وغيره وساعيا فى نجاتهم من الاثم وخلاصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا
جو معترض وغیرہ پر آئی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچانی اور عقاب سی چہوڑانی مین سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی
عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سواء فى الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك
چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نہ کرینگی تو یہہ سب جس حال مین ہونگی اوسکی ساتہہ ڈوبنی مین برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا کہ انمین توڑنیوالا کونسا ہی اور نہ یہہ کہ نیکوکار کونسا
اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر يعمهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی مین چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان نہو گی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی اور صاف کونسا ہی اور نہ
ولذلك قال النبى عليه السلام لا تزال لا اله الا الله ينفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقها
پہچان نیکو کا اور بدکار کی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کلمہ لا اله الا الله جو اسی پڑہیگا ہمیشہ فائدہ دیتا رہیگا اور اوسپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہیگا جبتک اوسکی حق کو ضعیف
قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصى الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
عرض کیا یا رسول اللہ اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگین پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی
اخبر فى هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
اس حدیث مین ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی مین کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑہنی والون پرسی عذاب کو دفع نہین کریگا
لكن ينبغى ان يعلم ان الفعل الذى يجب انكاره يشترط ان يكون منكرا سواء كان من الصغائر او من الكبائر لان وجوب
پر یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئی کہ جس کار سی انکار کرنا واجب ہی تو اسمین شرط یہہ ہی کہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانکار لا یختص بالکبائر بل یعم الصغائر ایضا ولا یشترط فی کونه منکرا ان یکون معصیة فان من رای صبیا او
انکار کا کچھ کبایر ہی سی خاص نہین ہی بلکہ صغایر سی بہی چاہئی اور منکر ہونی مین یہہ شرط نہین ہی کہ معصیت ہو اگری کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکی یا
مجنونا یشرب الخمر فعلیه ان یریق خمره ویمنعه من الشرب وکذا لو رای واحدا منهما یفعل شیئا من المنکرات
باولی کو شراب پیتا دیکہی تو اوسکو لازم ہی کہ شراب کہنڈا دی اور پینی سی منع کردی اور ایسی ہی اگر کسیکو اونمین سی کوئی اور منکر عمل کرتی ہوئی دیکہی
یجب علیه ان یمنعه ولیس هذا المنع لکون فعلهما معصیة اذ لا یسمی فعلهما معصیة بل لکونه منکرا ومما
تو اوسکو واجب ہی کہ منع کری اور یہہ ممانعت اسلئی نہین ہی کہ وہ اونکی حق مین معصیت ہی اسواسطی کہ نابالغ اور باولی کی اعمال معصیت نہین ہوتی بلکہ اسلئی کہ منکر ہی اور
ینبغی ان یعلم ایضا ان تغییر المنکر لا یختص بالحاکم ولا یتوقف علی اذنهم بل یجب علی کل احد بحسب استطاعته
یہہ بہی یاد رکہنی کی بات ہی کہ منہیات سی روکنا صرف حاکمون سی خصوصیت نہین رکہتا اور نہ اونکی اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہریک پر اوسکی طاقت کی موافق موجب ہی
وان لم یکن ماذونا من جهتهم سواء کان رجلا او امراة وحرا او عبدا کما علیه الاجماع لما روی عن ابی سعید الخدری رض
اگرچہ حاکمون کی طرف سی مامور نہو برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا اسواسطی کہ ابو سعید خدری سی روایت ہی
انه علیه السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده وان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو کوئی تم مین سی منکر کو دیکہی تو چاہئی کہ ہاتہ سی روک دی اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سی روکی اور اگر یہہ بہی طاقت نہو تو دل سی برا سمجہی
وذلک اضعف الایمان فقوله علیه السلام فلیغیره امر ایجاب بالاجماع وقوله من رای منکم عام یشمل الوجوب
اور یہہ ادنی ایمان ہی پس ارشاد علیہ السلام کا چاہئی کہ روک دی بالاجماع امر ایجاب کی لئی ہی اور آپ کا قول جو کوئی تم مین سی دیکہی عام ہی تمام امت پر واجب ہوتا ہی
جمیع الامة لکن قوله تعالی وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ یدل علی
پر یہہ آیت اور چاہئی کہ رہی تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو یہہ دلالت کرتی ہی کہ
انه فرض کفایة وفرض الکفایة اهم من فرض العین والاشتغال به افضل من الاشتغال بفرض العین لان
فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ مین مشغول رہنا فرض عین کی شغل سی افضل ہوتا ہی اسواسطی
من یترک فرض العین یختص هو بالاثم ومن یفعله یختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الکفایة
کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ
فلو ترک یاثم الجمیع ولو فعل یسقط الاثم عن الجمیع ففاعله ساع فی صیانة جمیع الامة عن الاثم ولا شک ان من قام
اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کریگا تو تمام امت گنہ سی بچیگی پس فرض کفایہ بجالانیوالا تمام امت کو گناہ سی بچانی مین سعی کرتا ہی اور بیشک جو شخص
مقام جمیع المسلمین فی اقامة مهم من مهمات الدین یکون افضل ولذلک قال النبی علیه السلام من امر بالمعروف
ضروری امر دینی کی قایم کرنی مین تمام مسلمانون کا قایم مقام ہووی وہ بہت بہتر ہی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص نیک کار سکہاوی اور
ونهی عن المنکر فهو خلیفة الله تعالی فی ارضه وخلیفة کتابه ورسوله وانما کان کذلک لان الانبیاء ما بعثوا
بدکاری سی روکی پس وہ زمین مین اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ خلافت اسلئی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہین
الا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وذلک وظیفتهم التی جاءوا بها فمن تبعهم فیها وامر ونهی یکون نائبا عنهم فی هذا
کہ نیک کار سکہاوین اور بدکاری سی روکین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی ہین اس باب مین جو اونکا پیرو ہو کر نیک کار سکہاوی اور بدکاری سی روکی وہ ہی
الامر العظیم وتلی منزلته منزلتهم فی هذا الخطب الجسیم سواء کان حاکما او ماذونا من جهته او غیر ماذون نعم من
اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوویگا اور اوسکا مرتبہ اس کار معظم مین اونکی مرتبہ سی نزدیک جا ملیگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو یا غیر متعین ہان جو شخص
کان حاکما او ماذونا من جهته یتعین علیه ذلک ویکون له من اقامة الحدود والتعزیر ما لیس لغیره من المسلمین
حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی اتنا ثواب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہو گا

واذا اهمل فعلی کل مسلم ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر بقدر طاقته ثم ان کان الوالی راضیا به فبها وان لم
اور جب وہ سستی کرے تو پہر ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ امر بالمعروف اور منکر سے ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کرے پہر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہے اور اگر
یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطه منکر یجب الانکار علیه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة فی الامر
راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بہی منکر ہے اس سے بہی انکار چاہیے اسواسطے کہ علماء اون عمومات سے جو درباب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وارد ہیں
بالمعروف والنهی عن المنکر دخول الامراء والسلاطین تحت تلک العمومات فکیف یحتاج الی اذنهم فی الانکار علیهم
یہہ ہی سمجہتے ہیں کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کی تلے داخل ہیں پہر اونکی اجازت اونکے عمل بد کی بند کرنے میں کیا حاجت ہے اور سلف کی عادت میں
وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلاطین کما روی ان المامون بن هارون الرشید بلغه ان رجلا
تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تہا چنانچہ روایت ہے کہ مامون بن ہارون رشید نے یہہ سنا کہ ایک شخص
یمشی فی الناس ویامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ولم یکن مامورا بذلک من عنده فامر ان یدخل علیه فلما قام بین
لوگوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پہرتا ہے اور مامون کی طرف سے اوسکو یہہ حکم نہتا سو مامون نے اوسکو طلب کیا جب وہ سامنے آکر کہڑا ہوا
یدیه قال بلغنی انک رایت نفسک اهلا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وکان المامون جالسا علی کرسیه ینظر
تو مامون نے کہا مینے سنا ہے تو اپنے تئیں لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سمجہتا ہے اور مامون کرسی پر بیٹہا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تہا
فی کتاب فغفل فوقع منه الکتاب وصار تحت قدمه من حیث لا یشعر فقال له الرجل ارفع قدمک عن اسماء الله ثم
سو ایسا بیہوش ہوا کہ کتاب اوسکی ہاتہ سے گرکر پاؤں کی تلے آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخص نے کہا اللہ کے نام پر سے اپنا پانو اوٹہالے پہر
قل ما شئت ولم یفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتی عاده ثلثا ولم یفهم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع
جو چاہے سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجہا کہا تو کیا کہتا ہے آخر اوس شخص نے تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجہا پہر اوس شخص نے کہا کہ تو اوٹہاتا ہے یا مجہے اجازت دیتا ہے کہ میں
فقال ذنت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرای الکتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامر بالمعروف
اوٹہا دوں مامون نے کہا مینے اجازت دی جب وہ شخص اوٹہانے کو جہکا تو مامون نے دیکہا کہ کتاب پانوں تلے آگئی ہے پہر اوسے اوٹہا کر چوم لی پہر وہی کہنے لگا تو کیوں امر بالمعروف
وتنهی عن المنکر وقد جعل الله ذلک الینا ونحن من الذین قال الله تعالی فیهم اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور نہی عن المنکر کرتا ہے یہہ کار تو اللہ تعالی نے ہمکو دیا ہے اور ہم لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہے وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دیں ملک میں کہڑی کریں نماز
وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ فقال رجل صدقت یا امیر انت کما وصفت نفسک من السلطان والتمکن
اور دیں زکوة اور حکم کریں بہلے کام کا اور منع کریں بری سے تب اوس شخص نے کہا امیر المؤمنین تو سچا ہے جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہے صاحب سلطنت اور صاحب مکنت پر
غیر انا اعوانک واولیاءک فیه لا ینکر ذلک الا من لا یعرف کتاب الله تعالی وسنة رسوله اما الکتاب فقوله تعالی
ہم تمہاری اس باب میں مددگار اور دوست ہیں اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہے جو اللہ تعالی کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہیں جانتا قرآن میں یہہ آیت ہے
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ واما السنة فقوله علیه السلام
اور ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسری کی مددگار ہیں سکہاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری سے اور حدیث علیہ السلام کا یہہ ارشاد ہے
المؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا وهذا کتاب الله وسنة رسوله فان انقدت لهما شکرت لمن اعانک بجزء منهما
مسلمان مکر مثال عمارت کی ایک دوسری میں گتہی ہوئی ہیں یہہ ہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہے تو اپنی مددگار کا شکر گذار ہوگا انہیں سے جتنی مدد
وان لم تنقد لهما لزمک منهما فان الذی الیه امرک وبیده عزک قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملا فقل الان ما
اور اگر تو ان دونوں کا مطیع نہیں ہے تو ان دونوں کا وبال تیری سر ہے بیشک جسکی طرف تیرا مآل ہے اور جسکی ہاتہ میں تیری عزت ہے اوسنے شرط کی ہے کہ نیکوکار کا اجر ضایع نہیں کرتا اب جو
شئت فتعجب المامون من کلامه وسر به وقال مثلک بلیق ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر فامض علی ما کنت علیه
چاہے سو کہو پہر مامون کو اوسکی کلام سے تعجب آیا اور اوس سے خوش ہو کر کہا تجہسے شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہے جا اپنا وہی کام کئی جا

فاسمع

فاستمر الرجل علی ذلک وقد جری کثیر من ذلک الجماعة من السلف وقالوا لیس من مقتضی رحمة اهل المعاصی ترک
سو وہ شخص اوسی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف مین گذری ہین وہ یہہ کہتی ہین گنہگارون پر رحمت کا مقتضی یہہ نہین کہ اونکو منع نہ کری

الانکار علیہم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمة لهم الانکار علیہم وردهم الی منهج القویم والصراط المستقیم فان المؤمن
اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہہ ہی کہ اونکو منع کرتا رہی اور اونکو روککر شاہ راہ استواء اور طریق راست پر لادی کیونکہ ایمان والا

اذا سمع باسیر من اسارٰی المسلمین فی ارض العدو یرحمه ویبذل ماله ونفسه فی تخلیصه فکیف لا یجتهد فی تخلیص
جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک مین قید ہوگیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چھڑانی مین لگاتا ہی پہر اپنی بہائی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی مین

اخیه المسلم وانقاذه اذا راه اسیر نفسه وشیطانه وهما اعدی عدوه فان اعرض عنه وترک اسیرهما
کیونکر سعی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکہتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہین اب جو اس سی بی پروائی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید مین

فذلک من جهله فان المؤمن بانقاذ اسیر من ید عدوه الاصغر یکون ثوابه ما ذکره الله تعالی فی کتابه بقوله
قید رہنی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چہوٹی سی دشمن کی ہاتہہ سی قیدی کی چھڑانی مین تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالی اپنی کتاب مین یہہ ذکر کرتا ہی

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا فما ظنک بمن انقذ اسیر المعاصی من ید عدوه الاکبر وقد اقام العلماء
اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگون کو پہر تیرا خیال کدہر ہی اوسکی حق مین جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی ہاتہہ سی خلاصی دی اور بیشک علماء نی

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مقام جهاد لان منع المسلمین من المعاصی التی تفضی الی دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قایم مقام جہاد کا ٹہرایا ہی اسواسطی کہ مسلمانون کا معاصی سی روکنا جو دوزخ مین کہینچ لیجادی کفار کی قتال سی

من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجهاد ان یفر واحد من اثنین کذلک فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر من رای
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد مین یہہ جایز نہین کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین جو کوئی دو شخصونکو

رجلین علی منکر لا یجوز له ان یترکهما علی منکر بل یجب علیه ان یامر وینهی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسه
کسی کار منکر پر دیکہی تو اوسکو جایز نہین کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہون اور یہہ اپنی جان کا خوف کری

فهو فی سعة من ترکهم لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسه کان
تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہین جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو

انکارها مندوبا الیه ومحثوثا علیه لان المخاطرة بالنفوس فی اعزاز الدین مامور بها کما فی قتل الکفار والبغاة
تو اوسکی ممانعت اوسکا محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ مین ڈالنا بہی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیون کی قتل مین

وقد روی ان رجلا سال النبی علیه السلام ای الجهاد افضل فقال کلمة حق عند سلطان جابر فانه علیه السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام نی

جعل کلمة حق عند سلطان جابر افضل الجهاد لان قائلها یجود نفسه لاعلاء کلمة الحق ونصرة الدین مع کف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹہرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلندی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک درگذر نہین کرتا باوجودیکہ دستکا ہاتہ

یده عنه بخلاف من یلاقی عدوه فی القتال فانه یبسط یده الیه ویرجوان یغلبه ویقتله فلا یکون بذله
بند ہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ مین دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتہہ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہوکر اوسکو مار ڈالی سو اس حالت مین

لنفسه مع رجاء سلامتها کمن یبذلها مع یاسه من سلامتها لکن ینبغی ان یراعی فیه التدریج فیبدا فی الانکار
جان کا آگی کر دینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برابر نہین ہی جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کر دیتا ہی لیکن لایق یون ہی کہ اس باب مین آہستگی اور سہولت کی رعایت رکہی پہلی پہل

اولا بالاسهل والارفق فانه یبدا اولا بالوعظ والنصیحة والتخویف بالله تعالی وینظر الی العاصی بنظر الرحمة
ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق مین رحمت کی نظر کری

وبری اقدامه علی المعصیة مصیبة علی نفسه لکون المسلمین کنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهیته عن المنکر
اور معصیت میں اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہیں اب جسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی۔

فهو علی شفیر جهنم فایاك ان تدفعه فترمی به فی قعر جهنم اذ قد یتعلق بك فتقع معه فیها وذلك انك ان امرته
پس وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بیچارہ ایسا نہو کہ اوسکو دکہا دیکر دوزخ کی تہ میں پہینک دی اسواسطی کہ شاید تجہسی لپٹ جاوی پہر تو بہی اوسکی ساتھ جاوی یہہ اسلئی

بالغلظة والعنف اول مرة فلعله یتعدی علیك بالاذی بالید واللسان فتکون قد زدته شرا علی شره فتهلکه
کہ اگر تو نی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجہہ پر جور کری ہاتہہ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کر کر

بعد هلاك نفسك واما اذا لم یرجع بالوعظ والنصیحة وعُلِم منه الاصرار علی المعصیة فلابد ان یُغلظ له
اوسکو ہلاک کیا ہان اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب لاچار ضرور ہی کہ سختی سی کہا جاوی

الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاهل یا احمق یا ظالم نفسه یا من لا یخاف الله تعالی و
اور اتنا برا کہی جسمین فحش نہو مثلا یہہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہیں ڈرتا

نحو هذا الکلام ویراعی فیه الصدق فان مثل هذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاهل
ایسی ہی اور لفظ اور اسمین سچ کی رعایت کرتا رہی بیشک یہہ الفاظ حقیقت میں سچی ہیں اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احمق لان الاحمق من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله تعالی کما ورد فی الحدیث ولیحترز من استرسال الغضب
احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئیں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجایز نہ کہنی لگی

وخروج الکلام الی ما لا یجوز مما هو کذب صریح وفحش قبیح ومن لم یتمکن من ازالة المنکر الا بضرب مرتکبه
جو کہ صاف جہوٹہہ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زد و کوب گنہگار کی نہیں ہوسکتا

فلیضرب بیده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنکر یجب ان یکف ولیحذر مما یفعل کثیر من الناس من الاسترسال
تو چاہیی کہ مکہ لات وغیرہ ماری پہر جب وہ منکر چہوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز رہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مار پیٹ میں

فی الضرب بعد زوال المنکر فان ذلك لیس الا للحاکم ومن لم یستطع ان یغیر المنکر بیده ولا بلسانه یکره له تحریما
زیادتی کرتی ہیں یہہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کرسکتا نہ ہاتہہ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان یذکر مساوی اخیه المسلم لاحد سوی اهل القوة یقدر علی منعه لانه اذا لم یطع الله تعالی بازالة المنکر فلا یعصیه
کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پہری سوای ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکہتا ہو اسلئی کہ جب اللہ تعالی کی فرمان برداری منکر کی دور کرنی

بغیبة المسلم
نہو سکی تو مسلمان کی غیبت کرکر نافرمانی بہی نہ کری

المجلس الرابع والاربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف فی ظهور الامور المخوفة

جو الیسویں مجلس سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشمس والقمر ایتان من ایات الله تعالی لا ینخسفان بموت احد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی دو نشانیاں ہیں نشانیوں میں سی کسیکی موت

ولا لحیوته فاذا رایتم ذلك فاذکروا الله تعالی هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عباس
اور حیات کی سبب سی نہیں گہنتی جب تم ایسا نشان دیکہو تو اللہ کی یاد کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سی

وسبب وروده علی ما جاء فی حدیث اخر رواه ابو مسعود الانصاری ان الشمس انکسفت یوم مات ابرهیم ابن رسول
اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ موا سورج گہن ہوا

الله صلعم فقال الناس انکسفت لموته فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشمس والقمر ایتان فمن ایات الله تعالی
سو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالی کی نشانیوں میں سی دو نشانیاں ہیں

لا ینکسفان لموت احد ولا لحیوته فاذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوة فانه علیه
کسیکی موت اور حیات پر نہین گہنتی جب تم کچھ ایسی ہول اور خوف دیکھو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی
السلام قد امر فی هذا الحدیث بالصلوة عند ظهور شیء من هذه الاهوال التی من جملتها کسوف الشمس
اس حدیث مین بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمین سورج گہن بہی داخل ہی نماز کا حکم فرمایا
وعلم من هذا ان المراد من الامر بذکر الله تعالی فی الحدیث السابق الامر بالصلوة فانه علیه السلام
اور اس سی یہہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الہی سی جو پہلی حدیث مین مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی
قد صلاها بالجماعة وکان القیاس ان تکون صلوة الکسوف واجبة کما ذهب الیه بعض العلماء
صلوة کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس مقتضی آتا ہی کہ صلوة کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علماء کا یہی مذہب ہی
واختاره صاحب الاسرار لکون الامر للوجوب لکن الجمهور قالوا انها سنة لانها لیست من شعائر
اور صاحب اسرار نی یہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علماء سنت کہتی ہین کیونکہ یہہ نماز اسلام کی نشانیون مین سی نہین ہی
الاسلام وانما توجد بعروض الکسوف الا انه علیه السلام لما صلاها بالجماعة کانت سنة مشروعة
یہہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہت
بالجماعة من غیر کراهة وحملوا الامر علی الندب فعلی هذا ینبغی لامام الجمعة اذا انکسفت الشمس ان یصلی
درست ہی اور علماء نی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن ہووی تو ہمراہ لوگون کی
بالناس فی الجامع او فی المصلی رکعتین کل رکعة برکوع واحد کهیئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
مسجد جامع مین یا عیدگاہ مین دو رکعت پڑہی ہر یک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہین نہ اذان پڑہی اور نہ تکبیر کہی اور نہ
خطبة ویقرأ فیهما ما شاء من القران ویخفی القراءة عند ابی حنیفة وعندهما یجهر والافضل تطویل
خطبہ اور ان دونو رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک قرات چپکی سی پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر پڑہی اور دو رکعت مین
القراءة فیهما لان فیه متابعة النبی علیه السلام اذ قد ثبت ان قیامه علیه السلام کان فی الرکعة الاولی
تطویل قرارت افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت مین
بقدر قراءة سورة البقرة وفی الثانیة بقدر سورة ال عمران ویجوز تخفیفها لان السنة استیعاب
بقدر قرارت سورۂ بقرہ کی تہا اور دوسری رکعت مین بقدر قرارت سورۂ آل عمران کی تہا اور اسمین تخفیف بہی جایز ہی اسلئی کہ مسنون نماز
الوقت بالصلوة والدعاء لما روی عن مغیرة بن شعبة انه علیه السلام قال ان الشمس والقمر ایتان
اور دعا مین وقت کا پورا کر دینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ سورج اور چاند الله تعالی کی نشانیون مین سی
من ایات الله تعالی لا ینکسفان لموت احد ولا لحیوته فاذا رایتموها فادعوا الله تعالی وصلوا حتی
دو نشانیان ہین نہ کسیکی موت پر گہنتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اسکو دیکہو تو الله تعالی سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑہو
تنجلی الشمس وهذا الحدیث یفید استیعاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما یطول الاخر
کہ سورج صاف ہو جاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہئی اگر ایک رکعت چہوٹی کر دی تو دوسری کو بڑہا دی
وبعد الصلوة یدعو حتی تنجلی الشمس لان السنة فی الادعیة تاخیرها عن الصلوة ثم هو فی الدعاء
اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا نماز کی پیچہی ہی پہر امام کو دعا مانگنی مین
مخیر ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة
اختیار ہی چاہی بیٹہ کر رو بقبلہ دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہو کر لوگون کی طرف منہ کر کر یا رو بقبلہ ہو کر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلي الناس فرادى ان شاءوا

اور لوگ بہرحال رو بقبلہ بیٹھی رہین اور اگر امام جمعہ موجود نہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھین چاہین دو رکعت

ركعتين وان شاء واربعا لان هذه الصلوة تطوع والاصل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر

اور چاہین چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہی اور نوافل مین یہی قاعدہ ہی اور ایسی ہی چاندگہن مین

يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة لتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلي كل واحد

تمام لوگ جدا جدا نماز پڑہین چاندگہن کی نماز مین جماعت نہین ہی اسلئی کہ رات کی وقت آدمیون کا جمع ہونا دشوار ہی اور بعضی وقت اسمین فساد ہو سکتا ہی

بنفسه وكذلك في انتثار الكواكب والضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والامطار

بلکہ ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑہ لی اور ایسی ہی ستارہ ٹوٹتی مین اور خوفناک روشنی مین جو رات کو پیدا ہو جاوی اور خوفناک اندہیر مین جو دن کو ہووی اور تند آندہیون مین

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع و

اور متصل بارش مین اور بجلی گرنیمین اور بہونچال مین اور وبائی بیماریون اور دشمن کی سخت خوف مین اور سوا اسکی اور ہولناک امور اور

الاهوال يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا

خوفناک اوقات مین ہر ایک اپنی اپنی علیحدہ نماز پڑہ لی واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکہو ایسا خوفناک امر تو ڈر کر نماز شروع کرو

الى الصلوة فان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى بها عباده كما قال الله تعالى وما نرسل بالايات

کیونکہ یہہ سب نشانیان خوف کی ہین جس سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم بہیجتی ہین

الا تخويفا وجاء في الحديث انه عليه السلام قال هذه الايات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت

سو ڈرانی کو اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ وہ نشانیان ہین جو اللہ تعالی پیدا کرتا ہی یہہ کسیکی موت

احد ولا لحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رايتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعائه

یا کسیکی حیات پر نہین ہوتی بلکہ اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی جب تم نمین سی کوئی بات دیکہو تو ڈر کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیون مین سی دو نشانیان ہین

لا يخسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير

کسیکی موت اور کسیکی حیات سی نہین گہتی جب تم یہہ حال دیکہو تو اللہ سی دعا مانگو اور بڑائی ہی یاد کرو اور نماز پڑہو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیر خیرات

في مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لكون الخيرات دافعة للبليات وروى عن ابن عمر انه عليه السلام

ایسی خوف اور ہول کی وقت موافق حکم کی ہی اسلئی کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہی اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا سمع صوت الرعد والصواعق يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك

جب گرج اور بجلی کی آواز سنتی تو کہتی الہی ہمکو اپنی غضب سی مت قتل کر اور اپنی عذاب سی مت ہلاک کر اور ہمکو اس سی پہلی معاف کر

وروى عن عائشة انه عليه السلام كان اذا بصر سحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم اني اعوذ بك من

اور عائشہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکہتی تو کام چہوڑ کر اوسکی طرف متوجہ ہوتی اور یہہ کہتی الہی مین تیری پناہ لیتا ہون

شر ما فيه فان كشفه الله تعالى حمد الله تعالى وان مطر قال اللهم سقيا نافعا وروى عن عائشة ايضا

برائی سی جو اس ابر مین ہی پہر اگر اللہ تعالی اوسکو کہول دیتا تو اللہ کی حمد کرتی اور اگر برستا تو یہہ کہتی الہی بارش فائدہ مند اور حضرت عائشہ سی یہہ بہی روایت ہی

انه عليه السلام كان اذا عصفت الريح قال اللهم اني اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ

کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہتی الہی مین تجہسی اسکی بہلائی مانگتا ہون اور اوسکی بہلائی جو اوسکی اندر ہی اور اوسکی بہلائی جو اسکی ساتہ بہیجا

بك

بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت به وروی عن ابن عباس ان رجلا لعن الريح عند النبی علیہ السلام

اور اوسکی برائی سی تیری پناہ لیتا ہوں اور اوسکی برائی سی جو اسکی اندر ہی اور اوسکی برائی سی جو اوسکی ساتھ تو نی بھیجا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی

فقال له النبی علیہ السلام لا تلعن الريح فانها مامورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه

سامنی ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لعنت مت کر یہہ تو ماموری اور حال یہہ ہی کہ جو شخص کسی شی پر لعنت کری کہ وہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پڑتی ہی

وروی عن ابی هريرة انه علیہ السلام قال الريح من روح الله تاتی بالرحمة والعذاب فلا تسبوها واسئلوا الله خيرها

اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا ایک حکم الہی ہی کبھی رحمت لاتی ہی اور کبھی عذاب سو اسکو برا نکہو اور خدا تعالی سی اسکی بہلائی مانگو

وعوذوا من شرها يعنی ان الريح من الاشياء التی تجیء من عند الله تعالی كالمطر والبرودة والحرارة وغير

اور اسکی شر سی خدا کی پناہ لو مراد یہہ ہی کہ ہوا وہ شی ہی جو خدا کی طرف سی آتی ہی جیسی مینہہ اور سردی اور گرمی اور سوای

ذلك تجیء تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالی فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها

اسکی کبھی رحمت کی واسطی اور کبھی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالی کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا جائز نہیں اگرچہ اوسی ضرر حاصل ہو

بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الی الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر

بلکہ بندہ کو جب اسمین کچھ وہم پیدا ہو تو لازم ہی اللہ تعالی کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سی اور جو اوسکی اندر ہی اوسکی شر سی

ما فيها كما روی عن ابی بن كعب انه علیہ السلام قال لا تسبوا الريح فاذا رايتم ما تكرهون فقولوا اللهم

پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچھ مکروہ معلوم ہو تو یہہ کہا کرو الہی

انا نسالك خير هذه الريح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الريح وشر ما فيها وشر

ہم تجہسی اس ہوا کی بہلائی مانگتی ہیں اور خوبی اوسکی جو اوسکی اندر ہی اور خوبی اوسکی جو تو نی اوسکو حکم دیا اور اس ہوا سی تیری پناہ لیتی ہیں اور برائی سی جو اسکی اندر ہی اور برائی

ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعيذ بالله تعالی لما روی انه علیہ السلام قال من نزل منزلا فقال

جو تو نی اوسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان میں داخل ہو اللہ سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مکان کی اندر جا کر یہہ پڑہی

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شیء حتی يرتحل منه منزلا وروی عن ابن عباس انه علیہ السلام

کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالی کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سی تو اوسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جبتک کہ وہانسی دوسرا مکان بدلی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب

سختی کی وقت فرمایا کرتی تہی نہیں کوئی معبود سوا اللہ عظیم بردبار کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ پروردگار

السموت السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالی واوصافه العظام

ساتوں آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا اور اوسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا

سبب لزوال النقم وقد روی انه علیہ السلام قال الا اخبركم بشیء اذا نزل بكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه

عقوبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنو میں تمکو ایسی دعا بتاؤں کہ جب تمپر کوئی سختی یا بلا آوی پہر وہ دعا پڑہو تو اللہ تعالی دور

قيل بلی يا رسول الله قال دعاء ذی النون لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ

کرنا لیکن لوگوں نی عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس ذی النون کی کوئی حاکم نہیں سوای تیری تو پاک عیب سی میں تہا گنہگار ونسی پہر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور

نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ وروی انه علیہ السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء

بچا دیا اوسکو گہٹنی سی اور یوں ہی ہم بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہیں کوئی مصیبت والا کہ یہہ دعا پڑہی

الا استجيب له يسر نا الله تعالی دعوة مستجابة بلطفه وكرمه المجلس الخامس والاربعون

مگر قبول ہی ہوگی الہی ہمپر دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سی سہل کیجو پینتالیسویں مجلس میں

فی بیان مسنونیۃ صلوٰۃ الاستسقاء عند امساک المطر قال رسول اللہ صلی اللہ
بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا یمطروا ولکن السنۃ ان تمطروا ولا تنبت الارض شیئا ھذا الحدیث من صحاح
فرمایا کال اس سی نہیں پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھ پیدا نہ ہو یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواہ ابو ھریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر
صحیح حدیثوں مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یون نہین ہوتا کہ تمپر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یون پڑتا ہی کہ تمپر مینہہ تو برسی
لکن لا ینبت من الارض شیء او ینبت ولکن یھلک ولا یدخل فی اید یکم شیء فان وقوع الشدۃ بعد توقع
پر زمین مین سی کچھ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہو جاوی کہ تمہاری ہاتہہ کچھ نہ آوی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی
السعۃ وحصول اسبابھا اقطع مما کان الیاس حاصلا من اول الامر ولیس ھذا نھی عن الاستمطار و
اور حاصل ہونی اسباب فراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت نا امیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہین ہی کہ مینہہ نہ مانگو - اور
الاستسقاء بل ھو نھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصولہ بعدم المطر فاللازم علی العبد ان
استسقا کی دعا نکرو بلکہ اس اعتقاد کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی
یسلم نفسہ الی مولاہ ویعتقد ان الخیر لہ فی جمیع ما یجیٔ الیہ من مولاہ وان کان مخالف المرادہ وھواہ فعلی
کہ اپنی جان اپنی صاحب کی سوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو جو کچھ برگذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مضمون کی
ھذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنۃ
موافق آدمی کو چاہی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہہ سمجھی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلئی کہ مینہہ مانگنا اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی
لورود الاخبار والآثار الکثیرۃ فیہ فیستحب للحاکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثۃ ایام ثم یخرج بھم فی الیوم
کیونکہ اس باب مین خبرین اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکہوادی پہر چوتہی روز سبکو جنگل مین لیجاوی
الرابع الی الصحراء فبین بعضھم ان یخرجوا ثلثۃ ایام متوالیات لانھا مدۃ ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل
کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر پی درپی استسقا کی لئی جاوین اسواسطی کہ عذر والون کی لئی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ
اکثر من ذلک ویخرجون مشاۃ فی ثیاب البذلۃ التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینۃ کالعید بل یخرجون
مدت منقول نہین ہی اور پیادہ پا پہنی پرانی میلی کچیلی کپڑی جو روزمرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی کپڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین
متذللین متواضعین خاشعین للہ تعالی ناکسین رؤسھم ویقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجھم
بلکہ بری حالت انکسار کرتی ہوی خدا کا خوف مانتی ہوی سر جہکائی ہوی جاوین اور ہر روز عیدگاہ کی طرف چلنی سی پہلی خیرات کیا کرین
الی المصلی فان کل خیر فی مثل ھذہ الاوقات مامور بہ لکون الخیرات دافعۃ للعقوبات ویردون المظالم
کیونکہ ایسی ایسی وقتون مین خیرات کرنیکا حکم ہی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کردین
ویجددون التوبۃ فان ذلک ھو السبب القریب فی الاجابۃ اذ روی عن کعب الاحبار انہ قال اصاب
اور از سر نو خطا سی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہہ ہی اسلئی کہ کعب احبار سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی
الناس قحط شدید علی عھد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقاء
علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر
ثلثۃ ایام فلم یسقوا فاوحی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی
تین دن تک برابر گئی پر مینہہ نہ برسا پہر اللہ تعالی نی موسی نبی کو وحی بہیجی کہ مین تمہاری دعا اسلئی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پہر موسی

النبی

النبی علیه السلام یا رب من هو حتی نخرجه من بیننا فاوحی الله تعالی یموسی انی انهٰکم عن النمیمة فاکون
یا الٰہی وہ کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی مین سی نکال دین پہر اللہ تعالی نی یہہ وحی بہیجی ای موسی مین تمکو چغل خوری سی منع کرتا ہون پہر مین خود
نماما فقال موسی النبی علیه السلام لبنی اسرائیل توبوا باجمعکم من النمیمة فتابوا فارسل الله تعالی علیهم
چغل خوری کرنی لگون پہر موسی علیہ السلام نی بنی اسرائیل سی فرمایا تم سب نمیمہ سی توبہ کرو سو لوگون نی توبہ کی پہر اللہ تعالی نی اونپر
الغیث وروی عن سفیان انه قال بلغنی ان بنی اسرائیل قحطوا سبع سنین حتی اکلوا الجیف والاطفال
مینہہ برسایا اور سفیان سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین مین نی سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہان تک کہ مردار اور بچون کو کہا گئی
وکانوا یخرجون الی الجبال ویتضرعون الی الله تعالی فاوحی الله الی انبیائهم انی لا اجیب لکم دعاء ولا ارحم
اور وہ پہاڑون مین جاکر نہایت انکسار سی دعا کیا کرتی پہر اللہ تعالی نی اونکی نبیون پر وحی بہیجی مین نہ تمہاری دعا قبول کرون اور نہ
لکم باکیا حتی تردوا المظالم الی اهلها ففعلوا فمطروا وروی ان عیسی النبی علیه السلام خرج مع قومه
تمہاری رونی پر رحم کرون جبتک کہ تم حق دارون کی حقوق نہ ادا کرو سو انہون نی حق ادا کئی تو پہر مینہہ برسا اور روایت ہی کہ عیسی نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر
لیستسقی فلما ضجروا قال لهم عیسی النبی علیه السلام من اصاب منکم ذنب فلیرجع فرجعوا کلهم
دعاء استسقا کی لئی باہر گئی جب مینہہ نہ برسا تو اونسی عیسی علیہ السلام نی کہا تم مین سی جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی
ولم یبق معه الا رجل واحد فقال له عیسی النبی علیه السلام اما لك ذنب فقال والله لا اعلم لی من ذنب
اونکی ساتہہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نرہا پہر عیسی علیہ السلام نی اوس سی پوچہا تونی کوئی گناہ نہین کیا کہا اللہ کی قسم مجہکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہین
غیر انی کنت ذات یوم اصلی فمرت بی امراة فنظرت الیها بعینی هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعی
سوای اسکی کہ مین ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو مینی اوسکی طرف اس آنکہہ سی دیکہا جب وہ چلی گئی تو مین نی اپنی اونگلی آنکہہ
فی عینی فانتزعتها فاتبعت المراة بها فقال له عیسی علیه السلام فادع حتی اؤمن علی دعائك فدعا
مین ڈال کر آنکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچہی پہینک دی پہر اوس سی عیسی علیہ السلام نی کہا تو دعا مانگ اور مین تیری دعا پر آمین کہون پہر اوسنی دعا کی
فتجللت السماء سحابا فسقوا وروی عن عطاء السلمی انه قال منعنا الغیث فخرجنا نستسقی
پہر تو آسمان مین گہٹا گہر گئی اور مینہہ برسا اور عطاء سلمی سی روایت ہی کہتا ہی کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہوگیا سو ہم استسقا کی دعا کو نکلی
فاذا نحن بسعدون المجنون فی المقابر فنظر الی فقال یا عطاء هذا یوم النشور او بعثر من فی القبور
ناگاہ گورستان مین سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنی لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہی یا قبرون سی مردون کی اوٹہنی کا
فقلت لا لکنا منعنا الغیث فخرجنا نستسقی فقال یا عطاء بقلوب سماویة او بقلوب
مین نی کہا نہین تو پر ہم پر سی مینہہ برسنا بند ہوگیا اسلئی استسقا کی واسطی باہر آئی ہین پہر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل
ارضیة فقلت بل بقلوب سماویة فقال هیهات یا عطاء قل للمبهرجین لا یبهرجوا فان الناقد
مینی کہا نہین بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہین پہر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصون سی کہدی کہوٹی نہ بنین کیونکہ پرکہنی والا
بصیر ثم نظر الی السماء فقال الٰهی وسیدی لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولکن بالمکنون
بینا ہی پہر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہرون کو گنہگار بندون کی بدلی مین ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ
من اسمائك وما وارت الحجب من الائك اسقنا ماء غدقا تحیی به البلاد وتروی به العباد یا من هو علی
نامون کی برکت سی اور جو کہ تیری نعمتین پس پردہ ہین ہمکو پانی بہت سا پلا جسمین تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہوجاوین ای وہ
کل شیٔ قدیر قال لعطاء فما استتم الکلام حتی ارعدت السماء وابرقت وجاءت بمطر کافواه القرب
جو ہر شی پر قدرت رکہتا ہی عطا بیان کرتا ہی کہ اوسنی ابہی دعا پوری نکی تہی کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنی لگا جیسی مشک منہہ کہل جاتا ہی

وروی عن ابن المبارك انه قال قدمت المدینة فی عام شدید القحط فخرج الناس یستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ مین مدینہ مین ایسی سال مین آیا کہ بڑا سخت کال پڑہ رہا تہا سو تمام لوگ واسطی دعاء استسقا کی نکلی اور مین بہی
معهم اذ اقبل غلام اسود علیه قطعتی الحلس قد اتزر باحدهما والقی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعته
انکی ساتہہ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کملی کی چیتہڑی لگی ہوئی کہ ایک کا اوسنی سی تہبند کر رکہا تہا اور دوسرا اپنی مونڈہی پر ڈال رکہا تہا آ کر میری برابر بیٹہہ گیا پس مینی سنا
یقول الهی اخلقت الوجوه عند کثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد احتبس عنا غیث السماء
کہ وہ کہتا تہا الٰہی گناہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چہری بگڑ گئی اور ہمپر آسمان سی مینہہ برسنا موقوف ہوا
لتودب بذلك عبادك فاسئلك یا حلیما ذا اناة یا من لا یعرف عباده عنه الا الجمیل ان یسقیهم
تاکہ تیری بندی ادب پذیر ہوں سو مین تجہسی سوال کرتا ہوں ای حلیم سخاوت والی ای وہ ذات جسکی بندہ سوائی رحمت کی کچہ نہین جانتی تو اونکو ابہی سیراب
الساعة فلم یزل یقول الساعة الساعة حتی اکتسب السماء بالغمام واقبل المطر من کل مکان
کر دی پہر وہ یہہ ہی کہی جاتا تہا ابہی ابہی یہان تک کہ آسمان مین گہٹا گہر گئی اور ہر طرف سی مینہہ برسنا شروع ہوا
فعلی هذا ینبغی للحاکم ان یستسقی بصلحاء الناس وضعفائهم وفقرائهم لاجل الدواب الهائمة
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقا کی دعا صلحاء اور ضعیفوں اور فقیروں سی واسطی پیاسی چوپاؤں
والانعام السائمة والاطفال المعجلة لما روی انه علیه السلام قال لولا صبیان رضع وبهائم رتع
اور چرندہ مویشی اور بہوک جلد پانی مانگنی والوں کی واسطی کرای اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا اگر دودہ پیتی بچی اور چرتی ہوئی جانور
وعباد رکع لصب علیکم العذاب صبا ویقول فی دعائه کما قال النبی علیه السلام اللهم اسق عبادك
اور عابد بندی نہوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا اوسی طرح کری جیسی نبی علیه السلام نی کی ہی الٰہی پانی دی اپنی بندوں کو
وبهائمك وانشر رحمتك واحی بلدك المیت ویستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدون
اور اپنی بہایم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی مردہ شہر زندہ کر اور رو بقبلہ کہڑا ہو کر دعا مانگی اور باقی لوگ رو بقبلہ بیٹہی رہین
مستقبلین القبلة لما روی انه علیه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی رو بقبلہ ہو کر دعا کی تہی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری
ویصدق رجاءه لما روی انه علیه السلام قال ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله تعالی
اور اپنی امید کو ہوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا اللہ سی قبولیت کا یقین کر کی دعا مانگو اور اللہ تعالی بہی فرماتا ہی
اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَكُمْ وقال فی اٰیة اخری وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ
مجہکو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو اور ایک اور ایت مین فرمایا ہی اور جب تجہسی پوچہین بندی میری مجہکو تو مین نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارتی کی پکار کو
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ویجتهد فی الدعاء سرا ویقول اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك
جسوقت مجہکو پکارتا ہی اور دعا مین خوب مبالغہ کری پوشیدہ یوں کہی الٰہی تو نی ہمکو اپنی سی دعا کرنیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا
فقد دعوناك کما امرتنا فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامنن علینا بمغفرة ما قرفنا واجابتك فی سقیانا
سو ہمنی تو نی تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیاں بخشش کر اور اپنی قبولیت سی پانی برسا کر
وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیهم رجل مشهود بالصلاح ان یستسقوا به ویقولوا
اور فراخی رزق کی دی کر ہمپر منت کر اور لوگوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص اونمین نیکبخت مشہور ہو تو وس سی استسقا کی دعا کرائین اور یوں کہین
اللهم انا نستسقی ونستشفع الیك بعبدك فلان اذ روی فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب کان
الٰہی ہم تجہسی مینہہ مانگتی ہیں اور تیری سامنی تیری فلانی بندہ سی شفاعت کراتی ہیں اسلئی کہ صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقي بالعباس ويقول اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا محمد عليه السلام فتسقينا وانا
جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یون کہتی الٰہی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مینہہ برساتا تہا اب ہم
نتوسل اليك بعم نبينا محمد عليه السلام فاسقنا فيسقون وليس في الاستسقاء عند ابي حنيفة رح
تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہین سو ہمکو پانی دی پس مینہ برستا تہا اور استسقا مین امام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی
صلوٰة مسنونة بالجماعة فان صلى الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار
نماز مسنون جماعت سی ثابت نہین ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لین تو جایز ہی امام کی نزدیک استسقا صرف دعا اور استغفار ہی
لقوله تعالى فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ
اس دلیل سی تو مینی کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی بیشک وہ ہی بخشنی والا چہوڑدی آسمان کی تمپر دہارین اور بڑہتی دی تمکو مال اور
وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا فهذه الاية وان كانت حكاية لما قال نوح النبي عليه السلام لقومه
بیٹون سی اور بنا دی تمکو باغ اور بنا دی تمکو نہرین پس یہہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا
لكن يصح الاستدلال بها لان شريعة من قبلنا شريعة لنا اذا قصها الله تعالى في كتابه ولم ينكرها ولم يرد
پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لئی کہ ہم سی پہلی شریعتین ہی ہماری لئی شریعتہ ہین جب اوسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین بیان فرماوی اور اوسکا انکار نکری اور نہ
فيها النسخ كما في هذه الاية فانه تعالى بين فيها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روي ان
اوسکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت مین ہی پس اللہ تعالی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مینہہ برستا ہی سو اسطی کہ روایت ہی
نوح النبي عليه السلام كذبه قومه بعد تكرير الدعوة دهرا طويلا فحبس الله تعالى عنهم المطر واعقم
کہ نوح نبی علیہ السلام کو اوسکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نی چالیس برس تک اور بعضی کہتی ہین
ارحام نسائهم اربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا من
ستر برس تک اونپر مینہہ برسانا بند کیا اور عورتون کو بانج کر دیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی اونسی یہہ وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہون سی توبہ کرین تو آخر بکو
ذنوبهم يرزقهم الله تعالى الخصب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون في الاستسقاء الدعاء والاستغفار
اللہ تعالی تازگی اور رزق کی فراخی دیگا اور جس مصیبت مین مبتلا ہین وہ دور کردیگا اس سی معلوم ہوا کہ استسقا مین دعا اور استغفار ہی مسنون ہی
وروي عن انس ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول
اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد مین آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ
الله صلى الله عليه وسلم هلك المواشي وخشينا الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفع رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مرگئی اب ہمکو اپنی جانون کا خوف ہی سو تم اللہ تعالی سی دعا کرو کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول
الله صلى الله عليه وسلم يديه قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا غدقا مغدقا عاجلا غير اجل قال الراوي
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونو ہاتہہ اوٹہا کر دعا کی الٰہی ہمپر مینہہ برسا اچہا مینہہ تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند ابہی دیر نہو راوی کہتا ہی
فما كان في السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتى صار ركاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الى الجمعة
کہ آسمان مین کچہہ ابر نہ تہا پہر ادہر اودہر سی ابر نمودار ہونی لگا یہان تک کہ گہٹا گہر گئی پہر سات دن تک اوس جمعہ سی اگلی جمعہ تک برس گیا
ودخل ذلك الرجل المسجد في الجمعة القابلة ورسول الله عليه السلام يخطب والسماء تسكب فقال يا رسول
پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد مین آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مینہہ برستا تہا عرض کیا یا رسول
الله تهدم البنيان وانقطعت السبل فادع الله تعالى ان يمسكه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم
اللہ گہر گر پڑی اور رستی بند ہوگئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مینہہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالۃ بنی ادم ثم رفع یدیہ فقال اللہم حوالینا لا علینا اللہم علی الاکام والظراب وبطون الاودیۃ ومنابت
بنی آدم کی ملالت سی تبسم کیا پہر دونو ہاتہہ اوٹہا کر یہہ دعا کی الٰہی ہماری گردنواح پر برسا ہم پر نہیں الٰہی ٹیلون اور زمین کی پشتون پر اور پہاڑون پر اور نالون کی اندر اور جہان
الشجر قال الراوی فما کان فی السماء خرق فانجابت السحاب عن المدینۃ حتی صارت حولہا کالاکلیل فالراوی
درخت پیدا ہوتی ہون راوی کہتا ہی آسمان مین کہین ذرہ کہلا ہوا نہ تہا سو مدینہ کی اوپر سی ابر کہل گیا یہان تک کہ اوسکی گرد تاج کی مثال ہوگیا پس راوی نی اس خبر مین
لم یذکر فی ہذا الخبر غیر الدعاء فعلم منہ ان الصلوۃ فی الاستسقاء غیر مسنونۃ وقد ثبت ان عمر
سوا دعا کی اور کچہہ بیان نہیں کیا اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین نماز مسنون نہین ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی
استسقی ولم یصل ولو کانت الصلوۃ سنۃ لما ترکہا لانہ کان اشد الناس اتباعا لسنۃ رسول اللہ علیہ السلام
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہیں پڑہی اور اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نہ چہوڑتی اسلئی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہین تہا
صلی فیہ رکعتین کصلوۃ العید فذلک انما یدل علی الجواز ولیس الکلام فیہ بل الکلام فی کونہا سنۃ والسنۃ
استسقاء مین دو رکعت عید کی سی نماز پڑہی سو اس سی جواز معلوم ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین ہی بلکہ کلام مسنون ہونی مین ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی
لا تثبت بمثلہ بل انما تثبت بالمواظبۃ ولم یوجد المواظبۃ لانہ علیہ السلام فعلہا مرۃ وترکہا اخری ولم یکن
ثابت نہین ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہین پائی جاتی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی کبہی اسکو کیا اور کبہی ترک کیا اور عمل کرنا
فعلہ اکثر من ترکہ حتی یکون مواظبۃ وقالا یصلی الامام بالناس رکعتین کصلوۃ العید بلا اذان ولا اقامۃ
ترک کرنی سی زیادہ نہین تہا جسکو مواظبت کہہ سکین اور صاحبین کہتی ہین کہ امام لوگون کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی
مع التکبیرات الزوائد والجہر بالقراءۃ ثم یخطب خطبتین یفصل بینہما بجلسۃ خفیفۃ ویکون الاستغفار
اور تکبیرات زوائد ادا کری اور قرارت پکار کر پڑہی پہر دو خطبہ پڑہی دونو کی بیچمین ہلکا سا جلسہ کری اور استغفار دونو خطبون کا عمدہ مضمون ہو
معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبۃ یستقبل القبلۃ ویحول رداءہ فی ہذہ الساعۃ تفاؤلا بتحویل الحال
جب خطبہ پڑہ چکی تو رو بقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطی تفاول بدل جانی حالت کی اولٹی
فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائہ اللہم اسق عبادک وبہائمک
پس داہنی طرف کا پلہ بائین طرف کرلی اور بائین طرف کا پلہ داہنی طرف کرلی پہر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہہ مضمون ادا کری الٰہی اپنی بندون اور اپنی حیوانات کو پانی دی
وانشر رحمتک واحی بلادک المیت اللہم انک امرتنا بدعائک ووعدتنا اجابتک فقد دعوناک کما امرتنا
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مردہ شہر زندہ کر الٰہی تو نی ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی
فاجبنا کما وعدتنا اللہم فامنن علینا بمغفرۃ ما قرفنا واجابتک فی سقیانا وسعۃ رزقنا اللہم لا تہلک بلادک بذنوب
اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہم پر منت کر الٰہی گنہگار بندون کی بدلہ اپنی شہرون کو
عبادک ولکن برحمتک الشاملۃ ونعمتک الکاملۃ اسقنا ماء غدقا یحیی بہ البلاد وتروی بہ العباد انک
ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہمکو اتنا بہت پانی دی جس سی شہر زندہ اور تمام بندی سیراب ہوجاوین تو بیشک
علی کل شیء قدیر ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار المجلس السادس
ہر شی پر قادر ہی ای رب ہماری ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی دی اور ہمکو دوزخ کی عذاب سی بچا چہیالیسوین

والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقران ولحن الخفی والجلی

مجلس مین بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقران فانی مقبوض ہذا الحدیث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سیکہو فرایض اور قرآن کو کیونکہ مین قبض ہونیوالا ہون یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح

المصابیح رواہ ابو هریرة وفیه تحریض للامة علی تعلم النوعین من العلم لانهما لاینلقفان التلقف بمعنی

حسن حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمیں امت کی تئیں دونوں قسم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہہ دونوں سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ الا منه علیه السلام فانه علیه السلام اذا قبض لایحصل للناس منهما شیٔ بعده الا ما تعلموا منه

نہیں حاصل ہوتی تلقف کا معنی لینی کی ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب وفات کی تو پیچھی اونکی لوگوں کو دونوں میں سی کوئی علم نہیں حاصل ہوسکتا مگر وتنا ہی جو سیکھہ چکی

وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بها قسمة المواریث ولا دلیل له

اور وہ دونو علم فرائض اور قرآن ہی جسمیں فرائض سی مراد تو بعضی لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہیں اور موافق ذکر توریشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہیں معلوم ہوتی

فی هذا التخصیص علی ما ذکره التورپشتی بل الصحیح ان المراد بها الفرائض التی فرضها الله تعالی علی عباده

بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالی نی اپنی بندوں پہ فرض کردی ہیں

واما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما کان منقولا بالتواتر کالقراءة السبع المعروفة التی اختارها الائمة

اور رہا قرآن علم اصول کی مضمون کی موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتوں قرائتیں مشہور جسکو قراءت کی ساتوں اماموں نی اختیار کرلیا ہی

السبعة من القراء لا ما کان منقولا بلا تواتر فانه لیس بقرآن بل هو من القراءة الشاذة سواء نقلت بطریق الشهرة

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہہ قرآن کی احکام میں داخل نہیں ہی بلکہ وہ قرارت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطریق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی کون المنقول قرآنا سواء کان فی جوهر اللفظ او فی هیئته والمراد من

یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونیمیں شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ میں ہو یا اوسکی صورت میں اور جوہر لفظ سی یہہ مراد ہی

جوهر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرأت السبع نحو مالک یوم الدین وملک یوم الدین والمراد من

کہ خطوط مصاحف کی قرارت سبعہ میں بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

هیئة اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءة السبع کالتفخیم والامالة ونحوها فاذا کان

ہیئت سی یہہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قرارت سبعہ میں نہ بدلیں جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا اور مانند اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرطا فی کون المنقول قرآنا ظهر ان الشاذ سواء نقل بطریق الشهرة او بطریق الاحاد لا یکون له

نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونی میں شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قرارت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حکم القرآن حتی لا یجوز قراءته فی الصلوة والحاصل ان المشهورین من ائمة القراء هم السبعة المذکورون فی

حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہاں تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑھنا جایز نہیں خلاصہ یہہ ہی کہ قرارت کی مشہور امام وہ ہی ساتوں ہیں جو

التیسیر والشاطبی وهم عاصم وحمزة والکسائی هذه الثلثة من الکوفة وابن کثیر من مکة ونافع من المدینة

تیسیر اور شاطبی میں مذکور ہیں اور وہ یہہ ہیں عاصم اور حمزہ اور کسائی یہہ تینوں تو کوفہ کی ہیں اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شیوخ ثلثة آخرون وهم یعقوب بن اسحق ویزید بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بھی ثابت ہیں وہ یہہ ہیں یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوة وغیره جاریة فی هذه الثلثة ایضا

قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور سوا اسکی ان تینوں میں ہی

کالسبعة واما ما وراءها من القراءة الشاذة مشهورا کان او غیر مشهور فلا خلاف فی عدم جواز قراءته فی

اون ساتوں کی مانند جاری ہیں اور ان کی سوا اونکی اور شاذ قرارتیں مشہور ہوں یا غیر مشہور اسمیں خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز میں پڑھنی جایز نہیں

الصلوة وانما الخلاف فی فسادها قال الاصفهانی ما لم یتواتر من القرأت الشاذة فحکمها فی الصلوة حکم کلام البشر

اور خلاف اسی ہی تو نماز کی فاسد کرنی میں ہی اصفہانی کہتا ہی کہ قرارت شاذہ جبتک متواتر نہو تو اوسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کا سا ہی

واذا لم یکن للشاذ فیه حکم القرآن ولم یجز قراءته فی الصلوٰة فما ظنک بالقراءة التی لیست من القراءات المتواترة
اور جب قرارت شاذ میں حکم قرآن کا نہیں ہی اور نہ اوسکا نماز میں پڑہنا جایز ہی تو پہر تیرا کیا خیال ہی اوس قرائت میں جو نہ قرارت متواترہ سی ہی
ولا من القراءات الشاذة بل ہی لحن محض ہل یکون له حکم القرآن وہل یجوز قراءته فی الصلوٰة التی ہی فرض علی الناس
اور نہ قرارت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہو سکتا ہی اور کیا اوسکا پڑہنا نماز میں جایز ہو سکتا ہی جو کہ لوگوں کی ذمہ پر
بعد الایمان واحد ارکانہا قراءة القرآن الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرأ بافصح اللغات ولا یتحقق ذلک
بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان میں نازل ہوا ہی اب ضرور ہی کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑہیں اور فصاحت
الا بالتجوید فعلی ہذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانه تعالی انزل القرآن بالتجوید حیث قال ورتلناه ترتیلا
بدون تجوید کی نہیں ہو سکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتہہ اوتارا ہی اسلئی کہ کہتا ہی اور پڑہ سنایا ہمنی اوسکو ٹہر کر
فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفة الوقوف ولیس المراد بالتجوید قراءة تمضیغ اللسان وتقصیر الفم وتعویج الفک
سو علی نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفوں کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہیں ہی کہ زبان کو چباوی اور منہہ کو دباوی اور جبڑی کو خم دی
وتردید الصوت اذ ہی قراءة تنفر عنہا الطباع ولا یقبلہا القلوب والاسماع بل ہو قراءة سہلة لطیفة لامضغ
اور آواز کو گردش دی اسواسطی کہ ایسی قرارت سی طبیعتوں کو نفرت آتی ہی اور نہ دل اور کان پسند کرتی ہیں بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمیں زبان کا
فیہا ولا تعسف ولا تکلف فاذا کان التجوید فرضا یکون ما ینافیه حراما لان القرآن انما کان معجزا بفصاحة
چبانا ہی اور نہ بیجا آواز کی ہی اور نہ بیجا تکلف ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو اپنی فصاحت الفاظ اور بلاغت معنی سی معجز ہی
لفظه وبلاغة معناه فقراءته بالتجوید قراءة له بالفصاحة واذا لم یقرأ بالفصاحة یکون لحنا واللحن
اوسکا تجوید ہی کی ساتہہ پڑہنا فصیح ہی اور جب فصاحت کی ساتہہ نہ پڑہا تو پہر لحن ہو جاتا ہی اور لحن
فی لغة العرب یجیٔ علی معان والمراد به ہہنا الخطاء والمیل عن الصواب وہو جلی وخفی اما الجلی فہو خطاء یطرأ
لغت عرب میں کئی معنوں میں آتا ہی اور لحن سی مراد یہاں خطا اور راہ صواب سی الگ ہو جانا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر آتا ہی
الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع فیفسد الصلوٰة وہذا اللحن یشترک فی معرفته علماء القراءة وغیرہم
تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پہر نماز بہی فاسد ہو جاتی ہی یہہ لحن سب علما کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علما سب پہچانتی ہیں
اذ ہو قد یکون بتغییر الحرکات والسکنات الاعرابیة والبنائیة وقد یکون بنقص حرف وزیادته وابداله الی حرف
اسواسطی کہ یہہ لحن کبہی تو حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلنی سی ہوتا ہی اور کبہی حرف کی کم وبیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلنی سی ہوتا ہی
اخر واما الخفی فہو خلل یطرأ الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوٰة بل یخل بالفصاحة ویورث القباحة
اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہیں بگاڑتا اور نماز بہی نہیں جاتی بلکہ فصاحت میں خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی
ولذا حرم فی القرآن کما ذکر فی البزازیة ان اللحن فیه حرام بلا خلاف اذ قال اللہ تعالی قرأنا عربیا غیر ذی عوج
اسہی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن میں لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمیں کجی نہیں
وہذا اللحن یختص بمعرفة علماء القراءة اذ ہو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتشقیق
اس لحن کو صرف علمار قرارت ہی پہچانتی ہیں اسلئی کہ یہہ لحن یہہ ہی حرف را کی بڑہانی سی اور نون کی گنگناٹ سی اور لام کی پر کرنی سی اور غنہ کو ناک میں
الغنة وغیر ذلک من ترک الادغام فی محل الادغام وترک الاخفاء فی محل الاخفاء وترک الاظہار فی محل الاظہار وترک الاقلاب
لیجانی سی ہوتا ہی اور سوا اسکی جیسی ادغام کی جگہہ فک ادغام اور اخفا کی جگہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا
فی محل الاقلاب وترک التفخیم فی محل التفخیم وترک الترقیق فی محل الترقیق فان ذلک کله وان لم یخل بالمعنی
جگہ بدلنی کی اور ترک کرنا پر کرنیکو جگہ پر کرنیکی اور ترک کرنا باریک کرنیکا جگہ باریک کرنیکی بیشک یہ تمام باتیں اگرچہ معنی نہیں بگاڑتی

٧ والمراد بالترتیل التجوید لما روی عن علی رضی اللہ عنه فی قوله تعالی ورتل القرآن ترتیلا ١٢ م

بل انما یخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لکن یخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الایمان

مگر لفظ بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت میں خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان میں سی کسیکو ئی قایل نہیں ہی

بعدم فصاحة القرآن ولذلک حرمت هذه التغییرات کلها فی الصلوة وغیرها بیان ذلک ان القرآن

کہ قرآن فصیح نہیں ہی اور اسیلئی ایسی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہیں اسکا بیان یہ ہی

انما انزل بافصح اللغات التی هی لغة العرب العرباء وهی لغة قریش وهذیل وهوازن وطی وثقیف والیمن وبنو تمیم

کہ قرآن افصح لغات میں نازل ہوا ہی جو خالص عربوں کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہذیل اور ہوازن اور طی اور ثقیف اور یمن اور بنو تمیم کی

فلابد ان یراعی فیه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقیق المرقق وتفخیم

اب ضرور ہی کہ انکی بولی کی قاعدہ کا رعایت کیجاوین یعنی حرفون کو اونکی مخرج سی نکالنا اور نگہبانی اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفی وغیر ذلک مما هو لازم فی کلامهم

پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور سوا اسکی جو جو اونکی کلام میں ضروری ہی

الذی هو سلیقة لهم لا یحسنون غیره فالقاری اذا لم یراع ذلک بصیر کانه قرء القرآن بغیر لغة العرب وهو

اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوائی اوسکی پسند نہیں کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکری تو اوسنی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان میں پڑھا اب وہ

ان کان قاریا صورة لکنه لیس بقاری حقیقة بل هو هازیٔ وعدم قراءته اولی من قراءته لانه بهذه القراءة

اگرچہ ظاہر میں قاری ہی پر وہ حقیقت میں قاری نہیں ہی بلکہ وہ جہل باز ہی ایسی قرات سکا نہ پڑھنا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرات سی

یصیر من الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا ولهذا قال الامام ابن الجوزی

اون لوگون میں داخل ہونگا جنکی دوڑ دھوپ ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اسیلئی امام ابن الجوزی

فی کتابه المسمی بالنشر لاشک ان الامة کما هم متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقیة

اپنی کتاب میں جسکا نام نشر ہی کہتی ہیں بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حروف کی قایم رکھنی کا حکم ہی اسطرح پر جو قرات کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة الافصحیة العربیة التی لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الی

اماموں سی منقول اور حضرت نبوی سی فصیح عربیہ کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جایز نہیں اور نہ اوسکو چھوڑ کر اور وضع اختیار کرنی

غیرها والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسیٔ اثم ومعذور فمن قدر علی تصحیح کلام الله تعالی باللفظ

اور اس باب میں لوگ کئی وضع کی ہیں بعضی محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہکار اور بعضی معذور لاچار اب جس سی یہ ہو سکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحیح العربی الفصیح وعدل عنه الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانه مقصر بلاشک واثم بلاریب و

اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کرسکتا ہو پھر اوس وضع کو چھوڑ کر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصوروار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

امامن کان لا یطاوعه لسانه او لا یجد من یرشده الی الصواب فان الله تعالی قال لا یکلف الله نفسا الا

جس شخصکی زبان قابو میں نہیں ہی یا کوئی تجوید سکھانیوالا نہیں ملتا تو اللہ تعالی خود فرماتا ہی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر

وسعها لکن یجب علیه ان یجتهد جهده لعل الله یحدث بعد ذلک امرا وقد ذکر فی فتاوی قاضیخان ان

جو اوسکی گنجایش ہی لیکن ایسی شخصکو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جای شاید کہ اللہ تعالی بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی

الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی له ان یجتهد ولا یعذر فی ذلک وان کان لا ینطلق لسانه فی

کہ ایسا شخص کہ بعضی حرفون کو ٹھیک طور نہیں پڑھسکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری اسمیں وہ معذور نہیں ہی اور اگر اوسکی زبان بعضی حروف نہیں بول سکتی

تلک الحروف ان وجد آیة لیس فیها تلک الحروف وقراها فی صلوته یجوز عند الکل وان قرا الآیة التی فیها

تو اگر ایسی آیت پاوی جسمیں وہ حروف نہیں ہیں اور وہ ہی آیت اپنی نماز میں پڑھی تو بالاتفاق جایز ہی اور اگر ایسی آیت پڑھی جسمیں وہ حروف

بفهم معانی القرآن واقامة حدوده کذلک هم متعبدون

تلك الحروف تجوز صلوته لکن لا یؤم غیره وکذا اذا کان الرجل لا یقف موضع الوقف وکان یتنحنح عند القراءة
سو حروف میں جو ... نماز اوسکی جائز ہی مگر دوسرونکی امامت نکری اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکری یا قرأت میں کھنکھارا کری

لا یؤم غیره

المجلس السابع والاربعون فی جواز التغنی فی القرآن ومالایجوز فیه

وہ بھی امامت نکری سینتالیسوین مجلس قرآن میں تغنی وغیرہ جائز ہونی اور نہ جائز ہونی میں

وغیره قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن هذا الحدیث من صحاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم میں سی نہین ہی جو قرآن مین تغنی نکری یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون

المصابیح رواه سعد بن ابی وقاص والمراد بالتغنی المذکور فیه لیس هو المشهور المعروف بوجوه الاول
مین سی ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث مین مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہین ہی کئی وجہ سی پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحدیث وهو قوله علیه السلام لیس منا یمنع عنه لکون معناه لیس من اهل ملتنا ومن یتبعنا
کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مرادسی روکتا ہی اسواسطی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ ہماری دین مین اور ہماری فرمان بردارون مین نہین ہی

فی امرنا وهو من قبیل الوعید ولا خلاف بین الامة ان قارئ القرآن من غیر التغنی یثاب وماجور فکیف یستحق
اور ایک وعید ہی اور تمام امت مین کسیکو خلاف نہین ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑہنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پہر وہ کیونکر سزاوار

الوعید والثانی ان الفقهاء صرحوا بکون قراءة القرآن بالتغنی معصیة ویکون التالی والسامع اثمان
وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہانی صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتھ قرآن کا پڑہنا گناہ کا اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین

بل یکون المستحل کافرا وذلك لان التغنی حرام فی جمیع الادیان وکذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی
بلکہ اوسکو حلال سمجھنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذکر ابو البرکات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وحکی عن ظهیر الدین
لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح مین یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی

المرغینانی ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءته حسنت یکفر ووجه کون التحسین کفرا ان قراء هذا
حکایت کرتی ہین کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرأت پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہوجاتا ہی اور اچھا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قرأت اس

الزمان فلما یخلو قراءتهم فی المجالس والمحافل عن التغنی والتغنی للناس لما کان حراما بالاجماع کان قطعیا
زمانی کی قاریون کی مجلسون اور محفلون مین تغنی سی خالی نہین ہی اور تغنی لوگون کی حق مین جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الذخیرة کبیرة وکذا صاحب الهدایة حیث قال فیها ولا یقبل شهادة من یغنی للناس
اور اسہیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب مین کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہین جو لوگون کی لئی تغنی کری

لانه یجمعهم علی ارتکاب کبیرة فدل کلامه هذا علی ان استماع التغنی کبیرة فاذا کان استماع التغنی کبیرة
اسواسطی کہ اونکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فکون التغنی کبیرة اولی فالمغنی مرتکب هذه الکبیرة فتحسینه تحلیل للحرام القطعی وهو کفر فظهر من هذا
تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچھا کہنا حرام قطعی کو حلال کرنا ہی یہہ کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من یحضر الجمعة والجماعة فی هذا الزمان قلما ینجو عن ارتکاب کبیرة لان کثیرا من الخطباء والقراء
کہ جو شخص جمعہ اور جماعت مین آتی ہین اس زمانہ مین ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہین اسلئی کہ اکثر خطیب اور قاریون کی خطبی

قلما یخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغنی بل هم یاخذون فی الخطبة والقرآن ماخذهم فی الشعر والغزل
اور قرأت تغنی سی بہت کم خالی ہین بلکہ وہ خطبہ اور قرآن مین شعر اور غزل کا روپہ برتتی ہین

حتی

حتی لا یکاد یفهم ما یقولون وما یقرؤن من کثرة النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیة والترضیة
یہاں تک کہ بسبب افراط کثرة نغمات اور تقطیعات سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اور ایسے ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ

والتامین وتکبیرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتکبون لهذه الکبیرة وربما یستحسنه بعضهم
اور آمین کہنے میں اور تکبیرات انتقالات میں موذنوں کا حال ہے اور سننے والے جو موجود ہوتے ہیں یہہ کبیرہ اختیار کرتے ہیں اور بعضے وقت کوئی کوئی اچھا بھی کہنے لگتا ہے

بل هو الاکثر فی اکثرهم لغلبة الهوی وعدم مبالاتهم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکی عن ظهیر الدین المرغینانی
بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہہ ہی ہوتا ہے کیونکہ ہوای نفسانی کا غلبہ دین کے امر میں بے پروائی بہت ہوگئی ہے سو لازم یہہ آتا ہے کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی

وکذا من یحضر التراویح فی لیالی رمضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء الله
کافر ہو جاویں اور ایسے ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں موذنوں کی تسبیحات سننے کی واسطے جمع ہوتے ہیں کیونکہ خدا کی

الواقعة فیها مثل یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
ناموں میں جو تسبیحات کی اندر آتی ہیں جیسے یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی

العزة والجبروت وغیر ذلک من الاسماء الحسنی والصفات العلیا بکثرة الابتغاء والالحان یغیرونها ویحرفونها و
العزت والجبروت اور اور سوا اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا میں کثرت سے نغمے اور الحان کر کر اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کر دیتے ہیں

یخفونها الی مرتبة لا یمکن تمییزها وتشخیصها مثل قولهم سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالوکی المانان
کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعیین ہو سکی چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یوں پڑھتے ہیں سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالیکی المانان

بافراط المد فی ضمة السین وفتحة النون والمیم وفی کسرة اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیة مثل
سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتحہ میں اور لام اور کاف کی کسرہ میں خوب مد کھینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہے جیسے

قولهم عقب الطعام بزعم الشکر الحمد لله والشکر لله بمد الدال والراء واللام ونحوها فینبغی للمسلم ان یحترز
کھانا کھا کر شکر کی خیال پر کہا کرتے ہیں الحمد لله والشکر لله دال اور رار اور لام کو خوب کھینچکر اور مانند اسکی سو مسلم کو لایق ہے کہ ایسی مجالس میں

عن حضورها وسماعها ویطلب مسجدا خالیا عنها اذ صورتها عبادة وحقیقتها معصیة وکبیرة فلعله
نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ سنے اور مسجد جو ان مفاسد سی خالی ہو تلاش کرلے سو شاید کہ یہہ ظاہر میں تو عبادت ہے اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہے ایسا نہو

یستحسنها وینهدم دینه وهو لا یشعر والحال ان الجهل لا یکون عذرا ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءة
کہ اسکو اچھا کہنے لگے اور دین اسکا بے خبری میں برباد ہو جاوی اور حال یوں ہے کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہے اور کوئی یہہ خیال نہ کری کہ تغنی لوگوں کی سامنے یہہ ہے

الابیات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءة القرآن والاذکار فانه ظن فاسد بل هو یعم التغنی بالقرآن
کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سناوی قرآن اور ذکر میں تغنی نہیں ہوتی یہہ خیال فاسد ہے بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہے

وغیره کان الفقهاء صرحوا بکون قراءة القرآن بالالحان معصیة وبکون التالی والسامع آثمین قال البزازی
اسلئے کہ فقہاء نے صاف کہا ہے کہ قرآن کو الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں بزازی کہتا ہے

القرآن بالالحان معصیة والتالی والسامع آثمان والوجه الثالث من تلک الوجوه المذکورة ان الحدیث المذکور
قرآن الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سے یہہ ہے کہ یہہ حدیث مذکور

یکون معارضا لما اخرجه الترمذی عن حذیفة انه علیه السلام قال اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم
اس حدیث سے معارض ہے جو ترمذی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پہ پڑھا کرو اور فاسقوں کی

ولحون اهل الفسق ولحون اهل الکتابین فانه سیجیء بعدی قوم یرجعون القرآن فی ترجیع الغناء والرهبانیة والنوح
لحن سے اور یہود اور نصاری کی لحن سے بچو البتہ قریب ہے میرے بعد ایک قوم ہوگی کہ قرآن میں مانند ترجیع غنا اور راہبوں اور نوحہ گروں کی ترجیع کریں گے

ولا یجاوز حناجرھم مفتونة قلوبھم وقلوب من یعجبھم شانھم ذکر ھذا الحدیث الامام الجعبری
اور قرآن اونکی گلوں سی نیچی نہ اتریگا اونکی دل اور اونکی دل جو اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنہ مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی
فی شرح الشاطبی وھو اصل عظیم فی ھذا الباب الذی ھو جواز التغنی بالقران وعدم جوازہ وعلیه
شاطبیہ کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کی اور نہ جایز ہونی کی اور
یتفرع مسائل ھذا الباب ومن لم یقف علی ھذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضھم التغنی حراما
اس باب کی مسائل اسی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع
فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضھم اجازہ فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتحیر
ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضون نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی
الناظر الی ھذہ الاقوال فلابد من معرفة معنی التغنی واللحن وما ھو المراد منھما عند القائلین
سو جو کہ ان اقوال کو دیکہتا ہی حیران ہوتا ہی اب تغنی اور لحن کی معنون کا سمجہنا ضرور ہی اور جو ان دونون سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین
بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والھلاک اما التغنی فھو اما من الغنی بالکسر
اور اونکی جو ناجایز بتاتی ہین تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی زیر سی ہی
والقصر او من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فھو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی فھو
بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زیر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اوسکی معنی استغنا، بی نیازی کی ہین اور اگر دوسری سی مشتق ہی تو
بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء ھو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع
اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلمین چبہتی ہوئی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع
والتطریب استعمال ذلک الصوت الموزون وتردیدہ فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخراجه
اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا
اخری علی الطریقة المستفادة من الموسیقی وھذا ھو المشھور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع
اوس طرز پر جو گوئی کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی سی مراد ہی جو کہ تمام دینون مین حرام ہی
الادیان سواء اقترن بالقران او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقترن بشئ منھا
برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکرون مین یا شعرون مین یا انمین سی کسی مین بہی نہو
ولذلک لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاھی کالضرب بالقصب وغیر ذلک
اوراسہی لئی چونکہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجانا
ھی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاھی معصیة والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا من الکفر ومن سمع
یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو پیشہ کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین
بغتة فلا اثم علیه لکن یجب ان یجتھد کل الجھد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه
ناگاہ آواز آگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین
فی اذنیه عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقترن
اونگلیان دی لین تہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین
بشئ من القران وغیرہ ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاھی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد
قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچہہ نہین ہوتا تو اب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده في الحلق من غير اقتران بشئ من القرآن وغيره كما يفعله الخنثيون معصية

آواز موزون کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پھیرنا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

وكذا اذا اقترن بالقرآن او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة

اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اوراذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى واما اللحن

اور دین میں کھیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑا گناہ پہلی گناہ سی سخت تر ہی اور رہا لحن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من

سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبھی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اسکی حرفون

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات

میں سی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑہا دی اور کبھی حرفون کی صفات کی بدلنی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء

ہوتا ہی اسطور کہ کچھہ کیفیات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اسکی ادغام اور مخفی کرنا

واشباع الحركات وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغني

اور حرکت کا بڑہانا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی لحن کو تغنی کی معنون میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن

اور کبھی ان تمام لفظون سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی یون کہی کہ قرآن کا

بالالحان يراد به حسن الصوت ولحون العرب كما في قوله عم اقرؤا القرآن بلحون العرب والمراد بلحون العرب صوتهم الطبيعية التي

پڑہنا الحان سی جایز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربون کی اصلی طبعی

هي مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في

آوازیں ہیں یعنی دراز کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ملکا کرنا ملکی کا اور پر کرنا پر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور مخفی کرنا قابل اخفا کرنا اور سوا اسکی جو عربون

كلامهم الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله عم اياكم ولحون

کی کلام میں ہوا کرتا ہیں جو اونکا اصل طریقہ ہی کہ اوسکی خلاف کو اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑہنا الحان سی حرام ہی تو اسی لحن فاسقون کی مراد ہین جیسی اس حدیث میں ہی

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقي اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه كبيرة

فاسقون کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقون کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویون کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئی کہ جو شخص یہہ نغمی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کرتا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى على تقدير كون المراد بها الانغام

دیکھتا نہیں کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ مشایخ الحان سی قرآن کا پڑہنا مباح کہتی ہین چنانچہ بعضی فتاوون میں مذکور ہی اور حسن صورت میں کہ مراد اس سی وہ نغمات ہون

المستفادة من الموسيقي كيف يبيحونها مع صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن

جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہین تو کیونکر مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقون کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف لا يبيحونها وقد امر بها النبي بقوله اقرؤا القرآن بلحون العرب وقد يقع الغلط على افهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلق

اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھا کرو اور بیشک بعضی لوگون کی سمجھہ پر غلطی پڑتی ہی وہ یہہ

في قراءة القرآن والخطبة والاذان هي التغني المعروف المشهور بها كما يزعمون كلا انهم عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا

جو قرآن کی پڑہنی اور خطبہ اور اذان میں درکار ہی وہ یہی تغنی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس اونکی سمجھہ پر حق تو یہہ ہی کہ وہ ان معنون سی بہت دور ہیں پھر یہہ بھی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکھا ہی

بل یقعون فی طعن السلف الصالحین وینسبون الیهم الفعل المحرم فی جمیع الادیان حیث یعتقدون ان الغناء

بلکہ علماء سلف کو طعنہ دیتے ہیں اور وہ ایسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہی تہمت لیتے ہیں اسواسطے کہ یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک یہہ غنا

الذی یفعلونه الیوم هذا الذی کان السلف یفعلونه ومعاذ الله ان یظن بهم هذا ومن وقع له ذلک یتعین

کہ جو اب عمل میں آتی ہی یہہ وہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتے تھی خدا کی پناہ اونکی طرف ایسی گمان سی اور جسکی خیال میں یہہ وسوسہ گذرتا ہی

علیه ان یتوب عنه ویرجع الی الله تعالی والا فهو من الهالکین الا تری ان حسن الصوت فی الاذان مندوب

تو اوسکو یہہ ہی چاہی کہ اس عقیدہ سی توبہ کری اور خدا کی طرف رجوع کری نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکھتے نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب

ومطلوب مع ان التغنی فیه حرام ومکروه منصوص کراهته فی عامة الکتب من المتون والشروح والفتاوی

اور مقصود ہی باوجودیکہ تغنی اذان میں حرام اور مکروہ ہی اوسکی کراہت صاف صاف تمام متونوں اور شرحوں اور فتاووں میں

مع ضرب من التاکید والتهدید وقد صدر الانکار علی فاعله عن النبی علیه السلام وعن الصحابة والتابعین وغیرهم

بتاکید اور تہدید مذکور ہی اور بیشک برائی تغنی کرنیوالی کی نبی علیہ السلام سی اور صحابہ اور تابعین وغیرہ

من السلف والخلف اذ روی عن ابن عباس رض انه علیه السلام کان له مؤذن یطرب ونهاه عن ذلک وروی ان

اگلی اور پچھلوں سی ثابت ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی ہاں ایک موذن مطرب تہا اوس موذن کو اس سی باز رکہا اور روایت ہی

رجلا قال لابن عمر انی احبک فی الله فقال له ابن عمر انی ابغضک فی الله لانک تغنی فی اذانک فظهر من

کہ ایک شخص نے ابن عمر سی کہا میں تمکو اللہ کی واسطی محبوب رکہتا ہوں پس ابن عمر نی جواب دیا میں تجہکو اللہ کی واسطی برا جانتا ہوں اسلئی کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہی

هذه الوجوه کلها ان المراد بالتغنی فی الحدیث المذکور سابقا لیس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان

اب ان تمام وجوہات سی ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی سی جو پہلی حدیث میں آیا ہی وہ ہی تغنی معروف و مشہور مراد نہیں ہی بلکہ تغنی سی قرآن کا ظاہر پڑہنا

بالقرآن والافصاح به کانه علیه السلام جعل الجهر به تبعا للاقرار بتوحید الله تعالی ونبوة انبیاءه فی کونه

اور فصیح زبان سی پڑہنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام نی قرآن بلند آواز سی پڑہنی کو منزلہ اقرار کی ٹہرایا ہی واسطی توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس سبب میں

من شعائر الاسلام کالاعلام بالشهادتین فی صحة الایمان او المراد به الاستغناء بالقرآن عن الاشعار و

کہ نشان اسلام کا ہو جیسی دو کلمے شہادت کا ظاہر کرنا واسطی درستی ایمان کی نشان ہی یا تغنی سی مراد بسبب قرآن کی شعروں سی اور

احادیث الناس فقد ورد التغنی بهذا المعنی وان مات یجیء تفعل بمعنی استفعل قلیلا لکن قلة الاستعمال لا یمنع

لوگوں کی قصی کہانیوں سی بی نیاز ہونا بیشک تغنی کی یہہ بہی معنی میں گرچہ وزن تفعل کا استفعل کی معنوں میں کمتر آتا ہی لیکن قلت استعمال سی احتمال

الاثم الارادة والمراد به التجوید والترتیل فانه زین للقرآن لاسیما مع حسن الصوت فان التغنی بمعنی حسن

ارادہ کا نہیں موقوف ہوتا اور مراد اس سی تجوید یا ترتیل ہی کیونکہ اس سی قرآن کو زینت ہوتی ہی خاص کر خوش آوازی سی تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی

الصوت مندوب علی ما ذکر فی التاتارخانیة ان التغنی بالقرآن ان لم یغیر الکلمة عن وضعها بل یحسنه تحسین

مستحب ہی چنانچہ تاتارخانیہ میں یہہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سی نہ بدل دی بلکہ اوسکو آراستہ کردی

الصوت وتزیین القراءة فذلک مستحب عندنا فی الصلوة وخارجها وان کان یغیر الکلمة عن وضعها یوجب

اور قرارت کو زینت دی تو یہہ تغنی ہماری نزدیک نماز میں اور نماز سی باہر بہی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سی بدل ڈالی تو نماز کو

فساد الصلوة لان ذلک منهی عنه وقال التوربشتی القراءة علی الوجه الذی یهیج الوجد فی قلوب السامعین

بگاڑتی ہی اس لئی کہ یہہ تغنی ممنوع ہی اور توربشتی کہتا ہی کہ اس وضع کی قرارت جو سننی والوں کی دلوں میں شور محبت بہڑکا دی

ویورث الحزن ویجلب الدموع مستحبة ما لم یخرجه التغنی عن التجوید ولم یصرفه عن مراعات النظم فی الکلمات

اور اندوہ پیدا کری اور آنسو بہاوی مستحب ہی جبتک کہ تغنی تجوید سی نہ نکالدی اور اوس نظم سی جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہی دور نہ کردی

والحروف

والحرف فاذا انتهى الى ذلك عاد الاستحباب بكراهة اذا تقرر هذا ينبغي ان نعلم ان الفقهاء لما صرحوا بكون التغني
پہر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہین مکروہ ہی جب یہہ معلوم ہوچکا تو یہہ بات بہی لایق سمجہنی ہی کہ فقہا جب تغنی کو

في القران حراما وشددوا فيه مع ظواهر بعض الاحاديث الذي توهم جوازه فيه فكونه حراما في غير القران من الاذان
قرآن مین تو حرام کہہ چکی اور اسباب مین تشدد کرچکی باوجود یکہ بعض احادیث کی ظاہر معنون سی جواز کا وہم پڑتا ہی پہر ایسی تغنی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذكار وغيرها مع عدم ورود شئ مما يوهم جوازه فيها اصلا من ظواهر الاحاديث واقوال العلماء اولی
اور خطبہ اور اذکار وغیرہ مین باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت بہی نہین جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ مین وہم پڑتا ہی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق اولی حرام ہی

لانه بقي على الحظر الاصلي المستفاد من قولهم التغني حرام في جميع الاديان المجلس الثامن والاربعون
اسواسطی کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جواونکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اٹہتالیسوین مجلس مین

في بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب وضع الاذان

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسمع
بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین سنیگا

مدى صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئ الا شهد له يوم القيمة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو سعيد
انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شئی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو سعید خدری کی روایت

الخدري وفيه حث على استفراغ الجهد في رفع الصوت بالاذان ليكثر شهوده من الجن والانس وغيرهما من
سی اور اسمین یہہ ترغیب ہی کہ جہان تک ہوسکی بتمام قوت اذان مین آواز بلند کری تا کہ گواہ جن و انس و غیرہ حیوانات

الحيوانات والجمادات يوم القيمة فان المؤذن كلما جعل صوته اجهر يكون شهوده يوم القيمة اكثر وانما
اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہوجاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا وتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہین سنیگا

قال لا يسمع صوته لان مدى الصوت غايته وغاية الصوت تكون اخفى لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه
آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہوجاتا ہی پہر جب اوسکی گواہی وہ چیزین دیوین جو اوس سی دور ہو

ووصل اليه همس صوته فاولى ان يشهد له من قرب منه وسمع مبادي صوته والمراد من شهادة الشهود له
اور اوسکی کسمساہٹ ہی سنی ہو تو جو پاس کی چیزین ہین اور اول آواز سنتی ہین بطریق اولی گواہی دینگی اور اوسکی حق مین قیامت کی دن گواہون کی گواہی سی مراد یہہ ہی کہ اوس روز اہل محشر کی سامنی

يوم القيمة اشهاده في ذلك اليوم فيما بين اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالى كما يهين قوما
بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق مین گواہ ہون کی بری گواہی سنکر ذلیل کرتا ہی تا کہ سب کی سامنی خوار و ذلیل

يوم القيمة بشهادة الشهود عليهم تحقيقا لفضوحهم على رءوس الاشهاد وتسويدا لوجوههم فكذلك يكرم
اور کالا منہہ ہووی سو ایساہی بعضی قوم کو

قوما في ذلك اليوم بشهادة الشهود لهم تكميلا لسرورهم تطييبا لقلوبهم ثم انهم بكثرة شهادة الشهود لهم يزداد
اوس روز گواہون کی اچہی گواہی اونکی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی لئی عزت کرتا ہی پہر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہت اچہی گواہون کی بڑہتی جاتی ہی

سرورهم وفرحهم فان قيل الاذان ذكر والاصل في الاذكار الاخفاء لقوله تعالى وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکرون مین اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دلمین گڑگڑاتا

وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ ولقوله عليه السلام للذي رفع صوته بالذكر لن تدعوا اصم ولا غائبا
اور ڈرتا اور پکارسی کم آواز بولنی مین اور اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اوس شخص کو جو پکارکر ذکر کرتا تہا فرمایا تو ہرگز نہین پکارتا بہری کو اور غائب کو

فما وجه الجهر فيه فالجواب ان الاذان وان كان ذكرا وكان الاصل في الاذكار الاخفاء الا ان فيه معنى زايد
پہر اذان مین پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکرون مین اخفا ہی پر اذان مین ایک اور بات بڑہتی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلاما لاوقات الصلوٰة وهذا المعنی الزائد اوجب فیه حکما عارضا علی
جس سی پکارکر کہنا اصل کی برخلاف ہوگیا اور وہ بات ہی کہ نماز کی وقتون کی خبر دیتی ہین اس ہی بڑھتی بات نی اوسمین ایک حکم عارضی اصل سی الگ واجب کردیا ہی
الاصل وهو الجهر لانه لایصلح ان یکون اعلاما الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکرا یوجب الاخفاء
یعنی پکارکر کہنا اسواسطی کہ اذان سی بدون پکارکر کہنی کی اعلام نہین ہوسکتا اسکا بیان یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسمین اخفا واجب ہی
الا ان الاخفاء امتنع فیه لمانع قوی هو کونه اعلاما لان الاعلام لایمکن حصوله الا بصفة الجهر ووجود
پر بیشک اسمین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سی ممنوع ہی وہ مانع یہہ ہی کہ وہ اعلام ہی اسواسطی کہ اعلام بدون پکارکر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور ایک
علة توجب حکما علی وجه لایمنع وجود علة اخری توجب حکما اخر مخالفا للاول بل اسمه ایضا یدل علی
علت سی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سی دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہین ہوتا جس سی دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہوجاوی بلکہ اوسکا نام ہی یعنی اذان دلالت
وجوب الجهر فیه لانه فی اللغة الاعلام مطلقا وفی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ
کرتا ہی کہ اسمین جہر واجب ہی اسلئی کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہین اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتی ہین بطور خاص الفاظ مخصوصہ سی
مخصوصة وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ایضا یدل علی لزوم الجهر فیه وهو انه
اور اوپر گذر چکا ہی کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب بہی دلالت کرتا ہی کہ اوسمین جہر لازم ہی وہ سبب یہہ ہی
علیه السلام لما قدم المدینة وبنی المسجد شاور اصحابه فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوٰة وحضور الجماعة
کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنی کی لئی کیا علامت مقرر کرین
فذکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصاری فذکر له النفخ فی القرن فقال هو من شعائر الیهود فذکر
کسی نی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نی فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پہر صور پہونکنی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ یہود کا طریق ہی پہر کسی نی
له ایقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غیر ان یتفقوا علی شئ وکان فیهم عبد الله بن زید الانصاری
آگ جلانی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ طریقہ مجوسیون کا ہی پہر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئی اور اوس مجمع مین عبد اللہ بن زید انصاری بہی تہی
فاهتم هما شدیدا لهم رسول الله علیه السلام فلم یاکل الطعام تلك اللیلة فبات مهتما فلما اصبح اتی رسول
سو اونکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اوسنی اوس رات کو کہانا نہ کہایا اسی فکر مین سوگیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ
الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی کنت بین النوم والیقظة اذ رایت نازلا من السماء علیه
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ مین کچہہ سوتا کچہہ جاگتا تہا ناگاہ مجہکو ایک شخص آسمان سی اوترتا نظر آیا
بردان اخضران فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اکبر الله اکبر الی تمام کلمات الاذان فقال
دو چادر سبز اوڑہی ہوئی پہر وہ گہر کی دیوار پر روبقبلہ کہڑا ہوکر کہنی لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول
رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا الرؤیا حق فالق ما رایته علی بلال فانه امد منك صوتا فالقینه
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یہہ خواب حق ہی سو جو تو نی دیکہا ہی بلال کو سکہادی کیونکہ بلال تجہسی بلند آواز ہی سو مینی اوسکو سکہادی
علیه فقام علی ارفع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وکان فی بیته فخرج یجر رداءه حتی اتی رسول الله
پہر بلال نی ایک اونچی جگہہ پر کہڑی ہوکر اذان پڑہی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نی اپنی گہر مین سنی سو چادر کہینچتی ہوئی گہر سی نکل کر رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله والذی بعثك بالحق لقد رایت مثل ما قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یارسول اللہ قسم ہی اوس اللہ کی جسنی تمکو برحق بہیجا ہی مین نی بہی یہی دیکہا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
فلله الحمد وروی انه رای فی المنام تلك اللیلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زید فلما
فرمایا للہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیون نی خواب مین یہہ ہی دیکہا تہا جو عبد اللہ بن زید نی روایت کی پہر جب

بلغ

ثبت شرعية الاذان بهذه الرؤية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو
اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سے ثابت ہوچکا جسکی حقیت میں نبی علیہ السلام نے گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہانتک کہ اگر

اصر على تركه اهل مصر او اهل قرية او اهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم
کسی شہر یا گانو والے یا اہل محلہ والے اذان سراسر چھوڑ دیں تو امام وقت اون پر زور دیکر پڑھوا دے اور اگر نہ

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد
مانیں تو اون پر جہاد کرے اسواسطے کہ جب اذان اعلام دین سے ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کردینا دین کا استخفاف ہے سلئے جہاد کرنا لازم ہو اور

روى عن انس انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا اغار
انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد میں یہہ رویہ تہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتے اگر اذان کی آواز سنتے تو رک جاتے اور نہیں تو غارت کرتے

يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف
مراد یہہ ہے کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتے تو یہہ عادت تہی کہ رات کو روانہ ہوتے جب کسی ایسے شہر پہنچتے کہ اوسکا حال معلوم نہوتا

حالها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان امسك
تو صبح تک منتظر رہتے اور اذان کی طرف کان لگاتے تاکہ یہہ امر معلوم ہوجاوے کہ یہہ شہر مسلمانوں کا ہے یا شہر کفار کا ہے پہر اگر اذان سن پاتے تو غارت گری سے

عن الاغارة وتركها وان لم يسمع الاذان اغار فهذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا
باز رہتے اور اوس شہر کو چہوڑ دیتے اور اگر اذان نہ سنتے تو غارت کرتے پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اذان اعلام دین سے ہے اور باوجود اسکے

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلاة
اسہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان واجب ہے پر عام مشایخ کے نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہے اور یہہ ہی صحیح ہے اور ایسے ہی تکبیر پانچوں نماز کے واسطے سنت مؤکدہ ہے

الخمس اذا صليت بالجماعة اداء وقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجبات كصلوة الوتر والعيدين ولا للسنن
بشرطیکہ باجماعت ہوں وقت پر ادا ہوں یا قضا اور جمعہ کے لئے بہی اسواسطے کہ جمعہ فرض ہے اور نماز واجب کے واسطے نہیں ہے جیسے نماز وتر اور دونو عید اور نہ سنتوں کے واسطے

كالتراويح ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات ويزيد المؤذن
جیسے تراویح اور نہ نفلوں کے واسطے جیسے نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہہ سب نمازیں باجماعت پڑہیں اور مؤذن فجر کی اذان میں

بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم مرتين لما روى ان بلالا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم
بعد حی علی الفلاح کے الصلوة خیر من النوم دوبار زیادہ کہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ بلال نبی علیہ السلام کے پاس آیا

فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا جعله في اذانك وانما خص
تو آپکو سوتے پایا پس بلال نے کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا خوب بات ہے اسکو تو اپنی اذان میں داخل کرلے اور خصوصیت

الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتيج الى زيادة الاعلام والاقامة مثل الاذان الا انه يزيد بعد فلاحها قوله
فجر کی اسلئے ہے کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے سو اوسہی وقت تنبیہ کی حاجت زیادہ تہی اور تکبیر مانند اذان کی ہے پر اتنا فرق ہے کہ تکبیر میں بعد حی علی الفلاح کے اتنا لفظ

قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويحدر في الاقامة لما روى انه عليه السلام قال لبلال اذا اذنت
قد قامت الصلوة یعنی قایم ہوئی نماز دو بار کہے اور اذان میں ٹہر ٹہر کر کہے اور تکبیر میں شتابی کہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال سے فرمایا جب تو اذان پڑہے

فترسل واذا اقمت فاحدر والترسيل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحدر ان يوصل بين كلمات
تو ٹہر ٹہر کر اور جب تو تکبیر کہے تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہے کہ اذان کی کلمات میں ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوے اور حدر یہہ ہے کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوے

الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روي عن ابراهيم النخعي انه قال شيئان مجزومان كانوا لا يعربونهما الاذان
اور اعراب یعنی حرکات کو دونو میں ترک کرے اسواسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ کہتا تہا دو چیزیں جزم سے ہیں پہلے لوگ اونکو اعراب نہیں دیتے تہے اذان

والاقامة قال الزيلعي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف قاله الهروي وعوام الناس
اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان میں وقف حقیقی ہی اور تکبیر میں وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یوں

يقولون الله اكبر الله اكبر بضم الراء الاولى وكان ابو العباس المبرد يفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالى اليها
کہتی ہیں الله اکبر الله اکبر پہلی را کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس پر زبر پڑھتا ہی الله کی الف کا زبر نقل کر کر اوس راکو دیتا ہی

لالتقاء الساكنين كما يفتح الميم في قوله تعالى الم الله لا اله الا هو مع ان الاصل في الحروف المقطعة الاسكان ويترتب بين
واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت میں مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات میں سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ویسی ہی مرتب کہی

كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضا واخر بعضا فالافضل الاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيهما ويستقبل بهما
جیسی مشروع ہوئی ہیں یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچہی کردی تو واسطی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونوکو پڑہتی ہوئی بیچ میں نہ بولی اور دونوکو روبقبلہ ہوکر

القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يمينا عند قوله حي على الصلوة وشمالا عند قوله حي
پڑہی اور اذان میں دونو پانوں جمائی ہوئی اپنی جگہ میں حی علی الصلاح کہتی ہوئی دہنی طرف منہہ پہیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائیں طرف

على الفلاح لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجات يستقبل القبلة لان احسن احوال
اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر میں مناجات ہی اور اوسکی بیچ میں منادات یعنی لوگوں کو پکارنا ہی سو مناجات میں روبقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاكرين استقبال القبلة وفي المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطابهم فيتوجه اليهم واذا كان في
یاد الہی کرنیوالوں کا روبقبلہ رہنا ہی اور پکارنی کی وقت اوس طرف منہہ پہیری جنکو پکارتا ہی اسلئی کہ اوہنی کو خطاب ہی سو اودہری کو منہہ پہیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه مع ثبات قدميه في مكانه يستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه
منارہ کی اندر ہووی اور منہہ پہیرانی سی دونو پانو اپنی جگہہ پر جمی ہوئی میں پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو اونگلیاں اپنی کانوں میں کرلی

لما روى انه عليه السلام قال لبلال اجعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك وان لم يجعل اصبعيه
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال کو فرمایا اپنی دونو کانوں میں اونگلیاں دی لی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ اونگلیاں کانوں میں نہ دی

في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روي ان ابا محذورة ضم اصابعه
بلکہ دونو ہاتہہ کانوں پر رکہہ لی تو بہی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نی اپنی چاروں اونگلیاں ملاکر

الاربع ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدى يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن لصلوة
کانوں پر رکہہ لیں تہیں اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتہہ اپنی کان پر رکہہ لی تو بہی اچہا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ويعيد في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيلا
وقت آنی سی پہلی اذان نکہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہدی ہو اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بہلاوا دینا ہی

لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و
اعلام نہیں ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی بسبب عمل درآمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا ومد يده عرضا و
اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نی بلال سی فرمایا اذان مت دینا جبتک تجہکو فجر اسطور پر ظاہر نہوجاوی پہر اپنا ہاتہہ عرض میں کہینچا اور

لظهور التواني في الامور الدينية استحسن المتاخرون التثويب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب
امور دینی میں سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء نی تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازوں میں پسند کیا ہی

وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بما تعارفونه
اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک دفعہ آگاہ کرکی موافق تعارف ہریک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام میں مبالغہ ہوتا ہی بغیر تعارف قوم کی نہیں ہوسکتا

وابو یوسف خص به من له زیادة اشتغال بامور المسلمین کالامیر والقاضی والمفتی لانهم لا یعرفون وقت
اور امام ابو یوسف تثویب کو خاص کرتی ہین اوس شخص کی واسطے جسکو مشغولی کار بار مسلمانون کا لگا رہتا ہو جیسی امیر حاکم اور قاضی اور مفتی اسلئی کہ ان حضرات کو وقت

الحضور ولو حضروا کما سمعوا الاذان ولم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمین وینبغی
حضور کا دہیان نہین ہوتا اور اگر یہ لوگ اذان سنتی ہی چلی آیا کرین اور جماعت جمع نہو تو انتظار کرنا پڑیگا پہر مسلمانون کی کار بار معطل ملتوی رہینگی اور مؤذن کو یون چاہئی

للمؤذن ان یفصل بین الاذان والاقامة ویکره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
کہ اذان اور اقامت کی بیچمین کچہہ دیر تک کیا کری دونون کا متصل بدون فاصلہ کی کہنا مکروہ ہی اسلئی کہ غرض تو اذان سی لوگون کا آگاہ کرنا ہی کہ وقت نماز کا آگیا ہی

وقت الصلوة لیتهیؤا لها بالطهارة فیحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ینتفی هذا المقصود وطریق الفصل
تاکہ وہ نماز کی تیاری کرین وضوء غسل کرکر مسجد مین نماز کی لئی آئین اور دونو کی ملادینی مین یہ غرض فوت ہوتی ہی اور طریق فاصلہ کا یہ ہی

ان الصلوة ان کانت مما یتطوع قبلها یفصل بینهما بصلوة سنة کانت اوغیرها لما روی عن عبد الله
کہ اگر نماز ایسی ہی کہ اوس سی پہلی نفلین پڑہی جاتی ہین تو اونکی بیچ مین نماز پڑہینگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچہہ اسواسطی کہ روایت ہی عبد الله

بن مغفل انه علیه السلام قال بین کل اذانین صلوة بین کل اذانین صلوة ثم قال فی الثالثة لمن شاء والمراد
بن مغفل سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر وقت درمیان دونو اذان کی نماز ہی ہر وقت درمیان دو اذان کی نماز ہی پہر تیسری دفعہ مین فرمایا جو شخص پڑہنا چاہی اور مراد

بالاذانین الاذان والاقامة علی طریق التغلیب والمراد بالصلوة التطوع سواء کان سنة اوغیرها من النوافل
دو اذان سی اذان اور تکبیر ہی بطور تغلیب کی اور نماز سی مراد نماز نفل ہی برابر ہی خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل

لا الفرض بدلیل تخییره علیه السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث علی التنفل بین الاذان
فرض مراد نہین ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی تیسری بارمین اختیار دیدیا اس لفظ سی لمن شاء اور اسمین اذان اور تکبیر کی بیچمین نفل پڑہنی کی ترغیب ہی

والاقامة لان الدعاء لا یرد بینهما علی ما روی عن انس انه علیه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة
اسواسطی کہ دعا اذان اور تکبیر کی بیچ کی رد نہین ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہین ہی

فاذا کان الدعاء غیر مردود بینهما یکون العبادة بینهما افضل وان لم یفصل بینهما بصلوة یفصل
جب اذان اور تکبیر کی بیچمین دعا مردود نہین ہوتی تو عبادت اونکی بیچ مین افضل ہی اور اگر انکی بیچ مین نماز پڑہکر دیر نکری تو اتنی دیر تک

بینهما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیه قراءة عشرین آیة اومقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود
بیٹہا ہی رہی جتنی دیر مین بیس آیتین پڑہ سکی یا اتنی دیر تک جسمین چار رکعت نماز پڑہ سکی کیونکہ اسمین مقصود پورا ہوتا ہی

وان کانت الصلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب فعند ابی حنیفة یفصل بینهما قائما بسکتة
اور اگر وہ نماز ایسی ہی جسمین اوس سی پہلی نفلین نہین مین جیسی مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر مین اتنی دیر چپکا کہڑا رہی

مقدار ما یتمکن فیه من قراءة ثلث آیات قصار او آیة طویلة وفی روایة عنه مقدار ما یخطو ثلث
جسمین تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت طویل پڑہ سکی اور ایک روایت مین امام سی اتنی دیر جسمین تین قدم بہر لی

خطوات ثم یقیم لان التعجیل مامور به والتاخیر مکروه فیکتفی بادنی الفصل لیکون اقرب الی التعجیل
پہر تکبیر کہی اسواسطی کہ تعجیل کا حکم ہی اور دیر لگانی مکروہ ہی سو ادنی فاصلہ کفایت کرتا ہی تاکہ تعجیل سی قریب رہی

وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروه ولا یحصل الفصل بالسکتة لوجودها
اور صاحبین کی نزدیک اذان و تکبیر مین تہوڑی سی نشست کا فاصلہ کری اسلئی کہ ملادینا مکروہ ہی اور سکتہ کا کچہہ فاصلہ نہین ہی کیونکہ سکتہ تو

بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضی الفائتة باذان واقامة لانها
اذان کی کلمات مین بہی موجود ہی سو اتنی دیر بیٹہ جاوی جتنی دیر خطیب دونو خطبون مین بیٹہتا ہی اور نماز فائتہ کی قضا کی لئی اذان اور اقامت دونو چاہئین اسلئی

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان کانت الفائتة واحدة تقضی بهما لیکون القضاء علی
کہ یہ دونو نماز کی سنتین ہین کچہ وقت کی سنتین نہین ہین پہر اگر نماز فائتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہیین تاکہ قضا ادا کی وضع پر
سنن الاداء وقد روی انه علیه السلام قضی صلوة الفجر غداة لیلة التعریس مع الجماعة باذان واقامة
ہوجاوی اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی لیلة التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی ساتہہ اذان اور تکبیر سی قضا کی
وان کانت متعددة وارید قضاءها متوالیة یؤذن ویقیم للاولی منها ویکون مخیرا فی الباقی ان شاء
اور اگر وہ نمازین کئی ہون اور ایک دفعہ ہی پی درپی قضا کیا چاہی تو پہلی نماز کی لئی اذان اور تکبیر دونو کہی اور باقی نمازون مین مختار ہی چاہی
اذن واقام لیکون القضاء علی حسب الاداء وان شاء اقتصر علی الاقامة لما روی انه علیه السلام شغله
اذان اور تکبیر دونو کہی تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہو جاوی اور اگر چاہی اقامت ہی پر اکتفا کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام کو مشرکون نی
المشرکون یوم الخندق عن اربع صلوات سوی الفجر فقضی الاولی مع الجماعة باذان واقامة وماسواها باقامة
جنگ خندق مین سوا نماز فجر کی چار نمازون کی فرصت نہ دی سو آپ نی پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سی قضا کی اور باقی نری تکبیر ہی سی
فقط واهل السفر فی المفازة یصلون بهما ویکره لهم ترکهما لانهما من سنن الجماعة والسفر لا یسقط الجماعة ولا یسقط
اور مسافر جنگل مین اذان اور تکبیر دونو سی نماز پڑہا کرین اور انکو دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اسلئی کہ اذان اور تکبیر متعلق جماعت سی ہین اور سفر سی جماعت
ما هو من سننها ولو اکتفوا بالاقامة وترکوا الاذان لا یکره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت لیحضر الغائبون
نہین ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سی متعلق ہی اور اگر مسافر نری تکبیر ہی پر اکتفا کرین اور اذان نہ پڑہا کرین تو مکروہ نہین ہی اسلئی کہ اذان وقت کی آجانی کی خبر دینی کی واسطی ہی تاکہ جو لوگ
والذین هم فی اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفی محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الی جمعهم واحضارهم
غائب ہین اور اپنی کاروبار مین جابجا لگی ہوئی ہین وہ سب آجاوین اور رفیق سفر کی حاضر رہتی ہین اور اپنی فرودگاہ مین جمع ہوتی ہین تو انکی جمع کرنی کی حاجت اور بلانی کی ضرورت نہین
واما الاقامة فهی للاعلام بالشروع فی الصلوة وهم الیه محتاجون ویکره اداء المکتوبة مع الجماعة فی
رہی تکبیر سو وہ اس خبر کی واسطی ہی کہ نماز شروع ہوگئی اور انکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فرضون کا جماعت سی مسجد مین ادا کرنا
المسجد بغیر اذان واقامة ولا یکره فی البیوت والکروم وضیاع القریة لان ما کان فی المصر والقریة من الاذان
بدون اذان اور تکبیر کی مکروہ ہی اور گہرون کی اندر اور باغون مین اور باہر متصل قریہ سی مکروہ نہین ہی اسلئی کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر انکو کافی ہی
والاقامة یکفیهم والمقیم فی المصر اذا صلی فی بیته وحده ینبغی له ان یصلی باذان واقامة لیکون الاداء
اور مقیم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی گہر مین نماز پڑہی تو بہتر اوسکو یہ ہی کہ اذان اور تکبیر کہہ لی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہو جاوی
علی هیئة الجماعة وان ترکهما معا لا یکره ان وجدا فی مسجد محلته لانه وان کان مصلیا بغیر اذان واقامة
اور اگر اوسنی دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہین ہی جس صورت مین کہ محلہ کی مسجد مین ہوتی ہون اسواسطی کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت مین بدون اذان اور تکبیر
حقیقة لکنه مصل بهما حکما لان المؤذن فی المحلة نائب عن اهل المحلة فی الاذان والاقامة لنصبهم ایاه
کی نماز پڑہتا ہی پر وہ حکما اذان اور تکبیر سی پڑہتا ہی کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر مین اہل محلہ کا نائب ہوتا ہی کیونکہ اہل محلہ نی اوسکو اسی لئی مقرر کیا ہی
لذلک فیکون اذانه واقامته کاذان الکل واقامتهم ولهذا حین اراد ابن مسعود ان یصلی فی بیته بعلقمة
تو اب اوسکی اذان اور تکبیر ایسی ہی جیسی سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطی جب ابن مسعود نی اپنی گہر مین نماز پڑہنی کا ارادہ کیا تہا ہمراہ علقمہ
والاسود فقیل له الا تؤذن وتقیم قال اذان الحی یکفینا واما المسافر اذا صلی فی المفازة وحده بغیر اذان و
اور اسود کی تو کسی نی اونسی کہا اذان اور تکبیر کیون نہین کہتی تو ابن مسعود نی جواب دیا محلہ کی اذان ہماری لئی کافی ہی اور مسافر اگر جنگل مین اکیلا بدون اذان اور
اقامة یکره له ذلک لکونه مصلیا بغیر اذان واقامة حقیقة وحکما لان المکان الذی هو فیه لیس فیه
تکبیر کی نماز پڑہی تو اوسکو مکروہ ہی اسواسطی کہ وہ حقیقة اور حکما بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑہتا ہی اسلئی کہ اوس جگہ جہان وہ ہی ہرگز کوئی اور نہین ہی

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلي في المسجد ان صلى جماعة يصلي باذان واقامة ويكره له
جس نی ساس نماز کی لئی اذان اور اقامت کہی ہو اور مصلی مسجد مین اگر جماعت سی نماز پڑہتا ہی تو اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑہی اور اوسکو
ترك كل منهما وان صلى منفردا فحكمه حكم المصلي في بيته واما القرى فان كان فيها مسجد وكان في ذلك
دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑہتا ہی تو اوسکا حال ایسا ہی جیسی اپنی گہر مین نماز پڑہتا ہی اور گانوؤن اگر اونمین مسجد ہی اور اوس مسجد مین
المسجد اذان واقامة فحكم من يصلي فيه او في بيته كما مر وان لم يكن فيها مسجد كذلك فحكم المصلي فيها
اذان اور تکبیر بہی ہوتی ہی تو اوسکا حال ویسا ہی ہی جو مسجد مین نماز پڑہی یا اپنی گہر مین چنانچہ گذر چکا اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین ہی تو اوسکا حال ایسا ہی
حكم المسافر ثم ينبغي ان يعلم ان السنة في الاذان ان يكون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق
جیسی حال مسافر کا پہر سمجہنا چاہئی کہ طریق مسنون اذان مین یون ہی کہ بدون لحن اور تغنی کی ہوا کری اسلئی کہ غرض اذان سی نماز کی لئی خلقت کا بلانا ہی
الى الصلوة باعلام دخول وقتها فلابد ان يكون على وجه يفهم السامع الفاظه حتى يظهر فائدة معنى قوله
یہہ خبر جتلا کر کہ وقت ہوگیا ہی اب ضرور ہی کہ اس وضع پر ہو وی کہ الفاظ کا سننی والا سمجہ لی تاکہ اس قول کی معنون کا فائدہ ظاہر ہووی کہ
حي على الصلوة حي على الفلاح فان معناهما اسرعوا الى الصلوة اسرعوا الى ما فيه نجاتكم من النار وبقاؤكم في الجنة
حی علی الصلوة حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکی یہہ ہین جلد آؤ واسطی نماز کی جلد اودہر آؤ جسمین آگ سی تمہاری نجات ہی اور جنت مین ہمیشہ کو رہنا ہی
لكن قد غيرت هذه السنة في هذا الزمان في اكثر البلدان لان اهلها يؤذنون بانواع النغمات والالحان حيث
لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ مین اکثر شہرون مین بدل ڈالا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سی پڑہتی ہین کہ
لا يفهم ما يقولون من الفاظ الاذان ولا يسمع منهم الا اصوات ترفع وتخفض كصوت المزمار وهي على ما ذكر في المدخل
یہہ نہین سمجہہ مین آتا کہ الفاظ اذان مین سی کیا کہتی ہین اور کچہہ سننی مین نہین آتا سوای آواز کی کہ کبہی بلند ہوتی ہی اور کبہو پست جیسی آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان مدخل کی
بدعة قبيحة احدثها بعض الامراء في مدرسته بناها ثم سرى ذلك منها الى غيرها ثم انهم لحرصهم على التغني لم يكتفوا
بدعت قبیحہ ہی اسکو بعضی امیرون نی اپنی مدرسہ مین جاری کی تہی پہر یہہ وہانسی ساری مین پہیل گئی پہر اونہون نی تغنی کی حرص کی مارے اذان کی الفاظ پر بس نکیا
بكلمات الاذان بل زادوا عليها بعض الكلمات من الصلوة والتسليم على النبي عليه السلام فان الصلوة والتسليم
بلکہ اذان پر اونہون نی بعضی اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑہا لئی بیشک درود اور تسلیم کا
وان كان مشروعا بنص الكتاب والسنة وكان من اكبر العبادات واجلها لكن اتخاذها عادة في الاذان على المنارة
مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور بڑی اور بہتر عبادت مین سی ہی پر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اوپر عادت کرنا
لم يكن مشروعا اذ لم يفعلها احد من الصحابة والتابعين ولا غيرهم من ائمة الدين وليس لاحد ان يضع العبادات
مشروع نہین ہی اسواسطی کہ یہہ کسینی نہین کیا نہ صحابہ نی اور نہ تابعین نی اور نہ کسی اور پیشوایان دین نی اور کسیکو یہہ اختیار نہین ہی کہ عبادات کو اور جگہہ رکہی
الا في مواضعها التي وضعها فيها الشرع ومضى عليها السلف الا ترى ان قراءة القران مع كونها من اعظم العبادات
سوا اوس مواضع کی جہان اوسکو شرع نی وضع کیا ہی اور بزرگ متقدم اوسکو کرتی چلی آئی ہین کیا نظر نہین آتا کہ تلاوت قرآن کی باوجودیکہ عمدہ ترین عبادات ہی
لا يجوز للمكلف ان يقرأها في الركوع ولا في السجود ولا في القعدة لان كلا منها ليس محلا للتلاوة ثم انظر الى هذه
مکلف کو جایز نہین کہ رکوع مین قرآن پڑہا کری اور نہ سجدہ مین اور نہ قاعدہ مین اسواسطی کہ یہہ تینون مقام تلاوت کی محل نہین ہین پہر اس بدعت کو دیکہہ تو
البدعة التي احدثوها في الاذان من النغمات والالحان كيف تعدت الى محرم اخر وهو انهم جعلوها في الصلوة
جو ان لوگون نی اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کئی ہین ایک اور حرام کی طرف کیسی بڑہ گئی ہی وہ یہہ ہی کہ ان لوگون نی نغمات کو نماز کی اندر تکبیرات انتقالات مین
حال التبليغ في الانتقالات وذلك كلام في الصلوة على طريق العمد فيبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم يسرى
داخل کیا ہی اور یہہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سو اونکی نماز باطل ہوجاتی ہی اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہہ فساد

ذلك الفساد الى من يقتدي الامام بتسميعهم التكبير في الافتتاح والانتقالات لان المأموم لا يجوز له الاقتداء
اونسے اور مقتديون مين آيا جو انکی تکبير تحريمه اور تکبير انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہين اسواسطی که مقتدی کا اقتدا بدون کسی ايک کی
الا باحد اربعة اشياء فان لم يوجد لا يوجد الاقتداء في تلك الصلوة اولها وهو اعلاها ان يرى افعال
چار چيزون مين سی صحيح نہين ہی سو اگر اونمين سی کوئی نہو گی تو اوس نماز مين اقتدا ہی نہو گا اول سب سی افضل يہہ ہی که مقتدی امام کی افعال کو ديکھتا ہو
الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فروية افعال المأموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان
پھر اگر يہہ ميسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پھر اگر يہہ بھی دشوار ہو تو افعال اور مقتديون کی ديکھتا ہو پھر اگر يہہ بھی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو يہہ لوگ جو انکی
صلاتهم بالنغمات والالحان لا يكونوا من المأمومين وانتقال المأموم من ركن الى ركن بسماع اصواتهم من غير
نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہو گئی ہی تو مقتدی نہين ہين اور انتقال کرنا مقتدی کا ايک رکن سی دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدون
روية افعال الامام وسماع اقواله لا يصح صلوته وههنا مفسدة اخرى وهي ان الامام اذا كبر للصلوة ودخل
ديکھنی افعال اور سنی اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہی اور يہان ايک اور مفسدہ ہی وہ يہہ ہی که امام جب تکبير کہکر نماز مين داخل ہو جاتا ہی
فيها يكبرون خلفه قبل ان يدخلوا في الصلوة ليسمع الناس تكبيرهم ويدخلوا في الصلوة فمن احرم من الناس بتكبيرهم
تو امام کی پيچھی تکبير کہديتی ہين اس سی پہلی که آپ نماز مين داخل ہون تاکه اور لوگ اونکی تکبير سنکر نماز مين داخل ہو جاوين پھر جو کوئی انکی تکبير سنکر بدون
من غير سماع تكبير الامام يدخل في صلوته خلل من هذه الوجه ايضا لما تقدم ان الاقتداء لا يصح الا باحد
سنی امام کی تکبير تحريمه کہيگا اوسکی نماز مين يہہ بھی خلل داخل ہيگا اسواسطی که اوپر گذر چکا ہی که اقتدا بدون ايک کی
اربعة اشياء وهذا ليس بواحدة منها يسرنا الله تعالى العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس
چار چيزون مين سی صحيح نہين ہوتا اور يہہ اون چارون مين سی کچھه بھی نہين ہی الٰہی ہمپر آسان کر سنت پر عمل کرنا اور بدعت سی اجتناب کرنا انچاسون مجلس

التاسع والاربعون في بيان فضيلة الجمعة وفي تفضيل يومها على سائر الايام
مين بيان جمعه کی فضيلت کا اور جمعه کی روز کی تفضيل تمام ايام پر

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه ادخل
رسول الله صلی الله عليه وسلم نی فرمايا بہت اچھا دن جسپر آفتاب چمکا ہی جمعه کا دن ہی اسی مين آدم پيدا ہوا اور اسی دن مين
الجنة وفيه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
جنت مين داخل ہوا اور اوسی روز مين جنت سی نکلا اور قيامت نہو گی سوا دن جمعه کی يہہ حديث مصابيح کی صحيح حديثون مين ہی ابو ہريره کی روايت سی
وقد بين فيه ان يوم الجمعة خير الايام اذ فيه خلق آدم النبي عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج
بيشک اسمين يہہ بيان فرمايا که جمعه کا دن سب دنونسی بہتر ہی اسواسطی که اسی مين آدم نبی عليه السلام پيدا ہوئی اور اسی مين جنت مين داخل ہوئی اور اسی مين جنت سی نکلی
منها فان قيل دخول آدم النبي عليه السلام الجنة خير وحسن لكن خروجه منها كيف يكون خيرا وحسنا
پھر اگر کوئی کہی آدم نبی عليه السلام کا جنت مين داخل ہونا تو بہتر ہی اور نيک بھی ہی پر اونکا جنت مين سی نکلنا کيا اچھا اور خوب ہی
فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الكثيرة والمصالح يكون خيرا وحسنا لانه بواسطة خروجه
تو جواب يہہ ہی که اونکا جنت مين سی نکلنا جسمين بہت سی فائدی اور خوبيان ہونی کو تہين بہت خوب اور بہتر ہی اسواسطی که وہ جنت مين سی نکلی
منها حصل منه عليه السلام اولاد كثيرة وتناسلوا وبعث الله تعالى من نسله على ذريته الانبياء وانزل فيهم
تو اونسی بہت سی اولاد پيدا ہوئی اور آگی کو نسل چلی اور الله تعالیٰ اونکی نسل مين سی اونکی اولاد پر نبی بھيجی اور کتابين اوتارين
الكتب وجعل منهم الاخيار والابرار وظهر منهم عبادات مرضية وطاعات مرعية وهذا كله خير كثير
اور اونمين سی صلحاء اور ابرار پيدا کئی اور اونسی عبادات پسنديده اور طاعات مرغوب عمل مين آئين يہہ تمام خير ہی خير ہی

بالنسبة

بالنسبة الى خروجه من الجنة فعلى هذا يكون يوم الجمعة خير الايام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام
جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس بنا پر اس کی موافق جمعہ کا دن سب دنون مین بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومهم الذي
اور تمام خلق مین سی مسلمانون کی لئی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض عليهم واختلفوا فيه فهدانا الله له والناس لنا تبع اليهود غدا والنصرى بعد غد يعني انه تعالى
جو اللہ تعالی نی اونپر فرض کیا تھا اور انہون نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور اور لوگ ہمارے پیرو ہین یہود تو کل اور نصاری اوس سی اگلی دن مراد یہہ ہی

امر عباده ان يجتمعوا في يوم الجمعة ويعظموه بالطاعة ولم يعينه لهم بل امرهم ان يعينوه باجتهادهم
کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کے دن جمع ہوا کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور دن نہین مقرر کر دیا تھا بلکہ یون حکم تھا کہ آپ اپنی اٹکل سی معین کر لین

فاختلفوا فيه فقالت اليهود هو يوم السبت لانه تعالى فرغ في هذا اليوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
سو انہون نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم بھی

فيه من الاشغال الدنيوية ونشتغل بالعبادة وقالت النصرى هو يوم الاحد لانه تعالى ابتدا في
اس روز مین دنیا کی کاروبار چھوڑ کر عبادت مین مشغول رہین اور نصاری کہنی لگی وہ یکشنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین

هذا اليوم بخلق المخلوقات فهو اولى بالتعظيم فهدى الله تعالى هذه الامة ووفقهم باصابة حتى
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تھا تو اسی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عينوه وقالوا ان الله تعالى اوجد في سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفي يوم الجمعة اوجد نفس الانسان
کہ جمعہ مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تو وہ چیزین پیدا کین جسمین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشكر على نعمة الوجود اهم واقدم وقد بين الله تعالى كيفية الشكر في هذا اليوم فقال اذا نودي للصلوة
اور شکر گذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی نی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع فانه تعالى امر اولا بالسعي الى الجمعة ثم امر بترك الاشتغال
دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول دوڑنے سعی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پھر اسواسطی ترک شغل کاروبار

بالامور الدنيوية الصارفة عن السعي الى الجمعة وقد روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہون امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لينتهين اقوام عن تركهم الجمعة او ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين فانه عليه السلام
البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگا دیگا پھر وہ سراسر غافل ہو جاوینگی سو نبی علیہ السلام نی

بين في هذا الحديث ان احد الامرين كائن لا محالة اما الانتهاء عن تركهم الجمعة او ختم الله على قلوبهم
اس حدیث مین بیان فرمایا کہ دو نوبات مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم ليكونن من الغفلين لان العبد اذا ترك امرا من اوامر الله تعالى مرة يحصل في قلبه نكتة سوداء
پھر ہو جاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کے حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترك مرة اخرى يحصل في قلبه نكتة سوداء اخرى ثم كذلك حتى يسود قلبه فاذا اسود قلبه يغلب
اور جب اوسنی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ پڑ جاتا ہی پھر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پھر جب دل تمام سیاہ ہو گیا

عليه الغفلة وينسى الموت وكونه من اهل القبور وينهمك في الفسوق والفجور فان تاب وانتهى عن ترك
تو اوسپر غفلت چھا جاتی ہی اور موت کو بھول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق و فجور مین کھپ رہتا ہی پھر اگر توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويشتغل باداء المامورات

تو وہ داغ اوسکی دل پرسی ایک ایک دور ہوتی گئتا ہی پہر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور ادار ماموارت مین مشغول ہوتا ہی

التي من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب

جنمین جمعہ کی نماز بہی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالى يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ فانه تعالى

یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالی نی

امر في هذه الاية بالسعي الى ذكر الله تعالى والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز

اس آیت مین یہہ امر کیا کہ طرف ذکر الہی کا جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی کا مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو

صحت کی شرط ہی پہر جب سعی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلي وهو صلوة اولى واحرى ثم انه تعالى لتاكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال

کہ وہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب اور سزاوار ہو گی پہر اللہ تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البيع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله تعالى

اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بدون امر واجب کی نہین ہوسکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیہ الصلوة والسلام کا جان لو کہ اللہ تعالی نی

كتب عليكم الجمعة في يومي هذا في شهري هذا في مقامي هذا فمن تركها تهاونا بها واستخفافا

تمپر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پہر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اوسکا حق ہلکا سمجہ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا

اور حال یہہ ہی کہ اوسکا امام ہی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کریو اللہ اوسکی پریشانی خبردار نہین ہی اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوة خبردار نہین ہی اوسکا روزہ ان

ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم

اگر توبہ کرلی پہر جسنی توبہ کی اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی

الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة وايا ما

آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت

كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شروط زائدة على شروط سائر الصلوت وهي اثنا عشر شرطا ستة منها

دونوں مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہی اور اوسکی لئی شرطین تمام نمازوں کی شرطوں سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چہہ اونمین سی

في المصلي وهي شروط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب على المراة والثاني

مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصر فهو في حكم المسافر والثالث الحرية

مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسری ازادی

فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب والماذون والعبد الذي حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه

سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پہ میاں کا گہوڑا پکڑی کہڑا ہوا ختلاف ہی

والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير

چوتہی صحیح وسالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین اگر جمعہ مین جانی سی بیماری کی بڑہنیکا یا دیر مین اچہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

الضعيف

الضعيف عن السعي والخامس سلامة العينين فلا تجب على الاعمى عند ابي حنيفة وعندهما تجب ان وجد
چلنی مین ناتوان پانچوین آنکھون والا ہونا پس اندھی پر امام ابوحنیفہ کی نزدیک واجب نہین اورصاحبین کی نزدیک واجب ہی اگر
قائدا والسادس سلامة الرجلين فلا تجب على المقعد وان وجد من يحمله الى الجمعة والممرض كالمريض على الاصح
اتہہ پکڑنیوالا میسر آوی چہٹی دونو پانو کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہین اگرچہ ایسا شخص میسر آوی کہ جو اٹہا کر جمعہ مین لیجاوی اور بیماردار اصح قول پر مانند بیمار کی ہی
ان بقي المريض ضايعا والتمريض من جملة الاعذار المبيحة للتخلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و
اگر مریض حیران رہجاوی اور بیمارداری اون عذرات مین ہی جس سی جمعہ مین نجانا مباح ہوجاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور
المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذين لم يستكملوا الشرائط لا تجب عليهم الجمعة لكنهم لو حضروها
بارش اور اولی اور کیچڑ وغیرہ پس یہہ لوگ جنمین یہہ شرطین پوری نہین ہین ان پر جمعہ واجب نہین ہی لیکن یہہ لوگ اگر جمعہ مین چلی جاوین
وصلوها يجزيهم عن فرض الوقت وستة منها في غير المصلي وهي شروط لادائها وصحتها الاول
اور پڑہ لین تو وقتی فرض نماز سی بدلا ہو جاتا ہی اور چہہ شرطین سوای مصلی کی ہین اور یہہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہین پہلی
المصر فلا يجوز ادائها في المفازة والقرى لكن ان صليت في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضرها وتعمل بقول
شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جنگل اور گانوؤن مین جایز نہین ہی لیکن اگر گانو کی اندر جمعہ پڑہی گئین اور تو وہان موجود ہو تو تجہکو جمعہ مین جانا اور علی رض کی
علي اياك وما يسبق الى القلوب انكاره وان كان عندك اعتذار فليس كل سامع نكرا تطيق ان تسمعه عذرا و
قول پر عمل کرنا لازم ہی بچیارہ ایسی بات سی جسمین لوگون کی دلون مین شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ تجہکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر ایک سامع منکر ایسا نہین ہی کہ تو اوسکو اپنا عذر سنا سکی
قد جاء في الحديث انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقعد موقع التهم واختلفوا
اور ضرور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی وہ تہمت کی جگہہ نہ بیٹہا کری اور مصر کی
في تفسير المصر والصحيح انه الموضع الذي يكون فيه بيوت وسكك واسواق وامير وقاض ينفذ الاحكام
تعریف مین اختلاف ہی اور صحیح یہہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جسمین گہر ہون اور کوچی اور بازار ہین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری
ويقيم الحدود وليس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها في فناء المصر وهو ما اتصل به معدا لمصلحة
اور حدود قایم کری اور شروط ادا مین مسجد جامع کا ہونا داخل نہین ہی اسواسطی کہ فناء مصر مین بہی جمعہ جایز ہی اور فناء وہ ہی جو میدان مصر کی قریب مصالح کی لئی
كركض الخيل وجمع العسكر ودفن الموتى وصلوة الجنازة ونحوها ويجوز للخليفة وامير الحجاج اقامتها بمنى
رکہہ چہوڑا ہو جیسی گہوڑونکا باندہنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردون کا دابنا اور جنازہ کی نماز پڑہنی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قایم کرنا منی مین موسم کی
في الموسم لانها تكون مصرا في ايام الموسم لاجتماع شرائط المصر فيها من الامير والقاضي والابنية والاسواق
دنون مین جایز ہی اسلئی کہ منی موسم کی دنون مین بمنزلہ مصر کی ہو جاتی ہی اسواسطی کہ تمام شرطین مصر کی اوسمین جمع ہو جاتی ہین امیر قاضی اور مکانات اور بازارین
الا انها لا تبقى مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصرا ليس بشرط ولا يجوز اقامتها بعرفات لانها ليست
ان اتنا ہی کہ موسم کی گذرنی کی بعد مصر باقی نہین رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچہہ شرط نہین ہی اور عرفات مین جمعہ قایم کرنا جایز نہین اسواسطی کہ عرفات نہ تو
بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفي ظاهر الرواية عن ابي حنيفة لا يجوز اقامتها في المصر الا في موضع
مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہی اور ظاہر روایت مین امام ابوحنیفہ سی ہی کہ جمعہ قایم کرنا مصر مین سوا ایک مسجد کی
واحد فان اديت في موضعين او اكثر فالجمعة للاولين تحريمة وقيل فراغا وقيل فيهما جميعا وان لم يعلم
جایز نہین ہی پہر اگر دو جگہہ یا دو جگہہ سی زیادہ مین پڑہا جاوی تو جمعہ اونکا ہی جنہون نی پہلی نیت باندہی اور بعضی کہتی ہین جو پہلی پڑہ چکی اور بعضی کہتی ہین دونون مین اور اگر یہہ
ايهما الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول محمد يجوز اقامته في مواضع متعددة وفي رواية
معلوم ہو اول کون ہین تو سب کی نماز باطل ہی اور ایک روایت مین ابوحنیفہ سی اور یہہ ہی قول امام محمد کا ہی کہ قایم کرنا جمعہ کا کئی جگہہ جایز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما نهر عظیم کدجلة فی بغداد وفی روایة عنه لا یجوز
مین قایم کرنا جمعہ کا دو جگہ جایز نہین مگر ایسی دو جگہہ کہ اونکی بیچ مین بڑی نہر حائل ہو جیسی بغداد مین دجلہ اور ایک روایت مین ابو یوسف سی

اقامتها اذا کان علیه جسر حتی روی عنه انه کان یأمر یوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة لیکون
قایم کرنا جمعہ کا یعنی دو جگہہ جایز نہین اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک کہ روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پل اوٹھوا دیتی تھی تاکہ وہ جگہہ

کمصرین وفی کل موضع وقع الاشتباه فی صحة الجمعة لتعددها او لوقوع الشك فی المصر اذا اقامها اهله ینبغی لهم
مانند دو شہرون کی ہو جاوی اور جس جگہہ صحت جمعہ مین بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہوا یا نہین تو جب وہان کی لوگ جمعہ پڑہ چکین

ان یصلوا بعدها فرادی اربع رکعات قائلا کل واحد منهم نویت ان اصلی اخر ظهر ادرکت وقته ولم اصله
تو اونکو سزاوار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑہ لین ہر یک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہون کہ ادا کرون پچہلی ظہر جسکا مین نی وقت تو پایا پہر اب تک پڑہی

بعد واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی
نہین اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ جب مرو مین دو جگہہ جمعہ پڑہنی لگی باوجودیکہ علماء مین دو جمعہ کی جواز مین اختلاف تہا

جوازهما امرهم ائمتهم باداء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التی صلاها
تو اونکو اونکی پیشواؤن نی فتوی دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑہا کری کیونکہ یہہ جمعہ جو اوسنی ادا کیا

ان لم تجز یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان کان علیها ظهر فائتة یسقط عنه ذلك
اگر جایز نہین ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاویگا اور اگر جمعہ جایز ہو گیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائتہ ہو گی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاویگی

الفائتة وان لم یکن علیه ظهر فائتة تکون تلك الاربع نفلا فلاحتمال کونها نفلا لابد ان یقرأ فی الاخریین
اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فائتہ نہین ہی تو یہہ چارون رکعت نفل ہو جاوینگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہون ضرور ہی کہ پچہلی دونون رکعت مین

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقراءة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة والثانی
بعد سورۂ فاتحہ کی کوئی سورۃ پڑہی اسواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئین تو سورۃ کی پڑہنی مین کچہہ نقصان نہین ہی اور اگر وہ رکعتین نفل ہوئین تو سورۃ کا پڑہنا واجب ہی اور دوسری

من الشروط التی فی غیر المصلی السلطان او نائبه والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
شرط جو غیر مصلی مین ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہین رکہتا اوسکو قایم کرنا جمعہ کا جایز ہی

الجمعة اذا کان سیرته فی رعیته سیرة الامراء وکان یحکم بینهم بحکم الولایة اذ بذلك یثبت السلطنة
اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امراء کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکمون کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فیتحقق الشرط وللمأمور بالجمعة ان یستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی مامور ہین جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہین کہ اپنا خلیفہ کر دین اگرچہ اونکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس بات مین کچہہ فرق

العذر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذن فی الخطبة اذن فی الصلوة وبالعکس ولیس
نہین خواہ کچہہ عذر ہو یا عذر نہو اور نہ کچہہ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذا لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطة لیس له ان یصلیها بهم فان مات
قاضی کو اختیار نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہا دی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہین ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہا دی اور اگر حاکم شہر کا مر جاوی

والی المصر فقبل اتیان وال اخر لو صلی بهم خلیفة او القاضی او صاحب الشرط یجوز لان امر العامة فوض
تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محتسب جمعہ پڑہا دی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی

الیهم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلی بهم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز
اور اگر انہین سی کوئی موجود نہو اور لوگون نی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسنی جمعہ پڑہا دیا تو بہی جایز ہی اور اگر انہین سی کوئی موجود ہو تو بدون اوسکی

الا باذنه ولو شرع المامور بها فيها ثم حضر اخر مكانه مضى عليها ولو حضر قبل شروعه لا يصح شروعه
بدون اوسکی اذن کی جایز نہیں اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت تہی نماز شروع کر چکا ہو پہر اوسکی جگہہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا نماز کو توڑی نہیں اور اگر نماز شروع کرنی سی

والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر ثم ان
پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہیں اور تیسری شرط اون شرطوں مین سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو دوپہر ڈہلنی سی پہلی جایز نہیں اور نہ بعد آجانی وقت عصر کی اور اگر

خرج الوقت وهو فيها يستانف الظهر ولا يبنيه عليها لاختلافهما كمية وشروطا والرابع من تلك
نماز ہی کی اندر وقت ہو چکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اوسیکو بڑہا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطوں مین مختلف ہین اور چوتہی شرط اون

الشروط الخطبة ولها شرط وركن وواجب وسنة اما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب
شرطوں مین سی خطبہ ہی اور خطبہ کی بہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہووی یہان تک کہ اگر پیش از وقت

قبله لا تصح وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وكونها جهرا
خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہیی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہین ہی اور اتنا پکار کر پڑہنا چاہیی

بحيث يسمعها من يكون عنده اذا لم يكن مانع واما ركنها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال
کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلیں اگر کچہہ مانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی

الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله على قصد الخطبة يجزئ عند ابي حنيفة اما لو قال لعطاس
الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ہان اگر چہینک کر

او تعجب فلا يجزئ وعندهما لا بد من ذكر طويل يسمى خطبة وهو مقدار ثلث آيات وقيل مقدار التشهد
یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضرور ہی جسکو خطبہ کہہ سکیں اور وہ تین آیتوں کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو

من قوله التحيات لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحميدة الواحدة
لفظ التحیات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسواسطی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار

والتسبيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تسمى خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وستر
اور سبحان اللہ ایک بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار خطبہ نہین کہلاتا اور خطبہ کی واجبات باوضو ہونا اور کہڑی رہنا اور عورت کا

العورة واما سننها فكونها خطبتين بجلسة بينهما يشتمل كل منهما على الحمد والتشهد والصلوة على
ڈہانپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبوں کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی اور دونوں مین حمد اور تشہد اور درود

النبي صلى الله عليه وسلم والاولى على تلاوة اية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پند ہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتوں کی حق مین

بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوى الامام ويشترط كونهم رجالا عاقلين
بدلے پند کی دعا ہو پانچوین شرط اون شرطوں مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سوا امام کی ہون بشرطیکہ تینوں مرد عاقل بالغ ہون

بالغين فلا ينعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرارا او مقيمين فتنعقد بالعبيد
پس جماعت نری عورتوں اور بچوں اور دیوانوں سی نہین ہوگی اور یہہ شرط نہین ہی کہ آزاد یا مقیم ہوں پس جماعت نری غلاموں

والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابي حنيفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلث ثم
اور مسافروں سی ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گئی یا تین سی کم رہ گئی

يستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحريمة يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کر لی اور چہٹی شرط اون شرطوں مین سی اذن عام ہی

وهو ان يفتح باب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمع في الجامع واغلقوا بابه وصلوا فيه الجمعة لا
اسطور پر کہ مسجد جامع کا دروازہ کہل جاوی اور لوگون کو آنی کی اجازت ملی یہان تک کہ اگر مسجد مین جمع ہوکر پہر دروازہ اوسکا بند کردین اور جمعہ کی نماز مسجد مین پڑہلین
يجوز وكذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلى فيه بحشمه لا يجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص
توجایز نہین ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کرکر اپنی فوج کی ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اسواسطی کہ جمعہ اسلام کی نشانیون اور دین کی خاص
الدين فلابد من اقامتها على طريق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فيه يجوز سواء
امرون مین سی ہی سو اوسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہیئے اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کہول کر لوگون کو اجازت آنی کی دیدیوی تو جایز ہی پہر برابر ہی
دخلوا اولا لكن يكره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها يجب السعي و
کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطی کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا　اور جب یہہ تمام شرطین پوری پائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور
ترك البيع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصح لانه المعتبر في
بیع کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی　اسواسطی کہ یہہ ہی اذان
هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روي انه عليه السلام
اس زمانہ مین معتبر ہی اگرچہ نو احداث ہی　نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین نہ تہی　کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
والائمة من بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين ايديهم فلما كان زمن
اور بعد حضرت کی دو نو امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی　پہر موذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا　پہر جب زمانہ
خلافة عثمان وكثر الناس رأى ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليهم فيحضروا
عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگون کی کثرت ہوگئی تو اونکی رای مین یہہ آیا کہ موذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاوین
وزاد اذانا ثانيا على دار في سوق المدينة بقرب المسجد يقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة ايضا
اور دوسری اور اذان بڑہا دی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار مین مسجد کی پاس تہا　اوسکا نام زوراء ہی　اور یہہ اذان بہی مسنون ہی
لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي واما النداء الذي يكون في وقت
اس حدیث کی موافق　لازم کرلو اپنی اوپر میری سنت　اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت　اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی
الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فبدعة احدثه الحجاج كذا ذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل
اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی　سو یہہ بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کتاب مجمع الفوائد مین یہہ ذکر کیا ہی　مطلب یہہ ہی کہ جو
اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الاعلام
اذان دوپہر ڈہلی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ معتبر پہلی وہ اذان ہی جو دوپہر ڈہلی کی بعد ہوتی ہی اسلئی کہ اس سی اعلام حاصل ہوتا ہی
فان كل من يجب عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزمه السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلي
بیشک جسپر جمعہ واجب ہی　جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ مین دوڑ جانا چاہیئے　پہر جب وہ مسجد جامع مین پہنچی تو بیٹہنی سی پہلی
قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الى صعود المنبر يحرم
دو رکعت تحیۃ المسجد کی　پہر چار رکعت سنتین جمعہ کی پڑہی　پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابوحنیفہ کی نزدیک
الصلوة والكلام عند ابي حنيفة حتى يتم الخطبة وعندهما لا باس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا
نماز اور بات چیت سب حرام ہی　جبتک خطبہ تمام ہوجاوی　اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی پہلی بولنی کا کچہہ مضائقہ نہین　اور جب
جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذا تم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة
امام منبر پر جا بیٹہی　تو موذن اوسکی سامنی　دوسری اذان پڑہی　اور جب یہہ اذان ہوچکی　تو امام کہڑا ہوکر　دو خطبی پڑہی دونون کی بیچمین

حنيفة مثل ما كان يبشر كل عضو منه في موضعه ويستحب للقوم ان يستقبلوا الامام عند

الی کا جیسا کہ امام کرتی اسطرح کہ ہر ایک عضو اوسکا اپنی جگہ پر راست ہو جاوی اور قوم کو مستحب یون ہی کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہ کریبین

الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلوا القبلة للحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في

لیکن اب رسم یہہ ہو رہا ہی کہ رو بقبلہ بیٹھی رہتی ہین اسواسطی کہ صفین سیدہی کرنی مین بسبب کثرت انبوہ کی حرج ہوتا ہی ہدایہ کی شرح مین یہہ ہی مذکور ہی

شرح الهداية للسروجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

جو سروجی کی ہی اور جب خطبہ پڑہ چکی اور موذن تکبیر کہنی لگی تو امام منبر پر سی اوتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑہاوی

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددها ووقوع الشك في المصر

اور اگر جمعہ کی صحت مین کچہہ شبہ پیدا ہووی کئی جگہ ہونی کی سبب یا مصر مشکوک ہونی سی

يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة

تو ہر ایک بعد اوسکی الگ الگ چار رکعت پچہلی ظہر کی پڑہین جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پہر چار چار رکعت سنتون کی نیت سی

عند ابي حنيفة وعندهما ستة ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي

امام ابو حنیفہ کی نزدیک اور پڑہین اور صاحبین کی موافق چہ رکعت پڑہین اور جسنی امام کو نماز جمعہ مین پایا اگرچہ تشہد مین یا سجدہ سہو مین تو امام کی ساتہ

معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة

پڑہ لی جو ہاتہ آوی اور نماز جمعہ پوری کرلی اور امام محمد کہتی ہین اگر دوسری رکعت کی رکوع مین جا ملا تو نماز جمعہ کی پوری کرلی

وان ادرك بعدما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلى

اور اگر بعد اسکی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کرکر کہڑا ہو گیا تو اب ظہر کی نماز پوری کرلی اور جسکو کوئی عذر نہین ہی اگر وہ ظہر

الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين

پہلی اس سی پڑہ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑہ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اوسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگون کو

والمسجونين اداء الظهر في المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة

اور قیدیون کو مصر مین ظہر کی نماز جماعت سی پڑہنی مکروہ ہی برابر ہی کہ امام نماز جمعہ سی فارغ ہوا ہو یا فارغ ہو لیا ہو اسواسطی کہ جمعہ جمع کرنیوالا

للجماعات وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا جمعة

جماعتونکا ہی اور ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہی اور اوسمین کمی پڑتی ہی برخلاف گاؤن والون کی اسواسطی کہ اونپر

عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام

جمعہ نہین ہی وہان ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کمی پڑتی ہی سو جمعہ کا دن بلا کراہت ظہر جماعت سی پڑہنی کو اونکی حق مین ایسا ہی

في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة

جیسی تمام اور دن ہین اور بیمار کو مستحب ہی کہ جبتک امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ظہر نہ پڑہی

لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملآن واراد ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم

اسواسطی کہ ہر آن مین صحت کی امید ہی اور جو شخص جمعہ مین جا کر دیکہی کہ مسجد بہر چکی اور اسنی ارادہ کیا کہ صفون مین کو گذر جاوی اگر اس طور پر جانی سی ایذا ہو لوگون کو

بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام

تو نہ جاوی اور اگر کسیکو کچہہ ایذا انہین ہونی اسطور کہ نہ پاؤن تلی کسیکا کپڑا دبی اور نہ کسیکا کچہہ بدن تو چلی جانی کا کچہہ مضائقہ نہین کہ امام سی نزدیک ہو جاوی

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به ما لم يأخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ

اور فقیہ ابو جعفر ہماری اصحاب سی نقل کرتا ہی کہ تخطی کا کچہہ مضائقہ نہین جب تک امام نی خطبہ نہین شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کرلیا تو مکروہ ہی

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذي احدا والثاني ان لا يكون الامام في
اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرطین ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو

الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه

المجلس الخمسون في بيان المصافحة وبيان كيفيتها وفوائدها وبدعيتها في غير محلها

الٰہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی بچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محل

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان
نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دونو جدا ہونی سی پہلی بخشی جائینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین

فتصافحا وحمدا الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحديث من حسان المصابيح رواه البراء بن عازب
اور مصافحہ کرین اور اللہ تعالی کی حمد کرین اور اللہ تعالی سی مغفرت مانگین تو اللہ اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت کی

والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجبه تعقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكر في صحاح الجوهري
اور فاء اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سی مصافحہ ملاقات کی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لاخيه وتكون من تمام التحية بينهما لما
مصافحہ کا مشروع ہونا بروقت ملاقات ایک مسلم کی بھائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ

روي عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا
ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپکی سلامون کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بہی دلالت کرتی ہی

يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات والتحيات
کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹہرایا اور تحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع
جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ

حيث وضعها الشرع ويراعى سننها والسنة فيها ان تكون بكلتا اليدين واما في غير حال الملاقات
مصافحہ اوسی جگہہ ہوا کری جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہو سی ہو اور بدون وقت ملاقات کی

مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى
جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس زمانہ مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ

بلا دليل وقد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرده ما روي عن
بلا دلیل ہی اور اپنی جگہہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچہہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عائشہ رض کی روایت سی رد ہوتا ہی

عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی کچہہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب رد ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
سواء نبی علیہ السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لی لو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو

وقال في اٰية اخرى فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار

على ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها بدعة قال في الملتقط يكره المصافحة
علاوہ یہہ ہی کہ فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبون نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط مین کہتا ہی مصافحہ بہرحال
بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما
بعد نماز کی مکروہ ہی اسواسطی کہ صحابہ رض نی بعد نماز کی مصافحہ نہین کیا اور اسلئی کہ یہہ طریقہ رافضیون کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ
يفعله الناس من المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها في الشريعة المحمدية بنبه فاعلها اولا
جو لوگ پنجگانہ نمازون کی پیچھی مصافحہ کیا کرتی ہین بدعت مکروہہ ہی شریعت محمدی مین اسکی کچہہ اصل نہین مصافحہ کرنیوالی کو پہلی جتلانا چاہئی
بانها بدعة مكروهة ويعزر ثانيا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل ينبغي ان يمنع الامام ما احدثوه
کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نکرین تو پہر تعزیر دینی چاہئی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل مین کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سی جو بعد نماز صبح کی
من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس
اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کر دی بلکہ بعضی بڑہکر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہین
وذلك كله من البدع وموضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا في ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع
یہہ تمام بدعت ہی اور شرع مین مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازون کی بعد نہین ہی پہر جسجگہہ شرع نی مقرر کیا ہی
يضعها وينهى عنها ويزجر فاعلها لما اتى من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع
وہی جگہہ قایم رکہنا چاہئی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہئی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہئی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اونکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جایز نہین ہی بلکہ اتباع
لقوله تعالى وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جوکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانون کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کرین جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو
وَسَاءَتْ مَصِيرًا وما ذكره النووي في الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه يفصح عن
دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار مین ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا
عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة
غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلئی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کرکر پہر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگون نی بعد نماز صبح اور
بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه لكن لا باس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له في الشرع وبعد
عصر کی مصافحہ کی عادت کرلی ہی سو شرع مین اس طور پر اسکی کچہہ اصل نہین ہی لیکن اسکا کچہہ مضائقہ نہین اب دیکہہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع مین اسکی کچہہ اصل نہین ہی
هذا الاعتراف لا يفيده ما ذكر بعده من قوله ولكن لا باس به الى اخر ما قال ولو لم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة
پہر اس اقرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی آگی جاکر یہہ کہنا پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین ہی آخر تک جو کہا ہی اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح
في نفسها لحكمنا في هذا الزمان بكراهتها اذ واظب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجيزون تركها حتى وصل
ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ مین کراہت کا حکم کرتی اسلئی کہ لوگ اسپر جم گئی ہین اور ایسی سنت لازمہ جانتی ہین کہ اسکا ترک کرنا جایز نہین رکہتی یہان تک کہ ہمکو
الينا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هي من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظروا يا اهل الانصاف
یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیون مین سی ہی جو ایمان والا ہی اسکو کیونکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو
اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العوام ماذا يكون وكل مباح ادى الى هذا فهو مكروه حتى افتى بعض الفقهاء حين
جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہان تک کہ بعضی فقہاء نی جب
شاع صوم ايام البيض في زمانه بكراهيته لئلا يؤدي الى اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب وردفيه اخبار
اوسکی زمانہ مین ایام بیض کی روزون کا دستور پڑگیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہین تاکہ ہوتی ہوتی واجب نہ سمجہہ لین باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہین اسمین بہت سی حدیثین

کثیرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا اتتكم فتنة

رہتی ہین اب تیرا کیا خیال ہی مباح مین اور کیا گمان ہی مکروہ مین اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود کہتی ہین تمہارا کیا حال ہوگا جب تمپر ایسا فتنہ آویگا

يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس بدعة يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر

جسمین بڈہا بڈہا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگون مین ایسی بدعت پہیل جاوی گی کہ اوسکو سنت سمجہہ لین گی اگر تغیر دی جاوی وہ بدعت تو کہین سنت بدلڈالی یا کہین یہہ برا ہو

قال ابن القيم في اغاثته هذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات اليه وقد جرى العمل على

ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ مین کہتی ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات ہی اور بیشک عمل

خلاف السنة منذ زمن طويل فاذن لابد لك ان تكون شديد التوقي من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور

برخلاف سنت مدت دراز سی جاری ہورہا ہی سو اب تجہکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتون سی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہون

فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم

سو تجہکو اونکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہین فریب نددیدی بلکہ تجہکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈہونڈتا رہی کیونکہ تمام

الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع

لوگون مین بڑا عالم اور بڑا مقرب خدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہہ اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت مین

ينبغي لك ان لا تكترث بمخالفتك لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه الصلوة والسلام اذ قد جاء في الحديث

وہی اصل ہین سو تجہکو لایق ہی کہ اسکی کچہہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت مین اپنی زمانہ کی لوگون سی مخالفت ہوگی اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن ابن اسمعيل المعروف بابي شامة وحيث جاء الامر بلزوم الجماعة

جب لوگون مین اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتہہ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہین کہتی ہین جسجگہہ لزوم جماعت کا حکم ہی

فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة

تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لزوما کرو اگرچہ بجانب حق تہوڑی لوگ ہون اور مخالف حق کی بہت ہون اسواسطی کہ حق وہی ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ رضی

ولا عبرة الى كثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك

اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور فضل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہین ہدایت کی جانب لی رہ اور کمی سالکین کی تجہکو کچہہ ضرر نکری گی اور

وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خيركم فيه المتسارع في الامور وسياتي زمان

گمراہی کی راہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکا نکہانا اور ابن مسعود کہتی ہین تم ایسی زمانہ مین ہو کہ تم مین بہتر وہی ہی جو کارمین جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب

بعدكم خيرهم فيه المتثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يتثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير

تمہاری پیچہی زمانہ آتا ہی اون مین بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہین یہہ قول سچا ہی اسواسطی کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہیگا اور

فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه فيهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة

بلا مین مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسی وہ ہلاک ہوئی ہین کیونکہ دین کی اصل اور اوسکی خوبی اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور

بالجوع وغيره وانما هو بالحراسة من الآفات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات التي تودي الى تبدله وتغيره فانها

بہوک وغیرہ کی مشقت سی نہین ہی بلکہ یہہ سبب ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بدعتین اور نئی نئی اختراع آتی ہین جس سی دین مین تبدل اور تغیر

لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين ومن الامور المفروضة علينا فيا ليتنا كنا نباشرها على انها بدعة فلو كان

پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعات اسقدر کثرت سی پہیل گئی ہین گویا دین کی نشانیان ہین یا ہماری اوپر اونکا عمل فرض ہی سوکاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جانکر عمل مین لاتی

كذلك يرجى من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دينا مقتفين في ذلك آثار من سهى او

اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرالیا ہی اسمین ہمنی پیروی اسلاف مین سی ایسی شخص کی کی ہی

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلك الامور
جس سی سہو ہوا یا اوسنی غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنی اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرا لیا ہی پہر اگر کوئی آکر ہمکو اوس بدعت سی جو ہمنی اختیار کر رکہی ہی منع کری اور رد کی
فان کان له توقیر فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الی جوازه فلان ونذکر له بعض من تقدمنا ممن سهی او غفل او
تو وہ شخص مانع اگر ہماری دلمین عزت والا ہی تو ہم اتنا ہی جواب دینگی کہ صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا اسکا قائل ہی اور اوسکی روبرو ہم اوسی سہو یا غفلت یا
غلط وان کان ممن لا توقیر له فی قلوبنا یسمع منا من الکلمات المنکرة ما لا یظنه ولا یخطر باله کل ذلك سبب جهل المرکب
غلطی کرنیوالی کا نام بیان کر دینگی اور اگر وہ مانع ایسا ہی کہ ہماری دلمین اوسکی کچہہ عزت نہین تو ہم سی ایسی دہتکار سنیگا کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلمین گذرا ہوگا یہہ تمام ہماری جہل
فینا لانا لو رابینا انفسنا علی ما هی علیه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقتدنا من سهی او غلط حجة فی دیننا
مرکب ہونی کی خرابی ہی کیونکہ اگر ہم اپنی لین اپنی جہالت کا خیال کرتی تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہی جبتک مانتی اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کرنیوالی کو اپنی دین کی حجت
اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینه الا من هو صاحب الشریعة او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر لا من شهد له بالکذب
نہ قایم کرتی اسواسطی کہ انسان کو اپنی دین مین صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق مین صاحب شریعت نی بہلائی کی گواہی دی ہی پیروی چاہئی اوسکی پیروی نہین کہ
وهی عن الاعتماد له بقوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشوا الکذب
جسکی حق مین صاحب شریعت نی کذب کی گواہی دی ہی اور اوسپر بہروسا کرنی سی منع کیا ہی حدیث مین بہتر لوگ میری عہد کی ہین جنمین مین مبعوث ہوا ہون پہر وہ لوگ جو اونسی متصل ہین پہر
فلا تعتمدوا قولهم دافعا لهم فلان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذالك بدلیل خارج عن اصولهم
سو بہروسہ نکرو نہ اونکی کہی پر نہ کچہ پر کیونکہ بعد جو ایا ہی بدعت کو یہہ ہی کہتا ہی یہہ مستحب ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی اصول سی مخالف قایم کر دیتا ہی
فذلك غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا
سو اسکو کون مانتا ہی اسواسطی کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سی اوسی کی جایز ہی جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہین ہی جو خود مقلد ہو
لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء واخبار
لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہوگیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہی کہ ایسی کتاب معتبر سی منقول ہو جو علماء کی درس مین رہتی ہو
عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا یجوز العمل بکل کتاب اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال ولا بقول کل عالم
اور ایسی عادل کی خبر سی جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہین اسواسطی کہ اس زمانہ مین ایسی کتابین بہت مشہور ہو رہی ہین جنکو ضعیف لوگون نی جمع کیا
اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة والمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتی
اور نہ ہر عالم کی قول پر عمل جایز ہی اسواسطی کہ لوگون مین بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہوگیا ہی اور شخص مستور فاسق کی حکم مین ہوتا ہی سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور چاہئی جس سی صدق کی جانب کو غلبہ ہو
یقبل قوله فی الدیانات یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الحادی والخمسون فی بیان
کا غلبہ ہو دی تاکہ اوسکا قول دیانات مین مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کری مجلس اکیاون بیان مین
فرضیة الصلوة بالکتاب والسنة واجماع الامة والوعید فی حق تارکها قال رسول الله
فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سی اور وعید تارک الصلوة کی حق مین رسول الله
صلی الله علیه وسلم بین العبد والکفر ترك الصلوة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر بن عبد الله ومعناه
صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی جابر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی
ان بین العبد وبین ان یصل الی الکفر ان یترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوی الذرایع فی
ہین کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمین کہ وہ کافر ہو جاوی یہہ ہی کہ نماز کو ترک کر دی اس سی معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ
دخول دار السلام وهی فریضة علی کل مسلم عاقل بالغ سواء کان رجلا وامراة لا علی کافر ولا علی مجنون ولا علی صبی الا
بہشت مین جانی کا ہی اور وہ نماز ہر یک مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض ہی برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہین اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچی پر لیکن

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یؤمر بہا واذا بلغ عشر سنین ولم یصلہا یضرب علیہا لما روی انہ علیہ السلام قال

بچہ جب سات برس کا ہوجاوی تو اوسکو نماز پڑھنی سکہلاوین اور جب دس برس کا ہوکر نماز نہ پڑہی تو مار کر پڑہانا چاہیی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابناء سبع سنین واضربوہم علیہا وہم ابناء عشر سنین فانہم وان لم یکن الصلوٰۃ فرضا

کہا کرو اپنی اولاد کو واسطی نماز کی جب سات برس کی ہون اور اونکو مار کر نماز پڑہاؤ جب وہ دس برس کی ہون کیونکہ اس عمر مین اگرچہ اونپر نماز فرض نہین ہی

علیہم الا انہم عند بلوغہم عشر سنین یستحقون بترکہا عقوبۃ الشرع فی الدنیا لیعتادوہا ویستانسوا بہا فی صغرہم

پر جب وہ دس برس کی ہوئین تو نماز چھوڑنی پر دنیا مین سزا اور شرعی سزا کی ہین تاکہ نماز کی خوگر ہوجاوین اور لڑکپن مین اوس سی دل لگا رہی

حتی لا یترکوہا فی کبرہم وقد ثبت فرضیتہا بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ اما الکتاب فقولہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی

تاکہ پہر جوان ہوکر ترک نکرین اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو یہہ آیت ہی یہہ نماز ہی مسلمانون پر

الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ای فرضا موقتا فدل النص علی ان الصلوٰۃ فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجہا عنہا

وقت باندہا حکم ای فرض وقت بندہا ہوئی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بندہی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتون کی ہی بلا عذر وقت سی ادہر اودہر کرنا

بلا عذر لما روی انہ علیہ السلام قال من ترک الصلوٰۃ حتی مضی وقتہا ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنۃ

ہرگز جایز نہین اسوسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جس نی نماز نہ پڑہی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پہر قضا کی تو دوزخ مین ایک حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسی برس کا ہوتا ہی

والسنۃ ثلثمائۃ وستون یوما کل یوم کان مقدارہ الف سنۃ والعذر الشرعی المبیح لتاخیر الصلوٰۃ عن وقتہا ستۃ

اور برس تین سو ساٹہہ دن کا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ٹلانا مباح ہوتا ہی چہہ

اشیاء احدہا النسیان والثانی النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحیض والسادس النفاس وفیما عدا ہذہ الاعذار

چیزین ہین ایک تو بہول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہوجانا چوتہی دیوانگی پانچوین حیض چھٹی نفاس اور سوای ان عذرات

المذکورۃ لا یجوز تاخیرہا عن وقتہا حتی ذکر فی الذخیرۃ ان امراۃ اذا خرج راس ولدہا وخافت وقت الصلوٰۃ تتوضأ

مذکورہ کی نماز مین وقت سی دیر کرنی جایز نہین ہی یہانتک کہ ذخیرہ مین یہہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سر بچہ کا نکل چکا ہو اوسوقت نماز کا وقت گذرنی لگی

ان قدرت والا تیمم وتجعل راس ولدہا فی قدر او حفرۃ وتصلی قاعدۃ برکوع وسجود فان لم تستطعہا تومی ایماء یعنی

تو وضو کری اگر کرسکی نہین تو تیمم کری اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا مین یا گڑہی مین رکہدی اور نماز بیٹہکر رکوع اور سجدہ سی ادا کری اور اگر یہہ نہو سکی تو اشارہ سی مراد یہہ ہی

انہا تصلی بحسب طاقتہا ولا تترک الصلوٰۃ لان الصلوٰۃ لا تسقط عنہا ما لم تصر نفساء وذلک بخروج اکثر الولد والدم وکذا

کہ اوسوقت مین عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور نماز کو نہ چھوڑی اسواسطی کہ نماز اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوتی جبتک وہ صاحب نفاس نہین ہونی اور نفاس جب ہوتا ہی

من وقع فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوٰۃ یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیۃ الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترک

جو دریا کی اندر تختہ پر بیٹہا رہ جاوی اور نماز کا وقت جانی لگی تو اعضاء وضو کی وضو کی نیت سی پانی مین داخل کری پہر اشارہ سی نماز پڑہلی اور نماز کو ترک

الصلوٰۃ وکذا من شلت یداہ ولم یکن معہ احد یوضیہ او یتیممہ یمسح وجہہ وذراعیہ علی الحائط بنیۃ التیمم

نہ کری اور ایسی ہی جسکی دونو ہاتہہ سن رہ جاوین اور اوسکی ساتہہ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کراوی تو اپنا مہنہ اور ہاتہہ کہنیون تک تیمم کی نیت سی دیوار پر مل لی

ویصلی ولا یجوز لہ ترک الصلوٰۃ ولا تاخیرہا عن وقتہا فانظر ایہا العاقل وتامل فی ہذہ المسائل التی بینہا الفقہاء ہل

اور نماز پڑہ لی اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہین اور نہ درنگ کرنا وقت سی جایز ہی اب دیکہہ تو ای عاقل اور سوچہہ تو ان مسائل مین جو فقہاء نی بیان کئی ہین کیا

تجد فیہا عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوٰۃ عن وقتہا فضلا عن ترکہا والحاصل ان المکلف لا وسعۃ لہ فی ترک الصلوٰۃ

تجہکو تاخیر نماز کا بہی وقت سی سوا عجز تمام کی کوئی عذر ملتا ہی چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہی مکلف کو نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سی

ولا فی تاخیرہا عن وقتہا مع امکان ادائہا فی وقتہا بای وجہ کان ہذا بیان کونہا فرضا موقتا واما کونہا خمسا فلقولہ تعالیٰ

تاخیر کرنی کی باوجود طاقت ادا کی ہرگز گنجایش نہین ہی کوئی ہی عذر ہو اگرچہ یہہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور رہا پانچ کا ہونا سو وہ آیت سی ثابت ہی

انظر

حافظوا على الصلوٰت والصلوٰة الوسطى وهذه الاية قاطعة الدلالة على كون الصلوٰت المفروضات خمسا
خبرداررہو نمازونسی اور بیچ والی نمازسی اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہین

لانه تعالى فرض جمعا من الصلوٰة التي معها وسطى واقل جمع صحيح معه وسطى هو الاربع لا الثلث فكان الامر
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھہ نماز میانہ ہو اور کم سی کم جمع سالم جسکی ساتھہ درمیانہ ہو چار ہین تین نہین ہین سو امر

بمحافظة الصلوٰة التي معها وسطى امرا بالصلوٰت الخمس ضرورة وقد قال الله تعالى فسبحان الله حين تمسون
واسطی محافظت نمازون کی جسکی ساتھہ درمیانہ بہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نماز کا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وحين تصبحون وله الحمد في السموٰت والارض وعشيا وحين تظهرون والمراد من الامر بالتسبيح في هذه
اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان و زمین مین اور پچھلی وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سی جو ان

الاوقات الامر بالصلوٰة فيها على طريق ذكر الجزء وارادة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروي عن
اوقات مین حکم ہوا ہی ان اوقات کی نماز ہی ہین جیسی جز کو ذکر کر کی کل مراد لیتی ہین گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات مین ادا کرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رض انه قيل له هل تجد ذكر الصلوٰت الخمس في القران قال نعم وتلا هذه الاية فالمراد بقوله تعالى
سی روایت ہی کہ اونسی کسینی پوچھا تمکو معلوم ہی ذکر پانچون نماز کا قرآن مین جواب دیا ہان اور یہہ آیت پڑہی سو مراد آیت مین

حين تمسون صلوٰة المغرب والعشاء وبقوله حين تصبحون صلوٰة الفجر وبقوله عشيا صلوٰة العصر وبقوله
حین تمسون سی نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سی نماز فجر کی اور عشیا سی نماز عصر کی ہی اور

حين تظهرون صلوٰة الظهر واما السنة فقوله عليه السلام ان الله تعالى فرض على كل مسلم ومسلمة في كل يوم
حین تظہرون سی نماز ظہر کی ہی اور حدیث مین پنجگانہ ہونا نماز کا اس سی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی ہر مسلم اور

وليلة خمس صلوٰت وهذا الحديث من جملة الاحاديث المشهورة التي تثبت بها الاحكام واما اجماع الامة فقد
پانچ نمازین فرض کین ہین اور یہہ حدیث احادیث مشہورہ مین سی ہی جس سی احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہین اور اجماع سی یون ثابت ہی کہ

اجتمع الامة من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا على فرضية الصلوٰت الخمس فاذا ثبت
تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضيتها بهذه الادلة القطعية لا يجوز تركها وقد وردت وعيدات شديدة وتهديدات غليظة لتاركها من جملتها
نماز کی ان دلایل قطعیہ سی ثابت ہوچکی تو اب اوسکا ترک جایز نہین ہی اور بیشک وعید سخت اور دہمکیان غلیظ بی نماز کی حق مین آئی ہین ایک یہہ

ما روي انه عليه السلام قال من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر جهارا وفي حديث اخر انه عليه الصلوٰة والسلام قال
مروایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس شخص نی نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا تتركوا الصلوٰة متعمدا فمن تركها فقد خرج من الملة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الصلوٰة عماد الدين فمن
قصدا نماز نہ چہوڑو سو جسنی نماز ترک کی تو وہ دین سی باہر ہوا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نی

اقامها فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين فلورود امثال هذه الوعيدات اختلف العلماء في كفر تاركها
نماز قایم رکہی تو دین کو قایم رکہا اور جسنی نماز کو ترک کیا تو دین کو گرادیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہین اسیلئی علما مین اختلاف ہی قصدا بی نماز کی تکفیر

عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الى الكفر اما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله
مین سو ایک جماعت صحابہ رض سی اور اونکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہین صحابہ مین سی یہہ قایل ہین عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وابو الدرداء وابو هريرة وعبد الرحمن بن عوف واما غير الصحابة فمنهم
بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدردا اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوائی صحابہ کی [illegible]

احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وعبد الله بن المبارك والنخعي والحكم بن عتبة وابو ايوب السختياني وابو داود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود
الطيالسي وابو بكر بن ابي شيبة وغيرهم وذهب آخرون الى انه لا يكفر وحملوا الاحاديث التي تدل على كفر تاركها
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکے اور اور لوگ یہہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بی نمازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہہ تاویل
على تركها جاحدا او على الزجر والوعيد يعني ان المؤمن لا يتركها ومن ادلتهم على عدم كفره قوله عليه الصلوة والسلام
کرتی ہیں کہ بطور انکار کی ترک کری یا زجر اور وعید پر حمل کرتی ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیلوں میں سی ایک دلیل بی نمازی کی کافر نہونی پر یہہ قول نبی علیہ السلام
خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وسجودهن وخشوعهن
کا ہی پانچ نمازیں اللہ تعالی نی فرض کی ہیں جسنی خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیں اور رکوع اور سجود پوری پوری کئی اور خوب انکسار کیا
كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنی یہہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچہہ ذمہ نہیں چاہی اوسکو بخشدی اور چاہی عذاب کری سو اب یہہ قول
عليه السلام ان شاء غفر له دليل على عدم كفره للاجماع على ان الكافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالى ان الله لا
حضرت کا اگر چاہی اوسکو بخشی کافر نہونی کی دلیل ہی کیونکہ سب متفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہی البتہ اللہ نہیں
يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء وايضا قد اختلف الفقهاء في حد تاركها عمدا بلا عذر فقال حماد
بخشتا کہ اوسکا شریک ٹہرائی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی اور یہہ بہی کہ فقہا نی اختلاف کیا ہی بی نمازی کی سزا میں جو عمدا بلا عذر ترک کری سو حماد
بن زيد ومكحول والشافعي ومالك واحمد بن حنبل تاركها عمدا بلا عذر يقتل الا انه عند احمد يقتل كفرا وعند غيره
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتی ہیں کہ بی نمازی عمدا بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہی کہ احمد کی نزدیک کافر سمجہکر قتل کریں اور اوروں کی
من هؤلاء يقتل حدا لا كفرا وحملوا الاحاديث الدالة على كفر تاركها على استحقاق جزاء الكفر وليس الكفر في الدنيا
نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سی نہیں اور ان احادیث کو جو بی نمازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہی ان معنوں پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہی اور کفر کا بدلہ دنیا
جزاء غير القتل وعند ابي حنيفة لا يكفر ولا يقتل بل يحبس ابدا وقيل يضرب ضربا شديدا حتى يسيل منه الدم مبالغة
میں سوا قتل کی اور کچہہ نہیں ہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور نہ اوسکو قتل کریں بلکہ دائم الحبس کیا جاوی اور کوئی کہتا ہی اوسکو اتنا ماریں کہ خون بہنی لگی تاکہ خوب
في الزجر وقيل يضرب ضربا حتى يصلي او يموت وقيل يعزر باخذ المال لو راى الحاكم فيه مصلحة لا طمعا اذ قيل في كيفيته
زجر ہووی اور کوئی کہتا ہی اوسکو ماری جاویں آخر یا نماز پڑہی یا مر جاوی بعضی کہتی ہیں مال کا ڈنڈ ڈالیں اگر حاکم کو اسمیں مصلحت معلوم ہو کچہہ طمع کی راہ سی نہیں اسواسطی کہ کیفیت
انه يأخذه فيمسكه حتى يتوب فاذا تاب يرد عليه كما في اموال البغاة وان ايس من توبته يصرفه الى ما يرى فعلى هذا
اسکی یہہ بیان کرتی ہیں کہ اوسکا مال لیکر دبا رکہیں یہاں تک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پہیر دی جیسی باغیوں کا مال پہیر دیتی ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہہ خرچ کر دی
يجب على المؤمن ان يحافظ على اداء الصلوات الخمس فيصليها كما امر باحسان وضوئها ورعاية وقتها واتمام ركوعها
اب اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچوں نماز کی محافظت رکہی پہر اونکو اوسیطرح ادا کری جیسی حکم فرمایا اچہی طرح وضو کری اور وقتوں کی رعایت رکہی رکوع
وسجودها وخشوعها وان غفل عن شئ منها فليجتهد في سننه ونوافله ولا تساهل فيها حتى يكمل بها فرضه
اور سجود پوری ادا کری نہایت فروتنی سی اور اگر نماز میں سی کسیطرح کی غفلت ہو جاوی تو چاہی کہ اوسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کری سستی نکری تاکہ اوسکی فرض کامل ہو جاویں
لما روي انه عليه السلام قال اول ما يحاسب به العبد يوم القيمة صلوته فان وجدت تامة كتبت تامة
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی چیز کہ بندہ سی قیامت کی دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکہی جاویگی
وان نقص منها شئ قال الله تعالى انظروا هل لعبدي من تطوع فان كان له تطوع يكمل له ما ضيع من فرضه
اور اگر اوسمیں کچہہ نقصان نکلا تو اللہ فرماویگا دیکہو تو اس بندی کی نفلیں بہی ہیں پہر اگر اوسکی نفلیں ہونگی تو اوسکی فرض میں جو نقصان تہا

من تطوعه یعنی ان من صلی صلوته المفروضة ووقع فیها نقصان یکمل ذلک النقصان بالتطوع ان کان تطوعه ولکن من
نفلوں سی پورا ہوجائیگا مراد یہہ ہی کہ جسنی فرض نماز پڑہی اور اوسمین کچہہ نقصان ہوگیا تو وہ نقصان نفلوں سی عوض ہوکر نکل جاویگا اگر نفلین ہونگی پہ حال تو یہہ ہی جو

لا یحسن الفرض کیف یحسن النفل بل هو فی النقصان اشد لخفة النفل عند الناس وعدم مبالاتهم له قد رأینا هذا کثیر ممن یظن
شخص فرضوں کو درست نہین کرتا وہ نفلوں کو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگی کیونکہ نفلین لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہین انکی کچہہ پروا نہین کرتی اور بہتیرے اکثر دیکہی

به العلم انه فی نفله بل فی فرضه بترک تعدیل الارکان وینقر نقر الدیک فکیف العوام الذین هم کالهوام لا یعلمون الدین ولا الاسلام
پڑہی لکہی ہین کہ وہ نفلوں بلکہ فرضوں مین ارکان کی تعدیل نہین کرتی اور مرغ کی سی ٹہونگ مارتی ہین اب عوام کا جو جانور کی مثال ہین نہ دین کو جانتی ہین نہ اسلام کو کیا حال ہوگا

فان تعدیل الارکان عند ابی یوسف والشافعی فرض یبطل الصلوٰة بترکه وعند ابی حنیفة ومحمد واجب وفی روایة الکرخی
بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخی کی

لا یبطل الصلوٰة بترکه بل ان ترکه سهوا یلزم سجدة السهو وان ترکه عمدا یلزم الاثم ویجب الاعادة کما هو الحکم فی کل صلوٰة
روایت مین ہی کہ تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل نہین ہوتی بلکہ اگر سہوًا ترک کیا تو سجدہ سہو لازم آتا ہی اور اگر عمدًا ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہی اور اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نمازون

ادیت مع الکراهة التحریمیة وتسنن [illegible] روایة الجرجانی فعلی هذه الروایة لا یلزم سجدة السهو بترکه سهوا ولا یجب الاعادة
کا ہی جو مکروہ تحریمی ہوجاتی ہین تعدیل جرجانی کی روایت مین سنت ہی پس اس روایت کی موافق [illegible] سجدہ سہو لازم آتا ہی سہوًا چہوڑنی سی اور نہ اعادہ لازم آتا ہی

بترکه عمدا بل [illegible] استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة [illegible] فمن یصلی النوافل بغیر تعدیل الارکان
[illegible] شفاعت [illegible] تو جو شخص نفلین بدون تعدیل ارکان کی پڑہتا ہی

فعلی روایة الوجوب یکون [illegible] اعادتها وان لم یعدها یکون معصیة اخری مثل
تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق [illegible] اور اگر اعادہ نکریگا تو یہہ دوسرا گناہ ہوویگا جیسا

الاولی ولو تنزلنا الی السنة یکون مستحقا العتاب وحرمان الشفاعة واذا کان الحال هذا فکیف یکمل امثال هذه
پہلا ہوا ہی اور اگر ہمنی مانا کہ تعدیل سنت ہی تو بہی مستحق عتاب [illegible] اور محرومی شفاعت کا ہی پہر جب نفلوں کا یہہ حال ہی تو ایسی نفلین فرضوں کی نقصان کو کیا پورا

النوافل ما نقص من الفرض هیهات هیهات بل لو لم یصل تلک النوافل لم یکن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا لحرمان
کرینگی [illegible] نہ پڑہتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی

الشفاعة وقد روی انه علیه الصلوٰة والسلام رای رجلا [illegible] وهو لا یتم رکوعه وینقر فی سجوده فقال لو مات هذا
محروم ہوتا اور روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نی ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوئی دیکہا کہ وہ رکوع پورا نکرتا تہا اور سجدہ میں ٹہونگ سی مار دیتا تہا سو آپ نی فرمایا اگر یہہ شخص

علی حالته هذا مات علی غیر ملة محمد وقد اغتر بعض الغافلین بکلمة الجواز الواقع فی کتب الائمة لمن ترک القومة والجلسة
اس حالت مین مر جاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ بہول رہی ہین جواز کی لفظ پر جو ائمہ کی کتابون مین واقع ہوا ہی اوسکی حق مین جو قومہ اور جلسہ

والطمانینة فیها ولم یعرفوا ما ذکر فی اصول الفقه من ان الجواز فی العبادات بمعنی سقوط فرضیة القضاء لا انه یحل ولا
اور اونکی بیچمین طمانینت کو ترک کری اور یہہ نہین خبر کہ اصول فقہ مین کیا مذکور ہی یعنی عبادات مین جواز سی یہہ مقصود ہی کہ فرضیت قضا کی ذمہ سی ساقط ہوجاتی ہی یہہ مراد نہین ہی

یحصل الاثم کیف وقد صرحوا بکراهة ترک القومة والجلسة والطمانینة فیها وقال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه
گناہ نہین ہوتا بہلا یہہ کب ہوسکتا ہی حالانکہ صاف کہہ رکہا ہی کہ قومہ اور جلسہ اور اوسکی بیچ کی طمانینت ترک کرنی مکروہ ہی اور قرطبی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی

فلا اعتبار بقول من قال الواجب من ارکان الصلوٰة اقل ما یطلق علیه الاسم لان من اقتصر علی ذلک یصدق علیه ان
کہ کوئی کہی اس قول کا کچہہ اعتبار نہین ہی کہ ارکان نماز مین کم سی کم اتنا واجب ہی کہ اوسکو رکن کہہ سکین فقط اسواسطی کہ جو نمازی اتنی ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو کہہ سکتی ہین کہ

ینقر فی الصلوٰة ویدخل فی الذم المرتب علی ذلک بقوله علیه السلام تلک صلوٰة المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین
نماز مین ٹہونگ مارتا ہی اور اوس گناہ مین جو اس فعل پر اس حدیث مین ثابت ہوا ہی داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہی کہ بیٹہا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہی یہانتک کہ جب وہ

قرنی الشیطان قام فنقر فاذا کانت الصلوة بهذه الصفة یدخل صاحبها تحت قوله تعالی فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
شیطان کی سینگون مین جا پہنچا اوٹہا پہر ٹہونگ مارلی جب نماز کا یہہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون مین داخل ہی پہر اونکی جگہہ ناخلف آئی جنہون نی
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوة ترکها
گنوائی نماز اور پیچہی پڑی مزون کی سو آگی ملیگی گمراہی بیشک بہت سی علما کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرنی سی یہہ مراد نہین ہی کہ نماز ترک کردی
بل هو ان لا یقیم حدودها بعدم رعایة وقتها وطهارتها وعدم اتمام رکوعها وسجودها ونحوها وقد روی عن ابن مسعود
بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نرکہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی
الانصاری انه علیه السلام قال لا تجزئ صلوة لا یقیم الرجل فیها صلبه فی الرکوع والسجود والاخبار فی هذا المعنی کثیرة
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین
وهی تبین المراد من قوله تعالی وَاَضَاعُوا الصَّلٰوةَ فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوة وطهارتها ورکوعها وسجودها
کہ وہ اس آیت سی واضاعوا الصلوة معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین
لا یحافظ علیها ومن لم یحافظ فقد ضیعها فهو لما سواه اضیع وقد روی انه علیه السلام قال اذا احسن الرجل الصلوة
کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت نکی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سوا اور کو زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
فاتم رکوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله کما حفظتنی فترفع واذا اساء الصلوة فلم یتم رکوعها وسجودها
کہا اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑہی کوع اور سجود پورا نہ
قالت الصلوة ضیعك الله کما ضیعتنی فتلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب بها وجهه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام
تو نماز کوستی ہی اللہ تجہکو ضایع کری جیسا تو نی مجہکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہہ پر مارتی ہین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال ان الرجل لیصلی ستین سنة ولا یقبل له صلوة لعله یتم الرکوع ولا یتم السجود او یتم السجود ولا یتم الرکوع فمن اراد
کہ بعضا آدمی ساٹہہ برس تک نماز پڑہی جاتا ہی اور اوسکی نماز ایک ہی مقبول نہین ہوتی اسلئی کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجدہ پورا نہین کرتا یا سجدہ پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین کرتا
ان یعرف صلوته مقبولة ام لا فلینظر الی قوله تعالی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ فانه ان کان یصلی الصلوات
معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نمازین مقبول ہین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بحیائی سی اور بری بات سی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی
الخمس ولم یکن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل یقع منه بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوته غیر
اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ کچہہ فواحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جاننا چاہی کہ اوسکی نمازین
مقبولة بل هی وبال علیه ومبعدة من الله تعالی کما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تامره صلوته بالمعروف ولم تنهه
مقبول نہین ہیں بلکہ وہ نمازین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز امر بالمعروف پر شوق ندی اور منکرات سی
عن المنکر لم یزدد بصلوته من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنکر فصلوته وبال
منع نکری وہ نماز اللہ سی سوا دوری کی کچہہ نہ بڑہا دی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی بند نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی
علیه فان من یصلی الصلوات برعایة شرائطها وارکانها وواجباتها وسننها وادابها یعصمه الله تعالی عن الفحشاء والمنکر
بیشک جو شخص تمام نمازین شرایط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی رعایت کر کی پڑہی گا تو اللہ اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکہیگا
کما روی عن انس انه قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوات الخمس مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم لم یدع شیئا
چنانچہ انس رض سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فواحش ہوتا تہا
من الفواحش الا رکبه فوصف ذلك لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال علیه السلام ان صلوته تنهاه یوما فلم یلبث
سو کر بیٹہتا تہا پہر کسینی یہہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آپنی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی دن اوسکو روک دیگی پہر کچہہ دیر نلگی

حتی تاب وحسن حاله اللهم حول حالنا الی حسن المآل المجلس الثانی والخمسون فی بیان فرضیة
کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس باون مین بیان فرضیت نماز
الصلوٰة المفروضة وارکانها تفصیلا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من امرء مسلم یحضره
مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسپر وقت
صلوٰة مکتوبة فیحسن وضوءها وخشوعها ورکوعها الا کانت کفارة لما قبلها من الذنوب ما لم یات
نماز مفروضہ کا پہر وہ اوسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگر وہ پہلی گناہون کا بدلہ ہوجاویگی جب تک
کبیرة وذلك الدهر کله هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عثمان بن عفان وقد بین فیه ان من یصلی الصلوات
کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث مین یہہ بیان کیا کہ جو شخص
المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها ورکوعها وسائر ارکانها تکون کفارة لذنوبه
فرض نمازین اول وقت پر اچھی طرح وضو کرکی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرکی ادا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہونکا
الماضیة ما لم یعمل بکبیرة وذلك التکفیر یکون فی جمیع الزمان وانما اکتفی بذکر الرکوع دون سائر الارکان لان
کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ مین ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئی ہی
الشارع اذا امر باحسان رکن واحد من ارکان الصلوٰة یفهم منه احسان سائر ارکانها فانها وان وقعت
کہ شارع نی واسطی درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان مین سی امر کیا تو اوسی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن مین
فی کتاب الله تعالی متفرقة حیث تثبت فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
متفرق جگہہ مذکور ہین اسواسطی کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول
وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی سورة المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
اور فرضیت قیام کی سورۂ بقرہ مین اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرأت کی سورۂ مزمل مین اس آیت سی سو پڑہو جتنا
مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا لکن علم الترتیب
آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورۂ حج مین اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی
بتعلیم النبی علیه الصلوٰة والسلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء فی کتبهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان
نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبہی فعل سی اور کبہی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علما نی اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو
یداوم علیها فی اوقاتها باتمام جمیع فرائضها وهو ست الاولی تکبیرة الافتتاح ولا دخول فی الصلوٰة الا بها وهی ان
چاہئی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرائض پوری کرکر ادا کرتا رہی اور فرائض چہہ ہین اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بہی کہتی ہین اور بدون اسکی نماز شروع نہین ہوتی اور وہ
یقول من یرید الدخول فی الصلوٰة الله اکبر بلا ادخال مد فی همزة الله وهمزة اکبر وبائه اذ لو حصل المد فی
اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور با پر مد نکری اسواسطی کہ اگر دو نو ہمزہ مین سی
احدی الهمزتین لا یصیر داخلا فی الصلوٰة بل تفسد لو وقع فی اثنائها ولو تعمده یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه
کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز مین داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز مین بیچ کی تکبیرون مین آجاویگا اور اگر قصداً مد کہیگا تو کافر ہوگا اسواسطی کہ ایسی معنی
الشك فی کبریاء الله وقال محمد بن مقاتل ان کان لا یمیز بین المد وعدمه یکون داخلا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع
شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی مین اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد مین کچہہ تمیز نہین کرتا تو نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز بہی فاسد نہین ہوتی اگر مد
فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر والاول اصح لان مثل هذا الجهل لا یصلح ان یکون عذرا والتقریر المستفاد
نماز مین بیچ کی تکبیرون مین آجاوی اور استفہام مین یہہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئی کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہین ہی اور استفہام جو تقریر کی

استفہام ... اوسی معنی ...

من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرف والانسان لا يصلح ان يحمل نفسه على الاقرار بان الله تعالى

تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلومات کا مقر کردی • اور انسان اس کام کا نہیں ہی کہ اپنی آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ اللہ

اکبر ولو وقع المد في باء اكبر بان يقول اكبار بزيادة الالف الممال بين الباء والراء لا يصير داخلا في الصلوة وتفسد

بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی بار پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار باء اور راء کی بیچ میں الف بڑہا کر کہی تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہی

لو وقع في اثنائها اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطان وقيل لانه جمع كبر بفتحتين وهو الطبل وقيل يصير داخلا في

اگر مد نماز میں بیچ تکبیروں کی آجاوی اسواسطی کہ کہتی ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سی ہی اور کوئی کہتا ہی اسلئی کہ اکبار جمع کبر کی ہی دو زبر سی طبل کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں

الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما يكون في الاخر لا الوسط ومحل التكبير

نماز میں داخل ہو جاتا ہی اور نماز فاسد نہیں ہوتی اگر مد نماز کی بیچ میں آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول صحیح تر ہی اسواسطی کہ اشباع آخر میں ہوتا ہی بیچمیں نہیں ہوتا اور موقع تکبیر کا

القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الانحطاط لا يصير داخلا في الصلوة لان شرط الدخول فيها وقوع

صرف قیام ہی یہاں تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں شامل ہوگیا تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اسواسطی کہ نماز میں داخل ہونی کی شرط یہہ ہی

التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع اكبر لا يصير داخلا فيها ايضا والثانية من فرائض الصلوة القيام

کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر قیام میں اللہ کہا اور رکوع میں اکبر تو بہی نماز میں داخل نہیں ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہی

وهو ركن في الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدير نظرا الى الدليل وهو قوله تعالى وقوموا لله قانتين حتى لو كبر

اور قیام فرض اور واجب میں رکن ہی نفل میں نہیں اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچہہ معین نہیں ہی دلیل یہہ ہی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی یہاں تک کہ اگر تکبیر کہڑی

قائما ولم يقف يصير مؤديا فرضي التكبير والقيام جميعا ولا يلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القيام يكفيه

ہوئی کہی اور پہر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کر چکا اوسپر بعد اسکی توقف کرنا قیام میں کچہہ ضرور نہیں ہی اسلئی کہ جسقدر اس سی قیام عمل میں آیا سو کافی ہی

ويظهر نفعه في الامي والاخرس ومدرك الامام في الركوع الا ان المتعارف في حق القاري تقديره في الاوليين بالقراءة

اور اسکا فائدہ ناخواندہ اور گونگی میں اور جو شخص کہ امام کو رکوع میں پاوی ظاہر ہوتا ہی اتنا ہی کہ قاری کی حق میں مقدار قیام کی پہلی دو رکعت میں برابر قرأت کی ٹہری ہی اور

وفي الاخريين قول المتقدمين ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سكت يشير الى عدم التقدير فيهما

پچہلی دو رکعت میں متقدمین کا جو یہہ قول ہی چاہی کچہہ قرآن پڑہی چاہی سبحان اللہ کہی اور چاہی چپکا رہی اشارہ ہی کہ ان دونوں میں بہی اندازہ قیام کا

ايضا لكن ذكر في القنية انه مقدر بمقدار ثلث تسبيحات سواء سبح او سكت هذا كله عند القدرة على القيام فان

مقرر نہیں ہی لیکن قنیہ میں یوں مذکور ہی کہ قیام کم سی کم برابر تین تسبیحات کی ہی برابر ہی کہ تسبیح کہی یا چپ رہی یہہ تمام جب ہی کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المريض اذا قدر على القيام لو صلى قاعدا لا يجوز ولو قدر على بعض قيامه دون كله يلزمه ذلك حتى لو قدر على التكبير

بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹہہ کر نماز پڑہ لی تو جایز نہیں ہی اور اگر کچہہ تہوڑا کہڑی ہونی کی طاقت ہو پوری قیام کی نہو تو اوتنا ہی اوسپر لازم ہی یہاں تک کہ اگر کہڑی

يكبر قائما ثم يقعد واما المريض الذي عجز عن القيام حقيقة بحيث لو قام لسقط او خاف زيادة مرضه او بطوء برئه

رہکر تکبیر کہنی کی طاقت ہو تو تکبیر کہڑا ہو کر کہی پہر بیٹہہ جاوی اور وہ بیمار جو حقیقت میں قیام سی عاجز ہو ایسا کہ اگر کہڑا ہووی تو گر پڑی یا خوف مرض کی بڑہنی کا یا دیر تک رہنی کا ہو

او كان يجد الما شديدا فان استطاع القعود يقعد كما يقعد في التشهد وهو قول زفر وعليه الفتوى بانه المعهود في

یا سخت تکلیف ہوتی ہو پہر اگر بیٹہنی کی طاقت ہو تو بیٹہہ جاوی جیسی تشہد میں بیٹہتی ہیں یہہ ہی قول زفر کا ہی اور اسیپر فتوی ہی کہ نماز میں یہہ طور ٹہرا ہوا ہی

الصلوة وفي رواية محمد عن ابي حنيفة يقعد كما يشاء من التربع وغيره وقيل يقعد فيما عدا التشهد كما يشاء وفي التشهد

اور امام محمد کی روایت میں ابو حنیفہ سی یہہ ہی کہ بیٹہہ جاوی جیسی چاہی مربع وغیرہ سی اور بعضی کہتی ہیں کہ سوا تشہد کی تو جسطرح چاہی بیٹہا رہی اور تشہد میں

كسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة يقعد بحسب قدرته ويصلي قاعدا

موافق تمام نمازوں کی بیٹہی اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہی اور جب طاقت نہو تو پہر جیسی بن آوی اور نماز بیٹہہ کر پڑہتا ہوا

برکوع وسجود لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها وان لم یستطع الرکوع والسجود
رکوع کری اور سجدہ کری اسوسطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخصکو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہین
یومی براسه قاعدا ویجعل سجوده اخفض من رکوعه لیتحقق الفرق بینهما ولا یرفع الیه شیء لیسجد علیه اذ لو رفع الیه
تو بیٹھا ہوا سر سی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ پست کری تاکہ دونو مین فرق ہوجاوی اور یہہ نہین چاہئی کہ کوئی چیز اوچی کردین تاکہ اوسپر سجدہ کری اسوسطی کہ اگر
فسجد علیه ان کان خفض راسه یصح ویکون صلاته بالایماء والا فلا وان لم یستطع القعود یستلقی علی ظهره و
اوراوسپر سجدہ کیا پہر اگر اوسنی سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہین تو نہین ہوئی اور اگر طاقت بیٹھنی کی نہین تو چت لٹ جاوی اور
یجعل رجلیه نحو القبلة ویومی براسه للرکوع والسجود لکن ینبغی ان یوضع تحت راسه وسادة لیمکنه الایماء بالراس
اوسکی پانو قبلہ کی طرف کردین اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سر سی اشارہ کری پر یہہ چاہئی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہہ دین تاکہ اوس سی سر کا اشارہ ہوسکی
لان حقیقة الاستلقاء یمنع الایماء للصحیح فکیف للمریض وان لم یستطع الایماء بالراس لا یومی بعینه ولا بحاجبه
اسلئی کہ حقیقت مین چت پڑی ہوئی اچہی بچہی سی بہی اشارہ نہین ہوسکتا پہر بیمار سی تو کہان اور اگر سر سی اشارہ کرنی کی بہی طاقت نہین تو انکہہ کا اشارہ یا ابرو کا
ولا بقلبه بل ان کان یعقل الصلوٰة فی تلك الحالة توخر عنه الی زمان القدرة ولا تسقط هو الصحیح علی ما ذکر فی الهدایة لانه
یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجہہ باقی ہی اوس حالت مین تو قدرت کی وقت تک ملتوی رہی جاوی گی اور ذمہ سی ساقط نہین ہی موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی صحیح ہی
یفهم مضمون الخطاب وان کان لا یعقلها اکثر من یوم ولیلة تسقط ان لم یفق فی المدة وان افاق وکان للافاقة وقت
کہ مضمون حکم کا سمجہتا ہی اور اگر ایک رات دن سی زیادہ غفلت مین رہی تو نماز ساقط ہوجاتی ہی اگر اس مدت کی اندر افاقہ نہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت
معلوم مثل ان یفیق عند الصبح قلیلا ثم یعود الاغماء فهو افاقة معتبرة فی بطلان حکم ما قبلها من الاغماء وان لم یکن
معین پر جیسی مثلا صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو اتنا افاقہ بہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر
للافاقة وقت معلوم بل یفیق بغتة ثم یعود الاغماء فلا اعتبار لهذه الافاقة ومن کان فی السفینة الجاریة اذا
نہین ہوتا بلکہ ناگاہ کبہی افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہین ہی اور جو شخص چلتی کشتی مین ہو اگر
صلی الفرض قاعدا برکوع وسجود مع القدرة علی القیام لا یجوز عندهما لان القیام رکن فلا یسقط الا بعذر محقق وعند
فرض نماز بیٹہہ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہین ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہہ بدون عذر واقعی کی ساقط
ابی حنیفة یجوز لان دوران الراس فیها غالب والغالب کالمحقق لکن الافضل القیام واما فی المربوطة فی الشط فلا یجوز
اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمین دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور جو کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی ہو اوسمین
بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوٰة القراءة وهی فرض فی جمیع رکعات النفل والوتر والفرض من ذوات الرکعتین ولیست
بالاجماع جایز نہین اور تیسرا فرض نماز کی فرایض مین سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر مین اور فرض دوگانہ مین فرض ہی اور اون
بفرض فی جمیع رکعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل فی الرکعتین من غیر تعیین وانما عینت فی الاولیین لقوله علیه الصلوٰة
فرضون کی تمام رکعات مین فرض نہین ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہین بلکہ دو دو رکعت مین بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت مین اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰة
والسلام القراءة فی الاولیین قراءة فی الاخریین وادنی ما یجزی منها عند ابی حنیفة آیة وان کانت من الفاتحة او کانت
والسلام نی فرمایا پہلی دو رکعت مین قرارت بعینہ پچہلی دو رکعت مین ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا
قصیرة مرکبة من کلمتین کقوله تعالی ثم نظر او من کلمات کقوله تعالی فقتل کیف قدر والمکتفی بها مسیء لان قراءة
چہوٹی دو کلمون سی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فقتل کیف قدر لیکن اسیقدر ہو اکتفا کرنا اچہا نہین ہو اسطی کہ
الفاتحة وضم سورة او ثلث آیات الیها واجب وفی الاکتفاء بها ترك الواجب واما لو کانت کلمة واحدة کمدهامتان او حرفا وا
الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورة کا یا تین آیت کا اوسکی ساتہہ ملانا واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرنی مین ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی ہی جیسی مدهامتان یا ایک حرف کی

کص ورق ون نفقد اختلف فیه والاصح انه لا یجوز عنده ولو قرأ نصف آیة طویلة کآیة الکرسی وآیة المداینة

جیسی ص اور ق اور ن سو اسمین اختلاف ہی اصح یہہ ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جایز نہین اور اگر بڑی آیت مین سی جیسی آیت الکرسی اور آیۃ مداینہ

فی رکعة ونصفها فی رکعة اخری اختلفوا فیه قال بعضهم لا تجوز لانه لم یقرأ آیة تامة فی کل رکعة وقال عامتهم

آدہی ایک رکعت مین پڑہی اور آدہی دوسری رکعت مین تو اسمین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین جایز نہین اسواسطی کہ اسنی ہر رکعت مین پوری آیت نہین پڑہی اور عام فقہا

تجوز لان بعض هذه الآیات یزید علی ثلث آیات قصار او تعدلها فلا تکون ادنی من آیة وعندهما ادنی ما یجزی

کہتی ہین جایز ہی اسواسطی کہ ٹکڑا ان آیتون کا چہوٹی چہوٹی تین آیت سی بڑہتا ہی یا برابر ہی بہر صورت ایک سی کم نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سکم قرارت جو کافی ہو

منها ثلث آیات قصار او آیة طویلة تقوم مقامها لان القرآن معجز وادنی ما یقع به الاعجاز سورة لقوله تعالی

تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجز ہی اور کم سی کم جسمین اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی واسطی قول اللہ تعالی کی

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ واقل السورة سورة الکوثر وهی ثلث آیات ومن کان امیا ولم یطاوعه لسانه علی تعلم

لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتون مین سب سی چہوٹی سورۃ کوثر ہی سوئی اسکی تین آیتین ہین اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکہنی مین قابو مین نہو

القرآن ان کان یجتهد آناء اللیل واطراف النهار تجوز صلوته وفی او ان ترک الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلی هذا

اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوسکی نماز جایز ہی اور جو وہ محنت چہوڑدیگا نماز جایز نہو گی اس روایت کی موافق

کل من کان فی دار الاسلام وترک التعلم وبقی امیا واعتاد ان یصلی صلوة امی لا تجوز صلوته لان الامی انما تجوز

جو شخص دار الاسلام مین ہو کر قرآن نہ سیکہی اور امی رہجاوی اور امیون کیسی نماز کی عادت کرلی تو اوسکی نماز جایز نہین ہی اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہی

صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم یتمکن من التعلم واما اذا تمکن من التعلم ولم یتقید به

کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون سی ہوش مین آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکہنی کی نہ ملی اور جس صورت مین سیکہنی کی فرصت ہو اور محنت ہین لگی

فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الرکوع وهو طأطأة الراس مع انحناء الظهر فمن طأطأ راسه مع

تو اوسکی نماز جایز نہین اور چوتہا فرض نماز کی فرضون مین سی رکوع ہی اور وہ سر جہکانا کمر ٹیڑہی کرکر پہر جسنی سر کو جہکایا

انحناء الظهر قلیلا ان کان الی الرکوع اقرب تجوز وان کان الی القیام اقرب بان یوجد طأطأة راسه مع

اور کچہہ تہوڑی کمر ٹیڑہی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جایز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسطور کہ سر جہکایا کچہہ مونڈہون کی میلان سی

المیلان فی منکبیه ولا یوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه یعد قائما لا راکعا ومن کان احدب وبلغت حدوبته

پر کمر کبہڑی نہین ہوئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ اسکو قایم کہتی ہین راکع نہین کہلاتا اور جو شخص کبڑا ہووی اور اوسکا کوب رکوع کی

حد الرکوع یخفض راسه فی الرکوع تحقیقا للانتقال من القیام الی الرکوع والخامسة من فرائض الصلوة

نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع مین سر کو جہکادی تاکہ قیام سی رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچوان نماز کی فرایض مین سی

السجدة وهی وضع الجبهة علی الارض او ما یتصل بها والکمال فیها وضع الجبهة والانف والیدین والرکبتین

سجدہ ہی اور وہ رکہنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ مین رکہنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونو ہاتہون کا اور دونو گہٹنون کا

واطراف القدمین لقوله علیه السلام امرت ان اسجد علی سبعة عظام علی الجبهة والیدین والرکبتین واطراف

اور دونو پانو کی انگلیون کا واسطی قول علیہ السلام کی مجہکو حکم ہی کہ سات ہڈیون پر سجدہ کرون پیشانی پر اور دونو ہاتہون پر اور دونو گہٹنون پر اور دونو

القدمین والانف داخل فی الجبهة لکون عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه یجوز لکن یکره ان کان من

پانو کی انگلیون پر اور ناک پیشانی مین آگئی اسلئی کہ ہڈی دونو کی ایک ہی اور اگر پیشانی تو رکہدی اور ناک نہ رکہی تو جایز ہی پر مکروہ اگر بیعذر ہی

غیر عذر وکذلک لو وضع انفه دون جبهته یجوز عند ابی حنیفة لکن یکره ان کان من غیر عذر وعندهما

اور ایسی ہی اگر ناک رکہدی اور پیشانی نہ رکہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی پر مکروہ اگر بیعذر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا یجوز الا ان یکون فی جبهته عذر یمنع السجود بها ووضع الیدین والرکبتین لیس بفرض بل هو سنة واما وضع
جایز نہین مگر اوس صورت مین کہ اوسکی پیشانی مین ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکر سکی اور دونو ہاتھ اور دونو گھٹنون کا رکھنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو
القدمین فقد ذکر القدوری والکرخی والخصاف انه فرض حتی لو سجد ولم یضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
قدم کا رکھنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکھا بلکہ
رفعهما عن الارض لا یجوز سجوده ولو وضع احدهما یجوز ولکن یکره وذکر التمرتاشی ان وضع الیدین والقدمین
دونو زمین سی اوٹھالئی تو اوسکا سجدہ جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو ہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی کہ لگانا دونو ہاتھون اور دونو پانو کا
سواء فی عدم الفرضیة وقال اکمل الدین فی شرح الهدایة انه الحق وذکر فی شرح المنیة انه بعید عن الحق والمراد بوضع
عدم فرضیت مین برابر ہی اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی
القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیکون الاعتماد علیها
رکہنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیون کا رکہنا ہی اور اونگلیون کی لگانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی
حتی لو وضع ظهر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجب حفظه
یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکہدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی ہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکری تو سجدہ درست نہین ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
واکثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر منه
اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہ پانو کی جگہہ سی آدہہ ہاتہہ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو
لا یجوز ولو سجد علی کور عمامة ان کان کورها متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
تو جایز نہین ہی اور اگر پگڑی کی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہین ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ
ولو لم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وکذلک لا یجوز السجدة علی
اور اگر پیشانی سی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ
کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلک لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
ایسی شئ پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہو دی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر یا جو
یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیها فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
قایم مقام زمین کی ہی نہین ٹہرتی اور اگر لٹکتی کپڑی پہ سجدہ کیا یا زمین پر کپڑی بچھا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین
والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نی کہا یہہ جایز نہین ہی
فقال له الامام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من وراء یعنی انکم تتعلمون منا ثم تعلموننا اهل
امام نی پوچھا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پیچھی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہہ کر پہر ہمکو سکہاتی ہو کیا تم
تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
اپنی ملک مین بردی گہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم گہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چہٹا فرض
فرائض الصلوة القعدة الاخیرة سواء تقدمها قعدة اخری او لم تتقدم کما فی الثنائیة وقدر الفرض فیها مقدار
نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی ہی قعدہ ہو جیسی رباعی نماز مین یا نہو جیسی ثنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی
ما یتمکن فیه من قراءة التشهد الی قوله عبده ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حین علمه
جسمین عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی ابن مسعود سی

التشہد اذا قلت ھذا او فعلت ھذا فقد تمت صلوتک فانہ علیہ الصلوۃ والسلام علق التمام بالفعل قرأ او لم
تشہد سکہاتی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑہ چکا یا یہہ کر چکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی تمامی نماز کو فعل پر موقوف کیا تشہد پڑہی یا نہ

یقرأ لان معنی قولہ اذا قلت ھذا ای قرأت التشہد وانت قاعد اذ لم یشرع قراءۃ التشہد الا فی القعود ومعنی قولہ
پڑہی اسواسطی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑہا تو نی تشہد کو بیٹھ کر اسلئی کہ تشہد کا پڑہنا بجز قعود کی مشروع نہین ہی اور معنی

او فعلت ھذا ای قعدت ولم تقرأ شیئا فصار التخییر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالین والمعلق بالشرط
او فعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو بیٹھ گیا اور پڑہا کچہہ نہین پس اب اختیار قول مین ہی فعل مین نہین ہی اسواسطی کہ فعل دونو حالتون مین ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف

لا یوجد قبل وجود الشرط ووجہ آخر ان الصلوۃ متناھیۃ والتناھی لا یکون الا بالتمام والتمام لا یکون الا بالاتمام
وہ شرط سی پہلی موجود نہین ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہین ہوتی اور تمامی تمام کئی بدون نہین ہوتی

والاتمام لا یعلم مالم ینبہ الشارع فقد نبہ بہ فیکون فرضا فان قیل الفرضیۃ لا تثبت بخبر الواحد فما وجہ ثبوتہا
اور تمام کرنا بدون تبانی شارع کی معلوم نہین ہوتا سو شارع نی قعدہ بتادیا سو فرض ہوگیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سی ثابت نہین ہوتی پہر یہان خبر واحد سی ثبوت

به ھھنا فالجواب عدم ثبوتہا بہ لیس علی اطلاقہ بل اذا ثبت بہ ابتداء واما اذا لم یثبت بہ ابتداء بل بین بہ المجمل فتثبت
کی کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سی یون نہین ہی کہ فرضیت کبہی نہین ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سی ابتدا ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتدا ثابت نکرین

بیانہ ان نفس الصلوۃ ثابتۃ بالکتاب وتمامہا منہا فیلزم کون تمامہا ثابتا بہ ایضا وھذا الخبر بین کیفیتہ
اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سی ثابت ہی اور تمامی نماز کی اسمین داخل ہی پس اتمام کا بہی ثبوت قرآن سی لازم آیا اور اس خبر نی کیفیت اتمام کی بیان کردی

فیکون فرضا ویظھر ثمرۃ کونہا فرضا فی مسائل الاولی من تلک المسائل ان من صلی الظھر او نحوھا خمسا بان قید
سوئی فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل مین ظاہر ہوتا ہی اول اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز مین پانچ رکعت پڑہین اور پانچوین رکعت کا سجدہ

الخامسۃ بالسجدۃ ولم یقعد علی راس الرابعۃ تبطل فرضیۃ صلوتہ وتتحول نفلا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف و
کرلیا اور چوتہی رکعت پر قعدہ نکیا تو اوسکی نماز فرضیت باطل ہوکر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی

عند محمد تبطل فرضیتہا وتخرج من کونہا صلوۃ وکذا لو لم یقعد علی ثالثۃ المغرب او ثانیۃ الفجر والثانیۃ من
امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب مین تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نکری اور دوسرا اون مسائل

تلک المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقیم فی فائتۃ غیر ثنائیۃ لا یصح اقتداؤہ لان القعدۃ الاولی فرض فی حق المسافر
مین سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز مین تو اوسکا اقتدا صحیح نہین ہی اسواسطی کہ بیچکا قعدہ مسافر کی حق مین تو فرض ہی اور

دون المقیم فیکون اقتداؤہ بہ من قبیل اقتداء المفترض بالمتنفل وھو غیر جائز عندنا وانما یجوز اقتداؤہ بہ فی الوقتیۃ
مقیم کی حق مین فرض نہین اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑہنی والا نفل پڑہنی والیکا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب مین جایز نہین ہی مسافر کو

لان صلوتہ یصیر اربعا باقتدائہ بہ فی الوقت لا بعدہ والثالثۃ من تلک المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشہد
اسلئی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت مین رباعی ہوجاتی ہی وقت کی بعد نہین ہوتی تیسرا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قعدہ بقدر تشہد کی

فی آخر الصلوۃ لو تذکر سجدۃ التلاوۃ وسجدھا ترتفع القعدۃ حتی لو لم یقعد قدر التشہد بعدما سجد سجدۃ التلاوۃ
آخر نماز مین اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اوسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہوگیا یہان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد قعدہ نکریگا

تفسد صلوتہ لفوات ما ھو فرض منہا وھو القعدۃ الاخیرۃ والرابعۃ من تلک المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدۃ
تو اوسکی نماز بسبب فوت ہونی ایک رکن نماز یعنی قعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتہا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قعدۂ اخیر مین سوتا رہا

الاخیرۃ کلہا فحین انتباھہ یفرض علیہ ان یقعد قدر التشہد وان لم یقعد تفسد صلوتہ لان ما حصل من
تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی قعدہ کری اگر نہین کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطی کہ جو

لتناہی

فرضیت

یعنی خبر واحد سی بیان اجمال کا کریں تو فرضیت ثابت ہوجاتی ہی

یعنی فوت شدہ نمازین جو دو رکعت کی نہون

الافعال

الافعال في الصلوة حالة النوم لا تعتبر لصدورها من غير اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر

افعال نماز مین سوتی ہوئی اوسہو ہین اونکا اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ بلا اختیار ہوئی ہین اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

وقوعها لاسيما في التراويح وخصوصا في ليالي الصيف لكن الناس عنها غافلون يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه

تراویح مین اور وہ بہی علی الخصوص جو گرمیوں کی شب مین ہوتی ہین لیکن لوگ اس سی غافل ہین آئہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا مندی کی موافق

بلطفه وكرمه

المجلس الثالث والخمسون في بيان فضيلة الصلوة الخمس وكونها كفارة للذنوب

اپنی لطف اور کرم سی ترپن مجلس پنجگانہ نماز کی فضیلت مین اور نمازکا

کفارہ ہونا واسطی گناہون کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارايتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بتاؤ تو اگر تم مین سی کسیکی دروازہ آگی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوسمین

خمسا هل يبقى من درنه شئ قالوا لا قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهذه الخطايا هذا الحديث من

پانچ دفعہ نہایا کری کیا اوسپر کچہہ میل باقی رہیگا عرض کیا نہین آپ نی فرمایا پس یہہ مثل پنجگانہ نمازون کی ہی اللہ تعالی ان نمازون سی خطایا کو مٹا دیتا ہی یہہ حدیث

صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد بين فيه ان من صلى الصلوات الخمس يغفر الله تعالى ذنوبه ببركات تلك الصلوات

مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اوسمین یہہ بیان ہی جسنی پنجگانہ نمازین پڑہین تو اللہ تعالی اوسکی تمام گناہ ان نمازون کی برکت سی بخشدیتا ہی

فلابد للمؤمن ان يداوم عليها في اوقاتها باتمام ركوعها وسجودها وسائر ما يفعل فيها فانه تعالى وان امر

سو مؤمن کو لازم ہی کہ نمازون کو وقتون پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہین پورا پورا اداکر کر مداومت رکہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین اگرچہ نماز کا

بها في مواضع من كتابه لكن ذكر اركانها فيها متفرقة حيث بين فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر

کئی جگہ امر فرمایا پر اوسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہی چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت مین

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وفرضية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ وفرضية القراءة بقوله تعالى في

اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت مین اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور قرارت کی فرضیت سورہ

سورة المزمل فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

مزمل کی اس آیت مین پس پڑہو جتنا آسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت مین ہی اے ایمان والو

ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وانما عرف الترتيب بتعليم النبي عليه السلام تارة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء

رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی ہی کبہی تو آپ کی کرنی سی اور کبہی آپ کی بتانی سی چنانچہ علماء نی

في كتبهم وقالوا من يريد الدخول في الصلوة يكبر ويقول الله اكبر من غير ادخال المد في همزة الله وهمزة اكبر

اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اور علماء کہتی ہین جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور با پر مد نہ کہینچی

وباءه اذ لو حصل المد في احدى الهمزتين لا يصير شارعا في الصلوة بل لو وقع في اثنائها تفسد صلوته ولو تعمده

اسواسطی کہ اگر دونو ہمزون مین سی کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہوگی بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آجاویگا تو نماز فاسد ہو جاوی گی اور اگر جان

يكفر لانه يصير استفهاما ومقتضاه الشك في كبرياء الله تعالى وقيل ان كان لا يميز بين المد وغيره يكون شارعا

تو کافر ہو جاویگا اسواسطی کہ کلام استفہامی ہو جاوی گی اور اسکا مضمون اللہ تعالی کی بڑائیمین شک پیدا کریگا اور کوئی کہتا ہی اگر اوسکو مد اور بی مد مین تمیز نہین ہی تو نماز شروع ہو جاتی ہی

في الصلوة ولا تفسد ولو وقع في اثنائها والاستفهام يحتمل ان يكون للتقرير لكن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يصح

اور فاسد نہین ہوتی اگرچہ بیچ مین آجاوی اور استفہام مین احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو لیکن روایت اول اصح ہی اسواسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح نہین

ان يكون عذرا والتقرير المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرفه والانسان لا يصلح ان يحمل

ہی اور تقریر جو استفہام سی حاصل ہوتی ہی اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر برانگیختہ کری اور انسان مین یہہ صلاحیت نہین کہ

نفسه علی الاقرار بان الله تعالی اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء
اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ بڑا ہے اور اگر مد اکبر کی بار پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدے الف کو امالہ کر کر درمیان بار اور راء کی بڑھا کر
لا یصیر شارعا فی الصلوٰة ایضا ولو وقع فی اثنائها تفسد اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطن وقیل انه جمع کبر
تو بھی نماز شروع نہوگی اور اگر بیچمیں آجاویگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اسلئے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہہ جمع کبر کی ہے
بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر شارعا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان
دو زبر سے نقارہ کو کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں نماز شروع ہو جاتی ہے اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد بیچ میں آجاوے اسواسطے کہ یہہ اشباع ہے اور روایت اول اصح ہے
الاشباع انما یکون فی الاخر لا فی الوسط ومحل التکبیر القیام المحض حتی لو ادرک الامام فی الرکوع وکبر حال الانحطاط
اسواسطے کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہے بیچمیں نہیں ہوتا اور تکبیر کہنے کا محل خالص قیام ہے یہاں تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا گیا
لا یصیر شارعا فی الصلوٰة لان شرط الشروع فیها وقوع التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع
تو نماز شروع نہوگی اسواسطے کہ شرط نماز شروع ہونے کی یہہ ہے کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کھڑے ہوئے اللہ کہا اور رکوع میں اکبر کہا
اکبر لا یصیر شارعا ایضا ورفع الیدین عند التکبیر سنة حتی لو ترک رفعهما دائما من غیر عذر یاثم ولا یاثم
تو بھی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ اوٹھانی سنت ہیں یہاں تک کہ اگر ہاتھ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑدے تو گنہگار ہوگا اور گاہے گاہے
ان ترکه احیانا فعلی هذا ینبغی لمن یرید الشروع فی الصلوٰة ان یرفع یدیه حتی یحاذی بابهامیه شحمتی
ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہے کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونوں ہاتھ اتنے اوٹھاوے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کی برابر ہو جاویں
اذنیه بلا ضم اصابعه ولا تفریجها بل ترکها علی حالها قال قاضیخان ویمس بطرفی ابهامیه شحمتی اذنیه
اور انگلیاں کو آپسمیں نہ ملادے اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چھوڑدے قاضیخان کہتا ہے کہ سرے انگوٹھوں کی کانوں کی لو سے لگادے
ویجعل بطن کفیه نحو القبلة اکمالا للاقبال علیها وقال بعضهم یجعل بطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
اور ہتھیلیاں دونوں ہاتھ کی قبلہ کی طرف رکھے تا مواجہہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ ہتھیلی ہر ایک ہاتھ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھے پھر اللہ اکبر کہے اور یہہ
الاصح لان فی فعله معنی النفی وفی قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو بفعله الذی هو رفع الیدین ینفی الکبریاء
اصح ہے اسواسطے کہ اسکے عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سو مصلی اپنی عمل سے یعنی ہاتھ اوٹھانی سے غیر اللہ سے بڑائی کی نفی کرتا ہے
عن غیره تعالی ویقوله اکبر یثبتها له تعالی والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید ولو کبر ولم یرفع یدیه
اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطے بڑائی ثابت کرتا ہے اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہے چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور ہاتھ نہ اوٹھائے
حتی فرغ من التکبیر لا یرفعهما لفوات محله وان ذکره فی اثناء التکبیر یرفعهما لعدم فوات محله وان لم یمکنه رفعهما
حتی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوے اسواسطے کہ اوسکا محل ہو چکا اور اگر اثناء میں تکبیر کہتے ہوئے یاد آگیا تو اوٹھاوے اسواسطے کہ محل باقی ہے اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹھا سکے
الی الموضع المسنون یرفعهما قدر ما یمکنه وان امکنه رفع احدهما دون الاخری یرفعها وحدها لما روی انه علیه السلام
تو جہاں تک ہو سکے اوٹھاوے اور اگر ایک ہاتھ اوٹھا سکتا ہے دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال اذا امرتکم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم یمکنه رفعهما الا بالزیادة علی المسنون یرفعهما لانه یاتی بالمسنون
جب میں تمکو کوئی کام کہوں تو اوسکو اپنی مقدور بھر بجالاؤ اور اگر اوس سے دونوں ہاتھ نہیں اوٹھ سکتے بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو بھی اوٹھاوے اسواسطے کہ سنت پر عمل
ولا یستطیع ان یمتنع عن الزیادة والمرأة ترفعهما الی منکبیها هو الصحیح لکونه استر لها واذا فرغ من التکبیر یضع
کرتا ہے اور یہہ طاقت نہیں کہ زیادت سے رک رہے اور عورت اپنی دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اوٹھاوے یہہ ہی صحیح ہے اسواسطے کہ عورت کے واسطے یہہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہے
بطن کفه الیمنی علی ظاهر کفه الیسری ویحلق بالخنصر والابهام علی الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة فی کل
تو پھر دہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر چھنگلی اور انگوٹھے سے پہنچے پر ناف سے نیچے حلقہ باندھ لے اور یہہ ہی وضع مسنون ہے ہر

قیام فیه ذکر مسنون وامّا الذی لیس کذلك فالسنة فیه الارسال کما فی قومة الرکوع وتکبیرات العیدین و
قیام میں کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اوسمیں ہاتھ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی کہ رکوع کی بعد قومہ میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
المرأة تضعهما علی صدرها لانه استر لها ثم یقول سبحٰنك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰی جدك ولا اله
عورت دونوں ہاتھ اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ یہہ ہی پردہ پوش ہی پھر یہہ پڑھی پاکی یاد کرتا ہوں تیری یا الٰہی اور تیری حمد کہتا ہوں بابرکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہیں کوئی معبود
غیرك ولا یقول وجل ثناءك لانه لم یذکر فی الاحادیث المشهورة وذکر فی الکافی انه لو سکت عنه لا یؤمر به
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناءک اسواسطی کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہہ مذکور ہی کہ اس کلمہ کو کوئی نہ کہی تو امر نہ کریں
ولو اتی به لا یمنع عنه ثم یقول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع بھی نہ کریں پھر یہہ پڑھی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قرأت کی ہی ثنا کی ساتھ نہیں ہی نزدیک ابو حنیفہ اور محمد
حتی یاتی به المسبوق دون الموتم ثم یقول بسم الله الرحمٰن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی روایة ابی یوسف عن ابی حنیفة
یہاں تک کہ مسبوق تو پڑھی موتم نہ پڑھی پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور بسم اللہ ہر ایک رکعت کی اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں
ثم یقرء الفاتحة ویقول فی اخرها امین ثم یضم الیها سورة او ثلث ایات من ای سورة شاء فان قرأ معها اية قصیرة
ابو حنیفہ سی اور اوسکو مقتدی نہ پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اوسکی آخر میں آمین کہی پھر اوسکی ساتھ کوئی سورہ ضم کری یا تین آیتیں جس سورت میں سی چاہی پس اگر سورۂ فاتحہ کی ساتھ
او ایتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهة التحریمیة لترکه الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة
ایک آیت چھوٹی یا دو آیتیں چھوٹی پڑھی تو کراہت تحریمی ہی خالی نہیں ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسواسطی کہ واجب دونو پہلی رکعت میں بعد پڑھنی
الفاتحة ان یضم الیها سورة او ثلث ایات قصارا او اية طویلة تعدل ثلث ایات قصار فهذا یخرج عن الکراهة
سورۂ فاتحہ کی یہہ ہی کہ اوسکی ساتھ کوئی سورہ یا تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چھوٹی تین آیت کی برابر ہو ملادی سو اتنی مقدار میں کراہت تحریمی سی تو
التحریمیة لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهة التنزیهیة لانه لا یخلو اما ان یکون فی السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی میں آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی باہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الکتاب وای سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑھی اور ایک اور سورۃ جونسی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی
من ای محل تیسر وفی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرأ فی صلوٰة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفی الظهر
جس جگہہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر میں بھی
کذلك وفی العصر والعشاء دون ذلك وفی المغرب یقرأ بالقصار جدا کالعصر والکوثر وان کان فی الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سی کچھہ کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑھی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفوته الصلوٰة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوٰة الفجر فی الرکعتین اربعین اية
گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑھی کہ اوسکی نماز فوت نہو جاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت میں چالیس آیتیں پڑھی
وهو ادنی السنة او ستین اية وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روی انه علیه الصلوٰة والسلام کان یقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھہ آیتیں اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتیں اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیه الصلوٰة والسلام
فی صلوٰة الفجر اربعین اية او ستین اية او مائة اية واحیانا کان یقرأ والصّٰفّٰت واحیانا کان یقرء سورة
فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ساٹھہ آیتیں یا سو آیتیں پڑھا کرتی تھی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑھتی
قٓ وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرأت میں تخفیف کی لئی فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑھتی تو اس سی معلوم ہوا

قراءۃ الصافات من باب التخفیف فاذا فرغ من القراءۃ یکبر للرکوع مع الانحطاط فلو لم یکبر حال الانحطاط
کہ والصافات کا پڑھنا تخفیف مین داخل ہی پہر جب مصلی قرارت سی فارغ ہوچکا تو رکوع کی لئی جہکتی ہوئی تکبیر کہی اگر جہکتی ہوئی تکبیر رہ گئی
لا یکبر فی الرکوع لفوات محلہ وقد ذکر فی المنیۃ ان فی اتیان اذکار المشروعۃ فی الانتقالات بعد تمام الانتقال
تو رکوع مین جاکر تکبیر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ مین مذکور ہی کہ جواذکار انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی مین
کراہتین ترکہا عن موضعہا وتحصیلہا فی غیر موضعہا وبعد التکبیر یضع یدیہ علی رکبتیہ مع تفریج اصابعہ
دو کراہت ہین ایک تو اونکو اپنی جگہ سی ٹلا دینا اور دوسری بی جگہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتہ دونو گہٹنون پر اونگلیان کشادہ کرکی رکہی
ولا یندب تفریج الاصابع الا فی ہذہ الحالۃ ویبسط ظہرہ بحیث لو وضع علی ظہرہ قدح مملو بالماء لاستقر
اور اونگلیون کا کشادہ کرنا سوا اس جگہ کی کہین مستحب نہین ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹہہ پر پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہدین تو ٹہرا رکہا رہی
ویستوی راسہ بظہرہ ولا یرفعہ کالحیۃ ولا ینکسہ کالخنزیر ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلث
اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند اور نہ تلی جہکادی سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی
مرات وذلک ادنی کمال السنۃ ویکرہ ان ینقص منہا وان زاد علیہا فہو افضل ان کان منفردا وکان
اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور
اتمامہ علی وتر ثم یرفع راسہ قائلا سمع اللہ لمن حمدہ واذا استوی قائما یقول فی القیام ربنا لک الحمد
عدد طاق پر پورا کری پہر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سر اوٹہاوی اور جب سیدہا کہڑا ہوجاوی تو قیام مین ربنا لک الحمد کہی
ان کان منفردا ثم یکبر للسجود مع الانحطاط وان لم یکبر حال الانحطاط لا یکبر فی السجدۃ لفوات محلہ ثم
اگر مصلی منفرد ہو پہر سجدہ کی لئی جہکتا ہوا تکبیر کہی اور اگر اتفاقا جہکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ مین جاکر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل ہولیا پہر
یضع یدیہ علی الارض مع ضم اصابعہ ولا یندب ضم الاصابع الا فی ہذہ الحالۃ ثم یضع وجہہ بین کفیہ
اپنی دونو ہاتہہ اونگلیان ملاکر زمین پر رکہی اور اونگلیون کا ملانا سوا اس محل کی کہین مستحب نہین ہی پہر اپنی پیشانی دونو ہاتہون کی بیچ مین
بحیث یکون ابہاماہ حذاء اذنیہ ویبدی ضبعیہ الا فی الازدحام ویجافی بطنہ عن فخذیہ ویوجہ اصابع
اسطور پر رکہی کہ اوسکی دونو انگوٹہی کانون کی برابر رہین اور دونو بہلو کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹ کو دونو ران سی الگ رکہی اور پانو کی اونگلیان
رجلیہ نحو القبلۃ ویقول فی سجودہ سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلک ادنی کمال السنۃ حتی یکرہ
قبلہ کی طرف رکہی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہان تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی
ان ینقص منہا وان زاد علیہا فہو افضل ان کان منفردا وکان اتمامہ علی وتر والمرأۃ فی السجود کالرجل الا انہا
اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنی مین مثل مرد کی ہی پر اتنا فرق ہی
لا تبدی ضبعیہا ولا تجافی بطنہا عن فخذیہا بل تلزق بطنہا بفخذیہا لکونہ استر لہا وتمام السجدۃ یکون
کہ عورت اپنی بہلو کو ظاہر نکری اور نہ پیٹ کو ران سی جدا رکہی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکہی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا
بوضع الجبہۃ والانف ویکرہ باحدہما وکذا یکرہ السجود علی کور عمامتہ ان کان کورہا متصلا بالجبہۃ
پیشانی اور ناک دونو کی ٹکانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو
ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض ولو لم یکن متصلا بجبہتہ بل کان فوق الجبہۃ او کان غلیظا لا یوجد
اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی
فیہ حجم الارض لا یجوز وکذا لا یجوز السجود علی کل شئ لا یوجد فیہ حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن
سختی اسمین معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شئ پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا

ونحو

ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس
اور مانند اسکی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جو زمین کی مثل ہے نہیں پہنچتی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنوں کا زمین پر رکھنا سجدہ میں فرض نہیں
بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدوري والكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه
ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونوں پانوں کا رکھنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتے ہیں کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ تو کیا اور دونوں پانو
او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمرتاشي ان وضع اليدين
یا ایک پانو زمین پر نہ لگایا یا بلکہ دونوں کو زمین سی اوٹھائی رہا تو جایز نہیں ہی اور اگر ایک پانو بھی لگائی رکھا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی رکھنا دونوں ہاتھ کا
والقدمين سواء في عدم الفرضية وقال اكمل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق
اور دونوں پانو کا فرض نہونے میں برابر ہیں اور اکمل الدین شرح ہدایہ میں کہتا ہی یہہ ہی حق ہی اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی
والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتماد
اور دونوں پانو رکھنی سی موافق بیان خلاصہ کی پانوں کی انگلیوں کا لگانا مراد ہی اور مراد انگلیوں کی رکھنی سی انگلیوں کا متوجہ رکھنا قبلہ کی طرف تاکہ اونپر زور رہی
عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه
یہان تک کہ اگر پشت دونوں پانوں کی زمین پر رکھی اور انگلیاں دونوں پانو کی یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکھی تو اوسکا سجدہ صحیح نہیں ہی اسکا لحاظ واجب ہی
واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن
اور اکثر لوگ اس امر سی غفلت کرتی ہیں پھر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹھا کر بیٹھ جاوی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھی جب بیٹھی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی
اضطراب اعضاءه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار
باقی نہ رہی اس طور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذر جاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اسمیں اختلاف ہی
الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعد
کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اوٹھی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہیں ہی اسلئی کہ جالس و
جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد
نہیں شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی اسلئی کہ اب بیٹھا ہوا
جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جبهته والارض يجوز لكن الاقتصار عليه
شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوجاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی نی اتنا سر اوبھارا کہ ہوا اوسکی پیشانی اور زمین کی بیچ میں کو گذر جاوی تو جایز ہی پر اسی پر کفایت کرلینا
يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر
سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوة والسلام زندگی بھر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ سی فارغ ہو چکی تو تکبیر کہی
ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عذر بل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
اور سیدھا کھڑا ہو جاوی اور بدون عذر کی اپنی ہاتھوں کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی گھٹنوں پر سہارا کر کر کھڑا ہو جاوی اور دوسری رکعت میں وہ ہی عمل کری جو اول
الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع راسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى
رکعت میں کر چکا ہی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریمہ نہ کہی اور اعوذ بالله نہ پڑھی اور نہ ہاتھ اوٹھاوی جب دوسری رکعت پوری کر چکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹھی تو بایان پانو بچھا کر
ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها
اوسپر بیٹھ جاوی اور داہنا پانو کھڑا رکھی اور اسکی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھدی اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلا کر قبلہ کی طرف کردی
نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمرأة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن
اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہوسکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پر اسطرح بیٹھی کہ دونوں پانو داہنی طرف کو نکال کر

ويجلس على اليتها اليسرى لانه استر لها ثم يتشهد ويقول التحيات لله والصلوت والطيبت السلام عليك ايها
بائیں سرین پر بیٹھ جاوی کیونکہ اوسکی لئی اسمین خوب پردہ ہی پہر تشہد پڑہی یہہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تجہپر ای
النبي ورحمة الله وبركته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحاء بندگان الٰہی پر مین گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی معبود سواء اللہ کی اور گواہی دیتا ہون
محمدا عبده ورسوله ثم ان كان ما يصلي فرضا زائدا على الركعتين لا يزيد على هذا القدر من التشهد
کہ محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا پہر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی بڑہتی ہی تو اتنی تشہد سی زیادہ قعدۂ اولی مین کچہہ نہ پڑہی
في القعدة الاولى بل يكبر ويقوم الى الركعة الثالثة بلا اعتماد بيديه على الارض ان لم يكن له عذر ثم
بلکہ تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کی لئی کہڑا ہو جاوی بی عذر ہاتہہ کا سہارا زمین پر نہ کری پہر
انه في ما بعد الاوليين متخير ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاوليين
اسکو پچہلی رکعتون مین اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۂ فاتحہ پڑہی یہہ تو افضل ہی اسواسطی کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا پچہلی رکعتون مین
سنة في ظاهر الرواية حتى لو تركها او ضم اليها سورة سهوا لا يلزمه سجود السهو وان شاء سبح ثلث
سنت ہی ظاہر الروایت مین یہان تک اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کری یا اوسکی ساتہہ سہو سی کوئی سورت ملادی تو سجدہ سہو کا نہین آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح کہی
مرات وان شاء سكت مقدارها الا انه ان سكت عمدا يكون مسيئا لترك السنة وان لم يكن ما يصلي
اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کہڑا رہی پر اتنا ہی کہ اگر عمداً چپکا کہڑا رہی گا تو اچہا نہین اسلئی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہین ہی
فرضا بل كان نفلا او سنة مؤكدة مثل سنة الظهر والجمعة لا يكون مخيرا بين هذه الثلثة بل يتعين عليه
بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتین تو اب ان تینون امر مین اختیار نہین ہی بلکہ اوسپر پڑہنا
قراءة الفاتحة مع ضم سورة اليها لكون القراءة فرضا في جميع ركعات النفل والسنة ثم انه في النفل يزيد على
سورۂ فاتحہ کا مع ملانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلئی کہ نفل اور سنتون کی تمام رکعتون مین قرارت فرض ہی پہر مصلی نفلون کی قعدۂ اولی مین تشہد پر
التشهد ان يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى ويأتي بالثناء والتعوذ اذا قام الى الثالثة لكون
درود زیادہ کردی اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بہی پڑہی جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو اسواسطی
كل شفع صلوة على حدة واما سنة الظهر والجمعة فلكون كل منهما صلوة على حدة لا يأتي فيها بالثناء والتعوذ
کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہی اور ظہر اور جمعہ کی سنتین اسلئی کہ دو نو نماز علیحدہ مستقل ہین نو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ
اذا قام الى الثالثة ولا يزيد على التشهد في القعدة الاولى حتى ذكر في القنية انه لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم
جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو تو نہ پڑہی اور پہلی قعدہ مین تشہد پر کچہہ زیادہ نہ کری یہان تک کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتون کی پہلی
في القعدة الاولى من سنة الظهر ففي وجوب سجود السهو قولان ثم انه يقعد في القعدة الاخيرة كما يقعد في القعدة
قعدہ مین اگر درود پڑہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی مین دو قول ہین پہر مصلی قعدۂ اخیرہ مین اسطور بیٹہہ جاوی جیسی پہلی قعدہ مین
الاولى ويتشهد وبعد التشهد يصلي على النبي عليه الصلوة والسلام يقول اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت
بیٹہا تہا اور تشہد پڑہی اور بعد تشہد کی درود پڑہتی اسطور اللہم صل آخر تک الٰہی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسی رحمت نازل کی تو نی
على ابرهيم وعلى ال ابرهيم انك حميد مجيد ثم يستغفر لنفسه ولوالديه ان كانا مؤمنين ولجميع المؤمنين والمؤمنت
اوپر ابراہیم اور آل ابراہیم کی بیشک تو صاحب حمد اور بزرگی ہی پہر استغفار کری اپنی اور اپنی ماں باپ کی واسطی اگر وہ دونو مؤمن ہون اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی
ويقول اللهم اغفر لي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنت يوم يقوم الحساب ويدعو بالدعوات المأثورة عن
واسطی اور یون کہی الٰہی بخشدی مجکو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتون کو جس روز حساب قایم ہو اور وہ دعائین پڑہی جو نبی علیہ السلام سی

النبي

النبي عليه الصلوة والسلام ومايشبه الفاظ القران مثل ان يقول رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
مروی ہین اور جو کہ قرآن کی الفاظ سی ملتی ہون جیسی یہہ دعا ای رب ہمارے دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ
خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی ای رب ہمارے دل نہ پھیر جب ہمکو ہدایت دے چکا اور دے ہمکو اپنی ان سی مہربانی تو ہی سب دینی والا
الْوَهَّابُ ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا مشبهة بالفاظ القران ولا يكون
اور مانند اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سی پڑہیگا اور قرات کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ قرآن کی ہونگی قرآن نہونگی
قرانا حتى يجوز الدعاء بها مع الجنابة والحيض ولا يدعو بما يشبه كلام الناس وهو ما لا يستحيل طلبه منهم
یہان تک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض مین دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیون کی گفتگو سی ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا ادمیون سی محال نہو
مثل ان يقول اللهم اعطني مالا اللهم ارزقني جارية اللهم زوجني امراة فانه اذا دعى بها تكون صلوته ناقصة
جیسی یہہ کہنی لگی الٰہی مجکو مال دے الٰہی مجکو لونڈی دے الٰہی عورت سی میرا بیاہ کردے پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی
لخروجه منها بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد التشهد يسلم اولا عن يمينه وثانيا عن
اسلئی کہ نماز سی بدون سلام کی جو کہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤنسی جو تشہد کی بعد ہین فارغ ہوا تو سلام پھیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بار
يساره ويقول في كل واحد منهما السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركاته فانه من عادة الجهال
بائین طرف اور ہر ایک مین یہہ کہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور برکاتہ دونون مین سی کسی مین نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلون کی عادت ہی
ولو سلم عن يساره اولا يسلم عن يمينه ما لم يتكلم ولا يعيد السلام عن يساره ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يساره
اور اگر بائین طرف پہلی سلام پھیر دیا تو داہنی طرف بولنی سی پہلی سلام پھیری اور بائین طرف دوبارہ نہ پھیری اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائین طرف پھیری
وهو مروي عن علي كذا ذكره الزيلعي في شرح الكنز وينوي المنفرد في خطاب عليكم جميع من معه من الملئكة ولا
یہہ روایت حضرت علی سی ہی زیلعی نی شرح کنز مین مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب مین اپنی ساتھ کی تمام فرشتون کی نیت کرلی اور
ينوي عددا محصورا فيهم لاختلاف الاخبار في عددهم فقيل مع كل مؤمن خمسة من الملئكة وقيل ستون
کسی عدد معین کی نیت نہ کری اسلئی کہ فرشتون کی عدد مین مختلف خبرین آئی ہین کوئی کہتا ہی ہر مؤمن کی ساتھ پانچ فرشتی ہین کوئی کہتا ہی ساٹھ ہین
وقيل مائة وستون وقيل اثنان وقيل غير ذلك واصح الاقاويل انهم خمسة واحد عن يمينه يكتب الحسنات
اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹھ ہین کوئی کہتا ہی دو ہین کوئی کچھہ اور کہتا ہی سب مین صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہین ایک داہنی طرف جو حسنات لکھتا ہی
وواحد عن يساره يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يرفع عنه المكاره وواحد عند
اور ایک بائین طرف جو برائیان لکھتا ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچھی جو ایذا کو دور کرتا ہی اور ایک
ناصيته يكتب ما يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويبلغه ومما ينبغي للمصلي بطريق الادب ان يكون نظره في حال
پیشانی کی پاس جو درود کو لکھتا ہی اور نبی علیہ السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو بطریق آداب کی لایق یہہ ہی کہ قیام کی حالت مین اپنی نگاہ
قيامه الى موضع سجوده وفي ركوعه الى ظهر قدميه وفي حال سجوده الى ارنبة انفه وفي حالة قعوده الى حجره دهر
سجدہ کی جگہہ پر رکہی اور رکوع کی حالت مین پاؤن کی پشت پر اور سجدہ کی اندر ناک کی نتہنے پر اور حالت قعود مین اپنی گود پر جیسا
ما يكون على مجمع فخذيه من ثوبه وعند التسليمة الاولى الى منكبه الايمن وعند التسليمة الثانية الى منكبه
دونون زانو کی جوڑ پر کپڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہرتی ہوئی داہنی مونڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوی بائین مونڈہی پر
الايسر لان المقصود الخشوع وترك التكلف وذلك كله مقتضى الخشوع لان المصلي اذا ترك التكلف يقع بصره في هذه
اسلئی کہ غرض انکسار ہی اور تکلف کا ترک کرنا اور یہہ تمام باتین انکسار کی ہین اور اسواسطی کہ مصلی جب تکلف نہ کرتا ہی تو اوسکی نگاہ ایسی ہی جگہہ

المواضع سواء قصد اولم یقصد ومما ینبغی له ایضا ان یکون ما بین قدمیه فی حال القیام قدر اربع اصابع مضمومة

پڑتی ہی برابر ہی قصد کری یا نہ کری اور مصلی کو یہہ بہی چاہئی کہ دونو پانو کی بیچہین قیام کی وقت برابر چار ملی ہوئی اونگلیون کی فرق رکہی

ویکره له التمایل علی یمناه مرة وعلی یسراه اخری لانه من العبث المنافی للخشوع یسرنا الله عمل الخاشعین

اور مکروہ ہی کہ کبہی داہنی پانو پر جہکجاوی اور کبہی بائین پر اسواسطی کہ یہہ سبب عبث انکسار کی خلاف ہی الٰہی ہمپر آسان کر عمل خاشعین کا

المجلس الرابع والخمسون فی بیان فضیلة الجماعة وذکر الوعید فی ترکها

قال رسول الله

مجلس چونّن جماعت کی فضیلت مین اور جماعت ترک کرنی کی وعید مین رسول الله

صلی الله علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة هذا الحدیث من صحاح

صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑہتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان الصلوة مع الجماعة تزید فی الثواب علی صلوة المنفرد بسبع وعشرین درجة

صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ جماعت کی نماز ثواب مین منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہی

فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یداوم علی اداء الصلوات الخمس بالجماعة لینال الثواب الموعود فان الجماعة فیها

اس روایت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچون نمازین جماعت کی ساتہہ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کیونکہ نماز مین جماعت

سنة مؤکدة غایة التاکید فی قوة الواجب حتی لو ترکها اهل بلدة یجب قتالهم بالسلاح لکونها من شعایر

سنت مؤکدہ بہت تاکید سی قریب واجب کی ہی یہان تک کہ اگر کسی شہر والی جماعت چہوڑ دین تو اونکو ہتیارسی قتل کرنا واجب ہی اسواسطی کہ جماعت اسلام کی

الاسلام وخصائصه التی لم تکن فی سائر الادیان وان ترکها بعض منهم بغیر عذر یجب تعزیره ولا یقبل

نشانی اور ایسی خاص عبادت ہی کہ تمام دینون مین نہین ہی اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کردی تو اوسکو تعزیر دینی واجب ہی اور اوسکی گواہی

شهادته ویأثم الجیران بالسکوت عنه والمطر والطین والبرد الشدید والظلمة الشدیدة عذر وتکرار الفقه

معتبر نہین اور اوسکی ہمسایہ گنہگار ہوتی ہین اگر چپ کر رہین اور مینہہ اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑی کی شدت اور اندہیری کی زیادت عذر ہی اور فقہ کی بحث

ومطالعة کتبه لیس بعذر وقیل عذر اذا لم یکن عن تکاسل وقلة مبالاة بها ولم یواظب علی ترکها واختلف العلماء

اور فقہ کی کتابون کا مطالعہ عذر نہین ہی اور کوئی کہتا ہی عذر ہی اگر سستی کی ماری اور جماعت کی بی پروائی سی نہو اور ترک جماعت کی عادت نکرلی اور علماء گہر کی

فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الفضیلة ومن فاتته فی مسجده لا یجب علیه الطلب

اندر جماعت کرنی مین اختلاف کرتی ہین اصح مذہب یہہ ہی کہ گہر کی اندر جماعت تو ایسی ہی جیسی مسجد مین پر وتنی فضیلت نہین ہی اور جسکو جماعت اوسکی مسجد مین ہاتہہ نلگی تو اوسپر واجب نہین

فی مسجد اخر بل ان جاء الی مسجد اخر وصلی مع الجماعة فهو حسن وان صلی فی مسجده فهو حسن وان دخل منزله

اور مسجد مین تلاش کری بلکہ اگر اور مسجد مین گیا اور جماعت کی نماز پڑہی تو بہتر ہی اور اگر اپنی مسجد مین پڑہ لی تو بہی بہتر ہی اور اگر اپنی گہر مین جاکر اپنی

وصلی فیه باهله جماعة فهو حسن واولی الناس بالامامة اعلمهم باحکام الصلوة وان تساووا فی العلم فاقرءهم

اہل کی ساتہہ جماعت سی پڑہی تو بہتر ہی اور امامت کی واسطی وہ شخص اولیٰ جو مسایل نماز کی زیادہ جانتا ہو اور اگر علم مسائل مین سب برابر ہون تو اچہا قاری

وان تساووا فی العلم والقراءة فاورعهم وان تساووا فی هذه الاوصاف الثلثة فاکبرهم سنا وان تساووا فی هذه الاربعة

اور اگر علم اور قرارت مین برابر ہون تو بڑا پرہیزگار اور اگر ان تینون اوصاف مین برابر ہون تو جو عمر مین بڑا ہو اور اگر ان چارون اوصاف مین برابر ہون

فاحسنهم خلقا وان تساووا فی هذه الخمسة فاحسنهم وجها وان تساووا فی هذه الستة فاشرفهم نسبا وان

تو جسکا خلق نیک ہو اور اگر ان پانچون مین برابر ہون تو جو خوب صورت ہو اور اگر ان چہون وصف مین برابر ہون تو جو نسب مین شریف ہو اور اگر

تساووا فی هذه السبعة فانظفهم ثوبا وان تساووا فی هذه الصفات کلها یقرع او یکون الخیار الی الجماعة ویکره تقدیم

ان ساتون وصف مین برابر ہون تو جسکی پوشاک اچہی ہو اور اگر ان تمام اوصاف مین برابر ہون تو قرعہ ڈالین یا جماعت والون کو اختیار ہی اور فاسق کو امام کرنا

الفاسق

الفاسق کراهة تحریم لانه لایهتم لامر دینه مع ان تقدیمه للامامة تعظیم له وقد وجب اهانته شرعا وکذا
مکروہ تحریمی ہی کیونکہ وہ اپنی دین کا اہتمام نہیں کرتا باوجودیکہ اوسکا آگی بڑہانا امامت کی لئی اسمین اوسکی تعظیم ہوتی ہی اور شرع مین اوسکی اہانت واجب ہی ایسی ہی
یکرہ تقدیم المبتدع وهذا اذا لم یؤد بدعته الی حد الکفر واما اذا ادت الیه فلا کلام فی عدم جواز تقدیمه
بدعتی کا امام کرنا مکروہ ہی یہہ جبہتک ہی کہ اوسکی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور اگر کفر تک پہنچی تو پہر اوسکی امامت کی ناجایز ہونی مین کچہہ کلام نہین
ومن دخل المسجد ورای ان الجماعة قد قامت فانه یقوم بانقص الجانبین من الصف حتی یصیر الامام بحذاء وسط
اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ جماعت کہڑی ہوگئی تو پہر یہہ شخص صف مین اودہر جا کہڑا ہو جدہر آدمی کم ہون تاکہ امام صف کی بیچمین ہو جاوی
الصف فان استویا یقوم فی الجانب الایمن والقیام فی الصف الاول افضل من الثانی وفی الثانی افضل من الثالث
اور اگر دونو جانب برابر ہون تو دہنی طرف جا کہڑا ہو اور پہلی صف مین کہڑا ہونا دوسری صف سی افضل ہی اور دوسری مین تیسری صف سی
هکذا الی اخر الصفوف لما روی فی الاخبار ان الله تعالی اذا انزل الرحمة علی الجماعة ینزلها اولا علی الامام ثم یتجاوز عنه
ایسی ہی آخر صفوف تک اسواسطی کہ حدیثون مین روایت ہی کہ اللہ تعالی جب جماعت پر رحمت نازل کرتا ہی تو پہلی امام پر پہر اوسی بڑہ کر اوسپر
الی من بحذائه فی الصف الاول ثم الی الیامن ثم الی المیاسر ثم الی الصف الثانی وروی انه علیه الصلوة والسلام قال یکتب
جو اوسکی سیدہ پر پہلی صف مین ہی پہر اوسکی دہنی طرف پہر بائین طرف پہر دوسری صف پر اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اوسکی واسطی
للذی خلف الامام بحذائه مائة صلوة وللذی فی الجانب الایمن خمس وسبعون وللذی فی الجانب الایسر خمسون وللذی
جو امام کی پیچہی سیدہ پر ہوتا ہی سو نمازین لکہی جاتی ہین اور اوسکی لئی جو دہنی طرف ہوتا ہی پچہتر نمازین اور اوسکی لئی جو بائین طرف ہی پچاس نمازین اور اوسکی لئی
فی سائر الصفوف خمس وعشرون ومن دخل المسجد ورای ان الصف الاول قد تکامل فانه لا یزاحم فیه لانه ایذاء والقیام
جو اور تمام صفون مین ہی پچیس نمازین اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ پہلی صف پوری ہوچکی تو یہہ شخص اوسمین نہ دہسی کیونکہ ایذا رسانی ہی اور
فی الصف الثانی خیر من الایذاء وان وجد فی الصف الاول فرجة دون الثانی یخرق الثانی اذ لا حرمة لهم لتقصیرهم وارتکابهم
دوسری صف مین کہڑا ہونا ایذا دینی سی بہتر ہی اور اگر پہلی صف مین جگہ باقی پاوی اور دوسری مین نہین تو دوسری کو چیر کر چلا جاوی اسواسطی کہ اب اونکی کچہہ عزت نہین
الاثم حیث لم یسدوا الصف الاول فان السنة انما م الصف الاول ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف
اختیار کیا کہ صف اول کو پوری نکی کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ پہلی صف اول کو پوری بہرلین پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر کچہہ نقصان رہی تو سب سی پچہلی
الاخیر لما روی انه علیه السلام قال اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر وروی
صف مین ہو اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پوری کرو اگلی صف کو پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر نقصان باقی رہی تو چاہی پچہلی صف مین ہو اور
عن عائشة انه علیه الصلوة والسلام قال لا یزال قوم یتاخرون عن الصف الاول حتی یؤخرهم الله فی النار یعنی ان
عایشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا ہمیشہ آدمی صف اول سی پیچہی ہٹتی جاتی ہین یہان تک کہ اونکو ہٹا کر اللہ آگ مین ڈالدیتا ہی مراد یہہ ہی
التاخر عن الصف الاول تاخر عن الخیر والثواب فمن تاخر عن الخیر والثواب یتاخر عن رحمة الله تعالی وعن دخول
کہ صف اول سی ہٹ رہنا خیر اور ثواب سی ہٹ رہنا ہی پہر جو شخص خیر اور ثواب سی ہٹ رہا وہ رحمت الہی اور دخول جنت سی
الجنة فیلزم دخوله فی النار الا ان یغفر الله تعالی له والسنة ایضا تسویة الصفوف والتراص فیها والمقاربة بینها
ہٹ رہا اب اوسکا دوزخ مین داخل ہونا لازم آیا یا اللہ اوسکو بخشدی اور صفون کا سیدہا کرنا اور استوار کرنا اور خوب ملکر کہڑا ہونا بہی مسنون ہی
لما روی عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال سووا صفوفکم فان تسویة الصفوف من تمام الصلوة وفی روایة
اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برابر کرو اپنی صفون کو بیشک صفون کا سیدہا کرنا تمامی نماز سی ہی اور ایک روایت مین
من اقامة الصلوة وعن النعمان بن بشیر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی
ہی نماز کی درستی مین سی ہی اور نعمان بن بشیر سی روایت ہی کہ کہتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفون کو سیدہا کیا کرتی تہی یہان تک کہ جیسی

القداح فرای رجلا بادیا صدرہ من الصف فقال عباد الله لتسون صفوفکم اولیخالفن الله بین وجوھکم قیل المراد
تیر سیدھا کرتی ہیں پہر ایک شخص کو دیکہا کہ سینہ صف سی باہر نکالی ہوئی تہا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفیں سیدہی کرو نہیں تو اللہ تعالی تمہاری چہری بگاڑ دیگا بعضی کہتی ہیں
بالوجوہ القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا تختلفوا فتختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفضی
چہروں سی مراد دل ہیں اس دلیل سی کہ ایک اور حدیث میں آیا ہی آگی پیچھی نہونا پہر تمہاری دل مختلف ہوجاوینگی بیشک دلوں کی اختلاف سی
الی اختلاف الوجوہ باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق علی الداخل فیه وتاخر الخارج عنه
چہری مختلف ہوجاتی ہیں کیونکہ ہر ایک دوسری سی منہہ پہیرتا ہی اسواسطی کہ صف سی آگی بڑہنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہوجاتا ہی اور پیچھی کو ہٹنی والا
ایذاء لمن خلفه وکلاهما سبب للبغض والعداوة فکانه علیه الصلوة والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاهر عند اقامة
اپنی سی پچہلی کو ایذا دیتا ہی اور یہہ دونو باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی علیه الصلوة والسلام نی یہہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر میں بروقت قایم ہونی
الصلوة بالجماعة ولم تطیعوا امر الله تعالی ورسوله فیها یقع بینکم العداوة والبغضاء وروی عن انس انه علیه الصلوة
جماعت نماز کی اتفاق نہ کروگی اور اسمیں اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کروگی تو تمہاری بیچمیں عداوت اور دشمنی پیدا ہوجائیگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام
والسلام قال رصوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطان یدخل فی خلل الصف
فرمایا اپنی صفیں استوار کرو اور مل کر کہڑا ہوا کرو اور گردنیں برابر رکہا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی بیشک شیطان کو میں دیکہتا ہوں کہ وہ صف کی چہدا ومیں گہستا ہی
کانها الحذف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز فکان الشیطان تبصر لیدخل
گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حا بی نقطہ اور ذال بانقطہ کی زبر سی سیاہ بکریاں چہوٹی چہوٹی حجاز کی بکریوں میں سی گویا شیطان یہہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی
فی خلل الصف ویشوش علی المصلین ویقطع علیهم صلوتهم ومن اتی الجماعة یکرہ له القیام خلف الصف وحدہ متی وجد
چہداومیں گہسکر نمازیوں کی دل پریشان اور اونکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت میں ملی تو اوسکو صف کی پیچھی اکیلا کہڑا ہونا مکروہ ہی جبتک صف میں
فی الصف فرجة وان لم یوجد فی الصف فرجة ینتظر الی الرکوع فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الاخر بحذاء الامام
جگہہ ملی اور اگر صف میں جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کہڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پہ کہڑی ہوجاویں
والا یجذب واحدا من الصف الی نفسه فیقف فی جنبه لکن الاولی فی زماننا القیام وحدہ بحذاء الامام لغلبة الجهل
اور نہیں تو صف میں سی ایک کو اپنی پاس کہینچکر اوسکی برابر کہڑا ہوجاوی پر اس زمانہ میں اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پہ کہڑا ہوجاوی کیونکہ لوگوں پر جہالت غالب ہی
علی الناس فلو جر احدا یفسد الصلوة ومن یصلی مع واحد یقیمه عن یمینه ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی امامه
اگر کسیکو پیچھی کہینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتہہ نماز پڑہی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کہڑا کرلی اور مقتدی کو جایز نہیں ہی کہ امام سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو
والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامه بحیث یقع سجودہ قدام الامام لکن قدمه غیر متقدمة
اور اسمیں اعتبار قدم کی جگہ کا ہی یہاں تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لنبا ہووی کہ اوسکا سجدہ امام سی آگی واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگی بڑہا ہوا نہیں ہی
علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمه
تو جایز ہی اور قدم میں ایڑی کا اعتبار ہی یہاں تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگی بڑہی ہوئی نہووی پہ قدم مقتدی کا
اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعه قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعه
امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگلیاں امام کی اونگلیوں سی بڑہ جاتی ہیں تو جایز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگلیاں
عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنین یتقدم علیهما وعن ابی یوسف انه یتوسطهما فلو اقام الواحد خلفه او عن
امام کی ایڑی کی پاس رکہی اور جو شخص دو مقتدیوں کی ساتہہ نماز پڑہی تو اونسی آگی بڑہ کر کہڑا ہو اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ دونوں کی بیچ میں کہڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچھی
یساره یکرہ ولو توسط الاثنین لا یکرہ ولو توسط الاکثر یکرہ ومن دخل المسجد ووجد الامام فی الجهر بالقراءة یقتدی
یا بائیں طرف تو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچمیں کہڑا ہو جاوی تو مکروہ نہیں ہی اور اگر دو سی زیادہ کی بیچمیں کہڑا ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص مسجد میں آکر امام کو قراءت جہری پڑہتا پاوی تو جماعت

به ولا یاتی بالثناء بل یستمع وینصت وان وجده فی الرکوع یکبر للافتتاح قائما ثم یرکع لکن ان وقع رکوعه مع رفع الامام
اور سبحانک اللهم نہ پڑہی بلکہ چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع میں پاوی تو تکبیر تحریمہ کہڑی ہوئی کہہ کر پہر رکوع میں جہکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹہاتی ہوئی واقع ہوگا
راسه لا یکون مدرکا لتلک الرکعة بل یکون مسبوقا لان ادراک الرکعة انما یتحقق اذا وجد المشارکة مع الامام
تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسوسطی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتہہ حاضری رکوع میں
فی الرکوع کله او فی مقدار تسبیحة ولم توجد وان کبر حال کونه الی الرکوع اقرب لا یصیر شارعا فی الصلوة لان الشرط وقوع
یا برابر ایک بار سبحان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمہ ایسی حال میں کہی کہ رکوع کا نزدیک تہا تو اس صورت میں نماز ہی میں شامل
تکبیرة الافتتاح فی محض القیام ولم یوجد ومن اتی المسجد ووجد الامام فی السجدة او القعدة یلزم ان یکبر للافتتاح
یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں موسوئی ہوئی نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکہا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص میں کہہ کر
قائما ثم یبادر الی متابعة الامام فی السجدة او القعدة وان لم یکن تلک السجدة وتلک القعدة محسوبة من صلاته
پہر جلدی کی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہوجاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں مجرا نہوگا
لکن یلزمه ان یکبر للافتتاح قائما ثم بادر الی متابعة الامام فی السجدة والقعدة وکثیر من الناس لا یفعلون کذلک
پر اسکو لازم یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلدی سی سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی
بل یجئ احدهم المسجد ویجد الامام فی السجدة او فی القعدة فیقف منتظرا اباه حتی یفرغ من السجدة او القعدة ویعود
بلکہ بعضا شخص مسجد میں آکر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کہڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سی فارغ ہوکر کہڑا ہو
الی القیام ثم یقتدی به فمن یفعل کذلک فانه یضیع علی نفسه اجرا کبیرا وثوابا کثیرا فاللازم له ان یکبر للافتتاح
پہر اوسکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کہوتا ہی اوسکو لازم یہہ ہی کہ کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر
قائما ثم یسارع الی متابعة الامام فی ای حال کان لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا جئتم الی الصلوة
جلدی سی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال میں ہو اسوسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آؤ
ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعله لا یرفع راسه حتی یغفر
اور ہم سجدہ میں ہوں تم ہی سجدہ کرو اور اوسکو کچہہ مجرا نہ سمجہو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ایسی مسبوق کی حق میں کہتی تہی شاید کہ ابہی سر نہ اوٹہاویگا جو اللہ اسکو بخشدیگا
له ویکره للمقتدی ان یسارع الی الرکوع والسجود قبل الامام وان یرفع راسه من الرکوع والسجود قبل الامام لما روی عن
اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں جلدی سی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی سر اوٹہالی اسلئی کہ ابو ہریرہ سی
ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه فاذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا امام اسی واسطی مقرر ہوا ہی کہ اوسکی اطاعت کریں سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہی
فقولوا ربنا لک الحمد واذا سجد فاسجدوا وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ما یومن احدکم اذا رفع راسه
تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا اگر کوئی تم میں سی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی
من الرکوع والسجود قبل الامام ان یجعل الله راسه راس حمار ویجعل صورته صورة حمار وفی هذین الحدیثین وعید شدید
سر اوٹہالی تو اس عذاب سی اوسکو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالی اوسکا سر گدہی کا سا بنا دی اور اوسکی صورت گدہی کیسی پلٹ دی اور ان دونو حدیثوں میں موافق بیان کرمانی کی
علی ما ذکره الکرمانی لان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلک ضرب بها المثل لیتقی هذا الصنع ویحذر ومن
بڑا سخت وعید ہی اسلئی کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑہ کر ہی سو اسہیلئی اسکو ضرب المثل کیا تا کہ اس کردار سی بچیں اور باز رہیں اور جو شخص
دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا فی الصلوة یکره له ان یدخل فی خلال الصف ویصلی السنة مخالطا للصف فیخالفهم
مسجد میں آکر دیکہی کہ جماعت قوم کی شروع ہوگئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہسکر صف میں ملی ہوئی سنتیں پڑہنی لگی

في القيام والقعود والركوع والسجود بل السنة ان يصلي السنة في بيته وهو افضل او في خارج المسجد او خلف اسطوانة

بہ قیام اور قعود اور رکوع اور سجود میں اونکی مخالفت کیجاۓ بلکہ طریق مسنون یہی ہی کہ سنتین اپنی گہر میں پڑہی یہہ تو سب سی بہتر ہی یا مسجد سی باہر پڑہی یا ستون کی اوٹ میں

او ما اشبه ذلك في كونه حائلا لان الاتيان بها خلف الصف من غير حائل مكروه وفي خلال الصف اشد كراهة ويكره

یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ میں پڑہی اسلئی کہ سنتون کا پڑہنا صف کی پیچہی بدون حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی اور امام کو مکروہ ہی

للامام ان يثقل على القوم بالطويل الزائد عن حد اقل السنة في القراءة والاذكار على وجه يحصل الملل للقوم لان

کہ قوم پر قرارت اور اذکار میں کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑہا کر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آنی لگی اسواسطی کہ اس صورت میں جماعت سی نفرت کرنی لگینگی

ذلك يسبب التنفير عن الجماعة والتنفير عن الجماعة يؤدي الى حرمان الثواب الزائد على صلوة الفرد بسبع وعشرين درجة و

اور جماعت کی نفرت کرنی میں اوس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو اکیلی کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور

يكون مكروها لكن لا ينبغي ان ينقص عن قدر اقل السنة في القراءة والتسبيحات اللهم لانهم غير معذورين فيه وسنة القراءة

مکروہ ہوویگا لیکن یہہ نہین چاہی کہ قرارت اور تسبیحات مین کم درجہ مسنون سی گہٹا دی یا الٰہی شاید اسواسطی کہ اونکو اسمین کوئی عذر نہین ہی اور فجر کی

في صلوة الفجر في الركعتين ادناها بعد الفاتحة اربعون اية واوسطها ستون اية واعلاها مائة اية لما روي انه عليه السلام

نماز میں دونو رکعت کی اندر قرارت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتین اور بیچکا درجہ ساٹہہ آیتین اور اعلی درجہ سو آیتین ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان يقرأ في صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعين اية او ستين اية او مائة اية واحيانا كان يقرأ سورة ق واحيانا

صبح کی نماز مین بعد سورہ فاتحہ کی تخمینا چالیس آیتین یا ساٹہہ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی تہی اور کبہی

كان يقرأ سورة الروم وقد ثبت على ما ذكر في سفر السعادة ان ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرنا بالتخفيف

سورۂ روم پڑہتی تہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت مین مذکور ہی کہ ابن عمر کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی تہی

ويؤمنا بالصّٰفّٰت ويعلم من هذا ان قراءة والصّٰفّٰت من باب التخفيف الذي امر به النبي صلى الله عليه وسلم وادنى ما

اور آپ امامت مین والصافات پڑہتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی جسکی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تہی اور رکوع

يحصل به السنة في تسبيحات الركوع والسجود ثلث لما روي انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ركع احدكم فليقل

اور سجود کی تسبیحات مین ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی تہی جب کوئی رکوع کری

ثلث مرات سبحان ربي العظيم وذلك ادناه واذا سجد فليقل سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنى ما

تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ

يحصل به السنة ولذلك يكره النقص عن الثلث وان زاد على الثلث فهو افضل لان الثلث اذا كان الادنى فلا شك

جسمین سنت ادا ہو جاوی اور اسی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک

ان الزيادة على الادنى تكون افضل لكن الامام لا يزيد على الثلث الا برضى الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان يختم

ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہوویگا پر امام تین بار سی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑہاوی پہر جب اونکی مرضی سی زیادہ بڑہاوی تو پہر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر

على وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما كان الادنى وكان المستحب الايتار ناسب ان يكون الاوسط خمسا والاكمل

ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایتار بہرحال مستحب ہی تو مناسب ہوا کہ بیچکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعا ويكره للامام ان يعجلهم عن اكمال اقل السنة في تسبيحات الركوع والسجود وقراءة التشهد لكن لو رفع الامام راسه

سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کرکر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات مین اور تشہد کی پڑہنی مین پورا نکرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجود مین سی

من الركوع والسجود قبل ان يسبح المقتدي ثلثا فانه يتابع واما لو قام الامام من القعدة الاولى الى الركعة الثالثة قبل ان

اس سی پہلی سر اوٹہا لی کہ مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابعت ہی کری ہان اگر امام قعدۂ اولی سی تیسری رکعت کی لئی اس سی پہلی کہڑا ہو جاوی

يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يقوم وان قام قبل ان يتمه يجوز وكذا لو سلم الامام في القعدة الاخيرة قبل ان
کہ مقتدی تشہد پورا کرلی تو اب مقتدی تشہد پورا کری پہر کہڑا ہو اور اگر پورا کرنی سی پہلی کہڑا ہوجاوی تو بہی جایز ہی اور ایسی ہی اگر امام قعدۂ اخیرہ مین اس سی پہلی
يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يسلم وان سلم قبل ان يتمه يجوز ولو سلم الامام قبل اتيان المقتدي بالصلوة
سلام پہیر دی کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پہر سلام پہیری اور اگر تشہد پورا کرنی سی پہلی سلام پہیر دی تو بہی جایز ہی اور اگر امام نی سلام اس سی پہلی پہیرا
والدعاء يتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون في بيان صلوة
اور دعا پڑہی تو اب امام کی متابعت ہی کری اسواسطی کہ یہہ سنت ہی بخلاف تشہد کی کہ یہہ واجب ہی مجلس پچپن نماز جنازہ

المجلس الخامس والخمسون في بيان صلوة الجنازة وكيفيتها

الجنازة وكيفيتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء هذا الحديث من حسان
اور اوسکی کیفیت کی بیان مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب تم مردی پر نماز پڑہو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہہ حدیث مصابیح کی حسن
المصابيح رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه الصلوة على الميت مع اخلاص الدعاء له فيها فلا بد من معرفتها وهي فرض كفاية لقوله تعالى
حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمین نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوسمین مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضرور ہی اور وہ بدلیل اس آیت کی فرض الکفایہ
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ فانه تعالى امر بها في هذه الاية فتكون فرضا وانما كانت فرضيتها على الكفاية
اور نماز پڑہ اون پر بیشک تیری نماز اونکی لئی آسودگی ہی کیونکہ الله تعالی نی اوس نماز کا اس آیت مین امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی
لان في ايجابها على الجميع استحالة او حرجا فاكتفى بالبعض ولو كان واحدا لكن الافضل ان تكون بالجماعة ويقصد
کہ تمام خلق پر واجب کرنی مین تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت سی ہو اور جتنی
كثرتهم لما روي عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال ما من رجل يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلا
زیادہ ہو سو بہتر اسواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص مر جاوی پہر اوسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو
لا يشركون بالله شيئا الا شفعهم الله فيه وفي حديث اخر رواية ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام
کچہہ شرک نہین کرتی مین کہڑی ہوں پہر الله اونکی شفاعت اوسکی حق مین مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث مین ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی
قال ما من ميت يصلي عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له الا شفعهم الله فيه وسبب
فرمایا جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانون کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑہی وہ سب اوسکی شفاعت کرین تو اونکی شفاعت اوسکی حق مین الله قبول کرتا ہی اور وجوب
وجوبها للميت لاضافتها اليه اذ يقال صلوة الجنازة وشرط صحتها شرائط الصلوة واسلام الميت وطهارته
اس نماز کا میت کی لئی اسواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوة الجنازہ کہلاتی ہی اور اسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطین ہین اور مردہ کا مسلمان اور پاک
وكونه امام المصلي وركنها القيام عند عدم العذر واربع تكبيرات والدعاء الا ان الامام يتحمله عن المسبوق
اور نمازیون کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیرین اور دعا پر اتنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہوجاتا ہی
فانه اذا اخشى ان ترفع الجنازة يترك الدعاء ويكتفي بالتكبيرات ولو ترك واحدة من هذه التكبيرات لا يجوز
پہر جب یہہ خوف ہو کہ جنازہ اوٹہالینگی تو دعا موقوف رکہی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چارون تکبیرات میں سی ایک کو بہی ترک کر دیگا تو اوسکی نماز
صلوته لكون كل تكبيرة منها قائمة مقام ركعة ولهذا قيل اربع كاربع الظهر ومحل الدعاء ينبغي ان يكون بعد
جایز نہو گی اسواسطی کہ اسمین ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک ایک رکعت کی ہی اور اسیلئی کہا کرتی ہین یہہ چارون جیسی ظہر کی چارون اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیرون
ثلث تكبيرات لكون البداية بالثناء على الله تعالى ثم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سنة الدعاء وارجى
کی بعد ہو اسواسطی کہ اول الله تعالی کی ثنا پہر نبی صلی الله علیه وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا امیدوار سا
للقبول فيلزم ان يكون بعد التكبيرة الاولى الثناء على الله تعالى كما في سائر الصلوات وبعد التكبيرة الثانية الصلوة
قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد الله کی ثنا ہووی چنانچہ تمام نمازون مین ہوتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی الله علیه

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد وبعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين
درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑہتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی لئی اور تمام مؤمنین کی واسطی
وبعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوى
اور چوتہی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سواء سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نمازسی فارغ ہونیکا ہی سوئی فقط سلام سی فارغ ہوتی ہین اور
به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا
سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الٰہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چہوٹی اور بڑی کو
وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا
اور مرد اور عورت کو الٰہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکہی تو اوسکو اسلام پر زندہ رکہہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو
الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان محسنا فزد في احسانه وان كان مسيئا فتجاوز عنه
ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الٰہی اگر یہہ نیکوکار ہی تو اسکی بہلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر
ولقنه الامن والبشرى والكرامة والزلفى برحمتك يا ارحم الراحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء
اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر ای سب سی زیادہ مہربان اور سواء اس دعا کی اور بہی دعائین جایز ہین اسلئی کہ اسمین کوئی دعا
معين وان كان الميت صبيا او مجنونا لا يستغفر لهما اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا
معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسوسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفیتہ منا
فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا برحمتك
فتوفہ علی الایمان یہہ دعا پڑہی الٰہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الٰہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الٰہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہوا بنادی اپنی
يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يمكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون
رحمت سی ای سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو یہہ ابہی تکبیر نہ شروع کری بلکہ اتنی ٹہرا رہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی
هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة و
یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور
ان جاء بعد ما كبر الامام تكبيرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبوقا بتكبيرتين فاذا سلم
اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو بہی اتنی تکبیر نہ کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیروں کا مسبوق ہودیگا پہر جب امام سلام پہیری
الامام يقضيهما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير
تو دونو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہو چکا تو بہی تکبیر نہ کہی اتنی کہ امام چوتہی تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص
مسبوقا بثلث تكبيرات فاذا سلم الامام يقضيهن متوالية بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة اذ لو رفعت قبل
تین تکبیروں کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی در پی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اسوسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی
اتمامهن تبطل صلاته وان جاء بعد كبر الامام الرابعة فقد فاته صلوة الجنازة بخلاف من كان حاضر
اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہوجاوی گی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین
قائما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه
کہڑا ہو پر امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی مشغلہ سی تکبیر نہ کہنی پایا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نہ رہی کیونکہ یہہ شخص
بمنزلة المدرك لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه الا بحرج وان لم يكبر الاولى حتى يكبر الامام الثانية
گویا اس تکبیر کا مدرک ہی اسوسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی دوسری تکبیر کہدی

يكبر مع الامام ولا يكبر للاولى حتى يسلم الامام لانه لو كبر للاولى يكون قضاء والمسبوق لا يشتغل بقضاء ما قد سبق
تو اب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کہ امام سلام پہیری اسلئی کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہو دی گی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا مین امام کی فراغت سی
قبل فراغ الامام وان لم يكبر حتى يكبر الامام اربعا يكبر هو للافتتاح قبل ان يسلم الامام واذا سلم الامام يكبر ثلاثا
پہلی نہ لگنا چاہئی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی چارون پوری کر دین تو اب ئیہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پہیری تو تینون تکبیرین
متتابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة وان كبر مع الامام التكبيرة الاولى ولم يكبر الثانية والثالثة يكبرهما ثم يكبر
پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتہ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہہ دونو تکبیرین کہی پہر امام کی ساتہ
مع الامام الرابعة وقال ابو يوسف من جاء بعد ما كبر الامام تكبيرة الافتتاح يكبر كما جاء ولا ينتظر التكبيرة الثانية
چوتہی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہین جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر اولی کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نہ رہی
قال ابراهيم الحلبي فی شرح المنية وبقوله ناخذ وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة يكبر للافتتاح قبل ان يسلم
ابراہیم حلبی منیہ کی شرح میں کہتا ہی اور ہمنی انکاہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی
الامام واذا سلم يقضي ثلث تكبيرات عنده قال ابرهيم الحلبي وعليه الفتوى ومن دفن قبل ان يصلى عليه يصلى
اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیرین قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسیہی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہو گیا ہو تو اوس کی
على قبره ما لم يتفسخ اقامة للواجب بقدر الامكان والمعتبر فی معرفة عدم تفسخه اكبر الرای على الصحيح لانه
قبر پر نماز پڑہین جبتک پکسا نہو تا بقدر امکان واجب ادا ہو جاوی اور پکسنی اور نہ پکسنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت
يختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال الميت من السمن والهزال واولى الناس بالامامة فی الصلوة
باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دُبلی پن مین یکسان نہین ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی
عليه السلطان ان حضر ثم القاضي ثم امام الحي ثم الولي على ترتيب العصبات فی الارث فان سبب العصوبة فيه
سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پہر قاضی پہر امام قوم کا پہر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث مین
اولا البنوة ثم الابوة ثم الاخوة ثم العمومة واذا انتهى الحق اليه يجوز له ان ياذن لغيره ان يصلي عليه وليس لغيره
اول بنوت ہی پہر ابوت پہر اخوت پہر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اور کسیکو
ان يصلي بغير اذنه وان صلى غيره بغير اذنه فله ان يعيد ان شاء وبعد ما صلى عليه هو او من كان مقدما عليه من
یہہ اختیار نہین ہی کہ اوسکی بی اجازت نماز پڑہا دی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہا دی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پہر پڑہ لی اور اگر ولی یا جو ولی سی
السلطان او غيره لا يصلي عليه غيره اذ بصلوة من هو اولى يتادى حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنازة فلو صلى عليه غيره
سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہین ہی اسوسطی کہ بسبب نماز پڑہنی ایسی کی جو واسطی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہو چکی اب جو
بعده يكون نفلا والتنفل بها غير مشروع ولهذا من صلى عليه مرة قبل اذن الولي لا يصلي عليه مرة اخرى مع الولي ولو
بعد اسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہو گی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہین ہی اور اسیہی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی
اوصى بان يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وليس له ان يصلي عليه الا برضى وليه وان لم يكن له ولي فالجيران اولى
اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہا دی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضامندی ولی کی اختیار نہین ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہین ہی تو ہمسایہ اولی ہی
ويقوم الامام بحذاء صدر الميت ذكرا كان الميت او انثى لان الصدر اشرف الاعضاء فی البدن لكونه مع القلب الذی
اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن مین سب اعضا سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ مین دل ہی
فيه نور الايمان فيكون القيام بإذائه اشارة الى ان الشفاعة له انما يكون لاجل ايمانه ليعفو ربه عن عصيانه
جسمین ایمان کا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونی مین یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تا کہ اوسکی خطاؤن سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا راس المیت ممّا یلی یسار الامام یجوز لکن لو تعمدوه یکونون مسیئین ویستحب ان یصفوا ثلثة صفوف

اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائین ہاتہہ کی متصل کر دیا تو جایز ہے پر اگر سب نے قصدا ایسا کیا تو سب خطاوار ہین اور مستحب ہی کہ تین صفین بنا وین

حتی لو کانوا سبعة یتقدم احدهم للامامة ویقف ثلثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل

یہانتک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہون تو ایک شخص امامت کے لئی آگی بڑہی اور تین آدمی اوسکی پیچہے کہڑی ہون اور دو اونکی پیچہے اور ایک اون دو کی پیچہے اور

الصفوف فی صلوة الجنازة اخرها وفی سائر الصلوات اولها واذا حضر المیت صبیحة یوم الجمعة یکره تاخیره الی

نماز جنازہ کی تمام صفون مین افضل پچہلی صف ہوتی ہی اور اور تمام نمازون مین اول صف افضل ہی اور اگر جنازہ جمعہ کی دن صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پہر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرنی

وقت الجمعة لیصلی علیه جمع عظیم بعد الجمعة ولا یجوز الصلوة علیه عند طلوع الشمس وعند استوائها

تاکہ اوسپر جمعہ کی بعد انبوہ کثیر نماز پڑہی مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع افتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فیها یجوز من غیر کراهة لانها تودی کما وجبت لان

اور غروب کی وقت جایز نہین ہی اگر جنازہ اون اوقات سی پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات مین آیا ہو تو بلا کراہت جایز ہی اسلئی کہ جیسی واجب ہوئی ویسی ہی ادا ہوئی اسواسطے

الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخیر مکروه لقوله علیه السلام لا تؤخرن وذکر منها الجنازة ولو حضر بعد

کہ جنازہ کی موجود ہونی سی نماز واجب ہوتی ہی یہہ افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی دیر کر نکرنا اور اوسمین جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد

غروب الشمس بدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنازة ثم بسنة المغرب وقیل یقدم سنة المغرب ایضا ویکره الصلوة علی

غروب آفتاب کی موجود ہو تو پہلی مغرب کے فرض پڑہین پہر جنازہ کی نماز پڑہین پہر مغرب کی سنتین پڑہین اور کوئی کہتا ہی مغرب کی سنتین بہی پہلی پڑہین اور جنازہ کی نماز مسجد مین

الجنازة فی المسجد ان کانت الجنازة فیه وان کانت الجنازة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقی فیه

مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچہہ لوگ مسجد سے باہر ہون اور باقی مسجد مین ہون

لا یکره ولو کان الامام علی غیر طهارة والقوم علی طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو کان الامام علی طهارة

تو مکروہ نہین ہے اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پہر پڑہین اسلئی کہ وہ نماز صحیح نہین ہوئی اور اگر امام باوضو ہو

والقوم علی غیر طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحیحة وبها یتم حق المیت ویسقط فرض صلوة الجنازة لعدم

اور قوم تمام بی وضو ہون تو اعادہ نہین ہے اسلئی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اسمین میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ سی ساقط ہو گئی

کون الجماعة شرطا فیها وان لم یوجد من یصلی علیه من الرجال وصلت علیه النساء وحدهن جماعة یجوز

کیونکہ اس نماز مین جماعت شرط نہین ہی اور اگر مردون مین سی کوئی نماز پڑہنے والا میسر نہوا اور نری عورتون نی جماعت کر کر نماز پڑہی تو جایز ہے

وان امت المرأة الرجال فیها لا تعاد لان صلوة الرجال وان کانت فاسدة لکن صلوتها صحیحة وبها یتم حق المیت

اور اگر عورت نی نماز جنازہ مین مردون کی امامت کی تو اعادہ نہین ہی اسواسطی کہ مردون کی نماز اگرچہ فاسد ہوی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اسمین میت کا حق پورا ہو گیا

ویتادی فرض صلوة الجنازة فلا تعاد لان تکرارها غیر مشروع عندنا ومن ولد وظهر منه عند ولادته

اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پہر اعادہ نہوگا اسلئی کہ اسکا تکرار شرع مین ہماری نزدیک ثابت نہین ہے اور جو بچہ پیدا ہووی اور پیدا ہوتے ہوے

ما یدل علی حیوته من رفع صوت او تحریک عضو یسمی ویغسل ویصلی علیه وان لم یظهر منه عند ولادته

کوئی نشان زندگی کا معلوم ہووے جیسے رونیکی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام مقرر کرینگے اور نہلا دینگے اور نماز جنازہ پڑہینگے اور اگر پیدا ہوتے ہوئے

ما یدل علی حیوته لا یصلی علیه واختلف فی تسمیته وغسله والمختار انه یسمی ویغسل ویدرج فی خرقة

کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوسپر نماز جنازہ نہ پڑہینگے اور اوسکی نام معین کرنیمین اور نہلانی مین اختلاف ہے اور مختار یہہ ہی کہ نام رکہین اور نہلا دین اور کپڑی مین لپیٹ کر

ویدفن تکریما لبنی ادم ولو سبی صبی ومات ان لم یسب معه احد ابویه یصلی علیه لکونه تبعا للسابی

واسطی تعظیم بنی آدم کی دفن کر دین اور اگر لوٹ مین بچہ پکڑا آوی اور مر جاوے تو اگر اوسکی ساتہہ اوسکا ماباپ کوئی پکڑا نہین آیا تو اوسپر نماز پڑہین کیونکہ وہ گرفتار کرنیوالے کا

والدار وان سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لکونہ کافرا تبعا لمن سبی معہ من احد ابویہ الا ان یقر ھو بالاسلام وھو
یا ملک کا تابع ہے اور اگر وہ کسی ماں یا باپ کے ساتھ گرفتار ہوا ہی تو نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ماں باپ میں سے جس کی ساتھ گرفتار ہوا ہے اوسکی تبعیت میں کافر ہے ہان اگر وہ بچہ اسلام کا اقرار کرتا ہو اور
یعقل صفتہ المذکورۃ فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لجبریل علیہ السلام حین سالہ عن الایمان ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ و
اسلام کی صفت جو اس حدیث میں مذکور ہی جانتا ہو کہ نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے جب اونسے نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرے تو اللہ کا اور اوسکی
رسلہ والیوم الاخر وبالقدر خیرہ وشرہ او یسلم من سبی معہ من احد ابویہ فحینئذ یصلی علیہ اذ قد جاء فیہ الخبر ان الولد
رسولونکا اور قیامت کے دن کا اور نیک و بد کی اندازہ کرنیکا یا اوسکا ماں یا باپ جسکی ساتھ وہ گرفتار ہوا ہی مسلمان ہو جاوے تو اب وسپر نماز پڑھیں اسلئے کہ اس باب میں حدیث ہی کہ بچہ
یتبع خیر الابوین دینا وان مات فی دار الاسلام بعد موت ابیہ فیھا لا یصلی علیہ لتقرب التبعیۃ بموت ابیہ ومن مات فی السفینۃ
ماں باپ میں سے باعتبار دین کے اچھے کا تابع ہوتا ہی اور اگر وہ بچہ دار الاسلام میں بعد مرنے اپنی باپ کے دار الاسلام میں مر جاوے تو اوسپر نماز نہ پڑھیں کیونکہ باپ کی موت سے اوسکی تبعیت قریب ہے اور جو شخص جہاز میں مر جاوے
ولم یکن فی قربھا ارض یغسل ویکفن ویصلی علیہ ویلقی فی البحر ومن قتل فی حد او قصاص یغسل ویصلی علیہ لما روی ان ماعزا
اور کہیں قریب جوار میں زمین نہ ملی تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑھ کر دریا میں ڈالدیں اور جو شخص حد یا قصاص میں مارا جاوے تو اوسکو نہلاوین اور اوسپر نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہی کہ ماعز کو
لما رجم جاء عمہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ قتل ماعز کما یقتل الکلاب فما تامرنی اصنع بہ فقال النبی علیہ الصلوۃ
جب رجم کیا تو اوسکے چچا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہا یا رسول اللہ ماعز کتی کی موت مارا گیا اب جو حکم ہو سو کرون پس نبی علیہ الصلوۃ
والسلام لا تقل ھذا لانہ تاب توبۃ لو قسمت علی اھل الارض لوسعتھم اذھب واغسلہ وکفنہ وصل علیہ ومن یقتل من
والسلام نے فرمایا یہ مت کہہ کیونکہ اونسے تو ایسی توبہ کی ہی اگر تمام روی زمین کی باشندون پر تقسیم کرین تو سبکو کافی ہو جا اوسکو نہلا اور کفن دی اور نماز پڑھ اور جو شخص
البغاۃ وقطاع الطریق لا یغسل ولا یصلی علیہ لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ لم یغسل البغاۃ ولم یصل علیھم فقیل لہ ھم
باغیون میں سے یا رہزنون میں سے مارا جاوے تو نہ غسل دین اور نہ اوسپر نماز پڑھین کیونکہ روایت ہی کہ علی رضی عنہ نے نہ باغیون کو غسل دیا اور نہ نماز پڑھے پھر کسینے اونسے پوچھا کیا
کفار فقال لا بل ھم بغوا علینا اشار الی انہ انما ترک غسلھم والصلوۃ علیھم لبغیھم لیکون عقوبۃ لھم وزجرا لغیرھم قیل ھذا
یہہ لوگ کافر ہیں جواب دیا نہیں بلکہ یہہ ہمسے باغی ہیں یہہ اشارہ ہی کہ انکا غسل اور نماز بغاوت کے لیے ترک ہوئی ہی تاکہ انکو سزا در اور ونکو خوف ہو کوئی کہتا ہے
فی حق من یقتل فی حال المحاربۃ قبل ان تضع الحرب اوزارھا لا لمن یقتل بعد ثبوت ید الامام علیہ فانہ یغسل ویصلی علیہ قال
یہہ سزا اون باغی کی حق میں ہی جو عین جنگ میں لڑائی موقوف ہونیسے پہلے مارا جاوے اوسکی سزا نہیں ہی جو بعد قابض ہونے امام کے مارا جاوے ایسی کو غسل بھی دین اور نماز بھی پڑھین زیلعی
الزیلعی ھذا تفصیل حسن اخذ بہ الکبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حکم المقتولین بالمعصیۃ حکم اھل البغی وکذلک حکم
کہتا ہی یہہ فرق خوب ہی اسکو بڑی بڑی مشایخ نے اختیار کیا ہے اور ہماری مشایخ نے معصیت کے مقتولون کو ف باغیون میں داخل کیا ہی اور ایسے جو شخص
الواقفین الناظرین الیھم اذا اصابھم حجر او سھم وماتوا فی تلک الحالۃ لا یصلی علیھم وان ماتوا بعد تفرقھم یصلی علیھم ومن یقتل
کھڑی رہکر باغیون کا تماشا دیکھی اگر اوسکی پتھر یا تیر جا لگی اور اسی حالت میں مر جاوے تو اوسپر بھی نماز نہ پڑھین اور اگر بعد چلی جانیکے مری تو اوسپر نماز پڑھین اور جو شخص اپنے
نفسہ عمدا یصلی علیہ عند ابی حنیفۃ ومحمد وھو الاصح لانہ وان کان باغیا علی نفسہ الا انہ غیر ساع فی الارض بالفساد
تئین عمدا آپ قتل کرے طرفین کی نزدیک اوسپر نماز پڑھین اور یہی اصح ہی اسواسطے کہ اگرچہ یہہ شخص اپنی جان پر باغی ہے پر اسنے ملک میں کچھہ فساد نہیں پھیلایا
بل ھو فاسق کسائر فساق المسلمین ومن یقتلہ السبع او یحترق بالنار او یتردی من الجبل او یموت تحت ھدم یغسل ویصلی علیہ
بلکہ فاسق ہی جیسی اور مسلمان فاسق ہوتی ہین اور جسکو درندہ پھاڑ ڈالی یا آگ میں جل جاوے یا پہاڑ پر سے گر کر ہلاک ہووے یا مکان تلی دب مرے تو اوسکو نہلاوین اور نماز پڑھین
ومن یقتلہ اھل الحرب او اھل البغی او قطاع الطریق ولم یکن جنبا لا یغسل لکونہ شھیدا بل یصلی علیہ ویدفن بدمہ وثیابہ التی
اور جسکو حربی لوگ یا باغی یا رہزن مار ڈالین اور وہ جنب نہو تو اوسکو غسل نہ دین اسلئے کہ وہ شہید ہے بلکہ اوسکو نماز پڑھکر خون آلودہ انہین کپڑون میں دفن کر دین
قتل فیھا الا ما لیس من جنس الکفن کالفرو والحشو والخف والقلنسوۃ فان کان ما علیہ من الثیاب ناقصا عن کفن السنۃ یزاد علیہ
جنمین قتل ہوا ہے بجز اوسکی جو کفن کی قسم کا نہو جیسے پوستین یا روئی دار کپڑا اور موزہ اور ٹوپی اور اگر اوسکے بدن کی کپڑی مقدار کفن مسنون سے کمتر ہون تو زیادہ کردین

وان کان زائدا ینقص منه مراعاة للسنة ولا یصلی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او

اور اگر بڑہتی ہون تو واسطی رعایت سنت کی کم کردین اور مقتول کی عضو پر نماز نہین ہی مگر جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم مین ہو اسطور کہ آدہی سی زیادہ ہو یا

نصفه مع راسه بخلاف ما لو وجد راسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا یغسل ولا یصلی علیه والمصلوب

سر سمیت آدہا ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہاتہہ آوی یا آدہا طول کی جانب سی چراہوا ایسیکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا

یترک علی خشبته ثلثة ایام عقوبة له وزجرا لغیره ثم لما تم له ثلثة ایام یخلی بینه وبین اهله لیدفنوه ولو

تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اوروں کی لئی خوف پہر جب تین دن پوری ہوجاوین تو اوسکی وارثوں کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کرین اور اگر

مات کافر ولم یکن له ولی من الکفار وله قریب مسلم یغسله القریب المسلم ویدفنه لما روی ان علیا لما مات ابوه

کوئی کافر مرجاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہی مسلمان اوسکو غسل دی کر داب دی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اونکا باپ مرگیا

جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم

تو نبی صلی الله علیه وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول الله آپکا چچا گمراہ مرگیا آپ نی فرمایا

اذهب فاغسله وکفنه وواره لکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیه الماء ویغسل غسل الثوب النجس من

جا اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانون کی طرح نہ نہلاوین بلکہ اوسپر پانی بہادین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین

غیر وضوء ولا بدایة من التیامن ویلف فی خرقة من غیر مراعاة سنة الکفن ویحفر حفرة من غیر لحد ویلقی فیها

نہ تو وضو کرائین اور نہ دہنی طرف سی شروع کرین پہر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچہہ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑہا بدون لحد کی کہود کر ڈالین

ولا یوضع ویجوز دفعه الی اهل دینه وان کان له ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امره بل یخلی بینه وبینهم

اور مردہ کی طرح نہ اوتارین اور جایز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والون کو حوالہ کردین اور اگر کفار مین سی کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہین چاہئی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ دار ہو

لیصنعوا به ما یصنعون بموتاهم هذا اذا لم یکن کفره بالارتداد واما اذا کان کفره بالارتداد فلا یدفع الی اهل

وہ جیسا اپنی مردون کو کرتی ہون ویسا اوسکو کرین یہہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہوکر کافر ہوا ہی تو اوسکی ملت والون کو جنکی دین مین

الدین الذی انتقل الیه بل یلقی فی حفرة کالکلب بلا غسل ولا کفن یسر الله تعالی النجاة من زوال الایمان بلطفه وکرمه

ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن گڑہی مین ڈالدین الٰہی ہمکو زوال ایمان سی بچا اپنی لطف وکرم سی آسان کر

المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه

مجلس چہپن اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان اخر کلامه لا اله الا الله

لا اله الا الله ہی وہ جنتی ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جسکا پچہلا بول لا اله الا الله ہو

دخل الجنة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه معاذ بن جبل ومعناه ان کل من کان اخر کلامه عند الموت

وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو

کلمة التوحید یدخل الجنة اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبه او بعد ان یعذب بقدر ذنوبه فعلی هذا کل من

وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہون کی برابر عذاب بہگت کر اس بیان کی موافق

یئس من حیاته ینبغی له ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبه ویستحضر فی ذهنه ان هذا اخر اوقاته

جسکو توقع زیست کی نرہی تو اوسکو چاہئی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہونسی توبہ کری اور اپنی دلمین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی

من الدنیا ویجتهد ان یختمها بخیر ویسارع فی قضاء دینه لئلا یبقی فی قبره مرتهنا بدینه کما اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام

اور یہہ ہمت کری کہ اوس وقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض اوتار دی تاکہ قبر کی اندر قرض مین الجہا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويبادر في اداء سائر الحقوق الى اهلها من رد المظالم والودايع والعواري
فرمایا مؤمن کی جان قرض میں الجھی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہووی اور جلدی سی تمام حقداروں کی حق ادا کردی ناحق لیا ہوا پھیردی اور امانتیں اور مانگی ہوئی چیزیں

واستحلال اهله من زوجته ووالديه واولاده وغلمانه وجيرانه واصدقائه وكل من كان معه معاملة او مصاحبة
اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی . اور ماں باپ اور اولاد اور غلاموں اور ہمسایوں اور دوستوں سی اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشینی ہو معاف کرالی

ويوصي بما لا يتمكن من ادائه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكوة والصوم والحج
اور جو حق کہ بالفعل ادا نہیں ہو سکتا اوسکی وصیت کردی یہانتک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہوں جیسی نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج وغیرہ

وغيرها يجب عليه ان يوصي لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتيج اليه وان لم يكن عليه حق من هذه الحقوق لا
تو اسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال میں سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہیں تو اوسپر اور کوئی

يجب عليه الوصية بل ينبغي له ان ينظر الى حال الورثة فانهم ان كانوا صغارا فالافضل له ترك الوصية وكذلك
کوئی وصیت واجب نہیں ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہیں تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی

لو كانوا كبارا وهم فقراء ولا يستغنون بحصتهم من التركة كان ترك الوصية افضل له وان كانوا اغنياء او يستغنون
اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ میں سی اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہوویں تو بھی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ میں سی

بحصتهم من التركة فالافضل له ان يوصي باقل من الثلث فيما هو طاعة لا معصية فيه فيبدأ بمن ليس بوارث من اهل قرابته
اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جاویں تو ثواب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اور جسمیں کوئی معصیت نہو پہر اپنی قرابتیوں میں سی ایسی سی شروع کری

ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالجيران وقدر الاستغناء عند ابي حنيفة على ما ذكر في وصايا الخلاصة والبزازية ان يبقى
اگر وہ محتاج ہوں اور اگر محتاج نہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اوسکی جو خلاصہ اور بزازیہ کی وصایا میں مذکور ہی

لكل وارث بعد الوصية اربعة الاف وعن الفضلي عشرة الاف وبعد الوصية ينبغي له ان يحسن
کہ وصیت ادا کرکر چار ہزار ہر یک وارث کی لئی بچ رہیں اور فضلی سی یہہ روایت ہی کہ دس ہزار بچی رہیں اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان

ظنه بالله تعالى بانه يرحمه ويغفر ذنوبه ويستحضر في ذهنه انه حقير في مخلوقاته تعالى
جناب الہی میں درست کری کہ مجہہ پر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دلمیں یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات میں سب سی کمینہ ہوں

وانه تعالى غني عن عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة ايات من القران العظيم في الرجاء
اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچہہ پرواہ نہیں ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں رجا اور امیدواری ہی پڑہی

او يقرأها غيره عنده وهو يسمع وكذلك يستقرئ احاديث الرجاء او يقرأ غيرها عنده و
یا اسکی پاس اور لوگ پڑہیں یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثیں پڑہی یا اور لوگ اسکی پاس پڑہیں اور

هو يسمع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس و
یہہ سنتا رہی اور صلحاء کی قصی اور اونکی مرتی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور

غيرها من وظائف الدين بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القيام في الصلوة يصلي
سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز میں قیام سی تنگ رہی

قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده
تو بیٹھکر رکوع اور سجود کی ساتہہ پڑہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹھکر اشارہ سی پڑہی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی

اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء
پست کری تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑہی

مضطجعا او مستلقیا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها ویجتنب النجاسات ما استطاع
یا چت لیٹکر اسلیے کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہین دیتا اللہ کسی کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اور گندگی سی جہانتک ہو سکی بچی
حتی اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذا کان علی بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها یصلی معها
یہان تک کہ اگر پانی استعمال نکر سکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگے ہو اور پاک نکر سکے تو ویسی ہی نماز پڑہ لے
ولا یترك الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها ما دام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتیان
نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جب تک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجاوی کہ بقدر طاقت
ما وجب علیه بقدر استطاعته ولیحذر من التساهل فی ذلك اذ من اقبح القبائح ان یکون اخر عهده من الدنیا التی
واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی حذر کری کیونکہ یہہ بڑی قباحت ہی کہ دنیا مین جو
هی مزرعة الاخرة التفریط فیما وجب علیه او ندب الیه ولیجتهد فی ختم عمره باکمل الحالات ویوصی اهله واصحابه
آخرت کا کہیت ہی اسکی اخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی پائی جاوے اور چاہیئے کہ اپنی عمر کو اچھی سی اچھی حالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو
بالصبر والاحتمال علی ما یصدر منه فی مرضه ویوصیهم بالصبر وترك البكاء علیه ویقول لهم قد صح انه علیه الصلوة
اون چیزکا صبر جو اوس سی بیماری مین واقع ہون صبر اور تحمل کی وصیت کری اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہین اور اسطور پند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیه السلام
والسلام قال المیت یعذب ببكاء اهله علیه فایاکم یا احبائی والسعی فی اسباب عذابی ویوصیهم ایضا باجتناب
نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو یارو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین
ما جرت به العادة من البدع فی الجنائز ویؤکد علیهم ذلك وینبغی له ان یقول فی وقت بعد وقت متی رایتم منی تقصیرا
جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہرگز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیئے کہ دم بہ دم یہہ سمجھاتا رہی جب تمکو میرا کوئی قصور
فی شئ فنبهونی علیه برفق فانی معرض للغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فنشطونی وعاونونی علی اهبة سفری
معلوم ہو تو مجھکو نرمی سی جتا دیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہون اور جب مجھسی کوئی قصور ہو تو مجکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر مدد کرو
هذا فاذا حضر الموت یوجه نحو القبلة علی شقه الایمن قال الزیلعی والمختار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقدماه
پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ پر اوسکا مونہہ قبلہ کی طرف پہیر دین زیلعی کہتا ہی مختار اس زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو
الی القبلة ویرفع راسه قلیلا لیکون وجهه الی القبلة دون السماء وانما اختیر ذلك وان کان الاول سنة لكونه
قبلہ کی طرف کرکر کچہہ تہوڑا سا اوسکا سر اوبہار دین تاکہ اوسکا مونہہ قبلہ کیطرف ہو جاوے آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئے مختار ٹہیرا ہے اگرچہ صورت اول مسنون ہی کہ
ایسر لخروج الروح ویلقن الشهادة لانه موضع یتعرض الشیطان فیه لافساد اعتقاده فیحتاج الی مذكر ومنبه علی
واسطی نزع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سو اب توحید یاد دلانی والی کے
التوحید وکیفیة التلقین ان یذكر عنده کلمة التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان ینضجر ویردها لكون الحال صعبا
حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمۂ توحید پڑہین اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہ یہہ خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کردی کیونکہ اوسپر یہہ سختی کا
علیه واذا قالها مرة لا تعاد علیه الا ان یتكلم بكلام اخر فحینئذ یلقن مرة اخری حتی یكون اخر کلامه کلمة التوحید
وقت ہی اور جب وہ ایک بار ہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت کی ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو
واما التلقین بعد الموت فقد اختلفوا فیه فقیل یلقن لظاهر ما روی عن ابی سعید الخدری انه علیه الصلوة والسلام
اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہئی باعتبار ظاہر معنون روایت ابو سعید خدری کے کہ نبی علیه السلام نے
قال لقنوا موتاکم لا اله الا الله وقیل لا یلقن لعدم الفائدة فیه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا یحتاج الی التلقین
فرمایا اپنی موتا کو لا اله الا الله تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کے اس مین کچہہ فائدہ نہین اسلئے کہ اگر وہ ایمان سی مرا تو اب تلقین کی کیا حاجت ہے

وان

وان مات کافرا لایفید ه التلقین وماذکر من الحدیث فالجواب عنه ان المراد بالموتی هم الذین حضرهم الموت وقیل
اور اگر کافر مرا ہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہہ حدیث جو ذکور ہوئی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کوئی
یومر به ولا ینهی عنه واذا مات یغمض عیناه ویشد لحیاه بعصابة عریضة من فوق راسه لان فیه تحسین اذ لو ترك علی
کہتا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب دم نکلجاوے تو دونون آنکھین اوسکی بند کردین اور دونو جبڑی جوڑی پٹی سر پر باندہ دین کیونکہ اسمین خوبصورتی ہی اسلئے کہ اگر اوسکو
حاله یبقی فظیع المنظر ولا یؤمن من دخول الهوام فی جوفه والماء عند غسله ویمد اطرافه ویوضع علی بطنه حدید
اسی حال پر چہوڑ دین تو بدہیبت مونہہ کہلا رہ جاوے پہر اس سے بچاو نہین کہ اوسکی پیٹ مین کیڑا وغیرہ اور نہلاتی ہوئی پانی بہر جاوی اور اوسکے ہاتہہ پانو کہینچکر سیدہے کردین اور پیٹ پر لوہا رکہدین
لئلا ینتفخ ویقول مغمضه بسم الله وعلی ملة رسول الله اللهم یسر علیه امره وسهل علیه ما بعده واسعده بلقائك واجعل
تاکہ پہول نجاوی اور آنکہین بند کرنیوالا یہہ پڑہی بسم الله وعلی ملة رسول الله تمام تک اور رسول الله کے دین پر الٰہی اسپر اسکا حال آسان کر اور سہل کر اسکا مابعد سہل کر اسکو اپنی دیدار سے سعادتمند کردے اور اسکے
ما خرج الیه خیرا مما خرج عنه ویکره قراءة القران عنده حتی یغسل ثم ان غسله شریعة قدیمة لما روی ان ادم النبی علیه
لئی وہ منزل جہان جاتا ہے اوس منزل سی کہ جہان سے نکلتا ہے بہتر کردے اور اوسکے پاس قرآن پڑہنا مکروہ ہے جبتک نہلا چکین پہر نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ ادم نبی
الصلوة والسلام لما قبض نزل جبریل علیه السلام بالملئکة وغسلوه وقالوا لولده هذا سنة موتاکم والمراد بالسنة المذکورة
علیه السلام جب موی تو جبریل علیه السلام فرشتون کو لیکر آیا اور اونکو نہلا کر اونکی بیٹی سی کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہہ
ههنا الطریقة لان غسله واجب عملا بکلمة علی فی قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق ومن
طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل واجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چہہ ہین اونمین سے
جملتها ان یغسله بعد موته لکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود فاذا ارید غسله یوضع علی سریر
ایک یہہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچہی نہلادی پر اس مین جب کوئی لگجاتا ہی تو باقی کی ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر
لینصب عنه الماء ویجمر سریره وترا تعظیما للمیت وازالة للرائحة الکریهة عنه وکیفیة التجمیر ان یدار المجمر حول السریر
لٹا دین تاکہ اوسپر سی پانی بہ جاوے اور اوس تختہ کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار خوشبو کی دہونی دیوین اسمین میت کی تعظیم ہے اور بدبو دور ہوجاتی ہی اور دہونی کا یہہ طریقہ ہی کہ مجمر کو دہونی کے ساتہہ
بالبخور مرة او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیها ویخلع ثیابه ویستر عورته لان سترها واجب والنظر الیها حرام لقوله عم
تختہ کی گرد ایک بار یا تین بار یا پانچ بار گردش دین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ دین پہر اوسکی کپڑی اوتارین اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت واجب ہے اوسکا دیکہنا حرام ہے اسواسطے کہ
لعلی لا تنظر الی فخذ حی ومیت ویوضأ بلا مضمضة ولا استنشاق لان الوضوء سنة الغسل لکن فی المیت یترك المضمضة
علی کو فرمایا کسی زندہ اور مردہ کی ران پر نگاہ مت کرنا پہر وضو کرا دین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطے کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی
والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منه فیبدأ بغسل وجهه لا بغسل یدیه ولا یؤخر غسل قدمیه واختلف فی استنجاءه و
اور ناک کا پانی ترک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی پہل مونہہ دہوین پہلی ہاتہہ نہ دہوین اور پانو کا دہونا پیچہا نہ رکہین اور میت کے استنجا اور
مسح راسه والصحیح انه یستنجی ویمسح راسه لکن الغاسل لا یمس عورته لان مس العورة حرام بل
سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح بہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہوی اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ
یلف خرقة علی یده ویغسل المخرج حتی یطهر ثم یفاض علیه الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء
اپنی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووی کہ پاک ہوجاوی پہر اوسپر بیری کی پتوں کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہا دین اور اگر ایسا پانی نہ ملے
کذلك یغسل بالماء القراح وهو الخالص لان المقصود الذی هو الطهارة یحصل به واما اذا وجد فالترتیب
تو خالص پانی سی نہلادین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین سے ہے حاصل ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق
علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وهو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی
بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی تا کہ جو کچہہ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسة ثم بماء السدر او الحرض ليزول ما على البدن لكونه ابلغ في التنظيف ثم بماء فيه

میل کچیل نجاست ہی سو بہیگ کر پہول جاوی پہر بیری یا اشنان کی جوش دئی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر ہی سو چہوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور

كافور ان وجد تطييبا لبدن الميت ثم يغسل راسه ولحيته بالخطمي لانه ابلغ في استخراج الوسخ لكونه مثل الصابون في التنظيف

ملی ہوئی پانی سی اگر میسر ہو تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر اوسکا سر اور ڈاڑہی گل خیرو مین دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چہوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی

وان لم يوجد فبالصابون ثم يضجع على يساره ويغسل حتى يصل الماء الى ما يلي التخت منه ولا يكب على وجهه ليغسل ظهره

اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر بائین کروٹ پہ لٹا کر اتنا نہلادین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک بہہ جاوی اور پیٹھ دہونی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کردین

ثم يجلسه الغاسل ويسنده اليه ويمسح بطنه برفق وان خرج منه شيء يغسله ولا يعيد غسله ولا وضوءه لان غسله

پہر اوسکو نہلا نیوالا اپنی سہارسی بیٹہا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہو دی اسکی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسواسطی کہ اوسکا غسل

عرف بالنص وهو قوله عليه الصلوة والسلام للمسلم على المسلم ستة حقوق وذكر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا يعاد

جو نص سی اسحدیث مین ثابت ہوا ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونمین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سو ئی ایکبار ہو لیا پہر اعادہ نہین ہی

ثم ينشف بثوب لئلا يبتل اكفانه ويجعل على راسه ولحيته الحنوط وهو عطر مركب من اشياء طيبة ولا باس بسائر انواع الطيب

پہر کپڑی سی پونچہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور اوسکی سر اور ڈاڑہی پر ارگجہ خوشبو مرکب لگاوین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزونسی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبوؤنکا

غير الزعفران والورس فانهما يكرهان في حق الرجال دون النساء ويجعل الكافور على مساجده وهي جبهته وانفه ويداه و

سواء زعفران اور ورس کی کچہہ ڈر نہین ہی یہہ دونو مردون کی حق مین مکروہ ہین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور مساجد پر کافور لگاوین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ

ركبتاه وقدماه لانه كان يسجد بهذه الاعضاء فكانت اولى بزيادة الكرامة ولا يسرح شعره ولحيته ولا يقص ظفره

اور دونو گہٹنی اور دونو قدم اسلئی کہ ان اعضاء پر سجدہ کرتا تہا تو اسلئی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضاء لایق ترہین اور بالون مین اور ڈاڑہی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن تراشین

وشعره لان هذه الاشياء انما تفعل للزينة وقد استغنى عنها وما روى انه عليه الصلوة والسلام قال اصنعوا بموتاكم

اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا

كما تصنعون بعروسكم محمول على التطييب والتطهر لا على التنقيص وازالة الجزء لكون ذلك غير مسنون في الميت وروى

جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دلہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزکی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور

عن ابي حنيفة وابي يوسف ان الظفر ان كان منكسرا فلا باس باخذه ومن مات ولم يوجد ماء ليغسل يتيمم ويصلى عليه ثم

ابو حنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کرادین اور نماز پڑہین پہر

ان وجد ماء يغسل وتعاد صلوته وقيل لا تعاد وان جرى الماء على الميت او اصابه مطر عن ابي يوسف انه لا ينوب عن الغسل

اگر پانی ملجاوی تو نہلادین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ پہر نہ پڑہین اور اگر میت پہ خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کا نہیں

لانا امرنا بالغسل وجريان الماء واصابة المطر ليس بغسل والغريق يغسل ثلاثا في قول ابي يوسف وعند محمد في رواية ان

ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک روایت میں اگر

نوى الغسل عند الاخراج من الماء يغسل مرتين وان لم ينو يغسل ثلاثا وفي رواية عنه يغسل مرة واحدة وغاسل الميت

پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کی نیت کی ہو تو پہر دوبار نہلادین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلادین اور ایک روایت مین اونسی کہ ایک ہی دفعہ نہلادین اور میت کا نہلانیوالا

ينبغي ان يكون على طهارة وان يكون اقرب الناس اليه وان لم يوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله يكفن ولكل واحد

چاہئی کہ باوضو ہو اور میت کا سب سی زیادہ ترقریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہنادین اور ہر ایک

من الرجل والمراة كفن السنة وكفن الكفاية وكفن الضرورة في حقهما ما يوجد وكفن السنة للرجل قميص وازار ولفافة

کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لاچاری کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آجاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر ہی

فالقمیص من المنکبین الی القدمین بلا دخریص ولا جیب ولا کمین وکل واحد من الازار واللفافۃ من الفرق الی

پس قمیص دونو مونڈہون سی پانوون تک بی کلی اور گریبان اور بی آستینون کے اور وہ دونو یعنی تہبند اور بوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا ارید تکفینہ یبسط اللفافۃ اولا ثم الازار ثم القمیص ثم یوضع المیت فیہ ویقمص ثم یعطف

پانو تک ہوتی ہین جب کفن پہنا وین تو پہلی بوٹ کی چادر بچھا دین پھر اوسکی اوپر تہبند پھر اوسکے اوپر قمیص پھر اوسکے اوپر میت کو لٹا کر قمیص یعنے کفنی پہنا دین پھر تہبند

الازار من جہۃ الیسار ثم من جہۃ الیمین ثم اللفافۃ کذلک وان خیف انتشار الکفن یعقد صیانۃ عن

پہلی بائین طرف سی لپیٹین پھر داہنی طرف سی پھر بوٹ کی چادر اسیطور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگا دین مبادا

الکشف وکفن الکفایۃ لہ ازار ولفافۃ ویکرہ اقل من ذلک الا عند الضرورۃ وکفن السنۃ للمراۃ درع وخمار

کہل جاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہبند اور بوٹ کے چادر ہی اس سے کم تر مکروہ ہے مگر لاچاری کو اور کفن سنت عورت کی لئی پیراہن اور اوڑہنی

وازار ولفافۃ وخرقۃ تربط علی ثدییہا فانہا تلبس الدرع اولا ثم یجعل شعرہا ضفیرتین علی صدرہا فوق الدرع

اور تہبند اور بوٹ کے چادر اور دامنی جس مین اوسکی پستان چہپا دین پس عورت کو پہلی پیراہن پہنا دین پھر اوسکی بالونکی دو لٹین کر کے پیراہن کی اوپر دونو طرف سینہ

ثم یوضع الخمار علی راسہا منشورۃ کالمقنعۃ فوق ذلک ثم یعطف الازار واللفافۃ کما ذکر فی حق الرجال ثم تربط الخرقۃ

پھر اوڑہنی اوسکے سر پر مقنع کی طور پر درع کی اوپر پہیلا کر اوڑہا دین پھر ازار اور لفافہ کو اوسیطور پر جو مردونکی حق مین مذکور ہوا لپیٹ دین پھر دامنی سینہ

فوق الاکفان وعرضہا ما بین الثدی الی السرۃ وکفن الکفایۃ لہا ازار ولفافۃ وخمار ویکرہ اقل من ذلک الا عند

سب کفنون کی اوپر لپیٹ دین اسکا عرض پستان سی ناف تک چاہیئے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور بوٹ کی چادر اور اوڑہنے اس سی کمتر مکروہ ہے مگر

الضرورۃ ویجمر الاکفان قبل ان یدرج فیہا المیت وترا ولا یزاد علی خمس علی ما ذکرہ الزیلعی وقال المرغینانی علی ما ذکر

لاچاری کو اور کفنونکو میت کی داخل کرنی سی پہلی خوشبو کی دہونی دین طاق اور پانچ بار سی زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہ دین اور مرغینانی موافق اوسکے جو منیہ کے

فی شرح المنیۃ ان کان فی المال کثرۃ وفی الورثۃ قلۃ فکفن السنۃ اولی والا فکفن الکفایۃ اولی مع جواز کفن

شرح مین مذکور ہی کہتا ہی اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہون توکفن سنت اولی ہی اور نہین توکفن کفایت اولی ہے اگرچہ کفن سنت تو بھی

السنۃ والمراہق فی الکفن بمنزلۃ البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد الشہوۃ فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان

جائز ہی اور مراہق کفن کی باب مین بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابہی حد شہوت کو نہین پہونچا تو بہتر یہ ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینہ یصلی علیہ والصلوۃ علیہ فرض کفایۃ ان اداہا البعض ولو رجلا واحدا

اوسکو ایکہی کپڑیکا کفن دیوین تو بہی جائز ہی اور کفنا کر اوسپر نماز پڑہین اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہی اگر کوئی بہی ادا کر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا

او امراۃ واحدۃ تسقط عن الباقین والا یاثم الکل واذا حمل علی سریرۃ فالسنۃ ان یحملہ اربعۃ نفر من جوانبہ الاربعۃ

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہین تو سب گنہگار ہوتی ہین اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹہا لی چلین تو مسنون یہ ہے کہ چار آدمی چارون طرف سی اوٹہا دین

اذ فیہ تخفیف للحاملین وصیانۃ للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعۃ حتی لو لم یتبعہ احد یکون ہؤلاء

کیونکہ اس مین اوٹہانی والونکو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سی اور اولٹنی پلٹنی سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہانتک کہ اگر اور کوئی ساتھہ نہ چلے تو یہی

جماعۃ ویسرعون بہ فی المشی بلا خبب وعند کثرۃ الناس وتناوبہم فی حملہ یستحب لکل من یحملہ ان یحملہ من کل جانب

جماعت ہے اور چلنی مین جلدی کرین دوڑین نہین اور کثرت انبوہ مین اگر باری باری اوسکو لی چلین تو ہر ایک کو چارون طرف سی

عشر خطوات لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنہ اربعین کبیرۃ وکیفیۃ حملہ

دس دس قدم لی چلنا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لی چلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتی ہین اور لی چلنی کی کیفیت

ان یبتدی بالمقدم الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمؤخر الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمقدم الایسر

یہہ ہی کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹہا کر اپنی داہنے مونڈہے پر رکہی پھر پچہلے داہنے جانب اپنی داہنی مونڈہی پر رکہی پھر اگلی بائین جانب اپنی

ويضعه على عاتقه الايسر ثم بالمؤخر الايسر ويضعه على عاتقه الايسر فالافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ
بائین مونڈہی بر رکہی پہر پچہلی بائین جانب اپنی بائین مونڈہی پر رکہی اور باقی لوگونکو یہہ افضل ہی کہ جنازہ کی پیچہے پیچہے چلین کیونکہ عبرت پذیری

فی الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا فی حق من يمشی مع الجنازة
کی لئی بہت خوب ہی اور جب قبر کی پاس پہنچین تو اونکو مکروہ ہی کہ جنازہ زمین پر اوتارنے سے پہلے بیٹہہ جاوین اور جب زمین پر اوتارلین تو مکروہ نہین یہہ اونکی حق مین ہی جو جنازہ کی ساتہہ ساتہہ جاتے ہیں

واما الذهب قوم الى المصلى وجلسوا ينتظرونها نجيء بها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا على
اور اگر ایک قوم اگی جاکر نمازگاہ مین اوسکی منتظر بیٹہے ہون پہر اوس جنازہ کو وہان لیکر آوین تو صحیح یہہ ہے کہ یہہ قوم جنازہ زمین پر رکہنے سے پہلے کہڑی نہوں اور ایسے ہی جو شخص رستہ پر بیٹہا ہو

الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما ورد فی الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغی لمن يتبعها
اور وہان کو جنازہ آجاوی ہان اگر جنازہ کی ساتہہ جانیکا ارادہ کری کہڑا ہوجاوے اور وہ جو حدیثون مین جنازہ کی لئی کہڑا ہونا آیا ہی سو منسوخ ہے اور ساتہہ جانیوالونکو نہین چاہیے

ان يرجع قبل ان يصلی عليها وبعد ان يصلی عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر فی المحيط ان الرفيق يسعه الرجوع
کہ نماز جنازہ سی پہلی پہر کر چلی آوین اور بعد نماز کے بہی کہتی ہین کہ بدون اجازت ولی جنازہ کے نجاوین اور محیط مین کو رہے کہ غلام کو مضایقہ نہین کہ بے اجازت

بغير اذنهم وهو الاوجه والاولى على ما ذكر فی شرح المنية ويحفر القبر واختلف فی مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة
ولی میت کی چلا جاوی اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہہ ہی ٹہیک اور اولی ہے اور قبر کہودین اور اوسکے گہراو مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہی بقدر نیم قد آدم

وقيل الى الصدر وان زادوا الى القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر فی جانب القبلة منه
اور کوئی کہتا ہی سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کرین تو افضل اور حسن ہے پہر اوس مین اگر لحد یعنی بغلی بناوین تو بہت افضل ہے لحد یہہ ہوتا ہی کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف گڑہا

حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر فی وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنى جانباها
کہود کر اوسکی اندر مردہ کو رکہدین اور اگر زمین بہسبہسی کمزور ہو تو شق کا کچہہ مضایقہ نہین شق یہہ ہی کہ قبر کی بیچون بیچ نہر کی وضع پر گڑہا کہودین اور اوسکی دونو پہلو

باللبن ويوضع الميت فيها وتسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت فی قبره من جانب القبلة
کچی اینٹ سی چن کر اوسکی اندر مردہ کو رکہین اور کچی اینٹ سی چہاپین اور چہت میت سی دور رہے اور طریق مسنون یہہ ہے کہ میت کو قبر مین قبلہ کی طرف سی اوتارین

ولا تعيين فی عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وترا كانوا وشفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و
اور اوتارنی والونکی گنتی مقرر نہین ہی بلکہ یہہ ہی معتبر ہی کہ جسقدر کفایت کرین طاق ہون یا جفت اور اوتارتی وقت سب یہہ پڑہین بسم الله و

على ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ولا يلقى على ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل
علی ملة رسول الله اور میت کا منہہ قبلہ کیطرف پہیرین چت نہ پڑا دین اور گرہ کہولدین کیونکہ گرہ تو اسلئی تہی کہ کفن نہ کہل جاوی سوئی

الامن منه ويسوى اللبن والقصب على اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذو
اس سی بچنیت ہوگئے اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس ہموار دین اور پکی اینٹ اور لکڑیان مکروہ ہین کیونکہ یہہ دونو چیزان مکان مضبوطی کے واسطے ہین اور قبر کہنگی اور فنا کی جگہہ ہے اور

الرحم المحرم اولى بوضع المرأة فان لم يكن فاهل الصلاح من الاجانب ويسجى قبرها بثوب حال الوضع حتى يجعل اللبن
عورت کو اوتارنی کی لئی محرم شخص اولی ہی اگر موجود نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورت کی قبر پر اوتارتی ہوی جب تک لحد کو چہاپ چکین کپڑہ سی

ونحوه على اللحد لان مبنى حالهن على الستر ولا يسجى قبر الرجل لان مبنى حالهم على الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر
پردہ کئی رہین اسلئی کہ عورتون کی حال ہی بنا ستر پوشی ہے اور مرد کی قبر پر پردہ نہین چاہیے اسلئے کہ مردونکے حال سے ظہور مناسب ہے پہر اوسپر مٹی دہکیل دین اور قبر کو بالشت بہر اونچی

قدر شبر ولا يسطح ولا يزاد على التراب الذی خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنى
اونٹ کیسی کوہان بنادین اور ہموار نکردین اور نہ اوپر سی مٹی سوائے قبر کی کہدی ہوی کی ملادین اور اوسپر پانی چہڑکنی کا کچہہ مضایقہ نہین تاکہ مٹی ہوا سے نہ اوڑ جاوے اور مکروہ ہے کہ اوسپر مکان

عليه بيت او قبة او نحو ذلك وكذا يكره وطؤه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روى عن مرثد الغنوی
یا برج وغیرہ بنا دین اور ایسی ہی پامال کرنا او سپر بیٹہنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرف کو نماز پڑہنی مکروہ ہے کیونکہ روایت ہی مرثد غنوی سے

انه علیه الصلوٰة والسلام قال لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها ویکره الذبح عنده لما روی عن انس انه علیه الصلوٰة
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ ویسکے طرفکو نماز پڑھو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
والسلام قال لا عقر فی الاسلام وهو الذی کان یعقر عند القبر بقرة اوشاة ویکره اتخاذ الضیافة من اهل المیت لکن
فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گائے یا بکری ہی جو قبر پر لیجاکر ذبح کرتی تہی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لیکن
یستحب لجیران المیت واقربائه الاباعد تهیئة الطعام لهم والحاحهم فی الاکل لما روی عن ابن مسعود انه عم
میت کی ہمسایوں اور دور کی ناتہ داروں کو کہانا تیار کرنا اہل میت کیواسطے اور انکو بہت کہلانا مستحب ہے اسواسطے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لما جاءه نعی جعفر بن ابی طالب قال اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما یشغلهم ویستحب التعزیة لما روی عن ابن مسعود
جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کہانا تیار کرو کہ انکو ایسے خبر آئی ہے جسمیں مشغول ہیں اور تعزیت مستحب ہے اسلئے کہ ابن مسعود سے روایت ہے
انه علیه الصلوٰة والسلام قال من عزی مصابا فله مثل اجره وکیفیة التعزیة ان یقال لمن مات له قریب اعظم الله
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت زدہ کی تعزیت کے تو اوسکو ویسا ہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کے یہہ ہے کہ اوس سے جسکا قریب مر گیا ہو کہیں خدا تجکو اجر عظیم
اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك ان کان المیت مکلفا والا لا یقول وغفر لمیتك ومن مات ولم یدفن ایاما بان وضع
عنایت کری اور تیری عزا نیک کردے اور تیری میت کو بخشے یہہ جب کہیں اگر میت مکلف ہو اور نہیں تو یہہ نکہیں تیری میت کو بخشے اور جو شخص مر جاوے اور چند روز مدفون نہو اسطور کہ
فی التابوت لیحمل من مصر الی مصر اخر فما لم یدفن لا یسئل لان السؤال لا یکون الا فیما یستقر فیه المیت حتی لو اکله
تابوت میں رکہا رہی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاویں سو جب تک دفن نہوگا سوال منکر نکیر کا بہی نہوگا اسواسطے کہ سوال وہان ہوتا ہی جہان میت قرار پکڑے یہانتک کہ اگر اوسکو
السبع یکون السؤال فی بطنه وهو لکل ذی روح من بنی ادم حتی الرضیع فانه یسئل فیلهمه الله الجواب وهل للانبیاء
درندہ کہا جاوے تو سوال اوسکے پیٹ میں ہوگا اور سوال بنی آدم میں سے ہر ایک جاندار سے ہوتا ہے یہانتک کہ دودہ پیتے بچہ سے بہی سوال ہوتا ہے سو اللہ تعالے اوسکو جواب سکہلا دیتا ہے اور آیا انبیاء سے بہی
فی القبر سؤال قد ذکر فی الظهیریة ان الزاهد الصفار قال لیس فی هذا نص ولا خبر ودلیل نفی ذلک عنهم اوضح یسر لنا
قبر میں سوال ہوا ہی سو ظہیریہ میں مذکور ہے کہ زاہد صفار کہتا ہے کہ اس باب میں نہ کوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور اسکے نفی کی دلیل ظاہر ہے الہی ہمکو
الله تعالی حسن الخاتمة عند الممات

المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم جوازها

مرنی وقت خاتمہ بالخیر آسان کر ستاونمجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان میں

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه بریدة
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی تمکو قبروں پر جانے سے منع کیا تہا سو قبروں کی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے بریدہ کی روایت ہے
وفیه تصریح بوقوع النهی فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور لکونها مبدأ عبادة الاصنام وکان ابتداء ذلک
اور اسمیں تصریح ہے کہ اوایل اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت ہوئی تہی اسلئے کہ یہہ ہی سبب بت پرستے کا ہے کہ پہلی پہل یہہ سخت مرض
الداء العضال فی قوم نوح النبی علیه السلام کما اخبر الله تعالی فی کتابه وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن
نوح نبی علیہ السلام کے امت میں پیدا ہوا تہا چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہا نوح نے ای رب میرے انہوں نے میرا کہا نمانا اور مانا ایسے کا
لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ
جسکو اوسکی مال اور اولاد نے اور بڑہا ٹوٹا اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکروں کو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث
وَيَعُوقَ وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام فلما ماتوا عکف
اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہیں کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت میں صلحا تہی جب یہہ مر گئے تو
الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم فلما کان منشأ عبادة الاصنام من جهة القبور
لوگوں نے انکی قبروں پر بیٹہنا اختیار کیا پہر اونکی صورتوں کی تصویریں بنالیں پہر اسپر مدت گذر گئی پہر تو اونکو پوجنے لگے جبکہ منشأ بت پرستی کا قبروں سے پیدا ہوا ہے

نهى النبي عليه الصلوة والسلام اصحابه فی اوائل الاسلام عن زيارة القبور سدًّا لذريعة الشرك لكونهم حديث العهد
تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے یارونکو اوایل اسلام مین زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ بند ہو جاوے کیونکہ اونکو کفر چھوڑے ہوے تہوڑا
بالكفر ثم لما تمكن التوحيد فی قلوبهم اذن لهم فی زيارتها وعلمهم كيفيتها تارة بفعله وتارة بقوله وذلك فی الاحاد
زمانہ گذرا تہا پہر جب توحید اونکے دلون مین جم گئی تو اونکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوسکی کیفیت سکہا دے کبہی کہا کر کبہی ہنا کر اور یہہ مضمون بہت حدیثون مین
الكثيرة بعضها فی الاذن وبعضها فی التعليم وفی ضمنها بيان الفائدة اما التی فی الاذن فمنها ما روى عن ابی سعيد
ہے بعضی درباب اذن مین اور بعضی درباب تعلیم اور اوسکے ضمن مین فواید کا بیان ہے پہر جو کہ درباب اذن ہین اون مین سے ایک یہہ ہے ابو سعید کے روایت ہے
انه عليه الصلوة والسلام قال انی كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فان فيها عبرة ومنها ما روى عن علی بن
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا مین نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تہا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمین عبرت پیدا ہوتی ہے اور ایک یہہ ہے علی ابن ابی طالب کے
ابی طالب انه عليه الصلوة والسلام قال انی كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الاخرة ومنها ما روى
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مین نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تہا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلاتی ہے اور ایک یہہ ہے
عن ابن مسعود انه عليه الصلوة والسلام قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنيا ومنها
ابن مسعود کے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مین نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تہا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہہ دنیا چھوڑاتی ہے اور ایک یہہ ہے
ما روى عن ابی هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذكر الموت ومنها ما روى عن بُريدة انه عليه السلام
ابی ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتے ہے اور ایک یہہ ہے بریدہ کے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا واما التی فی التعليم فمنها ما روى عن بريدة
مین نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تہا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیہودہ نکہا کرو اور وہ حدیثین جو تعلیم باب مین ہین سو ایک تو یہہ ہے بریدہ کی روایت ہے
انه عليه الصلوة والسلام كان يعلمهم اذا خرجوا الی المقابر ان يقولوا السلام عليكم يا اهل الديار من المؤمنين والمسلمين
کہ نبی علیہ السلام سکہا دیتے تہے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم اے اہل قبور مومنین اور مسلمین
وانا ان شاء الله بكم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لكم تبع نسئل الله لنا ولكم العافية ومنها ما روى عن ام المؤمنين
اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہین تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہارے تابع ہین ہم اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہین اور ایک یہہ ہے ام المومنین
عائشة انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اقول يا رسول الله فی زيارة القبور قال قولی السلام علی
عائشہ کے روایت ہے کہ انہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ یا رسول اللہ مین زیارت قبور مین کیا کہا کرون آپ نے فرمایا کہہ سلام
اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا ومنكم والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین میں سے اور اللہ رحمت کرے اگلون پر ہم مین اور تم مین سے اور پچہلون پر اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہین اور ایک یہہ ہے
ما روى عن ابی هريرة انه عليه الصلوة والسلام خرج الی المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله
ابوہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام تمپر اے دار قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ
عن قريب منكم لاحقون ومنها ما روى عن ابن عباس رض انه عليه الصلوة والسلام مر بقبور المدينة فاقبل عليهم فقال
جلد تم سے ملنے والے ہین اور ایک یہہ ہے ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر کو آگئے سو اودہر متوجہ ہو کر فرمایا
السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه عليه الصلوة والسلام بين فی هذه الاحاديث
سلام تمپر اے اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچہے ہین بیشک نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان حادیث مین
فائدة زيارة القبور وهی احسان الزائر الی نفسه والی اهل القبور اما احسانه الی نفسه فتذكر الموت والاخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنیوالے کے حق مین اور اہل قبور کی حق مین بہلائی ہے اپنے حق مین تو یہہ بہلائی ہے موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور متارکت دنیا کے

فی الدنیا والانعاظ والاعتبار واما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسوال العافیة
دنیا کی اور پندپذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق مین بہلائی یہہ ہی اونپر سلام بہیجنا اور اونکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا
قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یحل لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام
عامہ علما کہتی ہین یہہ مردونکی حق مین ہی اور رہی عورتین سو اونکو حلال نہین کہ مقابر مین جایا کرین اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لعن زوارات القبور وذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا تسئل
قبرون مین جانے والی عورتون پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب مین ذکر کی ہی کہ قاضی ہی کسینی پوچہا کہ ایا عورتون کو مقابر مین جانا جائز ہے قاضی نی جواب دیا ایسی مقام مین
عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی لعنة الله تعالی
جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستی ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالے اور اوسکے
وملئکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت تکون فی لعنة الله تعالی
فرشتونکی لعنت مین داخل ہوتی ہی اور جب چلتی ہی تو شیاطین اوسکی ساتہہ ہوجاتی ہین اور جب قبر پر جا پہونچتی ہی تو میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب وہان سی پہتی ہی تو خدا اور فرشتونکی لعنت مین
وملئکته حتی تعود الی منزلها وقد روی فی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموت السبع والارضین
رہتی ہی جب تک اپنی گہر مین آوی اور روایت ہی حدیث مین جو عورت مقبرہ کو جاتی ہے تو اوس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی فرشتے لعنت
السبع وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی ثواب حجة وعمرة وروی عن سلمان وابی هریرة
کرتی ہین اور جو عورت میت کی لئی گہر مین بیٹہی ہوئی دعائی خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالے ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہے
انه علیه الصلوة والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره فاتت ابنته فاطمة رض فقال لها من
کہ نبی علیہ الصلوة والسلام ایک روز مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہہر گئے اس مین حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آگئین آپ نی پوچہا کہان سے
این جئت فقالت خرجت الی منزل فلانة التی ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد
آتی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئے تہے وہ جو مرگئی ہے فرمایا کیا اوسکے قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا پناہ مین رکہی اس سے کہ مین ایسا کام کرون بعد
ما سمعت منک ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لم تریحی رائحة الجنة فعلی هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال
اسکی کہ مین سن چکی ہون آپ سے جو سنا ہے آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کے خوشبو نسونگہتے اس بیان کی مطابق جو زیارت قبور کا ارادہ کریگا
ینبغی ان لا یکون حظه من زیارته لها الطواف علیها کالبهائم بل ینبغی له اذا جاءها ان یسلم علی اهلها ویخاطبهم
تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور مین سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہ ٹہہرادے بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون سے کرکے
خطاب الحاضرین ویسال لهم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر بمن کان تحت التراب وانقطع
خطاب کری اور اونکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی چنانچہ اوپر احادیث مین آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب سے
عن الاهل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
جدا ہوگیا ہے عبرت پکڑی کہ یہہ جو قبر مین داخل ہوکر سوال جواب مین گرفتار رہوا آیا اچہا جواب دیا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہوگئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
یا جواب مین چوک گیا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخکی گڑہون مین سے ہوگئی ہو پہر اپنی ذات کو یہہ تصور کری کہ گویا مین مرگیا اور قبر مین داخل ہوا اور تمام مال اور اہل اور
ولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ویکون مشغولا بهذا الاعتبار ما دام
اولاد اور دوست چہوٹ گئی اور مین اکیلا تنہا رہگیا اور اب گویا مجہسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دون اور میرا کیا حال ہوگا اسہی عبرت مین مشغول رہی جب تک
هناک ویتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیه واما قراءة القران هناک فجوزها بعض
وہان رہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک کے رستگاری کی واسطی علاقہ پیدا کری اور اوسہی کیطرف التجا کری اور قبر پر قران پڑہنا بعضے علما جائز بتاتی ہین

العلماء ومنعها البعض الاخر وقالوا لابد للزائر ان یکون مشغولا بالاعتبار وقراءۃ القران یحتاج صاحبها الی التدبر
اور بعضی منع کرتی ہین یہی کہتی ہین زائر کو چاہیئے کہ عبرت مین لگا رہے اور قرآن پڑہنے والے کو اوس مین غور اور
واحضار الفکر فیما یتعلق والاعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل انی اعتبر فی وقت
فکر لگانا چاہیئے جو پڑہتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص مین جمع نہین ہوتے اگر کوئی معترض کہی کہ مجکو ایک وقت عبرت ہوتی ہے
واقرأ فی وقت اخر والقران اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلک الرحمة شئ ینفعهم فالجواب عنه
اور دوسرے وقت قران پڑہتا ہون اور حال یہہ ہے کہ قران پڑہتی وقت اللہ کے رحمت اوترتی ہی امید ہی کہ اوس رحمت مین سی کچہہ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کئے
من وجوه الاول ان قراءۃ القران وان کانت عبادۃ لکن کون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسوال
ہین اول یہہ کہ قران کا پڑہنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سوچ مین اور موت کی خوف مین اور منکر نکیر کے سوال وغیرہ مین
الملکین وغیر ذلک عبادۃ ایضا والوقت لیس محلا الا لهذه العبادۃ فقط فلا یخرج من عبادۃ الی عبادۃ اخری لا سیما
مشغول رہنا بہی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسرا اختیا نکرنی چاہیے خاص کر
لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیته واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما
دوسری کی واسطے دوسرا جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گہر مین قران پڑہکر ثواب اہل قبور کو ہدیہ کردے اسطور کہ قران پڑہنے سے فارغ ہو کر زبان سے کہے الٰہی اس قرات کا ثواب
قراءته لاهل القبور لوصل الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبورهم
اہل قبور کو پہونچا دی تو البتہ یہہ ثواب انکو ملیگا کیونکہ اہل قبور کو ثواب ملنی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہونچتی ہے سو اسکے کیا حاجت ہی کہ قران قبر و نپر پڑہا جاوے
والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یکون سببا للعذاب بعضهم اذ کلما مرت ایة لم یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها
تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبرون پر قران پڑہنی سی کبہی کسی مردہ کو عذاب بہی ہونی لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آویگی کہ اوسپر عمل نہین کیا تو اوسکو کہین گے کیا یہہ آیت تو
فکیف خالفتها ولم تعمل بها فیعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم ترد بها وکفی بها منعا فاذا کان کذلک فلا
نے نہ پڑہی سکا خلاف کیون کیا اور اسپر عمل کیون نکیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتہا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث مین نہین آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئی تو زائر کو یہی
بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعداه لیکون محسنا الی نفسه والی اهل القبور لان زیارۃ القبور
لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجاوز نکری تا کہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہووی اسلئی کہ زیارت قبور کے
نوعان زیارۃ شرعیة وزیارۃ بدعیة اما الزیارۃ الشرعیة التی اذن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم فالمقصود
دو طرح ہی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ہے پس مقصود
منها شیئان احدهما راجع الی الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیهم الزائر ویدعو
اوس سی دو باتین مین ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرے فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر اونکو سلام پہونچا دی اور اونکی لئی دعائے خیر
لهم واما الزیارۃ البدعیة فهی زیارۃ القبور لاجل الصلوۃ عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود
کری اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبرون مین نماز پڑہنے کو جاوی اور اونکی طواف کرنیکو اور قبرونکی بوسہ اور چومنی کو اور مونہہ قبرونپر
علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریج
ملنی کو اور وہان کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کہلنا
الکربات واغاثة اللهفان وغیر ذلک من الحاجات التی کان عباد الاصنام یسألون من اصنامهم فان اصل
سختیونکا اور امداد بیچارون کے اور سوای اسکے اور اور حاجتین جو بت پرست اپنی بتون سی مانگتی ہین بیشک اصل اس
هذه الزیارۃ البدعیة الشرکیة ماخوذ منهم ولیس بشئ من ذلک مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله رسول رب
زیارت بدعی شرک کی بت پرستون سی لی ہوئی ہی اور کوئی امر ان مین سے باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہین ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول رب

العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل قد انکر الصحابة ما هو دون ذلك بکثیر کما روی عن
العالمین نے کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی نے تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے انکار اس سے کمتر باتوں میں انکار کیا ہے چنانچہ
المعرور بن سوید ان عمر صلی صلوة الصبح فی طریق مکة ثم رای الناس یذهبون مذهب فقال این یذهب هؤلاء
معرور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی رستہ میں پڑہی پہر لوگونکو دیکھا کہ ایک طرف کو جاتے ہیں پوچھا یہہ لوگ کہاں جاتے ہیں
فقیل مسجدا صلی فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فهم یصلون فیه فقال انما هلك من کان قبلکم بمثل
کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑہی ہے تہے سو یہہ لوگ بہی وہاں نماز پڑہیں گے پس فرمایا پہلی امتیں ایسی ہی باتوں سے ہلاک ہوئے
هذا کانوا یتبعون اثار انبیائهم ویتخذونها کنائس وبیعًا فمن ادرکته الصلوة فی هذه المساجد فلیصلها فیها ومن
ہیں کہ اپنی اپنی انبیا کی آثار پر لگے رہتی تہی اور اونہی کو کنیسہ اور بیع یعنی عبادتگاہ بنا لیتے تہی پس جسکو وقت نماز کا ان مسجدوں میں ہو جاوی اوسی چاہیئے کہ یہاں نماز پڑہے اور جو
لا فلیمض ولا یتعمدها وکذلك لما بلغه ان الناس یتنا ولون الشجرة التی بویع تحتها النبی علیه الصلوة والسلام ارسل الیها فقطعها
وقت نہو تو چلا جاوے اور خواہ مخواہ ارادہ نکرے اور ایسے ہی جب عمر نے سنا کہ لوگ باری باری وس درخت پر جاتے ہیں جسکے تلے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تہی آدمی بہیجکر اوسکو کٹوا ڈالا
فاذا کان عمر فعل هذا بالشجرة التی بایع الصحابة تحتها رسول الله صلی الله علیه وسلم وذکرها الله تعالی فی القران حیث
پس جب عمر نے اوس درخت کا یہہ حال کیا ہو جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تہی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قرآن میں کیا ہے جہاں
قال لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فماذا یکون حکمه فیما عداها ولقد جرد السلف الصالح
کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجہسے اوس درخت کی نیچے اب اوروں کا تو کیا اصل ہی اور بیشک سلف صالح نے توحید کو خوب
التوحید وحموا جانبه حتی کانت الصحابة والتابعون حیث کانت الحجرة النبویة منفصلة عن المسجد الی زمن الولید
صاف کیا ہے اور توحید کی جانب کو حمایت کے ہے یہاں تک کہ صحابہ اور تابعین اسواسطے کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تہا ولید بن عبد الملک کے عہد تک
بن عبد الملك لا یدخل فیها احد لا لصلوة ولا لدعاء ولا لشئ اخر مما هو من جنس العبادة بل کانوا یفعلون جمیع
کوئی اوس حجرہ میں نہیں گہستا تہا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کی اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہہ تمام عبادت
ذلك فی المسجد وکان احدهم اذا سلم علی النبی علیه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الی جدار القبر
مسجد میں کیا کرتی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑہکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کے طرف کر لیتا
ثم دعا وهذا مما لا نزاع فیه بین العلماء وانما نزاعهم فی وقت السلام علیه قال ابو حنیفة یستقبل القبلة عند السلام
تو دعا مانگتا اور یہہ تو وہ مقدمہ ہی کہ اس میں علما کو کچہہ بحث نہیں ہی بحث اس میں ہی کہ درود پڑہتی ہوئی کیا کری امام ابو حنیفہ کہتی ہیں بروقت درود کی بہی قبلہ کیطرف موںہہ کرنا
ایضا ولا یستقبل القبر وقال غیره لا یستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه یستقبل القبلة وقت الدعاء ولا یستقبل
چاہیئے اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اور کہتی ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکری بلکہ کہتی ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف
القبر حتی لا یکون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة کما ثبت بالحدیث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح
موںہہ کر کر ٹہرا ہو تا کہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مرفوع سے ثابت ہی کہ دعا عبادت سے ہی اور سلف صالح
من الصحابة والتابعین جعلوا العبادة خالصة لله تعالی ولم یفعلوا عند القبور شیئا منها الا ما اذن فیه النبی علیه
یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطے اللہ کا ٹہیرایا ہے اور اونہوں نے عبادات میں سے قبروں پر جاکر کچہہ نہیں کیا مگر وہی جسکی نبی علیہ السلام
الصلوة والسلام من السلام علی اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافیة من الله لهم وسبب ذلك ان المیت قد انقطع
نے اجازت دی ہی یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے اونکی لئے رحمت اور مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہہ ہی کہ میت کے اعمال تو منقطع
عمله وهو یحتاج الی من یدعو له ویشفع لاجله ولهذا شرع فی الصلوة علیه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم یشرع
ہوچکے ہیں تو اب وسکو یہہ حاجت ہی کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگی اور شفاعت کری اور اسیہی لئے میت کے واسطے وہ دعا وجوبا یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله فی الدعاء للحی فانا لما کنا اذا قمنا الی جنازة ندعواله ونشفع لاجله فبعد الدفن اولی ان ندعوله ونشفع لانه
دعا زندہ کی واسطے جائز نہیں سو ہم لوگ جب وسکے جنازہ پر کہڑی ہوکر اوسکے واسطے دعا مانگتی ہین اور اوسکی شفاعت کرتی ہون تو دفن کے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگین اور شفاعت
فی قبره بعد الدفن اشد احتیاجا الی الدعاء له منه علی نعشه لانه حینئذ معرض للسوال وغیره علی ما روی عن عثمان
قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ اتنا نعش پر نہین تہا کیونکہ اب وسکو سوال وغیرہ در پیش ہوتی ہین موافق روایت عثمان
بن عفان انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه وقال استغفروا لاخیکم واسالوا له
بن عفان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسہی جگہ توقف کر کر فرماتے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی واسطے یہہ دعا کرو
التثبیت فانه الآن یسئل وروی عن سفیان الثوری انه قال اذا سئل المیت من ربك یترای له الشیطان فی صورة
کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب وس سے سوال ہوتا ہے، اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سی یہ سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورة بناکر
ویشیر الی نفسه انی انا ربك قال الترمذی هذا فتنة عظیمة ولذلك کان النبی علیه الصلوٰة والسلام یدعو بالثبات
نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب مین ہون ترمذی کہتا ہی یہہ بڑا فتنہ ہی اسہی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ
اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وکان یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقال اللهم
الٰہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیٔی اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہول دی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکہہ کر یہہ دعا مانگین الٰہی
اعذه من الشیطن الرجیم فهذه سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اهل القبور بضعا وعشرین سنة
اوسکو شیطان راندہ سی بچا بس یہہ ہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق مین کئی اوپر بیس سال رہا
وهذه سنة الخلفاء الراشدین وطریقة جمیع الصحابة والتابعین فبدل اهل البدع والضلال قولا غیر الذی قیل
اور یہہ ہی طریق خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پہر گمراہ بدعتیوں نی وہ بات جو اون سی کہی گئی تہی بدل ڈالی
لهم فانهم قصدوا بالزیارة التی شرعها رسول الله صلی الله علیه وسلم احسانا الی المیت والی الزائر سوالهم بالمیت و
انکی مراد زیارت سی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق مین نیک سمجہہ کر جائز رکہا ہے یہہ ہے کہ میت کے وسیلہ سے سوال
الاستعانة به ولیس هذا الا الفتنة التی قال فیها عبد الله بن مسعود رض کیف اذا لبستکم فتنة یهرم فیها الکبیر
اور استعانت کرنا اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ ڈہانپ لیگا جسمین بڑا بڈہا ہو جاوے
وینشأ فیه الصغیر تجری علی الناس یتخذونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة قال ابن القیم فی اغاثته هذا یدل
اور بچہ جوان ہو جاوی لوگون پر جو گذری گا اوسکو سنت ٹہرالینگے اگر اوسکو بدلین تو یہہ کہین سنت بدل ڈالی ابن قیم اغاثہ مین کہتا ہے ابن مسعود کے
علی ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات الیه وقد جری العمل علی خلاف السنة منذ زمن طویل
اس قول سی معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ وسطرف کچہہ توجہ ہے اور مدت دراز سے عمل برخلاف سنت ہو رہا ہے،
فاذن لا بد ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور فلا یغرنك اطباقهم علی ما احدث
سو اب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سی بہت ہی بچا چاہیئے اگرچہ اوس پر جمہور متفق ہون اونکی اتفاق پر نہ بہولنا کہ بدعات پر جو
بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الی الله اشبههم بهم
بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہین کر رکہا ہے بلکہ تجہکو لائق ہی کہ اونکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب مین بڑا عالم اور اللہ تعالےٰ کا بڑا مقرب وہ ہی ہی جو اونکی ساتہہ
واعلمهم بطریقتهم اذ منهم اخذ الدین وهم اصول فی نقل الشریعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تکترث بمخالفتك
خوب ملتا ہو اور اونکی طریقہ سے خوب واقف ہو اسواسطی کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہی اور وہی صاحب شرع سی شریعت نقل کرنیمین اصل ہین سو تجہکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا
لاهل عصرك فی موافقتك لاهل عصر النبی علیه السلام اذ قد جاء فی الحدیث اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم
صحابہ کی موافقت مین کچہہ فکر نکری کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمیون مین دو راہ ہو جاوین تو بڑی انبوہ کو لو

قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامة حیث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان کان
عبد الرحمن بن اسمعیل جو ابو شامہ مشہور ہی کہتا ہی جس جگہہ لزوم جماعت کا حکم ہے تو مراد اوس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ
المتمسك قلیلا والمخالف له کثیرا الا ان الحق ما کان علیه الجماعة الاولی وهم الصحابة ولا عبرة الی کثرة الباطل
حق والی تہوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہوں یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اولی رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکی بعد جو باطل بہت سا پہیل گیا اوسکا
بعدهم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضرك قلة السالکین وایاك وطرق الضلالة
کچہہ اعتبار نہیں اور فضیل بن عیاض نی ایسی بات کہی ہی کہ معنی اوسکی یہہ ہین راہ ہدایت پر لگا رہ اوسکی چلنی والون کی کمی سی تجہکو کچہہ خلل نہوگا اور گمراہی کی رستون سی بچا رہ
ولا تغتر بکثرة الهالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیه المتسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم
اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین بہتر وہ شخص ہے جو عمل مین جلدی کری اور تمہاری بعد ایک زمانہ آتا ہی
خیرکم فیه المتثبت المتوقف لکثرة الشبهات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یتثبت فی هذا الزمان بل
کہ تمہارا اوسمین وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہین کہ بیشک سچ کہا ہے اسلئے کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہے بلکہ
وافق الجماهیر فیما هم فیه وخاض فیما خاضوا فیه یهلك کما هلکوا فان اصل الدین وعمدته وقوامه لیس بکثرة
جمہور کا ساتہہ دی جو وہ کر رہی ہین اور اونکی فکرات مین غور کرنے لگی تو ہلاک ہو دیگا جیسے وہ ہلاک ہوے کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری
العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجوع وغیره وانما هو باحترازه من الافات والعاهات التی یاتی علیه من البدع و
عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور بہوکے پیاسی رہ کر مجاہدہ کرنے سی نہین ہے دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات کے بچنی سی ہے جو اوسپر بدعتون اور
المحدثات التی یؤدی الی تبدله وتغیره کما تبدل وتغیر ادیان الرسل علیهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلی هذا
نئی نئی باتین گذرتی ہین جسمین دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسیہی سبب سے بدل گئے ہین اسی پر اونکی موافق
ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوة تصمیمه علی شئ وکثرة عبادته انه علی الحق فان تصمیمه علیه وعدم رجوعه عنه
مومن شخص کو چاہئی کہ فریب مین آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئ پر اور اپنی کثرت عبادت سی یہہ استدلال نکری کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اوسکا تصمیم کسی بات پر اور اوس سے رجوع نکرنا
ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه علی الحق فیه لان جزمه وتصمیمه علیه لیس من حیث کونه حقا بل من حیث
اگرچہ دفترون مین پہیل جاوے پر یہہ دلالت نہین کرتا کہ اس باب مین حق پر ہی کیونکہ اوسکا جزم اور تصمیم اوس امر پر اسلئے نہین ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس حیثیت سی ہے
نشاته بین قوم یدینون به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم شئ حقا کان او باطلا الا تری ان مثل هذا
کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس امر کو دینیات سے جانتی ہین اور پیدائش اور رلنی ملنی اور صحبت کو ہر شئ کی تصمیم مین حق ہو یا باطل بڑا ہی اثر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین کہ ایسی ہی
التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ومن فی معناهم وان کان کذلك فالواجب علی کل
تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبون مین جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہین سب مین موجود ہی جب یہہ حال ہے تو ہر مسلم پر اس زمانہ مین
مسلم فی هذا الزمان ان یحترز عن الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات ویصون دینه من العوائد التی
واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے جن سے
استانس بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتها
مالوف ہو رہا ہی اور اسیہی مین پرورش پائی ہو بچاوے کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی کم بچتی ہین اور رجال مین حق کم تر ظاہر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین کہ قریش نے انہین عادات کے مارے جنکی الفت
نفوسهم انکروا علی النبی صلی الله علیه وسلم ما جاء به من الهدی والبیان وکان ذلك سببا لکفرهم وطغیانهم ولذلك
اونکی جان لگی ہوئی تہی نبی علیہ الصلوة والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو نمانا اور اسیہی سبب سے کافر ہوگئے اور سرکشی کی اور اسیہی لئے
کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذهب بمرة من القلوب بل الشیطن یحدث لکم
ابن مسعود کہا کرتے تہے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین ایکبارگی دلون مین سے نہین جاویگا بلکہ شیطان تمہاری لئے بدعتین نکالتا جاویگا

بدعا حتی یذهب الایمان من قلوبکم نسئل الله تعالی ان یرینا الحق حقا ویرزقنا اتباعه ویرینا الباطل باطلا و
آخر ہوتی ہوتی تمہارے دلونمین سی ایمان نکل جاویگا ہم خدا سی چاہتی ہین کہ ہمپر حق کو حق ظاہر کردی اور اوسکا اتباع نصیب کری اور ہم پر باطل کو
یرزقنا اجتنابه

المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له

باطل ظاہر کردی اور اوسی اجتناب نصیب کری اٹھاون مجلس موت کی یادگاری اور اوسکی تیاری کی لزوم مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثروا ذکر هاذم اللذات الموت هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة
رسول الله صلے الله علیه وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شی لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثونمین سے ہے ابو ہریرہ کی روایت
ومعناه ان الموت یکسر کل لذة فاکثروا ذکره حتی تستعدوا له فان قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر
سی اسکی یہہ معنے ہین کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکہو تا کہ اوسکی سامان مین لگو بیشک قول علیه السلام کا کہ اکثر ذکر رکہو
هاذم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیها جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقة ینقص علیه لذة الحاضرة
لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمین تمام مواعظ بہر دئے ہین کیونکہ جو شخص حقیقت مین موت کو یاد رکہیگا تو اوسپر لذت حالیہ
ویمنعه من تمنیها فی المستقبل ویزهده فیما کان یؤمله منها لکن النفوس الراکدة والقلوب الغافلة تحتاج الی تکثیر
کم ہو جاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سی بند کر دیگی اور جو امیدین پکاتا ہو گا سب چہوڑا دیگی پر نفوس بستہ اور غافل دلونکو یہہ حاجت ہے
اللفظ وتطویل الوعظ والا ففی قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر هاذم اللذات الموت مع قوله تعالی کل نفس ذائقة
کہ عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہین تو حدیث کی اس جملہ مین زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکے جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے
الموت ما یکفی السامع له والناظر فیه لان ذکر الموت یورث استشعار الانزعاج عن هذه الدار الفانیة والتوجه فی کل
ہر جان چہکنی والی ہی موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجہنے والیکو اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلئی کہ موت کی یاد کرنی میں اس دار فانی سی اٹہ نکلنے اور
لحظة الی الدار الباقیة اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته
ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی
عنه وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالی مصیبة حیث قال
تعلق روح کا بدن سی چہوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال پر بدل جانا اور ایک گہر سی دوسری گہر مین چلا جانا اور موت سب سے
فاصابتکم مصیبة الموت فالموت هو المصیبة العظمی واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذکره وقلة التفکر فیه مع
بڑی مصیبت ہی اور الله تعالی نی بہی اسکا نام مصیبت رکہا ہی جہان فرمایا پہر آوی تم پر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوسی بڑہ کر موت سی غفلت اور
ان فیه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرته ان الامة اجتمعت علی ان الموت لیس له سن معلوم ولا زمن
یاد نکرنا اور اوسمین فکر نہ لگانا باوجودیکہ صرف اوسمین عبرت پانی والیکو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نی اپنی تذکرہ مین کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین نہین اور نہ
معلوم ولا مرض معلوم وانما کان کذلك لیکون المرء علی هیبة منه مستعدا له لکن من غلب علیه حب الدنیا والانهماك
زمانہ معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہہ اسلئے ہی تا کہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہو گئی اور اوسکی لذتونمین
فی لذاتها لا محالة یغفل عن ذکره ولا یذکره بل اذا ذکر عنده یکرهه وینفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنیا فی قلبه
کہپ گیا ہی بیشک اوسکی یاد سی غافل ہے کبہی یاد نہین کرتا بلکہ اوسکی پاس اگر موت کا ذکر آتی تو برا سنتا ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئی کہ اوسکی دل مین دنیا کی
ورسوخ علائقها فیه یمنع عن التفکر فی الموت الذی هو سبب مفارقتها ولا یحب ذکره وان ذکره یذکره للتاسف علی الدنیا
محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روک دیتی ہین جو کہ سبب دنیا کی مفارقت کا ہی اور اوسکا ذکر اچہا نہین لگتا اور اگر موت کو یاد بہی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر
ویشتغل بذمه ویزیده ذکره بعدا من الله تعالی اذ قد ورد فی الحدیث ان من کره لقاء الله تعالی کره الله لقاءه ومع هذا
موت کی برائیان کرتا ہی اور موت کا ایسا ذکر الله تعالی سی اوسے بہی دور کر دیتا ہی سو اسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی الله تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا الله تعالی اوسکی صورت دیکہنی

فتذکره

فتذکرہ للموت خیر له لان تذکر الموت ینقص علیه نعیمه ویکدر علیه صفوة لذته فکل ما یکدر علی الانسان لذته وینقص
مگروہ کہتا ہی تسیر ہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئے کہ موت کو یاد رکھنی سی دنیا کا عیش ناقص اور صاف لذت مکدر ہوجاتی ہی پہر جو چیز انسان کی لذت کو مکدر اور شہوت کو ناقص
علیه شهوته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبی علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر هاذم اللذات لان الانسان لا ینفك
کردے وہ ہی اسباب سعادت مین سی ہی اسیلئے نبی علیه السلام نی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑنی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالت سے خالی
عن حالتین اما فی ضیق ومحنة او فی سعة ونعمة فان کان فی ضیق ومحنة فذکر الموت یسهل علیه ما هو فیه بانه
نہین ہوتا یا تنگی اور محنت مین یا فراخی اور نعمت مین پس اگر شخص تنگی اور محنت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کرتا ہی
یزول ولا یدوم والموت اصعب منه وان کان فی سعة ونعمة فذکر الموت یمنعه عن الاغترار بها والسکون الیها کما
کہ یہہ سب فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہین ہے اور موت اوس سے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت مین ہے تو موت کا یاد کرنا اوسکو دنیا کی فریفتگی سی اور دلکی لگاؤ سی باز رکہتا ہی جیسا کہ
روی انه علیه الصلوة والسلام قال کفی بالموت واعظا وقال اللفاف من اکثر ذکر الموت اکرم بثلثة اشیاء تعجیل
روایت ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد رکہیگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی
التوبة وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسی الموت عوقب بثلثة اشیاء تسویف التوبة والحرص علی الدنیا
توبہ اور دل مین قناعت اور عبادت مین سرور اور جو موت کو بہولا رہیگا تو وہ تین باتوں مین مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ
والتکاسل فی العبادة وقالت ام المؤمنین عائشة رض یا رسول الله هل یحشر مع الشهداء احد قال نعم من یذکر الموت
عبادت مین سستی ام المومنین عائشہ رض نے پوچہا یا رسول اللہ کوئی شہداء کے ساتھ بہی اوٹہیگا فرمایا ہان جو ہر روز
فی الیوم واللیلة عشرین مرة وسبب النیل الی هذه الفضیلة ان ذکر الموت یوجب التجافی عن الدنیا والاستعداد
رات دنمین موت کو بیس دفعہ یاد کرلی اور سبب حصول اس درجہ کا یہہ ہے کہ موت کی یادگاری دنیا سی الگ کردیتی ہی اور آخرت کے سامان مین لگاتی ہے
للاخرة والغفلة عنه تدعو الی الانهماك فی شهوات الدنیا ولذاتها ونسیان الاخرة وقد قال النبی علیه الصلوة و
اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات مین ڈبوتی ہے اور آخرت کو بہلا دیتی ہے اور بیشک نبی علیه السلام نے
السلام لابن عمر کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل فکانه علیه الصلوة والسلام قال له انك مسافر ستسافر الی
ابن عمر کو فرمایا دنیا مین ایسا رہ جیسی مسافر یا رستہ چلتا پس گویا نبی علیه السلام نے اوس سے یہہ کہا تو مسافر ہی اور تو جلد آخرت کا
الاخرة فلا تتخذ الدنیا وطنا ولا تمیل الی حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها فی طاعة الله تعالی و
سفر کرتا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذت اور مال اسباب پر رغبت مت کر اور اپنی صحت کو غنیمت سمجہکر اللہ تعالی کی طاعت مین صرف کر
اجتهد ان تقدم فی حیاتك ما تقربه عینك یوم الجزاء وذلك انما یحصل بذکر الموت فلذلك کان ذکر الموت
اور کوشش کر کہ اپنی زندگی مین پہلے ایسی اعمال کرلی جسمین قیامت کی دن تیری آنکہہ ٹہنڈی رہے اور یہہ حالت بدون یادگاری موت کی حاصل نہین ہوتی اسلئے موت کا یاد کرنا
افضل وانفع وغفلة الناس عنه لقلة فکرهم فیه وعدم ذکرهم له ومن یذکره لا یذکره بقلب فارغ بل بقلب
بہت افضل اور نافع ہی اور لوگون کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نکرنی سی ہے اور جو یاد کرتا ہی تو صفائی دلسی یاد نہین کرتا بلکہ دل مین
مشغول باشغال الدنیا فلا ینفع ذکره فی قلبه مع ان الواجب علی العبد ان یفرغ قلبه عن کل شیٔ الا عن ذکر الموت
دنیا کی خیالات بہری ہوتی ہین سوئے دلمین موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہین کرتا باوجودیکہ انسان پر واجب ہے کہ اپنی دلکو سب خیالات سی سوائی ذکر موت کے
الذی هو بین یدیه فانه اذا ذکره بقلب فارغ یوشك ان یؤثر فیه وعند ذلك یقل فرحه وسروره بالدنیا وینکسر قلبه
جو سامنی کہڑی ہی خالی کردی بیشک انسان اگر فارغ دل ہوکر موت کو یاد کریگا تو اوسمین تاثیر جلد معلوم ہوگی اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کمتی ہوتا جاویگا اور دل ٹوٹ جاویگا
فان من کان اسیر النفس مصرا علی الذنوب یجب علیه ان یجتهد فی اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداوات
پس جو شخص نفس کا مقید گناہون پر ڈٹا ہوا ہی اوسکو واجب ہے کہ اپنی دل کی علاج کی واسطی اصلاح نفس کے مشقت اختیار کری کیونکہ دلون کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها باربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية

کیونکہ دلون کی دوا کرنی واجب ہے خاص ایسی وقت مین کہ وہ سخت ہو جاوین پہر اوسکا علاج چار چیز سی ہی اسلئی کہ علما کہتی ہین کہ جب دل سخت ہو جاوین تو ایسی

فعلى اصحابها ان يلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الاخرة ومن

لوگون کو چاہئی کہ چار چیزونکو لازم کرلین اول علم کی ایسی مجلسونمین حاضر ہونا جسمین خلق کی رہنمائی دنیا سی آخرت کے طرف اور

المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب وينجع فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم اللذات ومفرق

معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سی دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہی اور دوسرے موت کا یاد رکہنا جو کہ لذتون کو توڑتے ہی اور

للجماعات وموتم للبنين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزعاته

جماعات کو پراگندہ کرتی ہی اور بیٹا بیٹے کو چہوڑا دیتی ہی اور تیسری مرتی ہو ونکا حالت نزع مین دیکہنا کیونکہ مشاہدہ سسکنے کا اور دیکہنا اوسکے ہچکیون اور نزع کا

وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان

اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو

من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه ثلثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسير النفس مصرا على الذنوب

ارام سی الگ کر دیتاہی اور طاعات پر اوبہارتا ہی سو یہ تین طریقہ ہین چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سی

ان يستعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه ذين القلوب واستحكمت دواعي الذنوب

اپنے دل کا علاج کرے پہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہئی اور اگر دل کے عیب جم گئی اور اسباب گناہونکی جڑ پکڑ گئے

فزيارة القبور يؤثر في ذلك ما لم يؤثر الاول والثاني ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام زوروا القبور

توپہر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جو کہ اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسیہی لئی نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیا کرو

فانها تذكر الموت والاخرة وتزهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير و

کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چہوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانونسی سننی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجہہ کا ہی اور

في مشاهدة من احتضر وزيارة من قبر معائنة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم

سسکتی کو دیکہنی مین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معائنہ ہوتا ہی اور اسیہی لئی یہہ دونو اول اور ثانی سی بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا

ليس الخبر كالمعائنة لكن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غير ممكن في كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج

سنا ہوا دیکہی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سسکتے کی حال سی ہر وقت میسر ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنی دل کا علاج

قلبه في ساعة من الساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة

کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا ہی زیارت قبور کی تو اسکا ہاتہہ آنا جلد ہوسکتا ہی او منفعت اسکی بہت ہے پر لایق یون ہی کہ قبور کی زیارت کری

القبور ان يحترز من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيارة قبور بعض المتبركين

تو زیارت بدعے سی پرہیز رکہی جو کہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہی یعنے متبرک لوگون کی قبر پر جاکر

لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها

نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسی دعا مانگنی

والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللهفان وغير

اور اونپر بہروسہ کرنا اور اون سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضونکا ادا اور سختیونکی کشایش اور ناتوانون کی مدد مانگنے اور

ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم اذ ليس شئ منها مشروعا باتفاق علماء المسلمين

سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ اپنے بتونسی مانگا کرتے ہین اسواسطی کہ اسمین سے کوئی بات بہی تمام علماء اہل اسلام کی نزدیک جائز نہین ہے

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بادابها ویکون حاضر
کیونکہ اوسکو نہ رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ایمہ دین سے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکہہ کر بحضور دل کے
القلب فی اتیانها ولا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله تعالی
ادا کرے ایسا ہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہہ بات تو چوپاؤں سے بھی ہو سکتی ہے بلکہ زیارت سے صرف مقصود رضا خدا تعالی کا ہو
واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کے اوپر پھرا نکرے اور نہ اونپر بیٹھے اور قبروں میں جانے ہوئے جوتی اوتار لے چنانچہ حدیث میں آیا ہے
ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
اور مردوں پر سلام بھیجے اور اون سے مخاطب ہو کر کلام کرے یہہ کہے سلام تمپر اے دار قوم مومنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
کان یقول کذلك واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
یہہ ہی کہا کرتے تھے اور جب کسی مردہ کے پاس جاوے تو چاہئے کہ اوسکے منہہ کے سامنے سے جاوے اور اوسپر بھی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنی کا قصد کرے
یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الکلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
تو رو بقبلہ کہڑا ہو کر مانگے اور ایسی ہی گفتگو ہے نبی علیہ السلام کے زیارت میں ہے پہر اوسکے حال سے جو مٹی تلے دب گیا
وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان نافس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه
اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا عبرت پذیر ہو ایکدن تہا کہ یاروں اور کنبے میں ملا جلا تہا اور مال اور ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسے وقت موت آگئی جو کہ گمان نہ تہا
وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
اور ایسی حال میں جو توقع نکرتا تہا پہر جب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانے جواب میں پورا اترا کہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہو گئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده
یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہو گیا ہو پہر اپنی آپ کو تصور کرے گویا مرگیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسأل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتامل حال من مضی من اخوانه واقرانه
اور جان پہچان جدا ہو گئی اکیلا تن تنہا رہ گیا اب مجہسے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہوگا پہر اپنی گذشتہ بہائی بندوں اور ہمسروں کی حالمیں تامل کرے
الذین املوا الامال وجمعوا الاموال کیف انقطعت امالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی
جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکہتے تہے اور خوب مال جمع کیا تہا کیونکر اونکی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال متاع نے کچہہ فائدہ نہ دیا اور مٹی نے اونکی اچہی اچہی چہرے بگاڑ دئے اور
القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلم ان میله الی الدنیا کمیلهم
گور میں اونکی اجزا بکہر گئے اور اونکی جوروئیں رانڈ ہو گئیں اور اونکی اولاد میں یتیمی پہیل گئی اور اونکا مال اوروں نے بانٹ لیا اور یوں یقین کرے کہ میرے رغبت دنیا میں ویسی ہی ہے
وغفلته کغفلتهم وانه لا شك صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت لفظیع والهلاك السریع بین یدیه
اور میری غفلت اون کیسی غفلت میں بیشک اوسی جگہ جاونگا جہاں وہ گئے ہیں اور میرا حال ہے اونکا سا حال ہونے والا ہے اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہے
وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمیع الاعتبارات الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة
اس طرح کی یاد اور اعتبار سے البتہ دل نرم ہو جاویگا اور ہاتہہ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رابطے جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا
ویترك هواه ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر
اور ہوا ہوس ترک کر کر مولی کی طاعت اختیار کریگا پہر اسکو چاہئے کہ دم بدم سے اقران اور امثال کا جو کہ اس سے پہلی مر گئے ہیں ذکر کیا کرے
سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول املهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحك والتلعاب
اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا بہروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم يتأمل كيف كانت حالهم وخلت منهم مجالستهم وديارهم وانقطعت آثارهم وضاعت اموالهم ثم ينظر في نفسه فانه
پھر یہہ سوچے کیسا اونکا حال تھا اور اونکی مجلس اور گھر بار اونسے خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اونکے مال تباہ ہو گئے پھر اپنی طرف خیال کرے کہ میرا بھی
سيكون عاقبة امره كعاقبة امرهم فيسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب
انجام یہہ ہی ہونے والا ہی جو اونکا ہوا پھر اپنے حال کو درست کرے جو جو اسکے ذمہ پر فرائض اور واجبات باقی نکلیں ادا کرے
عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات يسرنا الله التوبة والاستغفار آناء الليل واطراف النهار
اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور بری کار سے توبہ کرے اللہ ہمکو رات کو اور صبح شام توبہ اور استغفار کی توفیق دے

المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه

اونسٹھویں مجلس وبا کی حقیقت میں اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہان سے بھاگنا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجز ارسل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به بارض فلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنے وبا عذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین میں وبا سنو تو
تقدموا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه اسامة بن زيد
اوسمیں نجاؤ اور جب وبا آجاوے اور تم وہان ہو تو وہانسے وبا کی ڈر کی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی اسامہ بن زید کی روایت سے
والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة فدخلوا الباب قائلين
اور مراد گروہ مذکورہ سے وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالی کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ یعنی معاف کہتے ہوئے چلے جاؤ سو وہ لوگ دروازہ میں
حنطة فخالفوا امر الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
حنطہ کہتے ہوئے داخل ہوئے اونہوں نے امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالی نے اون پر وبا بھیجے سو اون میں سے گھڑے بھر کی عرصہ میں چوبیس ہزار
شيوخهم وكبرائهم فدل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن
بڑے بڑے آدمی مر گئے اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا پڑنیکا وہ امر الہی کی مخالفت ہے اور اس حدیث میں وہان یعنی وبا کی جگہہ میں جانے کی ممانعت سے
القدوم عليه وعن الفرار عنه فالنهي الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا يجوز للعبد ان يلقي نفسه الى
اور وہان سے بھاگنے کی پہلی ممانعت ہی تو اس بیان کیلئے ہی کہ تلف میں پڑنے سے بچو اسلئے کہ بندہ کو جایز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے
التهلكة لقوله تعالى وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضاء بقضاء الله تعالى وقدره
اس آیت سے اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا
ولبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي
اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب بسبب گناہوں کی نازل ہوتا ہی وہ بھاگنے سے نہیں دفع ہوتا اوسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس نہی میں اختلاف ہے
فقال القاضي تاج الدين السبكي مذهبنا هو الذي عليه الاكثرون ان النهي عن الفرار منه للتحريم وقال بعض العلماء
سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہی جسپر اکثر علماء ہیں کہ وہان سے بھاگنے کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہین
هو للتنزيه واتفقوا على جواز الخروج لشغل غرض غير الفرار لقوله عليه السلام في آخر الحديث ولا تخرجوا منها فرارا منه
کہ نہی تنزیہی ہی اور بالاتفاق کہتے ہین کہ وہانسے چلا جانا واسطے کسی کار کی سوائے بھاگنے کے جایز ہی اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث میں فرماتے ہین او مت نکلو وہانسے بھاگنے
ويدل على التحريم ما روى عن ام المؤمنين عائشة رض انه عليه السلام قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف واخرج
اور حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وبا سے بھاگنے والا ایسا ہی جیسے لڑائی سے بھاگنے والا اور
ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبائر والله تعالى يعاقب عليه ان لم يعف واختلف العلماء في حكمة ذلك النهي
ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہی کہ وبا سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالی اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علماء کو اس ممانعت کی حکمت میں اختلاف ہے

فقيل

فقیل هو تعبّدی لا یعقل معناه لان الفرار من المهالك مامور به وقد وقع النهی عنه وفیه سر لا یعلمه الا الله تعالی
کوئی کہتا ہی اسمین بندگی ہی کچھہ معنی سمجھہ مین نہین آتی اسلئی کہ ہلاکت کے مقام سی بہاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی ایسی پوشیدہ بات ہے کہ اللہ سوا
وقیل هو معلل بان الطاعون اذا وقع فی بلاد یعم من کان فیه بمداخلة سببه فلا یفید الفرار منه بل ان کان اجله حضر
اور کوئی کہتا ہی اوسکی یہہ علت ہے کہ وبا جب کسی ملک مین پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہیل جاتی ہی کیونکہ سبب کو دخل ہوتا ہی پہر وہانسی بہاگنی مین کچھہ فائدہ نہین ہی بلکہ اگر
فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعین المفسدة ولا انفکاك عنها تعین الاقامة لما فی الخروج من العبث
اوسکی موت آلگی ہی تو وبا ہی اوسکی موتکا سبب ہے برابر کہ وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے پہر جب فساد معین ہے کہ چہٹنا اوسی ممکن نہین ہے تو پہر اقامت ہی معین ہی اسلئی کہ چلجانے مین ایسی بیفائدہ حرکت
الذی لا یلیق بالعقلاء مع ان فیه الفرار من حکم قدر الله تعالی وامر بالصبر علیه وجعل لمن یموت به اجر الشهید بل
جو عقلا کی حال سی مناسب نہین ہے باوجودیکہ اسمین تقدیر الٰہی سی بہاگنا ہی حال یہہ ہے کہ اسپر صبر کرنے کا حکم ہی اور اوسمین مرنی والی کی واسطے اجر شہید کا مقرر ہے بلکہ
جعل للمقیم فیه صابرا اجر الشهید ولو لم یمت بالطاعون والفرار من مثل هذا الاجر خسارة عظیمة مع انه لا یعلم
اسمین صبر سی قائم رہنی والی کی واسطے اجر شہید کا ہی اگرچہ وبا مین جیتا ہی رہی اور بہاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہہ خبر نہین
ان الموت الذی فرّ منه هل یسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائنی عن ابیه قال قلما فرّ احد من الطاعون فسلم قال
کہ جس موت سی بہاگتا ہون اسی سلامت بچونگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وبا سے بہاگنے والا کم بچتا ہے
تاج الدین السبکی والذی حکاه مجرب ولیس ببعید ان یجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء فی الکتاب الکریم
تاج الدین سبکی کہتا ہی یہہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالی اس بہاگنی کی باعث سی اوسکی عمر کوتاہ کردی چنانچہ کتاب کریم سے یہہ مضمون حاصل ہوتا ہی
ما یوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالی قُل لَّن یَنفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ
کہ جہاد مین سی بہاگنا عمر کوتاہ کردیتا ہے اور وہ یہہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے
وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا وحکی ان والده استنبط ذلك من هذه الایة وقال اهل التفسیر فی قوله تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا
اور اب نہ پہل پاؤگے مگر تہوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ میرے باپنے یہہ مضمون اسہی آیت سے نکالا ہی اور مفسرین اس آیت مین تو نے نہ دیکھی وہ لوگ جو نکلے
مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قریة وقع فیهم فخرجوا منها هاربین فاماتهم الله تعالی ثم احیاهم لیعتبروا ویعلموا
اپنے گہرون سی اور وہ ہزارون تہی موت کی ڈرسی یہہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین وبا پڑی سو وہ لوگ وہانسے بہاگی پہر اللہ تعالی نی اونکو مار دیا پہر زندہ کیا تاکہ عبرت پذیر ہون اور جانین
ان لا ینفر من قضاء الله تعالی وقدره وقد ورد فی الحدیث انه وخز اعدائنا من الجن علی ما روی عن ابی موسی الاشعری
کہ تقدیر الٰہی سی نہین بہاگا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وبا ہماری دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسے اشعری کے
انه علیه السلام قال فناء امتی بالطعن والطاعون قیل یا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائکم
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی تمہاری دشمنون
یعنی الجن وفی کل منهما شهادة قال ابن القیم فی کون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حکمة بالغة وهی ان اعدائنا منهم
یعنے جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑے حکمت ہی وہ یہہ ہے کہ انمین سے شیاطین ہمارے دشمن ہین
شیاطینهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا فی الدین وقد امرنا الله تعالی معاداة اعدائنا من الجن والانس وان
اور جو اونمین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بہائی ہین اور ہمکو حکم الٰہی ہے کہ اپنے دشمنونکی انسان ہون یا جن دشمنی کرین اور
نحاربهم طلبا لمرضاته وابی اکثر الناس الا مسالمتهم وموالاتهم فسلطهم الله تعالی علیهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا حین اخذوهم
واسطے طلب رضامندی اللہ کے لڑین اور اکثر لوگ اس حکم سی پہر کر اونکی محبت کے طلبگار رہو گئے سو ئی اونکو اللہ تعالی نی اونپر عقوبت کی لئی غالب کر دیا کیونکہ اونہون نے جب اونکو
وامروهم بالفسق والفجور واطاعوهم فی الفساد والشرور اقتضت الحکمة الالهیة ان یسلطوا علیهم بالطعن فیهم
فسق و فجور کیطرف بلایا تو مان گئے اور فساد اور شرارتون مین مطیع ہو گئی تو حکمت الٰہی نی چاہا کہ یہہ اونپر غالب آکر اون مین طعن قایم کرین

کما یسلط علیهم اعداءهم من الانس حین افسدوا فی الارض ونبذوا کتاب الله تعالی وراءهم فهذه المحاربة ملحمة من
جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہوجاتی ہین جب وہ ملک مین فساد برپا کرتے ہین اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتے ہین پس یہہ محاربت صف جنگ
الانس والطاعون ملحمة من الجن وکل منهما یسلط علیهم بتقدیر العزیز الحکیم عقوبة لهم لمن یستحق العقوبة وشهادة
انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہہ دونوں اونپر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے واسطی عذاب مستحق عذاب کے اور واسطی شہادت مستحق
لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالی فی العقوبات التی یقع عامة فیکون طهر اللمتقین وعذابا للفاجرین وقد ثبت
شہادت کے مسلط ہوجاتے ہین پس اس عقوبات مین جو عام نازل ہوتی ہین عادت الہی یہہ ہی جاری ہی سو متقیون کی واسطی طہارت اور بدکارونکی لئی عذاب ہی اور حدیث
فی الحدیث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنکرات علی ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام قال لم تظهر
مین ثابت ہو چکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہے فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل مین آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ کبھی نہین ظاہر
الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الا فشی فیهم الطاعون واخرج مالک عن ابن عباس موقوفا والطبرانی مرفوعا ما فشا
کہ کسی قوم مین فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نی مرفوعا نقل کیا ہی نہین ظاہر ہوا
الزنا فی قوم قط الا کثر فیهم الموت قال ابن حجر الحکمة فی ذلک ان حد الزنا فی المحصن ازهاق الروح بصفة مخصوصة وهی
زنا کبھی کسی قوم مین مگر اونمین موت کے کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمین یہہ ہے کہ زنا کی حد محصن کے حق مین جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنی
الرجم فاذا لم یقم فیه الحد یسلط علیهم الجن لیقتلوهم قال السیوطی ومن تتمة ذلک ان الزنا لما کان فی غالب الاحوال
سنگسار کرکر پھر جب اوسمین یہہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہوتے تاکہ اونکو قتل کرین سیوطی کہتا ہی اسکا بقیہ یہہ ہے کہ زنا چونکہ اکثر اوقات
یقع سرا یسلط الله علیهم عدوا یقتلهم سرا من حیث لا یرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیره
پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالی بہی اونپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی ایسا کہ کسیکو معلوم ہو اور عذاب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتی ہی سب پر
ثم یبعثون علی نیاتهم کما روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیهم
پہر وہ اپنی اپنی نیتون کی موافق مبعوث ہوتی ہین چنانچہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب اوتارتا ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پہ پہنچتا ہی
ثم یبعثون علی نیاتهم قال العلماء انما یصیب العذاب جمیع الناس لظهور المنکرات والاعلان بها لان انکارها وتغیرها
پہر وہ اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہین علماء کہتی ہین کہ تمام لوگونکو عذاب اسلئے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل مین آتی ہین اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا
یصیر واجبا علیهم فمن رای ولم ینکر صار کمن فعل فی استحقاق العقوبة کما روی عن ابن عباس انه قیل یا رسول الله
اونپر واجب ہو جاتا ہی پہر جو دیکھی آنکھون ممانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت مین ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ
اتهلک القریة وفیها الصالحون قال نعم قیل بم یا رسول الله قال بتهاونهم وسکوتهم عن معاصی الله تعالی ثم ان
کیا تمام گانو ہلاک ہو جاتا ہی اور اوسمین صلحا ہوتی ہین فرمایا ہان عرض کیا کس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونکی سستی اور چپ رہنی سے پہر بیشک وہ
الطاعون وان کان یقع عذابا لهم بسبب سکوتهم عن المنکرات عند ظهورها لکن لما جعل لهم کفارة وطهرة کان لهم
وبا اگرچہ اونکی لئے منکرات کی ظہور پر چپ رہنی کی سزا مین عذاب آتا ہی پر چونکہ اونکی لئی کفارہ اور طہارت ہے تو اونکی حق مین
رحمة کما روی عن ام المؤمنین عائشة رض انه علیه الصلوة والسلام قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه
رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہو جاتی ہین اور کفارہ اوسکا کچھ نہین ہوتا
الله تعالی بالحزن لیکفرها ویجوز ان یکون فی حق من لم یقصر فیما وجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر لزیادة
تو اللہ تعالی کفارہ کیواسطی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق مین جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین قصور نکری واسطے افزایش
حسناته کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله تعالی منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله یبتلیه بما یکرهه
حسنات کے ہو چنانچہ حدیث مین آیا ہی کوئی شخص تقدیر الہی مین ایک مرتبہ کی لایق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سی نہین حاصل کرسکتا تو اللہ تعالی اوسکو ہمیشہ مکروہات مین مبتلا کرتا

حتی

حتی یبلغه ایاه وقد ورد فی الحدیث ان الطاعون شهادة للمؤمنین ورحمة لهم وزجر علی الکفرین وهو صریح فی ان

آخرۃ اوس مرتبہ پر پہنچادیتا ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے اسسے صاف معلوم ہوتا ہی کہ

کونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنین واذا وقع فی الکافر فانما هو عذاب عجل علیه فی الدنیا وله فی الاخرة اشد

وبا صرف مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور جب کافر پر پڑتے ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوسپر جلدی سے دنیا میں آگیا اور آخرت میں اوسکے لئے

العذاب واما العاصی المرتکب الکبیرة من هذه الامة اذا کان مصرا علیها ولم یتب عنها فکون الطاعون شهادة

اور بہی سخت عذاب ہی اور رہا گنہگار کبیرہ کرنیوالا اس امت میں سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہیں ہوا تو وبا اوسکی حق میں شہادت ہی یا نہین

له محل نظر اذ یحتمل ان یقال انه لا ینال درجة الشهادة لشوم ما کان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالی

اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ہو سکتا ہی کہ کوئی کہے یہہ شخص ان گناہون کی وبال سی جسمین مبتلا تہا شہادت کا درجہ نہین پاسکتا اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وایضا قد سبق ان الطاعون

کیا خیال رکہتے ہین جنہوں نے کمائی ہین برائیان کہ ہم کر دینگے اونکو برابر اونکی جو یقین لائے ہین اور کئی بہلے کام اور یہہ بہی گذر چکا ہے کہ وبا

ینشا عن ظهور الفاحشة ویقع عقوبة بسبب المعصیة فکیف یکون شهادة ویحتمل ان یقال انه ینال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة

فاحشہ کی ظاہر ہونے سی پڑتی ہی اور گناہ کے سبب سی عقوبت ہوتی ہی پہر شہادت کیونکر ہو سکتی ہی اور یہہ بہی احتمال ہی کہ کہئے کہ شہادت کا درجہ پاویگا

فیها لا سیما الحدیث الوارد عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لکل مسلم فانه صریح فی العموم وبالقیاس

اسواسطے کہ حدیثون مین حکم عام ہے خاص اوس حدیث مین جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اب یہہ مضمون صاف علی العموم ہے

علی شهید المعرکة ان یحکم له بالشهادة ولو کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها الا التبعات الادمیین للحدیث الوارد

اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کر کر حکم شہادت کا کر سکتی ہین اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی ذمہ پر کتنی ہی گناہ کی توبہ باقی رہی ہون بدلیل اس حدیث کی کہ

ان الشهید یغفر له کل ذنب الا الدین وسائر التبعات فی معنی الدین ولا یلزم من حصول درجة الشهادة لمن اکتسب السیئات

شہید کی تمام گناہ بجز قرض کے معاف ہو جاتی ہین اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہین اور یہہ لازم نہین آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرتا شہادت کا درجہ پاکر

ان ساوی المؤمن الکامل فی المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم یستفاد من الحدیث ان الشهادة لا تکفر

مومن کامل سے درجہ مین برابر ہو جاوے اسیواسطے کہ شہیدونکی مرتبے کمتی بڑہتی ہوتے ہین البتہ اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سی حقوق

التبعات لکن التبعات لا تمنع الشهادة اذ لیس للشهادة معنی الا انها اذا حصلت لشخص یثیبه الله تعالی ثوابا مخصوصا

نہین معاف ہوتی ہین لیکن حقوق باقی رہنی سے کچہہ شہادت مین فرق نہین آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہہ ہی معنی ہین کہ جب خدا کسیکے نصیب کرتا ہی تو اوسکو اللہ تعالی ایک ایسا

ویغفر له ذنوبه غیر التبعات ثم ان کان له اعمال صالحة فهی تنفعه فی موازنة ما علیه من التبعات وتبقی له درجة الشهادة

ایک خاص ثواب دیتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہو جاتی ہین پہر اگر اوسکی آگے اعمال صالحہ ہین تو وہ اون حقوقکی مقابلہ مین فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بچا رہیگا

وان لم یکن له اعمال صالحة فالشهادة تکفر اعماله السیئة غیر التبعات وهو فی حق التبعات یبقی فی مشیة الله تعالی

اور اگر کچہہ اعمال صالحہ نہین تو شہادت اوسکی گناہون کو سوائی حقوق کی تو محو کر دیگی اور بابت حقوق کے اللہ تعالی کی مشیت مین رہے گا

فانه تعالی اذا اراد ان لا یعذبه یرضی علیه خصمه کما روی انه علیه الصلوة والسلام بینما هو جالس اذ ضحك حتی

بیشک اللہ تعالی اگر چاہے کہ اوسپر عذاب نہو تو مدعیونکو راضی کر دیگا چنانچہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹہی ہوئی ایسے ہنسی

بدت ثنایاه فقیل له لم تضحك یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فیقول احدهما یا رب خذ

کہ دندان مبارک بیشین نظر آنے لگے پہر کسے نے پوچہا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستی ہین فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنی آئی ایک کہتا ہی ای رب میری میرا حق

لی مظلمتی من هذا الاخ فیقول الله تعالی اعط اخاك مظلمته فیقول یا رب لم یبق من حسناتی شیء فیقول الله تعالی

اس بہائی سی دلادی پہر اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے الہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہین رہی پہر اللہ تعالی ہی کہتا ہے

للطالب ما تصنع باخیك لم یبق من حسناته شیٔ فیقول یا رب فلیحمل عنی اوزاری ففاضت عینا رسول الله
طالب مدعی سی کہیگا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اوسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہین رہا پہر وہ کہیگا یارب پہر وہ میرا بوجہہ یعنی گناہ اوٹہالی بس دونو آنکہین رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ان ذلك الیوم لیوم عظیم یحتاج الناس فیه ان یحمل عنهم اوزارهم ثم قال فیقول الله تعالی
صلی الله علیه وسلم کی ٹپک پڑین اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت ان ہی لوگوں کو اوس روز یہہ حاجت ہوگی کہ اونکی گناہ اوروں پر پڑجاوین پہر آپنے فرمایا پہر الله تعالی
للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الی الجنان فیرفع بصره فیری مدائن من فضة وقصورا من ذهب مکللة باللؤلؤ فیقول
مدعی سی فرماویگا نگہہ اوٹہاکر جنت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ آنکہہ اوٹہاکر کیا دیکہتا ہی شہر کی شہر چاندیکی اور محل کے محل سونیکی تمام موتی جڑی ہوئے پہر عرض کریگا
لمن هذا یا رب فیقول الله تعالی هذا لمن یعطی ثمنه فیقول فمن یملك ثمنه یا رب فیقول الله تعالی انت تملکه فیقول
آلہی یہہ کسکی ہین پہر الله تعالی فرماویگا جو کوئی انکی قیمت اداکری پہر عرض کریگا اسکی قیمت کسکی پاس ہے پہر الله تعالی فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پہر عرض کریگا
بماذا یا رب فیقول الله تعالی بعفوك عن اخیك فیقول یا رب قد عفوت عنه فیقول الله تعالی خذ بید اخیك وادخله
کس چیز کی بدلہ پہر الله تعالی فرماویگا تیری اس بہائی کی معافی کی بدلہ پہر عرض کریگا آلہی مین نے بیشک اوسکو معاف کیا پہر الله تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ اور جنت مین لیجا
الجنة ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم فان الله تعالی یصلح بین المؤمنین
پہر رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا الله سی ڈرو اور آپسمین ملاپ رکہو کیونکہ الله تعالی قیامت کے روز مومنون مین
یوم القیمة قال القرطبی نقلا عن شیخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالی ان لا یعذبه وکذا ما روی عنه علیه الصلوة
ملاپ کرویگا قرطبی اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو الله تعالی عذاب سی بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیه الصلوة والسلام
والسلام ان منادیا ینادی یوم القیمة من تحت العرش یا امة محمد اما ما کان لی قبلکم فقد وهبته لکم فبقیت التبعات
سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا مین نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہین
فتواهبوا فادخلوا الجنة برحمتی فهذا ایضا لبعض الناس اذ لو کان فی جمیعهم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحیحة
سو ہر ایک دوسرے کو معاف کرکی میری رحمت سے جنت مین چلی جاو یہہ بہی کسی کسی کی واسطی ہی کیونکہ اگر سب کے لئی یہہ ہے ہو تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثین
نقلها ثقات ولا بد من الایمان بها ان من کان من اهل الایمان لا یبقی فی النار بسبب العصیان بل یخرج منها ولو بعد حین
جو ثقات کی روایت سے آئی ہین اونپر بہی ایمان لانا ضرور ہی کہ کوئی ایماندار گناہون کے سبب سے دوزخ مین نہین پڑا رہیگا بلکہ دوزخ سی نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ قلیل
وزمان والخروج منها لا یکون الا بعد الدخول فیها عصمنا الله تعالی عن الدخول فیها المجلس الستون فی بیان فضیلة الصبر فی
یا زمانہ درازکی اور دوزخ سے باہر آنا بدون داخل ہوئی نہین ہو سکتا آلہی ہمکو دوزخ مین جانے سی بچائی ساٹہوین مجلس مین صبر کی فضیلت کا بیان
موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس من احد یقع الطاعون فیمکث
موضع طاعون مین اور اوسکی دفع کے لئے دعا کا نہ جائز ہونا رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہین کہ طاعون واقع ہو پہر بہی
فی بلده صابرا محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ما کتب الله له الا کان له مثل اجر الشهید هذا الحدیث من صحاح المصابیح
اوس شہر مین صبر کرکر ثواب کے لئے یہہ سمجہکر ٹہرا رہی کہ مجہکو وہ ہی پہنچیگا جو الله تعالی لکہہ چکا ہی مگر اوسکی واسطی برابر اجر شہید کے ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہے
رواه ام المؤمنین عائشة رض قال ابن الحجر مقتضی هذا الحدیث ان اجر الشهید یکون لمن لا یخرج من البلد الذی
ام المومنین عائشہ کی روایت سی ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر مین سی جہان
وقع فیه الطاعون ویکون فی حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالی راجیا موعده عارفا بان ما یقع له فهو بتقدیر الله تعالی
طاعون واقع ہوا ہی چلا نجاوی اور وہان ٹہرا ہو الله سی ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہہ سمجہکر کہ مجہپر جو گذریگا سو تقدیر آلہی سی ہے
وما یصرف عنه فهو بتقدیر الله تعالی غیر متضجر بوقوعه معتمدا علی ربه فی کل حال فمن اتصف بهذه الصفات فمات
اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر آلہی سی ہے اور اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال مین بہروسہ رکہی جس شخص مین یہہ صفات موجود ہون پہر وہ

بغیر الطاعون فظاهر الحدیث ان اجر الشهید یحصل له ویؤیده روایة من مات فی الطاعون فهو شهید الحدیث حیث لم یقل بالطاعون
طاعون مین مری تو بہی موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتا ہی اور اوسکی تائید یہہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون مین مرے تو وہ شہید ہے آخر حدیث تک اسلئے کہ یہہ نہین فرمایا کہ طاعون کے سبب

ثم قال لو وجدت فی شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحدیث انه یکون شهیدا و
پہر کہا جس شخص مین یہہ صفتین موجود ہون پہروہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہید ہے اور

نیة المؤمن خیر من عمله ثم قال ومما یستفاد من هذا الحدیث ان الصابر فی الطاعون المتصف بالصفات المذکورة
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پہر کہا اور اس حدیث سی نکلتا ہے کہ طاعون مین صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو

یامن فتنة القبر لانه نظیر المرابط فی سبیل الله تعالی وقد صح ذلك فی المرابط کما فی حدیث مسلم وغیره ثم
قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلئے کہ گویا گہوڑا الگئی ہوئی جہاد مین تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق مین ثابت ہوچکا ہی چنانچہ حدیث مسلم وغیرہ مین موجود ہے

قال واما من لم یتصف بالصفات المذکورة تراه یشتد تضجره ویشتغل بوجوه من الحیل فی دفعه بانواع الاشیاء
اور جس شخص مین صفات مذکورہ موجود نہون تو دیکہو کتنا دل تنگ ہوتا ہی اور دفع کرنیکو قسم قسم کی حیلے طرح طرح کی باتین جو وبا کی دور کرنیوالے

التی یقال انها تدفعه کالرقی والخواتم والتعویذات التی تعلق فی الرؤس وتکتب علی الابواب ویتشام بانواع الطیرة
مشہور ہین کئے جاتے ہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے مین ڈالتے ہین اور دروازون پر لکہتے ہین اور شگون لینا قسم قسم کی فال سے

التی نهی الشارع عنها ویحیل امره علی الهوی والماء من غیر نظر الی سببه الحقیقی الذی هو ظهور الفاحشة واعلان المنکرات
جو شرع مین ممنوع ہین اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آب وہوا پر اور حقیقی سبب کا کچہہ لحاظ نہین جو ظاہر ہونا فوحش کا اور برملا ہونا منکرات کا ہے

ویجتنب عن عیادة المرضی وحضور الجنائز التی ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشیة والخشوع واکثرهم
اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ پر جانا سب چہوڑ دیتا ہی جسسے دل نرم ہوتی ہین اور آنسو ٹپکتے ہین اور خوف اور انکسار پیدا ہوتا ہی اور ایسی لوگ اکثر

یموتون فی زمن الطاعون بالطاعون وغیره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر علیه
طاعون کی موسم مین طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہین سو اونکو درجہ شہادت کا نہین ملیگا کیونکہ موافق حکم کے طاعون پر صبر نکیا

عند وقوعه وقد یموت بعض منهم فیزعمون انه یقوم بعد موته ویخرج من قبره لیلا ویدور بیوت الناس و
اور ان مین کوئی مرجاتا ہی تو یہہ کہتے ہین کہ موت کی بعد یہہ اوٹہتا ہی اور رات کو قبر مین سے نکل کر لوگون کے گہر مین پہرتا ہو

یدعو بعض اصحابها ویموت من دعاه وبهذا الزعم ینبشون قبره وینبحونه بل ربما یخرجونه ویحرقونه کما یفعله
اپنی یارون مین سی کسی کسی کو پکارتا ہی پہر جسکو وہ پکارتا ہی وہ ہی مرجاتا ہی اسہی گمان پر اوسکی قبر اوہیڑ کر اوسکو ذبح کر ڈالتے ہین بلکہ بعضے دفعہ اوسکو نکال کر پہونک دیتی ہین جیسا ہند کے

کفار الهند مع کون هذه الافعال کلها مما ورد النهی عنها فی الشرع المحمدی وانما یرتکبونها لنفرتهم عن الطاعون وکراهتهم
کفار یہہ ہی کرتے ہین باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدی مین سراسر ممنوع ہین اور یہہ حرکات اسہی لئی کرتے ہین کہ طاعون سے گہبراتے ہین اور اوسکو برا سمجہتے ہین

له وقد ثبت انه علیه السلام دعا به لامته وقال اللهم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشکل
اور بیشک ثابت ہوچکا ہے کہ نبی علیہ السلام نی اپنی امت کی لئی اسکی دعا کی ہی فرمایا ہی الٰہی میری امت کے موت طعن اور طاعون سے دیجیو اور بعضون نے اگرچہ اس حدیث پر

هذا الحدیث بان اکثر الامة یموتون بغیرهما لکن اجیب بانهما الغالب علی فناء الامة وهو صحیح بلاشك اذ لو استقری
یہہ اعتراض کیا ہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتی ہی لیکن جواب یہہ ہے کہ اکثر یہہ ہی دونو امت کے موت کے لئی ہوتی ہین اور یہہ بات بیشک صحیح ہی کیونکہ اگر تحقیق

الامر لوجد العدد الذی مات فی الطاعون اکثر من العدد الذی مات فیما بینه وبین الطاعون الذی قبله فکیف اذا انضم
تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردون کی اون مردون سی زیادہ ہوگی جو درمیان مین اس طاعون کے اور پہلی طاعون کے مرے ہین پہر اگر مقتولین کو شامل

الیه القتل الحاصل فی الجهاد وفی الفتن فان قیل کیف دعا علی امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء لیس
کرین جو جہاد یا فتنہ مین قتل ہوئی ہین تو کیونکر نہ زیادہ ہونگی پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اپنی امت کی ہلاک کی کیون دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاک کا کوسنا مقصود نہین ہے

دعاء علیہم بالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الامرين لان الموت
اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی بلکہ اس دعا سے بوسیلہ ان دونو اسباب کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو ایسے سبیے گے ہوئی ہے
امر لازم لاخلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما سبباً للموت الذى قدره الله تعالى ولا مفر منه حتى
کہ اوس سے اصلا مخلصی نہیں ہے پس مطلب دعا کا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون ہی سے موت آیا کری جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کے ہی اور اوس سے کوئی بچاؤ نہیں ہے
يحصل بكل منهما الشهادة اما حصولها بالطعن الذى هو القتل الحاصل فى الجهاد والفتن فظاهر واما حصولها
تاکہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کری پھر حصول شہادت طعن سے جو میں جہاد میں یا فتنہ میں مارے جاتے ہیں ظاہر ہے رہا حصول شہادت کا
بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخز اعدائنا من الجن فيكون شهادة بلاريب ولهذا كان الدعاء برفعه غير
طاعون سے سو اسلئے کہ حدیث سے ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو جا ہماری دشمنوں جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اسی لئے اوسکے رفع کی دعا جایز نہیں ہے
مشروع قال المنبجى يكره لان معاذا امتنع منه واعتل بان الطاعون شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام
منبجی کہتا ہی کہ مکروہ ہی اسلئے کہ معاذ رضہ نے دعا نکی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے
على ما روى عن عبد الله بن رافع ان ابا عبيدة بن الجراح لما اصيب فى طاعون عمواس استخلف معاذا واشتد الامر
موافق روایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس میں مبتلا ہوکر فوت ہوئے تو معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور ایسی شدت ہوئی
فقال الناس لمعاذ ادع الله برفع هذا الرجز فقال انه ليس برجز ولكنه دعوة نبيكم وموت صالحين قبلكم وشهادة
معاذ سے کہا کہ اللہ سے دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہیں ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اگلے صلحا کی موت اور شہادت ہی
يخص الله تعالى بها من شاء منكم اللهم ات آل معاذ نصيبهم الاوفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان
تم میں سے جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے الٰہی معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت میں سے عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ
الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذا اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعا
اسکے دور ہونیکے دعا جایز نہیں ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت میں حلال اور حرام کو خوب جانتا تہا اور قیامت کی روز تمام فقہا کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا
لما احوجهم ان يسئلوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا لبادر بفعله عند سؤال الرعية عنه ما ظنوا
جایز ہوتی تو لوگون کی کہنے کی کیا حاجت تہی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فورا کرتا جب لوگون نی اوس سے عرض کیا تہا اس خیال سے کہ ہمارے حق میں
انه مصلحة لهم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يقنت له لانه لم يثبت القنوت فى طاعون
بہتر ہے اور حنبلون نے اس مسئلہ کو صراحت سے بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونمیں سے کہتا ہی اسکی دعا نکرین اسلئے کہ طاعون عمواس وغیرہ میں دعا ثابت نہیں ہوئی ہی
عمواس وغيره وابن الحجر وان مال الى مشروعيته فرادى الا انه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه كما فى
اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جایز ہی پر اجتماع کو وہ ہے منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی دفع کی دعا کی لئے جیسے
الاستسقاء فبدعة حدثت بدمشق فى الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبعمائة ولم يفد شيئا بل ازداد الامر
نماز استسقا میں ہوتی ہی سو بدعت ہی دمشق میں جاری ہوئی تہی بڑے طاعون ۷۴۹ سات سو انچاس میں اور کچھ فائدہ بھی نہوا ہوا بلکہ حال اور بھی
شدة ثم قال ولو انه كان مشروعا لم يخف على السلف ولا على فقهاء الامصار واتباعهم فى الاعصار الماضية فلم يبلغنا
تباہ ہوگیا پھر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر یہہ بات پوشیدہ نرہتے اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ اونکی تلامذہ پر زمانہ گذشتہ میں سو اس باب میں ہمکو نہ کوئی روایت ملی ہے
فى ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرع مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين وقد تمسك قوم على مشروعيته بقول
اور نہ محدثین سے کوئی اثر اور نہ کوئے جزئی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکہی ہوئی ہے اور ایک قوم نی جواز دعا پر بعضے فقہا کے
بعض الفقهاء ان القنوت فى الصلوات كلها مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان تصريحهم
اس قول سے تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازون میں بر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کی واسطے جایز ہے اور وہ قوم یہہ کہتے ہیں

بالمرض

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذی يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل

عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمین طاعون بھی داخل ہے اور یہہ بھی بڑا حادثہ ہے اور جواب یہہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث

وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلوة والسلام بخلاف

اگرچہ عام ہین کہ طاعون وغیرہ بھی اونمین داخل ہین پر طاعون مین خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا ہے برخلاف

الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورود النهی عن الفرار منه دون الوباء و

وبا اور حوادث کی اور اسیہی لئی وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جایز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جائز نہین اوسیہی کی تائید کرتی ہی طاعون سی بہاگنی کی ممانعت سوا وبا اور

سائر النوازل فانه قد وقع فی القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن

اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اولی مین کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑی بڑے موجود تہے اور کسی سی یہہ ثابت نہین

واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتی بالطعن و

کہ کسی نے انمین سے کچہہ بہی آپ کیا ہو یا کسیکو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوۃ نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کر دی نیستی میری امت کے طعن اور

الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذی فقال يجوز ان يكون المراد بهم بنی اسرائيل فان الطاعون

طاعون سے اور صالحین سے جو قبل تمہارے مراد ہین اونپر کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی رای یہہ ہی کہ اون لوگون سی بنی اسرائیل مراد ہو سکتی ہین کیونکہ طاعون

وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم

اگرچہ اونپر عذاب آیا تہا وقت ظہور اور برملا ہونے منکرات کے جو دم کہا رہے منع نکیا پر اونکی حق مین اونکی دم کہا رہنی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت تہے

من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من

جیسی آپسمین ایک دوسرے کے ہاتہہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سب قتل ہوئے کیونکہ یہہ سب تائب اور صلحا اور مطیع تہے اور اس سے معلوم ہوا

هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى فی اصلاح نفسه باسقاط ما فی ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن

کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح مین کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرایض اور واجبات ہین ادا کری

المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب فی كل

اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور برائیون سی توبہ کری اور جور اور جفا کی معافی اور حقوق سی رستگاری مین جلدی کری اور اتنی سعی تو ہر وقت

وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عم

درکار ہی اور اسمین وبا کی موسم مین عموما تاکید ہے اور جو طاعون مین مبتلا ہو اوسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت مین کہ بلا قصور بلی کم و کاست ہو واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کے

ما حق امرأ مسلم له شئ يوصی فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرء مسلم شئ يريد ان يوصی فيه

نہین اچہا کرتا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کری مگر وصیت اوسکی لکہی ہوئے اوسکی پاس اوسکی یہہ معنی ہین جب کسی مرد مسلمان پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمین وصیت کیا چاہے

فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدری متى يوافيه منية ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين

تو اوسکا حق اور نہین ہے مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اوسکی موت کب بیچ مین آکر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید

غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغی ان يمضی عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لا سيما اذا كان عليه

کچہہ مقصود نہین ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہین چاہی کہ اوسپر کچہہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئے اوسکی پاس ہو خاص اوسوقت کہ اوسکی ذمہ

دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فح يلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه

قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو بس اب اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمین جلدی اسلئے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جاوی

فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تع

پہر بے وصیت مر جاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار رہویگا اگر اوسپر وصیت باین لحاظ واجب تہی کہ اوسکی ذمہ کوئی حق الله

وحقوق الناس وان لم یکن علیه من هذین الحقین بشیٔ لا یجب علیه الوصیة بل یستحب ومحلها لمن کان له مال ولم یکن له
یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ ان میں سی کچھہ نہیں ہی تو وصیت واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اسکی حق مین جسکی پاس مال تو ہی
وارث جمیع المال وان کان له وارث فثلث المال ویستوفیه فی الوصیة الواجبة ان احتیج الیه وینقص منه فی الوصیة
پر وارث نہین تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو پھر تہائی مال وصیت واجبہ مین اگر حاجت پڑی تو پورا کردی اور وصیت مستحب مین تہائی سی کم
المستحبة وطریقها ان یذکرها بلسانه عند عدلین ویبین قدرها وجنسها وصفتها وان کتبها وقراها علیهما واشهدهما
اور طریقہ وصیت کا یہہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کری بعد اوسکی مقدار اور جنس اور صفت بیان کردی اگر وصیت لکہہ کر دونوکو پڑہ سناوے اور اونکو
علیها کان اولی لکن ینبغی له ان یحترز غایة الحذر ان یخص وارثا من ورثته بشیٔ علی وجه التملیك والاقرار فیکون خاتمة
گواہ کردی تو بہت بہتر ہی لیکن چاہئی کہ ایسا ہرگز نکری کہ خاص ایک وارث کیلئی کوئی چیز معین کرکی مالک یا اوسکی لئی اقرار کردی پھر اوسکی خاتمہ کا
شرًا لا خاتمة خیرا لان الله تعالی تولی قسمة المواریث بنفسه واعطی کل ذی حق حقه وعینه له فی کتابه الذی انزل علی
برا انجام ہی اچھا نہین اسلئی کہ اللہ تعالی نبذات خود قسمت مواریث کا ذمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حقدار کی لئی اپنی کتاب مین جو اپنی رسول پر نازل کی ہی
رسوله وتوعد من عصاه وبدّل حکمه بدخول النار والخلود فیها فقال فی اخر ایات المواریث ومن یعص الله ورسوله ویتعد
حصہ معین کرچکا ہی اور نافرمان کی حق مین جو اوسکی حکم کو تبدیل کرے دوزخ مین جانی کا ہمیشہ کی واسطے وعید فرمایا ہی چنانچہ مواریث کی اخیر ایات مین ہی اور جو کوئی بی حکمی کری اللہ کی اور رسول کی
حدوده یدخله نارا خالدا فیها وله عذاب مهین وروی عن ابی هریرة رضی الله عنه انه علیه الصلوة والسلام قال ان الرجل والمرأة
اور بڑہ جاوے اوسکی حدون سے اوسکو داخل کری آگ مین پڑا رہی سدا اوسمین اور اوسکو ذلت کی مار ہی اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت
لیعمل بطاعة الله ستین سنة ثم یحضرهما الموت فیضاران فی الوصیة فتجب لهما النار ثم قرء ابو هریرة قوله تعالی من بعد وصیة
ساٹھ برس تک اللہ کی عبادت کرتی رہتی ہین پھر جب اونکی موت آتی ہی تو وصیت مین بی اعتدالی کرتے ہین آخر اونکی لئی دوزخ واجب ہوجاتا ہی پھر ابو ہریرہ نی یہ آیت پڑہی بعد وصیت کے
یُوْصٰی بِهَآ اَوْ دَیْنٍ غَیْرَ مُضَآرٍّ الی اخر الایة یسرنا الله تعالی من الاعمال ما یوافق رضاه

المجلس الحادی والستون فی بیان فضیلة الصبر عند البلاء والمصائب وفضیلة الاسترجاع عندها

جو ہو چکے ہے یا قرض کی جب اوروں کا نقصان نکیا ہو آخر تک آیت ہمی اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر
اکسٹھوین مجلس صبر کی بزرگی مین بلیات اور مصائب پر اور اوسوقت انا للہ وانا الیہ راجعون کی پڑہنی کی فضیلت مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد
والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیه من خطیئة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو
اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اوترتی رہتی ہی آخر ایسا صاف ہو کر مرتا ہی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین ہوتا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سے
هریرة ومعناه ان البلاء لا یزال یلحق بالمؤمن فی نفسه وماله وولده حتی یموت ولا یبقی له ذنب بل یکون ذنوبه
اسکے معنی یہہ ہین کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مرجاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہین رہتا بلکہ اوسکی تمام گناہ
کلها زائلة عنه بسبب ما اصابه من البلایا والمحن وقد روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه الصلوة والسلام
اسلئے محو ہوجاتی ہین کہ بلا اور محنتین اوٹھاتا ہے اور ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وروی عن ابی موسی الاشعری انه علیه
فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہوجاتی ہین اور اونکا کچھہ کفارہ نہین ہوتا تو اللہ تعالی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ کفارہ ہوجاوے اور ابو موسی اشعری سی روایت ہے
الصلوة والسلام قال لا یصیب العبد نکبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما یعفو الله تعالی عنه اکثر وقرأ قوله تعالی
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تہوڑا بدون گناہ کی نہین آتا الا اللہ جو معاف کردیتا ہے سو بہت ہین اور یہہ آیت پڑہی
وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْ عَنْ كَثِیْرٍ یعنی ان ما اصابکم من مصیبة ای مصیبة کانت
جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھون نے اور معاف کرتا ہی بہت یعنی تمپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہووے

فهی بسبب معاصیکم التی اکتسبتموها والله تعالی یعفو عن کثیر من الذنوب فلا یعاقب علیها فی الدنیا وقال علی للمؤمن
سو وہ تمہاری نافرمانی کی شامت سی ہے جو تم کر چکی ہو اور اللہ تعالیٰ بہتری گناہ معاف کر دیتا ہی اونکی سزا دنیا مین نہین دیتا اور علی رض کہتی ہین مومن کیلئے
عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان کان ذنوبه اکثر یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك
اللہ تعالیٰ کی یہان پانچ عقوبت ہین پہلی بیماری پہر مصیبتین پہر اگر اوسکی گناہ بڑہتی ہوتی ہین تو قبر مین عذاب ہوتا ہی پہر اگر اس سے بہی زیادہ ہوتی ہین
یحبس علی الصراط وان کانت اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا کله مختص بالمجرمین واما
تو صراط پر رکتا ہی اور اگر اس سے بہی بڑہتی ہوتی ہین تو گناہون کی موافق دوزخ مین عذاب ہوتا ہی پہر اوسمین سے نکلیگا یہہ تمام حال گنہگارون کا ہے اور جو
غیر المجرمین من المؤمنین فانما یصیبهم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتهم فی العقبی کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون
بے گناہ مومن او نپر مصایب دنیاوی اسیہی سلئے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے مین بلند ہو جاوین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ
له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکرهه حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی
اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سو وہ عمل کی برکت سی حاصل نہین کر سکتا پس اللہ تعالیٰ اوسکو مکروہات مین اتنا مبتلا رکہتا ہی کہ وہ مرتبہ پالیتا ہی اور اس باب مین حدیثین
کثیرة لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء فی هذه الاحادیث وغیرها منوط بالصبر لا علی نفس المصیبة
بہت ہین لیکن سمجہنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثون مین اور اور جگہہ آیا ہی اوسکا مدار صبر پر ہے مین مصیبت پر نہین ہے
علی ما روی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یتخلق به الانسان ویختص به ولا
موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسبی ہی جسکو صرف انسان ہی حاصل کر سکتا ہی انسان ہی سے خاص ہے
یتصور فی الملئکة والبهائم وهو ثبات القلب علی احکام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشکوی
فرشتے اور جانورون مین نہین ہو سکتا یعنی تقدیر اور شرع کی احکام پر دل کا قایم رکہنا اور نفس کو بیصبری سی اور زبان کو شکوہ شکایت سی
والجوارح عن فعل ما لا ینبغی قال الشیخ الامام عز الدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور علی مصیبة
اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سی بند رکہنا شیخ امام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہی بعضے لوگون کا یہہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہی
وهذا خطاء لان المصائب لیس من کسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون
اور یہہ گمان غلط ہی اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیاری ہرگز نہین ہے نہ باعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہ ہی بدلہ پاؤ گی جو کرتے تہے
فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلاء فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسببه حتی یوجر
بس جسکا بیٹا مرجاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوی تو یہہ مصیبتین اوسکی اختیار سے نہین ہین اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سی تاکہ اسپر ثواب ملے
علیها بل ان صبر علیها یکون له اجر الصابرین وان رضی بها یکون له اجر الراضین لکن قد ورد فی الحدیث انما الصبر
بلکہ اگر اسپر صبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر رضامند ہوا تو رضامندونکا اجر ملیگا لیکن حدیث مین بیشک یہہ آیا ہی کہ صبر
عند الصدمة الاولی کما روی عن انس انه علیه السلام مر بامرأة تبکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت الیك
پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روتی تہی گئی آپنے فرمایا ای عورت خدا سی ڈر اور صبر کر جوابدیا الگ رہو مجہہ
عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی علیه السلام فاتت النبی علیه السلام فقالت لم اعرفك یا رسول
الیسی مصیبت نہین پڑی ہی اور اوسکو اوسنی نہ پہچانا کسی نے کہدیا کہ یہہ نبی علیہ السلام ہین پہر وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مین آئی اور عرض کیا مین نے تمکو یا رسول اللہ
الله فقال النبی علیه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولی وانما قال کذلك اذ بعد ما مضی علیه زمان یحصل الصبر
پہچانا نہین تہا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی فرمایا کہ جب دیر کچہہ دیر گذر جاتے ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہی
لکل مصاب شاء ام ابی وقال ابن مبارك المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احدهما المصیبة نفسها
چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پہر اگر وہ بیصبری کرتا ہی تو دو مصیبتین ہو جاتی ہین ایک تو وہ ہی مصیبت

والاخری ذهاب اجرها وهو اعظم من المصیبة نفسها فان الجزع لا یرد ما فات ولا یرفع الحزن بل یبطل ثواب المصیبة

دوسرے ثواب کا فوت ہوجانا اور یہہ اوس پہلی عین مصیبت سی سخت ہی کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پھیر لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہی بلکہ مصیبت کا ثواب باطل کردیتی ہے

لان من یجزع علی المصیبة فهو انما یشکو ربه ویرید ان یرد قضاؤه وقد ورد فی الحدیث ان المیت لیعذب ببکاء

اسلئے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا پروردگار کی شکایت کرتا ہی چاہتا ہی کہ قضا پھر جاوے اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ میت کو بیشک اہل وعیال کے رونی سی

اهله علیه وذلک اذا کان علی طریق النوح وکان المیت راضیا به قبل موته واما اذا لم یکن کذلک فلا باس بالبکاء

عذاب ہوتا ہی لیکن یہہ عذاب جب ہی کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت بہی زندگی میں پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دو نو امر نہوں تو پہر اوسپر

علیه رحمة له وشفقة علیه لما هو فیه من السوال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبی علیه السلام حین مات

بطور رحمت اور شفقت کی رونے کا کیا ڈر اسپر کہ وہ سوال جواب اجیسے اور عقوبت موہوم میں مبتلا ہوتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام جب آپ کا

ابنه ابرهیم بکی وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبکی یا رسول الله فقال النبی علیه السلام یا ابن عوف انها رحمة

بیٹا ابراہیم مرگیا تہا تو روتی تہی اور عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ روتی ہیں یا رسول اللہ تب نبی علیہ السلام فرمایا ای ابن عوف یہہ رحمت ہے

جعلها الله تعالی فی قلوب عباده فانما یرحم الله من عباده الرحماء وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال القلب یحزن

کہ اللہ تعالی نے اپنی بندون کی دلونمین رکہدی ہی. اور اللہ اپنی رحیم بندون پر رحمت کرتا ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا دل غمگین ہوتا

والعین تدمع ولا نقول ما یسخط الرب وفی روایة ولا نقول الا ما یرضی ربنا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان

اور آنکہیں روتے ہیں اور ہم وہ کلمہ نہیں کہتی کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت میں ہے ہم وہی کہتی ہین جسمین پروردگار راضی ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا بیشک

الله لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بهذا واشار الی لسانه وفی حدیث اخر انه علیه السلام

اللہ تعالی آنکہو کے آنسو سے عذاب نہین کرتا ہی اور نہ دل کی غم سی پر اس سے عذاب کرتا ہی اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة والمراد بدعوی الجاهلیة قولهم واویلاه واثبوراه واکاسیاه واناصراه

ہمارا ساتہی نہیں ہی جو شخص منہہ کو پیٹے اور گریبان چیرے اور جاہلیت کیسی باتیں کہے اور جاہلیت کی باتون سی یہہ قول مراد ہین ہائی ہائی ہائی مرنیوالی ہائی پوشاک دیتی ہائی مددگار

ونحو ذلک وروی انه علیه السلام قال الضرب علی الفخذ عند المصیبة یحبط الاجر ولهذا ندبت التعزیة وهی الحمل

اور مانند اسکی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کہو دیتا ہی اور اسہی لیے تعزیت مستحب ہوگئی ہی یعنی

علی العزاء وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للمیت والمصاب بالمغفرة قال الزیلعی لا باس بتعزیة اهل المیت وترغیبهم

صبر کا تعلیم کرنا واسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے پس ماندہ کی زیلعی کہتا ہی اہل میت کی تعزیت میں اور صبر کے رغبت دلانی میں

فی الصبر لقوله علیه السلام من عزی مصابا فله مثل اجره وکیفیة التعزیة ان یقال لمن اصابته المصیبة

کچہہ ڈر نہیں واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئی برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہی

عظم الله اجرک واحسن عزاک وغفر لمیتک وقال الفقیه ابو اللیث ان العبد لا یدرک منزلة الاخیار الا بالصبر

خدا تجہکو بڑا اجر عنایت کری اور تیرا صبر نیک کردی اور تیرے مردہ کو بخشدی اور فقیہہ ابو اللیث کہتا ہی کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہین ملتا جب تک سختی اور

علی الشدة والاذی وقد امر الله تعالی نبیه بالصبر فقال فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ فالامر للنبی امر لامته

تکلیف پر صبر نکرے اور اللہ تعالی اپنی نبی سے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹہرا رہ جیسی ٹہرے رہی ہین ہمت والی رسول پس نبی سی کہنا گویا امت سے کہنا ہی

فیجب علی من کان من الامة ان یقتدی بنبیه ویصبر علی ما یصیبه من الالم ویعلم ان ما دفعه الله تعالی عنه

سو جو امت میں داخل ہی اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کرکر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کری اور یقین کری کہ جو جو بلا اللہ تعالی نی بندہ پرسی دفع کی ہین

من البلاء اکثر مما اصابه ویحمد الله تعالی علی ذلک اذ روی انه علیه السلام قال اذا مات ولد العبد یقول الله تعالی

وہ زیادہ ہین اون سی جو اوسکو پہنچتے ہین اور اوسپر اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہئی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب بندہ کا بچہ مرتا ہی تو اللہ تعالی

للملئکة اقبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول اقبضتم ثمرة قلبه فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی
فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان نکال لی وہ عرض کرتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے کیا جا لے لی اوسکی دل کی ثمری کی وہ عرض کرتے ہیں ہاں پھر پوچھتا ہے میرے بندے نے کیا کہا
حمدك واسترجع فیقول الله تعالى ابنوا لعبدی بیتا فی الجنة وسموه بیت الحمد وقد ذکر ان اهل الاعمال
پھر وہ عرض کرتے ہیں تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا پھر اللہ تعالى فرماتا ہے میرے بندے کی لئے جنت میں گھر بنا کر بیت الحمد نام رکھدو اور مذکور ہے کہ نماز
من الصلوة والزکوة والصوم والحج یؤتی بهم یوم القیمة فیوفی الیهم اجورهم بالمیزان ثم یؤتی باهل البلاء فلا ینصب
اور زکوة دینے والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو اونکا ثواب میزان سے تول کر پورا کیا جاویگا پھر مصیبت رسیدہ لوگ
لهم المیزان ولا ینشر لهم الدیوان بل یصب الاجر صبا فیود اهل العافیة لو ان جلودهم کانت قرضت فی الدنیا
بلائے جاوینگے سو انکے لئے نہ ترازو کھڑی ہوگی اور نہ کچھ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر بے اندازہ برسایا جاویگا پھر عافیت والے آرزو کرینگے کاشکے دنیا میں ہمارے کھال قینچیوں سے کتری
بالمقاریض یرون ما یعطی لاهل البلاء من الثواب بغیر حساب فذلك قوله تعالى انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر
جاتے کیونکہ دیکھینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا ہے یہہ قول اللہ تعالى کا ٹھہرنے والوں ہی کو ملتا ہے اونکا نیگ
حساب ولهذا کان السلف الصالح یفرحون بالبلاء فی الدنیا لما تحققوا ان فی الصبر علیه اجرا جزیلا لا نهایة فان
ان گنت اور اسی لئے متقدمین صلحاء دنیا میں بلا پر خوش ہوتی تھے کیونکہ اونکو یقین تھا کہ بلا پر صبر کرنے میں بڑا ہی ثواب بے حد ہے اگر کوئی
قیل ان کان المراد بالصبر علی البلاء الرضی به وعدم الکراهة فلا قدرة للادمی علیه وان کان المراد به الفرح بوجوده
اعتراض کرے کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہہ مراد ہے کہ بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ آوے تو یہہ آدمی کی اختیار میں نہیں ہے اور اگر اوس سے یہہ مراد ہے کہ بلا پر خوش ہو
فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ینه عن شیء لا یدخل تحت الوسع وانما نهی عن المکتسب کشق الجیوب وضرب
تو یہہ اوس سے بھی بعید تر معلوم ہوتا ہے تو جواب یہہ ہے کہ شارع نے ایسی شی سے کہیں منع نہیں جو اوسکی اختیار میں نہو ممانعت اوس سے ہے جسکو کر سکتا ہے جیسے گریبان چیرنا
الخدود والقول باللسان کالندب والنیاحة واما ما ذکر من فرح الصالحین به فذلك فرح شرعی مکتسب من قوة الایمان
گلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے چیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنے بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہے ایمان اور یقین کے قوت سے
والیقین مثاله مثال رجل قال له الملك کلما اضربك سوطا اعطیك مائة دینار فان ذلك الرجل کما یفرح بکثرة ضرب
حاصل ہوتی ہے اوسکی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ کہے میں تیرے جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود الم کے جیسا
الملك له مع وجود الم الضرب لما یرجوا من جزیل العطاء فکذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما یوفی الصابرون اجرهم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہے کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہے تو ایسے نے جب یہہ آیت سنے ٹھہرنے والوں ہی کو ملتا ہے اونکا نیگ
بغیر حساب وقوله تعالى وجزیهم بما صبروا جنة وحریرا وتیقنوا بحصول جزیل الثواب هان علیهم ما اصابهم فی
ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اسپر کہ وہ ٹھہری رہے باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائے بڑی ثواب ملنے کا تو اونپر دنیا میں جو
الدنیا من المصائب کما حکی عن بعض النساء الصالحات انها عثرت یوما فانقطع ظفرها فضحکت فقیل لها اما تجدین
مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پھسلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسنے لگی کسی نے کہا کیا تجھکو
مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضی ازالت عنی مرارة الوجع قال العلماء حقیقة الرضی
اسمیں دکھ نہیں ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو اللہ تعالى سے صبر اور رضا پر ملیگا دکھ کی تلخی کو میری لئے دور کر دیا ہے علما کہتے ہیں حقیقت رضا کے
ما علمنه الله تعالى ان نقوله عند المصیبة انا لله وانا الیه راجعون وهذا استرجاع باللسان فلابد للعاقل عند اتیانه
وہ ہے جو اللہ تعالى نے ہمکو تعلیم کی ہے کہ مصیبت کی وقت پر کہا کریں ہم مال اللہ کا ہیں اور پھر ہمکو اوسکی طرف پھر جانا ہے اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پھر عاقل کو لازم ہے کہ اسکو زبان سے کہتے ہوے
به ان یتفکر فی ثواب المصیبة لیسهل علیه المصیبة فان ثواب المصیبة اذا استقبله یوم القیمة یود لو ان جمیع اولاده
مصیبت کی ثواب کو تصور کرے تاکہ اوسپر مصیبت آسان ہو جاوے بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کے روز سامنے آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکے میرے ساری اولاد

واقربائہ ماتوا قبلہ فی الدنیا لینال ثواب مصیبتہم وقد وعد اللہ تعالی فی المصیبۃ ثوابا عظیما حیث قال ولنبلونکم

اور تمام ناتی دار دنیا مین اسکے سامنی مرجاتی تاکہ اونکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالی نے مصیبت مین بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ کہتا ہی اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو

بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصبرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ و

کچھہ ایک ڈرسی اور بھوک سے اور نقصان سی مالونکی اور جانونکے اور میوونکی اور خوشی سنا ثابت رہنی والون کو کہ جب اونکو پہنچے کچھہ مصیبت کہین ہم اللہ کا مال ہین اور

انا الیہ رجعون اولئک علیہم صلوت من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون یعنی ان کل من اصابہ مصیبۃ فی مالہ او ولدہ

ہمکو اوسیکی طرف پھرجانا ایسے لوگ اونہین پر شاباشین ہین ربکے اور مہربانی اور وہ ہی ہین راہ پر مراد یہہ ہی کہ جسکو کچھہ مصیبت پہنچی مال مین یا اولاد مین

او نفسہ او عرضہ کالکلمۃ القبیحۃ التی یسمعہا فی حقہ او الہم الذی یہمہ او الغم الذی یغمہ من ضیق معیشتہ او

یا جان مین یا آبرو مین جیسے عیب کی بات اپنی حق مین سن پاوی یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگادی یا غم پہنچے جسنے فکر مین ڈال رکہا ہو تنگی معیشت کا

قلۃ قوتہ او تعذر کسبہ او عدم نبات ذرعہ او غیر ذلک فانہ اذا صبر واحتسب ثواب مصیبتہ التی اصیب بہا یعطیہ

یا قلت روزی کا یا پیشہ نچلنے کا یا کہیتی ماری جانیکا یا کچھہ اور سوا اسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری ہی امیدوار ہوویگا تو اللہ تعالی

اللہ تعالی ما وعدہ فی کتبہ من الصلوۃ والرحمۃ والہدایۃ لانہ تعالی لا یخلف المیعاد وروی عن عکرمۃ انہ علیہ السلام

وہ ہی عطا کریگا جو اوسکی لئی اپنی کتاب مین وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالی وعدہ کے خلاف نہین کرتا اور عکرمہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

طفی سراجہ فقال انا للہ وانا الیہ رجعون فقیل لہ امصیبۃ ہی یا رسول اللہ فقال نعم کل شیء یؤذی المؤمن فہو لہ

چراغ بجھگیا تہا سو آپنے فرمایا ہم مال اللہ کا ہین اور ہمکو اوسیکی طرف پھرجانا کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہہ مصیبت ہی پس فرمایا ہان جس شی سی مؤمن کو ایذا ہو وہ ہی اوسکی

مصیبۃ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال اذا انقطع شسع احدکم فلیسترجع فانہا من المصائب وروی عن ام سلمۃ

مصیبت ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوی تو انا للہ پڑہی کیونکہ یہہ ہی مصیبت ہی اور ام سلمہ سی روایت ہے

انہ علیہ السلام قال ما من مسلم یصیبہ مصیبۃ فیقول انا للہ وانا الیہ رجعون اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھہ مصیبت گذری پھر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہین اور ہمکو اوسیکی طرف پھرجانا الہی مجھکو میری مصیبت کا اجر دی اور مجھکو اوس سے

خیرا منہا الا اجرہ اللہ فی مصیبتہ واخلف لہ خیرا منہا وروی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال من استرجع عند المصیبۃ

بہتر عوض دی تو اللہ تعالی اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اوس سے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس نے مصیبت پر انا للہ پڑہا

جبر اللہ مصیبتہ واحسن عقباہ وجعل لہ خلفا صالحا یرضاہ وروی عن الحسین انہ علیہ السلام قال ما من مسلم یصاب

تو اللہ تعالی اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیک کردیگا اور اوسکا اچھا بدلا اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہین کوئی مسلم کہ اوسپر

بمصیبۃ فیذکرہا وان قدم عہدہا فیحدث لہا استرجاعا الا کتب اللہ لہ مثلہا من الاجر یعنی انہ تعالی یعطیہ من الاجر

مصیبت گذری پھر وہ اوسکو یاد کری اگرچہ بدت گذر گئی ہو پھر وہ ازسرنو انا للہ پڑہے مگر اللہ تعالی اوسکی لئی اتنا ہی اجر مقرر کریگا مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی اوسکو اجر

مثل الاجر الذی اعطاہ یوم اصیبہا وروی عن سعید بن جبیر ان الاسترجاع لم یعط الامۃ من الامم الا لہذہ الامۃ ولو اعطی

برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تہا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر سی روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہین ہوا اگر کسیکو ملتا

لاحد لاعطی یعقوب النبی علیہ السلام الا تری انہ حین اصابہ لم یسترجع بل قال یا اسفی علی یوسف وروی عن ابن عباس

تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکھتا نہین کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا للہ نہین پڑہا بلکہ یہہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سے روایت ہے

انہ نعی الیہ ابنۃ لہ وہو فی السفر فاسترجع ثم نزل فصلی رکعتین ثم قال قد صنعنا ما امرنا اللہ تعالی فانہ تعالی قال استعینوا

کہ اونکو سفر مین بیٹی کی مرنے کی خبر آئی تو انا للہ پڑہا پھر اوترکر دو رکعت پڑہین پھر کہا ہمکو اللہ کا حکم تہا سو کرچکے کیونکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی قوت پکڑو

بالصبر والصلوۃ فینبغی للمؤمن ان یفعل کذلک فانہ علیہ السلام کان اذا حزنہ امر فزع الی الصلوۃ لکونہا ام العبادات

ثابت رہنی سے اور نماز سی اب مومن کو لازم ہی کہ یہہ ہی کیا کری کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسی بات سی غمگین ہوتے تو نماز شروع کردیتے اسلئے کہ نماز سب عبادات کی اصل

المعراج

ومعراج المؤمنین ومناجات رب العلمین قال علیه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالی اذا
اور مومنین کے لئی معراج اور پروردگار سی سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑے بلا پر ہوتا ہی اور بیشک اللہ تعالی جب
احب قوما ابتلاهم فمن رضی فله الرضی ومن سخط فله السخط یعنی ان کثرة الثواب یحصل بحصول کثرة
کسی قوم کو محبوب کرتا ہی تو اونپر بلا نازل کرتا ہے پھر جو کہ اسپر راضی ہوا تو اوسکی لئی رضامندی ہی اور جو بیزار ہوا تو اوسکی لئے بیزاری ہے مراد یہ ہے کہ ثواب کے کثرت بلا کی کثرت سے
البلاء فمن رضی به وصبر علیه یحصل له رضاء الله تعالی ومن کره البلاء وجزع ولم یرض بحکمه تعالی یحصل
حاصل ہوتی ہی پھر جو راضی ہوا اور اوسپر صبر کیا تو اوسکے لئی اللہ کی رضامندی ہی اور جسنی بلا کو مکروہ جانا اور رو اولا کیا اور اللہ کے حکم پر راضی نہوا تو اوسکی لئی
له سخط الله وغضبه لکن ینبغی ان یعلم ان الرضی والسخط محلهما القلب وهما یتعلقان به لا باللسان فلهذا تری
اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئی کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہہ دونو دل سی علاقہ رکھتی ہین زبان سی علاقہ نہین رکھتی اسی لئے
کثیرا من الناس یکون له انین من وجع او شدة المرض مع ان فی قلبه الرضی والتسلیم بالله تعالی فعلی هذا کل من
اکثر لوگون کو دیکھتی ہو کہ درد کی ماری یا بیماری کی شدت سی آہ اف تو کرتے ہین تسپر اونکی دلمین اللہ تعالی کی رضا اور تسلیم ہوتی ہی اس بیان کی موافق جس سی کہ آہ نہ
یسمع منه انین لا یجوز ان یقال فی حقه انه غیر صابر وغیر راض بحکم الله تعالی فلا یطلع احد علی قلب احد
سننے مین آتی ہین اسکو یہہ نہین کہنا چاہئی کہ صبر نہین کرتا اور اللہ کی حکم پر راضی نہین ہی اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے
وروی عن عامر الرامی انه علیه السلام قال ان المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالی کان کفارة لما مضی من
اور عامر رامی سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہی پھر اوسکو اللہ تعالی عافیت دیتا ہی تو گذشتہ گناہون کا کفارہ
ذنوبه وموعظة له فیما یستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفی کان کالبعیر الذی عقله اهله ثم ارسلوه فلم یعلم
اور آیندہ کی واسطے پند ہی اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہی تو ایسا ہی جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو مالکون نی باندہ دیا پھر اوسکو چھوڑ دیا
لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالی انما یبتلی عبده المؤمن لمحو سیاته او لرفع درجاته التی لم یبلغها
تو اوسکو خبر نہین ہوتی کیون باندہا تہا اور کیون چھوڑ دیا اب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کو اسلئی مبتلا کرتا ہی کہ اوسکی گناہ محو ہون اور وہ درجات کہ بدون مصایب کے نہین
الا بانواع البلایا فانه تعالی یرسل علیه فی الدنیا شدائدها ومحنها حمیة له عن الافتنان بها وتزهیدا له عنها
لے سکتا تہا بلند ہو جاوین سو اللہ تعالی اوسپر دنیا مین سختیان اور محنتین دنیا کی فتنہ سے بچا کے اور دنیا سے چھوڑا نیکو ڈالدیتا ہی
لئلا یطمئن الیها ویالف بحبها فیقطعه ذلك عن منازل الاخرة لانه متی ابتلی یضعف سورة نفسه ویذهب
تاکہ دنیا پر اطمینان کر کر اوسکے الفت مین نہ پھنس جاوی پھر اوسکی نحوست سے اخروی مراتب سی محروم نہ رہ جاوی کیونکہ جب بلا مین پڑتا ہی اوسکی نفس کی تندی سست اور بشری
صفات بشریته وینقطع عنه مواد الهوی ولذة الدنیا فیتوجه فی کل حال فی السراء والضراء الی مولاه وبالف الاقبال علیه
عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی دلسی دور ہو کے پھر بہر حال راحت اور رنج مین اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور ادہر لگا رہے
ویستوطن بالصبر والرضی بین یدیه الی ان یرفعه الی درجات الاحباب والاولیاء وهذا معنی ما روی عن انس انه علیه السلام
الفت پکڑیگا اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکہی گا آخر اوسکو مرتبہ دوستون اور اولیا کا حاصل ہو جاویگا اور انس رضہ کی روایت کے یہہ ہی معنی ہین کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالی اذا اراد بعبد خیرا واراد ان یصافیه صب علیه من البلاء صبا ومن جملة ما یصب علیه من البلاء
فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی جب کسیکی خیر اور اوسکو پاک کیا چاہتا ہی تو اوسپر بہت بلا ڈال دیتا ہی اور بعضے بلائین اس قسم کی ہین کہ
انه تعالی یقیض له ویسلط علیه من بعض خلقه من یقصده بالاذی حتی لو اختفی فی جحر ضب او فارة یقیض الله تعالی
کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق مین سی ایسی کو اوسپر تعین کر کر غالب کر دیتا ہی کہ اوسکو ہر وقت ستاتا رہی یہان تک کہ اگر گوہ یا چوہی کی بل مین جاکر دبکی تو اللہ تعالی
له من یؤذیه کما روی عن علی انه علیه السلام قال لو کان المؤمن فی جحر ضب لیقیض الله تعالی له فیه من یؤذیه وروی
اوسہی جگہ آزار رسان کو بہیجتا ہی چنانچہ علی رضہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل مین دبکا ہوتا ہی تو اوسہی بل مین ستانیوالا موجود ہوتا ہی اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لوان المؤمن کان فی جحر فارة لقیض له فیه من یؤذیه والحکمة فی ذلك ان البلاء یسبك صفات
انس سے یہہ عبارت روایت ہی اگر مومن چوہی کی بہٹہ مین ہووے تو اوسہی جگہہ اوسکا موذی جا موجود ہوتا ہی اور اسمین حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کو گلا کر صاف کردیتی ہی
العبد فکانه تعالی یسبك نفس عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدورات اخلاق بشریة لیصلح لولایته
گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلا کر صاف کرتا ہی تاکہ عادات بشری کی کدورت سی صاف ہوکر ولایت اور محبت کے لایق ہو جاوے
ومحبته المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قوله علیه السلام اغتنم خمسا قبل خمس
باسٹہوین مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے اخر حدیث تک
الحدیث وما یتفرع علیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لرجل یعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتی ہوئی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیاتك قبل موتك هذا الحدیث
پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سی اور توانگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندی سی اور زندگی کو پہلے موت سی یہہ حدیث
من حسان المصابیح رواه میمون بن مهران فانه علیه السلام بین فیه ان الانسان فی حال شبابه یقدر علی
مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہے میمون بن مہران کی روایت سی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین وہ کار کرسکتا ہے
الاعمال التی لا یقدر علیها فی حال هرمه فلابد له ان یغتنم الفرصة ویشتغل بالطاعات فی حال شبابه قبل هرمه لانه
جو حالت پیری مین نہین کرسکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی مین پیری سے پہلی عبادت مین مشغول رہی کیونکہ
فی حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتعود بالمعصیة لا یقدر علی ترکها فی حال هرمه فینبغی له ان یترك
جوانی مین اگر عمل خیر ترک کرکر ہوا ہوس مین پہنسے اور معصیت کی عادت کرلے تو پہر کیا طاقت ہی کہ بڑہاپی مین چہوڑ دی تو لایق یہہ ہی کہ معاصی کو
المعاصی فی حال شبابه ویعود نفسه باعمال الخیر حتی یسهل علیه فی حال هرمه وبین ایضا انه فی حال صحته یقدر
جوانی مین ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ڈالی تاکہ پیری مین جاکر آسانی رہی اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت مین اپنی
علی کسب الخیرات بماله وبدنه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی کسب الخیرات بماله وبدنه لانه اذا مرض یضعف
مال اور بدن سی ثواب حاصل کرسکتا ہی پہر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہوکر بدن ناتوان ہو جاتا ہی
بدنه فلا یقدر علی الطاعات ببدنه ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی ماله الا فی مقدار
پہر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتہہ بہی تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پہر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثه وبین ایضا انه فی حال غناءه وفی حال فراغه یقدر علی الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی توانگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کرسکتا ہی اور جب توانگری کی بدلہ فقر آیا اور فرصت کی جگہہ دہندا لگا
یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یکون مشتغلا بامر المعاش فینبغی له ان یغتنم غناه وفراغه فی تحصیل الاعمال
تو پہر موانع پیدا ہوجاتے ہین پہر طاعات کی فرصت کہان بلکہ اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لایق یہہ ہی کہ توانگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجہے
الصالحات لان الغنی یعقبه الفقر والفراغ یعقبه الشغل وبین ایضا انه فی حال حیوته یقدر علی العمل فاذا مات
اسلئے کہ غنا کے پیچہے فقر اور فرصت کی پیچہے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگے مین عمل کرسکتا ہی اور جب موا
ینقطع عن العمل فینبغی له ان یغتنم حیاته ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا
تو عمل تمام ہوے پس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر نکمے باتون مین عمر نکہوی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہے
قیمة لها اذ یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة التی لا یتناهی نعیمها ابد الاباد فاضاعة تلك الانفاس واشتراء ما صاحبها
اسلئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتہہ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہے تمام نہونگے پہر ایسی انفاس کو ضایع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یکون سببا لهلاکه باتباع هواه غایة الخسران ونهایة الخذلان فان من یتبع هواه یفعل ما یضره ویهلکه
کہ ہوا و ہوس مین پہنساکر ہلاک کرڈالے بڑا ہی زیان اور نہایت نقصان ہی سو جو شخص ہوا و ہوس مین لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جسمین
حالا او مالا وهو لا یشعر او یشعر لکن لخفة عقله یرجح اللذة الحاضرة التی لا بقاء لها علی العقوبات الاخروية
حال اور مال کا ضرر اور تباہی ہو پہر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر بی وقوفی سی حال کی ناپائدار لذت کو اخروی عقوبات سے جسکی
التی لا نهایة لها و یظن لعمی بصیرته وتناهی حماقته انه ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلک لا حمقیته
کچہہ انتہا نہین ہے بہتر سمجہتا ہی اور اندہا ہوکر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچہہ عیش اوڑایا اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سے
یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیء من اللذائذ اصلا لا من لذائذ الدنیا لانها عنه تزول ولا من لذائذ
ابہی نکلکر دیکہہ لیگا کہ کچہہ بہی عیش نکیا نہ تو دنیا کی عیش و لذت کیونکہ سب ہوچکینگی اور نہ
الاخرة اذ لیس له الیها الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لا ینفعه الندم وقد روی انه علیه السلام قال
آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہان ہاتہہ آسکتے ہین پہر حسرت اور ندامت باقی رہتی ہوگی او سوقت ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ذا منه یا رسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان
جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیون ہوتی ہی فرمایا اگر نیکو کار رہتا ہی تو یہہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیون نکئی اور اگر
مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة واجتهد فی تحصیل منفعة الاخرة قبل
بدکار رہتا ہی تو یہہ ندامت کیون نہ باز آیا سو دانا ہوکر اپنے عمر غفلت مین کیون کہوتا ہے آخروی سامان حاصل کرنیمین کوشش اس سے پہلے کر
ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب تعاین ذلک الیوم فتندم علی
کہ ایسا دن آجاوی کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کرسکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکہہ لیگا پہر تو گذشتہ عمر پر
ما فات من عمرک فی غیر طاعة ربک ولا ینفعک الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا و
بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار مین لگا رہتا ہے
کان شغله یمنعه من العمل واحال ذلک العمل علی فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلک من حماقته من
اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکہتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پہ ٹال رکہتا ہی کہتا ہے فرصت ملیگی تو کرونگا سو یہہ صرف بیوقوفی ہی
وجهین احدهما ایثار الدنیا علی الاخرة ولیس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالی بل تؤثرون
دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہہ عاقل کا کام نہین ہے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی بلکہ تم پسند
الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی والثانی تسویفه العمل الی وان فراغه فانه قد لا یجد مهلة بل یختطفه
رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہے اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہنا کیونکہ بعضے دفعہ مہلت نہین ملتی بلکہ
الموت قبل فراغه او یزداد شغله لان اشغال الدنیا یستلزم بعضها بعضا فیبقی بلا زاد لیوم المعاد فالواجب
موت فرصت کی مہلت سی پہلی آپکڑتی ہی یا وہ دنیا کا دہندا بڑہتا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سی ایک لگا ہوا ہی پہر آخرت کے توشہ سی خالی رہجاتا ہی
علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله
سو آدمی پر یہہ واجب ہے کہ جلد ہی اعمال صالحہ کو کیسے حال مین ہو موت سی پہلی اور فوت سی پیشتر اختیار کری اس آیت کے
تعالی سارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقین فان من تعلق قلبه
مطابق اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگارونکی بیشک جسکا دل
بالدنیا واخذ منها القدر الزائد علی حاجته من الطعام والشراب واللباس یکون مضرة علیه الا ان یستعین به
دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا مین سی کچہہ مقدار حاجت سی بڑہکے کہانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہی تو اوسکی حق مین مضر ہی ہان اگر اوس سے طاعت الٰہی مین مدد لے

على طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لابد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله يعذب به
اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہے تو بالضرور اوس سے جدا ہوویگا پہر اگر اوسکی محبت واسطے غیر اللہ کی تہی تو اوسکی جدائی
بفواته ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على
سے دل دکہیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہوویگا جسقدر اوس سے دل متعلق تہا اسی لئے بعض متقدمین کا قول ہے کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے تو سمجھ لے کہ اپنی جان کو
تحمل المصائب فان محبها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها
مصیبت کا گہر بنالے کیونکہ دنیا کے محبت مین مصیبت سے خالی نہین ہوتی فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیادار کو ترت کوئی
العذاب العاجل الا هذا لكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار
عذاب سوا اسکے نہو تو یہہ مصیبت ہی اوسکی لئے کفایت کرتی ہے پہر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسمین اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ مین آجاوے اور اوہی کے
معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان
عذاب مین رہ جاوے جس سے مزے اوڑاتا تہا موافق اوس لذت کے جسکے مارے قیامت کی زاد راہ کی کچہہ سعی نکی اسلئے اگر کسیکی
لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب
ہزار محبوب ہون تو موت کے آتے ہی اوسپر ہزار مصیبت ایکبارگی پڑ جاتے ہین اسلئے کہ اسکو سب سے محبت تہی اور وہ سب کی سب
عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالم فضلا
ایک دم بہر مین جاتی رہتی ہین اور مرتے ہی حسرت اور ندامت مین رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
عما اعده الله تعالى للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها من عذاب الاخرة والحاصل ان من احب
اوسکو تو کیا کہئے جو اللہ نے انکے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کرکہتے ہین آخرت کا عذاب تیار کر رکہا ہے اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص
شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به
سوای اللہ تعالی کے اور چیز کی محبت پیدا کرے اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الٰہی پر مددگار ہو تو اوسکے حق مین
الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون
مضر ہی برابر ہے کہ وہ شی اوسکو حاصل ہو یا نہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم مین لگا رہتا ہے رنج سے آرام نہین پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعافا مضاعفة ما حصل له من اللذة
کہ حصول سے پہلے دیکہا وہ کا وہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
ولو نال العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل
اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتین عمر بہر حاصل رہین اور اوسنے آخرت کی سعادت مین
السعادة في الاخرة يصير عند الموت كانه لم يظفر بشي من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ
کچہہ سعی نکی تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا مین کچہہ بہی مزا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام
واللذة عذابا له ويصير معذبا بنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق
اوسکے حق مین عذاب ہوجاوینگی اور وہ ہی عیش کی چیزین دو وجہ سے عذاب کا سبب بنجاوینگے ایک تو اونکا چھوٹنا اور
قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم
دل اوسمین لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکے لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو ہاتہ سے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم
لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء ليس الموت بعدم محض
اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہے جو دوزخ کے عذاب سے پہلے اوسپر گذریگا اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت عدم محض

ولا فناء

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الی حال وانتقال من
اور نری فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سی چہوٹ جانا اور بدن سی الگ ہونا اور ایک حال سی دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سی
دار الی دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالی مصیبة حیث قال فاصابتکم مصیبة الموت
دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالی نی موت کا نام مصیبت رکہا ہی چنانچہ فرمایا ہے پہر پہنچے تم پر مصیبت موت کی
فالموت هو المصیبة العظمی واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذکره وقلة التفکر فیه وترك العمل له واتباع
سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہی اور نہ اوسکا کچہہ فکر کری اور نہ اوسکی لئی کچہہ عمل کرے اور
الهوی فان اتباع الهوی سم من سموم الدین یفضی الی الهلاك یوم الدین مع ان المؤمن بنفس الایمان
ہوا وہوس مین پڑا رہی بیشک ہوا وہوس کی اطاعت دین کی حق مین ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر ڈالیگا باوجودیکہ مومن صرف ایمان لاتی ہی
قد عاهد الله تعالی ان لا یعصیه وذلك لان الایمان قبول والتزام فمن یقول لا اله الا الله یصیر کانه
اللہ تعالی سی یہہ عہد کر لیتا ہی کہ نافرمانی نکرونگا اور یہہ اسلئی کہ ایمان قبول اور ملیلینے کو کہتے ہین پہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہی
یقول انی علمت واعتقدت انه تعالی احد فی ذاته وصفاته وافعاله ولا یظهر فی العالم شیء الا
کہ مین نی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین یگانہ ہی اور عالم مین کوئی شی اوسکی علم اور ارادہ اور
بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو وانی التزمت عبادته ولا اعبد الا ایاه فبعد هذه
پیدائش کی بدون ظاہر نہین ہوسکتی اور کوئی سوا اوسکی مستحق بندگی کا نہین اور مین نی اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اور اوسکی سوا کسیکی عبادت نکرونگا اب
المعاهدة یحرم علیه ان یعصیه فی شیء من اوامره ونواهیه حتی اذا دعته نفسه الی نقض عهد مولاه
عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنے حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکی جی مین مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوی
یلزمه ان یقول لها کما قال یوسف النبی علیه السلام لامراة العزیز حین دعته الی نفسها معاذ الله
تو اوسکو لازم ہے کہ جی مین یہہ کہی جیسے یوسف نبی علیه السلام نے عزیز کے جورو سے کہا تہا جب اوسنی اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ
انه ربی احسن مثوای انه لا یفلح الظالمون فانه من اشتد میل نفسه الی ما یشتهیه وترکه مع قدرته علیه
وہ عزیز مالک ہے میرا اچہی طرح رکہا ہی مجہکو البتہ بہلا نہین پاتی جو لوگ بے انصاف ہین بیشک جسکا دل شہوت پر ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئی
فی موضع لا یطلع علیه الا الله تعالی یکون دلیلا علی صحة معاهدته مع ربه فی ایمانه فان المؤمن اذا علم
ایسے مقام مین کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہو سکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمانی عہد کو رب کے ساتہہ پورا کیا بیشک مومن جب یہہ سمجہتا ہے
ان رضی مولاه فی ترك هواه یقدم رضی مولاه علی هواه ویکون لذته وصفاه فیما یرضی مولاه وان کان مخالفا
کہ مولی کے خوشی ہوا وہوس کے ترک مین ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہی اور اوسکی لذت اور صفا مولی کی رضامندی مین ہوتی ہی اگرچہ خواہش کے مخالف
لهواه ویکون المه وجفاه فیما لا یرضی مولاه وان کان موافقا لهواه بل یکون لذته فی ترك شهواته لله تعالی
اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی مین ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات مین لذت اس سی زیادہ ہوتی ہی کہ اس لذت کو
اعظم من لذته فی تناولها بل یکون کراهته تناولها عنده فی خلوته اشد من کراهته لالم الضرب و
حاصل کرے بلکہ اوسپر لذت کی بیزاری مین خلوت مین مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے
الحبس الا تری ان یوسف النبی علیه السلام حین قالت امراة العزیز فی حقه وان لم یفعل ما آمره لیسجنن
کیا معلوم نہین کہ یوسف نبی علیه السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہہ کہا اور اگر نکریگا جو اوسکو مین کہتی ہون البتہ قید پڑیگا
ولیکونن من الصاغرین کیف قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه فان امراة العزیز لما کان قلبها
اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیه السلام نے کیسے یہہ ہی کہا ای رب مجہکو قید پسند ہی اسبات سی جسطرف مجہکو بلاتیاں ہین کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خاليا عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان
چونکہ ایمان سے خالی تہا تو بدی اور فحش ہے کی طرف جہکی باوجودیکہ سہاگن تہی اور یوسف نبی علیہ السلام کے
قلبه غالبا بالايمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شابا عزبا فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون لذته
دل پر چونکہ ایمان غالب تہا تو اوسکا کہا نمانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تہے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو
في الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بمحاسبة نفسه ليكون الحساب عليه
نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غصہ خدا کا ہوتا ہے تو مزا صبر مین آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب مین لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اوسپر حساب
اهون غدا وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل لله من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء
آسان ہو جاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہی کہ اپنی حال کو دیکہتا رہی کہ اوسپر کوئی حق اللہ تعالی یا حقوق عباد مین سی کچہہ باقی ہے
ام لا فيتدارك فما فاته من فرايض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له
یا نہین پہر اگر فرایض الٰہی سی کچہہ قضا ہوا ہو تو اوسکو ادا کرکے عوض کر دے اور دانہ دانہ دعوی کا چکا کر دیوی اور کسیکو
بيده ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و
ہاتہہ یا زبان سی ستایا ہو تو معاف کرالی اور احسان کرکر اونکا دل خوش کر دی آخر جب مری تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور
يدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون فيه بمخالبهم فهذا
بے حساب و کتاب بہشت مین چلا جاوی کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مر گیا تو اوسکے مدعی گہیر کر نوچینگے یہہ
يقول ضربتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استخدمني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول وجدتني
کہیگا تونی مجہکو مارا تہا وہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی کوئی کہیگا مجہسے کام لیا تہا کوئی کہیگا میرا مال چہین لیا تہا کوئی کہیگا تونے مجہکو
مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني
مظلوم پایا اور تجہکو یہہ قدرت تہی کہ ظلم سے بچا دیتا پر تونی مجہکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تونے مجہکو گناہ مین مبتلا دیکہا اور مجہکو منع نکیا
عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد عنق الرجا الى
اثناء اس حال مین مدعیون کی کثرت سی بحواس اور حیران ہوکر اونکی جواب دہے اور مقابلہ سے تہک کر
المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم
مولی غفار کی طرف امیدوار ہوویگا شاید کہ انکی ہاتہہ سی بچالیوی ناگاہ اوسکی کانمین آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین
اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه
آج اب اوسکا دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مر لیا اب سوچ تو اے غافل اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے
حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو
جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سی جو کرتے ہین بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بنی آدم کا
لبني ادم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المومن ان يدفع وسوسته ويتخذه
دشمن ہے راہ سے بہکاتا ہے تاکہ اپنے ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجہے
عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے
ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي غدارة مكارة
کہ تیرے چار دشمن ہین اون مین سی ہر ایک کے ساتہہ لڑنا ضرور ہی ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

ملذاتك قال الله تعالی فلا تغرنكم الحیوة الدنیا والثانی نفسك وهی شر الاعداء لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام
اسیهی لئی الله تعالی فرماتا ہی سوتمکو نه بہکاوی دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی یہہ سب سی بدتر ہی موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیه السلام
قال اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك وقد اخبر الله تعالی انها بذاتها امارة بالسوء حیث قال ان
نے فرمایا سب سی بڑا دشمن تیرا نفس ہی جو تیری دونو پہلو میں ہی اور بیشک الله تعالی خبر دیتا ہی کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہی جہان فرمایا ہی بیشک
النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دابها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طار علیها
جی تو سکھاتا ہی برائی اور برائی کا حکم دینا اوسکا طریق اور عادت ہی اسلئی کہ اصل میں بیراه اور جاہل پیدا ہوا ہی اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہی
وان لم یدرکها رحمة الله تعالی وفضله تبقی علی جهلها وظلمها وتکون من حزب الشیطان وتجر من اطاعها
اور اگر اوسپر الله کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہی اور شیطان کی جماعت میں بہرتی ہو اور اپنی فرمان بردار کو
الی العصیان ومخالفة الرحمن لانها تجری بطبعها فی میدان المخالفة والعبد بجهده یمنعها عن سوء المطالبة
گناہوں میں اور رحمان کی مخالفت پر لگادیوی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان میں چلتا ہی اور آدمی اوسکو روک کر مواخذه کی خوف سی منع کرتا ہی
فمن اطلق عنانها فهو شریکها فی فسادها والثالث شیطان الجن فاستعذ بالله تعالی منه والرابع شیطان
پہر جسنی اوسکی باگ ڈھیلی چہوڑدی تو فساد میں اوسکا شریک ہی اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہی سو اوس سی خدا کی پناه مانگنا رہ اور چوتہا دشمن
الانس فاحذره فانه اشد علیك من شیطان الجن لان شیطان الجن یکون اغواءه بالوسوسة واما شیطان
شیطان انسی ہی سو اس سی بچ یہہ شیطان جنی سی بہی تیری لئی سخت تر ہی اسلئی کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سی ہوتا ہی اور انسی شیطان
الانس فهو رفیقك السوء یکون اغواءه بالمعاینة والمواجهة لا یزال یطلب علیك وجها یزیلك عما کنت علیه
تیرا رفیق بد ہوتا ہی اسکا اغوا ظاہر کہلم کہلا آمنا سامنی ہوتا ہی ہردم یہی تلاش کرتا ہی کہ کسیطرح تجهکو تیری وضع سی ڈگادی
کما قال بعض السلف انك تستعیذ بالله من الشیطان الرجیم فینصرف واما شیطان الانس فلا یبرح حتی یوقعك فی
چنانچہ بعض متقدمین کا قول ہی کہ جب تو شیطان رجیم سی الله کی پناه لیتا ہی تو وه ٹلتا ہی اور رہا شیطان انسی سو معصیت میں ڈالی بغیر کبھی نہیں ٹلتا
المعصیة ولهذا قال النبی علیه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی فانه علیه السلام حذر فی هذا
اسیلئی نبی علیه السلام نے فرمایا سوای مومن کی کسیکی پاس مت بیٹهہ اور تیرا کہانا سوای پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہانی پاوی بیشک نبی علیه السلام نی اس حدیث میں
الحدیث عن مصاحبة من لیس بتقی وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم
بدکار کی ہمنشینی اور ملنی جلنی سی اسلئی ڈرایا ہی کہ ہمنشینی اور ملنی ملنی سی دل میں الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ موافق
ان یکون کما قال النبی علیه السلام یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل وقد قال الله تعالی الاخلاء
ارشاد نبی علیه السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اوٹہی اب ہر ایک کو غور کرنا چاہی کسی سی دوستی کرتا ہی اور الله تعالی فرما چکا ہی جتنی دوست ہیں
یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین فان کل واحد من الاخلاء غیر المتقین یقول یوم القیمة یا ویلتی لیتنی لم
اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہیں ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہیں ہیں وه قیامت کی روز یہہ کہینگی ای خرابی میری کہیں نہ
اتخذ فلانا خلیلا لیت بینی وبینك بعد المشرقین فخلیل الانسان ومحبه من یسعی فی عمارة اخرته وان کان فیه
پکڑا ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجهہ میں اور تجهہ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وه ہی ہی کہ آخرت کی بہلائی میں سعی کری اگرچہ اوسمیں
ضر لدنیاه وعدوه من یسعی فی خسارة اخرته وان کان فیه نفع لدنیاه فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان لا یتخذ
دنیا کا ضرر ہو جاوی اور دشمن وه ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمیں دنیا کا فائده ہو اس بیان کی مطابق مومن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی ہی کری
خلیلا الا من یثق بدینه وامانته ویعرف صلاحه وتقواه لان المرء یکون یوم القیمة مع من احب لما روی انه علیه السلام
جسکی دین اور امانت پر اعتقاد ہو اور لوگوں کی صلاحیت اور تقوی معلوم ہو اسلئی کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتہہ ہو ویگا اس روایت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا يغرنكم ظاهر قوله عليه السلام المرء مع من احب فانكم لم تلحقوا
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھ محبوب کی ہوویگا حسن بصری کہتی ہین اس حدیث کی ظاہر معنون پر نہ بہولنا کہ آدمی ساتھ محبوب کی ہوویگا بیشک تم بدون اعمال کی

الابرار الا باعمالكم فان اليهود والنصرى يحبون انبياءهم ولا يكونون معهم يوم القيمة وهذا القول منه
ابرار سی نہین مل سکتی کیونکہ یہود اور نصاری اپنی انبیاء کو محبوب رکہتی ہین اور قیامت کی دن اونکی ساتھ نہونگی اونکی اسبات مین یہہ

يشير الى ان مجرد المحبة من غير الموافقة في العمل لا ينفع فان تعظيم الانبياء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما
اشارہ ہی کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کی مفید نہین ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہی

يكون باتباعهم فيما دعوا اليه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء اثارهم وسلوك طريقتهم لان من اتبعهم
کہ اونکی اطاعت کری جدہر وہ بلاتی ہین یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اونکی پیروی کری اور اونکا سا طریق اختیار کری اسلئی کہ جو شخص

اقتفى اثارهم فيكون سببا لتكثير اجورهم بمقتضى قوله عليه السلام من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور
اونکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو اوسکو برابر ہدایت ہونی والونکی ثواب ہوویگا

من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا واما من لم يتبعهم ولم يقتف اثارهم بل خالفهم في العمل واشتغل بتقبيل
اور اوسکی ثواب مین سی کچہہ کم نہوویگا اور جسنی اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل مین تو اونسی مخالف اور اونکی ہاتہہ پانو چومتا

ايديهم وتقليب نعالهم والتملق بين ايديهم والقيام عند رويتهم فليس ذلك من التعظيم والمحبة لانه جعلهم
اور جوتیان سیدہی کرتا اور سامنی خوشامد اور دیکہہ کی تعظیم کیلئی کہڑا ہوتا رہا تو یہہ کچہہ تعظیم اور محبت نہین ہی کیونکہ اپنی ساتہہ

مع نفسه محروما من الاجر فاي تعظيم ومحبة في ذلك المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
اونکو بہی ثواب سی محروم کرکہا پہر اسمین کیا تعظیم اور محبت ہوئی ترسیٹہوین مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان مین

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزول
قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہل سکتی دونو

قدما عبد يوم القيمة حتى يسئل عن اربع خصال عن عمره فيما افناه وعن جسده فيما ابلاه وعن
پانو کسی آدمی کی قیامت کی روز جب تک پوچہا جاوی چار چیز ونسی عمر سی کیونکر کہوئی اور بدنسی کیون کر پرانا کیا اور

ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن علمه ما عمل فيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن
مال سی کہانسی کمایا اور کہان خرچ کیا اور علم سی اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن مسعود کی

مسعود والعبد المذكور فيه وان كان عاما لكونه نكرة في سياق النفي لكنه مخصوص بقوله عليه السلام
روایت سی اور عبد جو اس حدیث مین آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ نکرہ بیچ نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بدلیل اس حدیث کی

يدخل الجنة من امتي سبعون الفا بغير حساب فعلى هذا يكون السوال المذكور فيه لغير هولاء السبعين
میری امت مین سی ستر ہزار بی حساب جنت مین جاوینگی اس حدیث کی موافق یہہ چارون سوال سوا ان ستر ہزار کی اوروں سی ہونگی

الفا فلا بد لكل من يؤمن بالله واليوم الاخر ان يعلم انه يسئل يوم القيمة ويناقش في الحساب ويطالب
اب ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضرور ہی کہ جان رکہی کہ قیامت کی دن سوال ہوگا اور حساب مین جہگڑا ہیلیگا اور ذرہ ذرہ

بمثاقيل الذر من الخطرات واللحظات وتحقق انه لا ينجيه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
سی خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور ثابت ہی کہ ان خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہین ہوسکتی

في تجارتها الاخروية ومطالبتها في انفاسها ولحظاتها وحركاتها وسكناتها فان من حاسب نفسه قبل ان
اوسکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات مین دم دم اور گہڑی گہڑی کا بیشک جسنی حساب دنیا مین پہلی اپنا حساب

یحاسب

یحاسب یخف علیه یوم القیمة حسابه ویحضره عند السوال جوابه ویحسن منقلبه ومآبه ومن لم

اور جسنی حساب درست کیا تو اوسپر در قیامت کو حساب دینا سہل ہو دیگا اور سوال ہوتی ہی جواب بیدا ہو جاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہو دیگا

یحاسبها ادیمت حسراته ویطول فی عرصات القیمة وقفاته ویعود الی الخزیٔ والمقت سیاٰته فاذن

سو اب درست نکیا تو ہمیشہ کو ارمان رہی گا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان مین کہڑا رہی گا اور اوسکی تمام گناہون کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی

لابد للمؤمن ان لا یغفل فی تجارته لاخرته عن مراقبة نفسه فی حرکاتها وسکناتها ولحظاتها وخطراتها

مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت مین اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحاظات اور خطرات کو دیکہتا رہی

لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلی وبلوغ سدرة المنتهی مع النبیین والصدیقین والشهداء فتدقیق

کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرة المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتہ ہی سو اس تجارت کی

الحساب فی هذه التجارة اهم من تدقیقه فی تجارة الدنیا لان ارباح تجارة الدنیا بالقیاس الی النعیم المقیم فی

حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسلئی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتون اخروی کی کمتر ناپائدار ہی

العقبی قلیلة سریعة الزوال ولا خیر فی خیر لا یدوم بل شر لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشر الذی لا یدوم اذا

اور عیش ناپائدار مین کچہ خوبی نہین ہی بلکہ تکلیف ناپائدار عیش ناپائدار سی بہتر ہی اسلئی کہ تکلیف ناپائدار جب ہو چکی

زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذا زال یبقی الاسف دائما فعلی هذا ینبغی للمؤمن اذا اصبح وفرغ

تو پہر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپائدار جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی

من فریضة الصبح ان یفرغ قلبه ساعة فیقول لنفسه یا نفس لیس لی بضاعة الا عمری فاذا فنی یفنی

فجر کی نماز سی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کرکر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہین ہی جب یہہ ہی ہو چکی تو

راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الربح وهذا الیوم یوم جدید قد امهلنی الله تعالی فیه و

راس مال ہو چکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہین ہی اور آجکا دن نیا دن ہی کہ اللہ تعالی نی مجہکو اسمین مہلت عطا کی ہی اور

اخر فی اجلی ولو کان توفانی لکنت اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیه صالحا فاحسب

اجل مین تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو مین آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجہکو پہر دنیا مین بہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرلون ای نفس تو یہی سمجہہ لی

یا نفس انك توفیت ثم رددت الی الدنیا فایاك ثم ایاك ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعات العمر بل

کہ مرکر پہر دنیا مین آیا ہی سو خبردار ہو پہر خبردار رہ یہہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا

کل نفس من انفاسه جوهرة نفیسة لا بدل لها یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة لا یتناهی نعیمها ابد

ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس بی نظیر ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہین جسکی نعمتین کبہی تمام نہون گی سو ایسی انفاس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونهایة الخذلان فان عمر الانسان

بیکار گذرنا یا معاصی مین لگا رہنا بڑا بہی خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی

زمان لاعمال الصالحة المقربة له الی الله تعالی والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی

اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑی ثواب ملی اور یہہ ہی

السعادة التی ینبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلها اذ لیس له منها الا ما سعی کما قال الله تعالی وان لیس

سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کرجائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ

للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیا من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بقدره وهذا

کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی کٹتا ہی وتنی ہی سعادت اخروی گہٹتی ہی اور اسہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادروا الى اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم يضيعوا اعمارهم في

متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تھی اور ہردم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تھی اور اپنی عمر کو

البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادركت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنانيركم ودراهمكم

بیکار اور تقصیر میں نہ کہوتی تہی حسن بصری کہتی ہیں میں نی ایک قوم کو دیکہا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سی زیادہ سنبہالتی تہی کہ تم اپنی اشرفی روپیہ کو سنبہالتی ہو

فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون

کیونکہ جیسی تم میں سی کوئی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسی کار میں خرچ ہو جاوی کہ کچہہ فائدہ نہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تہی کہ انکی عمر میں سی ایک ساعت

ان يخرج من اعمارهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد

بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ

في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيمة لكل يوم وليلة اربع وعشرون

آدمی کو قیامت کی دن ہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس

خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيراها مملوة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فيناله

خزانی کی قطار پیش آویگی پہر اوسکی لئی اونمیں سی ایک خزانہ کہولیگی تو دیکہیگا کہ حسنات کی نور سی بہری جو جو اوس ساعت میں کیا تہا پہر اوسکو

من الفرح والسرور ما لو وزع على اهل النار لادهشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ويفتح له

اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم کردیں تو لی جاوی سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کر سکیں پہر اوسکی لئی اور خزانہ کہلیگا

خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفوح نتنها ويغشاه ظلمتها وهي الساعة التي عصى الله تعالى فيها

اوسکو سیاہ تاریک دیکہیگا کہ بدبو پہیل رہی ہی اور اندہیرا چہا رہا ہی یہہ وہ ساعت ہوگی جسمیں اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی

فيناله من الحزن والغم ما لو قسم على اهل الجنة لنغص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيراها فارغة

پہر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کردیں تو اونپر جنت کی تمام نعمتیں بی مزہ تلخ ہوجاویں پہر ایک اور خزانہ کہلیگا اوسکو خالی پاویگا

ليس فيها ما يسره وما يسوءه وهي الساعة التي نام فيها او اشتغل بشيء من مباحات الدنيا فيتحسر على خلوها

نہ اوسمیں کچہہ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہہ وہ ساعت ہوگی جسمیں سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہوگیا پہر اسکی خالی ہونی پر

ويناله من الالم ما يناله من قدر على الربح الكثير والملك الكبير واهمله وتساهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض

اتنا ارمان کر کر الم اوٹہاویگا جیسی کسیکو بڑا ہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتہہ آسکتا تہا مگر اپنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتہہ سی جاتا رہا اسی طرح خزانی

عليه خزائن اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميرها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب

عمر کی ساعات کی پیش آتی جاوینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کری اور خزانوں سی خالی نچہوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہیں

سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد

اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آنکہہ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتہہ

والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافر النعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لا بد له منها

اور پاوں کیونکہ انمیں سی اگر کسی سی بہی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتوں کا تمام اسباب میں منکر ہوگا جن جن اسباب کی عمل کرنیمیں ضرورت ہوتی ہی اسلئی

في اقدامه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى

کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدایش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری

ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء

اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

والهو

والهواء ولا یتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شیئا من اعضائه فی غیر طاعة الله تعالی یکون کافرا
اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہہ سب بدون پیدایش زمین آسمان کی پورا نہیں ہوتا پہر جسنی کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کار میں لگائی رکہا تو وہ الله کی ان تمام
لنعمة الله تعالی فی جمیع ذلك فلابد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم یکن له راس
نعمتون سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہو ویگا پہر جسکی پاس اصل مال ہی نہین
المال کیف یحصل له الربح وهذه الجوارح السبع له للهلاك والنجاة فمن یهلك یهلك باهمالها وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکر کر سکتا ہی اور ان ساتون اعضا سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بہی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو انکی چہوڑ دینی اور حفاظت نکرنی سی
ومن ینجو ینجو بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس کل خیر واهمالها اساس کل شر ولجهنم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو انکی حفاظت اور نہ چہوڑنی سی اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چہوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازی ہین
وانما یتعین تلك الابواب لمن عصی الله تعالی بتلك الجوارح فیلزم حفظها عن معاصیها اما العین فیحفظها
اور وہ دروازی نافرمانون کی واسطی اون اعضا کی نام سی مقرر ہین تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پہر آنکہہ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی
عن النظر الی ما یحرم نظره بل عن کل فضول مستغن عنه لان الله تعالی یسئل العبد عن فضول النظر کما یسئله عن
بچاوی بلکہ ہر زاید بیکار سی کیونکہ الله تعالی بندی سی فضول نگاہ کا بہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الکلام فاذا حفظها عنه لا یقنع به بل یصرفها الی ما خلقت له من النظر الی عجائب صنع الله تعالی لیستدل
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکہا تو اسی پر نہ بیٹہہ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الٰہی کو دیکہہ کر اوسکی
به علی وجوده وقدمه ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحیوته والنظر فی کتابه وسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام
کتب الدین لیتعلم امور دینه ویتعظ وهکذا یفعل فی کل عضو لا سیما فیما هو رئیس الاعضاء وهو القلب الذی یلزم
کتب دین کو دیکہی تاکہ امور دینی سیکہی اور پند پذیر ہووی اور اسی طرح ہر ہر عضو کو کام مین لاوی خصوصا تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تطهیره من الاخلاق الذمیمة وتزیینه بالاخلاق الحمیدة وتکمیله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بد سی پاک رکہنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم باعمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدین ینبغی له ان یکون عاملا بها والا یسئل یوم القیمة عنها یدل علیه قوله علیه السلام وعن علمه ما
مسائل دینی مین سی کوئی مسئلہ سیکہی تو چاہئی کہ اوسپر عمل کری اور نہین تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہو دیگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچہینگی
عمل فیه فانه مخوف لانه علیه السلام لم یقل ما قال فیه فلینظر العبد فیما علم هل عمل به وکان من الصدقین الذین اثنی
کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہہ ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی یہہ نہین فرمایا اوسمین کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہئی اپنی علم مین آیا اوسپر عمل کیا تاکہ صادقین
الله تعالی علیهم بقوله اولئك الذین صدقوا او خالف علمه بفعله ودخل فی قوله علیه السلام اشد الناس عذابا
مین داخل ہو جنکی الله تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہہ وہ قوم ہی جنہون نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کرکی اس حدیث کی مضمون مین داخل ہوا سخت تر عذاب
یوم القیمة عالم لم ینفعه الله بعلمه وروی عن ابن مسعود انه قال ما منکم من احد الا سیخلو الله به کما یخلو احدکم
قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی الله تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہی جو ہی تم مین سی سو اکیلا دیکہیگا الله کو جیسی دیکہتی ہو تم اکیلی
بالقمر لیلة البدر ثم یقول ما غرك بی یا ابن ادم ما عملت بما علمت یا ابن ادم ماذا اجبت المرسلین یا ابن ادم الم اکن رقیبا
چودہوین رات کی چاند کو پہر فرماویگا تو نی ای شخص میری حق مین کیا دہوکا کہایا ای شخص تو نی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا مین تیری
علی عینك وانت تنظر بها الی ما لا یحل لك الم اکن رقیبا علی اذنك وهکذا علی سائر الاعضاء فتفکر یا مسکین فی عظیم
آنکہہ کا نگہبان نتہا اور تو آنکہہ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا مین تیری کان کا نگہبان نہین تہا اسیطرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین تیری کتنی بڑی خطا ہی

خیانتك اذا ذکرك الله تعالی ذنوبك شفاها اذ یقول لك یا عبدی اما استحییت منی فبادرتنی بالقبیح
جب اللہ تعالی تیری خطاؤن کو منہہ درمنہہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تونی مجھسی حیا نکی جلدیسی خطا کر بیٹھا

واستحییت من خلقی واظهرت لهم الجمیل اکنت اهون علیك من سائر عبادی استخففت بنظری
اور میری خلقت سی حیا کر کر اونکی سامنی اپنی نیکوکاری ظاہر کی کیا مین تیری نظرون مین تمام مخلوقات سی ہلکا تہرا میری نگہبانی کو ہلکا سمجہہ کر کچہہ پروا نہ کی

الیك ولم تکترث به واستعظمت نظر غیری فکیف یکون حالك وخجالتك اذا عدّ علیك
اور اورون کی نظر کو بہت بڑا سمجہا اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجہہ پر اوسکی

نعماءه ومعاصیك والاؤه ومساویك فان انکرت شیئا یشهد علیك جوارحك فتفتضح علی ملأ
نعمتین اور تیری گناہ اور اوسکی خوبیان اور تیری خطا شمار ہونگی پہر اگر تو کچہہ انکار کریگا تو تیری اعضا اتہہ پانو گواہی دینگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنی

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیه ذنبه ولا یطلع علیه غیره
اعضاء کی گواہی کا رسوا ہوویگا ہان بیشک اللہ تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چہپادی اور غیر کو اوسپر خبردار نکری

کما روی عن ابی هریرة رضی الله عنه انه علیه السلام قال یدنی الله العبد منه یوم القیمة ویضع علیه کنفه
جیسی ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ویستره من الخلائق کلها ویدفع الیه کتابه فی ذلك الستر فیقول له اقرأ کتابك فیمر بالحسنة فیبیض لها
تمام خلایق سی چہپالیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑہہ تو سہی پہر یہہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجهه ویمر بالسیئة فیسود بها وجهه فیقول الله له اتعرف یا عبدی فیقول نعم یا رب اعرف فیقول انی اعرف
اور گناہون کو دیکہہ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا پہر اللہ تعالی فرماویگا کچہہ جانتا ہی ہی عرض کریگا ہان ای پروردگار مین تو جانتا ہون

بها منك قد غفرتها لك فلا یزال بین حسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یری الخلائق منه
پہر اللہ فرماویگا مین تجہسی زیادہ جانتا ہون کہ تجہکو معاف کرچکا ہون پہر یہی حال رہیگا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطا کو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا سو خلق کو

الا ذلك حتی ینادی الخلائق بعضها بعضا طوبی لهذا العبد الذی لم یعص قط ولا یدرون ما جری بینه
اسکا یہی حال نظر آویگا یہانتک کہ آپسمین ایک دوسری سی کہیگا یہہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبہی نہین کیا اور یہہ معلوم نہین کہ اللہ تعالی مین

وبین الله تعالی فیما وقفه علیه والاخبار بهذا المعنی کثیرة وذلك بفضل منه فانه یخاطبه خطاب
اور اوسمین وہان کہڑی کہڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور یہہ اسکا فضل ہی فضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فیقول له هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول ممتنا علیه ومظهرا فضله لدیه
ای شخص جانتا بہی ہی عرض کریگا پروردگار مین جانتا ہون پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فانی سترتها علیك فی الدنیا ولم افضحك بها وانا اغفرها لك الیوم قیل هذه ذنوب تاب عنها کما ذکر ابو نعیم
مینی دنیا مین تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہہ لی آج بہی تجہکو معاف کرتا ہون بعضی کہتی ہین یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابو نعیم

عن الاوزاعی عن هلال بن سعد ان الله تعالی یغفر الذنوب لکن لا یمحوها عن الصحیفة حتی یوقفه علیها یوم
اوزاعی سی او وہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالی گناہ تو معاف کردیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہین مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القیمة وان تاب منها قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه ولا یعارض هذا ما فی التنزیل والحدیث من
اگرچہ توبہ کرچکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہین ہی

ان السیئات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعد ما یوقفه علیها ویدل علی هذا ما روی عن ابن مسعود
یعنی خطائین بعد توبہ کی حسنات ہوجاتی ہین شاید کہ تبدیل آگاہ کرینکی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابه فیری فی اوله المعاصی وفی اخرها حسنات فلما رجع فی اوله

کروہ کہتی ہین کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال مین نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر مین حسنات پہر جب ابتداء نامہ پڑہیگا

رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه قال اذا تاب العبد تاب الله علیه وانسی الحفظة ما کانوا علموا من مساوی

توکیا دیکہتا ہی کہ سراسر حسنات ہین اور ابن عباس روایت ہی کہ کہتی ہین جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اسہ بہی اوسپر رحمت کرتا ہی اور کرام کاتبین کو بہلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ

عمله وانسی جوارحه ما عملت من الخطایا وانسی مقامه من الارض وابه من السماء لیجیء یوم القیمة ولیس

دیکہہ چکی تہی اور اوسکی اعضا کو بہلا دیتا ہی جو جو خطا کی تہی اور زمین پر کا ٹہور ٹہکانا اور آسمان کی تلی کس جگہہ سب بہلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف

من المخلوقات شیء یشهد علیه قیل هی ذنوب کانت بینه وبین الله تعالی واما ما کان بینه وبین العباد فلا بد

آویگا کہ مخلوقات مین سی کوئی اوسکا برا کہنی والا نہوگا بعضی کہتی ہین یہہ وہ گناہ ہین جو صرف حقوق اللہ مین رہی وہ گناہ جو حقوق العباد ہین سو انین ضرور ہی

فیها من القصاص بالحسنات کما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من کانت عنده مظلمة لاخیه من

کہ حسنات مین سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا

عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ

یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی

منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمله علیه وروی عن ابی هریرة رض

تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اوسپر ڈالی جاوینگی اور ابو ہریرہ سی بہی روایت ہی

ایضا انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم مین وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچہہ سامان فرمایا مفلس میری امت مین

امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعطی

وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوۃ لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم

پہر نیکیان کچہہ اسکو دی جاوینگی اور کچہہ اوسکو پس اگر اوسکی حسنات ادار حقوق سی پہلی ہو چکین تو اونکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑینگی

فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فینظر هل علیه من

پہر اوسکو دوزخ مین پہینکدینگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد سی اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ

حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاته من فرائض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم

یا حق العباد کچہہ ہی یا نہین پہر اوسکا عوض کر دی جو فرایض الہی مین سی فوت ہوا ہو ادا کردی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری

حبة حبة ویستحل من تعرض له بیده ولسانه وسائر جوارحه ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق علیه

اور جسکو ہاتہہ سی یا زبان سی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوسی معاف کرالی اور اونکا دل خوش رکہی آخر مری تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی

فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصمائه ویتشبثون

فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت مین بی حساب چلا جاوی اسلئی کہ اگر حقوق ادا کرنی سی پہلی مرگیا تو مدعی گہیر کر ناخن سی نوچینگی

فیه مخالبهم فهذا یقول ضربتنی وهذا یقول استخدمتنی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استهزأتنی

ایک کہیگا مجہکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسی چہل کی تہی

وهذا یقول اغتبتنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول بایعتنی واخفیت عنی عیب متاعک وهذا

کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہپا لیا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب ظاہر نکیا کوئی

يقول كذبت في سعر متاعك وهذا يقول وجدتني مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم
کہیگا مال کی بہاؤ مین تونی مجہسی جہوٹ بولا اور کوئی کہیگا تونی مجہپر ظلم ہوتی دیکہا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تونی مجہکو ظلم سی نہ بچایا

وهذا يقول رأيتني على منكر فما نهيتني عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
اور کوئی کہیگا مجہکو تونی گناہ مین مبتلا دیکہا پر مجہکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت مین مدعیون کی کثرت سی حیران پریشان ہوگا اسواسطی کہ کوئی باقی نرہیگا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلمة بغيبة او استهزاء او خيانة او نظر
تمام عمر مین جس سی کچہہ معاملہ کیا ہو درہم سی یا بیٹہا ہو مجلس مین مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى المولى الغفار لعله يخلصه من ايديهم اذ يقرع
حقارت سی دیکہنی کا اور بیشک اونکی مقابلہ سی تہک رہیگا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہاویگا کہ شاید وہ ہی اونکی ہاتہہ سی بچادی کہ اسکی

سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر
کان مین یہہ آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین آج اسسنتی ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا سو ای غافل

ايها الغافل ما انذرك الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمون فما اشد فرحك
یاد کر جو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین ڈرایا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بیخبر ہی ان کامونسی جو کرتی ہین بی انصاف سو اب تو لوگون کی

اليوم بكسر اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذا وقفت على بساط العدل وشوفهت
آبرو بگاڑکر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور تجہکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك تؤخذ من حسناتك
حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگیا طاقت ہوگی حق ادا کرنی کی یا عذر پیش لانی کی سو اوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التي صرفت فيها عمرك وتعطى الى خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك
حقوق کی بدلہ مین تیری مدعیون کو دی جاوینگی چنانچہ حدیثون مین آیا ہی سو اپنی مصیبت کو

في مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة سلمت من آفات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
ایسی دن مین غور کر اسلئی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز مین

واحدة في مدة طويلة يبتدرها خصمائك ويأخذونها وقد قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد
کوئی ایک آدہا بچا ہی تو مدعی نزت چہین جہپٹ لینگی اور کہتی ہین اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیون کی برابر ہو وی اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى
نیم دانگ کا ہو بی رضامندی مدعی کی جنت مین نہین جاسکتا اور کہتی ہین کہ ایک دانگ کی بدلہ سات سو نمازون مقبول کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذكره القشيري في التحبير وقال الامام الغزالي في الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
یہہ بیان قشیری کا ہی تحبیر مین اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام

الليل وصيام النهار لعلمت انك لا ينقضي عليك يوم الا ويجري على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفي جميع
اور دن کی صیام پر مداومت کرتا ہی تب تو بیشک معلوم کرلیگا کہ تجہہ پر کوئی دن ایسا نہین گذرتا کہ تیری زبان پہ مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فكيف ببقية السيئات من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم
حسنات کو پورا کرلیتی ہی پہر باقی گناہون سی کیونکر بچی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادت مین کوتاہی کی ہو اور حقوق سی کیونکر رستگاری ہوگی

يوم يقتص فيه للجماء من القرناء ويقول الكافر يا ليتني كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان
جس روز منڈی کی جانور کا سینگ والی سی بدلہ لیا جاویگا اور کہیگا کافر کسیطرح مین مٹی ہوتا سو ای مسکین حقوق العباد مین خدا کا خوف کر کیونکہ

ما كان بينك وبين الله تعالى خاصة فالمغفرة اليه اسرع واما ما كان عليك من حقوق العباد فلا بد من
جوکہ صرف حقوق الہی ہین تو اوسکی مغفرت جلد ہو سکتی ہی اور جو تجہپر حقوق العباد ہین تو اوسمین مالکو نسی ضرور

استحلال اربابها فمن عسر عليه الاستحلال فعليه ان يكثر ما قدر عليه من الاعمال الصلحت ويستغفر
معاف کرانا چاہئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات

لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنت فی عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك يرجى من فضل الله تعالى وكرمه
مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو اللہ کی فضل وکرم سی امید ہی

ان يرضى خصمه يوم القيمة لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى بدت
کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک

ثناياه فقيل له مم تضحك يا رسول الله فقال رجلان من امتى جثيا بين يدى رب العزة فيقول احدهما
ظاہر ہوگئی کسیی پوچہا یا رسول اللہ آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا

يا رب خذ مظلمتى من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب ما بقى من حسناتى
یا الٰہی میرا حق اس بہائی سی دلادی اللہ تعالی نی فرمایا اپنی بہائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہین ہی

شئ فيقول الله تعالى ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شئ فيقول يا رب فليحمل عنى من اوزارى
پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہین ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی اوسپر رکہی جاوین

ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگون کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اورون پر پڑ جاوین

من اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك الى الجنان فيرفع بصره فيرى ما اعجبه
پہر فرمایا پہر اللہ تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت

من الخير والنعمة فيقول لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطينى ثمنه فيقول ومن يملك ثمنه
موجود ہی پوچہا الٰہی یہہ کسکا ہی اللہ فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دی سکتا ہی

يا رب فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب فيقول
اللہ فرماویگا تو دی سکتا ہی عرض کریگا الٰہی کہانسی اللہ فرماویگا اپنی بہائی کو معاف کرنی عرض کیا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی

الله تعالى خذ بيد اخيك وادخل الجنة ثم قال رسول الله عليه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم
فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپسمین صلح رکہو

فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين يوم القيمة قال القرطبى فى تذكرته نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس
بیشک اللہ تعالی قیامت کی روز مسلمانون مین صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ مین شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہین

ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه بل اراد ان يعفو عنه ويغفر له ويرضى خصمه وكذلك ما روى عنه عليه السلام
جنکو اللہ تعالی کو عذاب کرنا منظور نہین ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کرکر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث

ان مناديا ينادى من تحت العرش يوم القيمة يا امة محمد اما ما كان لى قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو سبنی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتى فانه ايضا لبعض الناس لا لكل احد اذ لو كان ذلك لكل احد لما دخل احد النار
سو تم معاف کرکر میری رحمت سی جنت مین چلی جاؤ یہہ بہی بعضی شخصون کی لئی ہی ہر یک کی لئی نہین ہی کیونکہ اگر ہر یک کی لئی ہوتا تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاتا

وقد وردت اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار
اور بیشک صحیح حدیثیں ثقات نے نقل کی ہیں اون پر ایمان لانا ضروری ہے کہ جو ایمان والا ہوگا سو گناہوں کی شامت سے دوزخ میں نہیں رہیگا

بكسب الاوزار بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض
بلکہ دوزخ سے نکلیگا اور دوزخ میں سے نکلنا بدون داخل ہوئے نہیں ہوسکتا قرطبی اپنی تذکرہ میں کہتے ہیں بعضی علماء یہہ گمان کرتے ہیں

العلماء ان الصيام يختص بعامله موفرا له اجره ولا يؤخذ منه شيء لمظلمة ظلمها متمسكا بما قال الله تعالى
کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اوسیکی ثواب کو بڑہادیگا اسمیں سے کسیکی حق کی بدلہ میں کچھہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے

في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لكن احاديث القصاص يرد هذا الظن فان الحقوق تؤخذ
حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ روزہ میری لئے ہے اور میں ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ لینی کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق تمام

من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكون نيته وترك
اعمال میں سے ادا کئی جاوینگی روزہ ہو یا کچھہ اور ہو اور کوئی کہتا ہے روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی بہید ہے اوسپر سوای اوسکی کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ

المفطرات والملئكة الكتبة لا يطلعون عليه ولا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لاحد ولا مكتوبا في الصحيفة
نیت ہی اور مفطرات سے بچنا اور فرشتے کرام کاتبین وہی جانا کرتی ہیں جسکا اونکو علم ہو پہر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ میں مندرج ہوا

يستره الله تعالى ويخبؤه حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سيئاتهم فتذهب عنهم فلا
تو اللہ تعالی اوسکو چہپا رکہتا ہے تاکہ اوسکی لئے دوزخ کی ڈہال بنجاوی بیشک سب اسپر اپنی گناہ ڈالینگی سو اونسے اوتر جاوینگی کچھہ

تضرهم لزوالها عنهم ولا يضره ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المريدين
ضرر نکرینگی کیونکہ اونکی ذمہ سے موقوف ہوچکی اور اسکو بہی ضرر نہ کرینگی اسلئے کہ روزہ اسکی لئے ڈہال موجود ہے قاضی ابوبکر بن عربی سراج المریدین میں کہتی ہیں

هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم
یہہ خوب تاویل ہے ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پہ کچھہ نہیں ہے اور حمد اللہ کی ہے چوسٹھویں مجلس اس بیان میں

محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك قال رسول الله صلى الله
کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سے ضروری ہے کہ مناقشہ میں ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصابيح رونه ام المومنين عائشة
فرمایا نہیں کوئی جسے قیامت کی دن حساب طلب ہووے مگر ہلاک ہوویگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ام المؤمنین عائشہ کی روایت

فانها لما سمعته قالت اوليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذلك العرض
سے عائشہ رض نے یہہ سنتی ہی عرض کیا کیا اللہ تعالی یہہ نہیں فرماتا تو اوسے حساب لیناہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ پیشی ہے

ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب ان يستقصى فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا
ولیکن جسکی حساب میں مناقشہ ہوا تو وہ ہلاک ہوا اور حساب میں مناقشہ یہہ ہوتا ہے کہ حساب پورا کیا جاوے کوئی بات تہوڑی نہ بہت

صغير ولا كبير الا يسئل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصى في حسابه والحديث يحتمل
چہوٹی نہ بڑی باقی نرہے کہ اوس سے سوال نہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہے کہ بندہ کی سامنے اوسکی اعمال کردیں اور پورا پورا حساب نہو اور اس حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہیں

معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكا لما فيها من التوبيخ وثانيهما ان تفضي الى الهلاك فاذا ثبت
ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووے کیونکہ اوسمیں زجر و توبیخ ہوتی ہے اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچاوے جب یہہ امر ثابت ہوا

ان العبد يسئل يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفؤاده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر
کہ آدمی سے قیامت کی دن ہر شی کا سوال ہوگا یہاں تک کہ کان اور آنکہہ اور دل سے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک کان اور آنکہہ

والفؤاد

والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان ينا قش في الحساب لانه هو تاجر
اور دل یہہ سب پوچھی جاوینگی اب آدمی پر واجب ہی کہ اپنی حال کو حساب کی مناقشہ سی پہلی پڑتا لتا رہی کیونکہ آدمی آخرت کی
في طريق الآخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره في الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه في المعاصي والسيات ونفسه
رستہ کا سوداگر ہوتا ہی اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعات اور عبادات مین صرف کرنا اوس تجارت کا فائدہ ہی اور عمر کا معاصی اور سیاٰت مین تلف کرنا
شريكه في هذه التجارة هي وان كانت تصلح للخير والشر لكنها للمعاصي اقبل والى الشهوات اميل فلا بد له من مراقبتها ومحاسبتها
خسارہ ہی اور اس تجارت مین نفس اوسکا ساجھی ہی اور نفس مین اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونو کی ہی پر وہ معاصی کیطرف بہت متوجہ اور شہوات کی طرف بہت جھکتا ہی
لانه ان اهملها لحظة تسرع في الخيانة وان تمادى في الاهمال تمادى في الخيانة حتى يذهب راس المال كله
سو آدمی کو لازم ہی کہ اوسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر دم بہر بہی حفاظت نکریگا تو وہ نزرت خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چہوڑ ی رکہا تو ہمیشہ خیانت کرتا رہیگا
واما من لم يهملها بل راقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان
آخر وہ اصل مال تمام ہو چکیگا اور جسنی مطلق العنان نچہوڑا بلکہ دیکہتا رہا اور حساب لیتا رہا تو اوسکو نفع نقصان اور گہٹنا بڑہنا معلوم ہوتا رہیگا
ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما
اور محاسبہ واجب ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور چاہی دیکہلی ہر جی کیا
قدمت لغد ففي هذه الآية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر منكم
بہیجا ہی کل کیواسطی سو اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک تم مین سی یہہ نگاہ کرتا رہی
ما قدم ليوم القيمة من الاعمال اهي من الصالحات التي تنجيه ام هي من الطالحات التي ترديه فان الحسنات يوم القيمة
کہ قیامت کی دن کی لئی کیا عمل کر رکہا ہی آیا وہ عمل نیک ہی جس سی نجات ہووی یا وہ عمل بد ہی کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب
انما يخف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في الرخاء
اوسہی شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا مین لیتا رہتا ہی اور اوسپر دشوار ہو گا جسنی نفس کو چہوڑ رکہا ہی اور حساب نہین لیتا کیونکہ جو شخص اپنی نفس کا حساب آرام کی وقت
قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان
سختی کی حساب سی پہلی لیتا ہی تو اوسکا انجام رضامندی اور آسودہ مندی کیطرف ہی اور جو چہوڑی رکہتا ہی اور اوسکا حساب نہین لیتا تو اوسکا انجام ندامت اور حسرت کی
الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن له مكشوفا في حيوته كما ينكشف للمستيقظ ما لم يكن مكشوفا في نومه
طرف ہی بیشک انسان کو مرتی ہی موت کی سبب وہ سب باتین معلوم ہو جاتی ہین جو زندگی مین معلوم نہین تہین جیسی نیند سی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوتی مین
والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فينكشف له اولا ما ينفع من حسناته وما يضره من سياته فلا ينظر الى سيئة الا
معلوم نتہا اور آدمی اب سوتی ہین مرینگی تو جاگینگی پہر اوسکو پہلی پہل حسنات نفع رسان اور بدیان ضرر رسان معلوم ہونگی پہر بدیون کی طرف کمال حسرت سی
يتحسر عليها تحسرا يختار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن
دیکہیکر یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا مین ڈوبون کسیطرح مخلصی ہو کیونکہ جبتک دنیا مین رہا تو دنیا کی کاربار مین اسکی خبر نہ لی
الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فيه
اب موت سی وہ کاربار چہوٹی تو اوسپر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن سی پہلی ظاہر ہونگی اور جدائیکی آگ دنیا فانی کی لذتون سی
نار الفرقة عما كان يطمئن اليه من لذائذ الدنيا الفانية وهذا نوع من العذاب يهجم عليه قبل الدفن وبعد
جن پر جی لگا رکہا تہا بہڑک اوٹہی گی اور یہہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد
الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك
ایک اور طرح کی عذاب کی واسطی اوسکی بدن مین پہر جان ڈالی جاویگی اور اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی گہر مین

عند غيبته اعتمادا على ان الملك يتساهل في امره او لا يدري ما يتعاطاه من قبيح افعاله فاخذه الملك بوما بغتة

اسکی پیچھی اس بہروسہ پر عیش اڑانی لگا کہ بادشاہ اس باب مین درگذر کریگا یا یہہ نہین سمجھتا کہ کیا بدمعاملہ کررہا ہی پہر اوسکو بادشاہ نی ایک روز جا چک

وعرض عليه جريدة قد دونت فيها جميع فواحشه وخياناته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غيور

گرفتار کرکی اوسکی عمل کی فرد پیش کی جسمین اوسکی تمام بدیان اور چوریان ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکھی ہوئی تہین اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت ہی

على حرمه منتقم من الجناة على ملكه غير ملتفت الى من يتشفع اليه من العصاة عليه فتفكر في امر هذا الشخص

اپنی سلطنت میں خطاوار کا سزا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہین کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق مین کہ بادشاہ کی عذاب کرنی سی پہلی

ما يكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك عليه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهكذا يكون حال الميت

مارے خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتون پر

المغتر بلذائذ الدنيا المطمئن اليها قبل نزول عذاب القبر عند موته واما من احترز عن شهوات الدنيا واشتغل

اطمینان سی بہولا ہوا تہا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سی الگ اور طاعات مین مصروف رہتا تہا

بالطاعات ولم يكن له انس الا بذكر الله تعالى فيكون حاله كحال من كان محبوسا في مكان ضيق مظلم ففتح له

اور اوسکو سوا یاد الہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان مین قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی

باب يخرج منه الى بستان واسع لا يرى منتهاه وفيه انواع الاشجار والازهار والطيور والثمار والحياض

اوسمین سی ایک بڑی وسیع باغ مین چلا جاوی جسکی کچہہ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمین قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین

والانهار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يقبل على نفسه ويقول لها يا نفس اما تعرفي ان بين يديك الجنة والنار

اور نہرین ہون اس صورت مین عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہو کر نفس سی کہی ای نفس کیا تجہکو خبر نہین کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ

وانت ذاهب الى احدهما عن قريب فما لك لا تستعد للموت وهو اقرب اليك من كل قريب فانك ان تراه

اور تو انہین سی ایک مین جلدی جانیوالا ہی پہر تجہکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہین کرتا اور وہ ہر نزدیک شئی سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گنتا ہی

بعيدا لكن الله تعالى يريه قريبا اذ قال ان الموت الذي تفرون منه فانه ملاقيكم وعساه ان يختطفك

دور سمجہے پر اللہ کی علم مین بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجہکو آج آدباوی یا کل

اليوم او غدا فانه اذا جاء يجيء بغتة من غير تقديم رسول اذ ليس لمجيئه سن معين ولا وقت معلوم لا في

سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی ایلچی نہ آئیگا کیونکہ اوسکی آنیکا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا نہ

الصيف ولا في الشتاء ولا في الليل ولا في النهار ولا في الصبي ولا في الشباب بل كل نفس من انفاسك يمكن ان يجيء الموت

جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات مین سی ممکن ہی کہ ناگاہ

فيه فجاءة ولو لم يجيء الموت فيه فجاءة فهو يفضي الى الموت فما اعجب غفلتك عنه اما تتامل قوله تعالى اقترب للناس

موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہ ہی موت تک لیجاوی اسمین تجہکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت مین غور نہین کرتا نزدیک

حسابهم وهم في غفلة معرضون وما اعجب حالك انك تدعي الايمان بلسانك واثر النفاق ظاهر عليك فان

آگئی ہی لوگون کو حساب کا وقت اور وہ بیخبر ٹلتی ہین اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکہ تیرا

سيدك ومولاك قد تكفل لك في امر الدنيا حيث قال وما من دابة في الارض الا على الله رزقها وانت تكذبه

سید اور مولی دنیا کی خرچ برچ کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہین پانوچلنی والا زمین پر مگر اللہ پہہ ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو

بافعالك وتتكالب عليه تكالب المدهوش المستهتر ووكل امر الاخرة الى سعيك حيث قال وان ليس للانسان الا

اپنی حرکاتسی جہٹلاتا ہی اور اوسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش چہل باز اور اوسنی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہی

ما سعى وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحقر وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان باللسان
جو کا یا اور تو ایسی بے پروائی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سے منہ پھیر تا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی
يكفي فلماذا يكون المنافقون في الدرك الاسفل من النار فما جرأتك على معصية الله تعالى ان كان مع عقدك
کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ میں کیوں جاتے پس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی
انه تعالى لا يراك فما اعظم كفرك وان كان مع علمك بانه تعالى يراك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك
کہ اللہ تعالی تجھکو نہیں دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی
فباي جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشديد عقابه واليم عذابه افتظن انك تطيق عذابه وعقابه
پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنے آتا ہی کیا تو یوں جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو
هيهات هيهات كانك لا تؤمن بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذ طعمتك انه يضرك في مرضك
سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدی کہ اس مرض میں یہہ تجھکو نقصان
لصبرت عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كتبه المنزلة وقول الانبياء المويدين بالمعجزة اقل عندك
دیگا تو البتہ اوس پر صبر کری اور کہانا چھوڑ دی پس گویا اللہ تعالی کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیا کا ارشاد جنکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک
تاثيرا من قول يهودي يخبرك عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان
یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر میں کمتر ہی باوجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھی ایک بچہ یہہ کہدی کہ
في ثوبك عقربا لرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سوال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من
تیری کپڑی میں بچھو ہی تو تو ترت بے تامل اپنی کپڑی پھینکدی نہ سوچی نہ پوچھی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کمتر ہی
قول صبي وصار نار جهنم واغلالها وافاعيها وعقاربها احقر عندك من عقرب لا تحس بالمه الا يوما
یا دوزخ کی آگ اور زنجیریں اور سانپ اور بچھو تیری نزدیک ایسی بچھو سی جنکی لہر غایت ایک دن
واقل منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لك بالمرصاد
یا کمتر ہوتی ہی نہایت نکمتر ہیں اب اگر تو یہہ تمام باتیں جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پہر تجھکو کیا ہوا کہ شہوت میں مشغول رہتا ہی اور نیک عمل میں تاخیر کرتا ہی اور موت تیری
فلعله يختطفك من غير مهل فبماذا امنت من استعجاله فكم من مستقبل يوما لم يستكمله وكم من مومل غدا لم
داؤں ہی میں ہی شاید کہ وہ تجھکو ابھی اچک لی پہر تجھکو اوسکی جلد سے کیا بچاؤ ہی سو اکثر اصبح کرنیوالی دن پورا نہیں کرنی پاتی اور اکثر اگلی دن کی امیدوار وہ
يبلغه وعلى تقدير انك وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الى اخرها فما ظنك ان من لم يطعم لدابته
دن نہیں پکڑ سکتی اور یا تاکہ تجھکو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹٹو کو کہانا دانہ
الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل المانع عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير
کبھی نہ دیوی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اتنی طاقت رکھتا ہی کہ اوس ٹٹو پر پہاڑ پر چڑہ جاوی اور نیک عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی گا اور کیا سبب ہی سوا اسکی
عجزك عن مخالفة هواك لما في ذلك من التعب والمشقة وهل تجد يوما ياتيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم
کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہیں کر سکتا کیونکہ اسمیں دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کوئی ایسا دن معلوم ہی جسمیں ہوا ہوس کی مخالفت دشوار نہو گی ایسا دن تو
لم يخلقه الله تعالى ولا يخلقه الا في الجنة والجنة محفوفة بالمكاره والمكاره لا تكون خفيفة على النفوس
اللہ تعالی نی کوئی نہیں پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی چارطرف مکارہ ہیں اور مکارہ نفس کو کبھی خوش نہیں آتی
قط هذا محال وجوده فان كنت لا تفهم هذه الامور الجلية وتركن الى التسويف فاي حماقة تزيد على هذه
یہہ محال ہی ہرگز نہیں ہو سکتا پہر اگر تو ایسی ظاہر مقدمات کو نہیں سمجھتا اور عمل میں درنگ کئی جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہو گی اگر

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دنياك اما
تجھکو اسد کی کرم اور فضل پر بہروسہ ہی تو کیا وجہہ ہی کہ دنیا کی کاروبار مین اسد تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسا نہین کرتا بہلا
تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله و
کیا تو جاڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہین کرتا کہانا اور ایندہن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اسد تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسہ
كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك افتظن ان برد زمهرير جهنم
نہین کرتا تاکہ اسد تعالی یون ہی جاڑی کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اسد تعالی کو یہہ بہی قدرت ہی کیا تجھکو یہہ خیال ہی کہ خنکی زمہریر کی جاڑی کی
اخف بردا واقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك تنجو منها من غير سعي هيهات هيهات فان برد الشتاء
ٹہر سی ہلکی ہی اور تہوڑی دنون ہوگی یا تجھکو یہہ خیال ہی کہ اوس سی بی محنت بچ رہی گا کبہی نہین کبہی نہین بیشک جاڑی کی ٹہر
كما لا يندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن
جیسی بدون جبہ اور ایندہن وغیرہ لوازم کی دفع نہین ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹہر ہرگز نہین جاتی بدون پناہ لینی
بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصن لا في ان يدفع
طاعات اور عبادات کی منکرات کو چہوڑ کر اور اسد تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی کہ تجھکو طریقہ پناہ کا بتا دیا یہہ نہین ہی کہ اوسکی تکلیف
عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يخلق لك النار و
بدون پناہ کی دور کردی بیشک اسد تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب مین یہہ ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور
يهديك طريق استخراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الجبة والحطب
اوسکو چقماق سی نکالنی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی خنکی جاڑی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندہن
وسائر اللوازم مما يستغني عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك
اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچہہ پرواہ اور نیاز مندی نہین ہی صرف تو ہی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمین تیرا آرام ہی ایسی ہی
طاعتك ومجاهدتك مما يستغني عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك
تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہین ہی عذاب الیم سی نجات کا یہہ ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ
الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العلمين ولعلك تقول لا يمنعني
جسنی بہلائی کی سو اپنی جان کی لئی اور جسنی برا کیا سو اپنی نقصان کو اور اسد بی پرواہی عالمین سی اور شاید تو کہنی لگی مجھکو راہ راست سی
عن الاستقامة الا حرصي على لذة الشهوات وقلة صبري على الالام والمشقات فان كنت صادقا في ذلك
بجز حرص مزہ داری شہوات کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہین روکتا اب اگر تو اسمین سچا ہی تو تیری کتنی بڑی
فما اشد حمقك وما اقبح عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالية عن الكدورات في
نادانی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوات تو فانی ہی ابہی ہو چکین گی اور کبہی کسی وقت مین کدورت سی خالی نہین ہین
حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن
اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت مین جانا طلب نہین کرتا تاکہ اوسمین عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورتسی ہمیشہ کو صاف
الكدورات في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك
کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جتنک کہ تو وہان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ
ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فلان اتجرت فيما بقي ربحت وان ضيعت الباقية
زندگی کی دن ہین سو ان تو اکثر کہو چکا ہی اوسمیں سی چند روز باقی رہ گئی ہین پہر اوس بقیہ مین اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بہی کہو دیا

واستمررت على عادتك القديم خسرت خسرانا مبينا فانتبه يامسكين من نوم الغفلة فان الموت موعدك

اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہوویگا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکہین کہول بیشک موت تیرا وعدہ ہی

والقبر بيتك والتراب فراشك والفزع الاكبر امامك وعسكر الموتى في خارج البلد ينتظرونك كلهم

اور گور تیرا گہر ہی اور مٹی تیرا بچہونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب

الوا بالايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوك ويضموك الى انفسهم اما تعلم انهم يتمنون

سخت سخت قسمین کہائی ہوئی ہین کہ تجہکو بغیر اپنی جگہہ سی نہ ٹلینگی اور تجہکو اپنی ساتہہ ملا دینگی کیا تجہی خبر نہین کہ وہ ایک دن کیواسطی دنیا مین آنیکی آرزو کرتی ہین

الرجعة الى الدنيا يوما ليشتغلوا فيه بتدارك ما فرط منهم وانت تضيع ايامك وتظن انهم دعوا الى الاخرة

تاکہ اپنی تعدی کا عوض اوتارین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین

وانت من المخلدين هيهات هيهات فانك في هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبني على ظهر الارض

اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبہی نہین کبہی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جب سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برباد کئی جاتا ہی زمین پر محل چنواتا ہی

قصرك وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة

اور عنقریب زمین کا گڑہا تیری قبر ہونیکو ہی ہر روز مال بڑہنی کی خوش ہوتا ہی اور عمر گہٹنی کا تجہکو کچہہ غم نہین ہی آخرت سی منہہ پہیرتا ہی

وهي مقبلة عليك وتقبل على الدنيا وهي معرضة عنك فما اعجب حالك اذ انك مع كونك مرتكبا لانواع

اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہورہا ہی اور وہ تجہسی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا بہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کئی جاتا ہی

الخطايا لا تجتهد في عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاحذر يامسكين

آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہین ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبہی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان برای مسکین

يوما الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عبدا امره في الدنيا ونهاه فيها حتى يسئله عن عمله قليله و

اوس دن سی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نچہوڑیگا یہان تک کہ اوسی تمام اعمال کی پرسش کریگا تہوڑا ہو

كثيره دقيقه وجليله خفيه وجليه فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب

یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکہہ تو او غافل کیا منہہ لیکر سامنی کہڑا ہوگا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا

عن سواله واعدد للسوال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقية عمرك الى العمل الصالح في ايام قصار لايام

جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکہہ جواب باصواب اور بچہتی عمر چہوٹی چہوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی

طوال في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على المجاهدة والمواظبة على الطاعات فما سبيل

واسطی دار فنا مین دار بقا کی واسطی اچہی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور دائمی طاعات کو نہین مانتا پہر اسکا

معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان تختار صحبة عبد يجاهد

کیا علاج تو سمجہہ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی مین مجاہدہ

في طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقتدي به لكن هذا العلاج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد

کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کرکر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص

في العبادة اجتهاد الاولين فلا علاج انفع لك في هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا

جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو اب تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی برابر کوئی نہین ہی

فيه من الجهد الجهيد وقد انقضى تعبهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابد الاباد وما اشد حسرة من لا يقتدي

کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تہی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہگیا جو کبہی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹہاویگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

بهم فيمنع نفسه اياما قلائل لشهوات مكدرة ثم ياتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيه فعليك ان تطالع
کہ اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکہی پہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سو تجھکو صحابہ

احوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد
اور تابعین اور اونکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ بہت ضروری ہی اور انکا حال دیکہ کر تجہہ پر یہہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما يتيسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان
دینداروں سی کتنا الگ ہین پہر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادات اوسہی زمانہ مین ہوسکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا

واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرون بك ويقولون انه مجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا
اور رہا یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ مسخرہ بناکر باؤلا کہدینگی سو اونکی موافق جو وہ کرتی ہین کئی جا

يجري عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غرورها وتنخدع
جو اونکا حال سو تیرا حال مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زور مین آجاوی

بتدويرها وقل لها أرأيت لو هجم سيل يغرق كل من صادفه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم
تو اسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانی کی ایسی رو چڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈبولی اور ایک گانو والی اپنی جگہہ پر ٹہری رہین اور اپنا بچاؤ نکرین

وانت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتخلص بها من الغرق فهل يختلج في قلبك ان المصيبة
اور تجہکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی سی بچ جاوی اب بہی تیری دلمین یہہ خدشہ آویگا کہ مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم في صنيعهم وتاخذ حذرك مما دهاك فاذا كنت لا تترك موافقتهم خوفا
یا اونکا ساتہہ چہوڑ کر اس حرکت سی اونکو نادان بتاویگا اور اوس رو سی اپنا بچاؤ کرلیگا پہر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہہ چہوڑتا ہی

من الغرق وعذاب الغرق لا يتمادى الا ساعة من ليل او نهار فكيف لا تهرب من عذاب الابد وانت متعرض له في كل
اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن مین بجز ایک ساعت کی زیادہ نہین ہوتی پہر دائمی عذاب سی کیون نہین بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن اين تطيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا
اور مرگ با نبوہ کیسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوتی ہین کیونکہ یہی کہتی تہی

اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى
ہمنی اپنی باپ دادی کی ایک راہ پر پائی اور ہم اونہین کی قدمون پر چلتی ہین سو بچنا پہر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہین نگاہ نکرنا

قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال
بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندون کی اطاعت کریگا تو اللہ کی راہ سی بہکاوینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها
پینسٹہوین مجلس امت کو توبہ پر رغبت دلانی مین اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعاني الثلثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه
باعتبار تینون معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای لوگو اللہ کیطرف توبہ کرو کیونکہ مین طرف اللہ کی

في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه الاغر المزني وفيه حث الامة على التوبة لانه عليه السلام
ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی اغر مزنی کی روایت سی اور اسمین امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبة ليلا ونهارا
ہر روز سو بار توبہ کرتی تہی باوجود اس شوکت کی معصوم ہوکر پہر کیونکر رات دن توبہ نکرتا رہی

من يدنس جريدة اعماله بالذنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلثة امور

جسکا نامۂ اعمال پی در پی گناہوں سی سیاہ ہوتا رہتا ہی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی ہی

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب

علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہی دوسرا مرتبہ حال ہی تیسرا مرتبہ عمل ہی اور یہہ اسلئی کہ آدمی جب یہہ معلوم کرتا ہی کہ گناہ سی بڑا ہی

وكونها حجابا بينه وبين محبوبه في الاخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تألمه هذا ندما

نقصان ہوتا ہی اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی بیچمین مثال پردہ کی ہو جاویگا تو اس معرفت سی اوسکی دلمین الم پیدا ہوتا ہی اور اس الم کو ندامت کہتی ہین

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعل له

پس یہہ معرفت تو علم ہی اور یہہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت سی پیدا ہوتا ہی پہر یہہ ندامت جب دلپر غالب ہو جاتی ہی تو دلمین ایسی کام کا ارادہ آتا ہی

تعلق بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فبترك الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم

جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سی لگاؤ ہوتا ہی پہر زمانہ حال سی یہہ علاقہ ہوتا ہی کہ گناہ سی باز رہتا ہی اور استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ عزم کرتا ہی

على تركها الى اخر العمر واما تعلقه بالماضي فبتدارك ما فات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء

کہ عمر بہر پہر گناہ نکرونگا اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ جو بات فوت ہو گئی ہی اوسکا عوض اور قضا کری اگر قابل عوض اور قضا کی ہو

وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب سموم

اوسکا یہہ فعل عمل ہی جو ندامت سی حاصل ہوا اور وہ ندامت علم سی پیدا ہوئی اور یہان علم سی مراد ایمان اور یقین ہی کہ گناہ آخرت مین زہر قاتل ہوتی ہین

مهلكة في الاخرة ونور هذا الايمان اذا اشرق على القلب يثمر نار الندم لانه يبصر باشراق نور الايمان عليه انه

اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہی تو ندامت کی آگ بہڑک اوٹھتی ہی کیونکہ ایمان کی نور سی جو اوسپر چمکتا ہی ظاہر دیکھتا ہی کہ اپنی محبوب سی الگ رہ گیا

صار محجوبا عن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار ارادة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر

اب محبت کی حرارت شعلہ زن ہوتی ہی اوس حرارت کی زور سی اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہی جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سی

من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلثة معان يطلق اسم التوبة على مجموعها

متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہہ تین امور ہین اس مجموعہ کو توبہ کہتی ہین

فاذا تحققت هذه المعاني الثلثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة

جب یہہ تینون امر موجود ہوتی ہین تو توبہ بیشک ہوتی ہی اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتی ہین اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹہراتی ہین

والفعل المذكور كالثمرة وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبة اذ لا يخلو الندم عن علم يوجبه ويثمره

اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتی ہین اور اسیہی اعتبار سی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی ندامت ہی توبہ ہی اسلئی کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور موجد ہی اور

وعن عزم يتبعه ويتلوه فيكون الندم محفوفا بطرفيه احدهما ثمرته والاخر مثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع

بغیر عزم کی کہ اوسکی پیچہی لازم ہوتا ہی نہین ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سی گہری ہوتی ہی ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد ہوتا ہی پہر بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على الجميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين

مسلمانوں پر بالفعل فرض واجب ہی وجوب تو سبکی اوپر اس آیت سی ثابت ہی اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سی ای ایمان والو

امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهر هاتين الايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين

توبہ کرو اللہ کی آگی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونون آیتون کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہی

لورود الامر فيهما على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى

کیونکہ امر ان دونو آیتون مین سبکو عام ہی اور دل کی روشنی بہی یہہ ہی گواہی دیتی ہی اسواسطی کہ توبہ کی معنی اللہ تعالی کی نارضامندی سی

الى ما يرضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة
رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہہ امر صرف عاقل ہی سی ہوسکتا ہی اور عقل کامل نہین ہوتی بدون کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کی

التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملئكة وليس
جو جو واسطی بہکانی انسان کی شیطان کی وسیلی ہین کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتون کا لشکر ہی اور ایسا

في الوجود انسان الا وشهوته التي هي عدة الشيطان متقدمة على عقله الذي هو عدة الملئكة فيكون الرجوع
انسان کوئی نہین ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتون کا سامان ہی مقدم نہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدة الشهوات ضروريا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافرا جاهلا لدين الاسلام يجب
مددگار ہین باز رہنا ہر ہر انسان کو بلاغت کی دنو مین ضروری ہی اسلئی کہ جو شخص حالت کفر مین اسلام سی ناواقف بالغ ہوگیا تو اوسپیر

عليه التوبة عن كفره وجهله بتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابويه غافلا عن حقيقة الاسلام
توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کہ وہ باتین سیکہی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص ماباپ کی ساتہہ حالت اسلام مین بالغ ہوا بی خبر اسلام کی حقیقت سی

يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيده اسلام ابويه شيئا ما لم يسلم بنفسه
تو اوسپیر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجہی اسلئی کہ بالغ ہوکر ماباپ کا اسلام اسکی حق مین کچہہ مفید نہین ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادته والفه بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق
پہر جب بالغ ہوکر معنی اسلام کی سمجہہ چکا تو اوسپیر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوات وغیرہ عادات مین بی مہار ہو رہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ

ابواب التوبة وفيه هلاك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبى قبل البلوغ وكمال العقل فيكون
سب قسمون کی نسبت دشوار ہی اور اسمین اکثر خلقت عاجز ہوکر ہلاک ہوگئی ہی اسلئی کہ شہوت لڑکپن مین بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہوجاتی ہی سو

جند الشيطان في الابتداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب انس والف بمقتضيات الشهوات والعادات
شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کرلیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہوکر غالب آجاتی ہی

ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حزب الله تعالى وجنده فان كان كاملا
اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پہر عقل کہ اللہ تعالی کا جتہا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پہر اگر وہ کامل

قويا ينتهض لانقاذ عباد الله تعالى من يدي اعدائه شيئا فشيئا على التدريج فيكون اول شغله قمع جنود
اور قوی ہی تو واسطی چہوڑانی عباد الہی کی دشمنون کی ہاتہون سی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پہر شیطانی لشکر کا اوکہاڑنا شہوتون کو توڑکر

الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ورد الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للتوبة الا هذا وان لم يكن
اور عادات کو چہوڑانا اور طبیعت کو بزور ہٹا کر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچہہ نہین ہین اور اگر وہ عقل کامل

كاملا قويا تسلم مملكة القلب للشيطان وينجز اللعين وعده حيث قال لئن اخرتن الى يوم القيمة لاحتنكن ذريته
اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کردیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈہیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہانٹی دون

الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لاقودنهم حيث ماشئت
مگر تہوڑی سی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چہوڑیگا قیامت تک تو بیشک اونکو جدہر چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

ولاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عباد الله الصالحين
اور بیشک اونپر غالب رہونگا مگر اونمین سی بعضون پر کہ وہ مخلص بندی اللہ کی اور صلحاء ہین

وهذا كقول اللعين لازينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين وانما عرف اللعين حصول ذلك المطلب له مع انه لا
اور یہہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ مین انکو بہاری دکہاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا انکو سبکو اور وہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہین ہی

يعلم الغيب ابتداءً لا بما رأى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية
اس دلیل سی سمجھ گیا کہ اوسنی دیکھا کہ آدمیون کی اندر بدی کی اسباب تو بہت ہین اور بہلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات مین قوت بہیمیہ
شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية
شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینون قوتین ابتداء پیدائش سی اسپر غالب ہیں آتی ہین شر کی طرف
له الى الشر وبعد هذه الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء
متوجہ رکہتی ہین اور ان تین قوتون کی بعد اوسمین قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ
الثلثة الاول على القلب فلما راى اللعين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فلو هذا لم يكون التوبة فرض عين
وہ پہلی تینون قوتین دل پر غالب ہو جاوین جب شیطان ملعون نی انسان مین یہہ قوتین دیکہین تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو سکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ
على كل شخص ولا يتصور ان يستغنى عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار
فرض عین ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ افراد انسان مین سی کوئی ہی اسکا حاجتمند نہو اور رہا توبہ کا ترت فی الحال واجب ہونا سو اسلئی کہ تاخیر کرنی مین اصرار
المحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنب اخر واجب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير التوبة
حرام لازم آتا ہی یعنی ہٹ کرنا کہ جس سی گناہ در گناہ بڑہتی چلی جاتی ہین کیونکہ توبہ سی ایک دم بہر تاخیر کرنی مین ایک اور گناہ واجب التوبہ پیدا ہو جاتا ہی
عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها وزمانين اربع كبائر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما
اسا کہ کہتی ہین کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سی ایک دم بہر تاخیر کرنی سی دو کبیرہ ہو جاتی ہین ایک وہی پہلا اور دوسرا توبہ نکرنی اور دو دم مین چار کبیرہ ہو جاتی ہین دو وہ پہلی اور دونوں سی توبہ نکرنی
وثلثة ازمنة ثماني كبائر واربعة ازمنة ستة عشر كبيرة وخمسة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا
اور تین دم مین آٹھ کبیرہ ہوتی ہین اور چار دم مین سولہ کبیرہ ہوتی ہین اور پانچ دم مین بتیس کبیرہ ہوتی ہین اسطرح گناہ بڑہتی جاوینگی
يتضاعف الذنوب مهما زاد التاخير وقد ذكر فيما سبق ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت
بقدر تاخیر ہوتی جاویگی اور اوپر مذکور ہو چکا ہی کہ گناہ کو زہر قاتل سمجھنا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہوا
ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعثا على ترك الذنوب فمن لم يتركها فهو فاقد لهذا الجزء من الايمان
کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہوا کری پہر جو شخص گناہکو ترک نہین کرتا تو اوسمین ایمان کا یہہ جزء نہین ہی
ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ زانی زنا نہین کرتا کہ زنا کرتا ہو اور وہ مسلمان ہی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا جاننا
بالله وملئكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون اور انبیا کا ہی جاتا رہا کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہین ہی اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سی یہہ مراد ہی کہ وہ ایمان جسمین یہہ سمجہتا تہا
بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقت فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه
کہ زنا خدا سی دور کر دیتا ہی اور ہلاک کر ڈالتا ہی باقی نہین رہتا اس بیان کی موافق جو شخص معاصی پر جما ہوا ہی ایمان کامل نہین رکہتا بلکہ ایمان کی باب مین ناقص ہوتا ہی
وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب
اسلئی کہ ترک ذنوب بدون صبر کی خیال مین نہین آتا اور صبر بدون خوف کی میسر نہین ہوتا اور خوف پیدا نہین ہوتا جبتک گناہون کا بڑا ہی ضرر یقین نکری
والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصديق الله تعالى ورسوله فمن لم يترك الذنوب واصر عليها يصير كانه لم يصدق
اور گناہون کی ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کی نہین ہوتا پہر جو شخص گناہون سی باز نہ آوی گناہون پر جما ہی رہی تو گویا اوسنی خدا اور رسول کی تصدیق
الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت اذ ربما يكون موته على الاصرار سببا لزوال ايمانه فيختم له بسوء
نہین کی تو اوسپر مرتی دم بڑا ہی خوف ہی اسلئی کہ ہو سکتا ہی کہ اوسکی موت اسی بیچ پر ایمان کو ڈگا دی پہر اوسکا انجام

الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له بسوء الخاتمة بل مات علی الایمان یکون فی مشیئة الله تعالی ان
خاتمہ بد پر ہووی اور ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہوا بلکہ ایمان پر مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہی اوسکو دوزخ مین ڈالکر
شاء یدخله جهنم ویعذبه فیها بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة ولو بعد حین وان شاء یعفو عنه
بمقدار معاصی کی عذاب دیکر پہر اوس مین سی نکال کر جنت مین داخل کری اگرچہ بعد عرصہ کی ہو اور چاہی اوسکو معاف کری
ویدخله الجنة بلا عذاب اذ لا یستحیل ان یشمله عموم العفو بسبب خفی حتی لا یطلع علیه احد غیر الله تعالی
اور بلا عذاب جنت مین داخل کر دی اسلئی کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اوسپر بہی ہو جاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز الله تعالی کی کوئی نہ جانتا ہو
کما لا یستحیل ان یدخل احد خربا لطلب کنز فاتفق ان یجده لکن من خرب بیته وضیّع ماله وترك نفسه وعیاله
جیسی ممکن ہی کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش مین جاوی پہر اتفاقا خزانہ پالیوی لیکن جسنی اپنا گہر خراب کر دیا اور مال تلف کر کر اپنی جان کو اور اولاد کو
جیاعا یزعم انه ینتظر من فضل الله تعالی ان یرزقه کنزا تحت الارض فی بیته فانه کما یعدُّ من الحمقی المغرورین وان
بہوکا مارا کہی کہ مین الله کی اس فضل کا منتظر ہون کہ میری گہر کی اندر زمین مین سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص جیسی احمق بیوقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی خواہش
کان ما ینتظره غیر مستحیل فی قدرة الله تعالی وفضله کذلك من ینتظر المغفرة من فضل الله تعالی مع کونه مصرا
بلحاظ قدرت اور فضل الٰہی کی کچہہ محال نہین ہی ہو سکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی الله تعالی کی فضل سی باوجودیکہ
علی الذنوب غیر سالك طریق المغفرة یعدُّ من المعتوهین فبعض من هؤلاء الحمقی المغرورین یروّج حماقته بکلام حسن
گناہون پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہین چلتا بیوقوف کہلاویگا پہر بعضی انہین سی احمق بہولی اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہین
ویقول ان الله کریم لا تضیق جنته عن مثلی ولا تضره معصیتی ثم تری ذلك الاحمق یرکب البحار ویختار مشاق الاسفار
الله تعالی بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہہ سوال سی تنگ نہین ہو جاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تم اوس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور
فی طلب الدرهم والدینار واذا قیل له ان الله تعالی کریم وخزائن دراهمه ودنانیره لا یقصر عن سؤالك ولا یضره کسلك
واسطی طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی مشقت کہینچتا ہی اور اگر یہہ کہئی کہ الله تعالی بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی مین روپیہ اشرفی کی تجہہ سوال کی لئی کچہہ کمی نہین ہی اور تجارت مین تیری
بترك التجارة فاجلس فی بیتك عساه ان یرزقك من حیث لا تحتسب فانه یستحمق من یقول هکذا ویستهزء
سستی سی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہہ ابہی تجہکو روزی دیویگا جہانسی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور ٹہٹہا کی راہ سی کہتا ہی
به ویقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما یحصل ذلك بالکسب هکذا جرت عادة
یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہین برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہین ہوتا اسیطرح الله کی عادت
الله تعالی وسنته ولا تبدیل لسنة الله ولا یعلم هذا الاحمق ان رب الدنیا والاخرة واحد ولا تبدیل
اور قاعدہ جاری ہی الله کی ہان قاعدی نہین بدلتی اب یہہ احمق نہین سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو
لسنته فیهما جمیعا وقد اخبرنا ان لیس للانسان الا ما سعی فکیف یعتقد بکونه کریما فی الاخرة ولا یعتقد بکونه
جہا مین نہین بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہین ہی واسطی انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب مین
کریما فی الدنیا فان من یخاف من الهلاك فی هذه الدنیا الفانیة اذا کان یجب علیه الاحتراز عن السموم وما
کریم نہین سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی مین ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا ر سی
یضره من المهلکات فی کل حال فالخائف من الهلاك الابدی اولی ان یجب علیه الاحتراز عن المعاصی التی هی سموم
ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق مین زہر ہین احتراز کرتا رہی
الدین فان المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقیة التی لیست اضعاف اعمار الدنیا عشر عشیر لها اذ
کیونکہ اس زہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمرین سوین حصہ کو نہین پہنچتی کیونکہ

لیس

ليس لمدتها غاية ولا نهاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فوتها نار الجحيم والعذاب الاليم المجلس السادس
آخرت کی مدت کا نہ کچھ حد ہی اور نہ کچھ انتہا اور اوسمین عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی فوت مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک چہیاسٹہوین مجلس

والستون في بيان قوله عم ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر قال رسول الله صلعم ان الله تعالى يقبل توبة العبد
اس حدیث کی بیان مین بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک سانس گلیمین نہ اٹکی یعنی نزع تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی

ما لم يغرغر هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عمر والغرغرة تردد الشئ في الحلق وتستعمل في تردد الروح
جبتک جان گلیمین آوی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اور اصل مین غرغرہ کسی چیز کا حلق مین اندر آنا جانا اور حلق مین روح کی آمد رفت مجازا

وهو المراد ههنا والمعنى ان توبة المذنب مقبولة ما لم يبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم
مین استعمال کیا جاتا ہی اور یہان یہی مراد ہی اور معنی یہہ ہین کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک روح گلیمین نہ آجاوی اسلئی کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلقمین آتی ہی

يعاين ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حينئذ توبة ولا ايمان كما قال الله تعالى فيما انزله من القرآن
تو اپنی انجام کو ظاہر دیکہتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالی قرآن منزل مین فرماتا ہی

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما راوا باسنا وقال في آية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر
پہر نہ ہوا کہ کام آوی اونکو یقین لانا اونکا جب دیکہہ چکی ہمارا عذاب اور ایک اور آیت مین فرمایا اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال اني تبت الآن لان من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي تيب عنه وعدم المعاودة
ایسی کسیکو موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی اسواسطی کہ توبہ مین عزم کرنا ترک گناہ کا جس سی توبہ کی ہی اور اوسکو کبہی عمل مین نہ لانا شرط ہی اور یہہ عزم

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكن التائب منه وبقي اوان الاختيار فما لم يبلغ الروح الحلقوم لا ينقطع الرجاء فيصح
جبہی ہوسکتا ہی کہ تائب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق مین نہین آتی تو امید منقطع نہین ہوتی پس تائب سی

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتى يعاين قابض الارواح وذلك
ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکہی اور یہہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاينة
کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق مین آجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معاینہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا ييأس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا ييأس من روح الله الا القوم الكافرون وقال في آية اخرى
اور اللہ تعالی کی رحمت سی نا امید نہو اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی نا امید نہین اللہ کی فیض سی مگر وہی لوگ جو منکر ہین اور ایک اور آیت مین فرمایا

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السيئات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرا على
اور وہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندونسی اور معاف کرتا ہی برائیان سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑجاوی

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه السلام
کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہین ہوتا اگرچہ دن بہر مین پہر پہر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من لزم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا يحتسب و
ہی جو شخص استغفار کو لازم کرلی تو اللہ تعالی اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہانسی گمان نہو اور

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال والله
ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطاوار ہین اور اچہی خطاوار وہ ہین جو توبہ کرتی ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اللہ کی

اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس
کہ مین ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو

توبوا الی الله فانی اتوب الیه فی الیوم مائة مرة فانظروا یا اهل الانصاف اذا کان النبی علیه السلام یستغفر و
الله کی آگی توبه کرو بیشک مین اوسکی آگی هر روز سو بار توبه کرتا هون اب خیال توکرو ای انصاف والو جب نبی علیه السلام استغفار اور

یتوب وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فالذی لم یظهر حاله اغفر له ام لا کیف لا یتوب الی الله تعالی
توبه کرتی هون باوجودیکه الله تعالی اونکی تمام گناه بالفرض اگلی اور پچهلی سب معاف کرچکا هی پهر جسکا حال کچهه معلوم نهین که معاف هوا هی یا نهین وه الله کی سامنی

فی کل وقت وکیف لا یجعل لسانه ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلک
هر وقت کیونکر توبه نه کی جاوی اور کیونکر همیشه اپنی زبان کو استغفار مین مشغول نه رکهی اور بیشک روایت هی ابن عباس سی که نبی علیه السلام نی فرمایا ماری گئی

المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب وهو هالک لانه یبنی الامر علی البقاء الذی لیس مفوضا الیه فلعله لا یبقی
درنگ کرنیوالی اور مسوف وه هوتا هی جو کهی اب توبه کرلونگا اور وه هلاک هوجاتا هی اسلئی که بقا پر بهروسه رکهتا هی جو که اسکی حواله نهین هی پهر شاید که جیتا نه بچی

فان بقی فانه کما لا یقدر علی ترک الذنب الیوم لا یقدر علی ترکه غدا لان عجزه عن الترک فی الحال لیس الا
اور اگر بچا بهی تو جیسی اب گناه نهین چهوڑ سکتا آگی کو بهی نه چهوڑ سکی کیونکه بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبهٔ شهوت کی کوئی نهین

لغلبة الشهوة علیه والشهوة لا تفارقه غدا بل تتضاعف وتتاکد بالاعتیاد فلیست الشهوة التی اکدها
اور شهوت تو اگلی روز بهی ساتهه هی بلکه باعتبار عادت کی پهلی سی زیاده اور مضبوط سو جس شهوت کو آدمی نی عادت کرکر

الانسان بالاعتیاد کالتی لم یؤکدها وعن هذا هلک المسوفون فانهم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا یدرون
قوت بخشی هی وه ایسی ضعیف نهین هوتی جسکی عادت نهین کی اسهی مین درنگ کرنیوالی مارگئی کیونکه وه یهه خیال کرتی هین که دو متماثل مین فرق هوتا هی یهه نهین جانتی

ان الایام متشابهة فی کون ترک الشهوة شاقا فیها ولیس مثال المسوف الا مثال من یحتاج الی قلع شجرة فیراها
که دن سب ایکسی هین ترک شهوت همیشه دشوار هی اور مسوف یعنی توبه مین دیر لگانیوالی کی مثال ایسی هی که کسیکو ضرورت درخت اوکهاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکها

قویة لا تنقطع الا بمشقة شدیدة فیقول اؤخرها سنة ثم اعود الیها فاقلعها ومن المعلوم قطعا ان الشجر
تو مضبوط پایا که بی مشقت شدید کی نهین اوکهڑ سکتا اب وه کهی که ایک برس بهر اور کهڑا رهنی دون پهر آکر اسکو اکهاڑون گا اور یهه بات یقینی معلوم هی که درخت

کلما بقیت فی الارض ازداد رسوخها فلا حماقة فی الدنیا اعظم من حماقته لانه عجز عن قلعها قبل ازدیاد
جتنا زمین مین کهڑا رهیگا مضبوط اور تندرست هوتا جاویگا اب دنیا مین اس سی بڑا احمق کوئی نهین هی کیونکه اس سی ابتو اکهڑ نهین سکتا که ابهی خوب جڑ نهین هوا

رسوخها ثم اخذ ینتظر القدرة علی قلعها بعد ازدیاد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا یفرغ من التوبة
پهر یهه ایسی قوت کا منتظر هی که بعد خوب مضبوط هونیکی اکهاڑ ڈالی جب یهه بات ثابت هوچکی تو مؤمن کو ضرور هی که توبه سی کبهی کسیوقت فارغ نه رهی

فی وقت من الاوقات حتی یاتیه الموت وهو تائب فان التوبة فرض علی جمیع المؤمنین باتفاق المسلمین لقوله تعالی
اتنا که اگر موت آوی تو یهه شخص تائب هی هو بیشک توبه تمام مؤمنون پر فرض هی سب مسلمانون کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی

وتوبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون وقوله تعالی یا ایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا فانظر الی رحمة الله تعالی
اور توبه کرو الله کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی ای ایمان والو توبه کرو آگی الله کی صاف دلکی توبه اب تو الله تعالی کی رحمت

ورافته علی عباده کیف دعاهم الی التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنین بعد ما اذنبوا ثم بین ما لهم من الکرامة فی التوبة فقال
اور مهر بندون کی حال پر دیکهه تو کسطور اونکو توبه تعلیم کی اور توبه کا ارشاد کیا اور اونکا نام گناه کرنیکی بعد بهی مومن رکها پهر توبه سی جو اونکو عزت هوگی بیان کیا فرمایا

عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر واخبر انه غفار لذنوبهم وقال و
شاید تمهارا رب اوتاری تمسی تمهاری برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بهتی هین نهرین اور جتادیا که مین گناه کا بڑا بخشنی والا هون اور فرمایا اور

الذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصروا
وه لوگ جب کر بیٹهین کهلا گناه یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین الله کو اور بخشش مانگین اپنی گناهون کی اور کون هی گناه بخشتا سوا الله کی اور نه اڑین

على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجرے من تحتها الانهر خلدين فيها ونعم اجر
اپنی کئی پر جانتے ہوئے اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین اور خوب مزدوری ہی
العملين ونص على انه يحبهم بعد التوبة فقال ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين واشار الى ان التوبة طهارة
کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کی اونکو محبوب رکہتا ہوں سو فرمایا اسکو خوش آتی ہین توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی اور یہہ اشارہ کیا کہ توبہ اونکو
لهم عن نجاسة الاوزار فلابد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم
پاک کرتی ہی گناہوں کی نجاست سی اب مؤمن کو توبہ کرنی ضرور چاہیی لیکن توبہ کی واسطی چار شرطین ہین اگر اونمین سی ایک ہی کم ہو دیگی تو توبہ ٹہیک نہوگی اول ندامت گذشتہ کی
بالقلب على ما فعل من الذنوب فی الماضی ومعنی الندم تحزن وتوجع على ما فعل وتمنى كونه لم يفعل والثانی ترك
گناہ پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور دردمند ہونا اور آرزو کرنا کا شکی یہہ نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا
المعصية فی الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها فی الاستقبال والرابع ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى
فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آئیندہ کو پہر کبہی نکرونگا اور چوتہی شرط یہہ امور اللہ تعالی خوف سی ہون کوئی
لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا
اور وجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہو کر اسکی چہوڑدیوی کہ اوسمین درد سر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موافق شرع کی
شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار
تائب نہین ہی اور ایسی ہی جو شخص زبان سی تو استغفر اللہ کہا کری اور اوسکا دل معصیت پر جا ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہیی جو ندامت کی ساتہہ ہو
مقارن بالندم لما روى عن على انه راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال انی استغفرك واتوب اليك سريعا فقال
کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہون نی ایک شخص کو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلدی سی کہنی لگا الہی مین تجہسی مغفرت مانگتا ہون تیری آگی توبہ کرتا ہون حضرت
على يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين فتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن البصری انه قال
علی نی کہا ای شخص زبانی جلدی سی استغفار کرنی جہوٹہونکی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی
استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبی هذا قوله فی زمانه فكيف فی زماننا هذا الذی يرى فيه الانسان مكبا
ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتی ہین حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ مین ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پر اوندہی پڑی ہوئی ہین
على الظلم حريصا عليه لا ينقلع عنه والسبحة فی يده يزعم انه يستغفر منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روى
ایسی حریص کہ ذرہ نہین بچتی اور ہاتہوں سی تسبیح بہاتی ہین یا ین خیال کہ ہم توبہ کرتی ہین اور یہہ اسکی چہل بازی اور استخفاف ہی کیونکہ روایت ہی
انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على الذنب كالمستهزئ بربه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوى
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا دل سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب سی چہل کرتا ہی توبہ وہ ہی جو زبان سی استغفار کر کر دل سی یہہ نیت کری
بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا فاذا فعل ذلك يغفر الله له ذنبه وان كان عظيما اذ ليس ذنب اعظم من الكفر
کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کر دیتا ہی کتنا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی
وقد قال الله تعالى لنبيه فی حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف فما ظنك فيما دونه من المعاصی
اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق مین فرماتا ہی تو کہدی کافرونکو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہو چکا پہر تجہکو معاصی کی نسبت کفر سی کمتر مین کیا خیال ہی
وقد روى انه عليه السلام قال لو اخطا احدكم حتى ملا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه وفی حديث
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی اتنی خطائین کری کہ آسمان اور زمین کہ بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین
اخر انه عليه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعنی انه اذا اقر بكونه مذنبا ثم تاب وندم
ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کر کر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مطلب یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوار ہونیکا اقرار کر کہ پہر توبہ کر کر

على ما فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن
کی ہوئی گناہ اور کمائی ہوئی برائیوں سی نادم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پہر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہوں سی درگذر فرماتا ہی

سیاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد
لیکن سمجہنی کی بات ہی کہ گناہ بہی دو نو قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان ہین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود
پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دل سی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه
جب یہہ حال بنایا تو ابہی اپنی جگہہ سی نہین ٹلنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہوجاتی ہین ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرهما وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق
بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا رکہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا رکہا ہی اور رہی حقوق

الادميين فلا بد من ايصالها الى مستحقيها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون وديعة
العباد سپس پہنچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضروری ہی پہر اگر وہ لوگ نہ ملین تو دینا اونکی طرف سی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لاعساره
رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو ماری مفلسی کی حقوق اداکرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلوموں کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

كذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضي خصماؤه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها
تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیوں کو راضی کردی کسی نی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن اصحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن
کہ توبہ قبول ہوئی کہا ہان اسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بدکاروں سی بیزار ہوجائی اور دوسری یہہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

كل ذنب مقبلا على الطاعات والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الاخرة دائما في قلبه والرابع
اور طاعات کی طرف متوجہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتہی یہہ

ان يرى نفسه فارغا عما ضمن الله له من امر الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات
کہ اپنی جان کو ایسی چیزون کی فکر سی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہوچکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجاآوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

يكرمه الله تعالى باربع كرامات احدها ان يخرجه من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث ان
تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہوں سی ایسا صاف کردیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلطه عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال
کہ اوسکو شیطانسی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین دیتا چوتہی یہہ کہ خوف سی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیامین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجب له على الناس اربعة اشياء
اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگون پر اوسکی چار حق واجب ہوجاتی ہین

اولها ان يحبوه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعوا له بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من
اول یہہ کہ اوس سی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوس سی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر قایم رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنیسی

التوبة والثالث ان یجالسوه ویذاکروه ویعاونوه والرابع ان لا یعیّروه بما سلف عن ذنوبه لانه تعالی قال حکایة

دشوار تر ہی تیسری یہہ کہ اوسکی پاس بیٹھکر یاد الٰہی اور امداد کیا کرین چوتہی یہہ کہ باعتبار پہلی گناہون کی طعنہ زنی نکیا کرین اسلئی کہ اللہ تعالی حضرت یوسف

عن یوسف علیه السلام لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ قال الفقیه ابو اللیث وذلك ان المؤمن لیس من شانه ان یقع فی الذنب

علیہ السلام کی طرفسی حکایت کرتا ہی کچھہ الزام نہین تمپر آج فقیہ ابو اللیث کہتی ہین یہہ اسلئی ہی کہ مؤمن کی شان سی نہین ہی کہ گناہ مین مبتلا ہو دی

ولا یتعمده کما یدل علیه قوله تعالی وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ فانه تعالی قد اخبر انه ابغض علی المؤمنین

اور عمدا کیا کری چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور بیحکمی کیونکہ اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ ہمنی مؤمنون پر معصیت کو ناپسند

المعصیة فلا یقع المؤمن فیها اذا کان ایمانه حقیقیا الا ساهیا الا فی حال الغفلة فاذا تاب عنها لا یجوز ان یعیّر بها قال

کردیا ہی سو مؤمن گناہ مین نہین پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہو مگر غفلت مین پہر جب اوسنی گناہ سی توبہ کی تو جائز نہین ہی کہ طعنہ زنی کرین

رسول الله صلی الله علیه وسلم الکیّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل رکہی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی پیچھی لگادی اور اللہ سی آرزوئین

هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه شداد بن اوس ومعناه ان العاقل من غلب علی نفسه وقهرها وحاسبها

طلب کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی شداد ابن اوس کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب اگر اوسکو دبالی اور محاسبہ لیکر

ونظر ما عملت لاخرتها فان وجدها عملت خیرا یحمد الله تعالی ویسعی فی الازدیاد فیه وان وجدها عملت شرا یشتغل

دیکہی کہ آخرت کی لئی کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کرکر اسمین اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرکر

التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الی الطاعات المنجیة عن العقبات فی العرصات والموصلة الی الدرجات

حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجون پر پہنچاوی

بعد الممات والعاجز من غلبت علیه نفسه وصار تابعا لها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهیات

اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب اگر اوسکو اپنا تابع کرلی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات مین سی اوسکو دیوی

وتمنی علی الله ان یغفر له ویدخل الجنة من غیر التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور علی

اور اللہ سی یہہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درستی حال جنت مین داخل کردی اور یہہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی دھوکا

ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء هو سکون النفس الی ما یوافق الهوی ویمیل الیه الطبع عن شبهة وخدعة من

امام غزالی نی احیاء العلوم مین ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہہ اور شیطانی مکر کی ہی

الشیطن فمن اعتقد انه علی خیر اما فی العاجل او فی الاجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واکثر الناس یظنون فی

سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہہ فاسد کی راہ سی بہتر سمجھتا ہی پس وہ دہوکہ مین گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلمین اپنی حال کو

انفسهم خیرا مع کونهم مخطئین اثمین فهؤلاء مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتی

بہتر سمجھتی ہین باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہین اب وہ دہوکہ مین ہین اگرچہ جہات اور طریقی دہوکی کی مختلف اور اوسکی درجی کم و زیادہ ہون یہان تک

کان غرور بعضهم اظهر واکثر من بعض فمنهم من غرتهم الحیوة الدنیا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذین غرتهم

کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑہتی ہو پہر بعضی کو دنیا کی دہوکہ مین ہین اور بعضی اللہ کی ساتہہ دہوکہ مین ہین پہر جو شخص دنیا کی

الحیوة الدنیا فهم الذین قالوا النقد خیر من النسیئة والدنیا نقد والاخرة نسیئة فاذن الدنیا خیر فلا بد من ایثارها

زندگی کی دہوکہ مین ہین سو وہی شخص ہین جو کہتی ہین نقد ادہار سی بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت ادہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی

وهذا القیاس فاسد یشبه قیاس ابلیس حیث قال فی حق ادم النبی علیه السلام انا خیر منه خلقتنی من نار

اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسنی آدم علیہ السلام کی حق مین کہا تہا مین اوس سی بہتر ہون مجکو تو نی بنایا آگ سی

وخلقته من طين والى هؤلاء الاشارة بقوله تعالى الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة فلا يخفف عنهم العذاب

اور اوسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت مین جنہون نی خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب

ولا هم ينصرون وعلاج هذا الغرور اما التصديق بمجرد الايمان والتصديق بالبرهان اما التصديق بمجرد الايمان

اور نہ اونکو مدد پہنچی کی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی

فهو ان يصدق الايات الواقعة في القران من جملتها قوله تعالى ما عندكم ينفد وما عند الله باق وقوله تعالى

تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن مین آئی ہین تصدیق کری جنمین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی نبڑ جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت

والاخرة خير وابقى وقوله تعالى وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور فانه عليه السلام قد اخبر بذلك طوائف

اور پچھلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کفار کو اسکی خبر سنائی

من الكفار فصدقوه وامنوا به ولم يطالبوه بالبرهان وهذا ايمان يخرج العامة من الغرور واما التصديق

پس اونہون نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایسا ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی

بالبرهان فهو ان يعرف وجه فساد هذا القياس الذي نظمه ابليس في قلبه فان كل مغرور فلغروره سبب و

یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور

ذلك السبب هو دليله وكل دليل نوع قياس يقع في القلب ويورث السكون اليه وان كان صاحبه لا يشعر به

وہ ہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرحکا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو

ولا يقدر على نظمه بالفاظ العلماء فالقياس الذي نظمه الشيطان في قلب المغرور مركب من اصلين احدهما

اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ

الدنيا نقد والاخرة نسيئة وهذا صحيح والثاني النقد خير من النسيئة وهذا محل التلبيس اذ ليس الامر كذلك مطلقا

کہ دنیا نقد ہی اور آخرت اودہار ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہار سی یہہ جگہ دہوکہکی کیونکہ کلیہ یون نہین ہی

بل اذا كان النقد مثل النسيئة في المقدار والمقصود فهو خير منها واما اذا كان اقل من النسيئة فالنسيئة خير منه

بلکہ نقد اور اودہار دونو اگر مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین اودہار سی کمتر ہو تو پہر نقد سی اودہار بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور يبذل في تجارته درهما نقدا لياخذ عشرة نسيئة ولا يقول النقد خير من النسيئة وكذا اذا

کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس روپیہ اودہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی اودہار سی اور ایسی ہی اگر

حذره الطبيب من الفواكه ولذائذ الاطعمة يترك ذلك في الحال خوفا من الم المرض في الاستقبال والتجار كلهم

طبیب میوی اور لذیذ کہانونسی منع کردی تو آیندہ کو مرض کی خوف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

يركبون البحار ويختارون مشاق الاسفار في الحال لاجل الربح والراحة واللذة في الاستقبال فاذا كانت العشرة في

دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کر لیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس

الاستقبال خيرا من الواحد في الحال وكذا اذا كان الربح والراحة واللذة في الاستقبال خيرا من الالم والمشقة في

حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو

الحال فقس لذة الدنيا وراحتها من حيث مدتها بالنسبة الى مدة الاخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة

پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کی بنسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما يتجاوزها وهو ليس عشر عشير من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فكانه ترك واحدا لياخذ الف الف

اس سی بہت کم بڑہنی پاتا ہی سو یہہ سوان حصہ بہی نہین ہی ہزارویں حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسنی ایک کو دس لاکہ لینی کی واسطی ترک کیا

بل لیاخذ مالانہایۃ لہ ہذا من حیث المدۃ واما من حیث النوع فلذات الدنیا مکدرۃ مشوبۃ بانواع الالام
بلکہ بے نہایت کی واسطے یہہ افزایش تو باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتین طرح طرح کی المسی مکدر اور سختیوں سی آلودہ ہین

والشدائد ولذات الاخرۃ صافیۃ غیر مکدرۃ فاذن یظہر غلطہ فی قولہ النقد خیر من النسیئۃ وعند ذلک
اور آخرت کی لذتین صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہار سی اور اسوقت

یرجع الشیطان الی قیاس اخر وھو ان الیقین خیر من الشک والدنیا یقین والاخرۃ شک فلا یترک الیقین وھذا
شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت مین شک ہی سو یقین کو ترک نہین کرسکتی اور یہہ

القیاس اکثر فسادا من الاول لکون کل من اصلیہ باطلا لان الیقین خیر الیسر الا اذا کان مثلہ لا مطلقا
قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوا اصل غلط ہین اسلئی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتاہی کہ شک کی مثل ہو دی کچہہ کلیہ نہین ہی

الا تری ان التاجر فی تعبہ علی یقین وفی حصول ربحہ علی شک وکذا المریض یشرب الدواء البشیع الکریہ وھو فی
کیا تو نہین دیکہتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتاہی اور فائدہ ہونی مین شک پر ہی اور ایسی ہی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتاہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارۃ الدواء علی یقین وفی حصول الشفاء علی شک لکن یقول الم مرارۃ الدواء قلیل بالنسبۃ الی الم امتداد المرض المؤدی
اور صحت ہونی مین شک ہی پر وہ یہہ کہتاہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس سی

الی الھلاک فمن کان علی شک فی امر الاخرۃ یجب علیہ ان یقول الصبر فی ایام قلائل وھو منتھی الامر قلیل بالنسبۃ
مر بہی جاتی ہین پہر جسکو آخرت کی باب مین شک ہو تو اوسپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت

الی ما یقابلہ من امر الاخرۃ فان کان ما یقال فیہ کذبا فما یفوتنی الا التنعم ایام حیاتی وقد کنت فی العدم من الازل
اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جہوٹ نکلا تو میرا اسوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور ہمیشہ مین ازل سی

الی الان واحسب انی بقیت فی العدم ولم اتنعم وان کان ما یقال فیہ صدقا ابقی فی النار دھرا طویلا وھذا مما
اب تک نابود ہی تہا سو مین سمجہونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سچ ہوا تو مین زمانہ دراز تک آگ مین جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا یطاق بہ وکذلک قال علی لبعض الملحدین المنکرین للاخرۃ ان کان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان کان
ہرگز نہین ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نی ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب مین یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچ ہوا تو تم بہی بچی اور ہم بہی بچی اور اگر

ما قلنا حقا تخلصنا وھلکتم ولیس ھذا القول منہ علی شک فی الاخرۃ بل کلم الملحد علی قدر عقلہ وبین لہ
ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم ماری گئی اور یہہ قول علی کا آخرت مین کچہہ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کردیا

انہ وان لم یکن متیقنا فھو مغرور واما الاصل الثانی الذی ھو ان الاخرۃ شک فھو باطل ایضا لان ذلک یقین
کہ بلاشبہ اگر وہ نہین یقین رکہتا تو وہ دہوکہ مین ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بہی باطل ہی اس لئی کہ مؤمن کی نزدیک

عند المؤمن وایمانہ یدفع غرور الشیطن الا انہ اذا ترک اوامر اللہ تعالی وضیع الاعمال الصالحۃ ولابس المعاصی
یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کردیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی

والمنکرات یکون مشارکا للکفار فی ھذا الغرور لانہ وان کان معترفا بکون الاخرۃ خیرا من الدنیا لکنہ مال
اور منکرات مین مبتلا ہوا تو اس دہوکہ مین کفار کا شریک ہوگیا اسوسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتاہی اور اقرار کرتاہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر

الی الدنیا واثرھا علی الاخرۃ واستحق ان یکون من اھل النار کالکفار الا ان امرہ یکون اخف لان اصل الایمان
دنیا کو آخرت پر پسند کرلیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن سکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ینجیہ من العذاب الابدی ویخرجہ من النار ولو بعد حین وھذا ھو فائدۃ مجرد الایمان وحدہ واما
ابدی عذاب سی بچاکر دوزخ مین سی نکال دیگا اگرچہ کچہہ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا یکفی له مجرد الایمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح الیه کما یدل علیه آیات القرآن
بمقصود حاصل کرنا چاہی تو اسکی مراد ایمان کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتھہ عمل صالح بھی چاہیی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی

من جملتها قوله تعالی وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدی وقوله تعالی ان رحمت الله قریب
اونہین سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام پہر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر الله کی نزدیک ہی نیکی والونسی

وقوله تعالی والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فوعد المغفرة فی کتاب الله تعالی منوط
اور یہہ آیت قسم اوتری دن کی مقرر انسان ہر ٹوٹہ ہی مگر جو یقین لائی اور کری بہلی کام پس کتاب الله مین بخشش کا وعدہ ایمان

بالایمان والعمل الصالح جمیعا لا بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الآخرة خیر وابقی ثم ترک العمل واشتغل بالمعاصی
اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہین پہر جسنی زبان سی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پہر عمل خیر ترک کرکر معاصی مین مشغول ہوا

فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والکارهین للموت خیفة فوات لذاتها لا خیفة فوات لذات
تو وہ دنیا کی دہوکہ مین آیا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت مین موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہوجاوی یہہ خوف نہین ہی کہ آخرت کی لذت

الآخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذین غرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الآخرة هم غافلون والذین غرهم بالله الغرور
فوت ہوکر عقاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہین جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بی خبر ہین اور جنکو دہوکہ مین ڈالا الله کی نام سی غرور نی

فهم الذین یهملون الاعمال ویشتغلون بالمنکرات ویقولون ان الله کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا
وہ وہی لوگ ہین جو اعمال مین سستی کرتی ہین اور منکرات مین مشغول رہتی ہین پہر کہتی ہین کہ الله کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ

الکلام وان کان صحیحا فی نفسه مقبولا فی القلوب الا ان الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر
بات اگرچہ حقیقت مین راست ہی دل مانتی ہین پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو

مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلک بقوله الکیس
اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر مین پسندیدہ نہووی تو اوسکی بات پر دل ہرگز فریب نکہا دین لیکن نبی علیہ السلام نی اسکو ظاہر کردیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وهذا التمنی هو الغرور الذی غیر
وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجہی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا وہوس کی پیچہی لگا ہی اور اللہ پر آرزوئین کری یہہ آرزو پکانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بدلکر

الشیطان اسمه وسماه رجاء حتی خدع به کثیرا من الناس وقد شرح الله الرجاء بقوله الذین آمنوا وهاجروا
رجا نام رکہا ہی یہان تک کہ بہت لوگون کو اس فریب مین لی لیا ہی اور رجا کی شرح الله تعالی نی اس آیت مین آپ کردی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی

وجاهدوا فی سبیل الله اولئک یرجون رحمت الله وقیل للحسن قوم یقولون نرجو الله ویضیعون العمل فقال
اور لڑی اللہ کی راہ مین وہ امیدوار ہین اللہ کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہین اللہ سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہین حسن نی کہا

هیهات هیهات تلک امانیهم یترددون فیها من رجا شیئا طلبه ومن خاف شیئا هرب منه وکما لا ینبت فی الدنیا
افسوس افسوس یہہ آرزوئین ہین انکی فکر مین پڑی ہین جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بہاگتا ہی اور جیسی دنیا مین

زرع الا بالحراثة کذلک لا یحصل فی الآخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معتوها من رجا ولدا ولم ینکح
کہیتی بدون بوئی نہین اگتی ایسی ہی آخرت مین اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہین ملتا اور جیسی نادان کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری

او نکح ولم یجامع او جامع ولم ینزل کذلک یکون معتوها من رجا رحمة الله تعالی ولم یؤمن او آمن ولم یعمل
یا نکاح تو کری پر صحبت نکری یا جماع بہی کری پر منزل نہو ایسی ہی نادان کہلاتا ہی جو شخص رحمت الہی کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح

الصالحات او عمل الصالحات ولم یترک السیئات وکما ان من نکح وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد
نکری یا اعمال صالح بہی کری پر برائیان نچہوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پہر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لایق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان یخاف عدم حصوله کذلک ان من امن وعمل الصلحت وترک السیات ینبغی له ان یرجو حصول الاجر

اور اولاد نہونیکا بہی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اور اعمال نیک کئی اور برائیان چہوڑ دین تو اوسکو لایق ہی کہ اجر اور ثواب کا متوقع ہووی

والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی مؤمن ان یتوب عن السیات ویداوم علی الطاعات

اور محرومی سی ڈرتا رہی پس مؤمن پر یہہ واجب ہی کہ برائیون سی توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا رہی

ثم یکون بین الخوف والرجاء ولا یقنط من رحمة الله ولا یامن من عذاب الله فان المنهمک فی المعاصی

پہر خوف اور رجا دونو رکہی اور اللہ کی رحمت سی نا امید اور عذاب الٰہی سی بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہون مین مبتلا ہی

قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطن انی یقبل توبتک مع ارتکابک امثال تلک الذنوب فیجب عند

اوسکی دل پر یہہ کبہی توبہ کا خیال آتا ہی پر اوسکو شیطان یون بہکا دیتا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہون مین گرفتار ہی پس ایسی حالت جب ہی

ذلک قمع القنوط بالرجا ویقول ان الله کریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالی قال وانی لغفار لمن

کہ نا امیدی کو دفع کرکر امیدوار ہو جانا چاہئی اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنیوالون کی گناہ معاف کرتا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور مین البتہ

تاب ووعد قبول التوبة وقال وهو الذی یقبل التوبة عن عباده فان التوبة طاعة تکفر الذنوب کلها صغیرها

بخشنیوالا ہون جو توبہ کری اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون کا بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہون یا کبیرہ سب اوتار دیتی ہی

وکبیرها حتی الکفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تکفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو راج

یہان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہین پہر جو شخص توبہ کرکر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ راجی ہی

ومن توقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وکل توقع یورث التوبة والتشمر علی العبادة فهو رجاء وکل توقع

اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع مین توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووی وہ ہی رجا ہی اور جس توقع مین

یوجب الفتور فی العبادة والرکون الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان یترک الذنوب ویشتغل بالعبادة

عبادت مین قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دلمین یہہ خیال آوی کہ گناہ سی بچون اور عبادت کرون

یقول الشیطان لم تؤذی نفسک وتعذبها ولک رب کریم غفور رحیم فیفتر بذلک عن التوبة والعبادة

تو شیطان اوسکو یہہ وسوسہ دیتا ہی تجہکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف در عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سو اس فریب مین آکر توبہ اور عبادت سی

فهذا غرور وعند ذلک یجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بغضب الله تعالی وعظیم عقابه

باز رہتا ہی سو یہہ ہی غرور ہی ایسی حالت مین ضرور ہی کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الٰہی اور اوسکی بڑی عذاب سی ڈراوی

ویقول لها ان الله تعالی کما کان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدید العقاب ایضا وانه مع کونه کریما

اوسکو یہہ سمجہاوی کہ اللہ تعالی جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب بہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر

رحیما خلد الکفار فی النار ابد الاباد مع ان کفرهم لا یضره بل یسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر

کفار کو دوزخ مین قدیم کی لئی ڈال رکہا ہی باوجودیکہ اونکی کفر سی اوسکا کیا ضرر تہا بلکہ دنیا کی اندر اپنی بندون پر عذاب اور محنت اور دکہہ اور بیماری اور فقیری

والجوع علی عباده فی الدنیا مع کونه کریما رحیما قادرا علی ازالتها فمن کان سنته فی عباده کذلک کیف یغتر به

اور بہوک تعینات کر دیتا ہی حال یہہ کہ کریم اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفین دور کرسکتا ہی پہر جسکا بندون کی حق میں یہہ طرز ہو تو آدمی کب فریفتہ

العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم علی الدنیا

ہوسکتا ہی کہ اوسکا خوف اوٹہا رکہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ مین اکثر خلق کو ایسی رجا ہی کہ عمل میں سست دنیا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالی واهمالهم للسعی للاخرة وهم لا یعلمون انه غرور ولیس برجاء وقد اخبر النبی علیه السلام

طاعت الٰہی سی بی پرواہ آخرت کی سعی مین سست کر ضعیف کر دیتی ہی اور وہ یہہ نہین سمجہتی کہ یہہ شیطانی دہوکہ ہی رجا نہین ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبر دی

ان الغرور سیغلب علی اٰخر ھذہ الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر بہ النبی علیہ السلام فان الناس فی الزمان
کہتی ہین کہ غرور آخر اس امت پہ جلد زور پکڑ جاویگا امام غزالی کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ مین لوگ ہمیشہ

الاول کانوا یواظبون علی الطاعات والعبادات ویبالغون فی الاحتراز عن الشبہات والشہوات ومع ذلک کانوا
طاعت اور عبادت مین مشغول رہتی تہی اور شبہات اور شہوات سی خوب بچتی تہی اور پہر بہی ایسحال پہ

یخافون علی انفسہم ویبکون فی الخلوات واما الاٰن فتری الخلق اٰمنین فرحین غیر خائفین مع اصرارہم علی
ڈرتی رہتی تہی اور تنہائی مین رویا کرتی تہی اور اب اس زمانہ مین دیکہتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخرم بی خوف وہراس معاصی پر اڑ رہی

المعاصی وانہماکہم فی الدنیا واعراضہم عن طاعة اللہ تعالی ویزعمون انہم واثقون بکرم اللہ تعالی وفضلہ و
اور دنیا مین کہبی ہوئی طاعت الٰہی سی بی پرواہی اور کہتی ہین ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پہ بڑا بہروسہ ہی اور اوسکی

راجون لعفوہ ومغفرتہ ویقولون ان نعمتہ واسعة ورحمتہ شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرتہ ویسمون
درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہین کہ اوسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندون کی معاصی کی اوسکی دریای مغفرت مین کیا اصل ہی اور اس تمنی

تمنیہم واغترارہم رجاء ویقولون ان الرجاء مقام محمود فی الدین فکانہم یزعمون انہم عرفوا من کرم اللہ تعالی و
اور اغترار کا نام رجا رکہہ چہوڑا ہی اور کہتی ہین کہ رجا دین مین پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہہ کہتی ہین کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضلہ ما لم یعرفہ الانبیاء والصحابة والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی
ایسا جانتی ہین کہ انبیا اور صحابہ اور صلحاء پیشین نہین جانتی تہی اڑسٹہوین مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت مین اور بیان دونو کی حقیقت کا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی اللہ وحسن الخلق ھذا الحدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہی جو جنت مین لوگون کو زیادہ لیجاویگی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث

من حسان المصابیح رواہ ابو ہریرة ومعناہ ان اکثر اسباب السعادة الابدیة انما یحصل بالجمع بین ھاتین الخصلتین
مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدون جمع کرنی ان دونو خصلتون کی حاصل نہین ہو سکتا

فان التقوی اشارة الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الی حسن المعاملة مع الخلق فعلی ھذا ینبغی
کیونکہ تقوی سی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتہہ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سی اسکی موافق لایق ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیة وان سعادة الاٰخرة باقیة ان یختار سعادة الاٰخرة علی سعادة الدنیا وسعادة
اوسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الاٰخرة لا تحصل الا بتقوی اللہ تعالی لان حسن الخلق وان ذکر معہا اھتماما بشانہ الا انہ داخل فیہا لانہا عبارة عن
اخروی بدون تقوی الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی ساتہہ عظمت شان کی لئی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی مین داخل ہی اسلئی کہ تقوی یہہ ہی

اجتناب المنکرات والمنھی عنہا واتیان المعروفات والمامور بہا وبہا تحصل خیرات الدنیا والاٰخرة اما الخیرات الدنیویة
منکرات اور ممنوعات سی بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسیمین دنیا اور آخرت کی خوبیان موجود ہین پہر خوبیان دنیا کی

فمنہا الحفظ والحراسة کما قال اللہ تعالی وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا ومنہا النجاة من الشدائد والرزق من
ایک اونہین سی حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم ٹہری رہو اور بچتی رہو کچہہ نہ بگڑیگا تمہارا اونکی فریب سی اور انہین سی سختیون سی نجات پانی اور حلال روزی

الحلال کما قال اللہ تعالی وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ واما الخیرات الاخرویة
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کر دی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیون مین سی یہہ ہی

فمنہا اصلاح العمل کما قال اللہ تعالی یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ ومنہا
درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور انہین سی

قبول العمل کما قال الله تعالی انما یتقبل الله من المتقین ومنها الاکرام والاعزاز کما قال الله تعالی ان اکرمکم
قبولیت عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سوا ڈروالون سی اور انہین سی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک عزت اسکی ان

عند الله اتقاکم ومنها البشارة کما قال الله تعالی الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا
اوسیکو بڑھکر جسکو ادب بڑا اور انہین سی مژدہ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور رہی پرہیزگاری کرتی اونکو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی

وفی الاخرة ومنها النجاة من النار کما قال الله تعالی ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیها جثیا ومنها الخلود
اور آخرت مین اور انہین سی دوزخ سی نجات چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر بچا لینگی ہم اونکو جو ڈرتی رہی اور چھوڑ دینگی گنہگارون کو اوسمین اوندھی پڑی اور انہین سی جنت

فی الجنة کما قال الله تعالی لکن الذین اتقوا ربهم لهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ومنها الدرجة
مین ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سی اونکو باغ ہین جنکی نیچی بہتی ندیان رہ پڑی اوسمین اور انہین سی درجہ بلند

العلیا والمرتبة القصوی التی هی محبة الله تعالی کما قال الله تعالی ان الله یحب المتقین ولو لم یکن فی
اور انتہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہین احتیاط والی اور اگر تقوی مین

التقوی سوی هذه الخصلة لکفت فکیف لا یسعی العبد فی تحصیلها مع ان لها فضائل کثیرة سواها و
سوای اسکی کوئی خصلت نہوتی تو بہی کافی تہی پہر آدمی کیونکر نہ سعی کرکر اوسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمین اسکی سوای بہت فضیلتین ہین اور

القرآن مملو بذکر فضائلها فانه تعالی قال فی ایة الله ولی المتقین وقال فی ایة اخری والعاقبة للمتقین
قرآن اسکی فضائل سی پر ہی بیشک اللہ تعالی ایک آیت مین فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈرنیوالون کا اور دوسری آیت مین فرمایا اور آخر بہلا ہی ڈروالون کا

وقال فی ایة اخری وازلفت الجنة للمتقین وغیرها الایات الدالة علی فضیلة التقوی فانه تعالی قد وصی
اور ایک اور آیت مین فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈروالون کی اور سوا اسکی اور آیتین جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین اور اللہ تعالی نی بیشک

بها الاولین والاخرین من حیث قال ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا الله والحاصل
پہلون اور پچہلون کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور ہمنی کہہ رکہا ہی پہلی کتاب والون کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سی حاصل یہہ ہی

انها اجماع کل خیر وهی فی اللغة فرط الصیانة وفی عرف الشرع عبارة عن التوقی عما یضره فی الاخرة من فعل او
کہ اسمین تمام خوبیان جمع ہین اور تقوی لغت مین خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع مین ایسی اعمال سی بچنی کو کہتی ہین جو کرنی سی چہوڑنی سی آخرت مین ضرر

ترک فیلزم اجتناب الکبائر بالاتفاق فی تحصیلها وعند البعض یلزم اجتناب الصغائر ایضا
پہنچاوی تو واسطی حصول تقوی کی کبایر سی بچتی رہنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضون کی نزدیک تقوی کی لئی صغایر سی بہی بچنا ضرور ہی

فی تحصیلها وهو الحق وقیل لا یلزم اجتنابها لانها مکفرة عن مجتنب الکبائر
اور یہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغائر سی اجتناب ضروری نہین کیونکہ صغائر اوسکی اوتر جاتی ہین جو کبایر سی بچتا ہی

فلا یستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم لکن هذا خطا
سو بندہ صغایر کی بدلی سزاوار عقوبت کا نہین ہوتا اس آیت سی اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزون سی جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگی تمسی تقصیرین تمہاری لیکن یہہ رائی

مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب علی الصغیرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الکبائر لان بعض المفسرین
خطا اور اہل سنت کی قواعد سی خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بہی عذاب کرنا جایز ہی اگرچہ کبایر سی بچتا رہی کہ بعض مفسرین نی اس آیت مین کبایر سی مراد

حملوا الکبائر فی الایة علی انواع الشرک کشرک الیهود والنصاری والمجوس وغیرهم لان المطلق عند عدم القرینة
اقسام شرک لئی ہین جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سی بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہی اور

ینصرف الی الکامل وهو الشرک وباجتنابه لا یتعین تکفیر غیره بل یبقی فی مشیة الله تعالی لقوله تعالی ان الله لا یغفر ان
فرد کامل شرک ہی اور شرک سی بچنی مین اور گناہ کا اوترنا مقرر نہین ہوتا بلکہ مشیت الہی مین رہتا ہی اس آیت سی بیشک اللہ یہہ نہین بخشتا

يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ مع ان الاصرار على الصغائر كبيرة فلا يكون مكفرة بل لابد من اجتنابها وقد

کہ اوسکا شریک ٹھراوی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر جمی رہنا کبیرہ ہوتا ہی پھر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی ہی اجتناب ضروری ہی اور

روی عن عطية انه عليه السلام قال لا يبلغ العبد ان يكون من المتقين حتى يدع ما لا باس به حذرا عما به

عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہین پاتا جبتک لاباس کو نچھوڑدی بخوف ابتلا اون ذلتہ کی

باس وهذا الحديث نص في لزوم اجتناب الصغائر في تحصيل التقوى لانها على تقدير كونها مكفرة عن مجتنب الكبائر تكون

اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی کا واسطی حصول درجہ تقوی کی ضرور ہی کیونکہ صغایر کو نا تا کہ کبایر کی بچنی والی ہی اوتر جاتی ہین

مما لا باس به فيلزم اجتنابها مع ان المعنى اللغوي الذي هو فرط الصيانة مرعي في المعنى الشرعي ما امكن وفرط الصيانة

پر لاباس ہمین تو داخل ہین پس صغایر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی شرعی معنون مین جہان تک ہوسکی کرنی ضرور رہا ہی

يقتضي اجتناب الكبائر والشبهات ايضا لكن الاحتراز عن جميع الشبهات لا يمكن في هذا الزمان كما قال قاضيخان في فتاواه

اور خوب احتیاط کا تقاضا یہہ ہی کہ کبایر سی اور شبہات سی بھی بچی لیکن اس زمانہ مین تمامی شبہات سی احتراز نہین ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین

ليس زماننا زمان الشبهات وعلى المسلم ان يتقي الحرام العائن وكذا قال صاحب الهداية في التجنيس وزمانهما قبل ستمائة سنة

ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہین ہی مسلم کا یہہ ہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکھی اور ایسی ہی ہدایہ والا تجنیس مین کہتا ہی اوران دونو کا زمانہ چھہ سو برس کی

وقد بلغ التاريخ الآن ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغير يزيدان بزيادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب

پہلی ہی اور اب تو زمانہ کا حال ہی سو ہی اوراسمین کچہ شک نہین ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہین اور اس زمانہ مین

في عدم امكان الاحتراز عن الشبهات في هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن وانتظام المعاش ليس الا

شبہات سی احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہین اول یہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود

بالنقود والحبوب ونحوهما مما يخرج من الارض والغالب المستعمل في النقود والفلوس ليس الا الدراهم وقد صغروها بحيث لا يعلم

اور دانہ وغیرہ کی جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہین ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور تورڑنی مین چلن سوای دراہم کی نہین ہی سو انکو اتنا کم کر ڈالا ہی کہ اصلا

كم منها يبلغ قدر وزن درهم واحد شرعي بل الطامعون من اخساء الفسقة والكفرة لا يزالون يقطعونها حتى صار

معلوم نہین ہوتا کہ انمین سی کی درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہین بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ دراہم کو کترتی جاتی ہین یہان تک

المقطوع في الدراهم غالبا على غيره وسبب ذلك تركوا وزنها وجعلوها من المعدودات في التبايع والاستقراض والفضة وزنية

کہ کترا ہوا اچھی سی بڑھتی ہو گیا ہی اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ دراہم کو تولنا چھوڑ دیا ہی اور اونکو بیوع اور قرض وغیرہ مین معدود شمار کیا ہی اور چاندی ہر

ابدا بالنص الشارع عليه فلا يتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص وهذا مذهب ابي حنيفة ومحمد ورواية ظاهرة

ہمیشہ کی لئی وزنی ہی شارع اوسکو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاو سی بدل نہین سکتی اسلئے کہ عرف وہان معتبر ہوتا ہی جہان نص موجود نہو اور یہہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد

عن ابي يوسف وفي رواية ضعيفة عنه يعتبر العرف مطلقا فاذا كانت الفضة وزنية ابدا يلزم بيان وزنها في

کا اور یہہ ہی ہی ظاہر روایت ابو یوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پھر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی رہی تو اوسکا وزن بیان کر دینا

التبايع والاستقراض لان بيان مقدار الثمن شرط صحة البيع ونحوه ومقدار الوزن لا يعلم بالعد كالا يعلم مقدار

بیوع اور قرض مین ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سی معلوم نہین ہوتی جیسی تولنی سی

العددي بالوزن فاذا لم يبين وزنه يفسد البيع والاجارة والقرض ونحوها فيكون ما اشتري بالبيع الفاسد من

گنتی معلوم نہین ہوتی پہر جب اسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا

الطعام والجارية مليكا للمشتري بعد القبض لكن لا يحل له اكل الطعام ولا وطء الجارية ولا مخلص منه و

کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہونگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلصی نہین ہی

لاجله

ولا حیلة فیه الا التمسک بالروایة الضعیفة عن ابی یوسف لتعسر الجمع بین العدد والوزن خصوصا

اور نہ اسمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سی ہی کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبیح المحظورات والثانی غلبة الطمع علی الناس بحیث تری کثیرا

فقراء کی حق مین اور بیشک ٹہر چکا ہی کہ ضرورت مین ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہی اور دوسرا سبب لوگون پر طمع کا غالب ہوجانا چنانچہ تو اکثر لوگون کو دیکہتا ہی

منہم لا یرضون بحقوقہم ولا یقنعون بحظوظہم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث غلبة الظلم بین الخلق

کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہین ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہین کرتی بلکہ حرام تک بڑہ جاتی ہین اور تیسری خلقت مین ظلم کا پہیلنا

من الغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوہا والرابع غلبة الجہل علی التجار والصناع والاجراء والشرکاء

چہین لینا چرالینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتہی اصل یا سبب مین جہالت کا غلبہ سوداگرون اور کاریگرون اور مزدورون اور شرکا پر

فی الاصل والعلة فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملاتہم فاذن معاملاتہم لا تخلو اما ان تبطل فیکون

سو یہہ لوگ شرعی شرطون کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ مین نہین کرتی پس اب اونکی معاملات اس سی خالی نہین یا باطل ہونگی پہر تو

مکسوبہم حراما او تفسد فتکره فتکون مکسوبہم خبیثا والحرام لا یکون ملکا بالقبض بل ان امکن الرد

اونکی کمائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہون کی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سی ملک نہین ہوجاتی بلکہ اگر اوسکی مالک تک

الی صاحبہ یجب الرد الیه ویحصل الاثم بغیره ولا یجوز لاحد اخذه بشراء او اجارة او ہبة او صدقة او

پہیر دینا ممکن ہو تو پہیر دینا واجب ہوتا ہی اور بدون اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جائز نہین خریدکر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

نحوہا اذ لا یصیر بہا حلالا وان تعذر الرد الی صاحبہ فسبیله التصدق لا غیر والخبیث وان کان ملکا

کسی اور وجہ سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہین ہی اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بجز صدقہ دینی کی کوئی نہین اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنی سی ملک

بالقبض لکن یجب علی مالکه التصدق ویاثم بغیره ولا یجوز لاحد اخذه الا ان یتصدق علیه وہو فقیر فاذا

تو ہوجاتی ہی پر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جائز نہین ہی الا جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

کان کذلک فکیف یمکن المعاملة بالناس فی ہذا الزمان مع الاحتراز عن الشبہات فان کثیرا ما فی ایدیہم

حال یہہ ہی تو اس زمانہ مین لوگون سی شبہات سی بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہوسکتا ہی کیونکہ اکثر مال جو اونکی قبضہ مین ہین

من الاموال اما حرام او خبیث بسبب ظلم بعضہم بعضا بالغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوہا

یا حرام ہین یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغابازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع فی معاملاتہم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبہات فی ہذا

یا اپنی معاملات مین شرعی شرائط کی رعایت نکرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سی بچنا اس

الزمان یستدعی ان لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلة عنہم والفرار الی الجبال وسکنی المغارات وبطون الاودیة

زمانہ مین یہہ چاہتا ہی کہ لوگون کی ساتہہ کوئی معاملہ نکیجئی اور اونسی سراسر الگ ہوکر پہاڑون مین بہاگ جائی اور غارون اور نالون کی اندر رہا کری

ورعی العشب والکلاء وفی ہذا حرج عظیم وتکلیف بما لا یطاق وکلاہما منفیان فی الشرع بالنص لان الانسان

اور گہاس پہونس کہا لیا کری اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سی زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بدلالت نص نہین ہین کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنه ان یعیش وحده بل لا بد له ان یعیش مع الناس فیتعین فی ہذا الزمان لا محالة الاخذ

ملنسار ہی یہہ کب ہوسکتا ہی کہ اکیلا گذران کری بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون مین ہوگی پس اس زمانہ مین بالضرور امام محمد سی روایت بہی لینی چاہئی

بما قال محمد ومن تبعه من المشائخ من جواز اخذ مال الغیر باذنه ورضائه بعوض وبغیر عوض ما لم یعلم کونه

جو امام محمد کہتی ہین اور اونکی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سی لینا بہلا ہین اور بلا بدلہ جب تک صاف حرام معلوم نہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقررة فی الشرع من ان الید دلیل الملك وان الاصل فی الاشیاء الاباحة وان
جایز بتاتی ہین قواعد مقررہ شرع سی تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیا مین اباحت ہی اور

الیقین لا یزول بالشك وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین
یقین شک سی دفع نہین ہوتا یقین جب ہی جاتا ہی تب ویسا ہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ مین اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو تعین کرنی سی

بالتعیین بل یثبت بالذمة حتی لو اشیر الی الثمن النقد ودفع غیره یجوز بخلاف المبیع فانه یتعین بالعقد حتی
متعین نہین ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی یہان تک کہ اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیدی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہو جاتا ہی

لا یجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بکون الفتوی علیه
یہانتک کہ اوسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹھہرا دینا جایز نہین ہی جبتک پہلا عقد فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کرنا امام کرخی کی قول سی کہ صاف کہہ چکی ہین

فی هذا الزمان ان المشتری بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشار الیه حین العقد ثم سلم فح یکون ملکا خبیثا
کہ اس زمانہ مین فتوی اسی پر ہی کہ شی خریدی ہوئی بثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اوس صورت مین کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پہر وہ ہی دیدین

واجب التصدق وبما ذهب الیه ابو حنیفة من ان الخلط الرافع للتمیز استهلاك موجب للتملك والضمان وبما روی
اب وہ شی ملک خبیث ہو گی اوسکا صدقہ کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملا دینا دو چیز کا جسمین امتیاز باقی نرہی ہلاک کر دینا ہی اسمین ملک حاصل ہو جاتی ہی اور ضمان

عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اداؤه نعم ما لا یدرك کله لا یترك کله فان الاحتراز عن جمیع الشبهات لما
اور تمسک کرنا جو اونسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آتا ہی اوسکا ادا کرنا نہین ہان جو چیز سراسر میسر نہ آوی تو سراسر چہوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ

لم یکن ممکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التی یمکن الاحتراز عنها فی تحقق التقوی لان الطاعة
اس زمانہ مین ممکن نہین ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہین واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسواسطی کہ اطاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی

بحسب الطاقة فمن اتقی عما فی وسعه من الشبهات یرجی من فضل الله تعالی ان یعفو عنه ما لیس فی وسعه
پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتا رہی تو اسکی فضل سی امید ہی کہ اوسکو وہ معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی

ویجعل له ثواب المتقین واما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بیت المال فهو کسائر المکاسب فان الکسب
اور اوسکو ثواب متقیون کا عنایت کری اور رہا کہانا وظیفہ دارون کا اوقاف مین سی یا بیت المال مین سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فائدہ لینا

بالبیع والاجارة ونحوهما اذا روعی فیها شرائط الشرع کما یکون حلالا طیبا کذلك الوقف اذا صح وروعی فیه شرائط
بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمین شرطین شرعی رعایت کی جاوین جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطین وقف کی اوسمین

الواقف یکون حلالا طیبا وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفا له واخذه بقدر الکفایة وتفصیل الکفایة علی ما
رعایت کی جاوین تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان

فی الاحیاء وغیره من الکتب فی السلوك ولا فرق بین الوقف وبین بیت المال وبین غیرهما من المکاسب فی کون
احیاء وغیرہ کتب کی سلوک مین اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیون کی اس باب مین کچہہ فرق نہین ہی

کل منها حلالا طیبا اذا روعی فیه شرائط الشرع وفی عدم کونه حلالا اذا لم یراع فیه شرائط الشرع وذکر فی الواقعات
کہ یہ سب حلال طیب ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت کیجاوین اور مردار خبیث ہوتی ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت نہووین اور واقعات مین مذکور ہی

ان الذین یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم لیسوا عاملین بالاجرة بل هم عاملون
کہ جو لوگ حکم کرتی ہین اور فتوی دیتی ہین اور درس تدریس مین مصروف رہتی ہین اور بیت المال مین سی کہاتی ہین سو یہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہین ہین

لله تعالی واجرهم علی الله تعالی وکذلك ما یعطیه الامراء والسلاطین من اموالهم الی رجل حلال ما لم یعلم انه حرام
بلکہ لله کار بار کرتی ہین اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امرا اور سلاطین اپنی مال مین سی کسیکو کچہہ دیتی ہین سب حلال ہی جبتک معلوم نہو کہ وہ شی خاص حرام ہی

بعينه نعم درجات الحلال كثيرة عالية بعضها اعلى من بعض لكن في زماننا لا يمكن الاخذ بالقول الاحوط في

ہان مرتبہ حلال کی بہت ہیں ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ میں تقوی کی باب میں احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہیں ہی

التقوى لان الاستقصاء البالغ في الحلال على قانون الورع الاعلى في زماننا مما يفضي الى الحرج وهو مدفوع في الدين

کیونکہ حلال کی باب میں نہایت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد اعلی رتبہ کی پرہیز کی ہماری زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی

بل الشرع هو الميزان المستقيم فما لا يذمه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالى على عباده فاذا تمسك احد بالشريعة

بلکہ شرع سیدہی ترازو ہی جسکو شرع برا نکہی وہ سب حلال ہی ہی یہہ اسد کی طرف سی بندونکی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند لادی

فليس لاحد ان ينكر عليه لان الانكار عليه استخفاف بالشريعة ومن استخف بالشريعة يخاف عليه زوال الايمان

پہر یہہ کسکا مقدور ہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقوى في هذا الزمان ان يجعل ما في يد كل انسان ملكا له ما لم يتيقن انه بعينه مغصوب

جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ میں یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہی اوسہی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چہینی ہوئی

او مسروق وان علم يقينا ان في ماله حراما اذ قد قال قاضيخان في فتاواه رجل دخل على سلطان فقدم اليه شيء

یا چورائی ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اسکی مال میں حرام ہی ملا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نی اوسی کوئی چیز

من الماكولات ان لم يعلم انه بعينه غصب يحل له ان ياكل لانه لم يعلم بالحرمة والاصل في الاشياء الاباحة

کہانیکو دی اگر یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اوسکو کہا لینا حلال ہی اسلئی کہ اوسکی حرمت معلوم نہیں ہی اور اصل اشیاء میں اباحت ہی

وان علم انه بعينه حرام لا يحل له ان ياكل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بكر البلخي عن الفقير انه لو اخذ

اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچہا کہ اوسنی اگر

جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا يحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم

عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجہ کر لیلیا تو کیا اوسکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع اليه عين الغصب من غير خلط لا يجوز له اخذه قال الفقيه ابو الليث

قسم میں ملا دئی تو لینی میں کچہہ خوف نہیں ہی اور اگر اوسکو مغصوب درہم وہ کی وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہیں ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں

هذا الجواب يستقيم على قول ابي حنيفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض يملكها الغاصب

یہہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی سی چہین کر ایک کو دوسری میں ملا دئی تو غاصب مالک

ويكون مديونا لهم وذكر في بستان العارفين ان الناس اختلفوا في اخذ جائزة السلطان قال بعضهم يجوز ما

اور اوسکا قرضدار ہو جاتا ہی اور بستان العارفین میں مذکور ہی کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی

لم يعلم انه يعطيه من الحرام وقال بعضهم لا يجوز اما من اجازه فقد ذهب الى ما روي عن علي بن ابي طالب

جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہیں ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان يصيب من الحلال والحرام فما يعطيك فخذه فانما يعطيك من الحلال وروي عن عمر انه عليه السلام

کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من اعطي شيئا من غير مسئلة فليأخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالى وروي عن حبيب بن ابي ثابت انه قال

فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچہہ دیوی تو لی لینا چاہئی کیونکہ وہ اسد تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

رايت ابن عمر وابن عباس ياتيهما هدايا المختار فيقبلانها مع كونه مشهورا بالظلم وروى محمد بن الحسن عن ابي حنيفة

کہ میںنی ابن عمر اور ابن عباس دونوکو دیکہا ہی کہ اونکی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونو لیلیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن ابو حنیفہ سی اور وہ حماد سی

عن حماد ان ابراهيم النخعي خرج الى زهير بن عبد الله الازدي وكان عاملا على حلوان يطلب جائزته هو وابو زر
روایت کرتی ہین کہ ابراہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابوزر ہمدانی دونون

الهمداني قال محمد وبه ناخذ ما لم تعرف شيئا من عطائه حراما بعينه وهذا قول ابي حنيفة

المجلس التاسع والستون

محمد کہتا ہی ہماری یہہ ہی سند ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی شئی عطیہ مین بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی

انہتروین مجلس

في بيان لزوم طلب كسب الحلال واي اطيب من المكاسب واقبح منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
بیان مین تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان اطيب ما اكلتم من كسبكم وان اولادكم من كسبكم هذا الحديث من حسان المصابيح رواته ام المؤمنين
بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ کی

عائشة وفيه تحريض على الكسب الحلال لان المراد بالطيب ههنا الحلال ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل
روایت سی اسمین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلئی کہ طیب سی مراد یہان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی

الرزق وانما جعل الولد كسبا لان الوالد يطلبه ويسعى في تحصيله فيكون من جملة اكسابه فيجوز له ان ياكل
اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اوسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد کی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر

من كسبه اذا كان محتاجا والا فلا الا ان يطيب به نفسه قال الفقيه ابو الليث في بستان العارفين كره
محتاج ہووی تو اولاد کی کمائی مین سی کہالی اور نہین تو نہ کہاوی ہان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ

بعض الناس الاشتغال بالكسب وقالوا الواجب على كل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوكل عليه وحجتهم
کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اونکی دلیل

قوله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقال النبي عليه السلام ما اوحي الي ان اجمع المال واكن من التاجرين
یہہ آیت ہی اور مینی جو بنائی جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون

ولكن اوحي الي ان سبح بحمد ربك وكن من الساجدين واعبد ربك حتى ياتيك اليقين وقال عامة اهل العلم الكسب
لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالون مین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجہکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری

بمقدار ما يكفيه ولعياله واجب فان زاد على ذلك فهو مباح ولا يكون الاشتغال بطلب الزيادة حراما اذا لم يرد
کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی

به الفخر والرياء وحجتهم انه تعالى قد فرض الفرائض ولا يتاتى اداؤها الا بستر العورة وقوة البدن ولا يحصل ستر العورة
ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی بیشک فرایض ذمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرایض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہو سکتی اور ستر عورت

الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالى وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام وتحصيل القوة واللباس
بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہانی پینی نہین ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا

لا يكون في الغالب الا بالكسب وما ذكر في انكار ذلك من الحجة فالجواب عنه ان يقال ان التجارة اما ان يكون
اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی

لطلب الكفاية او لطلب الزيادة على الكفاية فان كانت لطلب الكفاية فهي واجبة ماجور فاعلها فيكون الاشتغال
یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا

بها اشتغالا بالعبادة وان كانت لطلب الزيادة فان كان طلب تلك الزيادة لاستكثار المال وادخاره لا للصرف
بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الی الخیرات والحسنات فهو اقبال علی الدنیا التی حبها راس کل خطیئة فلا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة
تو یہہ توجہ دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گناہونکی سردار ہی پس یہہ دہندا شغل عبادت کا نہین ہی
بل ان وجد فیها تلبیس وخیانة یکون فسقا وظلما وان کان طلبها لیواسی بها الفقراء والضعفاء فهی افضل
بلکہ اسمین اگر کچہہ فریب اور خیانت ہو ویگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہہ طلب اسلئی ہی کہ اس مال سی فقرا اور ضعفا کی ساتہہ مروت عمل مین لاوی
من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنیة فکیف لا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذکر فی الاختیار
تو یہہ شغل عبادت بدنیہ مین سی نفلونکی پڑہنی سی افضل ہی پہر یہہ شغل کیونکر عبادت کا شغل نہوگا حال انکہ بیشک اختیار مین مذکور ہی
ان الرسل علیهم السلام کانوا یکتسبون ویاکلون من کسبهم فادم النبی علیه السلام زرع الحنطة وسقیها وحصدها
کہ رسل علیہم السلام انہہ کا کام کرکر اپنی کمائی سی کہاتی سی پس آدم نبی علیہ السلام نی گیہون بوئی پہر کو پانی دیا پہر کاٹی
وداسها وطحنها وعجنها وخبزها واکلها ونوح النبی علیه السلام کان نجارا وابرهیم علیه السلام کان بزازا وداود
پہر گاہا پہر پیسا پہر خمیر بنایا اور پکا کر کہایا اور نوح نبی علیہ السلام کہاتی کا پیشہ کرتی تہی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بزازی کرتی تہی اور داود
النبی علیه السلام کان یصنع الدرع وسلیمن النبی علیه السلام کان یصنع المکتل من الخوص ونبینا محمد علیه السلام
نبی علیہ السلام درعہ بنایا کرتی تہی اور سلیمان نبی علیہ السلام برگ خرما کی زنبیل بنایا کرتی تہی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی
رعی الغنم وذکر فی الاحیاء ان اصحاب رسول الله علیه السلام کانوا یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلهم
بکریان چرائی ہین اور احیاء العلوم مین مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشکی اور دریا مین تجارت اور اپنی باغون کی اندر کام کیا کرتی تہی
وهم القدوة فیلزم الاقتداء بهم ولا یلتفت الی جماعة انکروا ذلك وقعدوا فی المساجد وعینهم طامحة الی ما
اور یہہ لوگ پیشوا ہین انکی پیروی ضرور چاہئی اور کیا اعتبار ہی اون لوگون کا جو اسی احتراز کرکر مسجدون مین جا بیٹہی ہین اور اونکی انکہین لوگون کی مال کو تک رہی ہین
فی ایدی الناس فیسمون انفسهم متوکلین ولیسوا کذلك بل هم خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسکوا بقوله تعالی
اور اپنا نام متوکل رکہہ چہوڑا ہی اور حقیقت مین متوکل نہین ہین بلکہ یہہ ہی لوگ حد شرع سی باہر نکل گئی ہین انکی سند یہہ آیت ہی
وفی السماء رزقکم وما توعدون لکنهم بمعناه وتاویله جاهلون فان المراد به المطر الذی هو سبب انبات
اور آسمان مین ہی روزی تمہاری اور جو کچہہ تمسی وعدہ کیا پر اونکو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہین ہی کیونکہ اس سی مراد مینہہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی
الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال الله تعالی فاذا
اور اگر رزق ہمپر آسمان پر سی بی محنت اوترا کرتا تو ہمکو کسب اور سعی کرنیکا حکم ہرگز نہوتا اور اللہ فرماتا ہی پہر جب
قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله وقال فی اٰیة اخری لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا
تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو زمین مین اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت مین ہی کچہہ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل
من ربکم وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرها الا الهم فی طلب المعیشة وسئل
اپنی رب کا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا گناہون مین سی بعضی ایسی گناہ ہین کہ اونکا کچہہ اور کفارہ نہین سوای مشقت طلب معیشت کی اور ابراہیم سی
ابرهیم عن التاجر الصدوق اهو احب الیك ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الی لانه فی جهاد
کسینی حال سچی تاجر کا پوچہا آیا وہ تمکو محبوب ہی یا نرا عابد جواب دیا مجکو سچا تاجر محبوب ہی اسلئی کہ وہ جہاد کرتا ہی
یاتیه الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والعطاء فیجاهده وقال ابو قلابة لرجل لان اراك
اوسکی پاس شیطان دسوسہ کو آتا ہی پیمانہ اور ترازو کی راہ سی اور لینی اور دینی کی طرف سی سو یہہ تاجر اوسپر جہاد کرتا ہی اور ابو قلابہ نی ایک شخص کو کہا کہ
تطلب معاشك احب الی من ان اراك فی زاویة المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشغله معاشه عن معاده فیکون عمره
مین تجہکو معاش کی طلب مین دیکہون تو بہت بہتر ہی اس سی کہ تجہکو مسجد کی کونہ مین دیکہون پر تاجر کو یہہ نہین چاہئی کہ معاش کی دہندہی مین معاد کو بہول جاوی پہر تو اوسکی عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لان ما يفوته من الربح في الاخرة لا يفي به ما يناله في الدنيا فيكون ممن اشترى
برباد ہوئی اور تجارت مین ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا آخری فائدہ اسکا تلف ہوگا اوسکا عوض جو دنیا مین پیدا کیا نہین ہوسکتا پس اونمین سی ہوگا کہ دنیا کی

الحيوة الدنيا بالاخرة بل ينبغي له ان يشفق على نفسه في تجارته ولا ينسى نصيبه من الدنيا للاخرة كما
زندگی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یون چاہئی کہ تجارت مین اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا مین کا آخرت کی لئی جیسا

قال الله تعالى ولا تنس نصيبك من الدنيا فان الدنيا مزرعة الاخرة وفيها تكتسب الحسنات والمسجد
کہ فرمایا اللہ تعالی نی اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا مین سی ف کیونکہ دنیا آخرت کی کہیتی ہی اسہی مین حسنات حاصل ہوسکتی ہین اور مسجد

والبيت والسوق له حكم واحد وانما النجاة بالتقوى وهي تتحقق في جميع الاحوال وقد روي عن ابي ذر انه عليه السلام
اور گہر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور نجات تقوی ہی سی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال مین متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اتق الله حيث ما كنت فان وظيفة التقوى لا تنقطع عن المجردين للدين كيف ما تقلبت بهم الاحوال
اللہ سی ڈرتا رہ جہان رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینون سی کبہی دور نہین ہوتی اونکا حال کیسا ہی بدلتا رہی

اذ فيها يرون نجاتهم وربحهم وبها يكون حياتهم وعيشهم وانما يتم شفقته على نفسه في تجارته بمراعاة
کیونکہ وہ لوگ اوسہی مین اپنی نجات اور فائدہ دیکہتی ہین اور اوسہی مین اونکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی

عدة امور الاول ان ينوي بما اكتسبه الاستعفاف عن السوال وكف الطمع عن الناس واستعانة على
اول یہہ کہ اس نیت سی لادی کہ مانگنی تانگنی سی بچتا رہی اور لوگون کی طرف طمع نہ آوی اور دین کی مدد کری

الدين وقياما بكفاية عياله ليكون من المجاهدين لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من سعى
اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لاوی تاکہ مجاہدون مین داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

على عياله من حله فهو كالمجاهد في سبيل الله فاذا اضمر في قلبه هذه النيات يكون عاملا في طريق الاخرة
خبرگیری حلال مال سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ مین مجاہد جب اپنی دلمین یہہ نیتین کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوویگا

فان استفاد مالا فقد ربحه في الدنيا والاخرة وان لم يستفد مالا ربح في الاخرة والثاني ان يقصد في صنعته
پہر اگر اوسکو مال اتہہ آیا تو اسنی فائدہ دنیا اور آخرت دونو کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشی

وتجارته القيام بفرض من الفروض الكفايات اذ لو تركت الصناعات والتجارات كلها لبطلت المعائش وهلك
و تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ ادا کرتا ہی اسلئی کہ اگر تمام پیشی اور تجارات ترک کردین تو گذران مشکل پڑجاوی اور خلقت

الخلق لان انتظام امر الكل بتعاون الكل وتكفل كل فريق بعمل اذ لو اقبل كلهم على صنعة واحدة لتعطلت البواقي
مرجاوی کیونکہ سب کی حال کی درستی سب کی امداد سی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلئی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگین تو باقی کی پیشی بیکار

وهلكوا لكن الصناعات منها ما هو مهم ومنها ما هو مستغنى عنه لرجوعه الى طلب التنعم والتزين في الدنيا فينبغي
ہوجاوین اور مرجاوین لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہین اور بعضون کی چندان ضرورت نہین ہوتی اونکا مآل عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنگار اور آرایش ہی اسلئی

له ان يشتغل بصناعة مهمة ليكون في قيامه بها كافيا عن المسلمين في مهم في الدين ولا يشتغل بصناعة
ہی کہ ضروری پیشہ کو اختیار کری تاکہ اوس پیشہ سی ضروریات دین مین سب مسلمانون کا حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

النقش والصياغة وجميع ما تزخرف به الدنيا وذكر في الاختيار ان افضل اسباب الكسب التجارة ثم الزراعة
اور تمام اون پیشی جنمین دنیا کی زیب و زینت ہی اختیار نکری اور اختیار مین مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کمانی کا تجارت ہی پہر کہیتی

ثم الصناعة لما روي انه عليه السلام قال الحرفة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة على التجارة لكونها
پہر ہاتہہ کی کاریگری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کہیتی کو بہتر کہتی ہین کیونکہ اسکا

ف کردہ بین کپڑی کفن کی ہین ۱۲

اعم نفعا اذ قد روی انه علیه السلام قال ما زرع مسلم زرعا وما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة
نفع عام ہوتا ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مسلمان کہیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پہر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت له صدقة والثالث ان لا یمنعه سوق الدنیا عن سوق الاخرة وهو المسجد فینبغی له ان
یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ دنیا کا بازار اوسکو آخرت کی بازار سی نزدیک رکہی کہ وہ مسجد ہی سو یون چاہئی کہ

یجعل اول النهار الی وقت دخول السوق لاخرته فیلازم المسجد فی ذلك الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد
اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک دکانین کہل کر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری اوسوقت مین مسجد کی اندر بیٹھا ہوا ذکر اور وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو و
تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ اللہ نی حکم دیا ا اونکو بلند کرنیکا اور وہان اوسکا نام پڑہنی کا یاد کرتی ہین اوسکی وہان صبح اور

الاصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله ثم انه مهما سمع الاذان للظهر والعصر ینبغی له ان یفرغ
شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی پہر جبتک وہ ظہر اور عصر کی اذان سنا کری تو لایق ہی کہ دنہی سی فارغ ہوکر

عن شغله وینزعج من مکانه ویدع کل ما کان فیه لان ما یفوته من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت
اپنی جگہہ سی کہڑا ہو جاوی اور سب کار بار چہوڑدی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا

لا یوازیه بها الدنیا بما فیها وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله انهم کانوا
اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہوسکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدهم اذا رفع المطرق او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج الاشفی ولم یوقع المطرقة
لوہار اور موچی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ اگر ہتوڑا اوٹہایا یا ستاری گڑوئی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ مارتا

بل رمی بها وقام الی الصلوة وهکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتنعم فی الدنیا فان مثله یتجر فی الدنیا
بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش دنیا کا مقصود نہین رکہتی اونکی یہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینه فی تجارته لعلمه بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا للاستعانة
و اس تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بها علی الاخرة کیف یدع ربح الاخرة بل ینبغی له ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل
وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑ دیگا بلکہ اوسکو یون لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جایا کری

فیها واخر خارج منها اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابلیس یقول لولده زلنبور سر بکتابك فائت
اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی زلنبور سی کہا کرتا ہی اپنی کتاب بازار مین لیجا

الاسواق وزین لهم الحلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن مع اول من یدخل فیها واخر من یخرج منها
اور اونکو بہلا بنا کر دکہا خلاف اور جہوٹہہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ جو بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطریق الاحتراز عنه ان یراقب
ور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار ہین اور سب سی برا وہ بازاری جو پہلی آوی اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایته فاذا حصل له کفایة وقته ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة هکذا کان یفعل صلحاء السلف
جب تک جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت مین لگی صلحا پہلی زمانہ کی یون ہی کیا کرتی تہی

فمنهم من کان ینصرف بعد الظهر ومنهم من کان ینصرف بعد العصر ومنهم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا
اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

يوما ويومين وكانوا يكتفون بذلك ثم ينبغي للمكتسب ان يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لان
ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اوسیہی پر اکتفا کرتی پہر پیشہ ورکو لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برتی اور ظلم سی بچتا رہی اسلئی

المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط
کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہیکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو جایز بتادی اور عقد کو ٹہیک کہی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب

الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما يستضر به الغير فكل ما يستضر به الغير
الہی آجاوی کیونکہ ہر نہی ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کردیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہوجاوی پہر جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو

فهو ظلم وانما العدل ان لا يصدر عنه ضرر لاحد والضابط فيه ان لا يحب لاحد الا ما يحب لنفسه فكل ما
وہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمین یہہ ہی کہ ہریک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پہر جو

عومل به لو كان يشق عليه ويثقل على قلبه ينبغي له ان لا يعامل به غيره بل ينبغي له ان يستوي عنده درهمه
معاملہ اسپر دشوار اور اوسکی دل پر بہاری گذرتا ہو تو چاہئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یوں لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی

ودرهم غيره هذا هو الاجمال واما التفصيل ففي عدة امور الاول ان لا يثني على السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور رہی تفصیل سو کئی باتوں مین ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما ليس فيها فان لم يقبله منه فهو كذب محض وان قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها
جو اوسمین نہین ہی اگر خریدار نمانی لیس وہ نرا جہوٹہ ہی اور اگر خریدار اسکی مان لیا تو اب وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف

بما فيها فان علم به المشتري فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان
کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اوسکا حساب لیا جاویگا اسلئی کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی

فانه يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعلم به المشتري ما لم يذكر
اوسپر محاسبہ ہونیوالا ہی اس دلیل سی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک یہہ ذکر نکری

فلا باس بذكر القدر الموجود فيه من غير مبالغة واطناب ويكون قصده منه ان تعرفه اخوه المسلم
توجتنا ہو وتنا کہنی مین کچہہ ڈر نہین ہی مبالغہ نکری بات نہ پہیلاوی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہوجاوی تو رغبت سی خریدی

فيرغب فيه ويحصل حاجته ولا ينبغي له ان يحلف عليه البتة لانه ان كان كاذبا فقد اتى باليمين الغموس
اور اوسکا کام بن جاوی اور ہرگز لایق نہین ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹ ہوا تو اسنی یمین غموس کہائی

وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه
اور یہہ ایسا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور برا کیا

لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة والثاني ان لا يكتم من عيوبها وخفايا
اسلئی کہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت اللہ تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها شيئا اصلا بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه ان اخفى شيئا منها يكون ظالما غاشا
ہرگز کوئی اور بات چہپی ہوئی چہپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چہپی اور ظاہر بیان کردی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمین سی چہپا دیگا تو ظالم اور خائن ٹہریگا

تاركا للنصح والغش حرام والنصح واجب ومهما اظهر احسن وجهي الثوب واخفى الوجه الاخر يكون غاشا وكذلك
خیرخواہ نہوگا اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیرخواہی واجب اور اگر تہان کا اچہا پلا دکہلادیگی اور دوسرا پلا چہپا لیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی

اذا عرض احسن فردي الخف او النعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع في موضع مظلم والحاصل ان الغش
اگر موزہ کا اچہا فرد پیش کردی اور جوتی کی اچہی پوائی اور مانند اوسکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندہیری میں سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له

تمام بیوع اور صناعت میں حرام ہی سو کاریگر کو نہیں چاہیے کہ اپنی کار میں ایسی سستی برتے کہ اگر کوئی اور اوسکے ساتھ ویسا معاملہ کرے تو کبھی پسند نکرے بلکہ لایق یہہ ہی

ان يحسن الصنعة ويحكمها وان وقع فيها عيب يبينه بها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما للانام

کہ اپنا کار بہت درست اور مضبوط بناوے اور اگر اتفاق عیب دار ہو جاوے تو عیب بیان کر دے اسمیں دغا سے جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنے سے بچ جاتا ہی

ومن هذا القبيل ما روي عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحيث لا يتبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و

اور اسی قسم کی امام احمد سے یہہ روایت ہی کہ اونسے کسی نے ایسی رفو کا مسئلہ پوچھا کہ ہرگز معلوم نہو پس جواب دیا بیچنے والے کو جایز نہیں ہی کہ کپڑا بیچدے اور رفو چھپالے

انما يحل اذا علم انه يظهره ولا يخفيه او لا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام مر برجل يبيع الطعام

اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ یہہ بیان کر دیگا چھپانیکا نہیں یا بیچیگا نہیں اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس آگئے کہ وہ گیہون بیچتا تھا

فاعجبه فادخل يده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابته السماء يا رسول

سو آپکو پسند آئے پہر آپ نے اونکے اندر ہاتھ ڈالا تو اونگلیان بہیگ گئین فرمایا یہہ کیا اے گیہون والے عرض کیا یا رسول اللہ بوندین پڑ گئین ہین

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل

پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو اوپر کی طرح گیہون نکر دیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکہتے جو کوئی ہمکو دغا دیوے سو ہم میں سے نہیں اور خیرخواہی

على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام واراد ان ينصرف جذبه و

کی وجوب پر عیوب کی اظہار سے یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نے جب جریر سے اسلام پر بیعت لی اور انہونے روانگی کا ارادہ کیا تب آپنے اوسکو کہینچکر

اشترط عليه النصح لكل مسلم وكان جرير اذا قام الى السلعة ليبيعها بصر عيوبها ثم يخبر مشتريها ويقول له

یہہ شرط کی کہ مسلمانون کی خیرخواہی کرتے رہنا اور جریر کا یہہ حال تھا جب اسباب بیچنے کہڑا ہوتا تو اوسکا عیب دکہا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پہر خریدار سے یہہ کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل

چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کہڑے تہے کہ ایک شخص نے اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچڈالی اور واثلہ کو خبر نہ

واثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريتها للظهر او اللحم فقال بل للظهر فقال ان

خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پہر واثلہ نے پیچہے سے دوڑکر پکار کر کہا اے شخص یہہ اونٹنی تونے سواری کی لیے لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واسطے پہر واثلہ نے کہا

بخفها نقبا قد رايته وانها لا تتابع السير فعاد فردها فنقصها البايع مائة درهم وقال لواثلة رحمك الله قد

اسکی تلوے مین زخم ہی مینے دیکہا ہی یہہ خوب نہین چل سکتی پس وہ ہٹکر پہیرنے لگا پہر بایع نے سو درہم قیمت کی کم کر دی اور واثلہ سے کہا اللہ تجہپر رحم کرے تونے

افسدت علي بيعي فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلعم على النصح لكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

میری بیع بگاڑدی واثلہ نے کہا ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلم کی خیرخواہی پر بیعت کی ہی اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بين ما فيه ولا لمن يعلم ذلك الا بينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا النصح

کہ فرماتے تہے حلال نہیں ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچے مگر بیان کر دے جو اوسمین ہی اور عیب کی جاننے والے کو حلال نہیں ہی مگر کہ بیان کر دے اور بیشک اس سے ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہہ سمجہے ہی تہے

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لاخيه المسلم الا ما يرضى لنفسه

وہ شرط ہی کہ اونکی بیعت اسلام مین داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور نصح یہہ ہی کہ پسند نکرے اپنی برادر مسلم کیواسطے مگر وہ بات جو اپنی لیے پسند کرتا ہی

وهذا امر يشق على اكثر الخلق ولن يتيسر على احد الا بان يعتقد امرين احدهما ان تلبيسه العيوب و

اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہین ہو سکتی ایک تو یقین کرے کہ عیوب کو چہپانا اور

ترويجه السلع لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته وما يجمعه من متفرقات التلبيسات يهلكه الله تعالى

اسباب کو رونق دینا رزق نہیں بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کر دیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور جو مال طرح طرح کی دغا بازیون سے جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایک بارہی

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق او باخذ اللصوص والظلمة او الكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الآخرة خير
تلف کردیتاہی یا جلا دیتاہی یا ڈبودیتاہی یا چور لیجاتی ہین یا ظالم اور کفار چھین لیتی ہین اور دوسرا یہہ یقین کری کہ آخرت کا فائدہ

من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقضي بانقضاء العمر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل
دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدی جب عمر ہو لیتی ہی سب ہو چکتی ہین اوسکا وبال اور بوجہہ سر پر رہ جاتا ہی پہر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو

الذي هو ادنى بالذي هو خير فان قيل مهما وجب على التاجران يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها
اعلی شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جب بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہدیا کری تو معاملہ کبہی پورا نہوگا پہر اسمین کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لا يشتري الا الجيد بحيث لو امسك لنفسه يرتضيه فانه اذا باعه وقنع بربح يسير
تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کرلی کہ سوای عمدہ شی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکہی تو مقبول پسندیدہ ہووی سو تاجر جب اوسکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

يبارك له فيه لا يحتاج الى تلبيس فمن تعود هذا لا يشتري المعيب فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع
کری تو اوسمین برکت ہووےگی دغا فریب کی کچہہ حاجت نہین ہی پہر جسکی یہہ عادت ہوجاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پہر اگر اتفاقا عیب دار اوسکی ہاتہہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون ربح كثير ولا يحصل ذلك الا بتلبيس
کردی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین یہہ جب نہہ آتا ہی

واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكي عن السلف الصالح كثير من ذلك من جملتها ان ابن سيرين باع
اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحاء کی ایسی باتین بہت مشہور ہین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشتري ابين لك ما فيها من العيب انها تقلب العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جارية وقال
بیچی اور خریدار سی کہا مین اسکا عیب تجہسی بیان کردون یہہ بکری کہاس کو پانوسی روندہ کر خراب کردیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشتري انها تنخمت عندنا مرة دما وهكذا ينبغي ان يكون اهل الدين فمن لا يقدر عليه فليترك المعاملة او
خریدار سی کہا کہ اسنی ہماری پاس ایکدفعہ ہو ڈالا تہا اور دیندار ہون تو ایسی ہون جس سی اتنا نہوسکی تو وہ معاملہ چہوڑدی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لا يجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما
دوزخ کی اندر اپنا گہر بناوی اور تیسری یہہ کہ مقدار مین کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونون مین احتیاط سی

اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کہٹانیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین لوگونسی پورا بہر لین اور جب ناپ دین اونکو یا تول دین تو کہٹا کردین

مخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في
اسکا بچاؤ جب ہی کہ دیتی ہوئی کچہہ بڑھا دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لی اسلئی کہ ٹہیک پورا پورا بہت کم ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك اذا اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذي يزن
تو عجب نہین کہ حق سی بڑھ جاوی اور اسہی لئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة
ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی تہی ہم ویل کو بعوض دانہ کی نہین خریدتی پہر اگر کچہہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر اورکو دیتی تو بمقدار

وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض فكل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم كاله يكون
اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بعوض دانہ کی دیدی جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہون مین مٹی یا تنکی ملاکر ناپ دیوی تو وہ

من المطففين في الكيل وكل قصاب وزن مع اللحم عظما او شيئا لم يجر به العادة يكون من المطففين في الوزن
پیمانہ کا کہٹانیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کی ساتہہ ہڈی یا اور کچہہ خلاف رسم چہیچہڑا وغیرہ تولدی تو وہ وزن کہٹانیوالا ہی

وقس علی هذا سائر التقدیرات حتی فی الذرع الذی یتعاطاه البزاز فانه فی وقت الذرع ان ارسل الثوب ولم یمده

اور اسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کی چیزین قیاس کرلو یہان تک کہ گزگت جس سی بزاز لین دین کرتا ہی پس بیشک بزاز گز گت کرتی ہوئی اگر کپڑا ڈھیلا کردی اور

اذا اشتراہ ومدہ ولم یرسله اذا باعه فکل ذلک یکون من التطفیف الذی یعرض صاحبه للویل والزاید ان یصدق

جب آپ خریدی اوکہینچی اور ڈھیلا نکری جب بیچی تو یہہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور چوتہی ہر وقت بہاؤ کو سچ سچ

فی سعر الوقت اذ لا یجوز لاحد ان یلبس علی البایع او المشتری سعر الوقت ویغتنم الفرصة ویخفی من البایع غلاء السعر

کہاکری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہین ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بہاؤ وقت کا چہپا لیوی اور فرصت کو غنیمت سمجھکر بایع سی بہاؤ کی گرانی

او من المشتری انحطاطه فان من یفعل هذا یکون من الظلمین التارکین للنصح الواجب وقد امر الله تعالی بالعدل و

یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کرلی بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حیث قال اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ والعدل سبب للنجاة فقط وهو یجری مجری سلامة راس

احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بہلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل

المال والاحسان سبب الفوز ونیل السعادة وهو یجری مجری الربح فکما لا یعد من العقلاء من یقنع فی معاملات

مال کی اور احسان سبب مرادیابی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پہر جیسی کہ عاقل نہین شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا مین

الدنیا براس ماله کذلک فی معاملات الاخرة فلا ینبغی للمؤمن ان یقتصر علی العدل ویدع باب الاحسان مع انه تعالی

اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی مین سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ صرف عدل پر اکتفا کرکر احسان کا باب بند کردی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وقال فی ایة اخری اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ والمراد من الاحسان فیما

فرماتا ہی اور بہلائی کر جیسی بہلائی کی اللہ نی تجہسی اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سی اور احسان سی مراد یہان یہہ ہی

نحن فیه ما ینتفع به فی المعاملة وهو غیر واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترک الظلم وینال العامل رتبة الاحسان

کہ معاملہ مین جس بات سی منفعت ہوا کری یہہ واجب تو نہین پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدة امور الاول فی الغبن فینبغی له ان لا یغبن صاحبه بما لا یتغابن به فی العادة حتی لو بذل المشتری

جو کوئی ان چند امور مین سی کوئی سا عمل مین لاوی پہلی غبن مین یون لازم ہی کہ مالک کو اتنا نقصان ندیوی کہ عادت کی موافق وتنا نہ ہوتی ہون یہان تک کہ اگر مشتری

زیادة علی الربح المعتاد لشدة حاجته ینبغی للبایع ان یمتنع عن قبوله لان اخذ الزیادة اذا لم یکن فیه تلبیس

اپنی ضرورت کا مارا فایدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہئی کہ نہ لیوی اس لئی کہ بڑہتی لینی مین اگر بدون دغا بازی کی ہو دی

وان لم یکن ظلما لکنه ترک للاحسان مع ان من یقنع بربح قلیل یکثر معاملاته ویستفید من تکررها ربحا

اگرچہ ظلم نہین ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوسکی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری مین بہت فایدہ ہو

کثیرا وبه یظهر البرکة والثانی فی احتمال الغبن فان من یشتری طعاما او متاعا من فقیر ویحتمل الغبن یتساهل

رہتا ہی اور اسیمین برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹہانی مین بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان اوٹہالی اوسپر آسانی کرکر

فیه فانه یکون محسنا داخلا فی قوله علیه السلام رحم الله امرأ سهل البیع والشراء واما من یشتری من غنی

تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت مین داخل کہ رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شرا کو اور جو شخص ایسی تونگر سوداگر سی خریدی

تاجر یطلب زیادة علی الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه لیس بمحمود بل هو تضییع المال من غیر فائدة فی الدنیا

جو فایدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹہانا قابل تعریف کی نہین ہی بلکہ بی فایدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فایدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرة وقد ورد فی الحدیث ان المغبون لا محمود ولا ماجور والکمال ان لا یَغبن ولا یُغبن وقد کان خیار السلف

اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ آپ نقصان اوٹہادی اور عمدہ لوگ

يستقصون في الشراء ثم يهبون كثيرا من المال فقيل لبعضهم تستقصي في شرائك على اليسير ثم تهب الكثير
خريد مین خوب پورا حق لیا کرتی تہی پہر اکثر مال بخشدیتی تہی کسینی کسی سی پوچہا خرید نی وقت ادنی چیز کو خوب پورا کرتی ہو پہر اکثر بخشدیتی ہو

فلا تبالي فقال ان الواهب يعطي فضله والمغبون يضيع عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الديون
توکچہہ پروا نہین کرتی جواب دیا بخشنی والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہی اور تیسری ثمن اور قرض پورا لینی مین

والاحسان فيه يكون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والتاخير وتارة بالمساهلة في طلب جودة النقد وكل
اسمین احسان کبہی تو درگذر کرنی مین ہی اور کبہی درنگ اور مہلت کرنیمین اور کبہی سہولت برتنی مین کہرا روپیہ لینی سی اور یہہ تمام امور

ذلك مندوب اليه محثوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء
محبوب اور مرغوب ہین بدلیل اس حدیث کی رحم کری الله اوس شخص پر جو آسانی برتی بیع مین آسانی برتی ادامین آسانی برتی تقاضا مین

فينبغي له ان يغتنم دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اسمح يسمح لك
اوسکو چاہیی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجہسی

وفي حديث انه عليه السلام قال من انظر معسرا او ترك له حاسبه الله حسابا يسيرا وفي لفظ اخر اظله
اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوسی الله تعالی آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت مین ہی اوسکو

الله تحت ظل عرشه يوم لا ظل الا ظله فهذا هي طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا
الله تعالی اپنی عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوسکی کوئی سایہ نہوگا سلف مین تجارات کا یہی طریق تہا جواب پرانا ہوگیا جو شخص اس زمانہ مین

الزمان يكون ممن احيى هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة

المجلس السبعون

اوسکو پہر قایم کری تو اوسنی یہہ سنت زندہ کی اسکی نی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی
ستروین مجلس مین

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية

قال رسول الله
بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سی متعلق ہین رسول الله

صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطئ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن عبد الله ومعناه
نی الله علیہ وسلم نی فرمایا جسنی احتکار کیا پس وہ خطاوار ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی عمر بن عبد الله کی روایت سی اسکی

ان من يجمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و
جو شخص غلہ جمع کرلی جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی اور اوسکو روک رکہی اسلئی کہ گران کر کر بیچی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسمین سب عوام کا حق ہی اور

هو بالحبس والامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما
محتکر اوسکو روک کر بیچنی سی بند کر کر اونکا حق باطل اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہی اور یہہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ

روى انه عليه السلام قال الجالب مرزوق والمحتكر ملعون فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہی اور محتکر پہ لعنت ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین فرمایا کہ جو شخص

يجلب الامتعة والاقوات ويبيعها لتحصيل الربح يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فيناله بركة
اسباب اور قوت لا لا کر واسطی تحصیل فائدہ کی بیچتا ہی تو اوسکو نفع ہو رہتا ہی اور کچہہ اوسپر گناہ نہین ہی اسلئی کہ سب خلقت اوس سی فائدہ لیتی ہی

دعائهم والذي يشتري الطعام الذي يجيء الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة
پہکو بہی اونکی دعا سی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خرید کر روک رکہتا ہی تاکہ مہنگا کر کر بیچی سو وہ ملعون اور الله کی رحمت سی دور

الله تعالى ولا يحصل له البركة مادام في ذلك الفعل فاذا رفع امره الى القاضي يامره القاضي ببيع ما يفضله
ہوتا ہی اور اوسکو کبہی برکت نہین ہوتی جبتک یہہ کام کرتا رہی پہر اگر اوسکی فریاد قاضی تک جاوی تو اوسکو قاضی وتنی غلہ کی جو اوسکی اور اوسکی

من

من قوته وقوت عياله على السعة بمثل القيمة بان يقول له بعه كما يبيع الناس ولا يسعر لقوله عليه السلام

عیال کی فراغت کی ساتھ کہانی سی بڑہی قیمت برابرسی بیچنی کا حکم دی اسطور کہدی کہ اسکو بیچڈال جیسی اور لوگ بیچتی ہین اور بہاؤ نہ ٹہرادی بدلیل اسحدیث کی

لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغة في النهي عن التسعير

تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اللہ ہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اسحدیث مین بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی

اذ بين فيه ان التسعير مما يتولاه الله تعالى بنفسه ولم يكله الى غيره من عباده فليس لهم ان يتكلفوا فيه

اسلئی کہ اسمین یہہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندون مین سی حوالہ نہین کیا سو اونکو نہین چاہئی کہ اسمین تکلف کرین

وان فعلوا لا يحصل لهم الا الضيق وشدة عقوبة لهم على معارضتهم له تعالى في قضاياه فعلى هذا ينبغي للقاضي

اور اگر کرینگی تو اونکی لئی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچھہ نہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہین احکام الہی مین اس بیان کی موافق قاضی کو چاہئی

ان لا يتعرض لحقه الا اذا كان فيه ضرر للعامة بان يتعدى ارباب الاموال عن قيمتها تعديا فاحشا بان

کہ اوسکی حق مین دخل دیوی ہان اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطور کہ مال والی اوسکی قیمت مین تعدی فاحش کرتی ہون

يبيعوها بضعف قيمتها فح يسعر القاضي بمشورة اهل الراي والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من

کہ دو چند قیمت کو بیچنی لگین پس اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی پھر اگر کسی نی

باع منهم بما قدره القاضي وان صح بيعه لكونه غير مكره على البيع لكن ان كان اذا نقص يخاف ان يضربه

اونہین سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جایز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہین ہوئی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی کی

القاضي لا يحل للمشتري ما باعه البايع لانه في معنى المكره فيلزم للمشتري ان يقول له عند الشراء بعني ما تحب

مار کا ہی تو مشتری کو بایع کا بیچا ہوا حلال نہین ہی کیونکہ یہہ بھی گویا زبردستی کی بیع ہی پس اب مشتری کو یون چاہئی کہ خریدتی وقت یہہ لفظ کہدی میری ہاتہہ

فح باي شيء يبيعه يحل فعلى هذا يلزم للقاضي اذا رفع اليه امر المحتكر ان لا يعجل بالعقوبة ولا التسعير بل ينهاه

اپنی مرضی کی موافق بیچدی اسوقت جتنی کو بیچیگا حلال ہو دیگا اسصورت مین قاضی کو لازم ہی کہ جب اوسکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت مین جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر کری

عن الاحتكار ويزجره عنه ويامره بالبيع وان لم يمتثل يعظه ويهدده وان امتنع ولم يبع يحبسه ويعزره

منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچڈال اور اگر نہ مانی تو سمجہادی اور دہمکادی اور اگر پھر بھی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی

حتى يمتنع عن سوء عمله لانه بارتكاب ما لا يحل له استحق العقوبة وليس فيه حد مقدر فيعزر دفعا للضرر

یہان تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کرکر عقوبت کا سزاوار ہو گیا ہی اور اسمین کوئی حد تو مقرر نہین ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تعزیر

عن الناس بل الصحيح انه ان امتنع عن البيع يبيعه القاضي اتفاقا وهذا فيما يضر حبسه عند الحاجة اليه

دیا جاوی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہا کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کر رکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا ہی

مما هو قوت البشر والبهائم كالبر والشعير والتمر والتبن والزبيب وقال ابو يوسف كل ما يضر بالناس حبسه سواء

جیسی قوت آدمیون کا اور چارپایون کا جیسی گیہون اور جو اور چہوارا اور بہوسا اور منقی اور امام ابو یوسف کہتی ہین جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی

كان ماكولا وغير ماكول فهو احتكار لا يجوز حبسه وان كان ثوبا او ذهبا او فضة ومدة الحبس قبل اربعون

کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جایز نہین ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک رکہنی کی یعنی احتکار کی کوئی کہتا ہی

يوما لما روي انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما فقد بري من الله وبري الله منه وفي حديث

چالیس دن ہین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا اللہ سی اور اللہ بیزار ہوا اوسی اور ایک اور حدیث مین ہی

اخر انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما ثم تصدق به لم تكن صدقته كفارة لاحتكاره وقيل شهر

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی چالیس روز احتکار کیا پھر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہین ہو سکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ ہی

وهذا في حق المعاقبة في الدنيا واما الاثم فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون محتكرا لانه
اور یہہ مدت واسطی سزاء دنیاوی کی ہی اور یہ گناہ وہ بہرصورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نے اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکہا تو محتکر نہیں ہوتا اسواسطی

خالص حقه لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فالافضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
کہ یہہ اوسکا خالص حق ہی اس سی حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اوسکی حاجت ہووی تو پہر افضل یہہ ہی کہ بیچڈالی اور اگر نہ بیچی

البيع يكون مسيئا لسوء نيته وقلة شفقته على المسلمين واما ما جلبه من بلد اخر ففيه اختلاف والاحتياط
تو برا کرتا ہی کیونکہ اوسکی نیت بری اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ بہرکر اور شہر سی لاوی سو اوسمین اختلاف ہی احتیاط اسمین ہی

في بيعه بسعر يومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعر يومه فكانما
کہ اوسی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جسکا اسی حدیث میں وعدہ ہی جو غلہ بہر لیجاوی اور اوسہی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی تو گویا

تصدق به وفي لفظ اخر فكانما اعتق رقبة وقد حكي عن بعض السلف انه كان بواسط فجهز سفينة حنطة
اوسنی وہ تمام صدقہ کر دیا اور ایک اور روایت میں ہی گویا اوسنی غلام آزاد کر دیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط میں تہا اوسنی ایک کشتی گیہون کی بصرہ کو روانہ کی

الى البصرة وكتب الى وكيله بع هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى غد فوافق سعة في السعر فقال له
اور گماشتہ کو لکہہ بہیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتی ہی بیچ دینا اگلی دن تک نہ رکہنا پہر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہو گیا تاجروں نی

التجار ان اخرته جمعة ربحت فيه اضعافه فاخره جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحبه بذلك فكتب اليه صاحبه
کہا اگر جمعہ تک ہاتہہ تہام لو تو کئی گونہ فائدہ ہو جاوی اوسنی جمعہ تک تہام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اوسکی خبر لکہہ بہیجی مالک نی گماشتہ کو پہر لکہا

يا هذا انا كنا قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فتصدق
ای شخص ہمنی تو تہوڑی سی نفع پر دین کی سلامتی کی لئی قناعت کی تہی اور تونی اوسکی خلاف کیا اس خط کی پڑہتی ہی وہ سبکا سب بصرہ کی فقراء کو صدقہ دیدینا

به على فقراء البصرة لعلي انجو من اثم الاحتكار راسا براس وقد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
کاشکی مجہکو احتکار کی گناہ سی نجات ملی برابر برابر اس سی معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سی خالی نہیں ہی

وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينتظر مبادي
اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کہانا کثرت سی ملتا ہو اور عوام کو اوسکی نہ پروا ہو اور نہ اوسمین کچہہ رغبت ہو اور یہہ اسلئی کہ محتکر کو اسباب ضرر رسانی پر

الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادي الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دونه والحاصل ان التجارة في
نظر رہتی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور اسباب ضرر پر نگاہ رکہنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکہنی عین ضرر پر گو وہ اس سی کمتر ہی حاصل یہہ ہی کہ تجارت

الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شيء اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقي
غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچہی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شی میں حاصل چاہئی اور احتکاری میں داخل ہی اسیہی تفصیل پر بڑہ کر

الجلب وهو بفتحتين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشتراؤه ثمه لتعلق حق
جا لینا جلب کا اور جلب جیم اور لام کی زبر سی بہرتی یعنی رسد ایک شہر سی اور شہر کی طرف سودہ رسد جب شہر کی پاس آپہنچی تو پہر آگی بڑہ کر وہاں جا خریدنا مکروہ ہی کیونکہ اوس سی

العامة به والمتلقي يريد ابطاله حقهم وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تلقوا
عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہی اور آگی بڑہ کی لینی والا اونکا حق باطل اور اونکو تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام نی تلقی جلب سی منع فرمایا ہی رسد کو آگی بڑہکر

الجلب وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا السلع حتى يهبط بها الى السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين
مت خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبتک بازار میں نہ اوتری اور یہہ حکم جبہی کہ بہاؤ بہرتی والوں کو معلوم ہو

واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته فيتعدد الكراهة ويتاكد الحرمة لان هذا الصنع
اور اگر اونکو بہاؤ معلوم نہو اور اونکی متاع اوسکی قیمت گہٹا کر جا خریدی تو اب کئی کراہت جمع ہونگی اور حرمت سخت ہو جائیگی اسلئی کہ یہہ عمل

من

من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب المفسر بان لا یرضی لاخیه ما لا یرضی لنفسه بل هو من الظلم لان کل ما یتضرر

غش خیانت حرام مین داخل ہی اور نصح واجب کی برخلاف جسکی یہہ تفسیر ہی پسند نکری اپنی بہائی کی واسطی جو اپنی واسطی پسند نکری بلکہ یہہ ظلم ہی اسواسطی کہ جسمین کسی

به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا یضر احد لاخیه المسلم ولا یحب له الا ما یحب لنفسه لما روی انه علیه السلام

مسلم کا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان نہ دی اور پسند نکری اوسکی حق مین سواء اوسکی کہ پسند کری اپنی واسطی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه قال بعض العلماء من باع شیئا بدرهم فانه لو کان لا یشتریه

نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی یہان تک کہ محبوب جانی واسطی اپنی بہائی کی جو محبوب رکہی واسطی اپنی بعضی علما کہتی ہین جس شخص کو کوئی شی ایک پیسہ کو بیچی اور اگر وہ شی اور کسیکی

الا بنصف درهم فهو یکون ممن ترك النصح المامور به ولم یحب لاخیه ما احب لنفسه وقد حکی ان یونس بن

ہونی تو آپ آدہہ آنی سی زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح ماموربہ کا تارک ہی اور اسنی اپنی بہائی کی لئی وہ بات پسند نکی جو اپنی لئی پسند کرتا ہی حکایت کرتی ہین کہ یونس بن

عبید الله انه کان عنده حلل مختلفة الاثمان قیمة بعضها اربعمائة وقیمة بعضها مائتان فذهب الی الصلوة

عبیداللہ کی پاس چادرین مختلف قیمت کی تہین کوئی چارسو کی تہی اور کوئی دوسو کی پہر یونس اپنی بہتیجی کو بٹہا

وترك ابن اخیه فی الدکان فجاء اعرابی وطلب حلة باربعمائة فعرض علیه من حلل المائتین فاستحسنها واشتراها

دکان مین بٹہاکر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نی آکر چادر چارسو درہم کی مانگی اوس لڑکی نی دوسو والی اوسکی سامنی کردی اوسنی پسند کرکی چارسو کو خرید کر

منه باربعمائة وذهب فاستقبله یونس ورای حلته فی یده وعرفها فقال بکم اشتریتها فقال باربعمائة

چلا تو اوسکی سامنی سی یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتہہ مین دیکہہ کر پہچان لی پوچہا کتنی کو لی جواب دیا چارسو کو

فقال لا تساوی اکثر من مائتین فارجع حتی تردها قال هذه تساوی ببلدنا خمسمائة درهم وانا ارتضیها ولا

یونس نی کہا یہہ چادر دوسو سی زیادہ کی نہین ہی چل پہیر دی اوسنی جواب دیا یہہ چادر ہماری شہر مین پانسو روپیہ کی ہی مینی پسند کرلی ہی مین

اردها فقال له یونس انك وان رضیتها لکن النصح فی الدین خیر من الدنیا بما فیها فرده الی الدکان ورد علیه

نہین پہیرتا پہر یونس نی کہا تونی اگرچہ پسند کرلی ہی لیکن دین کی خیرخواہی بہتر ہی دنیا اور ما فیہا کی خیرخواہی سی پہر اوسکو دکان پر ہٹا لایا اور سو روپیہ پہیر دئی

مائة درهم ثم توجه الی ابن اخیه وقال له اما خشیت الله تعالی حتی ربحت مثل الثمن وترکت النصح

پہر بہتیجی کی طرف متوجہ ہوکر کہا تجہکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تونی نفع لیا اور مسلمانون کی خیرخواہی ترک کردی

للمسلمین فقال له ابن اخیه والله ما اخذها الا وهو راض بها قال فهلا رضیت له ما ترضی لنفسك وابلغ من

بہتیجی نی جواب دیا خدا کی قسم اسنی تو خوب پسند کرکی لی تہی یونس نی کہا پہر تونی اوسکی لئی وہ کیون نکیا جو اپنی لئی پسند کرتا ہی اور اس سی بڑہ کر

ذلك ما حکی عن رجل من التابعین انه کان بالبصرة وله غلام بالسوس یجهز الیه السکر فکتب الیه غلامه

ایک شخص تابعی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ مین تہا اور اوسکا غلام سوس مین تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نی لکہا

ان قصب السکر قد اصابه آفة فی هذه السنة فاشتر السکر فانه یربح کثیرا فاشتری من رجل سکرا کثیرا

کہ اس سال مین ایکہہ ماری گئی ہین شکر خرید لینا اسمین خوب نفع ہوویگا سو اوسنی ایک شخص سی بہت سی شکر خرید لی

فلما جاء وقته باعه وربح فیه ثلثین الف درهم فانصرف الی بیته فتفکر لیلته فقال ربحت ثلثین الفا و

پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل مین سوچتا رہا کہ مینی تیس ہزار درہم نفع لیا اور

ترکت نصح رجل من المسلمین فلما اصبح غدا الیه فدفع الیه ثلثین الفا فقال بارك الله لك فیها فقال و

خیرخواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جاکر تیس ہزار درہم اوسکو دیدئی اور کہا تیری لئی خدا اسمین برکت دی اوسنی کہا

من این صارت هذه لی فقال انی کتمتك حقیقة الحال وکان السکر قد غلا فی ذلك الوقت فقال رحمك

یہہ درہم میری کیونکر ہوگئی جواب دیا مینی تجہسی اصل حال چہپا لیا تہا شکر اوس وقت مہنگی ہوگئی تہی اوسنی کہا خدا تجہہ پر رحم کری

قد علمتني الآن وقد طيبتها لك فرجع الى بيته فتفكر وقال ما نصحته لعله استحيى منه فتركها لي فمكر اليه
مجکو اب جتا دیا میں تجہی کو حلال کی وہ پہر اپنی گہر چلا آیا پہر سوچ کر کہا یہہ خیر خواہی نہوئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجہکو دیدی ہوں پہر صبحدم اوسکی پاس

فقال عفاك الله خذ مالك فهو اطيب لقلبي فاخذ منه ثلثين الفا وعلم من هذا ان ليس لاحد ان
جاکر کہا خدا تجہکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پہر اوسنی تیس ہزار درہم لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یون نچاہئی

ينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون ظالما
کہ فرصت کو غنیمت سمجہہ کر بایع سی گرانی بہاؤ کی اور خریدار سی ارزانی چہپایا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن

غاشا تاركا للنصح الواجب فان المعاملة قد تجرى على وجه يفتي المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم
اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طورسی بہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادیوی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی

يتعرض به العامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد كالبيع عند الاذان الاول للجمعة فانه
کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الٰہی کا ہوجاوی اسلئی کہ ہر ہر نہی تو عقد کو فاسد نہیں کردیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوی یہہ بیع

وان كان جائزا لكنه مكروه لان فيه اخلالا بواجب السعي هذا اذا قعدا او وقفا فتبايعا اذ قد قال الله تعالى اذا
اگرچہ جایز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمین سعی واجب مین دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت مین کہ بایع اور مشتری بیٹہہ جاوین یا کہڑی رہکر بیع کرین کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع واما اذا تبايعا حال مشيهما فلا كراهة فيه
جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا ہان اگر وہ دونو چلتی چلتی بیع کرلیں تو اسمین کچہہ کراہت نہیں ہی

وكذا يكره النجش وهو ان يزيد في الثمن من لا يريد الشراء بعد ما بلغت السلعة قيمتها ليرغب غيره فيها وانما
اور ایسی ہی نجش مکروہ ہوتا ہی نجش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑہاوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اسمین رغبت پیدا ہوجاوی

كره ذلك لانه تغرير للمسلم وظلم له مع انه عليه السلام نهى عن النجش وقال لا تناجشوا هذا اذا بلغت السلعة
اور مکروہ اسلئی ہی کہ اسمین ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی نجش سی منع فرمایا ہی کہ نجش مت کرو پہر اس صورت مین کہ مبیع

قيمتها واما اذا لم تبلغ قيمتها وزاد في الثمن من لا يريد الشراء الى ان تبلغ السلعة تمام قيمتها لا يكره وكذا يكره
اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہیں آئی اور کسینی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑہا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہوجاوی تو مکروہ نہیں ہی اور ایسا ہی مکروہ ہی

السوم على سوم غيره بعد رضائهما بثمن لقوله عليه السلام لا يسوم الرجل على سوم اخيه وهو نهي بصيغة
ثمن بڑہانا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہوچکی ہوں اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور

النفي فيكون ابلغ واما اذا لم يركن احدهما الى الاخر فلا باس للغير ان يساومه ويشتريه لانه بيع من يزيد ولا
لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمین بڑا مبالغہ ہی ہان اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہیں ہی تو غیر کو کچہہ مضائقہ نہیں کہ قیمت بڑہاکر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی

كراهة فيه لورود الاثر فيه وهو ما روى عن انس انه عليه السلام باع قدحا وحلسا ببيع من يزيد وكذا يكره
اسمین کچہہ کراہت نہیں ہی کیونکہ اسمین آثار آئی ہین ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی

بيع الحاضر للبادي لقوله عليه السلام لا يبيع الحاضر للبادي وهذا اذا كان اهل البلد في قحط وهو يبيع من
بیع شہر والی کی صحرا نشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی شہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع گران قیمت کی لالچ سی

اهل البدو طمعا للثمن الغالي لما فيه من الاضرار بهم واما اذا لم يكن كذلك فلا باس به لانعدام الضرر وقيل
صحرا نشین لوگوں کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمین شہر والوں کو ضرر پہونچتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہو تو کچہہ مضائقہ نہیں کیونکہ کوئی ضرر نہیں ہی اور بعضی

صورته ان يجيء البادي بسلعة الى مصر فيقول له الحاضر دع سلعتك عندي لابيعها لك بثمن غال ويحبسه
کہتی ہیں اسکی صورت یوں ہی کہ کوئی صحرا نشین شہر مین سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چہوڑ جا میں گران قیمت سی بیچ رکہوں گا پہر اپنی پاس اوسکو

یعنی جو دام زیادہ دے اور نیلام کی ۱۲

عنده الی ان یغالی فی الثمن وهذا مکروه فی ایام العسرة ثم ینبغی ان یعلم ان البیع عند الحنفیة کما ینعقد بالقول
ادن روکی رکہہ چہوڑی کہ مہنگا ہوجاوی اور ایسا معاملہ تنگی کی دنون مین مکروہ ہی پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بیع حنفیون کی نزدیک جیسی لفظ یعنی بولنی سی ہوجاتی ہی
رکنه الایجاب والقبول کذلك ینعقد بالفعل ورکنه التعاطی فلابد فیه من الاعطاء من الجانبین عند
اوسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہی ہاتہ کی حرکت سی پوری ہوجاتی ہی اور اسکا رکن لین دین ہی اس بیع مین بایع اور مشتری دونو کی طرف سی ثمن اور مبیع کا حوالہ کرنا
البعض وعند البعض یکفی الاعطاء من احد الجانبین اذا بین الثمن او کان معلوما کما لو قال رجل لمن یبیع الحنطة
ضرور ہی اور بعضون کی نزدیک صرف ایک طرف سی حوالہ کردینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہوچکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہون بیچنی والی سی پوچہی
کیف تبیع الحنطة فقال قفیزا بدرهم فقال کلنی خمسة اقفزة وکال فذهب بها فهذا بیع وعلیه خمسة دراهم
تو گیہون کیا بہاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پہر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لیگیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی
وکذا لو قال البایع للمشتری بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتری ولم یقل شیئا ینعقد البیع وعلیه درهم
اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مین نی یہہ سودا تیری ہاتہہ ایک درہم کو بیچا پہر مشتری اوس شی کو قبضہ کرلی اور کچہہ نہ بولی تو یہہ بیع بہی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم
وکذا لو اشتری وقرا من الحطب بثمانیة ثم قال ائت بوقر اخر والقه ههنا ففعل یکون ذلك بیعا ولیطلب
اور ایسی ہی اگر ایک گٹہہ لکڑی کا آٹہہ پیسی کو مول لیا پہر کہا ایک گٹہہ اور لاکر یہان ڈالدی اور اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹہہ پیسی
الثمانیة وکذا لو کان لرجل علی اخر الف درهم وقال المدیون للدائن اعطیك لدینك دنانیر ولم یقع بینهما بیع
مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہون اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی مین تیری قرضہ کی بابت اشرفیان لاکی دیتا
بل فارقه ثم اتی بالدنانیر ودفعها الیه یکون فی تلك الساعة بیعا بالتعاطی واما لو اشتری رجل من اخر وسائد
بلکہ وہ چلاگیا پہر اشرفیان لاکر اوسکی حوالہ کردین تو اب اوسوقت تعاطی سی بیع پوری ہوجاوی گی اور اگر ایک شخص نی دوسری سی تکیی اور فرش
وطنافس وهی غیر منسوجة بعد ولم یضرب اجلا حتی یصیر سلما فلا یجوز ولو نسج الوسائد والطنافس وسلمها الیه یصح
خریدی اور وہ بنی ہوئی ابہی تیار نہون اور مدت بہی نہ ٹہرادین تاکہ بیع سلم ہی ہوجاوی تو یہہ بیع جایز نہین ہی اور اگر تکیی اور فرش تیار کرکر اوسکو حوالہ کردی تو بہی بیع
ایضا لان التعاطی انما یکون بیعا اذا لم یکن مبنیا علی بیع فاسد او باطل واما اذا کان مبنیا علیه فلا فعلی هذا
جایز نہین ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پہ ہوگی تو جایز نہین ہوتی اس
ما یفعله اکثر الناس فی هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماکولات وغیرها من غیر عقد صحیح
اس زمانہ مین جو اکثر لوگونکا عمل ہی کہ جو چاہتی ہین سوداکان دار سی کہانی پینی کا سامان اور سوا اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہین
ولا معاطاة ولا بیان الثمن الی وقت المحاسبة فذلك حرام وکل من یاکل منه او ینتفع به مع العلم به فهو متعمد
اور نہ تو طرفین سی لین دین کرتی ہین اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہین سو یہہ سب حرام ہی اور جو شخص اوسمین سی کہاتا ہی یا جانبوجہہ کر فایدہ لیتا ہی سو وہ عمدا
لاکل الحرام والانتفاع به ومرتکب للاثم اذ فیما سوی الخبز واللحم لابد من بیان الثمن لیکون بیعا بالتعاطی ثم
حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی مین ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تاکہ بیع تعاطی کی ہوجاوی پہر
ینبغی ان یعلم ان البیع الذی لا یجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لکن لا یفید الملك
یاد رکہنا چاہیی کہ بیع جو جایز نہین ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہوجاتی ہی پر صرف عقد سی ملک کا فایدہ نہین دیتی
بمجرد العقد بل انما یفید بعد قبض المشتری المبیع باذن البایع صریحا او دلالة فانه اذا قبضه فی مجلس العقد
بلکہ مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کرلی پس جب خریدار مجلس عقد مین بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کرلی
بحضرة البایع ولم ینهه البایع یملکه ملکا خبیثا ولهذا قیل لا یحل له ان یتصرف فیه بتملیك وانتفاع حتی لو
اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہوجاتا ہی اسی لئی کہتی ہین کہ خریدار کو اوسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی کسیکو مالک کرنیکا یا برتنی کا بلکہ

کان طعاما لا یحل له اکله ولو کان جاریة لا یحل له وطیها بل یجب علی کل واحد من البایع والمشتری فسخ العقد
طعام ہو تو اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہین بلکہ ہر یک بایع اور مشتری پر واسطی دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم یفسخاه بل باع المشتری ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحیح ینفذ بیعه لانه لما ملکه ملک
واجب ہی اور اگر دونون فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کرکر بطور عقد صحیح کی اور کی ہاتہہ بیچ ڈالا تو اوسکی بیع پوری ہوجاوی گی اسلئی

تملیکه لغیره بالبیع وغیره فلا یتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا کان لحق الشرع
کہ جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بہی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پہر بعد اوسکی فسخ نہین ہوسکتا کیونکہ اب اوس مین حق عبد متعلق ہوگیا اور پہلی درجہ مین فسخ عقد جو واجب تہا

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد یقدم حق العبد لحاجته نعم کان الاولی للمشتری ان یتنزه عن شرائه
تو واسطی حق شرع کی تہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہوجاتی ہین تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہین اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی ہان مشتری ثانی کی حق مین بہتر یہہ تہا کہ اوسکی

اذ قیل من غلب علی ظنه ان اکثر معاملات اهل السوق علی الفساد ینبغی له ان یتنزه عن شراء شیء منهم ومع هذا لو
کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فساد سی خالی نہین ہین تو اوسکو چاہیی کہ اون سی کوئی شی مول نہ لیوی اور پہر بہی اگر اون سی

اشتری منهم شیئا یحل له الانتفاع به اذا کان العقد الاخیر صحیحا ومما ینبغی ان یعلم ان من اشتری متاعا بالف درهم
کوئی شی مول لیلیویگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگر پچہلا عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہیی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کرلیا

شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وربح فیه لا یحل له الربح بل یجب علیه ان یتصدق به ومن باع متاعا بالف درهم
پہر اوسکو فائدہ سی بیچ ڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہین ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کردی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بیعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشتری به شیئا وباعه وربح فیه یحل له الربح ولا یجب علیه ان یتصدق به والفرق
فاسد سی بیچا اور قیمت لی لی پہر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدی سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہین ہی اور فرق

بینهما علی ما ذکر فی الهدایة ان المتاع مما یتعین بالتعیین فیتعلق العقد به فیتمکن الخبث فی الربح والدراهم والدنانیر
ان دونو صورتون مین موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ اسباب تعیین کرنی سی متعین ہوجاتا ہی سو عقد اسباب معین سی متعلق ہوجاتا ہی پس خباثت فائدہ مین اثر کرجاتی ہی

لا تتعینان فی العقود والفسوخ بل یثبت الثمن فی ذمة المشتری فلا یتعلق العقد الثانی بعینها فلا یتمکن
عقود اور فسوخ مین متعین نہین ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہوجاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہین ہوتا

الخبث فی الربح الا ان یشیر الیها وینقد منها فیتعلق سلامة الشری بها لوقوعها ثمنا فیکون ملکا خبیثا واجب التصدق
اسلئی خباثت فائدہ مین اثر نہین کرتی ان اگر اوسہی کی طرف اشارہ کری پہر اوسہی مین سی پہہ کہہ دیوی تو اب خریداری اوسہی سی متعلق ہوگی کیونکہ وہ ثمن ٹہرا اب ملک مردار ہوگی خیرات کرنا واجب ہوگا

واما الباطل فهو غیر منعقد فلا یفید الملک اصلا ولهذا قیل من غلب علی ظنه ان اکثر معاملات اهل السوق علی
اور بیع باطل سری سی منعقد نہین ہوتی سو کوئی فائدہ ملک کا ہرگز نہین دیتی اسیہی کہتی ہین کہ جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی باطل ہوتی ہین

البطلان لیس له ان یشتری منهم شیئا ولا یحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بیع مال الغیر بغیر اذنه فانه
تو اوسکو کوئی چیز اون سی مول لینی جایز نہین ہی اور اون سی جو مول لیگا حلال نہین ہوگا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بلا اجازت بیچ ڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہوجاتی ہی

وان کان منعقدا ومفید الملک علی سبیل التوقف علی اجازة مالکه لکن لا یفید تمام الملک لتعلق حق الغیر به
اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز رکہہ لی لیکن بغیر اجازت ملک پوری نہین ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمین باقی ہی

وجمیع المعاملات الجاریة فی جمیع المغصوبات والغارات الواقعة فی هذا الزمان من هذا القبیل ولهذا قال
اور تمام معاملات جو اس زمانہ مین تمام چہینی اور لوٹی ہوئی اشیا مین جاری ہین سب اسیہی طرح کی ہین اور اسیہی لئی

صاحب البزازیة فی ایام غارة المسلمین لا یشتری من العسکر شیء لانه حرام ملک الغیر ثم ینبغی للتاجر ان
صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانون کی غارت گری کی عہد مین لشکریون سی کوئی شی مول نہ لیجاوی اسلئی کہ حرام غیر کی ملک ہی پہر تاجر کو لایق یون ہی

یراعی

يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم والمراد بالظلم ان يتضرر به الغير فكلما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما
کہ اپنی معاملہ مین عدل کا لحاظ رکہی اور ظلم سی بچی اور ظلم سی مراد یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہووی سو جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم ہی

العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ما ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا يجوز في
عدل وہ ہی ہی کہ جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہو وگی اور یہہ امر خیال مین نہین آتا جبتک کئی باتونسی احتراز نکری ایک یہہ کہ مقدار مین تفاوت

المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط لانه تعالى قال ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا
نکری اور یہہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط رکہنی سی ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گہٹانیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین

على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا
لوگونسی پورا بہر لین اور جب ناپ دین اونکو یا تول کر دین تو گہٹا کر دین اور اس سی وہ ہی بچتا ہی جو دیتی وقت کچہہ زیادہ دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لیوی

اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك
اسلئی کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال مین آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ اوسپر تعدی کر بیٹہی اور اسہی واسطی

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشترى شيئا يقول للوزان زن وارجح وكان بعض السلف يقول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچہہ مول لیتی تو قیمت ادا کرنیوالی سی فرماتی تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدم کہتی تہی

لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة ويقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها
کہ ہم ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہین لیتی اور اگر کچہہ مول لیتی تو کچہہ دانہ کم لیتی اور اگر دیتی تو کچہہ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پہلاو

السموت والارض والثاني مما يجب الاحتراز عنها ان لا يمدح السلعة فانه ان وصفها بما ليس فيها فان لم
آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس سی احتراز چاہئی یہہ ہی کہ مال کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین نہین ہی پہر خریدار نی اسکا قول اگر

يقبل قوله فهو كذب محض وان قبل فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان علم به المشتري
نہ مانا تو یہہ صرف جہوٹہ ہی جہوٹہ ہی اور اگر مان لیا تو جہوٹہ کا جہوٹہ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پہر اگر خریدار بہی جانتا ہی

فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه فيحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان فانه يحاسب عليها لقوله تعالى
تو وہ بیہودہ بک ہی اور کلام بی فائدہ اس پر بہی حساب ہوگا کیونکہ انسان کی زبان سی جو کلمہ نکلتا ہی اوسہی پر حساب ہوویگا بدلیل اس آیت کی

ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعرف المشتري ما فيها ما لم يذكر فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من
نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار نہین جانتا جبتک بیان نکرو تو پہر جتنا ہی اوتنی ہی بیان کرین

غير مبالغة واطناب ولا يحلف البتة لانه ان كان كذبا يكون يمينه غموسا وهو من الكبائر التي تذر الديار
بدون مبالغہ اور تطویل کی کچہہ مضائقہ نہین اور قسم ہرگز نہ کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹہی ہی تو یمین غموس ہو گی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اجاڑ دیتی ہی

بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد
اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور اسمین برا کیا اسلئی کہ دنیا اتنی درجہ کی نہین ہی کہ اوسکو بلا ضرورت

ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره للتاجر ان يذكر اسم الله تعالى او يصلي على النبي صلى
اللہ کی نام سی رونق دیجاوی یہان تک کہ فقہاء کہتی ہین تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله عليه وسلم عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما
پڑہا کری اسطور پر کہ کہی سبحان اللہ کیا مال ہی یا اللہم صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز کرنا چاہئی

يجب الاحتراز عنها ان يكتم شيئا من عيوب السلعة بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه
یہہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چہپا رکہی بلکہ بایع پر واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلا دیوی کیونکہ

اذا اخفى شيئا منها يكون غاشا تاركا للنصح الواجب فمن اظهر احسن وجهي الثوب او عرضه في الموضع المظلم
اگر کچهه بهی عیب چهپا رکهیگا تو خیانت پیشه نصح واجب کا تارک هوگا پهر جس نی تهان کا اچها پله دیکهادیا یا اندهیری کی اندر سامنی کیا
او عرض احسن فردي الخف او النعل ونحوهما يكون غاشا والغش حرام في البيوع والصنايع جميعا فلا ينبغي للصانع
یا موزه یا جوتی کی اچهی پوائی دیکهادی تو یهه شخص خائن هی اور تمام بیوع اور کاریگریون مین خیانت کرنی حرام هی سو کاریگر کو لایق نهین هی
ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم يبين عيبها
که اپنی کام مین ایسی سستی کیا کری که اگر اوسکی ساتهه کوئی اور کری تو پسند نکری بلکه یون چاهیی که کار خوبصورت اور مضبوط بنایا کری پهر اوسکا عیب بیان کردی
ان وقع فيها عيب فان قيل اذا وجب على التاجر ان يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها فاعلم ان
اگر اتفاقا عیب دار هوگیا هو اور اگر کوئی یهه اعتراض کری که جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب هوا تو اوسکا معامله کبهی پورا نه هوویگا پهر اسکا کونسا راه هی تو سمجهه لی
التاجر اذا شرط على نفسه ان لا يشتري للبيع الا الجيد وقنع بربح يسير يبارك له فيه ولا يحتاج الى تلبيس فمن
که تاجر جب اپنی اوپر یهه شرط کرلی که بیچنی کی لئی سوا مال جید کی کبهی نه لونگا اور تهوڑی سی نفع پر قناعت کری تو اوسهی مین برکت هوویگی دغابازی کی کچهه حاجت نهین هی
تعود هذا لا يشتري معيبا فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم
پهر جسکی یهه عادت پڑجاتی هی تو عیب دار مال نهین لیتا پهر اگر اتفاقا اوسکی هاتهه آبهی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجارون پر البته
لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون ربحا كثيرا ولا يحصل ذلك الا بتلبيس والتلبيس حرام فلا يجوز للبايع ولا للمشتري
دشوار هوتا هی که تهوڑی نفع پر قناعت نهین کرتی بلکه بڑی فائده کی طالب هوتی هین اور بڑا فائده بدون دغابازی کی نهین هوتا اور دغابازی حرام هی سو جایز نهین هی نه
ان يلبس احدهما على الاخر لان من يفعل هذا يكون ظالما تاركا للنصح على المسلمين وقد روي انه عليه السلام قال
که ایک دوسری سی فریب کیا کری اسلئی که جو ایسا کریگا وه ظالم هی اوسنی مسلمانون کی خیرخواهی ترک کی اور روایت هی که نبی علیه السلام نی فرمایا
البيعان اذا صدقا ونصحا بورك لهما في بيعهما واذا كذبا وكتما نزعت بركة بيعهما ومن لم يعرف الزيادة والنقصان
بایع اور مشتری دونو اگر سچ بولین اور خیرخواهی کرین تو اونکی لئی بیع مین برکت هوویگی اور اگر جهوٹ بولین اور عیب چهپالیوین تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص گهٹنی بڑهنی
الا بالمكيال والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف ان الدرهم الواحد قد يبارك فيه ويكون سببا لسعادته
بدون پیمانه اور ترازو کی نهین جانتا تو اس حدیث کی تصدیق نهین کرتا اور وه یهه نهین جانتا که ایک درهم مین کبهی ایسی برکت هوتی هی جسمین سعادت دین اور دنیا کی حاصل هوجاوی
في الدين والدنيا بان يصرفه فيما يجب عليه من امر دينه او دنياه وان الالاف المالفة قد ينزع عنها البركة وتكون
بطور که اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی مین صرف کری اور بیشک هزارون جمع کی هوئی مین سی کبهی برکت نکل جاتی هی وه هی اوسکو
سببا لهلاكه في الدنيا والاخرة اما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه واخذ ماله بانواع
دین اور دنیا مین لی ڈوبتا هی چنانچه اس زمانه مین دیکهتی هین که ظالم لوگ غالب هوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دیکر
العقوبات واما في الاخرة فبان يصرفها في المحرمات والمنكرات لا سيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الراشي
چهین لیتی هین اور رها آخرت مین سو اس وضع سی که مال کو حرام اور ممنوعات مین خرچ کرتا هی خاص کر رشوت مین جسکی باعث سی هر ایک یعنی رشوت دینی والا
المرتشي والساعي بينهما ملعونا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن اراد ان يتيسر عليه النصح للمسلمين فلا بد له
اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون هوجاتا هی رسول الله صلی الله علیه وسلم اوسپر لعنت پڑتی هی اب جسکا یهه اراده هووی که اوسکو نصیحت اهل اسلام کی
من امرين احدهما ان يعلم ويعتقد ان تلبيسه لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته فان ما يجمعه من
میسر هووی تو اوسکو دو باتین لازم هین ایک تو یهه سمجهی اور یقین کری که فریب اور مکر سی روزی نهین بڑهتی بلکه تلف هوجاتی هی اور برکت جاتی رهتی هی بیشک جتنا مال
متفرقات التلبيسات قد يهلكه الله تعالى دفعة واحدة اما بالاغراق او بالاحراق او باخذ اللصوص او الظلمة
طرح طرح کی فریب و حیلی سی جمع کرتا هی اوسکو بعضی دفعه تو الله تعالی ایک بارهی تلف کردیتا هی یا ڈبو کر یا جلا کر یا چور چرا لیتی هین یا ظالم

الکفرة والثانی ان یعلم ویعتقد ان ربح الآخرة خیر من ربح الدنیا وان فوائد اموال الدنیا تنقضی بانقضاء
اور کافر لوگ جنمین لیتی ہین اور دوسرا یہہ سمجھے اور یقین کری کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور بیشک دنیا کی مالون کی فائدے جبھی ہین جب زندگی ہو لیتی ہی
العمر وتبقی مظالمها واوزارها فکیف یرضی العاقل ان یستبدل الذی هو ادنی بالذی هو خیر والخیر کله فی
اور اوسکا وبال اور بوجھ سر پر رہجاتا ہی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سی بدل لیوی اور خوبی سب اسمین
سلامة الدین یسر الله سلامة الدین المجلس الحادی والسبعون فی بیان ای تاجر یحشر
دین کی سلامتی مین ہی الہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر اکہترین مجلس اس بیان مین کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھیگا
یوم القیمة فاجرا وای صادقا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التجار یحشرون یوم القیمة فجارا
اور کونسا صادق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھینگی
الا من اتقی وبرّ وصدق هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبید بن رفاعة عن ابیه والاصل فی الفجور المیل
مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل مین فجور ٹل جانا
عن القصد ومنه یقال للکاذب فاجر وعلی هذا المعنی سمی التجار فی الحدیث فجارا اذ من عادتهم فی تجارتهم
راستی اور میانہ روی سی اسی جگہ سی جھوٹی کو فاجر کہتی ہین اور اسی اعتبار سی سوداگرون کو حدیث شریف مین فجار کہا کیونکہ تجارت مین
غالبا التدلیس والتهالك علی ترویج السلع بما تیسر لهم من الایمان الکاذبة ونحوها وهذا حکم علیهم فی الحدیث
عیب کا چھپا لینا اور اسباب کی رواج دینی پر کہپ جانا اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہوسکی جھوٹی قسمون سی یا مانند اوسکی اسی لئی حدیث مین اونکی حق مین حکم ہوا
بانهم یحشرون یوم القیمة فی زمرة الکذابین الذین کثر منهم الکذب الا من اتقی الکذب وبرّ فی یمینه وصدق
کہ تاجر قیامت کی دن ایسی جھوٹون مین داخل ہون گی جنکا جھوٹ کثرت سی ہی مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہا اور قسم مین پاک اور بات مین سچا رہا
فی حدیثه فانه لا یحشر معهم بل یحشر مع الابرار کما روی عن ابی سعید انه قال التاجر الصدوق الامین یحشر
سو ایسا تاجر جھوٹون مین داخل نہین ہوویگا بلکہ ابرار کی ساتھ اوٹھیگا چنانچہ ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر
مع النبیین والصدیقین والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر فی معاملته ان یستعمل الصدق والامانة
نبیون اور صدیقون اور شہیدون کی ہمراہ ہوویگا اس سی معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملی صداقت اور امانت سی کیا کری
ویجتنب الکذب والخیانة حتی یحشر مع الابرار ولا یحشر مع الفجار بل الواجب علیه ان یراعی فی تجارته
اور جھوٹ اور خیانت سی بچتا رہی تاکہ ابرار مین داخل ہووی اور فجار مین نہ مل جاوی بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت مین عدل اور انصاف کا
العدل والانصاف ویجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجری علی وجه یحکم المفتی بصحتها وانعقادها
لحاظ رکہی اور ظلم اور بی راہی کو بچی اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر ہوجاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتاوی
لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به المعامل لسخط الله تعالی اذ لیس کل نهی مقتضیا لفساد العقد والمراد من الظلم ما
پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی وہ شخص شانہ غضب الہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر نہی سی عقد فاسد نہین ہوجاتا اور ظلم سی مراد وہ عمل ہی جسمین
یتضرر به الغیر فکل ما یتضرر به الغیر فهو ظلم وانما العدل ان لا یتضرر منه احد بشیء ولا یتصور ذلك الا بالاحتراز
غیر کا نقصان ہوجاوی سو جس عمل مین غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی کہ جسمین کسیکا کچھ نقصان نہووی اور عدل جبہی ہوسکتا ہی کہ چند باتونسی
عن عدة امور الاول ترویج الزیوف من النقود فانه ظلم عام یتضرر به الناس لان من یروج شیئا منها الی غیره
احتراز کری اول کہوٹی نقود کی برتاوا بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمین سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اور کو دیویگا
فذلك الغیر ان لم یعرف انه زیف فهو یتضرر به وان عرف انه زیف فهو یروجه الی غیره وغیره الی غیره وهکذا
پہر اوسی اگر نہ پہچانا کہ وہ کہوٹا ہی تو وہ نقصان پاویگا اور اگر پہچانا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا اور اسیطرح

لایزال یتردد فی ایدی الناس ویعم ضرره ویشیع فساده ویکون وبال الکل من حین ترویجه الی وقت انقراضه راجعا

لوگون کی ہاتہون مین پہرتا رہیگا اورسب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد پہیلتا جاویگا اورسبکا وبال جب سی اسنی دیا تہا اوسکی کہٹنی تک اسکی سر پڑیگا

الیه بمقتضی قوله علیه السلام من سن سنة سیئة فعمل بها من بعده کان علیه وزرها ووزر من عمل بها لا

بدلیل اس حدیث کی جسنی طریقہ بد نکالا پہر اوسپر اورون نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور جو جو اوسپر عمل کرینگی سب کا بوجہ اسپر ہوویگا

ینقص من اوزارهم شیٔ ولهذا قال بعض السلف انفاق درهم واحد من الزیوف اشد من سرقة مائة درهم

اونکی گناہ سی کچہہ کم نہ کرینگی اسہی لئی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایکدرہم کا چلانا جوکہی سودرہم کی چوریسی بدتر ہی

من الجیاد لان سرقة المائة معصیة واحدة منقضیة واما انفاق زیف فهو معصیة مستمرة یعمل بها مادام

اسلیئی کہ چورانا سودرہم کا ایک گناہ ہی کہ ہوچکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل مین آتی جاتا ہی جبتک وہ کہوٹا

ذلک الزیف یدور فی ایدی الناس فیکون علیه فی حیاته وبعد مماته اثم ما افسد ونقص من اموال الناس بسببه

روپیہ لوگون کی ہاتہہ مین پہرتا رہتا ہی سو اوسکی زندگی بہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہیگا جسقدر لوگون کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہوویگا

الی آخر فناء ذلک الزیف وانقراضه فطوبی لمن یموت ویموت معه ذنوبه وویل لمن یموت ویبقی بعده ذنوبه

جبتک وہ کہوٹا روپیہ گلکر فنا ہوجاوی سو مزدہ ہی اوسکو جو مرجاوی اور اوسکی تمام گناہ ہوچکین اور افسوس ہی اوسکی لئی جو مرجاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہین

وقد قیل انفاق الدرهم الردی علی من یعلمه اکبر ذنبا من انفاقه علی من لا یعلمه لان الاول متعمد والثانی

اور کوئی کہتا ہی کہ جان کار کو کہوٹی روپیہ کا دیدینا بڑا گناہ ہی ان جان کو دینی سی اسلئی کہ وہ اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطاوار ہی لیکن خطا یعنی آن جان پنی کا گناہ بندونکی حق مین

مخطی لکن الخطاء فی حق العباد غیر موضوع فعلی هذا یجب علی التاجر ان یتعلم احوال النقود لیمیز الزیف من غیره

معتبر نہین ہوتا اسکی موافق تاجر پر واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تاکہ کہوٹا کہرا پہچان لیا کری

لا یستقصی لنفسه بل لئلا یسلمه الی غیره بعدم علمه فیکون اثما لتقصیره فی تعلم ما یلزمه فی معاملته اذ لکل

اس نیت سی نہین کہ اپنا حق پورا لیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان پنی غیر کو ندی بیٹہی پہر گنہکار ہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکہنی مین جو قصور کیا کیونکہ ہر

عمل علم یجب تحصیله لمن یباشره کیلا یقع فی الاثم ولهذا کان السلف یتعلمون احوال النقود نظرا لدینهم لا لدنیاهم

کاروبار کی لئی علم ہوتا ہی کہ اوس کاروائی کو اوسکا سیکہنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ مین نہ پہنچاوی اور اسہی واسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی

فان من یقع فی یده شیٔ من الزیوف ینبغی له ان یجتهد فی اعدامه وافنائه ومحو اثره ولا یسعی فی ترویجه لانه

بیشک جسکی ہاتہہ کوئی کہوٹا روپیہ پیسا آجاوی تو اوسکو لایق ہی کہ اوسکی کہونی اور فنا کرنی مین اور اوسکا نشان مٹانی مین کوشش کری اوسکی چلانی مین سعی نکری کیونکہ

ان روجه الی من لا یعرفه یکون انما لا یصاله الیه الضرر وان روجه الی من یعرفه یکون اثما ایضا لان من

اگر انجان کو دیدیا تو اسلئی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو بہی گنہگار ہوگا اسلئی

یاخذه لا یاخذه غالبا الا لیروجه الی غیره اذ لو لم یکن قصده ذلک لکان لا یرغب فی اخذه اصلا فیکون

کہ لینی والا اکثر اسہی لئی لیلیتا ہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز بہی نہ لیتا تو اب اسنی

تسلیمه الیه تسلیطا له علی الفساد واعانة له علی الشر ومشارکة معه فی الاثم واما من یاخذه لیکون من الذین

کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ مین شریک ہوا اور رہا وہ شخص جو اسواسطی لیتا ہی کہ اوس زمرہ مین

دعا لهم رسول الله صلی الله علیه وسلم بقوله رحم الله امرأ سهل البیع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء فلا بأس

داخل ہووی جنکی حقمین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی دعا خیر فرمائی ہی اسی حدیث مین رحم کری الله اوس شخص پر جو آسانی سی بیچی آسانی سی خریدی آسانی سی ادا کری آسانی

له ان یاخذه علی قصد اعدامه وافنائه ومحو اثره لا علی قصد ترویجه فی معاملته اذ لو کان قصده کذلک

اوسکو ضرور ہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو کہوی اور فنا کردی اور نشان مٹاوی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات مین جاری کری اگر اوسکی یہ نیت ہی

یکون

یکون داخلا فی شر روجه الشیطان الیه فی معرض الخیر والمراد بالزیف من الدراهم والدنانیر مالیس فیه فضة
تو وہ اوس برائی مین داخل ہی جسکو شیطان نی خوبصورت بناکر دکہایا ہی اور کہوٹی درہم اور دینار سی وہ مراد ہی جسمین نہ کچہہ چاندی ہو

ولا ذهب اصلا بل هو مموه وأما ما فیه فضة او ذهب فالعبرة فیه للغالب ان کان الغالب علی الدراهم
اور نہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا ہو تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی

الفضة فهی فضة وان کان الغالب علی الدنانیر الذهب فهی ذهب لان النقود لا تخلو عن قلیل غش
تو وہ چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیادہ ہووی تو وہ سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچہہ نہ کچہہ ملونی ہو

اما خلقة کما فی الردی من الفضة والذهب او عادة بسبب انها تتفتت ولا تنطبع بدون الغش وانما
یا اصلی ہوتی ہی جیسی نرسی چاندی اور کم درکا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ اوسکو کوٹتی ہین اور بدون ملونی کی گہڑا نہین جاتا

تنطبع بخلط الغش بها فعلی هذا یعتبر الغالب لان المغلوب فی مقابلة الغالب کالمعدوم فاذا کان الغالب
گہڑا جب ہی جاتا ہی کہ اوسمین ملونی ملی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچہہ ہستی نہین ہوتی بس تو اگر دراہم مین چاندی

علی الدراهم الفضة وعلی الدنانیر الذهب فهما فی حکم الفضة والذهب وان کان الغالب علیهما الغش فان کانتا
غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وہ دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر اونکی اندر میل بڑہتی ہو تو پہر اگر اونکا

نقد البلد فما دام رواجهما باقیا فهما ثمن لا یتعلق العقد بعینهما بل انما یتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجهما
چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہیگا تب تک وہ ثمن یعنی نقد مین عقد اونکی تعیین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی دراہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وہ ہون یا اور

فهما سلعتان یتعلق العقد بعینهما ان علم المتعاقدان حالهما وعلم کل واحد منهما ان صاحبه یعلم حالهما وان لم یعلما
تو پہر وہ رخت اور جنس بست مین داخل ہین عقد مین متعین ہوجائینگی اگر اونکا حال بائع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہہ بہی جانتی ہون کہ ہرایک کو ان دراہم دنانیر کا

او لم یعلم احدهما او علما لکن لم یعلم کل واحد منهما ان صاحبه یعلم فالعقد لا یتعلق بهما بل انما یتعلق بالرائج
دونون کو معلوم نہین یا ایکو معلوم نہین یا دونو کو معلوم تو ہی پر دونو کو یہہ خبر نہین کہ وہ دوسرا بہی جانتا ہی تو عقد ایسی دراہم و دنانیر سی علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازار سی

فی البلد وان لم یرتفع رواجهما بالکلیة بل کانتا بحیث یقبلها البعض دون البعض فهما کالزیوف لا یتعلق العقد
علاقہ رکہتا ہی اور اگر اونکا رواج چلن سی اسر نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیلیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وہ دراہم و دنانیر کہوٹون مین داخل ہین عقد کی اندر

بعینهما بل انما یتعلق بجنسهما من الزیوف ان کان البائع یعلم حالهما لثبوت الرضی منه بجنس الزیوف وان کان
متعین نہین ہون گی بلکہ عقد مین اوس سکہ کی کہوٹی دراہم اور دنانیر دینی ہون گی اگر بائع کو انکا حال معلوم تہا کیونکہ بائع اوس سکہ کی کہوٹون پر راضی ہوچکا ہی اور اگر

البائع لا یعلم حالهما لا یتعلق العقد الا بجنسهما من الجیاد لعدم ثبوت الرضی منه بجنس الزیوف والثانی مما
بائع کو اونکی حال سی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بائع کی رضا اوس قسم کی کہوٹون پر ثابت نہین ہی اور دوسرا امر جس سی

یجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من یصفها بما لیس فیها ولم یقبل قوله فهو کذب وان قبل قوله فهو
احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی ہی بیشک جو شخص اسباب کی ایسی تعریف کری جو اوسمین موجود نہین ہی اور وہ مان بہی نہین لیا تو وہ صرف جہوٹ ہی اور اگر اوسکا

مع کونه کذبا تلبیس وظلم وان وصفها بما فیها فان کان المشتری یعلم به فهو هذیان وتکلم بما لا یعنیه ویحاسب
کہا مان لیا تو وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو مفت کی بک بک اور بیفائدہ کلام ہی اسپر محاسبہ ہووےگا

علیه اذ ما من کلمة تصدر عن الانسان الا یحاسب علیها لقوله تعالی ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب
کیونکہ جو بات انسان کی زبان سی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی بدلیل اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راہ دیکہتا

عتید وان کان المشتری لا یعلم ما فیها فلا باس بذکر القدر الموجود فیها من غیر مبالغة وافراط ویکون
تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو اوسکا مضائقہ نہین ہی کہ جتنی بات اوسمین واقعی ہو بی مبالغہ بی کم و کاست کہدی اور نیت سی

اور اگر اونکا حال جانتا ہو — مشتری اور بائع دونونکا معلوم ہی

ہووےگا

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغب فيه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون
کہ اپنی بھائی مسلمان کو جتلا کر ترغیب دی کہ اوسکا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم ہرگز نہ کہاوی کیونکہ اگر جہوٹی ہی

يمينه غموسا وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه
تو یمین غموس ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا

واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره
اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی کہ بےضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجیی یہاں تک کہ فقہا کہتی ہیں تاجر کو

للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم
مکروہ ہی کہ اسباب کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہا کری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کری اسطور کہ کہا کری اللہم

صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئا منها يكون
صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چہپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چہپا لیتا ہی تو وہ

ظالما تاركا للنصح الواجب مرتكبا للغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر
ظالم اور خیرخواہی کا تارک جو اوسپر واجب تہی اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دیا کری اور یہہ بات

يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب النار والرابع مما يجب الاحتراز
اکثر لوگوں پر دشوار گذرتی ہی پہر جس سی یہہ بات نہو سکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ میں ٹہکانا بناوی اور چوتہا امر جس سی احتراز کرنا

عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اما ان يكون خيانته في المقدار او في السعر او في المرابحة والتولية فاما
واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اسی خالی نہیں کہ یا تو مقدار میں خیانت کرتا ہی یا بہاؤ میں یا نفع لینی میں یا ان کی از بیچنی میں پہر

من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ
جو شخص مقدار میں خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی خرابی ہی کہٹانیوالوں کی وہ کہ جب ماپ لیں لوگوں سی پورا بہر لیں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي
اور جب دیں اونکو یا تول دیں تو کہٹا کر دیں اور اس وبال سی وہ ہی بچتا ہی جو دینی میں کچہہ زیادہ دیدی اور لینی میں کچہہ کم لیلی اسلئی کہ حقیقی عدل تو

قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتجاوزه ولذلك كان النبي عليه السلام اذا
بہت کم خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا بعید ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب

اشترى شيئا يقول للذي يزن الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ
کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرماتی کہ ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کا قول ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہیں خریدتی اور اونکا یہہ حال تہا

نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض واما من يكون
کہ جب لیتی تو کچہہ کم لیتی اور جب دیتی تو کچہہ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق میں جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچ ڈالی جسکا پہیلاؤ آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خيانته في السعر فهو من الظلمين التاركين للنصح الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت
بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہیں ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ اوس وقت کا ملا دیوی

وينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون من الذين لا يحب
اور فرصت کو غنیمت سمجہی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چہپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی کہ نہیں پسند کرتا

احدهم لاخيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب
اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی جبتک نہ پسند کری اپنی بہائی کی

لنفسه

لنفسه واما من یکون خیانته فی المرابحة والتولیة فلابد له من معرفتهما حتی یمکن له الاحتراز عنهما

حق مین جو اپنی حق مین پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر دیتی ہین اور دام کی دام دینی مین خیانت کرتا ہی تو اوسکو بہی اون دونونکا سمجھنا چاہئی تاکہ ان سی بچ سکی

اما المرابحة فهی بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه بزیادة ربح واما التولیة فهو بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه

مرابحت تو بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو او سپر کچہہ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو

بدون زیادة ربح وکل منهما انما یصح اذا کان راس المال مثلیا لان مبناهما علی الامانة والاحتراز

بدون نفع لیئی یعنی دام کی دام کو اور یہہ دونو بیع جب صحیح ہوتی ہین کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونون کی بنیاد امانت اور خیانت سی

عن الخیانة وشبهتها فان الغبی الذی لا یهتدی فی التجارة یعتمد علی الفعل الذکر الذی یهتدی فیها و

اور خیانت کی شبہہ سی احتراز پر ہی بیشک بہولا بچارہ جو تجارت کی ڈہنگ نہین جانتا وہ بہروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشتاق ہو اور

یطیب نفسه بمثل ما اشتراه بزیادة ربح فی المرابحة وبدونها فی التولیة وان لم یکن راس المال مثلیا

اپنی جی میں خوش ہوتا ہی خرید کی خرید سی فائدہ بڑہتی دیکر مرابحہ مین اور بدون فائدہکی تولیہ مین اور اگر راس المال ذوات الامثال سی نہو

بل کان قیمیا یکون قدره مجهولا لا یعلم الا بالظن والتخمین فیتمکن شبهة الخیانة فلا یتحقق المرابحة

بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہوویگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سی ہو پہر اسمین خیانت کا شبہہ قایم ہو جاتا ہی پہر مرابحہ اور تولیہ دونو ثابت

والتولیة الا ان یکون المشتری مرابحة وتولیة ممن ملک ذلک البدل بوجه من الوجوه فح یمکن للبایع ان

نہین ہوتی از راہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی ادسمین سی کہ مالک ہو گیا ہو اسی بدل یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی جو مشتری

یبیع منه ما اشتراه بذلک البدل وبربح معلوم فی المرابحة او بدونه فی التولیة ومن اشتری متاعا

بیچنا مالک بدل کی ہاتہہ او چیز کو کہ خریدہ تہا مشتری اول نی عوض اس بدل کی مع نفع معلوم کی بیع مرابحہ مین یا بدون نفع کی بیع تولیہ مین اور جس شخصنی کچہہ مال

بالنقود یجوز له ان یضم الی الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغیر ذلک مما یزید فی عین المبیع او

نقدون خریدا تو اوسکو جایز ہی کہ ثمن مین مزدوری دہوبی اور رنگریز اور بلہ دار وغیرہ کی جس سی کہ عین مبیع یا

قیمته کسوق الغنم فانه یزید فی قیمتها کما یزید الحمل فی قیمة المتاع لان القیمة تختلف باختلاف المکان ویقول

قیمت مبیع بڑہ جاوی جیسی بکریان ہنکالیجانا اس سی ہی بکری کی قیمت بڑہتی ہی جیسی بلہ داری سی قیمت مال کی بڑہتی ہی اسواسطی کہ مکان بدلنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور یون بیان کری

قام علی بکذا ولا یقول اشتریت بکذا تحرزا عن الکذب وان فعل شیئا من هذه المذکورات بنفسه لا یضمه

کہ مجھکو اتنی مین پڑی ہی یہہ نہکہی مینی اتنی کو خریدی ہی تاکہ جھوٹ سی بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکورہ سابقہ سی بذات خود سرانجام کر لیا ہو تو اوسکی مزدوری ثمن مین زبرادی

ولذا لا یضم نفقة نفسه ولا جعل الابق ولا کراء بیت الحفظ ولا اجر الطبیب والمعلم والراعی والدلال لان

اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور اوستاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذکورات لا تزید فی المبیع شیئا ومن اشتری ثوبا بعشرین وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثین وتقابضا

ان اخراجات سی مبیع مین کچہہ نہین بڑہتا اور اگر کسینی ایک تہان پارچہ کا بیس روپیہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اوسکو بطور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچکر دونونی اپنی اپنی مال پر قبضہ کرلیا

ثم اشتراه من مشتریه بعشرین واراد ان یبیعه مرابحة یطرح الربح ویبیعه علی عشرة ویقول قام علی

پہر اسنی دوبارہ وہ ہی تہان اپنی خریدار سی بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچی تو اول کا نفع کم کر کی دس روپیہ پر نفع لی اور یون بیان کری کہ یہہ تہان مجھکو

بعشرة ولو کان اشتراه بعشرین وباع باربعین ثم اشتراه بعشرین لا یبیعه مرابحة اصلا لانه قبل شرائه

دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول دفعہ مین بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پہر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت مین ہرگز مرابحہ سی نہ بیچی اسلئی کہ دوبارہ خریدنی سی پہلی

ثانیا یحتمل ان یرد علیه بعیب ویسقط الربح الذی ربحه فلما اشتراه ثانیا تاکد ذلک الربح الذی کا

شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جسقدر اس نی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جب اسنی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہو سکتا تہا قایم

على شرف السقوط فيصير الشراء الثاني شبهة حصول الربح به وللتاكيد حكم الايجاب ففي المسئلة الاولى يصير

اور ثابت ہوگیا اب دوبارہ خریدنے میں یہہ شبہ ہوتا ہی کہ اس خرید کی سبب سی نفع ملا اور تاکید کی لئی حکم ایجاب کا ہوتا ہی سو پہلی صورت کا انجام یہہ ہی

كانه اشترى ثوبا وعشرة دراهم بعشرين فيتقابل العشرة بالعشرة فيبقى الثوب بعشرة فلا يبيعه مرابحة

گویا اس نے ایک تہان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوگئی اور تہان دس میں پڑ گیا سو اسکو بطور مرابحہ

وتولية الا على عشرة وفي المسئلة الثانية يصير كانه اشترى ثوبا وعشرين درهما بعشرين فيتقابل العشرون

اور تولیہ کی بیچی تو دس روپیہ ہی پر بیچی اور دوسری صورت کا انجام یوں ہی کہ گویا ایک تہان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر بیس روپیہ تو بیس روپیہ کی برابر ہوئی

بالعشرين فيبقى الثوب مجانا فلا يبيعه مرابحة ولا تولية احترازا عن شبهة الخيانة لانها كحقيقتها فيهما

اور وہ تہان مفت پڑ گیا سو مرابحہ اور تولیہ سی نہ بیچی تاکہ شبہ خیانت کا نرہی کیونکہ مرابحہ اور تولیہ میں خیانت کا شبہ بہی

احتياطا وهذا لو كان لرجل على اخر عشرة دراهم فصالحه منها على ثوب لا يبيع ذلك الثوب مرابحة ولا تولية

بیاظا مثل عین خیانت کی ہوتا ہی ایسی ہی اگر کسیکی دوسری پر دس روپیہ قرض آتی ہوں قرضدار نی اوس سی ایک تہان پر صلح کرلی تو اوس تہان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کی

على عشرة لان مبنى الصلح على الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاكيد يحصل بغيره ومن اشترى

دس روپیہ پر نہ بیچی اسواسطی کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہی برخلاف اوس صورت کی کہ تیسرا شخص بیچمیں آجاوی اس لئی کہ اب تقرر غیر سی حاصل ہوا ہی اور جس شخص نی

اشياء صفقة واحدة بثمن واحد ليس له ان يبيع بعضها مرابحة على حصتها من الثمن لان ذلك لا يكون

کئی چیزیں مجمعہ ایک عقد میں سبکا ایک ثمن ٹہراکر مول لین تو اوسکو جایز نہیں ہی کہ اون میں سی بعض کو بطور مرابحہ کی ثمن میں کا حصہ ٹہراکر بیچی کیونکہ حصہ ثمن میں سی

الا باعتبار القيمة وتقسيمها لا يخلو عن شبهة الغلط ومن اشترى جارية سليمة فاعورت بافة سماوية او وطيها

ٹہرانا بدون اعتبار قیمت کی نہیں ہوسکتا اور تقسیم کرنیمیں غلطی کا شبہ باقی رہتا ہی اور اگر کسینی ایک لونڈی اچھی بھلی خریدی پہر آفت سماوی یعنی بی اختیار اوسکی کانی ہوگئی یا اوس نی

وهي ثيبة ولم ينقصها الوطي يجوز له ان يبيعها مرابحة او تولية لكن يجب عليه بيان عيبها ولا يجب عليه بيان

بیوہ یعنی شوہر دیدہ تہی صحبت کی اور صحبت سی کچھ نقصان نہ آیا تو اسکو جایز ہی لونڈی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچ ڈالی لیکن اوسپر اتنا واجب ہی کہ عیب بیان کردی اور یہہ واجب نہیں ہی

حدوث العيب عنده فالم يسئله المشتري ولا بيان وطيها اذ لم يحتبس عنده شيء يقابل الثمن لان الاوصاف

کہ یہہ عیب میری پاس پیدا ہوا ہی جبتک خریدار نہ پوچہی اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہی اس لئی کہ اسنی کوئی ایسی شی نہیں رکہہ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کیونکہ اوصاف کی

لا يقابلها شيء من الثمن وكذا منافع البضع اذ لم ينقصها الوطي لا يقابلها شيء من الثمن واما اذا فقا المشتري

مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا اور ایسی ہی شرمگاہ کی منافع اگر اونکو وطی سی کچھ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن اونکی مقابلہ میں کچھ نہیں ہوتا اور اگر خود مشتری ہی نی

عينها او فقا عينها اجنبي فاخذ المشتري ارشها او وطيها المشتري وهي بكر فلا يبيعها الا بالبيان لانه حبس بعض المبيع

اوسکی آنکہ پہوڑدی یا کوئی غیر اوسکی آنکہ پہوڑدی اور مشتری نی تاوان لیلیا یا مشتری نی اوس سی صحبت کی اور وہ باکرہ تہی تو اسکو بدون بیان کی نہ بیچی کیونکہ اب مبیع میں سی گویا کچہہ حق

لكونه صار مقصودا كالسالمة معنى باخذ بدله اذا جنى غيره وكذا اذا جنى بنفسه اذ لو لم يكن ملكه لكان

روک رکہا ہی اسلئی کہ وہ آنکہ مقصود ہوگئی تو گویا اوس نی عوض لیلیا جبکہ غیر نی خطا کی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسواسطی کہ اگر لونڈی اسکی ملک نہ ہوتی

مضمونا عليه فصار بسقوط الضمان عنه كاخذ البدل فلا يمكنه بيع الباقي مرابحة وتولية بكل الثمن بلا

تو بیشک تاوان اسکی ذمہ پڑتا اس لئی اب تاوان کا ذمہ پر نہ آنا بمنزلہ عوض لینی کی ہی سو اسکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی پوری اصلی ثمن سی باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا

بيان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف يصير لها حصة من الثمن وكذا العذرة يصير لها

نہیں ہی کیونکہ جب اوصاف تلف کرنی سی مقصود ہوجاتی ہیں تو اونکی مقابلہ میں حصہ ثمن ہوا کرتا ہی اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن وقد حبسها فلابد من البيان ومن اشترى ثوبا فاصاب قرض فار

ہوتا ہی کیونکہ بکارت اصلی کا جزو ہوتا ہی سو اوسکو اوس نی روک رکہا تو اب بیان کرنا ضرور چاہی اور جس نی تہان خریدا پہر اوسکو چوہی نی کتر دیا

او حرق نار یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان حدوث العیب عنده اذ قدر ذکران الاوصاف تابعة
یا کچهه جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحه یا تولیه کی بغیر جتلائی جایز ہی اسواسطی کہ آگی کہہ چکی ہین کہ اوصاف تابع ہوتی

لا یقابلها شیء من الثمن وان تکسر بنشره وطیّه لا یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان لانه صار
ہین اونکی مقابلہ مین ثمن کچہہ نہین ہوتا اگر پہیلاتی اور تہہ کرتی پہٹگیا تو اب جایز نہین کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار بیچڈالی اسلیئی کہ وصف تلف کرلی

مقصودا بالاتلاف ومن اشتری دارا او دابة واصاب من غلتهما شیئا یجوز له ان یبیعهما مرابحة او تولیة بلا
سی مقصود ہو گیا اور جس نی کوئی گہر یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچہہ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز ہی کہ دونو کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا

بیان لان الغلة لیست متولدة من العین بل هی استیفاء منفعة واستیفاء المنفعة لا یمنع بیع المرابحة او التولیة
اظہار بیچڈالی اسلیئی کہ کرایہ اصل مین سی نہین پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہین کرتا

بخلاف ما لو اشتری شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولیة یطرح من راس المال قدر
برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اسکا دودہ پیوی اور اون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت میں سی جتنا

ما اصاب منها ولو اشتری جاریة او شاة او نخیلا فولدت الجاریة والشاة او اثمر النخیل یبیع الاصل مع الزیادة
فائدہ لیا ہی کم کردی اور اگر لونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پہر لونڈی جنی یا بکری بیاہی یا درخت پہل لایا تو اب اصل کو مع افزایش یعنی بچہ و پہل کی

مرابحة او تولیة ولو استهلک الزیادة لا یبیع الاصل مرابحة او تولیة حتی یبین ما استهلک منها ولو اشتری شیئا
بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہو جاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری جسقدر اوسمین سی تلف ہوئی اور اگر کوئی شی

بثمن ثم زاد فی الثمن او حط البایع عنه او زاد فی المبیع یلتحق کل من الزیادة والحط باصل العقد ویظهر حکم الالتحاق
ثمن معین کرکر مول لی پہر ثمن پر مشتری نی کچہہ بڑہا دیا تو یہہ تمام کہٹی بڑہی اصل عقد مین ملجاوی کی اور حکم اس کمی زیادتی کا مرابحہ اور تولیہ مین جاکر ظاہر ہوگا

فی المرابحة والتولیة حتی اذا اراد ان یبیع ذلک الشیء مرابحة او تولیة لا یبیعه الا بما بقی من الثمن بعد الحط فی صورة
یہان تک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت مین اوس ثمن پر بیچی جو کم کرنی کی بعد باقی رہا تہا

الحط او بما زاد علی اصل الثمن او علی اصل المبیع فی صورة الزیادة ومن اشتری متاعا بالف درهم نسیئة وباعه بربح
اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل ثمن پر یا اصل مبیع پر بعد بڑہائی کی ہوگیا ہی اور جس شخص نی کچہہ مال ہزار روپیہ کو ادہار مول لیا اور اوسکو سو روپیہ نفع

مائة ولم یبین للمشتری ذلک فعلمه المشتری فهو مخیر ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجل شبها بالمبیع
گیارہ سو کو بیچا اور مشتری سی حال اودہار کا بیان نکیا پہر مشتری کو وہ معلوم ہوگیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی وہ مال ہٹادی اور چاہی گیارہ سو کو لی لی اسلیئی کہ مدت ہی

ان یزاد فی الثمن لاجل الاجل والشبهة فی هذا الباب ملحقة بالحقیقة فصار کانه اشتری شیئین وباع احدهما
مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جایا کرتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب یعنی مرابحہ مین بعینہ خیانت ہوا ہی تو انجام یہہ ہوا کہ گویا اس نی دو چیزین مول لیوین اور ایک چیز

بثمنیهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخیانة بسر الله تعالی الاحتراز عن جمیع الشبه والخیانات
کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچدی اور مرابحہ مین ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی انہی تمام شبہات و خیانات سی احتراز کرنا ہمیشہ

المجلس الثانی والسبعون فی تحریض التاجر علی لازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

بہتروین مجلس تاجر کو رغبت دلانی مین اوپر اختیار کرنی صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال مین

وافعاله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء هذا
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانتدار تاجر نبیون اور صدیقون اور شہیدون کی ہمراہ ہی یہہ

الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو سعید وفیه تحریض للتاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله
حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت ہی اور اسمین تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

وافعاله لاسيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامين فان رب الارباب ومسبب
اور افعال مین خاص کر بیع اور شرا مین جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین مین بیشک پروردگار عالم اور سبب
الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التشمر والاكتساب لكن ليس التشمر في الدنيا مقصودا
الاسباب نی آخرت کو ثواب اور عذاب کا گہر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گہر مقرر کیا لیکن دنیا مین صرف آخرت کی لئی محنت کشی
على الاخرة بدون المعيشة بل المعيشة ذريعة الى الاخرة ولا يكون المعيشة ذريعة الى الاخرة ما لم يتادب المتشمر في
بدون معیشت کی نہین ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہین ہو سکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر في طلبها اركانا وشروطا يجب عليه رعايتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون
اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹہرائی ہین جب دنیا کی طلب کری تو اونکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ
كسبه صحيحا خاليا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعايتها لا يكون كسبه
اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی ملونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت نکریگا تو اوسکی کمائی
صحيحا بل تارة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خاليا عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة
درست نہوگی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پہر حرمت اور کراہت سی کبہی پاک نہوگی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شرا
البيع والشراء وكيفية انعقادهما حتى يتميز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة
اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہی تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ کر سکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی
ويتيسر له الصدق والامانة فيهما فالبيع مبادلة المال بالمال وينعقد بالايجاب والقبول والمراد بالايجاب الكلام الصادر
اور بیع و شرا مین صدق اور امانت میسر ہوسکی تو اب بیع بدلنا ملکی کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی
من احد العاقدين اولا بايعا كان او مشتريا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الاخر ثانيا بايعا كان او مشتريا
جو دونو مین کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری
وانما ينعقد بهما اذا كانا بلفظي الماضي مثل ان يقول البايع للمشتري بعت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتريت
اور بیع ایجاب اور قبول سی جب گٹہتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال مین تیری ہاتہہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی مین لی چکا
او يقول المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البايع بعت لان البيع انشاء تصرف شرعي والانشاء اثبات ما
یا پہلی مشتری بایع سی کہی مین تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی مین بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا مین قایم کرنا
لم يكن ثابتا وهو لا يعرف الا بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع
معدوم کا ہوتا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہین ہوتا اسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی لئی کوئی خاص لفظ نہین وضع کیا اور شرع نی اسمین ایسا لفظ
للاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف مما يراد وجوده فينعقد به البيع و
جو ماضی مین خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہوجاتی ہی
لا ينعقد بلفظين احدهما امر بل لا بد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قال المشتري للبايع بع مني هذا بكذا وقال البايع
اور ایسی لفظون سی منعقد نہین ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمین تین لفظون کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی
بعت فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البيع وكذا اذا قال البايع للمشتري اشتر مني هذا بكذا وقال المشتري
مینی بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یون نکہیگا کہ مینی خریدا تو بیع منعقد نہوگی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی
اشتريت فما لم يقل البايع ثانيا بعت لا ينعقد البيع واما اذا كان احد اللفظين او كلاهما مضارعا فينعقد البيع اذا ان
مین نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یون نکہیگا کہ مین نی بیچا تو بیع منعقد نہوگی اور اگر دونو مین سی ایک کلام یا دونو کلام مضارع ہون تو بہی بیع منعقد ہوجاتی ہی

البيع

النیة ویحمل لفظ المضارع علی الحال وکذا ینعقد البیع بکل ما یدل علی معنی بعت واشتریت کما اذا قال البایع
نیت ہو اور اوس لفظ مضارع سے حال کی معنی لیلینگی اور ایسی ہی بیع ہر لفظ سے جسمین بعت اور اشتریت کی سی معنی ہون منعقد ہو جاتی ہی جیسی بایع مشتری سے کہی

للمشتری بعت منک ھذا بکذا وقال المشتری قبلت او قال المشتری للبایع اشتریت منک ھذا بکذا وقال البایع
مینی یہہ شی تیری ہاتہہ اتنی کو بیچی اور مشتری کہی مین نی قبول کی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجہسی فلانی چیز اتنی کو مول لی اور بایع کہی

خذہ ینعقد البیع فی کلتا الصورتین اما فی الصورة الاولی فظاھر واما فی الصورة الثانیة فلانہ لما امرہ ان
لیلی تو بیع دونو صورتون مین منعقد ہو جاوی گی پہلی صورت مین تو ظاہر ہی اور رہی دوسری صورت سو اسلئی کہ جب بایع نی اوسکو

یاخذہ بالبدل وھو لا یکون الا بالبیع صار کانہ قال بعتہ منک بہ فخذہ فیقدر البیع اقتضاء فیثبت العقد
بعوض بدل کی لیلینی کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کی نہین ہوتا تو انجام اسکا یہہ ہوا گویا بایع نی کہا مین نی تیری ہاتہ اتنی کو بیچی سو تو لیلی پس بیع

باعتبارہ لا بلفظین احدھما امر حتی ینافی ما سبق لان المعنی ھو المعتبر فی ھذہ العقود وھذا ینعقد البیع بالتعاطی
باعتبار اقتضاء کی مقدر ہو گی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سی ہوگا اور بیع منعقد نہین ہوتی ایسی دو لفظ سی کہ اونمین سی ایک امر ہو کہ منافی بیان سابق کی ہو اسلئی کہ ان عقود

فی الخسیس والنفیس ھو الصحیح لتحقق المرضیات لکن لا بد فیہ من الاعطاء من الجانبین عند البعض وعند البعض
مبیع کم بہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہی کیونکہ رضامندی ہو جاتی ہی لیکن اس صورت مین بعضون کی نزدیک ضرور ہی کہ دونو طرف سی ثمن اور مبیع بیکا دین اور بعضون کی نزدیک

یکفی الاعطاء من جانب واحد فان محمدا اشار فی الجامع الصغیر الی ان تسلیم المبیع یکفی فی تحقق البیع ھذا
ایک طرف سی ادا کرنا ہی کفایت کرتا ہی کیونکہ امام محمد رح نی جامع صغیر مین یہہ اشارہ کیا ہی کہ مبیع کا حوالہ کر دینا واسطی ثبوت بیع کی کافی ہی یہہ اس صورت مین

اذا بین الثمن او کان معلوما کما اذا قال رجل لبایع الحنطة بکم تبیع الحنطة فقال قفیز بدرھم فقال کل لی
ہی کہ ثمن بیان کر دین یا کسیطرح سی معلوم ہو جیسی کوئی گیہون بیچنی والی سی پوچہی گیہون کیا بہاو بیچتا ہی اوسنی کہا فی روپیہ ایک پیمانہ پہر اوسنی کہا مجکو پانچ

خمسة اقفزة فکالہ فذھب بھا فھذا بیع فعلیہ خمسة دراھم وکذا لو اشتری وقرا من الحطب بثمانیة ثم
تفیز ناپ دی پہر اوسنی ناپ دئی پہر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی ذمہ پانچ روپیہ ہین اور ایسی ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آٹہہ پیسی کو خریدا پہر

قال ائت بوقر آخر والقہ ھھنا ففعل فھذا بیع ولہ ان یطلب الثمانیة ولو قال لبایع الحطب بکم تبیع ھذا الوقر
کہا ایک بہار اور لا کر یہان ڈالدی اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکو مطالبہ آٹہہ پیسی کا پہنچتا ہی اور اگر لکڑہارسی کہا یہہ گٹہا لکڑی کا کتنی کو

من الحطب فقال بثمانیة فقال سق الحمار فساقہ اختلفوا فیہ قال بعضھم لا یکون بیعا ما لم یتسلم الحطب ولم ینقد
بیچتا ہی اوسنی کہا آٹہہ پیسی کو پہر اوسنی کہا گدہا ہانک لا پہر وہ ہانک لیگیا اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی کہتی ہین بیع پوری نہین ہوتی جبتک لکڑیان حوالہ نکردی

الثمن وقال بعضھم یکون بیعا لانھما تراضیا علی التملیک والتملک والتراضی ھو المعتبر فی الباب الا انہ لما کان
اور پیسی نہ لیلی اور بعضی کہتی ہین بیع ہو گئی کیونکہ دونو لینی دینی پر راضی ہین اور تملیک اور دونو کی رضامندی ہی بیوع مین معتبر ہی اتنا ہی کہ دلکی رضامندی

باطنا اقیم الایجاب والقبول مقامہ لدلالتھما علیہ فاذا اوجب احد العاقدین بایعا کان او مشتریا کما اذا قال البایع
امر مخفی ہی ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹہرا دیا ہی اس سی رضا معلوم ہو جاتی ہی پہر جب ایک نی ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسی کہ بایع مشتری سی کہی

للمشتری بعت منک ھذا بکذا او قال المشتری للبایع اشتریت منک ھذا بکذا فالآخر بالخیار ان شاء قبل
مین نی تیری ہاتہہ فلانی شی اتنی کو بیچی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجہسی اتنی کو مول لی اب دوسری کو اختیار ہی چاہی اوس مجلس مین قبول کری

العقد فی المجلس وان شاء ردہ وھذا الخیار یسمی خیار القبول ویمتد الی آخر المجلس ولا یبطل بالتاخیر الیہ و
عقد کو اور چاہی رد کری اور اس اختیار کو خیار قبول کہتی ہین اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہی مجلس تک تاخیر سی باطل نہین ہوتا

ان طال ما لم یظھر ما یبطلہ اذ یحتاج الیہ المرء للتردید ولیس لہ ان یقبل العقد فی البعض دون البعض اذ فیہ
اگرچہ مجلس دراز ہو جاوی جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سی خیار باطل ہو جاوی کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت رد کرنیکی لئی ہوتی ہی اور اوسکو یہہ اختیار نہین ہی کہ مبیع کو

تفریق الصفقة فیتضرر به احد العاقدین لان المبیعان کان واحدا یلزمه ضرر الشرکة وان کان متعددا فالعادة
صفقہ یعنی عقد پورا نہین رہتا پہر دونون مین سی کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایک ہی شی ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہین تو عادت یون پڑی ہوئی ہی

ضم الجید الی الردی ونقص ثمن الجید لترویج الردی فلو ثبت له خیار القبول فی البعض یقبل الجید ویترک
کہ عمدہ کو ناقص کی ساتہہ ملا کر ناقص کی نکاسی کی لئی عمدہ کی قیمت کچہہ کم کر دیتی ہین اب اگر اوسکو یہہ اختیار رہو وی کہ جو نسی چاہی چہانٹ لی تو وہ عمدہ کو لیلیویگا اور

الردی فیزول الجید عن ید البایع باقل من ثمنه وفیه ضرر له الا اذا کرر العقد وبین ثمن کل واحد بان
ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتہہ سی عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہی کی اوراسمین بایع کا بڑا ضرر ہی ہان اگر دوبارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کردی

قال بعت هذا بکذا وهذا بکذا فحینئذ ینتفی الضرر عنه فما لم یحصل القبول یبطل الایجاب بقیام واحد منهما
اسطور کہ مینی یہہ اتنی کو اور یہہ اتنی کو بیچا اب اوسکا کچہہ ضرر نہین ہی پہر جبتک قبول نہو دی تو ایجاب دونون مین سی ایک کی کہڑی ہونی

ایهما کان ولا یبقی لواحد منهما ولایة القبول بعده لان القیام دلیل الرجوع وکذا لو قال البایع للمشتری بعت
کوئی ہی کہڑا ہو جاوی بعد اوسکی پہر دونون مین سی کسیکو اختیار قبول کا باقی نہین رہتا کیونکہ کہڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہی اور ایسی ہی اگر بایع نی مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ مبیع

منك هذا بکذا ولم یقل المشتری شیئا حتی کلم البایع انسانا فی حاجة لم یبطل الایجاب واذا حصل الایجاب
اتنی کو بیچا ابہی مشتری نی کچہہ جواب نہین دیا کہ بایع اور شخص سی کچہہ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہین ہوگا اور جب ایجاب قبول دونو ہو چکتی

والقبول یتم العقد ولا یکون لواحد منهما خیار اصلا لا فی المجلس ولا بعده الا من عیب او عدم رؤیة
ہین تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونون مین سی ہرگز کسیکو کچہہ اختیار پہیر نی پہیر نیکا نہین ہی نہ مجلس مین نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکہنی کی

وفی العوض المشار الیه مبیعا کان او ثمنا یکفی الاشارة فی صحة البیع بلا علم بقدره ووصفه وفی غیر
اور عوض مین جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہو

المشار الیه لا بد من علم بقدره ووصفه لان التسلیم واجب بالعقد ویمتنع حصوله بالجهالة المفضیة
تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئی اسلئی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہو ویگی اور بسبب جہالت کی جس سی جہگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہین ہو سکتی

الی النزاع ویصح البیع بثمن حال وثمن مؤجل لاطلاق قوله تعالی واحل الله البیع ولما روی انه علیه السلام
اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی اودہار دونو سی صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت مین کوئی قید نہین ہی اور حلال کی اللہ نی بیع کو اور اسلئی کہ روایت کی

اشتری من یهودی طعاما الی اجل ورهن درعه لکن لا بد ان یکون الاجل معلوما اذ لو لم یکن معلوما بل
ایک یہودی سی ایک مدت پر اودہار غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکہہ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئی اسواسطی کہ اگر مدت معلوم نہو گی بلکہ

کان مجهولا کالبیع الی قدوم الحاج او الی الحصاد او الی الدیاس او الی القطاف او الی الجزاز لکانت جهالته مانعة من
مجہول ہو گی جیسی بیچنا بشرط اودہار ثمن حاجیون کی آنی پر یا کہیتی کٹنی پر یا بیہر اوٹہنی پر یا انکور ٹوٹنی پر یا اون کترنی پر تو یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سی

التسلیم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخری فربما یطالبه البایع فی قریب المدة و
مانع ہو گی جو عقد سی واجب ہو گئی ہی اسلئی کہ یہہ اوقات کہین آگیتی ہوتی ہین اور کہین پچہیتی سو کبہی بایع اول وقت مین مطالبہ کریگا اور

المشتری یؤخره الی بعیدها ویقع بینهما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبایعا الی هذه الاجال ثم تراضیا
مشتری پچہیتی وقت تک ٹلا دیگا پہر اون دونو مین جہگڑا پڑیگا جس سی عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونو نی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پہر دونو نی راضی ہو کر

باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس فی الحصاد والدیاس وغیرهما ینقلب البیع صحیحا لارتفاع المفسد
حاجیون کی آنی سی اور کہیتی کی کاٹنی سی اور بیہر کی اوٹہانی وغیرہ سی پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد سی پہلی

قبل تقرره ولو وقع بینهما البیع مطلقا ثم اجل الثمن الی هذه الاوقات یجوز لان هذا تاجیل الدین والجهالة
جاتا رہا اور اگر دونو مین بیع بلا شرط واقع ہوئی پہر بعد اسکی ثمن کی یہہ ہی اوقات مقرر کر دی تو جایز ہی اسلئی کہ یہہ دین کی مدت ہی اور تہوڑی سی

اليسيرة متحملة فيه لان كل دين اذا اجله صاحبه الى اجل معلوم او الى اجل مجهول جهالة يسيرة كالتاجيل

جہالت کی اسمین گنجایش ہوسکتی ہی کیونکہ کوئی دین ہو جب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم یا مدت کچھ مجہول مقرر کردیتا ہی جیسی مدت

الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله لا يكون لازما

ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین مؤجل ہوجاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہوجاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اسکی مدت لازم نہین ہوتی

بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة ولو اريد ان يكون تاجيله لازما فطريقه ان يحيل

بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہین چلتی جیسی عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہوجاوی تو یون طریقہ ہی

المستقرض المقرض على رجل بدينه فيؤجل المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجيل لازما

کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پر کردی پہر قرض خواہ اوس شخصکی لئی مدت معلومہ مقرر کردی پس اب مدت لازم ہوجاویگی

حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا مما ينقل لا يجوز له ان يبيعه حتى

یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہین ہی اور جسنی کوئی شئ منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کرنی سی پہلی بیچڈالنا جایز نہین ہی

يقبضه لما روى انه عليه الصلوة والسلام نهى عن بيع ما لم يقبض لما فيه من غرر انفساخ العقد على تقدير

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی منع فرمایا ہی بلا قبضہ کی ہوئی بیع سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع

هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينفسخ العقد ويعود الى قديم ملك البايع فيكون المشتري بايعا ملك غيره

تلف ہوجاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہوجاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہوجاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال

واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا ملك نفسه فلما كان قبل القبض لا يدرى ان البيع يتم فيكون

بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کرچکا تو اب بیع پوری ہوچکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبضی سی پہلی نہین معلوم کہ آیا بیع پوری ہوگی کہ اپنا مال بیچتا ہی

بايعا ملك نفسه او ينفسخ فيكون بايعا ملك غيره حكم بعدم الجواز بخلاف بيع العقار قبل قبضه فانه يجوز

یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلئی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہہ بیع جایز ہی

لعدم المانع فيه وهو غرر انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن

کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہین ہی اسلئی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز

قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالنقود او مما يتعين كالمكيل والموزون حتى لو باع متاعا بدراهم او بكر حنطة

ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہان تک کہ اگر کچھ مال بعوض دراہم یا گون گیہون کی

يجوز له ان ياخذ بدلهما شيئا اخر لوجود المجوز وهو الملك وانتفاء المانع وهو غرر الانفساخ بالهلاك لان الثمن

بیچا تو بایع کو جایز ہی کہ اونکی بدلہ کوئی اور چیز مشتری سی لیلیوی کیونکہ جایز کرنیوالی یعنی ملک موجود ہی اور مانع نہین ہی یعنی شبہ عقد ٹوٹنی کا ہلاک ہونی سی کیونکہ ثمن

يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان مبيعا من وجه لكنه ثمن من وجه فلا ينفسخ

ذمہ پر ثابت ہوجاتا ہی اور تعین کرنی سی معین نہین ہوتا اور مکیل اور موزون اگرچہ ایک وجہ سی مبیع ہین پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی

البيع بهلاكه والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تمليكه ممن عليه الدين ولو بعوض لا جواز تمليكه من

نہین ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی یہہ مراد ہی کہ جسکی ذمہ پر ثمن ہوتا ہی اوسکو مالک کردی تو جایز ہی اگرچہ بدلہ لی یہہ مراد نہین ہی

غير من عليه الدين لان تمليك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع الحنطة وغيرها من

کہ سوا وسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلئی کہ دین کا مالک کرنا اور کو سوا دیندار کی جایز نہین ہی اور بیچنا گیہون وغیرہ دانہ کا

الحبوب مكايلة ومجازفة وباناء لا يعرف قدره ولا ينكبس بالكبس واما اذا كان ينكبس بالكبس كالزنبيل ونحوه فلا يجوز

پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈہیری اور ایک ایسی پیمانہ سی ناپ کر جسکی مقدار معلوم نہو اور کہینچنی سی نہ بڑہتا ہو جایز ہی اور ہان اگر کہینچی سی بڑہتا ہو جیسی زنبیل وغیرہ

فمن اشترى كيليا مجازفة يجوز له ان يبيعه او ياكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار
اور جس نے کیلی شئی کی ڈھیری اٹکل سے مول لی تو اوسکو جایز ہی کہ بغیر کیل کئی بیچڈالی یا کہا لیوی اسواسطی کہ اس صورت مین بیع موجود کی ہوتی ہی مقدار معین کی نہین ہوتی

معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا ياكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط
وہ سبکا سب اوسی کا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کئی نہ بیچی اور نہ کہا وی اسواسطی کہ شاید مقدار مشروط سی کچھ بڑھ جاوی

وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري على الصحيح لان
اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال مین تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور چاہی اور بیچنی کی بعد مشتری کی سامنی بایع کا کیل کرنا صحیح مذہب مین کفایت کرتا ہی کیونکہ

المبيع يصير به معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل
مبیع اس سی بہی معلوم ہوجاتا ہی اور تسلیم ثابت ہوجاتی ہی اور بیچنی سی پہلی بایع کی کیل کا کچھہ اعتبار نہین ہی اگرچہ مشتری کی سامنی ہو اسلئی کہ شرط کیل

البايع او المشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير
بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بہی نہین ہی نہ بایع بایع ہی اور نہ مشتری مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھہ اعتبار مشتری کی بس غیبت اسلئی کہ کیل قسم تسلیم

المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا لو اشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا ياكله حتى
مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوئی بغیر نہین ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شئی یا گنتی کی شئی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بدون تولی یا گنی نہ بیچی اور نہ کہا وی

يزنه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع
جبتک کہ تول یا گن نہ لی ہان اگر بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تول دی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گزگت کی شئی بشرط گزگت کی مول لی

يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذراع وصف لا يقابله شئ من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم
تو جایز ہی کہ ناپنی سی پہلی بیچڈالی اسلئی کہ گزگت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ مین ثمن کچھہ نہین ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی

البايع لكل ذراع ثمنا واما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع
کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹہراوی اور اگر فی ذرعہ ثمن معین کردی مثلا چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہین ہی کہ گزگت لئی بغیر اوسمین تصرف کری اور اگر کسینی

صبرة كل قفيز بكذا ولم يذكر عدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى
اناج کا ڈھیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہین ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈھیر پر نہین پڑتا

الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه
اسلئی کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہین جسمین جہگڑا کہڑا ہوجاوی اسواسطی کہ بایع موافق تقاضاء عقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہین دیویگا

لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو زالت
کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہین ہی اسلئی کہ مبیع معلوم نہین ہی اور جونکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہین کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاوینگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر

الجهالة في المجلس بالكيل او بذكر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم
مجلس کی اندر جہالت دفع ہوجاوی کیل کرلی سی یا تمام پیمانہ بیان کردینی سی تو بیع تمام ڈہیر کی جایز ہوجاویگی لیکن مشتری کو لینی نہ لینی کا اختیار رہوگا اور تمام

في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يذكر عددها لا يجوز البيع في جميعها
موزونات اور معدودات مین جو ایک سی ہون ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریون کا اسطور بیچا کہ ہر یک راس اتنی کو اور اونکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

عند ابي حنيفة كما ذكر ان العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد
بیع سراسر جایز نہین ہی چنانچہ ذکر ہوچکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلئی کہ راس بکریون کی ایک سی نہین ہوتی اور تفاوت افراد کا

يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يذكر
ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمین جہگڑا کہڑا ہوجاوی اور ہر یک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹھڑی تہان کی اسطور بیچی کہ ہر یک تہان اتنی کو اور گنتی بیان

عددها لا يجوز البيع في جميعها بالجهالة المفضية الى النزاع وعندهما يجوز البيع في جميع ذلك وقد ذكر في
گنتی تو بیع سراسر جایز نہوگی بسبب جہالت کی جو جھگڑا کھڑا کردیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان مین

فتاوى قاضيخان ان الفتوى على قولهما تيسيرا على الناس ولو ذكر عددها وقال للمشتري بعت منك هذا
مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطی صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نی گنتی بیان کرکر مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ یہہ ریوڑ

القطيع على انه مائة شاة او هذا العدل على انه مائة ثوب بكذا يصح البيع لكون كل من المبيع والثمن معلوما
کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑی کہ سو تہان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطی کہ مبیع اور ثمن نام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین

بالتسمية لكن ان وجده المشتري اقل او اكثر يفسد البيع اما فساده اذا وجده اكثر فلعدم دخول الزوائد
لیکن اگر مشتری نی کم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہوجاویگی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطی ہی کہ فرد زائد عقد کی

تحت العقد فيجب رده وهو مجهول لكون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب
تلی نہین آیا تو اوسکا پہیر دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کونسا ہی اسلئی کہ راس بکریون کی یا تہان کپڑی کی ایک سی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی حالت مین اسلئی ہی کہ

سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهي مجهولة اذ لا يدري ان الناقص كان جيدا او وسطا او رديا ولو
مقدار قیمت کتنی فرد کی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کم کرنی چاہیی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تہان یا راس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کہٹیل ہی اور اگر

بيّن لكل منها ثمنا وقال كل شاة او كل ثوب بكذا يصح البيع في الاقل لكن يكون المشتري مخيرا ان شاء اخذ الموجود
بایع نی ہریک کا ثمن بیان کردیا کہ ہریک راس اور ہریک تہان اتنی کو تو بیع کمی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ رسد

بحصته من الثمن لكونه معلوما وان شاء تركه ويفسد في الاكثر لجهالة المبيع ومن قال لغيره بعت منك كرا من
ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور بڑہتی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ پیمانہ

الحنطة التي في هذا الانبار او من هذا الكدس ثم اعطاه حنطة من موضع اخر لا يجوز لان ماسوى النقود يتعين
گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شی سوای نقود کی تعین کرنی ہی

بالتعيين فلا يجوز استبداله واقامة الاخر مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد ومن باع شيئا وقال للمشتري بعته منك
معین ہوجاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور اور کا اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی ان وہ عقد توڑکر دوبارہ عقد کری تو جایز ہی اور جس نی کوئی شی بیچی اور مشتری سی کہا یہہ شی تیری ہاتہہ

بغير ثمن يكون البيع باطلا لان الثمن اذا نفي ينتفي ركن البيع فلا يكون بيعا ولو باعه وسكت عن ثمنه لا يبطل البيع
بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوگی اور اگر کوئی شی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی

بل يفسد لان مطلق البيع يقتضي المعاوضة واذا سكت عن الثمن يكون غرضه القيمة ويصير كانه باعه
بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لینیکی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا

بقيمته وبيع الشيء بقيمته فاسد لا باطل والحاصل ان البيع اذا لم يكن صحيحا فهو قد يكون باطلا وقد يكون
اور شی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی

فاسدا فلا بد من بيان كل منهما ليمكن الاحتراز عنهما فالبيع الباطل ما لا يصح باصله ووصفه ولا يفيد الملك اصلا
فاسد اب ہریک کا بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فائدہ ملک کا نہین دیتی

ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما
اسیواسطی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور جو مال اونسی لیگا

اشتراه منهم والبيع الفاسد ما يصح باصله لا بوصفه ويفيد الملك في المبيع بعد قبض المشتري اياه لكن لا على
حلال نہوگا اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فائدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پاکیزگی کی

وجه الطيب بل على وجه الخبث ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك او انتفاع حتى لو كان طعاما
راہ سی نہین بلکہ خباثت کی راہ سی اسہی واسطی کہتی ہین کہ ایسی مبیع مین تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہین ہی یہان تک کہ اگر طعام ہو
لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد دفعا للفساد
تو کہانا حلال نہین ہی اور اگر لونڈی ہی تو صحبت حلال نہین ہی بلکہ ہریک بایع اور مشتری پر واسطی اوٹہانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی
وان لم يفسخا بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك تمليكه لغيره
اور اگر دونون ملکر بیع نہ توڑین بلکہ مشتری اپنی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ مین لیکر اور کی ہاتہ عقد صحیح سی بیچڈالی تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب مبیع کا مالک ہوا تو
بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع
بطور بیع یا ہبہ وغیرہ کی دیڈالنی کا بہی مالک ہوا اب بعد اسکی فسخ نہین ہو سکتا کیونکہ اب بندہ کا حق متعلق ہوگیا اسلئی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تہا اور جب حق عبد اور حق شرع
حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته نعم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه اذ قيل من ظن
جمع ہو جاتی ہین تو حق عبد کا مقدم رکہتی ہین کیونکہ عبد حاجتمند ہی ہان مشتری کو اولی یہہ تہا کہ اوسکو مول نہ لیتا کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو
ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شئ منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا
کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہین تو بہتر یہہ ہی کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو بہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا
يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع ركنه مبادلة المال بالمال فكل بيع يوجد خلل
تو اوسی نفع اوٹہانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسلئی کہ بیع کا رکن یہہ ہی بدلنا مال کا بعوض مال کی ہی پہر جس بیع کی رکن مین
في ركنه فهو باطل وكل بيع لا يوجد خلل في ركنه بل في غيره كالتسليم والتسلم الواجبين به والانتفاع المقصود منه
خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن مین خلل نہین ہوتا بلکہ وصف مین ہووی جیسی تسلیم اور تسلم جو عقد سی واجب ہوتی ہین اور انتفاع جو مبیع سی
وغير ذلك فهو فاسد فحينئذ البيع بالدم والميتة التي ماتت حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا يصح باصله ووصفه
مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی تو وہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعوض لوہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہی اسلئی کہ اپنی اصل اور وصف دونو مین
لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالية للشئ انما تثبت بتمول كل الناس او بعضهم
صحیح نہین ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سی موجود نہین ہی اسواسطی کہ شی مین وصف مالیۃ کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجہین
اياه وهذه الاشياء لا تعد مالا عند احد ممن له دين سماوي والبيع بالخمر والخنزير ونحوهما يكون فاسدا لانه يصح
اور یہہ چیزین یعنی لوہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والا مال نہین سمجہتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ اصل مین
باصله لوجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد مالا عند بعض اهل الكفر ولا يصح بوصفه
صحیح ہی اوسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی اسلئی کہ یہہ چیزین بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہین اور وصف مین صحیح نہین ہی
لعدم تقومها لان التقوم للشئ انما يثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما في حق المسلمين
اسلئی کہ یہہ چیزین قیمتی نہین ہین کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع مین اوسکا برتنا مباح ہووی اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق مین باطل
ومن باع كرا من الحنطة ولم يكن في ملكه حنطة يبطل البيع لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال
اور جسنی ایک پیمانہ گیہون کا بیچا جبکہ اوسکی ملک مین گیہون نہین ہین تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہین ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی
لان المال موجود يميل اليه الطبع ويجري فيه البذل والمنع والمعدوم ليس بمال ولو كانت في ملكه حنطة لكن كانت اقل
اسلئی کہ مال وہ موجود ہوتا ہی کہ اوسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہی خرچ کری چاہی روک رکہی اور شی معدوم مال نہین ہوتی اور اگر اوسکی ملک مین گیہون تو ہوتی پر مقدار
مما سماه يبطل البيع في المعدوم ويفسد في الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يوزن بظرفه ويطرح عنه بازاء الظرف
مقرری مبیع سی کمتی تو معدوم مین بیع باطل اور موجود مین بیع فاسد ہوتی اور جایز نہین ہی بیچنا تیل کا باین شرط کہ برتن سمیت تول کر بعوض وزن برتن کی

کرنا

كذا رطلا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرح عنه وزن الظرف واذا شرط ان يطرح عنه
اتنی رطل تیل کہٹاوین اسلئی کہ یہہ شرط عقد سی خارج اور الگ ہی عقد کا مقتضا تو یہہ ہی کہ برتن کا جتنا وزن ہووی وتنا کہٹاوین اور جب شرط یہہ ٹہری کہ رطل معین

كذا رطلا يكون شرطا مخالفا لمقتضى العقد لجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدى الى جهالة
کمتی کرین تو یہہ شرط مقتضا عقد سی مخالف ہوئی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اوس مقدار سی کمتی یا بڑہتی ہووی اس سی ایک تو مبیع مجہول ہوجاتا ہی

المبيع ووقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرط ان يطرح عنه
دوسری یا کچہہ تیل مفت جاتا ہی یا کچہہ ثمن بدون تیل کی مفت دینا پڑتا ہی اور اگر یہہ شرط کرین کہ جتنا وزن برتن کا ہووی

وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع
وتنا کم کرین تو جایز ہی اسلئی کہ مقتضاء عقد کی موافق ہی اور جو شرط موافق مقتضاء عقد کی ہو عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ عقد مقرر کردیتی ہی اور ایسی ہی دریا مین

السمك فى الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه
تیرتی مچہلی کی بیع جایز نہین ہی کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہین ہوتی پس یہہ عدم جواز بطلان کی معنون مین ہی اور شکار کرکر جو اوسکو حوض مین

فى الحظيرة ان كانت الحظيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم
چہوڑ دین اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووی کہ وہ مچہلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتہہ نہین آتی تو اوسکی تسلیم قابو مین نہین ہی اب عدم

الجواز بمعنى الفساد وان كانت الحظيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم
جواز بیع سی فساد مراد ہوویگا اور اگر حوض اتنا چہوٹا ہی کہ بلا تکلف اور بے حیلہ مچہلی ہاتہہ آسکتی ہی تو اس صورت مین بیع جایز ہی کیونکہ حوالہ کرسکتا ہی

لكن اذا سلم الى المشترى فله خيار الرؤية وان راه قبل ذلك فى الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز
لیکن جب مشتری کو دی چکا تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہی اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکہہ چکا ہو اسلئی کہ مچہلی پانی سی باہر آکر متفاوت ہوجاتی ہی اور ایسی ہی

بيع الطير فى الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله
بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جایز نہین ہی اسلئی کہ پکڑنی سی پہلی مملوک نہین ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنون مین ہی اور جب اوسکو پکڑ کر ہاتہہ سی پہر چہوڑ دیا

من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمام
اگر اسکی بلائی سی نہین آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو مین نہین ہی پس اب عدم جواز سی فاسد مراد ہی اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہی جیسی کبوتر

يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن فى الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخا فلا يكون
تو اسکی بیع جایز ہی اسلئی کہ تسلیم کرسکتا ہی اور ایسی ہی دودہ کا تہنون کی اندر ہی دوہی بیچنا جایز نہین ہی اسواسطی کہ اوسمین شک ہوتا ہی شاید کہ یا کچہہ پہول رہا ہو پہر تو

مالا فعلى هذا يبطل البيع او لانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع
وہ کچہہ مال نہوگا پس اب بیع باطل ہوویگی یا اسلئی کہ دودہ تہوڑا تہوڑا بڑہتا جاتا ہی اور عقد بیع مین بڑہتی مال داخل نہین ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہین ہوتا پس مبیع

بغيره على وجه يتعذر تمييزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما انه متصل بالحيوان
بیگانہ شی ایسی رل مل گئی کہ تمیز نہین ہوسکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوویگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی کمر پر یعنی بغیر کترے جایز نہین ہی دو وجہ سی ایک تو یہہ کہ اون حیوان سی

فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجوز بيعه والوجه الثانى انه ينمو من
جبتک ملی ہوئی ہی تو وہ حیوان کا نرا وصف ہی وصف ہی برخلاف اوسکی جو درخت مین لگا رہتا ہی بیشک ایک وجہ سی عین مال مقصود ہوتا ہی سو اسکی بیع جایز ہی دوسری وجہ یہہ کہ

اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوايم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك
اون نیچی کی طرف سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی مال مین ملجاتی ہی برخلاف ٹہنیون کی جو درخت سی ملی ہوتی ہی کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی ساتہہ نہین ملتی اور یہہ

ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على راسه لا فى اصله واما القوايم فلو ربط خيط فى اعلاها
امر معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹہہ پر اگر رنگ دیوین تو بعد چند روز کی رنگی ہوئی اوپر کی طرف ہوجاتی ہی جڑ مین نہین رہتی اور رہی قوایم اگر اوسمین سر کی اوپر دہاگا

يبقى ذلك الخيط بعد ايام اسفل مما هو راسها الآن والاعلى ملك للمشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و
بعد چند روز کی سرسی جواب ہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اور اوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور جو بڑہتا جاویگا سواوسکی ملک میں بڑہیگا اور
كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاسته وقد قال النبي عليه السلام لا تنتفعوا من
ایسی ہی مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جایز نہیں ہی کیونکہ ناپاکی کی سبب اوس سی نفع نہیں لی سکتی اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مردار کی چمڑی کو مت برتو
الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدباغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته
اہاب ایسی چمڑی کو کہتی ہین جو دباغت نہوا ہو اور دباغت کرکر بیچنا اور برتنا سب جایز ہی اسلئی کہ دباغت سی پاک ہوجاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری
باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالثوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فما لم تزل بالدباغ
کہ نجاست تو چکنائی کی ملنی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممتنع نہیں ہوتی جیسی ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد مین چکنائی پیدایشی ہوتی ہی جب تک اوسکو دباغت سی دور نکرو
تكون كعين الجلد وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الثوب فانها ليست خلقية بل جاورته
تو گویا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف ناپاک کپڑی کی سو یہہ پیدایشی نہیں ہوتی بلکہ کپڑی سی لگ جاتی ہی
بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد
بعد اسکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہیں سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جایز ہی
الدباغ كذلك يجوز بيع عظمها وقرنها وعصبها وصوفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذا لم تكن عليها دسومة
ایسی ہی مردار کی ہڈیان اور سینگ اور پٹہی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچنی اور برتنی جایز ہی جب ان پر چربی نہووی
لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوة فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها
کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہین انمین موت کا اثر نہیں ہوتا اسلئی کہ انمین جان نہیں ہوتی بلکہ انمین صرف بڑہنا ہوتا ہی جیسی گہانس پہونس ان اگر ان پر چربی ہوگی تو ناپاک ہوگی
ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرر لا يوجبه العقد
اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت میں چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑی میں سی جایز نہیں اسلئی کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہیں کرسکتا اور عقد ضرر کو نہیں چاہتا
لو قلع البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر
اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکہاڑ لیا اور گز بہر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہیں توڑا تو یہہ بیع صحیح ہوجائیگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرر سی پہلی دفع ہوگیا
قبل تقرره هذا اذا كان الجذع معينا والثوب مما يضره التبعيض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض
یہہ اوس صورت میں ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پہاڑنی کی نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسواسطی کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو
كالكرباس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذا باع جلد الشاة المعينة قبل
جیسی تہان تو بیع جایز ہی اور اگر شہتیر معین نہو گا تو ہی بیع جہالت کی سبب درست نہیں ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی
الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلخ جلدها وسلمه الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع
بیچڈالی تو جایز نہیں ہی پہر اگر بکری کو ذبح کرکر اور چمڑا اودہیڑ کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہوجاتی اگرچہ چمڑا عین موجود ہی جیسی شاہتیر
في السقف وكذا لو باع كرشها واكارعها ثم ذبحها وسلم ما باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجودا لكنه
چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکر کا پیٹا اور پایہ بیچدی پہر ذبح کرکر جو بیچا تہا حوالہ کردی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتہہ
متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعا له فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لا حكميا بخلاف الجذع فانه
پیدایشی متصل ہی سو اسی کا تابع ہی پہر تسلیم مین عجز اصلی ثابت ہی کچہہ عجز حکمی نہیں ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ
عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعارض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي
بذات خود جداگانہ مال ہی اور غیر کی ساتہہ تاہم متصل ہوگیا ہی تو یہہ آدمیوں کا کام ہی یہان تسلیم مین حکما عجز ہی

لما فيه من افساد بناء غير مستحق بالعقد فاذا قلع والتزم الضرر يزول المانع فيجوز ومن باع جارية ثم
کیونکہ اسمین ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہیں چاہتا جب اوسنی اوکھاڑ کر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہوگئی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر
انکر بيعها لا يحل له وطيها ما لم يترك المشتري الخصومة فاذا تركها وسمع البايع انه تركها يحل له وطيها ومن
مکر جاوی تو اوس سی صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک مشتری دعوی نچھوڑی جب مشتری دعوی چھوڑدی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص
اشترى جارية ثم انكر شراءها لا يحل للبايع ان يطيها ما لم يعزم على ترك الخصومة لان البيع لا ينفسخ بمجرد
لونڈی خرید کر مکر جاوی تو بھی بایع کو صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک پکا قصد ترک خصومت کا نکری اسلئی کہ بیع مشتری کی انکار کرنی ہی نہین
جحود المشتري ما لم يعزم البايع على ترك الخصومة فاذا عزم على تركها يتم الفسخ بتراضيهما فيحل له وطيها كما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پھر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونون کی رضامندی سی فسخ کامل ہوگیا پھر صحبت حلال ہی جیسی
اذا اشترى جارية على انه بالخيار ثلثة ايام وقبضها ثم رد على البايع في ايام الخيار جارية وقال هي
کہ کسینی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خرید کر قبضہ کرلیا پھر خیار کی مدت کی اندر اندر لونڈی بایع کو ہٹادی اور بیان کیا یہہ وہی لونڈی ہی
التي اشتريتها وقبضتها كان القول قوله لانه انكر قبض غيرها فان رضي البايع بها يحل له وطيها لان المشتري
جو مین مول لی گیا تھا تو اب اسیکا قول معتبر ہوگا اسلئی کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پھر اگر بایع اسپر راضی ہوگیا تو اوسکو اوس سی صحبت حلال ہی اسلئی کہ
لما رد غير ما اشتراها فقد رضي بتملك البايع اياها بالاولى فاذا رضي البايع بها يتم البيع بينهما بطريق التعاطي
جب اور لونڈی ہٹا کر دی تو بایع کی ملکیت پر اس لونڈی کی حق مین پہلی کی بدلہ راضی ہوا پھر اگر بایع بھی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونو مین تعاطی کی بیع ہوگئی
وكذا القصار اذا رد على صاحب الثوب ثوبا غير ثوبه ورضي به صاحب الثوب ومن اشترى شيئا مما يتسارع اليه
اور ایسی ہی دھوبی اگر کپڑی کی مالک کو پھیر کر اور کپڑا اپنی ملک کا دیدیوی اور وہ راضی ہوکر لیلیوی اور اگر کسینی ایسی چیز جو جلد بگڑ کر بس جاتی ہو
الفساد كاللحم والسمك ونحوهما ولم يقبضه بل ذهب الى بيته ليجيء بالثمن وطال مكثه وخاف البايع ان يفسد
جیسی گوشت اور مچھلی یا ایسی اور شی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گھر چلا گیا تاکہ ثمن لادیوی اسمین دیر لگ گئی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع
ذلك الشيء يجوز له ان يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري الثاني ان يشتريه منه وان كان يعلم بذلك
بگڑ جاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کی ہاتھ بیچڈالی اور اس دوسری مشتری کو بھی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو
لان البايع رضي بالفسخ وكذا المشتري الاول ظاهرا ثم ان كان الثمن الثاني اكثر الاول كان عليه ان يتصدق
اسلئی کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پھر اگر دوسری دفعہ ثمن پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتھ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ دونی کو خیرات کردی
بالزيادة وان كان اقل كان النقصان عليه لا على المشتري الاول ولو جاء صبي الى البقال بفلس وخبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہین پڑیگا اور اگر کوئی لڑکا نابالغ پیسہ یا روٹی لیکر کسی دکاندار پاس آیا اور کوئی ایسی چیز
منه شيئا مما ينتفع به في البيت كالملح والاشنان ونحوهما يجوز له ان يبيعه منه وان طلب منه جوزا او فستقا
مانگی جو گھر دلن مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اونکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتھ بیچی اور اگر جوز یا پستہ
او نحو ذلك مما يشتريه الصبي لنفسه لا يبيعه منه لانه في الوجه الاول ماذون ظاهرا وفي الوجه الثاني لا ومن دفع
یا انکی مثل مانگی جو لڑکی اپنی واسطی لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتھ نہ بیچی اسلئی کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہین ہی اور اگر کسینی
الى خباز دراهم وقال له اشتريت منك بهذه الدراهم كذا منا من الخبز وجعل ياخذ كل يوم منه خمسة امناء
نان بائی کو دراہم حوالہ کئی اور کہا مین نی تجھسی اس نقد کی بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز بعوض ایک ایک درہم کی پانچ سیر روٹیان لینی شروع کی
بدرهم فالبيع فاسد وما ياكله ياكله بعقد فاسد فهو مكروه واما لو اعطاه دراهم ولم يقل اشتريت منك
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی ہان اگر اوسکو دراہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین تجھسی

کنا منا من الخبز وجعل یاخذ کل یوم منه خمسة امناء بدرهم فالبیع جائز وما یاکله حلال وان کان نیته
اتنی سیر روٹیاں مول لیچکا اور ہر روز اوس سی پانچ سیر روٹیاں ایک ایک درہم کی لینی شروع کین تو بیع جایز ہی اور جو کہاتا ہی حلال ہی اگرچہ دراہم دیتی ہوئی
عند الدفع الشراء اذ بمجرد النیة لا ینعقد البیع وانما ینعقد عند الاخذ وعند الاخذ کل من المبیع والثمن معلوم
خریداری کی نیت ہو دی اسواسطی کہ نری نیت سی بیع نہیں ہوجاتی بیع جب ہی ہوتی ہی تب لیوی اور لیتی وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہین
ویصح بیع الثمر علی الشجر سواء بدئ صلاحه او لم یبدء لانه مال متقوم لکونه منتفعا به فی الحال او فی المآل و
اور بیع پہل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی برابر ہی کہ کام کی لایق ہوا ہو یا نہیں اسلئی کہ وہ مال قیمت دار ہی اوس سی اب یا آگی کو فائدہ ہوسکتا ہی
علی المشتری قطعه فی الحال تفریغا لملک البایع وهذا اذا اشتریه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتریه بشرط
لیکن مشتری کو لازم ہی کہ ترت توڑ کر بایع کا درخت خالی کردی اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ مطلقا خرید کیا ہو یا توڑ لینیکی شرط کرلی ہو اور اگر درخت پر چہوڑنی کی
ترکه علی الشجر فیفسد البیع لانه شرط لا یقتضیه العقد وفیه نفع لاحد العاقدین اذ یحصل فیه للمشتری زیادة
شرط کرلی ہو تو بیع فاسد ہی اسلئی کہ یہہ شرط عقد سی خارج ہی اور اسمین مشتری کا فائدہ ہی اسواسطی کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار
جودة وطراوة ولو اشتریه مطلقا وترکه علی الشجر باذن البایع یطیب له الفضل وان ترکه بغیر اذنه یتصدق
اور تروتازہ ہوویگا اور اگر پہل کو مطلق خرید کرکر بایع کی اجازت سی درخت پر لگی رہنی دیا تو فضل یعنی فائدہ حلال ہی اور اگر بی اجازت درخت پر رکہا
بما زاد فی ذاته لحصوله بجهة محظورة وهی حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا ترکه قبل ان یتناهی
تو جتنا فائدہ پہل کی اندر پیدا ہوا ہی وہ خیرات کردی کیونکہ بطور ممنوع حاصل ہوا ہی یعنی زمین مغصوب کی زور سی اور یہہ اس صورت مین ہی کہ پہل جتنا بڑہتا ہی اوس سی
عظمه واما اذا ترکه بعد ان یتناهی عظمه فلا یتصدق بشیء منه لان هذا تغیر حال من النی الی النضج لا
پہلی خرید کر درخت پر رکہی اور اگر جتنا بڑہنا تہا بڑہ لیا پہر بی اجازت درخت پر رکہا تو اسمین سی کچہہ خیرات کرنا لازم نہین ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچا تہا پک گیا
زیادة فی جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلک المبلغ لا یزید فیه شیء من ملک البایع بل یکون نضجه من الشمس ولونه
یہہ مادہ جسم کا نہیں بڑہتا کیونکہ پہل جب اپنی مقدار کو پہنچ جاتا ہی تو پہر اوسمین بایع کی ملک مین سی کچہہ نہیں بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سی پکتا ہی اور چاند کی
من القمر وطعمه من الکواکب فلا یوجد فیه الا عمل الشمس والقمر والکواکب وذلک بتقدیر العزیز الحکیم المجلس
تاثیر سی رنگت پکڑتا ہی تارون کی اثر سی مزہ دار ہوتا ہی پہر اوسمین بجز تاثیر سورج اور چاند اور تارون کی کچہہ نہین ہی یہہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی
الثالث والسبعون فی بیان حقیقة الربوا واحکام غوائله قال رسول الله صلی الله
تہتروین مجلس ربو کی حقیقت اور اوسکی انجام بد کی بیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
علیه وسلم لیاتین علی الناس زمان لا یبقی منهم احد الا اکل الربوا فان لم یاکله اصابه من غباره وفی روایة
فرمایا البتہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اونمین سی کوئی سود کہائی نہ بچیگا اگر سود نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار ہی پہنچیگا اور ایک روایت مین
من بخاره هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة وقد بین فیه ان الناس لیاتی علیهم زمان یکثر
اوسکا بخار یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین یہہ بیان ہی کہ لوگون پر ایسا وقت آویگا جسمین سود کی کثرت ہوگی
فیه الربوا ولا یبقی فیه منهم احد الا یاکله فان لم یاکله یصیبه من غباره او بخاره والبخار ما یرتفع من الماء
اوس وقت اونمین سی کوئی سود کہائی بغیر نہ رہیگا اگر صاف نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار یا بہاپ پہنچیگی اور بخار وہ ہی جو پانی مین سی جوش کہاتی ہوئی
عند غلیانه کالدخان والماء لا یغلی الا بالنار التی توقد تحته والربو لکونه یوم القیمة نارا یغلی منه دماغ آکله
دہوئین کی مثال اوٹہتا ہی اور پانی کو بدون آگ کی جو اوسکی تلی دہکائی جاوی جوش نہین آتا اور سود قیامت کی دن جو آگ بن جاویگا کہانی والی کا دماغ اوس سی
ویخرج منه بخار ناسب ان ینسب البخار الیه وکذا الغبار اذا ارتفع ینتشر فی الجو فیصیب کل من کان یقرب
جوش کریگا اور اوسمین سی بہاپ نکلیگی اس مناسبت سی سود کی طرف بخار کو نسبت دی اور ایسی ہی غبار اوڑکر زمین آسمان کی درمیان مین پہیلتا ہی پہر جو نزدیک ہوتا ہی سب پر پڑتا ہی

منه فعلى هذا يكون معنى الحديث على ما ذكره التوربشتي ان الربوا يكثر تعاطيه فينتقل عند التعامل من يد
اسکی موافق معنی حدیث کی مطابق بیان توربشتی کی یہہ ہیں کہ سود کا لین دین بہت پہیل جاویگا پہر جب ایک ہاتہہ سی دوسری میں گیا تو منتقل ہو کر
الى يد فيختلط باموال الناس فيأكلونه من غير قصد فيه فلا يسلم احد من اثمه وضرره وان سلم من تناوله
تمام لوگون کی مال مین ملجاویگا پہر سب اوسکو لاچار بی ارادہ کہاوینگی پہر کوئی بہی اوسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگرچہ ظاہر مین لین دین سی سلامت رہی
وتعاطيه وسببه ذلك شيوع الجهل وعدم العلم باحكام البيع والشرى اذ قلما يوجد من يخبر بما اخبر به النبي عليه السلام
اور اسکا سبب یہہ ہی جہالت کا پہیلنا اور بیع اور شرا کی احکام کی بی علمی ہی اسیئی کہ ایسا شخص بہت کم ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتاوی
ويعمل به فنجد المتدين يأكل الربوا وهو لا يعلم انه ربوا فيكون انما لتقصيره في امر دينه فان من يبيع ويشتري من غير
اور اوسپر عمل کری پہر تو تو دیکہیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کہاتا ہی اور نہین جانتا کہ یہہ سود ہی سو وہ اسلئی گنہگار رہتا ہی کہ دین کی باب مین تقصیر کی بیشک جو شخص مسائل
ان يتعلم احكام البيع والشرى يأكل الربوا شاء ام ابى ولهذا كان عمر يطوف السوق ويضرب التجار بالدرة ويقول لا يبيع في
اور احکام بیع اور شرا کی سیکہی بدون تجارت کرنی لگی تو وہ سود کہا دیگا دل چاہی یا انکار کری اور اسی لئی عمر رض بازار مین پہرتی اور سوداگرون کو کوڑی مارتی اور کہتی ہماری
سوقنا من لم يتفقه في الدين ولا يأكل الربوا شاء ام ابى فعلى هذا يجب على المؤمن ان يتعلم احكام البيع والشرى حتى يمكن
بازار مین جو شخص مسائل دینی نہ جانتا ہو سودا نکیا کری نہین تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع شرا کی مسایل سیکہا کری
له الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمه الله تعالى في كتابه وشدد الامر فيه بايات من جملتها قوله تعالى الذين
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین حرام کر کی آیات مین تشدد کیا ہی اونمین سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ
يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ اِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ فانه تعالى قد اخبر في هذه الاية ان الذين
کہاتی ہین سود نہ اوٹہینگی قیامت کو مگر جسطرح اوٹہتا ہی جسکی حواس کہو دی جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ
يأكلون الربوا لا يقومون من قبورهم اذا بعثوا الا كقيام المصروع من الجنون الذي يكون فيهم بسبب اكلهم الربوا
سود کہاتی ہین وہ قبرون مین سی جو نکالی جاوینگی تو اسیطرح اوٹہینگی جیسی مرگی مارا ہوا سٹرین ہی جو انکی اندر سود کہانی سی پیدا ہوگی
فيكون قيامهم وسقوطهم كالمصروع لكن لا لاختلال عقولهم بل لان الله تعالى يربي في بطونهم ما اكلوه من الربوا
پہر انکا اوٹہنا اور گرنا مرگی والی کا سا ہو دیگا پر اسلئی نہین کہ انکی عقل مین فتور ہو دی بلکہ اسواسطی کہ اللہ تعالی انکی پیٹ مین سود کو پرورش کریگا اونکی
فيثقلهم فيصيرون كالحبالى يقومون تارة ويسقطون اخرى وهذه العقوبة تشملهم يوم القيمة يعرفون بها عند
بوجہہ کی مارے حاملہ کیطرح کبہی اوٹہینگی اور کبہی گرینگی اور یہہ عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا پکڑیگا کہ اسہی سی اہل محشر کو معلوم ہو جاوینگی
اهل المحشر فان كل احد من اهل الموقف يعرف انهم اكلة الربوا وقد روى انه عليه السلام قال ليلة اسري بي اتيت على قوم
بیشک ہر ہر شخص اہل موقف مین سمجہہ جاویگا کہ یہہ بیاج خور ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین ایک قوم پر پہنچا
بطونهم كالبيوت فيها حيات وعقارب ترى من ظاهر بطونهم فقلت يا جبرئيل من هؤلاء فقال اكلة الربوا فعلى هذا
کہ اونکی پیٹ اتنی فراخ تہی جیسی گہر اونکی اندر بہت سانپ اور بچہو باہر سی نظر آتی تہی مین نی پوچہا اي جبرئیل یہہ کون لوگ ہین جواب دیا بیاج خور اس بیان کی موافق
ينبغي لمن يتجر ان يتعلم من العلم مقدار ما يحتاج اليه في تجارته ليسلم من اكل الربوا فان الربوا من الكبائر وهو في
تاجر کو لازم ہی کہ اتنی مسائل جنکی تجارت کی اندر حاجت پڑتی ہی ضرور سیکہہ لی تاکہ سود کہانی سی بچی کیونکہ سود لینا کبیرہ گناہ ہی اور سود
اللغة مطلق الفضل وفي الشريعة فضل خال عن عوض شرط لاحد البدلين وهو نوعان ربوا الفضل وربوا
اصل لغت مین مطلق زیادت کو کہتی ہین اور اصطلاح شرعی مین وہ زیادت جسکا بدلہ احد البدلین مین مشروط نہو اور سود کی دو قسم ہین ایک سود زیادت کا
النسيئة اما ربوا الفضل فشرطه ان يكون العوضان من جنس واحد وان يكونا من جنس المكيل والموزون وان يكون
دوسرا سود ادہار کا سو زیادت مین تو یہہ شرط ہی کہ دونو عوض ایک جنس کی ہون اور یہہ شرط کہ دونو جنس مکیل سی ہون یا جنس موزون سی اور یہہ شرط کہ دونو

مما یدخل تحت المعیار الشرعی وھو الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنھما بالقدر فعلی ھذا فضل
ایسی ہوں کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہوں کہ وہ مکیلات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی۔ اوران دونو کو قدر کہتی ہیں　اب اس بیان کی موافق زیادت
قفیزی شعیر علی قفیز بر لا یکون ربوا لعدم کونھما من جنس واحد وفضل مذروع علی مذروع کفضل ذراعی
دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہوں پر سود نہو دیگا کیونکہ دونو ایک جنس نہیں ہیں　اور زیادت گز گت کی گز گت پر　جیسی زیادت دو گز کپڑی کی
ثوب علی ذراع منہ وفضل معدود کفضل بیضتین علی بیضۃ لا یکون ربوا لعدم کونھما من جنس المکیل
ایک گز کپڑی پر　اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈوں کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی　کیونکہ یہہ دونو نہ جنس مکیل ہیں
والموزون وفضل حفنتی حنطۃ علی حفنۃ منھا لا یکون ربوا لعدم دخولھما تحت المعیار الشرعی لان
ورنہ جنس موزون اور زیادت دو مٹھی گیہوں کی ایک مٹھی گیہوں پر سود نہیں ہی اسلئی کہ یہہ دونو قدر شرعی کی تلی داخل نہیں ہی
المعتبر فی تقدیر المکیلات فی الشرع نصف الصاع لا ما دونہ وفضل کری بر وکری شعیر علی کر بر وکر
ہو اسطی کہ شرع میں تقدیر مکیلات میں معتبر آدہا صاع ہی اس سی کمتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گیہوں اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہوں اور ایک پیمانہ
شعیر لا یکون ربوا لان الاول وان کان فاضلا علی الثانی الا انہ غیر خال عن العوض بصرف الجنس الی خلاف
جو کی سود نہیں ہی اسلئی کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑہتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی　بدلہ خلاف جنس کی
الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس یقابل کل جزء من احدھما بکل جزء من الاخر فان وجد فی احدھما فضل یصیر
کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتہہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزو ایک کا دوسری کی ہر ہر جزو کی مقابلہ ہوتا ہی پہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت
ذلک الفضل تاویا علی مالکہ فلصیانۃ اموال الناس عن التوی اوجب الشارع فیھا المماثلۃ بالقدر واذا قابل
مالک سی مفت جاتی ہی　سو لوگوں کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمیں مماثلت قدر کی واجب کردی ہی　اور جب ایک جنس خلاف
الجنس بغیر الجنس لا یتصور مقابلۃ جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلۃ الجنس
جنس کی مقابلہ ہووی تو پہر مقابلہ جز کا جز سی متصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہووی　اسلئی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا　مقابلہ
بالجنس مع وجود الفضل فی احدھما واما ربوا النسیئۃ فشرطہ ان یکون الجنس والقدر متحدا فی العوضین
جنس سی ہو اور ایک بڑہتی ہو　اور رہا سود اودہار کا　سو اوسمیں یہہ شرط ہی کہ دونو عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہووی
لان علۃ الربوا عند العلماء الحنفیۃ الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعنی
اسلئی کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی　یا وزن مع الجنس ہی　پس جب دونو وصف یعنی جنس اور اوسکی ساتہہ لئی ہوئی معنی یعنی کیل
المضموم الیہ من الکیل والوزن یحرم الفضل والنساء لوجود العلۃ المحرمۃ لھما واذا عدما یحل الفضل والنساء
اور وزن موجود ہوں　تو زیادت اور اودہار دونو حرام ہوتی ہیں اسلئی کہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی موجود ہی　اور جب یہہ دونو وصف نہوں تو زیادت اور اودہار
لعدم العلۃ المحرمۃ لھما واذا وجد احدھما وعدم الاخر یحل الفضل ویحرم النساء لان جزء العلۃ وان
دونو حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور اودہار حرام اسلئی کہ علت کا جز اگرچہ
کان لا یوجد الحکم لکنہ یورث الشبھۃ وھی فی باب الربوا ملحقۃ بالحقیقۃ وان کانت ادنی منھا فلا بد من
حکم کو پیدا نہیں کرسکتا پر شبہ کو پیدا کرسکتا ہی　اور سود کی باب میں شبہہ حقیقت کی ساتہہ شمار ہوا ہی　اگرچہ شبہہ حقیقت سی کم رتبہ　ہی　پس
اعتبار الطرفین ففی النسیئۃ احد البدلین معدوم وبیع المعدوم لا یجوز فیصیر ھذا المعنی مرجحا لتلک
اعتبار دونو طرف کا ضرور ہی　سو اودہار میں احد البدلین　معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جایز نہیں ہی پہر یہہ ہی بات شبہہ کو قوی کر دیتی ہی
الشبھۃ وفی غیر النسیئۃ ھذہ الشبھۃ لا تعتبر لکونھا ادنی من الحقیقۃ والحاصل ان حرمۃ الفضل بوجود الوصفین
اور بدون اودہار کی　اس شبہہ کا　کچہہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی بی حقیقت ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونو وصف کی ہونی ہی

وحرمة النساء بوجود احدهما اما القدر او الجنس فعلى هذا لزم بيان ما كان من جنس واحد وما لم يكن من جنس واحد
اور حرمت ادھار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہین ہین

فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانه واسماؤه وكذا الزبيب حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا
سو انکو رسب ایک جنس ہین اگرچہ اونکی رنگ اور نام جدی جدی ہون اور ایسی ہی مویز یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہین مگر برابر برابر اور ایسی ہی

ثمار النخل كلها جنس واحد وان اختلفت انواعها حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا كل نوع من
چھوہاری تمام ایک جنس ہین اگرچہ اونکی قسمین مختلف ہین یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر کی جایز نہین اور ایسی ہی پھل ہر ایک

الشجر كالكمثرى وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوع منه بنوعه الا متساويا وكذا البقر والجواميس جنس واحد لا يجوز
درخت کا جیسی امرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیع دوسری نوع سی کمتی بڑھتی جایز نہین اور ایسی ہی گای اور بھیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بيع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساويا وكذا الابل عرابها وبخاتيها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساويا
دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہین اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہین

وكذا الغنم ضانها ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساويا ولحم الابل والبقر والغنم والبانها اجناس
اور ایسی ہی گوسپند مین بھیر اور بکری ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہین اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودھ

مختلفة وكذا الالية واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفة حتى
مختلف جنسین ہین اور ایسی ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزین ہین اور ایسی ہی لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسین ہین یہان تک

يجوز بيع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساويا ومتفاضلا لا نسيئة لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في
کہ بیع ہر ایک کی انہین سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑھتی دونو طرح جایز ہی اور ادھار نہین جایز ہوگی کہ ان سب مین علت کا ایک جز موجود ہی یعنی وزن

جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر
اور اصل اسمین یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہون بدلہ گیہون کی اور جو بدلہ جو کی اور چھوہارا

بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل يدا بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الآخذ والمعطي سواء وهو حديث مشهور تلقاه
بدلہ چھوہاری کی اور نمک بدلہ نمک کی برابر برابر دست بدست اس ہاتھ دی اس ہاتھ لی پھر جسنی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہین اور یہہ حدیث مشہور ہی

بالقبول واتفقوا على ان الحكم ليس مقصورا على هذه الاشياء الستة بل النص معلول وعلته عند الحنفية في الذهب
اسکو علماء قبول کرکر اسپر متفق ہوتی ہین کہ حکم انہی چھہون اشیاء پر حصر نہین ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی

والفضة الوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحديد ونحوه وفي الاربعة الباقية الكيل مع الجنس فيتعدى
اور چاندی مین وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزون مین پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیرہ اور باقی کی چارون مین کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الى كل مكيل كالجص ونحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات لما جاء
ہر مکیل مین پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسلئی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث مین آیا ہی مکیلات مین کیل اور موزونات مین وزن ہی چنانچہ

في رواية اخرى وزنا بوزن وكيلا بكيل مكان قوله مثلا بمثل وروى الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النصب
ایک اور روایت مین وزنًا بوزنٍ وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل مین برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہین زبر اور پیش زبر کی صورت مین

فتقديره بيعوا الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره يباع الذهب بالذهب فيكون الكلام
تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور رہا پیش اس صورت مین تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ

خبرا وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرف الوجوب الى رعاية المماثلة والمراد بالمماثلة
خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل مین مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت سی

المماثلة فی القدر لا فی الوصف لما روی عن عبادة بن الصامت انه علیه الصلوة والسلام قال جیدها

قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہین ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا　اسکی عمدہ

وردیها سواء وکلام الرسول یفسر بعضه بعضا فکل ما ورد فیه النص من الشارع انه یباع بالکیل کالبر والشعیر

اور ناقص برابر ہین　اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس چیز مین شارع کی طرف سی یہہ نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو

والتمر والملح فهو کیلی ابدا وان ترك الناس فیه الکیل وکل ما ورد فیه النص من الشارع انه یباع بالوزن کالذهب

اور چہوارے اور نمک سو وہ ہمیشہ کو کیلی ہی اگرچہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی وزن سی بیچی جاوی جیسی سونا

والفضة فهو وزنی ابدا وان ترك الناس فیه الوزن وکل ما لم یرد فیه النص من الشارع انه یباع بالکیل

اور چاندی سو وہ ہمیشہ کو وزنی ہی اگرچہ آدمی اوسمین وزن کرنا چھوڑدین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچھہ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو

او الوزن فهو محمول علی عرف الناس وعاداتهم فلو بیع الحنطة بجنسها متساویا فی الوزن او بیع الذهب بجنسه

یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم　اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون سی وزن مین برابر کرکر　اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر

متساویا فی الکیل لا یجوز لتوهم الفضل علی ما هو المعیار الشرعی فی کل واحد منهما وهو الکیل فی الحنطة والوزن

بیچا جاوی تو جایز نہین ہی　اسلئی شاید معیار شرعی مین　جو دونون کی باب مین　مقرر ہی کمی زیادتی ہو اور وہ کیل ہی گیہون مین　اور وزن ہی

فی الذهب وکذا لو بیع الحنطة بجنسها او الذهب بجنسه مجازفة لا یجوز اذا لم یعرف العاقدان القدر فی

سونی مین　اور یہی ہی اگر گیہون کو گیہون سی　یا سونی کو سونی سی　اٹکل سی بیچین تو جایز نہین ہی　اگر بایع اور مشتری کو مقدار

الحنطة والذهب وان کانت فی الواقع الحنطة متساویة بجنسها فی الکیل والذهب متساویا بجنسه فی الوزن

گیہون اور سونی کی معلوم نہو　اگرچہ واقع مین گیہون گیہون سی کیل مین　اور سونا سونی سی وزن مین برابر بہی ہو

لان العلم بالتساوی وقت العقد شرط لصحة العقد حتی لو تبایعا الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب مجازفة وتقابضا

اسواسطی کہ برابری کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونون نی گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی اٹکل کرکر بیچا اور قبضہ بہی کرلیا

ثم علما التساوی بکیل الحنطة ووزن الذهب لا ینقلب العقد جائزا فعلی هذا یکون معنی الحدیث اذا بیع شئ من

پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہو جاویگا　اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شئی

الموزونات او المکیلات بجنسه یجب ان یباع وزنا بوزن وکیلا بکیل فان بیع متفاضلا یکون حراما لانه

وزنی　یا کیلی　ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو　اور اگر کم و زیادہ بیچین　تو حرام ہی　اسواسطی کہ نبی

علیه الصلوة والسلام اخبر فی هذا الحدیث ان من اعطی الزیادة او اخذها فانه یدخل فی الربوا والمعطی والآخذ

علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی　کہ جسنی زیادہ دیا　یا زیادہ لیا　وہ سب سود ہی　اور دینی والا اور لینی والا

سواء فی الاثم واللعن الذی جاء فی حدیث رواه جابر انه علیه الصلوة والسلام لعن آکل الربوا وموکله وکذا یجب

گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین　جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی　کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی سود کہانیوالی پر　اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور اسی طرح واجب ہی

ان یباع یدا بید لکن المعتبر فی غیر الصرف مما یجری فیه الربوا تعیین البدلین فی مجلس العقد لا تقابضهما فیه حتی لو

کہ ہاتہہ بہ ہاتہہ ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن اشیا مین سود ہوسکتا ہی اونمین بدلین کا مجلس عقد مین متعین کرنا معتبر ہی　طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی　یہان تک

باع حنطة بحنطة بعینها وتفرقا قبل القبض یجوز البیع لان المراد من قوله علیه الصلوة والسلام یدا بید عینا بعین

کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو قبضہ سی پہلی جدی ہوگئی تو بیع جایز ہی اسلئی کہ لفظ یدا بید سی جو حدیث مین ہی مراد عینا بعین ہی یعنی دونو متعین ہون

بدلیل ان عبادة بن الصامت رواه هکذا عینا بعین بخلاف الصرف فانه نوع من البیع یکون کل واحد من عوضیه من

اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عینا بعین　برخلاف بیع صرف کی کیونکہ یہہ اس قسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

جنس الاثمان وهی النقود فاذا بیع منها الجنس بجنسه کما اذا بیع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة
جنس ثمن سی ہوتی ہین یعنی نقود اسمین اگر ایک جنس کو اپنی جنس سی بیچین جیسی سونا سونی سی یا چاندی چاندی سی تو وزن مین برابر ہونا
بشرط التساوی فی الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بیع منها الجنس بغیر جنسه کما اذا بیع الذهب
شرط ہی اور افتراق جسمانی سی پہلی قبضہ بہی شرط ہی اور اگر ایک جنس دوسری جنس سی بیچین جیسی سونا
بالفضة او الفضة بالذهب لا یشترط التساوی فی الوزن بل یجوز التفاضل والمجازفة لکن یشترط التقابض
چاندی سی یا چاندی سونی سی تو وزن مین برابر ہونا شرط نہین بلکہ کمتی بڑہتی اور اٹکل سی بہی جایز ہی لیکن قبضہ طرفین کا
قبل الافتراق بالابدان لقوله علیه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة
افتراق جسمانی سی پہلی شرط ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوة
والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنی خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق
والسلام نی فرمایا سونا بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ہا، مد اور ہمزہ کی زبر سی آواز ہی بمعنی لی اس سی مراد ہی دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سی
بالابدان لان المعنی ان کل واحد من المتعاقدین یقول لصاحبه هاء فیتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان
پہلی کیونکہ معنی یہہ ہین کہ بایع اور مشتری ہر یک دوسری سی کہوی لی تاکہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سی پہلی ہو جاوی اور اگر
کانا یمشیان معا فی جهة واحدة حتی لو مشیا فرسخا ثم تقابضا قبل الافتراق یصح لقول ابن عمر رضی الله عنه
وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلی جاتی ہون یہان تک کہ اگر کوس بہر جاکر پہر قبضہ کرین افتراق سی پہلی تو درست ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہی
وان وثب من سطح فثب معه ولیس المراد من هذا الکلام الامر بالوثبة المهلکة بل المراد منه المبالغة فی ترک
اگر وہ چہت سی کود پڑی تو یہہ بہی اوسکی ساتہہ کود دی اور اس کلام سی مراد کود پڑنی کا حکم نہین ہی جو ہلاک کر دیتا ہی بلکہ مراد مبالغہ ہی کہ قبضہ سی پہلی ساتہہ ہرگز
الافتراق قبل القبض ولا یشترط وجود العوضین فی ملکهما وقت العقد حتی لو باع احدهما من الاخر دینارا
نچہوڑی اور یہہ شرط نہین ہی کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفین کی ملک مین ہون یہان تک کہ اگر ایک نی دوسری کی ہاتہہ ایک دینار
بعشرة دراهم ولم یکن فی ملکهما شیء من العوضین واستقرض کل منهما ما وجب علیه اداؤه من الدین
بعوض دس درہم کی بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہی اور نہ دوسری پاس درہم پہر دونو نی اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نی دینار اور دوسری نی دراہم
ودفعه الی صاحبه قبل الافتراق یجوز فعلی هذا یکون من الربوا ما یفعله کثیر من الناس فی هذا الزمان
قرض لیکر افتراق سی پہلی ادا کر دیا تو جایز ہی اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ مین عمل کرتی ہین سب سود مین داخل ہی
وهو ان احدهم یذهب الی واحد من اهل السوق فیعطیه دینارا او قرشا فیقول له اعطنی به دراهم فیعطیه
یعنی ایک شخص بازار مین دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہی اسکی مجہی دراہم دیدی پہر وہ اوسکو
بعضا من الدراهم او لا یعطیه شیئا بل یقول له لیس عندی دراهم فأت بعد ساعة فاعطیک دراهمک فیذهب
کبہی تو تہوڑی سی دراہم دیدیتا ہی اور بعضی دفعہ کچہہ بہی نہین دیتا بلکہ اوس سی کہتا ہی اب تو دراہم میری پاس نہین ہین پہر گہڑی بہر کی بعد آ جانا تمہاری دراہم حوالہ کرونگا
من غیر قبض جمیع الدراهم وهذا باطل داخل فی الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب فی الصرف وعلی تقدیر
پہر وہ دراہم لئی بغیر چلا جاتا ہی یہہ سب باطل سود مین داخل ہی کیونکہ افتراق قبضہ سی پہلی جو صرف مین واجب ہی ہو جاتا ہی اور بالفرض تمام دراہم پر
قبض الدراهم کلها قبل الافتراق یقبضها بالعدد لا بالوزن وهو وان کان جائزا فی الدینار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف
قبل الافتراق قبضہ بہی کرتی ہین تو گنکر قبضہ کرتی ہین وزن کرکر نہین کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار مین جایز ہی کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہی تو وزن واجب نہین
الجنس لکن لا یجوز فی القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتی یعلم التساوی فی الوزن والظاهر ان القرش
ہوتا لیکن قرش مین جایز نہین ہی اسلئی کہ جب جنس متحد ہووی تو وزن واجب ہوتا ہی تاکہ برابری وزن مین معلوم ہو جاوی اور ظاہر یہہ ہی کہ قرش

اكثر وزنا من الدراهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
دراہم معدودسی وزن مین زیادہ ہوتا ہی پہر سود ہی ہو دیگا اورحیلہ سودسی بچنی کا اگر بی وزن بڑہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچین تو یہہ ہی

القليلة ان يجعل في قليلهما وزنا شئ من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحفنة من التراب لا يصح البيع
کہ وزن مین تہوڑی چاندی کی ساتہہ کچہہ اور چیز قیمت دار خلاف جنس ملا دین اسلئی کہ اگر بی قیمت شئی ہوگی جیسی ایک مٹہی مٹی تو بیع جایز نہوگی

واقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
اور کم سی کم قیمت دار شئی جسمین بیع درست ہوجاوی پیسا ہی پہر اگر قیمت اوس شئی مخالف کی برابر اودہر کی بڑہتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی

وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روى عن محمد فقيل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
اور اگر وہ تہوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمد سی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچہا تمہاری دلین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسا پہاڑ اور اگر

بعث رجل الى الصيرفي مع الرسول دينارا ليصرف له لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسليمه
کسی شخص نی صراف کی پاس رسول کی ہاتہہ دینار بہیجا تاکہ بہنا لادی تو جایز نہین ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کی قبضہ اور تسلیم کا

لا يعتبر فينبغي ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الموكل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق
کچہہ اعتبار نہین ہی اب یون لازم ہی کہ اوسکو وکیل کردی اسلئی کہ وکیل موکل کی جگہہ ہوتا ہی اوسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ فراق جسمانی سی پہلی

بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
ہوجاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی بیشک اگر کسینی ایک دینار دس دراہم کو بیچا اور دراہم پر ابہی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا

اشترى بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جوازه
ایک تہان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تہا فوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی

لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجز لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
اسلئی کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگجاوی اور جایز اسواسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضرور ہی اور

فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الاخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثمنا من
اسمین سجز دونو ثمن کی کچہہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچہہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر ایک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن

وجه وان كانا ثمنين خلقة والثمن في باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن باب صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور

كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بمتعين مع كونه مبيعا في السلم يسر لنا الله تعالى عملا موافقا
نہین ہی کہ متعین بہی ہوجاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہوکر متعین نہین ہوتی الٰہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضامندی کی

لرضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع
آسان کری چوہترون مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام

العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اسلف في شئ فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کسی شئی مین بدہنی بدہی تو چاہئی کہ کیل معلوم ہوی اور وزن معلوم ہو

الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتہہ سبب بہی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام

قدم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلث اى يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار
مدینہ مین تشریف لائی تو وہانکی لوگ ثمر درخت مین بدہنی کیا کرتی تہی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پہل ایکسال کا یا زیادہ کا خرید

الی سنة او اکثر فقال النبی صلی الله علیه وسلم من اسلف فی شئ فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم

لیتی تب نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جو شخص بدہنی کسی شئ مین کری تو چاہیی کہ بدہنی کیل معلوم اور وزن معلوم مین مدت معلوم تک

الی اجل معلوم فانه علیه الصلوة والسلام امرہم ان یبینوا قدر الکیلی بالکیل وقدر الوزنی بالوزن

کری پس نبی علیه الصلوة والسلام نی اونکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سی کہول لیا کرین اور وزنی کی مقدار وزن سی کہول لیا کرین

اذا اشتریا شیئا منهما بطریق السلف وهو بفتحتین وان کان له معنیان احدهما القرض والاخر السلم

جب ان دونو مین سی کسی چیز مین بدہنی بدہین اور سلف کی معنی دونو زبر سی اگرچہ دو ہین ایک قرض اور دوسری بیع سلم

الا ان المراد به ههنا السلم الذی هو نوع من البیع ویکون المبیع فیه دینا علی البایع ویسمی المبیع مسلما فیه

پر یہان مراد سلم ہی کہ وہ ایک قسم کی بیع ہی اور اسمین مبیع بایع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہی اور مبیع کو مسلم فیہ کہتی ہین

والبایع مسلما الیه والثمن راس المال والمشتری رب السلم ویجوز فی کل ما یعلم قدره ووصفه کالمکیلات

اور بایع کو مسلم الیہ اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شئ مین جسکی مقدار اور وصف معلوم ہو سکتا ہو جایز ہی جیسی اشیاء کیلی

والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التی لا یتفاوت احادها تفاوتا فاحشا کالجوز والبیض فان

او وزنی اور گز گت اور گنتی کی جو ایک سی ہون اور اوسکی احاد مین فرق ظاہر نہوتا ہو جیسی جوز اور انڈی کیونکہ

الکبیر والصغیر منهما سواء لاصطلاح الناس علی اهدار التفاوت فیهما اذ لا یباع جوز بفلس واخر بفلسین و

انمین بڑا اور چہوٹا برابر ہوتا ہی اسلئی کہ اس تفاوت کی چہوڑنی پر سب لوگ متفق ہین یہہ نہین کہ ایک جوز ایک پیسی کو بکی اور دوسرا دو پیسی کو اور

کذلك البیض بخلاف البطیخ والرمان فان احادهما متفاوتة تفاوتا فاحشا وبتفاوت احادهما فی المالیة

ایسی ہی انڈی بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد مین ظاہر فرق ہوتا ہی اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہی

یعرف کونهما من العددی المتفاوت لا من العدد المتقارب لان الضابط فی معرفتهما تفاوت احادهما فی المالیة

معلوم ہوتا ہی کہ یہہ عددی متفاوت ہین عددی متقارب نہین ہین کیونکہ انکی پہچان کا یہہ ہی قاعدہ ہی کہ انکی احاد مالیت مین الگ الگ ہون

وهذا هو المروی عن ابی یوسف ویؤیده ما روی عن ابی حنیفة ان السلم لا یجوز فی بیض النعامة لتفاوت احادها

یہہ تقریر امام ابو یوسف سی روایت ہی اور اسکی تائید ہی جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سی ہی کہ بیع سلم شتر مرغ کی انڈون مین جایز نہین ہی اوسکی احاد مالیت مین

فی المالیة ثم انه فی المعدودات المتقاربة کما یجوز عددا یجوز کیلا لان المقدار یعرف بالعدد تارة وبالکیل اخری

مختلف ہوتی ہین پہر بیع سلم معدودات متقاربہ مین جیسی گنتی کر کر جایز ہی کیل سی بہی جایز ہی اسلئی کہ مقدار کبہی گنتی سی معلوم ہوتی ہی اور کبہی کیل سی

ولا یجوز فی کل ما لا یعلم قدره ووصفه کالحیوانات واطرافها ولحومها وجلودها وکذا لا یجوز فیما لا یوجد من

اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمین سلم جایز نہین ہی جیسی حیوانات اور اونکی اطراف اور گوشت اور چمڑی اور ایسی ہی اوس شئ مین جو عقد کی وقت سی

حین العقد الی حلول الاجل بان ینقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فیما بینهما وحد الانقطاع ان لا یوجد

آخر مدت مقرری تک موجود نرہی جایز نہین ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنی پر باقی نرہی یا ان دونون کی بیچمین ہو چکی اور انقطاع کی حد یہہ ہی کہ بازار مین جہان وہ

فی السوق الذی یباع فیه ولا عبرة بوجوده فی البیوت لعدم امکان تحصیله بالاکتساب وتسلیمه الی صاحبه وکذا

شئ بکتی ہی نملی اور گہرون مین اگر ہووی تو اسکا اعتبار نہین ہی کیونکہ ممکن نہین کہ کسی سبب سی پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کر دی اور ایسی ہی

لا یجوز فی طعام قریة بعینها وثمرة نخلة بعینها لاحتمال الانقطاع بعروض الافة فینتفی القدرة علی التسلیم وکذا

کسی خاص گانو کی غلہ مین اور کسی خاص درخت کی پہل مین جایز نہین ہی شاید کہ وہ کسی آفت سی فنا ہو جاوی پہر کہان سی دی سکیگا اور ایسی ہی

لا یجوز بمکیال رجل بعینه او ذراع رجل بعینه اذا لم یعلم مقداره لان التسلیم یتاخر فیه فیحتمل ان یضیع ذلك

ایک شخص خاص کی پیمانہ سی یا کسی شخص کی گز سی جایز نہین ہی اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت مین تسلیم کو دیر لگی گی سو اس مدت مین شاید کہ وہ پیمانہ

المكيال او ذلك الذراع فيفضي الى المنازعة والحاصل ان السلم لا يصح عند ابي حنيفة الا بسبع شرائط وهي
یا وہ ذراع جاتا رہی پہر جہگڑا مچیگا خلاصہ یہہ ہی کہ بیع سلم امام ابو حنیفہ کی نزدیک بدون سات شرطون کی جایز نہین ہی ایک تو

بيان جنسه كبر او شعير وبيان نوعه كصيفي وخريفي وبيان وصفه كجيد وردي وبيان قدره كعشرين
بیان جنس جیسی گیہون یا جو اور بیان نوع جیسی صیفی یا خریفی اور بیان وصف جیسی عمدہ یا کہٹیل اور بیان مقدار جیسی بیس

كرا وثلثين رطلا وبيان اجله واقله شهر في الاصح وبيان راس ماله ان كان كيليا او وزنيا او عدديا وبيان
پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور یہہ کم سی کم اصح روایت مین ایک مہینہ ہی اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان

مكان ايفائه ان كان لحمله مؤنة يحتاج الى ظهر واجرة وان لم يكن لحمله مؤنة كالمسك والعنبر يوفيه حيث
مکان کا جہان وہ شئی ادا کی جاوی اگر اوسکی اوٹہانی مین ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت بار برداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر اوسکی پہنچانی مین کچہہ خرچ نہوتا ہو جیسی مشک اور عنبر

يشاء واما قبض راس المال قبل الافتراق بالابدان فليس بشرط لصحته بل هو شرط لبقائه على الصحة فانه ينعقد
تو جہان چاہی ادا کری اور رہا راس المال کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی سو یہہ صحت عقد کی شرط نہین ہی بلکہ یہہ شرط ہی واسطی باقی رہنی عقد کی صحت پر بیشک یہہ عقد

صحيحا ثم يبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق ان يتوارى كل واحد منهما عن عين صاحبه حتى لو اسلم
صحیح ہوا کرتا ہی پہر افتراق قبل قبض سی باطل ہوجاتا ہی اور افتراق کی حد یہہ ہی کہ ہر یک ایک دوسری کی نظر و نسی چہپ جاوی یہان تک کہ اگر کسینی بیس دراہم کا

رجل عشرين دراهم في كر بر ولم يكن عنده الدراهم ودخل بيته ليخرج الدراهم وتوارى عن عين صاحبه
گیہون کی ایک پیمانہ مین عقد سلم کیا اور اوسکی پاس دراہم نہین تہی وہ دراہم لانیکی واسطی گہر مین گیا اور مسلم الیہ کی نظر سی غائب ہوگیا

يبطل السلم وان لم يتوار لا يبطل بل يبقى على الصحة وكذا لو سار ميلا او اكثر ولم يفترقا الا بعد القبض لا يبطل
تو سلم باطل ہوجاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہو گی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دونوں کوس بہر یا زیادہ چلی گئی اور بدون قبض کئی جدا نہوئی تو سلم باطل نہین ہوتی

السلم بل يبقى على الصحة ومن اسلم الى رجل دينا له عليه وافترقا قبل النقد لا يجوز وان نقد قبل الافتراق يجوز
بلکہ درست رہتی ہی اور اگر کسینی ایک شخص سی قرض کی بدلہ جو اوسکی ذمہ آتا تہا بیع سلم کی اور یہہ کہہ دینی سی پہلی جدا ہوگئی تو جایز نہین ہی اور اگر افتراق سی پہلی پرکہہ دیئی

ولا يجوز التصرف في راس المال والمسلم فيه قبل القبض اما عدم جواز التصرف في راس المال فلان فيه تفويت القبض
تو جایز ہی اور راس المال اور مسلم فیہ مین مقبضہ سی پہلی تصرف جایز نہین ہی راس المال مین تو تصرف اسواسطی جایز نہین ہی کہ اسمین قبضہ فوت ہوتا ہی جو

الواجب بالعقد واما عدم جواز التصرف في المسلم فيه فلانه مبيع والتصرف فيه قبل القبض لا يجوز وكذا لا يجوز فيه
عقد سی واجب ہوا تہا اور مسلم فیہ تصرف اسواسطی جایز نہین ہی کہ وہ مبیع ہی اور مبیع مین تصرف قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور ایسی ہی مسلم فیہ مین

قبل القبض الشركة والتولية ونحوهما لانه تصرف فيه قبل القبض فصورة الشركة ان يقول رب السلم لرجل اعطني نصف
قبضہ سی پہلی نہ شرکت جایز ہی اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہہ سب قبل القبض تصرف ہی پہر شرکت کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسی سی یہہ پیش کری مجہکو آدہا راس المال

راس المال ليكون نصف المسلم فيه لك وصورة التولية ان يقول رب السلم لرجل اعطني جميع راس المال ليكون
دیدی آدہا مسلم فیہ تیرا ہوگا اور تولیہ کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسیکو کہوی تمام راس المال مجہکو دیدی تمام مسلم فیہ تیرا ہوگا

جميع المسلم فيه لك ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل اشترى المسلم اليه من رجل كر برو امر رب السلم ان يقبضه
اور اگر کسینی گیہون کی پیمانہ مین سلم کی پہر جب مدت گذر نیکو ہوئی تو مسلم الیہ نی کسی شخص سی پیمانہ گیہون کا مول لیکر رب السلم سی کہا کہ اوس سی گیہون اپنی حق کی

قضاء لحقه وقبضه لا يكون قضاء لحقه حتى لو هلك المقبوض في يد رب السلم يهلك من مال المسلم اليه ولو
لیلی اور اوسنی لیلئی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ ادا نہوگا یہان تک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کی قبضہ مین تلف ہوجاوی تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو

امره ان يقبضه له ثم لنفسه فاكتاله له ثم لنفسه يجوز لاجتماع الصفقتين بشرط الكيل فلا بد من الكيل مرتين
یون کہی کہ پہلی [illegible] لی قبضہ کر پہر اپنی لی پہر اوسنی پہلی اوسکی لی کیل کئی پہر اپنی لی کیل کئی تو جایز ہی بسبب جمع ہونی دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل کرنا ضرور چاہیی

لنهي النبي عليه الصلوة والسلام عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل فر
کیونکہ نبی علیہ السلام نے غلہ کی بیچنے سے منع کیا ہے جبتک اوسمین دو بار پیمانہ جاری نہو ئی اور اگر کسینے گیہون کی پیمانہ مین سلم کی جب مدت گذر گئی

الى المسلم اليه غرايره وامره ان يكيل المسلم فيه فيها وكال وهو غائب ولم يكن في الغرائر من جنس المسلم فيه شيء لا يكون
تو اوسنے مسلم الیہ کو گون یا تہیلہ دیکر کہا کہ مسلم فیہ یعنی مبیع اسمین ناپ دینا مسلم الیہ نے اوسکی بیچی کیل کرکر بہر دیئی اور حال یہہ ہے کہ اول گون مین مسلم فیہ کی جنس کا کچہہ نہین تہا

قضاء حتى لو هلك يهلك من مال المسلم اليه لان امره لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين لا في العين ويصير
تو یہہ ادا نہوگا یہانتک کہ اگر تلف ہو جاوین تو مسلم الیہ کا مال تلف ہوگا اسلئی کہ اوسکا امر اوسکی ملک سے متصل نہین ہوا کیونکہ اوسکا حق تو ابہی دین مین ہی عین مین نہین ہی اور صورت

المسلم اليه كانه استعار الغرائر وجعل ملكه فيها ولو اجتمع الدين والعين بان اسلم رجل في كر بر فلما حل
یون ہو جاتی ہی کہ گویا مسلم الیہ نے تہیلہ عاریت مانگ کر اپنا مال اوسمین بہر دیا اور اگر دین اور عین جمع ہو جاوین اسطور کہ کسی شخص نے پیمانہ گیہون مین بیع سلم کی جب مدت تمام ہوئی

الاجل اشترى من المسلم اليه كرا اخر معينا ودفع اليه غرائر ليجعل فيها الكر العين والكر الدين فانه ان جعل العين
تو رب السلم نے مسلم الیہ سے ایک اور پیمانہ گیہون کا خرید کر اوسکو تہیلہ دیدیا کہ اوسمین یہہ گیہون حال کی خرید اور گیہون مسلم فیہ بہر دیوی اب مسلم الیہ نے اگر گیہون خرید حال کی

فيها اولا يصير المشتري قابضا لهما جميعا اما العين فلصحة امره فيه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشراء فيكون
اوسمین پہلی بہر دئی تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض ایکدم سے ہو گیا عین کا تو اسلئی کہ اسمین اوسکا حکم درست ہی کہ اوسکی ملک مین واقع ہوا ہی کیونکہ خرید کر مالک ہو چکا ہی

فعل المامور كفعل الامر واما الدين فلاتصاله بملكه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وان جعل
اب عمل مامور کا بجای عمل آمر کی ہی اور رہا دین یعنی مسلم فیہ سو بہی قابض ہوا کہ رضا سے اوسکی ملک مین مل گیا اور رضامندی کی ساتہہ ملک مین ملجانی سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہی اور اگر

الدين فيها اولا يصير المشتري قابضا لشيء منها اما الدين فلعدم صحة امره فيه لعدم مصادفته ملكه لان حقه
مسلم الیہ نے مسلم فیہ کو پہلی بہر دیا تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض نہین ہوویگا دین یعنی مسلم فیہ کا اسلئی کہ اسمین اوسکا کہا درست نہین ہی کیونکہ اوسکی ملک پر نہین ہی اسلئی کہ اوسکا

في الدين لا في العين وهذا عين فيكون المامور بجعله في الغرائر متصرفا في ملك نفسه فلا يكون فعله كفعل الامر
حق دین مین ہی عین مین نہین ہی اور یہہ عین ہی اب مامور یعنی مسلم الیہ نے جو گیہون گون مین بہر دئی ہین تو اپنی ملک مین تصرف کیا ہی سو اوسکا کیا مانند آمر کی کئی کی نہین ہی

واما العين فلانه خلطه بملكه قبل التسليم وهو استهلاك عند ابي حنيفة فينفسخ البيع وههنا نوع اخر من البيع
اور رہا عین سو اسلئی کہ بایع نے تسلیم سے پہلی اپنی ملک مین ملائی ہین اور یہہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک ہلاک کر دینا ہی سو بیع فسخ ہو جاویگی اور یہان ایک اور قسم کی بیع ہی

يسمى استصناعا وهو ان يقول رجل لصانع اصنع لي من مالك شيئا صورته كذا وقدره كذا بكذا درهما بلا ذكر
اوسکو استصناع کہتی ہین وہ یہہ ہی کہ ایک شخص کاریگر سے کہی میری لئی اپنی مال مین سے فلانی چیز اس صورت کی اور اتنی بڑی اتنی قیمت کو بنادی مدت کا کچہہ ذکر نہین کیا

اجل معلوم فان كان ذلك الشيء مما جرى فيه التعامل كالخف والطست والقمقمة ونحوها يصح استحسانا
پہر اگر وہ ایسی شئی ہو اہی جسمین لوگون کا عمل درآمد رواج پڑ رہا ہی جیسی موزہ اور لگن اور قمقمہ وغیرہ تو استحسانا درست ہی

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لا عدة حتى يجبر الصانع على تحصيله
کیونکہ رواج کی سبب نبی علیہ السلام کی عہد سے آج تک اجماع چلا آتا ہی اور یہہ بیع ہی ہوتی ہی کچہہ وعدہ نہین ہی یہان تک کہ کاریگر پر بنانی کی لئی زور کیا جاویگا

ولا يرجع الامر عنه ولو كان عدة لكان للامر الرجوع ولم يكن على الصانع الجبر والمبيع هو العين لا عمل حتى لو جاء بما
اور بنوانی والا پہر نہین سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو بنوانی والا پہر جاسکتا اور کاریگر پر زور نہ چلتا اور مبیع وہ شئی یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہی عمل نہین ہوتا یہانتک کہ اگر وہ

صنعه قبل العقد او صنعه غيره يصح ولو كان المبيع عمله لما صح ولا يتعين المبيع للامر بلا اختياره حتى يصح
عقد سے پہلی کا بنا ہوا یا اور کاری گر کی ہاتہہ کا دیوی تو جایز ہی اور اگر مبیع عمل ہی ہوتا تو کیونکر جایز ہوتا اور مبیع بغیر لئی آمر کی نہین ہو جاتی یہان تک کہ

للصانع بيعه قبل روية الامر ولو تعين له لما صح بيعه وللامر الخيار عند الروية لانه اشترى ما لم يره فيكون له خيار
کاریگر کو اختیار ہی کہ آمر کی دیکہنی سی پہلی چاہی تو بیچدی اور اگر اوسکی ہو چکتی تو بیع ہرگز نہ جایز ہوتی اور بنوانی والی کو دیکہنی پر اختیار ہی کیونکہ بن دیکہی خریدا ہی

الرؤية وان لم يكن ذلك الشئ مما جرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وبينت
رویت حاصل ہی اور اگر وہ شی ایسی نہین ہی جسمین لوگون کا عمل درآمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہین ہی جبتک کہ اوسمین مدت نہ ٹہری اور ساتون شرطین سلم کی
شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان له معنى السلف القرض ناسب بيانه
نہ بیان ہون سو اب بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہین پہر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی تہی تو بیان اسکا بہی بیان مناسب معلوم ہوا
ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتقضاه
اگرچہ مراد نہین ہی کیونکہ شرع نی اسمین اجازت دی ہی اور اسکی جواز پرامت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیر کو دیوی تاکہ وہ اوسکو پہر ادا کری
ويجري في كل كيلي ووزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب والآجر والاصل فيه ان
اور قرض ہر ایک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب مین جایز ہی عددی متفاوت مین جایز نہین ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی
كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لم يكن
کہ جو شئ ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہین ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شئ
من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض
ذوات الامثال سی نہین ہی اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہین آتا بلکہ ضمان بالقیمۃ آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہین ہی یہان تک کہ اگر کسی شخص نی
رجل من اخر عبدا او حيوانا اخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد
دوسری سی غلام یا اور حیوان اودہار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطی کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد
يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا و
ملک مین آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد مین اور اگر کسینی دوسری کو مال دیکر
قال له خذ هذا المال واصرفه في حوائجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان
کہا یہہ مال لی اور اپنی کار بار مین لگالی تو یہہ مال قرض ہو دیگا ہبہ نہین ہو دیگا اسلئی کہ اس قول مین اگرچہ
يحتملهما الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناهما ولو دفع اليه ثوبا وقال له اكتس به
دونو مراد ہو سکتی ہین پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہین ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونو مین کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اس سی کوڑا اوڑہا یا کر
لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا لتصرفه ومن اخذ من القصاب لحما
تو قرض نہین ہوگا کیونکہ کپڑیکا اودہار فاسد ہی بلکہ ہبہ ہو دیگا تاکہ اوسکا تصرف درست رہی اور اگر کسینی قصائی سی گوشت لیا
ولم يذكر انه قرض او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم
اور یہہ نہ کہا کہ اودہار لیتا ہون یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد مالک ہو جاویگا اور کہانا حلال نہوئیگا اور منتقی مین مذکور ہی کہ گوشت کا
يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي يضمن بالمثل
قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی
وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس
اور جامع کبیر مین مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمۃ آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمۃ اسصورت مین ہی کہ لوگون کی قابو مین نرہی
وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل
اور شرح طحاوی مین ہی کہ وزنی چیزین سب مثلی ہین اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت
مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبس غيره يضمن قيمته لان
مثلی ہووی اور اودہار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسینی بیگانہ شیرہ خرما وغیرہ تلف کر دیا تو قیمت دیویگا اسلئی

ماكان

ماکان من صنع العباد لا یمکنهم مراعات المماثلة فیه لتفاوتهم فی الحذاقة فعلی هذا کان ینبغی ان لا یجوز
کہ جو چیز آدمیوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہی اوسمیں مماثلت ممکن نہیں ہی کیونکہ کاریگری میں سب مختلف ہوتی ہیں اس تقریر کی موافق چاہئی کہ کاغذ کا

استقراضه لکن قیل یجوز استقراضه لکونه مثلیا علی قولهما والعصیر مثلی وکذا اذا صار دبسا بغیر نار
قرض لینا جایز نہووی لیکن کہتی ہیں کہ قرض لینا جایز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پر مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی گاڑہا شیرہ بغیر آگ کی گاڑہا ہو جاوی

والدقیق والخبز قیمی فعلی هذا کان ینبغی ان لا یجوز استقراضهما لکن ذکر فی فتاوی قاضیخان ان استقراض الدقیق
اور آٹا اور روٹی قیمتی ہی اسکی موافق یوں چاہئی تہا کہ انکا اودہار لینا جایز نہوتا پر فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی کہ اودہار لینا آٹی کا

نہیں جائز یجوز وزنا وکیلا وکذا یجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابی یوسف یجوز وزنا لا عددا وعلیه
وزن یا کیل کرکر جایز ہی اور ایسی ہی اودہار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جایز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کرکر تو جایز ہی گنکر

الفتوی ولو استقرض جماعة من رجل دراهم وامروه ان یدفعها الی واحد منهم ودفعها الیه لیس له ان یطلب منه
اور اسیہی پر فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم مین سی فلانی شخص کو دیدینا اور وسنی اوسکی حوالہ کئی اب اوسکو اختیار نہیں

الا حصته فقط والتوکیل بقبض القرض صحیح کما اذا قال رجل لاخر اقرضنی کذا درهما ثم وکل رجلا بقبضه یصح
کہ اوس فلانی سی سوای اوسکی حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کسی سی کہی مجہکو اتنی درہم قرض دیدی پہر کسیکو اوسکی قبضہ کی لئی وکیل کردی

تو صحیح ہی ولا یصح التوکیل بالاستقراض حتی لا یثبت الملک للموکل فیما استقرض له لانه تفویض التصرف فی ملک الغیر
اور قرض نکلوانی مین وکیل کرنا صحیح نہین ہی یہان تک کہ وہ جو قرض اوسکی لئی نکلوائیگا اوسمین موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک مین تصرف کا حوالہ کرنا ہی

فی ابطال الغیر ۶ فلا یجوز بخلاف الرسالة فانها صحیحة اذ لیس فیها تفویض التصرف لکون الرسول سفیرا محضا لانه یقول ارسلنی
سو جایز نہین ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمین حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک مین نہین ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جا کر یہہ ہی کہیگا

الیک فلان ویستقرض منک کذا فحینئذ یثبت الملک للمرسل والتوکیل بالاقراض صحیح لانه تفویض التصرف فی
مجہکو فلانی نی تیری پاس بہیجا ہی اتنی درہم تجہسی قرض مانگتا ہی اب ملک بہیجنی والی کی ثابت ہوویگی اور وکالت قرض دینی مین درست ہی اسواسطی کہ اپنی ملک مین تصرف

ملک نفسه ومن کان له علی اخر حنطة وباعها منه بدرهم الی اجل لا یجوز لانه بیع الدین بالدین وقد نهی عنه
اوسکی حوالہ کرتا ہی اور اگر کسیکی گیہون دوسری کی ذمہ آتی ہون اور وہ اوسکی ہاتہہ ایکمدت پر بیچڈالی تو جایز نہین ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی بیشک

النبی علیه السلام وطریق الجواز ان یشتری بها منه ثوبا ویقبضه ثم یبیعه منه بدرهم الی اجل وهذا
نبی علیه السلام نی منع کیا ہی اور حیلہ جواز کا یوں ہی کہ اوس سی بعوض گیہون کی کپڑا خرید کر قبضہ کرلی پہر وہ کپڑا اوسکی ہاتہہ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور

مما یجب حفظه فی هذا الزمان لان بعض الناس یستقرض حنطة او شعیرا او غیر ذلک مما یجوز استقراضه
اس زمانہ مین اسکی حفاظت واجب ہی اس لئی کہ بعضی آدمی گیہون یا جو وغیرہ جو جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا بیجاتی ہین

ویتلفها ثم یطالبه المالک بها ویعجز عن ادائها ویشتریها منه بدراهم الی اجل وهو فاسد لا یجوز ثم ینبغی ان یعلم
پہر مالک مانگتا ہی تو ادا نہین کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ دراہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جایز نہین ہی اور یاد رکہنی کی بات ہی

ان کل دین حال اذا اجله صاحبه یصیر ذلک الدین مؤجلا ویکون تاجیله لازما الا القرض فان تاجیله
جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمین مدت ٹہرادی تو وہ دین مؤجل ہی اور مدت لازم ہو جاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمین مدت

لا یکون لازما بل یجوز للمقرض طلبه متی شاء لانه فی الابتداء اعارة وبهذا الاعتبار لا یلزم فیه التاجیل لکونه
لازم نہین ہو جاتی بلکہ قرض خواہ کو جایز ہی جب چاہی مانگ لی کیونکہ قرض ابتدا مین عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمین مدت نہین ہوتی اسلئی

من التبرعات ولا جبر فیها کما فی الاعارة وفی الانتهاء معاوضة وبهذا الاعتبار لا یصح فیه التاجیل لکونه
کہ صرف احسان ہی احسان کیسیکا کچہہ زور نہین ہی جیسی عاریت مین اور آخر کو ادلا بدلا ہو جاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمین مدت درست نہین ہی اسواسطی

بیع الدراهم بالدراهم نسیئة وهو ربوا وهذا یقتضی ان لا یجوز القرض وانما جوز نظرا الی ابتدائه لکن بلا
کہ یہہ بیع درہم کی درہم سی ادہار ہی اور یہہ سود ہوتا ہی اور اس سی لازم آتا ہی کہ قرض بہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن
لزوم الاجل فیه ولو اراد ان یکون الاجل لازما فیه فطریقه ان یحیل المستقرض المقرض علی رجل بدینه علیه فیؤجل
اسمین مدت لازم نہین ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑی تو یون کری کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ
المقرض ذلک الرجل مدة معلومة فحینئذ یکون الاجل لازما حتی لا یکون للمقرض ان یطالب ذلک الرجل قبل تمام
اوسکی لئی مدت معین مقرر کردی اب مدت لازم ہوجاویگی یہان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین ہی کہ اوس شخص سی اتمام مدت سی
تلک المدة

المجلس الخامس والسبعون فی بیان السوال الحرام والوعید فیه وفی ای موضع

پہلی مانگی
پچہترین مجلس سوال حرام کی بیان مین اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر

یجوز قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیمة لیس فی وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت
مزعة لحم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر والمزعة بضم المیم وسکون الزاء المعجمة وبالعین المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زا نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی
قطعة لحم والمراد بعدمها یوم القیمة فی وجه السائل ما یلحقه فی الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی ٹکڑی کو کہتی ہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلئی کہ سوال اصل مین
حرام فی الاصل ولا یباح الا عند الضرورة وانما کان الاصل فیه الحرمة لانه لا ینفک عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسواسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہوسکتا
الاول اظهار الشکوی من الله تعالی فکما ان العبد المملوک اذا سئل یکون سواله تشنیعا علی مولاه فکذلک
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بہیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار گزرتا ہی
سوال العبد یکون تشنیعا علی الله تعالی وهذا یقتضی ان یحرم السوال ولا یحل الا عند الضرورة والثانی اذلال
ایسی ہی بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبہی حلال نہو دوسری مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین تو اور
فی نفسه لغیر الله تعالی ولیس للمؤمن ان یذل نفسه لغیر الله تعالی بل الواجب علیه ان یذل نفسه لله تعالی
اپنی تئین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مؤمن کو نہین چاہئی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جانکو خدا کی سامنی خوار کری
لان فیه عزه وشرفه فی الدنیا وفی الاخرة والثالث ایذاء المسئول غالبا لانه ربما لا یسمع نفسه بالبذل ویستحیی
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسؤل کو اکثر حال مین ستانا اسلئی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی
ان یری بالمنع فی صورة البخلاء ففی البذل نقصان ماله وفی المنع نقصان جاهه وبکل منهما یحصل له الایذاء
کہ نہ دینی سی بخیل کی صورت بنتا ہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور نہ دینی مین عزت کا نقصان اور دونو بات سی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹہاتا ہی
والایذاء حرام لا یحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا یبذل الا حیاء او ریاء فیحرم علی الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا بہی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو ایسا دیا لینی والی پر بہی لینا حرام ہی جب
فهمت هذه المحظورات فهمت قوله علیه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما احل من الفواحش
تونی یہہ خرابیان سمجہہ لین تو اس حدیث کی معنی بہی تجہکو آگئی سوال کرنا آدمیون سی فواحش سی ہی فواحش مین سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی
غیرها فانظر کیف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء فی ای
دیکہہ تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبہی مباح نہین ہوتا اور علما کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

کما لا یحل اکل المیتة الا عند الضرورة

وقت یحل السوال فقال بعضهم من وجد غداء یومه وعشاء لیلته لا یحل له السوال وقال بعضهم من قدر
وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہین جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اور بعضی کہتی ہین جو شخص کما سکتا ہو اوسکو

علی الکسب لیس له ان یسال الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم لیس لنا وضع المقادیر بل نستند ذلک
سوال کرنا نہ چاہئی مگر اوسوقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل مین مشغول ہو اور بعضی کہتی ہین ہمکو اختیار نہین کہ اندازہ ٹہراوین بلکہ اسکا علم

ذلک بالتوقیف وقد ورد فی الحدیث انه علیه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالی قالوا وما هو یا رسول الله
نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا غنی رہو الله کی غنا سی صحابہ نی پوچہا وہ کیا ہی یا رسول الله

قال غداء یوم وعشاء لیلة وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما
فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم

او عدلها من الذهب فقد سئل الحافا وفی لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروایات فی التقدیرات یلزم
یا اتنا اور یا سونی کا ہو تو اوسکا سوال لجاجت کا ہی اور ایک روایت مین چالیس درہم آئی ہین اور جب تقدیرات کی روایتین مختلف ہوئین تو لازم ہی

ان نحمل علی احوال مختلفة فما یحتاج الیه السائل فی الحال من طعام یومه ولیلته ولباس یلبسه ومأوی یسکنه
کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاوین پہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلا دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننی کا اور رہنی کی گہر کا

فلا شک فیه واما سواله للمستقبل فله فیه ثلث درجات احدها ما یحتاج الیه غدا والثانیة ما یحتاج الیه
تو اوسکی جواز مین کچہہ شک نہین ہی اور سوال کرنا آیندہ کی لئی اسمین سائل تین درجہ پر ہوتا ہی ایک درجہ یہہ ہی کہ اگلی ہی دن اوسکا حاجتمند ہووی اور دوسرا یہہ کہ

بعد اربعین یوما او خمسین یوما والثالثة ما یحتاج الیه فی السنة فنقطع ان من معه ما یکفیه ولعیاله سنة
بعد چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بہر مین محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچہہ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بہر

فسواله حرام لان ذلک غایة الغناء فان کان یحتاج الیه قبل السنة لکن یقدر علی السوال فی ذلک الوقت ولا
کفایت کری تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑا ہی غنا ہی پہر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوسوقت حاجت پر ہی سوال کر سکتا ہی

یفوت فرصة السوال لا یحل له السوال لانه مستغن عن السوال فی الحال وربما لا یعیش الی الغد فیکون قد
فرصت سوال کی ہاتہہ سی نہین جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہین کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہین ہی اور بعضی وقت اگلی روز تک جیتا نہین رہتا

سئل ما لا یحتاج الیه اذ وجد عنده ما یکفیه من غداء یومه ولیلته وان کان یفوته فرصة السوال ولا
تو اس صورت مین ناحق سوال کیا اسلئی کہ اوسکی پاس اتنا تہا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کری اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت ہاتہہ سی جاتی ہی

یجد من یعطیه لو اخرت السوال یباح له السوال لان البقاء الی السنة غیر بعید وهو بتاخیر السوال یخاف ان
اگر سوال پیچہی پر رکہین تو دینی والا نملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچہہ بعید نہین ہی اور سوال پیچہی پر رکہنی مین خوف یہہ ہی

یبقی مضطرا عاجزا عما یغنیه والمدة التی یحتاج فیها الی السوال لا یقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره
کہ مبادا عاجز لاچار رہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمین حاجت سوال کی پڑ جاوی قابل ضبط کی نہین ہی وہ صرف اوسکی قیاس پر ہی

لنفسه فیستفتی قلبه ویعمل به ولا یصغی الی تخویف الشیطن لانه یعد الفقر ویامر بالفحشاء التی ابیحت للضرورة
اور جان کی خیر خواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کری اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہری وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشا کا امر کیا کرتا ہی

فان من عجز عن الکسب واشتد جوعه وخاف علی نفسه یلزمه السوال لان السوال نوع اکتساب لما روی انه
بیشک جو شخص کمائی سی لاچار ہووی اور بہوک مارنی لگی اور جان کا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کی کمائی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی

علیه الصلوة والسلام قال السوال اخر الکسب فان ترک السوال فی تلک الحالة حتی مات یاثم لانه القی نفسه
علیه السلام نی فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت مین سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

الى التهلكة اذ كان السؤال يوصله الى ما يقوم به نفسه في تلك الحالة كالكسب ولا ذل في السؤال في تلك
اسواسطی کہ سوال کا وہ چیز میسر ہوتی ہی جس سی اسکی جان ایسی حالت مین بچ جاتی جیسی کمائی سی اور ایسی حالت مین سوال سی کچھ ذلت نہین ہوتی
الحالة وانما الذل اذا سأل من غير حاجة فان من له قوت يومه لا يحل له السؤال لانه يذل نفسه من
ذلت تو جب ہی کہ بلاضرورت مانگی بیشک جسکی پاس ایکدن کا کہانا ہووی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اسلئی کہ اپنی تئین بی ضرورت
غير ضرورة وهو حرام لما روي انه عليه السلام قال لا يحل للمسلم ان يذل نفسه وان عجز عن طلب القوت
ذلیل کرتا ہی اور یہہ حرام ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مسلم کو حلال نہین ہی کہ اپنی تئین ذلیل کری اور اگر وہ اپنی کہانی اور کمائی سی عاجز ہو
لنفسه يفترض على كل من علم حاله ان يطعمه او يدل عليه من يطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا
تو ہر واقف حال پر یہہ فرض ہی کہ اوسکو کہانا دیوی یا ایسی کو جتلادی کہ وہ اوسکو کہانا دیوی تاکہ وہ مرنی سی بچی اور اگر انہین سی کسینی ندیا
من ذلك حتى مات يشتركون في الاثم وان اطعمه واحد يسقط الاثم عن الباقين قال الحسن البصري وابو
آخر وہ مرگیا تو گنہ مین سب شریک ہین اور اگر کسی ایک نی ہی کہلا دیا تو سب سی گنہ جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید
عبيد من كان له اربعين درهما فهو غني وذهب الثوري وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من
کہتی ہین جسکی پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایک جماعت علماء کا یہہ مذہب ہی
العلماء الى ان من كان له خمسون درهما او قيمتها من الذهب لا يدفع اليه شيء من الزكوة وقالت الحنفية
جسکی پاس پچاس درہم ہون یا اوس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوۃ ندینی چاہئی اور علماء حنفیہ کہتی ہین
يجوز دفع الزكوة الى من يملك دون النصاب وان كان صحيحا مكتسبا مع قولهم من كان له قوت يومه
ایسی شخص کو زکوۃ دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچہ بہلا چنگا کماؤ ہو باوجودیکہ یہہ بہی کہتی ہین جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووی
لا يحل له السؤال وذكر في الخانية القدرة على الغداء والعشاء يحرم سؤال الغداء والعشاء ويجوز معها سؤال
اوسکو سوال حلال نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ صبح شام کی کہانی کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کردیتی ہی تسپر مانگنا کرتہ
الجبة والكساء وقال الزيلعي وكذا الفقير القوي يحرم عليه السؤال وروي ان عمر سمع سائلا يسئل بعد
اور چادر کا جایز ہی اور زیلعی کہتا ہی اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہی اور روایت ہی کہ عمر رض نی سائل کو بعد مغرب کی مانگتی ہوئی سنا
المغرب فقال لواحد من خدامه عش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانيا يسئل فقال لخادمه الم اقل لك
سو اپنی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹہا اور دیدی پہر اوسکو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پہر خادم سی کہا مینی تجہسی کہا نہین تہا
عش الرجل فقال قد عشيته يا امير المؤمنين فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست
کہ اسکو شام کی خوراک دیدی عرض کیا یا امیر المؤمنین مین نی دیدی پہر عمر کیا دیکہتی ہین کہ اوسکی بغل مین تہیلا روٹیوں سی بہرا ہوا ہی فرمایا تو ہرگز سائل نہین ہی
بسائل بل انك تاجر ثم اخذ مخلاته ونثر ما فيها بين يدي ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم يكن سواله
بلکہ تو سوداگر ہی پہر اوسکا تہیلا لیکر جو اوسمین تہا خیرات کی اونٹون کی آگی بکہیر دیا اور اوسکو کوڑی سی تعزیر دی اب اوسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا
حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونثر ما فيها بين يدي الابل اما ضربه فكان للتاديب فيجوز تاديب السائل
تو اوسکو کیون مارتی اور اوسکا تہیلا لیکر اونٹون کی آگی کیون ڈالدیتی البتہ اوسکا مارنا تادیب کی لئی تہا سو سائل کی تادیب اور اوسکا
وزجره اذا كان سؤاله على غير وجه الشرع واما اخذ ماله فانه رآه مستغنيا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه
دہمکانا جب سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جایز ہی اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلئی کہ اوسکو سوال سی غنی دیکہا اور جانا کہ جسنی اسکو دیا ہی
انما اعطاه على اعتقاد انه محتاج وقد كان كاذبا في اظهار الحاجة ولم يدخل في ملكه باخذه مع التلبيس
محتاج سمجہہ کر دیا ہی اور یہہ سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنی مین جہوٹہا تہا سو اسکی ملک مین نہین آیا مکر سی جو لیا ہی

وعسر تمييزه ورده الى صحابه اذلا يعرف اصحابه باعيانهم فبقي مالا لا مالك له فوجب صرفه الى مصالح
اور اب اوسکی تمیز دشوار ہی کہ اوسکی مالک پر رد کیا جاوی خاص خاص کیا معلوم ہی کسنی کسنی دیا ہی اب مال بلا مالک ہو گیا اب اوسکو مصالح مسلمین میں صرف کرنا
المسلمين وابل الصدقة وعلفها من مصالح المسلمين فصرفه اليها فعلم من فعل عمران السائل اذا تجاوز حد
واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکا کہانا مصالح مسلمین سی ہی سو اونکی آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرع سی تجاوز کری
الشرع يجوز زجره وتاديبه واما قوله تعالى واما السائل فلا تنهر فهذا في حق السائل للحاجة فان من كان
تو اوسکو زجر اور تادیب جایز ہی اور رہی یہہ آیت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جہڑک سو یہہ حاجتمند سائل کی حق میں ہی بیشک جو شخص
يسئل لفاقة وحاجة وكان سواله على وجه الشرع يكون زجره معصية لكونه يريد الاخرة على ما قال ابرهيم النخعي
فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شرع کی ہو تو ایسی کا زجر گناہ ہی کیونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہیم نخعی کی
ان السائل يريد الاخرة الى باب احدكم ابعثون شيئا الى اهليكم وقال ابرهيم بن ادهم نعم القوم السؤال يحملون
کہ بیشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پر آکر کہتا ہی کیا دیتی ہو کچہہ اپنی اہل کو اور ابراہیم بن ادہم کہتی ہیں کیا خوب لوگ ہیں مانگنی والی ہمارا
زادنا الى الاخرة فاذا كان كذلك لا ينبغي ان يرد محروما بل ينبغي ان يعطي له شيئا ولو كان قليلا خيفة ان يكون
توشہ آخرت میں اوٹھا لیجاتی ہیں جب حال یہہ ہی تو لایق نہیں ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچہہ نہ کچہہ دیا چاہیی اگرچہ تھوڑا سا ہو وی باین خوف شاید کہ
صادقا في اظهار الحاجة فيهلك من يرده محروما اذا قدر على اعطائه شيئا واما اذا لم يقدر على اعطائه شيئا فينبغي
کہ اپنی حاجت سچ بیان کرتا ہو پہر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹا دیوی اگر کچہہ دی سکتا ہی اگر کچہہ دینی کا مقدور ہی نہیں تو لایق یون ہی کہ اچہی نرم بات کہہ کر
له ان يرده برد جميل من القول ولا يزجره ولا يغلظ له القول الا اذا الح عليه فحينئذ يجوز زجره وتغليظ القول
ہٹا دی نہ جہڑکی اور نہ سخت بات کہی ہان اگر وہ الحاح کی جاوی تو جہڑکنا اور سخت کہنا جایز ہی
عليه كما قال بعض العلماء اذا سئل فقير من انسان شيئا فرده برد جميل من القول ثم الح عليه الفقير يجوز ان
چنانچہ بعضی علماء کہتی ہیں جب فقیر کسی شخص سی کچہہ مانگی پہر وہ اوسکو اچہی بات سی ٹلا دی پہر فقیر وہیں گڑگڑای جاوی تو جہڑک دینا
يزجره ويغلظ عليه القول بان يقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالى ولا تؤذ الناس بالحاحك فان الالحاح
اور سخت کہنا جایز ہی کہ اسطور کہی یہہ کیا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنی الحاح سی لوگون کو کیون ستاتا ہی بیشک الحاح
ممنوع وكذا السائل الذي يسئل في المسجد ويؤذي الناس يتخطى رقابهم لا ينبغي ان يتصدق عليه لانه اعانة
ممنوع ہی اور ایسی ہی جو سائل مسجد میں مانگتا ہو اور نمازیون کو ستا کر گردنون پر کو اچکتا ہو تو ایسی کو دینا اچہا نہیں اسلئی کہ یہہ مسجد میں گناہ کی
له على الاثم في المسجد كما قال قاضيخان في فتاواه لا ينبغي ان يتصدق على السائل في المسجد الجامع لان ذلك
امداد ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی بہتر نہیں کہ مسجد جامع کی سائل کو خیرات دیجاوی کیون کہ نمازیون کی ستانی کی
اعانة له على اذى الناس وعن ابي نصر العياضي انه قال من اخرج السؤال من الجامع ارجو ان يغفر الله له
امداد ہی اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجہکو امید ہی کہ خدا اوسکو بخشدی
باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ايوب انه قال لو كنت قاضيا لم اقبل شهادة من يتصدق على السائل في
اونکو جو مسجد میں سی نکالدیا اور خلف بن ایوب سی روایت ہی کہ کہتا تہا اگر میں قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خیرات دینی والی کی گواہی قبول نکرتا
المسجد وعن ابي بكر ابن اسمعيل انه قال هذا فلس واحد يحتاج الى سبعين فلسا ليكون تلك السبعون كفارة لذلك
اور ابی بکر بن اسماعیل سی روایت ہی کہ کہتا تہا یہہ ایک پیسہ ہی اس ایک پیسی کی واسطی ستر پیسی اور چاہئیں تا کہ وہ ستر اس ایک پیسی کی کفارہ ہون
الفلس الواحد وعن ابي مطيع البلخي انه قال لا يحل للرجل ان يعطي سؤال المساجد لما فيه من الوعيد فان كان
اور ابو مطیع بلخی سی روایت ہی کہ کہتا تہا کہ مسجدون کی سائلون کو دینا کسیکو حلال نہیں ہی کیونکہ اسمیں وعید آئی ہی پس اگر سائل

السائل لا يتخطى رقاب الناس ولا يمر بين يدي المصلي ويسئل لامر لا بد منه ولا يسئل الحافا فلا بأس بالسؤال والتصدق
لوگون کی گردنون پر نہ جاتا ہو اور نہ نمازیون کی سامنی کو پہرتا ہو اور ضروری امر مین سوال کرتا ہو اور الحاح نکرتا ہو تو کچہ مضائقہ نہین مانگنی کا اوسکو دینی کا
عليه لما روي ان السؤال كانوا يسئلون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام في المسجد حتى روي ان عليا
کیونکہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین ہی منگتی مسجد مین مانگا کرتی تہی یہان تک کہ روایت ہی کہ علی رضی
تصدق بخاتمه وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله ويؤتون الزكوة وهم راكعون وذكر في نصاب الاحتساب
عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹہی دیدی اور اللہ تعالی اس آیت مین اونکی مدح کرتا ہی اور دیتی ہین زکوۃ اور وہ رکوع مین ہین اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی
ان القاضي سئل عن التصدق على سؤال المسجد الجامع في وقت الخطبة وقبلها هل يجوز ام لا فقال اما في الخطبة
کہ قاضی سی کسی نی حال صدقہ کا پوچہا مسجد جامع کی مانگنی والون پر عین خطبہ کی وقت اور خطبہ سی پہلی آیا جایز ہی یا نہین قاضی نی جواب دیا
فلا يجوز التصدق بحال من الاحوال وان خيف الهلاك على السائل لان في وقت الخطبة لا يجوز الصلوة التي هي
خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت مین جایز نہین ہی اگرچہ سائل مرنی لگی اسلئی کہ خطبہ کی وقت نماز بہی جایز نہین ہی جو تمام عبادات مین
رأس العبادات واساسها ولا التسبيح والتهليل وقراءة القران فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهي على
عمدہ اور عبادات کی بنیاد ہی اور نہ سبحان اللہ پڑہنا اور نہ لا الہ الا اللہ اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور رہا خطبہ سی پہلی اسکی
وجهين ان كان السائل يلزم مكانه ولا يدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه يجوز
دو حال ہین اگر سائل اپنی جگہہ بیٹہا ہو ہی صفون کو چیرتا نہین پہرتا اور نہ نمازیون کی گردنون پر کو جاتا ہی تو ایسی کو دیدینا جایز ہی
ويثاب عليه واما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه حرام ومن تصدق عليه يشاركه في وزره
اور ثواب ہی اور اما وہ سائل جو نمازیون کی گردنون پر کو جاوی سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناہ مین
الذي يعتريه من المرور بين يدي المصلي وتشوش في القراءة وتخطي رقاب الناس وروي انه عليه الصلوة والسلام
جو اوسپر مصلیون کی سامنی سی پہرنی سی اور قرارت مین خیال بٹانی سی اور نمازیون کی گردنون پر کو چلنی سی گناہ ہوتا ہی اوسمین شریک ہوگا اور روایت ہی کہ نبی
قال اذا كان يوم القيمة ينادي مناد لا ليقم اعداء الله فلا يقوم الا سؤال المساجد لان المساجد انما بنيت
فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیگا سو خدا کی دشمن کہڑی ہو جاوی سو بجز مسجد کی منگتون کی کوئی نہ کہڑا ہوگا کیونکہ مسجدین صرف نماز
للصلوة والذكر لا للسب والشكاية من الله تعالى فان الانسان اذا جاء دار ملك وهو جالس مع اصدقائه
اور یاد الہی کی واسطی بنی ہین کمائی اور اللہ تعالی کی شکوہ شکایت کی واسطی نہین ہین بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار مین جاوی کہ وہ اپنی دوستون مین بیٹہا ہو
فشكى منه بين يدي اصدقائه فانه يغضب عليه لا محالة فكذلك ههنا فعلى هذا كان القياس ان لا يجوز
پہر اوسکی شکایت اوسکی دوستون کی سامنی کرنی لگی تو وہ بادشاہ بیشک اوسپر غصہ کریگا ایسی ہی یہان اسکی موافق قیاس مین یون آتا ہی کہ مسجد کی
التصدق على سؤال المساجد اصلا لما ذكرنا من المنقول والمعقول لكن استحسن في السائل الذي يسئل لحاجة
منگتون کو صدقہ دینا ہرگز جایز نہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور ہو چکی ہین لیکن ایسی سائل کی لئی جو حاجتمند ہو وی
ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسئل الحافا بالنصوص العامة في التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السؤال
اور نمازیون کی گردنون پر کو نہ جاتا ہو اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو استحسانا جایز ہی کیونکہ نصوص صدقہ دینی مین اور سائل کی حق مین عام ہین خلاصہ یہ ہی کہ سوال مین
فقد ورد فيه ما يدل على جوازه وما يدل على عدم جوازه فيكون قسمين احدهما جائز فيجوز الاعطاء لاجله
دونو طرح کی روایات ہین بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا ہوا ایک تو جایز سو اوسمین دینا بہی جایز ہی
والآخر غير جائز فلا يجوز الاعطاء لاجله واذا لم يعلم حال السائل هل يسئل عن حاجة
اور دوسرا ممنوع اوسمین دینا بہی جایز نہین اور اگر سائل کا حال معلوم نہو کہ آیا حاجتمند ہی

عن او غير حاجة ولو يظهر منه ما يخالف الشرع ينبغي للمؤمن ان لا يرده
یا غنی ہی اور کوئی حرکت اوس سی خلاف شرع ظاہر نہووی تو مؤمن کو لازم ہی کہ ایسی کو محروم نہ
محروما اذا قدر على اعطائه شيئا لاحتمال ان يكون محتاجا فلا يفلح من يرده
جانی دی اگر کچھ دینی کی مقدور رکہتا ہی شاید وہ محتاج ہو پہر محروم رکہنا اچھا نہیں ہی
محروما اذا قدر على عطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسوال
اگر کچھ دینی کی مقدور رکہتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ ماری بہوک کی ناتوان ہوگیا کسی نی کہا تو مانگ کیوں نہیں لیتا تجھکو
حلال عليك لان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على الاعطاء فيهلكهم الله تعالى
تو اس حالت میں سوال کرنا حلال ہی آدمی نی کہا مجھکو یہہ ڈر ہی کہ میں لوگوں سی مانگوں پہر وہ مجھکو باوجود مقدور کی محروم رکہیں اور اسپر اونکو اللہ تعالی ہلاک کر ڈالی
ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكتسابا بالعلم
یہہ سمجھنی کی بات ہی کہ اگر علما درس تدریس کی مجلس میں لوگوں سی کوئی شی طلب کریں تو یہہ اونکو حلال نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمائی ہی
والطاعة سواء سئلوا لانفسهم اولغيرهم ومن السوال المذموم اهداء قليل لاخذ كثير كما يفعل في دعوة العرس
برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کریں یا غیر کی واسطی اور ایک مذموم سوال یہہ ہی کہ تہوڑا تحفہ دیکر بہت سا لینا چنانچہ عرس اور ختنوں کی دعوت
والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيها نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعلم ايضا انه عليه السلام
میں ہوتا ہی اور دودہ لینا غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پہر یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئی کہ
قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئلوا احدا شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عن سقوط
ابو بکر اور ابو ذر اور ثوبان سی فرمایا کسی سی کچھ نہ مانگنا اگرچہ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگوں کی
سوطهما في اجمع ما يكون من الناس ولا يقولان للمشاة عندهما ناولونيه فدل هذا على ان حرمة السوال لا تقتصر
مجمع میں ہاتہہ سی گر پڑتا تو اتر کر اوٹہاتی کسی پاس کی پیادہ پاسی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچھ مال پر منحصر نہیں ہی
على سوال المال بل تعم الاستخدام وسوال النفقة عمن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا للغير
بلکہ خدمت لینی کو بہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بہی ایسی شخص سی کہ اوسمیں حقدار نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو
اما صبي نفسه فيجوز استخدامه لتهذيبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح
ہاں اگر اپنا بچہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور مزدور سی خدمت لینی جایز ہی اور اپنی بی بی سی
داخل بيته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضاته
گہر کی اندر کی کاروبار میں اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك على المولى وغيره من

چہتروین مجلس غلاموں کی حقوق میں مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق
اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہننا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ مملوک کی لئی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت
نفقته وكسوته ما يكفيه بقدر ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من العمل الا ما يطيقه كما في كتاب
اور کپڑا موافق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہیں چاہیی کہ کاروبار میں ایسی تکلیف دی جو طاقت رکہتا ہو اوسکی کہ

الکریم لا یکلف الله نفسا الا وسعها وقد روی عن علی بن ابی طالب انه علیه السلام قال فی خطبته یا ایها الناس
اپنی کتاب بزرگ میں فرماتا ہی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ میں فرمایا ای لوگو

الله الله فیما ملکت ایمانکم فاطعموهم مما تاکلون والبسوهم مما تلبسون ولا تکلفوهم مالا یطیقون فانهم لحم ودم
ڈرو اللہ سی ڈرو اللہ سی اپنی غلام لونڈیوں کی حق میں اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اونسی نہوسکی کیونکہ وہ بہی گوشت اور خون ہیں

وخلق امثالکم فمن ظلمهم فانا خصمهم یوم القیمة والله حاکمهم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اخوانکم
تمہاری مثل پیدا ہوئی ہیں پہر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو میں اونکا دشمن ہونگا اور اللہ اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری

جعلهم الله تعالی تحت ایدیکم فمن جعل الله تعالی اخاه تحت یدیه فلیطعمه مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا
خدا نی اونکو تمہاری ہاتہہ تلی کر دیا ہی سو اللہ تعالی نی جسکی ہاتہہ تلی یعنی فرمان بردار بہائی کو کر دیا ہی تو اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ

یکلفه من العمل ما یغلبه فان کلفه ما یغلبه فلیعنه علیه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الممالیك
اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ مملوک

من العبید والاماء اخوان لملاکهم اما من جهة کونهم من بنی ادم او من جهة کونهم مسلمین فمن کان
غلام لونڈیاں اپنی مالکوں کی بہائی ہیں یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہیں یا اس جہت سی کہ مسلمان ہیں پہر جسکی ہاتہہ تلی اوسکا بہائی ہووی

اخوه تحت یده یجب علیه ان یطعمه مما یاکل ویلبسه مما یلبس ولا یکلفه من العمل الا ما یتمکن ان یخرج
تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور وہ ہی کام کہی جسکو وہ بہگتا سکی

من عهدته ویطیق ان یدوم علیه لا علی ما یطیق علیه یوما او یومین او اکثر ثم یعجز عنه بل ان کلفه امرا
اور اوسکو ہمیشہ کرلیا کری ایسا کام نکہی کہ ایک دو دن یا کچھہ زیادہ کرکر پہر تہک رہی بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی

صعبا یعینه علیه ولا یجمع علیه عملین او اکثر مثل ان یامره بالخبز والطبخ والغسل لما روی ان رجلا دخل
تو اوسکی مدد کری اور دو کام یا زیادہ اوسپر نہ ڈالی مثلا اوسکو حکم کری روٹی پکا اور سالن پکا اور نہلا کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی

علی سلمان وهو یعجن فقال یا ابا عبد الله ما هذا فقال بعثت الخادم فی شغل فکرهت ان اجمع علیه
پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد اللہ یہہ کیا ہی جواب دیا میںنی غلام کو ایک کام بہیجا ہی مجہکو پسند نہیں آتا کہ اوسپر دو کام

عملین وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال لا یدخل الجنة سیء الملکة والمراد بسیء الملکة من یسیء
ڈالدوں اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت میں نہیں جاویگا اور مراد بری مالک سی وہ شخص ہی کہ اپنی غلام کی

مملوکه وذکر فی کتب الفقه ان المولی یجب علیه نفقة مملوکه فان ابی عن الانفاق علیه فان کان المملوك
ساتہہ برائی کری اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پہر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر

قادرا علی الکسب یؤمر المولی ببیعه لما روی عن ابی ذر انه علیه السلام قال من لاءمکم من مملوکیکم فاطعموهم
کما سکتا ہی تو قاضی مولی سی کہی کہ اوسکو بیچ ڈال کیونکہ ابو ذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق ہو تو اوسکو اپنی کہانی میں سی

مما تاکلون واکسوهم مما تکسون ومن لا یلائمکم منهم فبیعوهم فلا تعذبوا خلق الله تعالی یعنی ان من کان
کہلاؤ اور اپنی کپڑوں میں سی کپڑا پہناؤ اور جو موافق نہو اوسکو بیچ ڈالو اللہ کی بندوں پر عذاب مت کرو مراد یہہ ہی کہ جو لنسا

مملوکیکم موافقا لکم فاحسنوا الیهم ومن لم یکن منهم موافقا لکم فبیعوهم ولا تعذبوهم وذکر الفقیه ابو اللیث
غلام تمہاری موافق ہووی تو اوسکی ساتہہ سلائی کرو اور جو تمہاری موافق نہیں ہی تو اوسکو بیچ ڈالو اونکو عذاب مت کرو اور فقیہ ابو اللیث

فی التنبیه عن عطاء بن یسار ان ابا ذر ضرب وجه غلام له فاستعدی علیه النبی علیه السلام قال لا تضربوا
تنبیہ الغافلین میں عطا ابن یسار سی روایت کرتی ہیں کہ ابو ذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمانوں کی منہہ پر مت مارو

وجوہ المسلمین واطعموهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون فان رابوكم فبيعوهم وروى عن ابى مسعود الانصاری
اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور پہناؤ جو تم پہنتی ہو پہر اگر وہ تمہاری ساتہہ دغابازی کرین تو اونکو بیچ ڈالو اور ابو مسعود انصاری سی روایت ہی

انہ قال كنت اضرب غلاما لى فسمعت من خلفی صوتا اعلم ابا مسعود لله اقدر عليك منك عليه
کہ وہ کہتی ہین کہ مین اپنی غلام کو مارتا تہا سو مینی اپنی پیچہی سی یہہ آواز سنی سمجہہ لی اى ابو مسعود اللہ تجہپر بہت توانا ہی بہ نسبت تیری اس غلام پر

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لو لم تفعل للفحتك
مینی جو ادہر دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی مینی عرض کیا یہہ واسطی خدا کی آزاد ہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر تو یون نکرتا تو البتہ تجہکو

النار او لمستك النار وفى حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا
آگ پہونکتی یا یہہ فرمایا بیشک تجہکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث مین ہی ابن عمر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اپنی غلام کو ناحق حد ماری

لم یاته او لطمه فان كفارته ان یعتقه یعنی ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعله او لطمه فاثم ذلك
یا طمانچہ مارا تو اوسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو ازاد کردی مراد یہہ ہی کہ جسنی اپنی غلام کو خطا کی بہانہ مارا جو اوس سی نہین ہوئی یا طمانچہ مارا تو اوس مار کا وبال

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبى عليه السلام
بدون ازادگی نہین جاتا یہہ اوس صورت مین ہی کہ اوس سی خطا نہوئی ہو اور اگر اوسنی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نی اجازت دی ہی

فى تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغى ان لا يبلغ حده اقل الحد واقله اربعون
کہ بمقدار گناہ کی ادب دیا جاہئی کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ کم سی کم حد کی برابر نہو جاوی اور حد کی کم سی کم چالیس درہ مین

سوطا وهو حد العبيد والاماء فى القذف والشرب فينبغى ان يكون التعزير عند ابى حنيفة اقل من ذلك
اور یہہ حد غلام لونڈیون کی ہی گالی دینی اور شراب خواری مین اب سزاوار یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک تعزیر اس مقدار سی کم ہو

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ با قل منها لا يقع الزجر فيضربه
یعنی زیادہ سی زیادہ انتالیس درہ ہون اور کم سی کم تین درہ اور کم سی کم تین اسلئی ہین کہ اس سی کمتر مین کچہہ دہمکی نہین ہوتی پہر تین سی لیکر

منها الى تسعة وثلثين قدر ما يرى انه يزجر منه لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه
انتالیس تک اختیار ہی جتنی مین دیکہی کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نہ ماری بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری

اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيوخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغى له عند غضبه عليه
اسواسطی کہ غصہ مین شاید کہ گناہ سی زیادہ مار بیٹہی پہر اوس بڑہتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہووی بلکہ یون چاہئی کہ جب غلام پر کسی

بجرم وخيانة ان يتفكر فى معاصيه وجنايته على الله تعالى وتقصيره فى طاعة الله تعالى ويرى تقصير مملوكه
جرم اور خیانت سی غصہ آوی تو فکر کری کہ مینی اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہین اور طاعت الہی مین کیا کیا قصور کیا ہی پہر مملوک کی تقصیر

فى خدمته ناشيا من تقصيره فى خدمة خالقه ويعفو عنه فى اليوم والليلة سبعين مرة لما روى عن عبد الله
اپنی خدمت مین دیکہہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن مین اوسکی ستر خطائین معاف کر دیا کری اسواسطی کہ عبد اللہ

بن عمر ان رجلا جاء الى النبى عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت
بن عمر سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی آکر پوچہا یا رسول اللہ ہم خادم کو کی بار معاف کر دیا کرین آپ چپ ہو رہی اوس نی دوبارہ عرض کیا آپ پہر چپ رہی

فلما كانت الثالثة قال اعفوا فى كل يوم سبعين مرة وفى حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب
پہر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم مین سی کوئی

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليمسك اى ينحى عنه بالعفو ويتذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على زلة
اپنی غلام کو ماری اور وہ اللہ کا نام لیوی تو چاہئی کہ باز رہی یعنی معاف کر کی الگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کری اور اوسکو ادنی لغزش

ونسیان ولا علی کسر الاناء لما روی عن کعب بن عجرة انه علیه السلام قال لا تضربوا اماءکم علی کسر اناءکم
اور بہول پر نہ ماری اور نہ برتن ٹوٹنی پر ماری کیونکہ کعب بن عجرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اپنی لونڈیون کو برتن توڑنی پر مت مارا کرو

فان لہا اجالا کاجال الناس وفی حدیث اخر رواہ الصعق انہ علیہ السلام قال لا تغضبوا ولا تسخطوا فی
کیونکہ برتنون کی بہی عمر ہوتی ہی جیسی آدمیون کی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی صعق کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برتن ٹوٹنی پر غصہ مت کرو اور مت جہنجلاو

کسر الانیة فان لہا اجال الانس وقد حکی ان میمون بن مہران کان عندہ ضیف فاستعجل علی جاریتہ بالعشاء
بیشک برتنون کی عمرین ہین انسانونکی سی اور حکایت ہی کہ میمون ابن مہران کی پاس مہمان آگیا اوسنی جلدی ہی لونڈی کی ہاتہہ شام کا کہانا منگایا

فجاءت مسرعة وفی یدہا قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتہا علی راس سیدہا قال سیدہا احرقتنی یا جاریة
وہ بہاگی آئی اور اوسکی ہاتہہ مین پیالہ گرم گرم کہانیکا بہرا ہوا تہا سو پہسل کر گرپڑی اور وہ کہانا مولی کی سر پر گر گیا مولی نی کہا ای لونڈی تونی مجہکو جلا دیا

فقالت الجاریة یا معلم الخیر ویا مؤدب الناس ارجع الی ما یقول اللہ تعالی قال ما یقول اللہ تعالی قالت یقول
وہ لونڈی بولی ای معلم الخیر اور ای مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہی مولی نی کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہی بولی فرماتا ہی

والکاظمین الغیظ قال کظمت غیظی قال زد فان اللہ تعالی یقول والعافین عن الناس قال قد عفوت
اور دبالیتی ہین غصہ میمون نی کہا مینی اپنا غصہ دبالیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہی اور معاف کرتی ہین لوگون کو میمون نی کہا مینی تجہکو معاف کیا

عنک قالت ان اللہ تعالی یقول واللہ یحب المحسنین قال انت حرة لوجہ اللہ تعالی وقیل للاحنف
لونڈی نی کہا اللہ تعالی فرماتا ہی اور اللہ چاہتا ہی نیکی والون کو میمون نی کہا جا تو واسطی خدا کی آزاد ہی اور احنف بن قیس سی

بن قیس ممن تعلمت الحلم قال من قیس بن عاصم انہ کان فی دارہ جالسا اذ اتت جاریة بسفود علیہ شوا فسقط
کسینی پوچہا تونی حلم کس سی سیکہا ہی کہا قیس بن عاصم سی وہ اپنی گہر مین بیٹہا تہا ناگہان اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لئی ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکی ہاتہہ سی

من یدہا السفود علی ابن لہ فعقرہ فمات فدہشت الجاریة فقال لا یسکن روع ہذہ الجاریة الا العتق فقال
چہوٹ کر قیس کی بیٹی پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پہر وہ مر گیا اسمین وہ لونڈی بہوچکارہ گئی پہر قیس نی کہا اس لونڈی کا خوف بدون ازاد ہوئی نہین جاویگا پہر کہا

انت حرة لوجہ اللہ تعالی یا جاریة لا باس علیک وروی عن ابی امامة انہ علیہ الصلوة والسلام وہب لعلی
ای جاریہ تو واسطی خدا کی آزاد ہی ڈر کا مت اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حضرت علی کو ایک غلام دیا

غلاما فقال لہ لا تضربہ فانی نہیت عن ضرب اہل الصلوة وقد رایتہ یصلی فانہ علیہ السلام اشار فی
اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجہکو نمازیکی مار ڈہار سی ممانعت ہوئی ہی اور مینی اسکو نماز پڑہتی دیکہا ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین اشارہ

ہذا الحدیث ان المصلی لا یاتی غالبا بما یستحق الضرب لان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر وروی عن الحسن البصری
فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطا نہین کرتا جسمین مار کہاوی اسلئی کہ نماز فحشاء اور منکرات سی بچا رکہتی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی

انہ سئل عن مملوک یرسلہ مولاہ فی حاجة وتحضرہ صلوة الجماعة او الجمعة بای ذلک یبدأ قال بحاجة مولاہ
کہ اونسی کسی نی حال غلام کا پوچہا کہ اوسکو مولی کسی کام کو بہیجی اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوی تو اب کیا کری جواب دیا مولی کا کام

قال الفقیہ ابو اللیث ہذا اذا کان فی الوقت سعة ولا یخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتہا فلا یجوز لہ
فقیہ ابو اللیث کہتی ہین یہہ جب ہی کہ وقت مین گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پہر نماز کی وقت سی تاخیر

تاخیرہا عن وقتہا لما روی انہ علیہ السلام قال لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وذکر فی المظہر ان السید
جایز نہین ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا خدا کی گناہ مین بندہ کی تابعداری نہین ہی اور مظہر مین مذکور ہی کہ مولی کو

لا یجوز لہ ان یمنع عبدہ عن اداء فرائض اللہ تعالی لاجل خدمتہ واذا ادی العبد فرائض اللہ تعالی لا یجوز
جایز نہین ہی کہ غلام کو اپنی خدمت کی نظر سی فرایض الہی ادا نکرنی دی اور غلام جب فرایض الہی ادا کر چکی تو اوسکو جایز نہین ہی

له ان يترك خدمة سيده ويشتغل بعبادة غير واجبة عليه الا ان ياذن له سيده فيها حتى لو احرم
کہ مولی کی خدمت چہوڑ کر عبادت غیر واجبی کرنی لگی البتہ اگر اوسکا مولی اجازت دیوی تو مضائقہ نہیں یہان تک کہ اگر غلام نی حج کی
للحج بغیر اذن سیده یجوز للسید ان یخرجه من الاحرام ویمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة
لئی احرام باندہا تو مولی کو جایز ہی کہ اوسکو احرام مین سی نکال لی حج پورا نہ کرنی دی اور اگر غلام نی حج کیا اور اوسمین خدمت مولی کی فوت ہوگئی
سیده یکون اثما وکذا یجوز لسیده ان یمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا یجوز له ان یمنعه
تو گنہگار ہوگا اور ایسی ہی مولی کو جایز ہی کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سی روکدی اور مولی کو یہہ جایز نہیں ہی کہ تشہد اور الحمد
عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سور من القران وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشياء واجبة
اور چند سورتین قرآن کی اور فرایض نماز روزہ کی نہ سیکہنی دی اسلئی کہ یہہ سب واجب ہین
لا یجوز اهمالها بخلاف غیرها وینبغی للعبد ان یغتنم ایام رقه لما روی انه علیه السلام قال اذا نصح العبد لسیده
انکا ترک جایز نہیں ہی اس سی علاوہ کا ترک مضائقہ نہیں اور غلام کو چاہئی کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب غلام اپنی
واحسن عبادة ربه کان له الاجر مرتین وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال نعما للملوك ان یتوفاه الله تعالی
اور عبادت اپنی رب کی اچہی ادا کرتا ہی تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا اچہا غلام ہی جسکو اللہ تعالی وفات دی
بحسن عبادة ربه وطاعة سیده نعما له وقد روی انه علیه السلام قال فی وعید الابق من مولاه اذا
کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچہی کر گیا اوسکو نعمت ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی غلام کی حق مین جو مولی سی بہاگ جاوی فرمایا جب غلام بہاگ جاتا ہی
ابق العبد لم یقبل له صلوة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ایما عبد ابق برئت منه الذمة وینبغی
تو اوسکی نماز قبول نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام بہاگ جاتا ہی اوس سی ذمہ خالی ہی اور مولی کو
للمولی اذا طالت مدة مملوکه فی خدمته ان یعتقه لعله ینجو به مما بقی علیه من حقوقه ومظالمه راسا
لازم ہی کہ جب غلام کو خدمت کرتی ہوئی مدت دراز ہو جاوی تو اوسکو ازاد کردی کیا بعید ہی کہ اسکی سبب باقی حقوق اور مظالم سی برابر برابر بچ جاوی
براس ولعل الله تعالی یعتق بکل عضو منه عضوا منه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال
شاید کہ اللہ تعالی غلام کی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا کو ازاد کردی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالی بکل عضو منه عضوا من النار حتی فرجه بفرجه وفیها اشارة
جسنی غلام مسلمان ازاد کیا تو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا آگ سی آزاد کریگا یہان تک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کی بدلہ اسمین اشارہ ہی
الی استحباب اعتاق کامل الاعضاء بان لا یکون مجبوبا او خصیا اتماما للمقابلة اذ فهم منه انه تعالی
کہ ازاد کرنیکا حق یہہ ہی کہ اعضا کامل ہون ایسا کہ ذکر بریدہ یا خوجہ نہو تاکہ پورا مقابلہ ہو جاوی اسلئی کہ اس حدیث سی یون معلوم ہوتا ہی
یعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوکه من الرق ولذلك قیل المستحب ان یعتق الرجل
کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سی ازاد کردیتا ہی بدلہ مین ازادگی شرمگاہ غلام کی غلامی کا اسہیلئی کہتی ہین کہ مستحب یہہ ہی کہ مرد تو غلام ازاد کیا کری
عبدا والمراة امة تحقیقا للمقابلة وکذا ینبغی للسید اذا اتی مملوکه بطعام قد اصلحه ان یقعده معه
اور عورت لونڈی تاکہ مقابلہ ثابت ہو جاوی اور ایسی ہی سید کو لازم ہی کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوی تو اوسکو اپنی ساتہہ دستر خوان پر بٹہالی
علی الخوان وان لم یقعده یعطیه لقمة ویقول له کل هذه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
اور اگر نہ بٹہاوی تو ایک لقمہ ہی دیدی اور کہدی کی لی کہالی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا صنع لاحدکم خادمه طعامه ثم جاء به وقد ولی حره ودخانه فلیقعده معه فلیاکل وان
جب تمہاری لئی غلام کہانا پکاوی پہر لیکر آوی اور بیشک اوسنی گرمی اوٹہائی اور دہوان کہایا تو چاہئی کہ اوسکو کہانی کو ساتہہ بٹہالی اور اگر

كان الطعام مستفوها قليلا فليضع في يده منه اكلة او اكلتين وفي الفتاوى رجل لا ينفق على عبده
کھانیوالی بہت ہوں اور کھانا تھوڑا ہو تو اوسکی ہاتھ پر ادسمین سی ایک یا دو لقمین رکھدی اور فتاوی مین ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہین اوٹھاتا

ان كان العبد قادرا على الكسب لا ياكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او منعه
اگر وہ غلام کماسکتا ہی تو مولی کی مال مین سی اوسکی بی رضا نہ کہاوی اور اگر کما نہین سکتا یا مولی کمانی نہین

مولاه عن الكسب يجوز له ان ياكل من مال مولاه بلا رضاه والامة تاكل مطلقا روي عن ام سلمة رض
دیتا تو اب جائز ہی کہ مولی کی مال مین سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہرحال کہالیکری ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام كان يقول في مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة
کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت مین فرماتی تھی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی ممالیک کو نماز کی ساتھ ملاکر

وامر بحفظهم كما امر بحفظها ليعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعلم الدين واجب
انکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ ممالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکھنی کی مالکون کی ذمہ

على من يملكهم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبده وامائه قدر ما يكفيهم كذلك
ایسی واجب ہی جیسی اونپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلاموں اور لونڈیون کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اكثر العلماء في هذا
اوسپر یہہ واجب ہی کہ سیکھلادی اللہ تعالی نی کیا کیا اونپر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ مین اکثر علماء اوسی چھوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبيد والاماء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون
عوام کو کیا رونین بیشک غلام لونڈیان اس زمانہ مین دین سیکھنی کا ارادہ ہرگز نہین کرتی بلکہ بجز مقاصد

لقضاء المآرب الدنيوية فقط كانهم عند ملاكهم حيوان بهيمي لا تكليف عليهم فان كثيرا ممن يدعي
دنیوی کی کچھہ ارادہ نہین کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈنگر ہین اونکی ذمہ احکام شرعی نہین ہین بیشک اس زمانہ مین اکثر شخص جو اسلام کا

الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينهاهم عن حرام بل يكون العبد و
دعوی کرتی ہین اونکی پاس غلام لونڈیان ہین پر اونکو نہ کسی واجب کا حکم کرتی ہین اور نہ حرام سی روکتی ہین بلکہ غلام لونڈیون کو

الجارية في ملكه عدة سنين لا يصليان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهي والمنكرات
اونکی ملک مین کئی کئی برس گذرجاتی ہین کہ فرض نماز نہین پڑھتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کی جاتی ہین

وهو يراهما ويتغافل عنهما ويظن ان اثمهما عليهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنهما
اور میان دیکہا کرتی ہین اور کچھہ نہین کہتی اس خیال مین ہین کہ ان دونکا گناہ اونپر ہی مجھپر نہین ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہین کہ جو گناہ اونسی ہوگا وہ پکڑا جاویگا

ومسئول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم راع
اور اوسی پوچھہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وكلكم مسئول عن رعيته فاذا علم الانسان ان يسئل عن عبيده وامائه يوم القيمة لا يتركهم كالبهايم
اور نگہبانی کی سب سی پوچھہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیون کی مجھسی پوچھہ ہوگی تو اونکو شتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط ديني ولا زاجر شرعي بل يسلكهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم
بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کیوں چھوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی مین باندہی اور احکام دینی مین گھیری اور عذاب اخروی کی

عن موجبات العقوبات الاخروية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا فان الاهل
اسباب سی بچاوی اللہ تعالی فرماتا ہی اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنی گھر والوں کو اس آگ سی بیشک لفظ اہل کا

وان کان الاصل فیه ان یطلق علی القرابة لکن یطلق علی الاتباع ایضا ولا یبعد ان یکون المراد ههنا هذا

اگرچہ اصل مین قرابت دارپر بولتی ہین لیکن اتباع کو بھی کہتی ہین اور کیا بعید ہی کہ یہان عموم کی جہت سی

المعنی لعمومه فعلی هذا یجب علی المؤمن ان یعلم عبیده وامائه من احکام الاسلام قدر ما یجب علیهم

یہہ ہی معنی مراد ہون اس تقریر کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی غلام لونڈیون کو احکام دینی جسقدر او نپر واجب ہین سیکہا دیوی

ثم یامرهم باداء الفرائض والواجبات وینهاهم عن ارتکاب المعاصی والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا

پہر اونسی فرایض اور واجبات اداکرائی اور معاصی اور محرمات پر عمل کرنیسی منع کردی پہلی تو نرمی سی پہر اگر نہ مانین

یغلظ الکلام علیهم فان ابوا یضربهم فمن لم یدخل منهم طریق الصلاح بعد ذلک یبیعه لانه مادام

تو زبانی دہمکاکر پہر بہی اگر باز نہ آوین تو مارکر پہر بہی اگر کوئی اونمین سی طریقہ خوبی کا نہ لی تو اوسکو بیچ ڈالی اسلئی کہ جب تک اسکی ملک

فی ملکه یجب علیه حفظه کما قال قاضیخان فی فتاوئه رجل له عبد مریض لا یقدر علی الوضوء عن

مین رہیگا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین ایک شخص کی پاس غلام بیمار ہی وضو نہین کرسکتا

محمد یجب علی المولی ان یوضیه لانه مادام فی ملکه کان علیه تعاهده لکن ینبغی ان یعلم ان المولی و

امام محمد سی ہی کہ مولی پر وضو کرانا واجب ہی اسلئی کہ جبتک اسکی ملک مین ہی تب تک اوسکا ذمہ دار ہی لیکن سمجہنا چاہئی کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز له ان یضرب عبده اذا اتی بما لا یوجب الحد لکن اذا اتی بما یوجب الحد فلیس له ان یقیم علیه

جایز ہی اگر وہ ایسی خطا کری کہ جسمین حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمین حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہین ہی کہ مقدمہ پیش کئی پر جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاکم بعد المرافعة الیه وثبوته عنده فاذا اقام علیه الحد ولم ینزجر یبیعه ولو بثمن بخس

ثابت کرکر حکم نہ دی اسپر حد جاری کری پہر جب اوسپر حد جاری ہوچکی تو بہی نہ بازآوی تو بیچ ڈالی اگرچہ کم داموں سستا

لما روی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال اذا زنت امة احدکم فتبین زناها فلیجلدها بحد ولا یثرب علیها ثم ان

اسواسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کری اور وہ ظاہر ہوجاوی تو اوسکو حد مارنی چاہئی اور اوسکو کچہہ سرزنش نہ کری پہر اگر

زنت فلیجلدها بحد ولا یثرب علیها ثم ان زنت الثالثة فلیبعها ولو بحبل من شعر وفی ذکر الامة علی الاطلاق

دوبارہ زنا کری تو پہر حد مارنی چاہئی اور کچہہ سرزنش نہ کری پہر اگر تیسری دفعہ زنا کری تو اوسکو بیچ ڈالی اگرچہ بدلہ بال کی رسی کی اور مطلق لونڈی کی ذکر کرنی مین

اشعار بان حدها منکوحة کانت او غیرها الجلد لانه نصف جلد الحرائر لقوله تعالی فان اتین بفاحشة

یہہ اشارہ ہی کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ درہ ہین اتنا ہی کہ آزاد عورت سی آدہی بدلیل اس آیت کی پہر اگر کرین بیحیائی کا کام

فعلیهن نصف ما علی المحصنت من العذاب والمراد بالفاحشة فی الاٰیة الزنا وبالمحصنت الحرائر وبالعذاب

تو اونپر ہی آدہی مار جو بی بیون پر مقرر ہی اور مراد لفظ فاحشہ سی اس آیت مین زنا ہی اور محصنت سی مراد آزاد عورتین ہین اور عذاب سی مراد

الجلد لا الرجم لانه لا یتنصف واستدل الشافعی بهذا الحدیث علی ان للمولی اقامة الحد علی مملوکه وقال

درہ ہین سنگسار نہین ہی کیونکہ سنگسار کا آدہا نہین ہی اور امام شافعی نی اس حدیث سی استدلال کیا ہی کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہی اور

الحنفیون لیس له ذلک الا باذن الامام لقوله علیه السلام اربع الی الولاة وذکر منها الحدود والولاة جمع الوالی

حنفی کہتی ہین کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہین ہی بدلیل اس حدیث کی کہ چار باتین والیون کی اختیار مین ہین اونہی مین حدود کو ذکر کیا اور ولاۃ جمع والی کی ہی

وهو اذا اطلق ینصرف الی من له ولایة عامة وهو السلطان او نائبه واما التصریح بالنهی عن التثریب

اور اسکو بی قید بولتی ہین تو وہ حاکم مراد ہوتا ہی جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سی لونڈیون کو

علیها بعد الامر بجلدها فلان عقوبة الزنا قبل ان یشرع الجلد کان التثریب وهو التوبیخ والتعییر

بعد حکم دینی درہ زنی کی اسواسطی ہی کہ زنا کی عقوبت درہ مقرر ہونی سی پہلی تثریب تہی یعنی جہڑکنا اور شرم دلانی

فيكون معنى الحديث لا يقتصر على تعييرها بل ليقم عليها الحد وقيل معناه لا تثريب عليها بعد اقامة الحد
تو معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ سرزنش پر اکتفا نکرین بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی اور بعضی کہتی ہین اسکی معنی یہہ ہین کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہین ہی

عليها واما الامر ببيعها في الثالثة فلما فيه من ترك المخالطة مع الفساق واهل المعاصي فان قيل كيف يكره
اور رہا حکم بیچ دینیکا تیسری دفعہ مین سو اسلئی ہی کہ اسمین فساق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چہوٹتی ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی

شيئا لنفسه ويرتضيه لاخيه المسلم مع انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب
کہ ایک شی کو اپنی لئی برا سمجہی اور بہائی مسلمان کی لئی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مؤمن نہوگا کوئی تم مین سی جبتک کہ پسند کری واسطی بہائی

لنفسه فالجواب انه يبيعها على قصد ان تستعف عند مشتريها بضبطها او بالاحسان اليها والتوسعة عليها
مسلمان کی جو پسند کری اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جاکر اوسکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی

وذكر في نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان يشتم مماليكه كل يوم وكل ساعة لا يقبل شهادته وان كان
اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلامون کو ہر روز اور ہر وقت گالیان دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبہی کبہی گالی دیتا ہو

احيانا تقبل ان لم يكن قذفا وان كان قذفا يسقط العدالة ويوجب الجلد لكن لا يضرب في الدنيا لان المولى
تو گواہی اوس صورت مین قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہین رہتا اور درہ مارنی آتی ہین لیکن دنیا مین نہین اسلئی کہ مولی پر

لا يعاقب في الدنيا بسبب عبده بل يضرب في الآخرة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من قذف
دنیا مین غلام کی جہت سی عقاب نہین ہوتا بلکہ آخرت مین لگینگی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی غلام کو

مملوكه وهو بريء مما قال جلد يوم القيمة الا ان يكون كما قال وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه عن عامر الشعبي
گالی دی اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہی تو قیامت کی دن درہ لگینگی الا اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابو اللیث تنبیہ مین عامر شعبی سی روایت کرتا ہی

انه قال استسقى رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل بيت فدعت المرأة خادمتها فابطأت
کہ ایک شخص نی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی گہر والی نی لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی

فقذفتها فقال ذلك الرجل اما انك تستحدين لها يوم القيمة او تقيمين اربعة انها كما قلت فاعتقها
پہر بی بی نی اوسکو گالی دی پہر اوس شخص نی کہا سنتی ہی بیشک قیامت کی دن تیری حد لگیگی یا چار گواہ لاؤ کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو کہتی ہی پہر بی بی نی اوسکو آزاد کردیا

قال عسى ان يكفر هذا عنك هذا الحديث وان دل على ان قذف المملوك يوجب الحد لكن لا
اوس شخص نی کہا امید ہی کہ تیرا یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد

يحد به لعدم الاحصان فيه لان شرط الاحصان في حد القذف خمسة الحرية والاسلام والعقل و
واجب نہین ہوتی اسلئی کہ محصن نہین ہی اسلئی کہ حد قذف مین احصان کی شرطین پانچ ہین آزادگی اور اسلام اور عقل اور

البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم يوجد فيه واحد من هذه الشروط الخمسة لا يكون محصنا فقذفه
بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پہر جسمین ان پانچ شرطون مین سی کوئی سی ایک ہی موجود نہو گی تو وہ محصن نہین ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہین آتی

لا يوجب الحد بل يوجب التعزير البالغ غايته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابي حنيفة وعند ابي يوسف في
بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی انتالیس درہ ہین اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک

رواية خمسة وخمسون وفي رواية تسعة وسبعون فان لم يضرب في الدنيا يضرب في الآخرة بسياط
روایت مین پچپن درہ ہین اور ایک روایت مین اناسی درہ ہین سو دنیا مین اگر نہ لگینگی تو آخرت مین سب کی سامنی آگ کی درہ لگینگی

من النار على رؤس الاشهاد ومن يوجد فيه هذه الشروط الخمسة كلها يكون محصنا ويوجب قذفه الحد
اور جسمین یہہ پانچون شرطین تمام موجود ہون تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوطا للحر ونصفها للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون
یعنی اسی درّہ آزاد کی لئے اور آدھی غلام کی لئے اور گواہی بہی مقبول نہوگی اگرچہ توبہ کرین بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتی ہین

المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
قیدوالیون کو پہر نہ لائی چار شاہد تو ماروا اونکو اسی چوٹ قمچی کی اور نہ مانو اونکی کوئی گواہی کبہی اور وہ ہی لوگ ہین

الفسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان الذين يرمون المحصنت
بی حکم مگر جنہون نی توبہ کی اس پیچہی اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتی ہین پاک عورتون پر

بالزنا ثم لم ياتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وجوب جلدهم ورد شهادتهم وكونهم فاسقين الا
پہر نہین لاتی چار گواہ تو اونپر تین حکم جاری ہونگی بالضرور درہ مارنی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہین پر اتنا ہی

انهم ان تابوا واقروا بالكذب وبراءة المقذوف واستحلوا منه واصلحوا ما افسدوا من كسر العرض وهتك الستر
کہ اگر وہ توبہ کرین اور اپنی جہوٹ اور مقذوف کی برات کی قائل ہون اور اوس سی معاف کرالین اور جو خرابی کی تہی اوسکو درست کرین یعنی بی آبروئی اور پردہ دری

يرتفع عنهم الفسق للاستثناء الواقع في الاية ولا يرتفع عنهم الجلد ولا رد الشهادة عند العلماء الحنفية والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا اسلئی کہ آیت مین استثناء واقع ہی اور درّہ معاف نہین ہوسکتی اور نہ گواہی مقبول ہوسکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہی

ان في الاية تصريحا بترتيب الاحكام الثلثة عليهم بمجرد العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
کہ آیت میں صاف تینون حکم اونپر مرتب کر رکہی ہین گواہ گذرانی سی عاجز ہوتی ہی لازم ہین اور کچہہ شرط نہین ہی کہ حقیقت اور نفس الامر مین

ونفس الامر لان القذف خبر يحتمل الصدق والكذب الا انهم يهتك ستر العفة بلا فائدة حيث عجزوا عن الاثبات
جہوٹ ہووی اسلئی کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکہتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کرکر کہ ثابت نکرسکی

كانوا فاسقين مستحقين للعقوبة التي هي الجلد ورد الشهادة وان كانوا صادقين في نفس الامر اذ قال الله تعالى
فاسق ہوگئی اور سزاوار اس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور رد شہادت اگرچہ واقع مین سچی ہی ہون اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا عليه باربعة شهداء فاذ لم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبون فعلم من هذا ان ما لا حجة
کیون نہ لائی وہ اس بات پر چار شاہد پہر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہان وہ ہی ہین جہوٹی اس سی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہوسکی

عليه فهو في حكمه تعالى كذب ولذلك رتب عليه الحد لعدم الفائدة في الاخبار به من الحسبية
وہ حکم الہی مین جہوٹ ہی اسی لئی اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر مین کوئی سا فائدہ نہین ہی نہ تنبیہ

والزجر والسياسة بل هو مجرد هتك الستر وكسر العرض وهذا اذا كانوا صدقين فكيف اذا كانوا
اور نہ زجر اور سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت مین ہی اگر سچی ہون پہر کیا کہون اگر

كذبين وهم يحسبونه هينا وهو عند الله عظيم ولهم في الاخرة عذاب اليم نعم من راى رجلا يزني
جہوٹی ہون اور وہ لوگ سہل سمجہتی ہین اور وہ اللہ کی ہان بڑی ہی اور اونکی لئی ہی آخرت مین دکہہ کی مار ہی ہان جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکہی

يحل له ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدق انه قتله لانه راه يزني

المجلس السابع والسبعون

تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہین کرتا کہ ثابت نکرسکیگا کہ مین نی زنا کرتا دیکہہ کر قتل کیا ہی

ستترون مجلس

في بيان حرمة اللواطة وعقوبتها وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما
اغلام کی حرمت کی بیان مین اور اوسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہکو بڑی سی بڑا خوف

اخاف على امتي عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر وفيه تنبيه عظيم على كون عملهم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی اور اسمین بڑی تنبیہ ہی کہ اونکا یہہ عمل

من اعظم الذنوب ولهذا عاقبهم الله تعالى بما لم يعاقب به امة من الامم وجمع عليهم من انواع العذاب ما لم
اعظم المعاصی سے ہی اسیواسطے اللہ تعالی نے اونکو ایسا عذاب دیا کہ تمام امتوں میں سے کسیکو نہیں دیا اور اونپر کئی قسم کی عذاب جمع کر دیئے جو اور کسی
يجمعه على غيرهم من بنى آدم وذمهم وكرر قصتهم فى عدة سور من كتابه الكريم ليحق يرتدع من عملهم الذين يؤمنون
بنی آدم پر جمع نہیں کئے اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کے
بالله واليوم الآخر اشد الارتداع ويحترزوا عنه وعن مباديه كالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد
دن پر ایمان لاتے ہیں اس سے خوب باز آویں اور اوس سے اور اوسکے اسباب سے جیسا دیکھنا اور پاس بیٹھنا اور ہاتھ لگانا اور منہ چومنا
الاحتراز ولا يقربوا منه ولا يحوموا حوله فضلا عن ان يفعلوه اذ قد روى ان طباع جميع الحيوانات
خوب احتراز کریں اور اسکے پاس نہ بیٹھیں اور اسکی گرد نہ جاویں کرنیکا تو کیا ذکر ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کے اس عمل کی
يا باه الا الخنازير والقرد وفى رواية الا الخنزير والحمار فمن يميل طبعه اليه يكون فى الدناءة والخساسة
نفرت کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہے سوای سور اور گدھے کی پھر جسکی طبیعت اوسطرف مایل ہووی تو وہ دناءت اور خساست
والخباثة مثل الخنزير والقرد والحمار بل هو ادنى منها حالا لما روى انه عليه السلام قال الخنازير والقرد
اور خباثت میں سور اور بندر اور گدھے کی برابر ہے بلکہ اونسے بھی بدتر اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سور اور بندر
اعقل عند الله تعالى ممن يرتكب المعاصى وذلك لان من يرتكب المعاصى على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار
اللہ کی نزدیک اوس سے زیادہ ہوشیار ہیں جو معاصی اختیار کرتا ہے اسلئے کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہے بے توبہ اور استغفار کے
يكون من الذين قال الله تعالى فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم فى كون مشاعرهم
وہ اون لوگوں میں ہے جنکو اللہ تعالی فرماتا ہے وہ جیسے چوپائے بلکہ اونسے زیادہ بے راہ کیونکہ اللہ تعالی اونکو بہایم سے تشبیہ دی کہ اونکی دل و دماغ
متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة عليها وعدم التفكر فيما يقرع آذانهم من الآيات وعدم الانتفاع بها بل
اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر اسی کی ہو رہی اور اونکا کچھہ فکر نہیں ہے جو آیات سنتی ہیں اور اونسے کچھہ نفع نہیں لیتی ہیں بلکہ ایسی لوگوں کو
جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شأنها ان تدركه من المنافع والمضار وتجتهد غاية جهدها فى جلب
اونسی بھی گمراہ ٹھیرایا کیونکہ ڈنگر تو وہ نفع سمجھتی ہیں جو اونکی سمجھ کے لایق ہے فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتی ہیں
ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء ليسوا كذلك حيث لا يميزون
اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتی ہیں اور یہہ لوگ بدکار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہہ منفعت
بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم فى جلب ما يضرهم وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم ولا يعرفون
اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کھونی پر ٹوٹے پڑتی ہیں اور اپنی پروردگار کی فرمان برداری نہیں کرتی اوسنے اونکی احسان.
احسانه اليهم من اساءة الشيطان الذى هو عدوهم ويقدمون على العذاب الاليم ولا يقدمون على
کی تمیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سے جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہے اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں اور عیش دائمی
النعيم المقيم ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم
کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اون لوگوں میں داخل ہیں جنکو اللہ تعالی فرماتا ہے جانتے ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وہی لوگ آخرت سے
غافلون يعنى انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر
خبر نہیں رکھتے یعنی وہ لوگ دنیا میں سے یہہ ہی حقیر بے حقیقت کو سمجھہ رہی ہیں اور وہ ہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام
احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الآخرة التى هى مطلب الاعلى والمقصد الاقصى غافلون
حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا و ہوس کی مناسب اور یہہ لوگ آخرت سے جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہے غفلت میں ہیں

لا يخطرونها ببالهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيها حتى يحصل لهم علم بها

اسکا خیال دلمیں نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سی اوسپر نظر نہیں ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھہ آوی اور نہ اوسمیں فکر کرتی ہیں تاکہ اونکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل

کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاہ

الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر في احوالها المتغيرة وهم قصروا النظر على الظواهر الحسية كالبهائم ولم يتفكروا في

کرنیکی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرنیکی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہوسکتا اور اونہوں نی ڈنگروں کی طرح صرف ظاہر پر حقیقت پر نگاہ کر رکھی ہی

عجائب صنعه تعالى ليستدلوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلموا ان ما اخبر به من امور

اور عجائبات صنع الہی میں فکر نہیں کرتی تاکہ اوسکی ذریعہ سی اوسکی وجود اور صفات پر استدلال کرسکیں جسپر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وكون المكلفين فيها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صلاح الاعمال

آئی ہی امور ممکنہ ہیں انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمیں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پہر بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد للمعاصي والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جميعا بل قد قيل فساد

آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا تو علم کا فساد ہی یا تو قصد کا فساد یا مگر دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں

القصد من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم

قصد کا فساد بہی علم کی فساد میں سی ہی اسلیئی کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو وہ ادہر رغبت نہیں کرتا تو دیکہتا نہیں کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم عليه نعم هذا ان الايمان الحقيقي هو الذي يحمل صاحبه على فعل

کہ فلانی لذیذ کہانی میں زہر ملا ہی تو اوسمیں ہاتہہ نہیں ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی جس سی آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ينفعه في الاخرة وترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه في الاخرة ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا

اور مضرات اخروی کو چہوڑی پہر اگر آدمی نہ تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چہوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی

بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا

بلکہ زبانی ہی دلی نہیں کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکہہ رہا ہی تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو اودہر لیجاوی اور سعی کرکر

عن ان يسعى في دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يهمل عن طلبها بل يسعى في دخولها

داخل ہوئیگا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب میں سستی نہیں کریگا بلکہ سعی کرکر داخل ہوگا

وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه في امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه نعم هذا كل من اعتاد

اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار میں لگتا ہی تو اپنی دلمیں سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بیان کی موافق

ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبهه سائر الجرائم وهذا اختلف العلماء

جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑجاوی تو اوسکا ایمان حقیقی نہیں ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤں سی نہیں ملتی اسہی لئی اسکی حد میں علماء کو اختلاف ہی کہ

في حده فذهب قوم الى ان الفاعل يحد حد الزنا فانه ان كان محصنا يرجم وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلدة

ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پہر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصن نہیں تو سو درے ماریں

وهو قول الشافعي وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصري وعطاء والنخعي وقتادة والاوزاعي وذهب قوم

اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتادہ اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب

الى انه يرجم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به وهو قول مالك واحمد واستدلوا على ذلك بان الله تعالى

کہ سنگسار کریں محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اوسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ اللہ تعالی

اهلك قوم لوط بالرجم كما قال فی محكم تنزيله وامطرنا عليهم حجارة من سجيل ووجه الاستدلال ان شريعة

نے قوم لوط کو پتھراؤ سی ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب میں فرمایا ہی اور برسائی ہمنی اونپر پتھر بان کھنگر کی وجہ استدلال کی یہہ ہی کہ پہلی شریعتین

من قبلنا شريعة لنا اذا قصته بلا انكار ولم يظهر نسخها وقد حكيت بلا انكار ولم يظهر نسخها بل روى انه عليه السلام

بعینہ ہماری شریعت ہی اگر اوسکا بیان بلا انکار چلا آوی اور اوسکا نسخ ظاہر نہووی اور اسکی حکایت بلا انکار ہی اور اسکا نسخ بہی ظاہر نہیں ہی بلکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق عليه الصحابة وان اختلفوا فی كيفيته فان

فرمایا جسکو دیکہو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہی تو فاعل اور مفعول بہ دونو کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہین اگرچہ طریقہ قتل مین مختلف ہین کیونکہ

اربعة من الخلفاء احرقوه وهم ابو بكر وعلی وعبد الله بن زبير وهشام بن عبد الملك ويروى عن ابی بكر انه قال يهدم

چار خلفاء نی اوسکو جلا دیا ہی یعنی ابو بکر اور علی اور عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نی اور ابو بکر سی یہہ بہی روایت ہی کہ کہتا تہا اوسکی اوپر

عليه البيت وقال ابن عباس ينظر اعلی بناء فيرمی منه منكوسا ثم يتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلكوا كذلك حيث

گہر کو گرا دین اور ابن عباس کہتی ہین ایک بلند مکان تجویز کرکی اوسپرسی اسکو سر کی بل گرا دین پہر ترت پتہر مارین سئی کہ قوم لوط اسیطرح ہلاک کیا گیا ہی کیونکہ

حملت قريتهم ونكست بهم ولا شك فی اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذكر صدر الشريعة فی درر الاحكام ان الصحابة

انکی گانوکو اوٹہا کر اوندہا ڈالدیا تہا اور بیشک جب وہ گری ترت انکی اوپر مکان گری اور صدر الشریعہ نی درر الاحکام مین ذکر کیا کہ صحابہ

اختلفوا فی موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتنكيس من محل مرتفع واتباع الاحجار وعند ابی حنيفة يعزر

اسکی سزا مین یعنی آگ مین جلانا اور اوسپر دیوار گرانا اور اونچی مکان سی اوندہا گرا کر ترت پتہر مارنی اختلاف کرتی ہین اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کو ایسی ہی

بامثال هذه الامور وهذا هو المناسب فی هذا المحل لغلظ الجناية ووجود الموافقة للصحابة فان التعزير بهذا الوجه و

تعزیر دین اور اس محل مین یہہ ہی مناسب ہی کیونکہ گناہ بہت سخت ہی اور صحابہ کی رائی سی اتفاق ہی بیشک اسطرح کی تعزیر

ان كان فوق الحد لكن يجوز علی طريق السياسة حتی لا يبقی للوطی رخصة فی الميل الی اللواطة فان عدم لزوم الحد

اگرچہ حد سی زیادہ ہی لیکن سیاست کی واسطی جایز ہی تاکہ لوطی کی واسطی لواطت کی طرف سہارا رغبت کا باقی نرہی اور حد کا لازم نہونا

فيها عند ابی حنيفة ليس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جميع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لكون خبثها

اس گناہ مین امام ابو حنیفہ کی نزدیک اسلئی نہین ہی کہ یہہ گناہ ہلکا ہی کیونکہ اسکی حرمت تو اونکی اور تمام علماء کی نزدیک زنا کی حرمت سی برتر ہی بلکہ اسکی خباثت

مركوزا فی الطباع لان المحل مستقذر لا يميل اليها من له طبع سليم ولا تستند عی زاجر للامتناع عنها بل اكتفی فيها

جو دلون مین گڑی ہوئی ہی کیونکہ یہہ جگہہ نجس ناپاک ہی جسکی طبیعت سلیم ہی ادہر کبہی خیال نہین کرتا نہ اوسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہی بلکہ یہہ ہی نفرت طبعی

بالمانع الطبعی كما اكتفی به فی اكل الرجيع وشرب البول لكن لما كان فی النفوس الخبيثة المتعدية لحدود الله تعالی اقوی الداعی

بکنے کو کافی ہی جیسی کہ نفرت طبعی گوہ کہانی اور موت پینی مین کافی ہی لیکن چونکہ خبیث نفسون کو جو حدود الٰہی سی تجاوز کرتی ہین اور ہر بڑا شوق ہی تو خوب سختی سی

اليها وجب الزجر عنها بابلغ وجه فانها فی هذا الزمان قد شاعت فی هذه الامة المحمدية وانتشرت بين عربها وعجمها وعالمها و

روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ مین درمیان امت محمدی کی بہت پہیل گئی ہی اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور

جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا كانوا يفتخرون بها ويلومون من لا امرد له ويطعنون فيه ويقولون انه

جاہل اور خاص وعام مین منتشر ہوکر یہہ نوبت ہوگئی ہی کہ اسمین فخر کرتی ہین اور جسکی پاس امرد نہووی اوسکو ملامت اور طعن کرتی ہین کہتی ہین یہہ

ليس بادمی ولا مذاق له ويفتخرون بقيام الامرد بين ايديهم ويلبسونه احسن الثياب من المحرمات ليری علی احسن

کیا آدمی ہی اوسکو کچہہ مذاق نہین ہی اور ناز کرتی ہین کہ اونکی سامنی امرد موجود ہی اور اوسکو اچہی اچہی حرام کپڑی پہناتی ہین تاکہ اچہی صورت نظر آوی

الهيئة وقد روی انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار فان هذا الوعيد

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ مرد اوسکی آگی تصویر کی طرح کہڑی رہین تو وہ اپنی بیٹہک دوزخ مین بناوی بیشک یہہ وعید

فی

فی قیام الرجال فکیف فی قیام المردة الذین لا یجوز النظر الیہم علی ما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحا لا یجوز
مردون کی قیام میں بھی پہر امرد کی قیام پر جنکی طرف دیکھنا بھی جایز نہیں دیکھیئی کیا ہوتا ہی چنانچہ نوازل میں مذکور ہی کہ اگر لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکھنا جایز نہیں ہی

النظر الیہ لما روی انہ علیہ السلام قال وایاکم ومجالسة اولاد الاغنیاء فان لھم صورة العورة وفتنتھم اشد من
کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سے کیونکہ انکی صورت عورت کی سی ہوتی ہی اور انکا فتنہ عورتون کی

فتنة النساء وذکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمہ حکم الرجال وان کان
فتنہ سے بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردون کی حد کو پہنچی اور خوب صورت نہووی تو اوسکا حکم مردون کا سا ہی اور اگر

صبیحا فحکمہ حکم النساء وھو عورة من قرنہ الی قدمہ لا یحل النظر الیہ عن شہوة واما السلام والنظر لا عن شہوة
خوب صورت ہووی تو اوسکا حکم عورتون کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سے پانوتک بنظر شہوت اوسکو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرنی اور بی شہوت دیکھنی میں

فلا باس بہ ولھذا لم یؤمر بالنقاب وقد جاء فی الاخبار ان عبد اللہ بن عمر کان جالسا فی باب دارہ مع بعض صحابہ
کچھ مضائقہ نہیں اور اسہی لئی اوسکو منھہ ڈھکنی کا حکم نہین ہی اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی گھر کی دروازہ میں اپنی یارون کی ساتھہ بیٹھی تہی سو اونہون نی

فرای غلاما صبیحا قد اقبل من السکة فقام ودخل دارہ فلما قالوا ذھب خرج من الدار فقیل لہ ھذا من عندک
ایک لڑکا خوبصورت دیکھا کہ کوچہ میں سی سامنی آگیا تو کہڑی ہوکر گھر میں گھس گئی جب یارون نی کہا وہ چلا گیا تب گھر میں سی نکل کسینی پوچھا یہ اپنی طرف سی احتیاط ہی

یا ابا عبد الرحمن ام سمعت شیئا من رسول اللہ علیہ الصلوة والسلام فقال سمعت رسول اللہ علیہ السلام یقول النظر
یا ابو عبد الرحمن یا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی جواب دیا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتی تہی کہ لڑکون کی طرف

الیہم حرام والکلام معھم حرام ومجالستھم حرام وقال القاضی سمعت الامام یقول ان مع کل امرأة شیطانین ومع
دیکھنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی میںنی امام سی سنا ہی کہتی تہی بیشک ہر عورت کی ساتھہ دو شیطان ہوتی ہیں اور ہر

کل غلام صبیح ثمانیة عشر شیطانا وکان محمد بن الحسن صبیحا وکان ابو حنیفة یجلسہ خلفہ او خلف ساریة المسجد
خوبصورت لڑکی کی ساتھہ اٹھارہ شیطان ہوتی ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت تہی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقوی کی اونکو اپنی پس پشت بٹھایا کرتی تہی یا مسجد کی ستون

حتی لا یقع علیہ بصرہ مخافة خیانة العین مع کمال تقواہ وقال سفیان یکون فی ھذہ الامة ثلثة اصناف من
تاکہ اوسپر نگاہ نپڑی مبادا آنکہ سی خیانت ہووی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت میں تین قسم کی لوطی ہونگی

اللوطیین صنف ینظرون وصنف یصافحون وصنف یعملون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبہ الی
ایک قسم ہیانبینی والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور لڑکون میں بہ نسبت عورتون کی بڑا فتنہ ہی اسلئی کہ اگر کسیکا دل عورت پر

امرأة یمکن استباحتہا بالنکاح والنظر الی وجہ الصبی یورث الحب فلا یمکن استباحة اللواطة بوجہ من الوجوہ
مبتلا ہو تو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکون کو دیکھنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطة کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہین ہی

فاذا غلب علیہ محبتہ یرتکب الفعل القبیح ویکون من الھالکین المستہزءین بایات اللہ تعالی ودینہ اذ قد یشتد بینہما
پہر جب اوسکا عشق غالب ہوویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہوکر آیات اور دین الہی سی چہل کرنیوالون میں ٹہریگا کیونکہ بعضی دفعہ دونون میں

الاتصال ویحصل فیہما من الاقتران والمخالطة مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان فجار الفسقة یسمونہما زوجین
نہایت محبت ہوجاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور رلنا ملنا ایسا ہوتا ہی جیسی میان بی بی میں یہان تک کہ فاسق بدکار اونکو خصم جورو نام رکہتی ہیں

ویقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون یسمعون قولہم ویرون حالہم ولا یمنعونہم بل یضحکون ویعجبہم مثل ذلک
اور کہتی ہیں فلانی نی فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹھنی والی اونکی یہ باتین سنا کرتی ہیں اور اونکا حال دیکھا کرتی ہیں اور منع نہیں کرتی بلکہ ہنسا کرتی ہیں اور ایسی چہل بہت

المزاح ولا یبالون بخروج الایمان والاسلام عنہم وقد قال قاضیخان فی فتاواہ یکرہ بیع الغلام الامرد من رجل فاسق
پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتی یا رہی کچھہ خیال نہیں کرتی اور قاضیخان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کی ہاتہ بیچنا مکروہ ہی

بعلم انہ یعصی اللہ تعالی بہ لانہ اعانۃ علی المعصیۃ واتفق العلماء من السلف والخلف علی کون اللواطۃ حراما
جسکو جانتا ہو کہ اسمہ کا نافرمان ہی کیونکہ اسمین معصیت کی امداد ہی اور تمام علماء متقدمین اور متاخرین لواطۃ کو حرام کہتی ہین

لانہ تعالی خلق الخلق ذکرا وانثی وخلق لکل منہما اعضاء لیصرف کل منہما کل واحد من تلک الاعضاء الی ما خلق
کیونکہ اسمہ تعالی نی خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہی اور ہر یک کو اعضا الگ الگ دئی تا ہر یک نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضاء کو اوسہ ہر صرف کرین جسکو واسطی پیدا کئی ہین

لہ وجعل الانثی محلا للحرث کما اخبر بہ فی کتابہ وقال نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم فہل یلیق للعاقل
اور عورت کو محل پیدایش کا بنایا چنانچہ اپنی کتاب مین خبر دی ہی عورتین تمہاری کہیتی ہین تمہاری سو جاؤ اپنی کہیتی مین جہانسی چاہو پہر عاقل کو کیا لایق ہی

ان یصرف عضوا من اعضائہ الی غیر ما خلق لہ وہل یمکن لہ الحرث فیما لیس محلا للحرث فان قیل سلمنا ان الغلام
کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضا مین سی خلق الہی سی بی محل صرف کری بہلا کہیتی کب ممکن ہی ایسی جگہہ جو محل کہیتی کا نہین پہر اگر کوئی کہی کہ یہہ تو مانا کہ لڑکا

لیس محلا للحرث لکنہ محل لقضاء الشہوۃ واستیفاء اللذۃ فاذا کان مملوکا لم لا یجوز لصاحبہ ان یتصرف فیہ
کہیتی کا محل نہین ہی لیکن محل قضا شہوت کا اور استیفا لذت کا تو ہی پہر اگر وہ مملوک ہووی تو مالک کو اوسمین ویسا تصرف کیون نہین جایز ہی

کما یتصرف فی سائر املاکہ من الماکولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان کان لہ ان یتصرف فی مالہ لکنہ
جیسے اور تمام املاک مین تصرف کرتا ہی کہانی اور پہنی مین تو جواب یہہ ہی کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال مین ہر طرحکا تصرف حاصل ہی پر اوسکو

محجور عن التصرف التام فیہ لان ما فی یدہ من المال لیس لہ فی الحقیقۃ بل ہو فی یدہ عاریۃ اذن لہ فی الشرع ان یتصرف
غلام مین پوری تصرف سی ممانعت ہی اسلئی کہ جو مال اسکی قبضہ مین ہی حقیقت مین اسکا نہین ہی بلکہ اسکی قبضہ مین مستعار ہی شرع سی یہہ اجازت ہی کہ اوسمین

فیہ بوجہ ومنع عن التصرف فیہ بوجہ اخر ولم یاذن لہ الشرع ان یتصرف فی ہذا المحل المکروہ لغایۃ خباثتہ ونہایۃ
ایک طرح کا تصرف کری اور ممانعت ہی کہ ایک اور وجہ سی تصرف نکری اور شرع نی اجازت نہین دی کہ اس محل مکروہ مین تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت درجہ کی

قذارتہ الا تری ان وطی الزوجۃ فی القبل مع کونہ حلالا قد وقع المنع عنہ حال الحیض لاجل الاذی بقولہ تعالی
نجاست ہی کیا معلوم نہین کہ جماع بی بی کا قبل مین باوجودیکہ حلال ہی کبہی اوس سی بہی ممانعت ہی جیسی حیض مین گندگی کی سبب سی واسطی ارشاد الہی کی

ویسئلونک عن المحیض قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض وہی ایام یسیرۃ من الشہر فکیف لا یمنع عن موضع
اور پوچہتی ہین تجہسی حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پری رہو عورتونسی حیض کی وقت اور وہ تمام مہینی مین چند روز ہوتا ہی پہر کیونکر نہ ممانعت ہووی ایسی جگہہ سی

لا یفارق النجاسۃ التی اشد من دم الحیض اصلا فعلم من ہذا ان مجرد الملک لا یقتضی التصرف فیما لم یاذن فیہ
جہانسی نجاست اصلا نہین دور ہوتی جو کہ حیض کی خون سی زیادہ تر نجس ہی اس سی معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سی یہہ نہین ہو سکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کری

الشرع الا تری ان الامۃ المجوسیۃ والوثنیۃ مع کونہا محلا للحرث لا یجوز لصاحبہا ان یتصرف فیہا بالتقبیل والتفخیذ
کیا تو نہین دیکہتا کہ لونڈی مجوسیہ آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کہیتی کا ہی لیکن اوسکی مالک کو جایز نہین کہ اوسمین کچہہ تصرف کری بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ

وغیرہما من دواعی الجماع فضلا عن الجماع وکذا البہیمۃ مع کونہا محلا لقضاء الشہوۃ لا یجوز لمالکہا قضاء الشہوۃ فیہا
جو جماع کی لوازم مین جماع کی تو کہان نوبت ہی اور ایسی ہی چوپایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہو سکتی ہی پر مالک کو چوپایہ سی قضاء شہوت جایز نہین ہی جب یہہ بات مسلم ہوئی

اذا تقرر ہذا فالواجب علی کل مسلم ان یحترز عن ہذا الفعل القبیح لما روی انہ علیہ السلام قال من عمل قوم لوط
تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل بد سی کنارہ کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قوم لوط کا سا عمل کیا

یعذب فی النار منکوسا وروی ایضا انہ علیہ السلام قال اذا علا الذکر الذکر اہتز العرش وتقول السموات ربنا
دوزخ مین اوندہا پہینکا جاویگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب نر پر نر چڑہتا ہی تو عرش کانپ اوٹہتا ہی اور افلاک کہتی ہین کہ ای رب ہمکو

یا رب ایذن لنا باہلاکہ وتقول الارض یا رب مرنا ان نبتلعہ فیقول اللہ تعالی دعوہ فان طریقہ علی ووقوفہ بین یدی
حکم دی اسکو ہلاک کر ڈالین اور زمین کہتی ہی ای رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگلجا وین اللہ تعالی فرماتا ہی تم جانی دو اسکا رستہ میری طرف ہی آخر میری سامنی کہڑا ہونا ہی

وروی ایضا انه علیه السلام قال لو اغتسل اللوطی بالبحار السبع لم یجئ یوم القیمة الا جنبا وذکر فی الفتاوی
اور یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا لوطی اگرچہ ساتون دریامین نہاوی پہر قیامت کی دن ناپاک ہی آویگا اور فتاوی

الصوفیة عن سفیان ان اللواطة لا تکون فی الجنة لان الله تعالی استبعدها واستقبحها وقال ما سبقکم بها
صوفیہ مین سفیان سی نقل ہی کہ لواطت جنت مین نہین ہوگی کیونکہ اللہ تعالی نی اسکو بہت مستبعد اور بدتر ٹہرایا ہی اور فرمایا تم سی پہلی نہین کی

من احد من العلمین وسمّاها خبیثة حیث قال ونجیناه من القریة التی کانت تعمل الخبائث والجنة منزهة
یہہ کسینی نی جہان مین اور اسکا نام خبیثہ رکہا جہان کہ بیان کیا ہی اور بچایا ہمنی اوسکو اوس شہر سی جو کرتی تہی گندہ کام اور جنت مین

عن الخبائث قیل قد یعلم من هذا ان الجنة لکونها طیبة لطیفة فی غایة اللطافة اذا کانت لا تقبل اللواطة
خباثت کا کیا کام ہی کسیکی یہہ تقریر ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طیب اور غایت درجہ کا پاکیزہ تر ہی جب اوسمین لواطت نہین ہوسکتی

لکونها فعلا خبیثا یلزم ان لا یقبل من یفعلها فی الدنیا لکونه خبیثا خسیسا فی غایة الخباثة والخساسة لان
کیونکہ فعل خبیث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجایش نہو اوسکی جو دنیا مین لواطت کرتا ہی کیونکہ غایت درجہ کا خبیث اور خسیس ہی اسلیئی کہ

المتصف بالخبث خبیث الا ان یتدارکه الله بالتوبة النصوح الماحیة لجمیع الذنوب المجلس الثامن
جو خباثت کا کام کری وہ ہی خبیث ہوتا ہی مگر اس صورت مین کہ اللہ تعالی توبہ خالص ہی اسکا بدلہ کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہین اٹہترویں مجلس

والسبعون فی بیان حرمة شرب الخمر وبیان عقوبتها وسائر المنکرات

قال رسول الله صلی الله
مین بیان شراب کی حرمت اور اوسکی عقوبت کا اور تمام منکرات کا رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم من شرب الخمر فی الدنیا فمات وهو یدمنها ولم یتب منها لم یشربها فی الاخرة هذا الحدیث
علیہ وسلم نی فرمایا جسنی دنیا مین شراب پی پہر مر گیا اور ہمیشہ پیتا رہا اور توبہ نکی تو قیامت مین اوسکو نہ پی سکیگا یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم علی شرب الخمر فمات ولم یتب منها لا یدخل الجنة
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین جو ہمیشہ شراب پیتا رہا پہر مر گیا اور توبہ نہین کی تو جنت مین نہین جاویگا

ولا یشرب من خمرها لان نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالی وانهر من خمر لذة للشاربین یعنی ان فی
اور نہ وہانکی شراب نصیب ہوگی اسلیئی کہ ایک قسم وہانکی شراب خمر ہی بدلیل اس آیت کی اور نہرین ہین شراب کی جسمین مزہ ہی پینی والون کا مراد یہہ ہی کہ

الجنة انهارا من خمر لذیذة لیس فیها کراهة الطعم والریح ولا غائلة السکر والخمار وانما هی تلذذ محض
جنت مین مزہ دار شرابون کی نہرین ہین نہ اونکا مزہ اور بو مکروہ ہی اور نہ رنج نشہ اور خمار کا وہ نرا مزہ ہی مزہ ہی

یتلذذ بها الشاربون فمن یدخل الجنة لا بد ان یشرب منها ولا یکون محروما عنها فیکون عدم شربه
پینی والی مزہ اوڑاوینگی پہر جو جنت مین جاویگا وہ بالضرور پیویگا اوسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ ملنا شراب کا

منها کنایة عن عدم دخوله فیها بسبب شرب الخمر فی الدنیا لان خمر الدنیا حرام نجس نجاسة غلیظة لا یحل
اشارہ ہی کہ دنیا کی شراب پینی سی جنت مین نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شراب حرام ناپاک مغلظ ہی اوسکا پینا حلال نہین

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة یقام علیه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم یضرب
ہی اور جو شخص بہ طیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پیوی اوسپر حد جاری کیجاویگی یعنی اسی درہ ازاد کی اور چالیس درہ غلام کی اگر دنیا مین نہ لگینگی

فی الدنیا یضرب فی الاخرة بسیاط من النار علی رؤس الاشهاد ویکفر مستحلها ویحرم بیعها وشراؤها واکل
تو آخرت مین آگ کی درہ سبکی سامنی لگین کی اور جو شخص حلال سمجہی وہ کافر ہی اور اوسکا بیچنا اور خریدنا اور اوسکی قیمت

ثمنها ویمنع اهل الذمة من اظهار شربها وبیعها وقد ذکر فی کتب الفقه ان اجارة بیت بالامصار وبقرانا
کہانی سب حرام ہی اور ذمی لوگ برملا پینی اور بیچنی نہ پاوین اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ گہر دنکا کرایہ دینا شہرون مین اور ہماری قریون مین شراب

ممن يبيع فيه الخمر مسلما كان او كافرا لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر
فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہین ہی اسواسطی کہ معصیت کی امداد ہی اور اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور
التقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابی حنيفة انه جوز ذلك فی السواد فمراده بالسواد على
پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور وہ روایت جو ابوحنیفہ سی منقول ہی کہ سواد مین بیچنا یا کرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد سی
ما صرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فيها
موافق تصریح علماء کی گردہ کوفہ کا ہی اسلئی کہ اکثر باشندہ دہانکی ذمی تہا اور ہمارے گردہ ہماری شہروں کا سو اسلام کی نیزہ یہان
ظاهرة فلا يمكنون فيها كما لا يمكنون فی الامصار وهو الصحيح وقد ذكر فی نصاب الاحتساب ان المحتسب لو احرق بيت
غالب ہین یہان اونکی لئی اتنی قدرت کہان جیسی شہروں مین قدرت نہین یہی صحیح ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو
الخمار المشهور لا يضمن اذا علم انه لا ينزجر بدونه لتعينه طريقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم يرو عنهم فی
شراب خانہ مشہور ہو پہونک دی تو ضمان نہین آتا اگر یہہ سمجہی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہہ ہی طریقہ احتساب کا ہی ہان ہماری علماسی درباب جلا دینی کلال خانہ کی
احراق البيت شیء وانما ورد عنهم هدم البيت وكسر الدنان لكن ذكر فی الفصل الثامن من كتاب الصلوة من
کوئی روایت نہین ہی اونسی یہہ ہی روایتین ہین کہ کلال خانہ کو گرادی اور مٹکی پہوڑ دی لیکن محیط کی آٹہوین فصل مین کتاب الصلوۃ سی مذکور ہی
المحيط انه عليه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا يصلی بالناس وانظر الى قوم يتخلفون عن الجماعة فاحرق
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مینی ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی اداء نماز جماعت کی مقرر کروں اور مین اون لوگوں کو دیکہوں جو جماعت سی پیچہی رہ جاتی ہین پہر اونکی گہر
بيوتهم وهذا الخبر يدل على جواز احراق بيت من يتخلف عن الجماعة لان الهم على المعصية لا يجوز من الرسول لانه
پہونک دوں اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پہونک دینا جایز ہی اسواسطی کہ عزم معصیت کا رسول سی نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ بہی
معصية فاذا علم جواز احراق البيت على ترك السنة المؤكدة فما ظنك فی احراق البيت على ترك الواجب و
معصیت ہی پہر جب گہر کا پہونک دینا سنت مؤکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی مین ترک واجب اور فرض پر تیرا خیال کدہر ہی
الفرض وقد ذكر فی الباب الثلثين من شرح ادب القاضی للخصاف ان عمر خطب الناس يوما فقال بلغنی ان فی بيت
اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوین باب مین مذکور ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی ایکروز لوگوں کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ
فلان وفلان مسكرا فانی آتی بيوتهما فان كان حقا احرق بيوتهما وهما رجلان رجل من قريش ورجل من
فلانی اور فلانی کی گہر مین شراب ہی مین اونکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو اونکی گہر پہونک دونگا اور وہ شخص ایک تو قریش مین سی تہا اور ایک
ثقيف فسمع القريشی بذلك فحذر واخرج ما فی بيته من المسكر واراقه ولم يفعل الثقفی وكان اسمه مرشد فاتی
ثقیف مین سی سو قریشی نی یہہ بات سن پائی ڈرا اور جو اوسکی گہر مین نشہ تہا سب پہینکدیا اور ثقفی نی کچہہ پروا نکی اور اوسکا نام مرشد تہا پہر
عمر بيت القريشی فلم يجد فيه شيئا من المسكر واتى بيت الثقفی فوجد فيه خمرا فاحرق بيته وقال ما انت
عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی لی تو نشہ کچہہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہان شراب موجود تہی سو اوسکا گہر پہونکدیا اور فرمایا تو مرشد
بمرشد وعلم من هذا الاثر ان المحتسب اذا بلغه خبر من المنكرات ينبغی له ان يعلنه ويهدد عليه لان عمر
نہین ہی اور اس اثر سی معلوم ہوا کہ محتسب جب منکرات کی خبر سنی تو اوسکو چاہیی کہ مشہور کری اور دہمکاوی کیونکہ عمر نی
لما بلغه خبر المسكر اعلنه فی خطبته ووعظه وهدد عليه باحراق البيت واتعظ القريشی ولم يحرق بيته
جب شراب کی خبر سنی تو خطبہ اور وعظ مین ظاہر کیا اور گہر پہونک دینی سی دہمکایا اور قریشی نی تو نصیحت مانی اوسکا گہر بچا
ولم يتعظ الثقفی فاحرق بيته لانه هدد به فلا يليق بالسياسة ان يهدد بشیء ثم لا ياتی به وروی ان نفرا من
اور ثقفی نی پند نہ مانی سو اوسکا گہر جلا دیا کیونکہ یہہ ہی دہمکی دی تہی پہر سیاست کی خلاف ہی کہ دہمکی تو دیوی اور اوسپر عمل نہ کری اور روایت ہی کہ اہل شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هی لنا حلال لانه تعالی قال لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا
میں سے چند آدمیوں نے شراب پی اور کہنے لگے ہمکو حلال ہے اسلئے کہ الله تعالی فرماتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے انپر نہیں گناہ جو کچھ پہلے کہا چکے

فکتب فیهم الی عمر بذلک وکتب عمر ان ابعثوا بهم الی فلما قدموا جمع لهم عمر رض اصحاب رسول الله علیه السلام
سو یہ بات عمر کی پاس لکہی آئی عمر نے جواب لکہا کہ انکو یہاں بہیجدو جب وہ آئے تو عمر رض نے انکے لئے اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کو جمع کرکر

وشاورهم فیهم فقالوا یا امیر المؤمنین انهم افتروا علی الله تعالی وشرعوا فی دینه ما لم یاذن به فاضرب اعناقهم
مشورہ کیا سب نے کہا یا امیر المؤمنین ان لوگوں نے الله پر افترا کیا اور اوسکے دین میں نیا راہ نکالا جسکی اجازت نہیں ہے سو انکو قتل کر

وعلی رض فی القوم ساکت فقال له عمر ما تری فیهم یا علی فقال اری ان تستتیبهم فان تابوا فاضرب کل واحد منهم
اور علی رض سب میں چپ تہے عمر رض نے اونسے پوچہا یا علی انکے باب میں آپکی کیا رائے ہے کہا میری نزدیک انسے توبہ کراؤ اگر توبہ کریں تو ہر ایک کی

ثمانین جلدة وان لم یتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب کل واحد منهم ثمانین جلدة والجواب
اسی اسی درہ مارو اور اگر توبہ نکریں تو انکو قتل کردو سو اونسے توبہ کرائی تو انہوں نے توبہ کی اور ہر ایک کی اسی اسی درہ ماری اور جواب

عن الایة التی استدلوا بها علی اباحة الخمر ما روی عن ابن عباس انه قال لما نزل تحریم الخمر قالوا یا رسول الله کیف
اوس آیت کا جس سے اونہوں نے اباحت خمر پر حجت کی تہی یہہ ہے جو روایت ہے ابن عباس سے کہ جب شراب کی حرمت قرآن میں آئی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول الله

باخواننا الذین ماتوا وهم یشربون الخمر فنزل قوله تعالی لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا
ہماری بہائیوں کا کیا حال ہوگا جو مر گئے اور شراب پیتے تہے تب یہہ آیت اوتری جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے انپر نہیں گناہ جو کچھ پہلے کہا چکے

یعنی ان الذین شربوا الخمر قبل تحریمها لا اثم علیهم انما الاثم علی الذین یشربونها بعد تحریمها فان قیل تحریم
مراد یہہ ہے کہ جنہوں نے حرام ہونے سے پہلے شراب پی وہ گنہگار نہیں ہیں گنہگار وہ ہی ہیں جو بعد حرمت کے پیتے ہیں اگر کوئی کہے کہ حرمت

شرب ما یزیل العقل الذی هو ملاک معرفة الله تعالی وشکر نعمه حسن لا شبهة فیه فلم کان حلالا للامم
ایسی چیز کی پینے کی جو عقل کو کہو دیوے کہ وہ معرفت الہی اور نعمتوں کی شکر کی جڑ ہے بہت خوب ہے اسمیں کچھ شبہ نہیں ہے پہر پہلی امتوں کی واسطے کیوں حلال تہی

السالفة مع احتیاجهم الی ذلک فالجواب ان العقل لا یزول بشرب القلیل منه وانما یزول بالسکر والسکر حرام
اسکی وہ بہی تو حاجتمند تہی سو جواب یہہ ہے کہ تہوڑے پینے میں عقل کم نہیں ہوتی عقل جب ہی جاتی ہے کہ نشہ چڑہے اور نشہ

فی جمیع الادیان لکن القلیل من الخمر قد حرمت علی هذه الامة المشهود لهم بالخیریة کرامة لهم من الله تعالی
تمام دینوں میں حرام رہا ہے لیکن اس امت کی حق میں جسکی عمدگی کی گواہی گذر چکی ہے تہوڑی سی شراب بہی حرام ہو گئی ہے یہہ الله تعالی کی طرف سے کرامت ہے

لئلا یقعوا فی المحظور الذی هو السکر لان قلیلها یدعو الی کثیرها وهذا من خواصها وهذا یزداد لذة شاربها
تاکہ نشہ میں جو کہ ممنوع ہے مبتلا نہو جاویں کیونکہ تہوڑی سی شراب بہت کا مزہ لگا دیتی ہے یہہ ہی اسکا خاصہ ہے اسیلئے شرابی کا مزہ شراب بڑہانے سے بڑہتا جاتا ہے

بالاستکثار منها بخلاف سائر المشروبات فان قیل الداعی المذکور کان موجودا فیها فلم لم تحرم ابتداء ولم حرمت
برخلاف تمام اور شربتوں کی اگر کوئی کہے کہ داعی یعنی خاصہ مذکور تو اسمیں ہمیشہ موجود تہا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام میں کیوں نہ حرام ہوئی

بالتدریج فالجواب ان الشهادة بالخیریة لم تکن اذ ذاک واما التدریج الطاری فلئلا یقع النفرة عن الاسلام فانهم فی
اور پہر آہستہ آہستہ کیوں حرام ہوئی تو جواب یہہ ہے کہ عمدگی کی گواہی ابتدا میں کہاں تہی اور رہی آہستگی سو اسلئے کہ اسلام کی نفرت لوگوں کو نہ آجاوے کیونکہ وہ لوگ

الجاهلیة کانوا مؤلفین بشربها فلکونهم مؤلفین بشربها اظهر الله تعالی فضله واحسانه ولم یحرمها دفعة واحدة
جاہلیت میں شراب کی بڑی شوقین تہی تو انکی شوق کی لحاظ سے الله تعالی نے اپنا فضل اور احسان ظاہر فرمایا یک لخت حرام نکی

بل بالتدریج حتی تواردت فی شانها اربع ایات نزل فی مکة قوله تعالی ومن ثمرت النخیل والاعناب تتخذون
بلکہ تدریج سے حرام کی یہاں تک کہ شراب کی باب میں چار آیتیں اوتریں مکہ میں تو یہہ آیت آئی اور میووں سے کہجور کی اور انگور کی بناتی ہو

منه سكرا ورزقا حسنا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لم تتميز من الرزق الحسن
اوس سے نشہ اور روزی خاصی اور سکر سے شراب مراد ہے بڑی بڑی فہیم صحابہ قایل ہوئے کہ اگر شراب مین کچھ خوبی ہوتی تو رزق حسن سے الگ کیون ہوتی

فتركوها وخفي على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا فلم يتركو
سو اونہون نے تو ترک کی اور اور لوگون پر یہہ امر پوشیدہ رہگیا کہ معطوف کی موصوف ہونی مین خوبی سے یہہ ہی دلالت ہے کہ معطوف علیہ مین کچھ نہ کچھ برائی ہے سو اونہون نے پینی نہ چھوڑی

ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والاخر
پہر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئے کا حکم بتاؤ بیشک ایک تو عقل کھو دیتا ہے اور دوسرا مال تلف

متلف للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کرتا ہے تب یہہ آیت آئی تجھسے پوچھتے ہین حکم شراب اور جوئے کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہے اور فائدے بہی ہین لوگون کو اور انکا گناہ فائدے سے بڑا ہے اس آیت مین

فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من اقترافهما لان الحكم في الامور للاغلب فامتنع كثير
بیشک اللہ تعالی نے شراب حرام تو نہین کی بلکہ اوسکی ہجو کی اور اس سے آگاہ کیا کہ شراب سے کنارہ کرنا بہ نسبت برتنے کی اولی ہے اسلئے کہ ہر کار مین حکم غالب پر ہوتا ہے پہر بہت لوگ تو

منهم عنهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم ناخذ نفعهما ونترك اثمهما فلم يمتنعوا عنهما ثم ان عبد
رو نوسے باز آئے کہا ہمکو اوسکی کچھ حاجت نہین جسمین بڑا گناہ ہوتا ہو اور بعضے لوگ کہنے لگے ہم انکا فائدہ حاصل کرتے ہین اور گناہ ترک کرتے ہین سو دونو سے باز نہ آئے پہر عبد الرحمن

الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة واتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا
بن عوف نے ضیافت کا کہانا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پہر سب نے پی اور مست ہوگئے اور وہین مغرب کا وقت ہوگیا تو اونہون نے ایک کو

احدهم فقرأ قل يايها الكفرون اعبد ما تعبدون هكذا الى اخر السورة بحذف لا فنزل قوله تعالى يايها الذين امنوا
امام کیا اوسنے اسطور پڑہا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسی طرح لفظ لا کا نہ پڑہا پہر یہہ آیت اوتری اے ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في موقتات الصلوة لان مرجع
نزدیک نہو نماز کی جب تمکو نشہ ہو یہہ آیت پہلی آیت سے تیز ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے اس آیت مین اوقات نماز مین نشہ حرام کر دیا اسلئے کہ مآل

النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله
نہی کا مقید نہین ہے اگر قید جون کی تون مرخص ہے بلکہ مآل نہی کا وہ قید ہے مقید سمیت لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا فكانه تعالى قال يايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فترك
کیونکہ نماز مسلمانون پر فرض وقت بندھی ہوئی ہے تو گویا اللہ تعالی نے فرمایا اے ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کہاؤ پہر اکثر لوگون نے

اكثرهم شربها فشربها اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه
شراب پینا ترک کیا اور کچہہ لوگ سوائے اوقات نماز کی پیتے رہے پہر بعضے ایسے تہے کہ نماز عشا کی بعد پیتے صبح ہوتی تک نشہ اوتر جاتا

السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحو عند مجئ وقت الظهر فخلا اكثر اوقاتهم عن الشرب فسهل
اور بعضے صبح کی نماز کی بعد پیتے تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہوجاتے سو اونکا اکثر وقت شراب سے صاف جاتا تہا اسمین دشواری

نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم راس بعير فاكلوا وشربوا الخمر
حرمت مطلقہ کی اونپر سہل ہوگئی پہر عتبان بن مالک نے کئی شخص مسلمان بلا کر اونکی لئے اونٹ کی سری بہونی پہر اونہون نے کہانا کہایا اور شراب پی

فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابي وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل
جب مست ہوئے اپنی اپنی شیخی کرنے لگے اور شعر پڑہنے شروع کئے اس جماعت مین سعد بن ابی وقاص بہی تہے اونہون نے انصار کی ہجو کی شعر پڑہنے شروع کئے پہر ایک شخص نے

منهم لحي البعير فضرب به راس سعد فشجه موضحة فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان
اونمین سے اونٹ کا جبڑا لیکر سعد کی سر پہ مارا کہ سر کہل گیا پہر سعد نے رسول اللہ صلی اللہ کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضرا فقال اللهم بين لنا في الخمر بيانا شافيا فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا انما الخمر والميسر والانصاب
عمر اوسوقت حاضر تہی دعا کی یا الٰہی ہمپر شراب کا بیان شافی کہولدی پہر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت

والازلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون انما يريد الشيطن ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء
اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو انسی بچتی رہو شاید تمہارا بہلا ہو شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ ڈالی تم مین دشمنی اور بیر

في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون فقال عمر انتهينا يا رب فدلت هذه الاية
شراب سی اور جوئی سی اور روکی تمکو اسد کی یاد سی اور نماز سی پہر اب تم باز آؤ گی عمر نی کہا الٰہی ہم باز آئی اس آیت سی

على تحريم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالى قرنها بالميسر الذي هو القمار وهو حرام بالاتفاق وكذا ما
شراب کی قطعی حرمت دس وجہ سی معلوم ہوتی ہی ایک یہہ کہ اسد تعالی نی شراب کو میسر کی ساتہہ ذکر کیا میسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ایسی ہی جو

قرن به والثاني انه تعالى قرنها بالانصاب وهي في الحرمة كذلك والثالث انه تعالى قرنها بالازلام وهي في الحرمة
اوسکی ساتہہ ہووی اور دوسری یہہ کہ اسد تعالی نی اوسکو انصاب کی ساتہہ ملایا انصاب بہی حرمت مین ویسی ہی ہین تیسری یہہ کہ اسد تعالی نی ازلام کی ساتہہ متصل کیا وہ بہی حرمت مین

كذلك والرابع انه تعالى سماها رجسا وهو اسم للحرام النجس العين والخامس انه تعالى جعلها من عمل الشيطن تنبيها
ویسی ہی ہین اور چوتہی یہہ کہ اسد تعالی نی اوسکا نام رجس رکہا اور رجس حرام نجس ذاتی کو کہتی ہین اور پانچوین یہہ کہ اسد تعالی نی اوسکو عمل شیطان کا قرار دیا اس تنبیہ کی

على ان تعاطيها شر بحت والسادس انه تعالى امر باجتنابها والامر للوجوب فيلزم الامتثال والسابع انه تعالى وعد
واسطی کہ اسکا برتنا شر محض ہی اور چہٹی یہہ کہ اسد تعالی نی ہمکو اوس سی کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امر ی ماموربہ واجب ہوجاتا ہی اب اطاعت ضروری اور ساتوین یہہ کہ اسد تعالی نی

الفلاح على ذلك الاجتناب والفلاح لا يحصل الا باجتناب المحرم والثامن انه تعالى قال انما يريد الشيطن ان يوقع
اوس کنارہ کشی پر فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سی کنارہ کی بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹہوین یہہ کہ اسد تعالی نی فرمایا شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان مین

بينكم العداوة والبغضاء وما يؤدي الى ذلك فهو حرام والتاسع انه تعالى بين ان مراد الشيطان ان يصدهم
دشمنی اور بیر پیدا کردی اور جس سی دشمنی وغیرہ پیدا ہو وہ حرام ہی نوین یہہ کہ اسد تعالی نی بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہی کہ یاد الٰہی

عن ذكر الله وعن الصلوة وذلك حرام والعاشر انه تعالى امر بالانتهاء عنها والانتهاء لا يجب الا عما هو حرام
اور نماز سی روکدی اور یہہ سب حرام ہی دسوین یہہ کہ اسد تعالی نی فرمایا اس سی باز آؤ اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہووی

فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فتركوا شربها جميعا حتى روي عن انس انه قال كنت مع جماعة من الصحابة
اب ان وجوہات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پہر سب نی اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کہ انس سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین صحابہ کی جماعت کی ساتہہ

في دار ابي طلحة الانصاري وهم يشربون الخمر وانا ساقيهم اذ مر علينا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله
ابو طلحہ انصاری کی گہر مین تہا اور دور شراب کا چل رہا تہا اور مین اونکو پلاتا تہا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہوگئی پہر خدا کی قسم

ما توقفوا وما سئلوا عنها حتى قالوا اهرق ما في انائك يا انس فاهرقته وما عادوا فيها ابدا حتى لقوا الله تعالى وروي
ذرہ دیر نکی اور نہ کچہہ کہا یہہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہی کہنڈا دی سو مینی گرادی اور کسینی پہر کبہی نہ پی یہان تک کہ مرگئی اور

عن علي انه قال لو وقعت قطرة منها في البير فبنيت مكانها منارة لم اؤذن عليها ولو وقعت قطرة منها
علی رضی سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گرجاوی پہر کوئی کی جگہ مینار بناوین تو مین اوسپر اذان نہ پڑہون اور اگر شراب کی ایک بوند

في البحر ثم جف فنبتت فيه الكلاء لم ارعه وروي عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث
دریا مین گرپڑی پہر وہ خشک ہوکر گہاس جم آوی تو مین نہ چراؤن اور عثمان رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی کنارہ کرو شراب سی بیشک یہہ تمام خبائث کی ماں ہی

فوالله لا يجتمع الايمان والخمر في قلب رجل الا يوشك ان يذهب احدهما بالاخر
قسم ہی اسد کی کہ کسی شخص کی دلین ایمان اور شراب دونو جمع نہین ہوتی مگر قریب ہی کہ انمین سی کوئی ایک دوسری کو کہو دی

یعنی ان شارب الخمر اذا سکر یجری علی لسانه کلمة الکفر فانه وان لم یعتبر ارتداده فی حال السکر لعدم القصد
مراد یہہ ہی کہ شرابی جب مست ہوتا ہی تو اوسکی زبان پر کلمہ کفر کا آجاتا ہی اب حالت مستی مین قصد و اعتقاد نہونی سی اگرچہ اوسکی ارتداد کا اعتبار نہین ہی

والاعتقاد لکن یتعود لسانه ذلك ویخاف علیه عند الموت ان یجری علی لسانه کلمة الکفر ویخرج من الدنیا علی
پر اوسکی زبان کو یہہ ہی عادت پڑجاتی ہی اور اوسپر یہہ خوف ہوتا ہی کہ مرتی دم بہی اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلی اور دنیا سی کافر ہوکر مرجاوی

الکفر لان اکثر ما ینزع الایمان من العبد عند الموت لیس الا بسبب ذنوبه التی یفعلها فی حیاته فیبقی فی النار
کیونکہ اکثر آدمی کا ایمان مرتی وقت جو کہو جاتا ہی سو صرف بسبب گناہونکی جو زندگی بہر کرتا رہتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا

ابدا وقد روی ان اهل النار یساقون الی النار فاذا دنوا منها یستقبلهم الملئکة بمقامع من حدید فاذا
اور منقول ہی کہ دوزخیون کو جب دوزخ کی طرف لیجاتی ہین جب وہ دوزخ کی نزدیک ہو جاتی ہین تو سامنی سی فرشتی لوہی کی گرز لیکر آتی ہین جب

دخلوها لا یبقی منهم عضو الا یلزمه عذاب اما حیة تنهشه واما عقرب تلسعه او نار تسفعه او ملك
وہ دوزخ مین داخل ہو جاتی ہین تو اونکا کوئی ٹکڑا بدن کا باقی نہین رہتا کہ عذاب نہو یا تو اوسکو سانپ ڈستا ہی یا بچہو ڈنک مارتا ہی یا آگ جلا کر کویلا کردیتی ہی یا فرشتہ

یضربه بمقمع فاذا ضربه الملك ضربة یهوی فی النار مقدار اربعین عاما لا یبلغ قعرها وقعرها ثم یرفعه
گرز سی مارتا ہی جب اوسکی فرشتہ ایک چوٹ لگاتا ہی تو چالیس برس کی مسافت پر آگ کی اندر دہس جاتا ہی ابہی اوسکی تہہ کو نہین پہنچتا کہ آگ کی لپٹ

اللهب فاذا بدء راسه یضربه الملك ضربة اخری فیهوی فیها فیعذب فیها ما شاء الله تعالی ان یعذبوا ثم
پہر اوچہال دیتی ہی وہین اوسکا سر نکلتا ہی کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہی پہر آگ مین اوتر جاتا ہی پہر یہہ ہی عذاب ہوئی جاویگا جبتک مرضی الٰہی عذاب دینی کی ہوگی

یدعون خزنة جهنم قائلین لهم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب فلا یجیبونهم ثم یدعون مالکا فلا
پہر دوزخ کی نگہبانون کو پکار کر یہہ کہینگی مانگو اپنی رب سی کہ ہمپر ہلکا کری ایکدن تہوڑا عذاب سو وہ کچہہ جواب نہینگی پہر وہ مالک کو پکارینگی وہ بہی

یجیبهم فیقولون قد دعونا الخزنة ودعونا المالك فلم یجیبونا هلموا فلنجزع فلا یغنی عنهم ثم یقولون هلموا
جواب نہ دیگا پہر کہینگی ہم نگہبانون کو پکار چکی اور مالک کو پکار چکی سو کوئی جواب نہین دیتا آؤ ہم آپ فریاد کرین سو کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی آؤ

فنصبر فیصبرون ولا یغنی عنهم فیقولون سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص فهذا العذاب و
صبر کرین پہر صبر کرینگی اور کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی برابر ہی ہماری حق مین ہم بیقراری کرین یا صبر کرین ہمکو خلاصی نہین پس یہہ عذاب

ان کان للکفار لکن المسلم اذا شرب الخمر یجری علی لسانه کلمة الکفر ویتعود لسانه ان یتکلم بکلمة الکفر
اگرچہ کفار کی لئی ہی لیکن مسلم ہی اگر شراب پیتا ہی تو اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلتا ہی اور اوسکی زبان کو عادت پڑجاتی ہی کہ کلمہ کفر کا بکا کری

فینزع عنه الایمان فیصیر من جملة الکفار فیبقی ابدا فی عذاب النار فینبغی للمؤمن ان یمتنع عن شربها و
سو اوسکا ایمان جاتا رہتا ہی اور کفار مین داخل ہو جاتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اب مؤمن کو چاہئی کہ شراب پینی سی باز رہی اور

ینقطع عمن یشربها ویتفکر فی هول یوم القیمة فان من یتفکر فی هوله لا یمیل قلبه الی شربها والی صحبة من
شرابی کی پاس نہ بیٹہی اور قیامت کی ہول کا خیال رکہی کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال رکہتا ہی اوسکا دل نہ شراب پینی کو چاہی نہ شرابی کی صحبت کو

یشربها لکن لا بد من معرفة حقیقتها وهی النی من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم یقذف بالزبد
لیکن شراب کی حقیقت بہی دریافت کرنی چاہئی شراب وہ ہی جو انگور کی شیرہ کی ہوتی ہی جب خوب جوش کہاکر کف گرانی لگی اور جبتک کف نہ گرانی لگین

لا یصیر خمرا عند ابی حنیفة وعندهما اذا اشتد یصیر خمرا وان لم یقذف بالزبد واما المثلث وهو ما طبخ
امام ابو حنیفہ کی نزدیک خمر نہین ہوتی اور صاحبین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوی خمر ہو جاتی ہی اگرچہ کف نہ آوین اور مثلث وہ ہوتی ہی کہ انگور کا شیرہ

من عصیر العنب حتی ذهب ثلثاه وبقی ثلثه ثم غلا واشتد وصار مسکرا فعند محمد واکثر الفقهاء قلیله وکثیره
پکتی پکتی دو تہائی جل کر ایک تہائی رہ جاوی پہر خوب جوش کہاکر مسکر ہو جاوی سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک اسمین بہی تہوڑی اور بہت

حرام وكذا كل ما هو مسكر من كل شراب سواء كان مما يتخذ من الحبوب كالحنطة والشعير والذرة او من الالبان

سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب میں سی جو مسکر ہو برابر ہی کہ دانہ سی بنتی ہو جیسی گیہون اور جو اور جوار یا دودھ

والعسل والتين وعند ابي حنيفة وابي يوسف يحل شربه ما لم يسكر واذا اسكر الشارب لا يحل شربه حتى قال ابو

اور شہد اور انجیر سی اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوی پینا حلال ہی اور جب پینی والی کو مست کردی تو پینا حلال نہین

الليث في التنبيه الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانه شرب الخمر الحرام فيصير

ابو اللیث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینی والا بڑا گنہگار ہی شراب پینی والی سی اسلئی کہ شراب پینی والا قائل ہی کہ میں شراب حرام پی سو وہ فاسق

فاسقا وشارب المطبوخ يشرب المسكر ويراه حلالا وقد اجمع المسلمون على ان شرب المسكر حرام واذا استحل ما هو

ہوتا ہی اور مطبوخ پینی والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان اسپر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجہی تو

حرام بالاجماع يصير كافرا وشرب المطبوخ ما لم يسكر انما يحل اذا لم يقصد به اللهو والطرب واما اذا قصد به اللهو و

کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبہی تک حلال ہی کہ اوس سی لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر بہ نیت لہو اور

الطرب فلا يحل شربه حتى سئل عنه ابو حفص الكبير فقال لا يحل شربه فقيل له خالفت الشيخين فقال لا انهما

طرب کی پیوین تو حلال نہین ہی یہان تک کہ ابو حفص کبیر سی پوچہا تو کہا اوسکا پینا حلال نہین ہی کسی نی کہا شیخین کی خلاف کہتی ہو جواب دیا نہین اسلئی کہ وہ دونو

كانا يحلانه لاستمراء الطعام والناس في زماننا يشربونه للفجور والتلهي فعلم من هذا ان الخلاف فيما قصد به التقوي

ہضم طعام کی لئی حلال کہتی تہی اور اس زمانہ کی لوگ فجور اور لہو کی لئی پیتی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو

على العبادة واما اذا قصد به التلهي فلا يحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغيره من المباحات بلهو وطرب على هيئة

اور اگر صرف لہو مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہین بلکہ اگر پانی وغیرہ مباحات لہو اور طرب سی فاسقوں کی وضع پر پیوی

الفسقة حرمت ايضا المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم بين

تو یہہ بہی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں

الغانمين كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ادوا الخياط والمخيط واياكم والغلول فانه عار على

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تہی لوٹا دیا کرو سوئی اور دہاگا اور بچو غنیمت کی چوری سی قیامت کی دن

اهله يوم القيمة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخيانة في

غلول کرنیوالون پر بڑی شرم ہوگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی عبادة بن الصامت کی روایت سی اور مراد غلول سی غنیمت کی

الغنيمة والغنيمة ما اخذ من الكفار عنوة وهي لم تكن حلالا للامم السالفة لكن الله تعالى تفضل لهذه الامة فجعلها

خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہو کر کفار سی چہین لین اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تہی لیکن اللہ تعالی نی اس امت پر اپنا فضل کر کر انکو غنیمت

حلالا لهم حيث قال فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا وحكمها بعد اخراجها الى دار الاسلام ان يجمع ما في ايدي الغزاة

حلال کردی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کہاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستہری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آدین تو یہہ ہی کہ جو غازیون کی پاس ہووی سب یکجا

حتى ما فضل من ماكلهم ومعالفهم سوى النفل وسياتي بيانه ثم يخرج منها الخمس لليتمى والمسكين وابن السبيل ثم

جمع کرین یہان تک کہ جو کہانا اور دواب کی گہاس سی بچ رہی بجز تنفیل یعنی عطاء زاید کی جسکا بیان اب آتا ہی پہر اوسمین سی پانچوان حصہ واسطی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی

يقسم باقيها بين الغانمين فيعطي للراجل سهم وللفارس سهمان عند ابي حنيفة وعند غيره يعطي للفارس ثلثة

نکال کر پہر باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دین اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو اکہرہ حصہ اور سوار کو دوہرا حصہ اور سوائی اونکی اور کہتی ہین کہ سوار کو تہرہ حصہ ہی

اسهم وليس للامام على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان يقسم الغنائم في دار الحرب قبل اخراجها الى دار الاسلام الا

اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہہ اختیار نہین ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سی پہلی تقسیم کردی ہان

ان یفتح بلدة من بلاد اهل الحرب ویقسم الغنائم فیها ثم یجوز قسمته لانه لما فتحها صارت تلک البقعة من
اگر کوئی شہر اہل حرب کی شہروں مین سی فتح کرکر اوسمین غنایم تقسیم کردی تو اب تقسیم جایز ہی کیونکہ جب امام نی شہر فتح کرلیا تو وہ جگہہ دارالاسلام کی ہوگئی

دار الاسلام فیجوز قسمة الغنائم فیها هذا حکم الشرع فی الغنیمة لکن فی هذا الزمان قد ترک هذا الحکم
پہر اوسمین قسمت غنایم کی جایز ہی غنیمت مین شرع کا تو یہہ حکم ہی لیکن اس زمانہ مین یہہ حکم چہوٹ چہٹ کر ایسا ہو گیا ہی

وجعل کالشریعة المنسوخة حیث لا یقسم الغنائم بین الغانمین ولا یخرج خمسها لان العادة فی هذا الزمان
جیسی دین منسوخ کیونکہ نہ تو غنایم لشکر پر بٹتی ہین اور نہ اوسمین سی خمس نکلتا ہی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ عادت ہی

ان العسکر اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا علی الکفار ینتهبون اموالهم فیاخذ بعضهم شیئا کثیرا وبعضهم
کہ جب لشکر دار الحرب مین جاکر کفار پر غالب آتا ہی اور اونکا مال لوٹتی ہین تو کوئی تو بہت کچھہ لیلیتا ہی اور کوئی تہوڑا

شیئا قلیلا وبعضهم لا یاخذ شیئا بل یبقی محروما ثم یتفرقون علی تلک الحالة بلا قسمة بینهم ولا اخراج الخمس
اور کسیکو کچہہ نہین ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پہر ایسی ہی ادہر اودہر ہو جاتی ہین اور اونمین قسمت نہین ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی

وهذا هو الغلول الذی ورد من الشارع وعیدات شدیدة فی احادیث کثیرة منها ما روی عن ابی هریرة ان
اور یہہ ہی غلول ہی جسمین شارع نی بہت حدیثون مین سخت سخت وعید فرمائی ہین ایک یہہ ہی جو ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ

رجلا اهدی لرسول الله صلی الله علیه وسلم غلاما یقال له مدعم فبینما هو یحط رحلا لرسول الله صلی الله
ایک شخص نی غلام واسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدیہ بہیجا اسکا نام مدعم تہا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اوتار رہا تہا

علیه وسلم اذ اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنیئا له الجنة فقال رسول الله علیه السلام کلا
ناگاہ دشمن کی طرف سی اوسکی تیر آ لگا اور اوسکو مار ڈالا سو لوگ بولی اسکو جنت مبارک ہو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہرگز نہین

والذی نفسی بیده ان الشملة التی اخذها یوم خیبر من المغانم لم یصبها المقاسم لتشتعل علیه نارا فلما
قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اوسکی قبضہ مین ہی وہ کملی جو خیبر کی دن تقسیم سی پہلی غنیمت مین سی لیلی تہی آگ کا شعلہ بہڑکا رہی ہی جب

سمع الناس ذلک فزعوا فجاء رجل بشراک او شراکین فقال اصبت هذا یوم خیبر فقال رسول الله صلی
یہہ لوگون نی سنا تو کانپ اوٹہی پہر ایک شخص ایک تسمہ پاپوش کا یا دو تسمی لایا عرض کیا یہہ خیبر کی دن مینی لی تہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

الله علیه وسلم من نار شراک او شراکان من نار ومنها ما روی عن زید بن خالد ان رجلا من اصحاب النبی علیه السلام
فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہی یا دو نو تسمی آگ کی ہین اور اون حدیثون مین سی ایک یہہ ہی جو زید بن خالد سی روایت ہی کہ ایک صحابی نی

توفی یوم خیبر فذکروا ذلک لرسول الله علیه السلام فقال صلوا علی صاحبکم فتغیر وجوه الناس فقال ان
خیبر کی روز وفات پائی سو یہہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کی آپ نی فرمایا اپنی یار پر تم ہی نماز پڑہو یہہ سنکر لوگون کی چہرہ بدل گئی پہر فرمایا

صاحبکم قد غل فی سبیل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز یهود لا یساوی درهمین ومنها ما روی
تمہاری یار نی غنیمت مین خیانت کی ہی سو ہمنی اوسکی اسباب مین ڈہونڈہا تو ایک مہرہ یہود کی مہرون مین سی پایا دو درم کا بہی نہین تہا اور ایک یہہ ہی

عن عبد الله بن عمرو انه علیه السلام کان اذا اصاب غنیمة امر بلالا فینادی فی الناس فیجمعون بغنائمهم فیخمسه
جو عبد اللہ بن عمرو سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام بروقت حصول غنیمت کی بلال کو فرما دیتی وہ لوگون مین پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کر دیتی پہر آپ خمس نکال کر

ویقسم فجاء رجل بعد ذلک بزمام من شعر فقال هذا فیما اصبناه من الغنیمة فقال النبی علیه السلام اسمعت
تقسیم کر دیتی پہر ایک شخص بعد تقسیم کی ایک روز بالون کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت مین سی یہہ لی تہی پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ تو نی بلال کو

بلالا ینادی ثلثا قال نعم قال فما منعک ان تجیء به فاعتذر فقال کن انت الذی تجیء به یوم القیمة فلن اقبل عنک
آواز دیتی سنا تہا عرض کیا ہان فرمایا پہر تو کیون نہ لایا اوسنی کچہہ عذر کیا پہر فرمایا تو ہی رکہہ قیامت کی روز لیکر آئیو مین تجہسی نہین لیتا

وانما امتنع النبی علیه السلام من اخذ الزمام لانه کان فیه لجمیع الغانمین شرکة وقد تفرقوا ولم یمکن ایصال
اور نبی علیه السلام نے وہ رسی اسواسطے نہ لی کہ اوسمین تمام لشکر کی شرکت تہی وہ سب ادہر اودہر ہوگئی تہی اور ہر یک کا
نصیب کل واحد منهم من ذلك الزمام الی صاحبه فترکه فی یده لیکون اثمه علیه لانه هو الغاصب
حصہ اوس رسی مین سے حصہ دار کو پہنچانا ممکن نہین تہا اور اوسہی کی پاس اسلئے رہنی دی کہ اوسکا گناہ اوسی پر رہی کیونکہ وہ ہی غاصب تہا
فعلی هذا ما یاخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسمة ولا اخراج الخمس لا یحل لاحد منهم ان یاکل منها لان
ان روایات کی موافق ہماری زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیلیتی ہین اور خمس بہی نہین نکالتی تو اونکو اوسمین سی کہانا حلال نہین ہی کیونکہ
اخذهم لم یکن علی طریق الشرع ومع هذا نسمع کثیرا منهم یقولون لقد وصلنا من اهل الحرب مال هو حلال
اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی پہر سننی مین آتا ہی کہ اکثر اون کہتی ہین ہمنی کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی
لنا من المال الموروث من ابائنا وامهاتنا ولا یعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه علی غیر طریق الشرع فلا یکون حلالا
کہ ویسا ماں باپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اور ان مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نی خلاف شرع لیلیا ہی پہر حلال کیونکر ہوگا
اذ فیه حق الفریقین من المستحقین احدهما الیتمی والمسکین وابن السبیل لان الخمس حقهم وهو باق فیه والثانی
کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلئے کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق
الغزاة الذین کانوا معهم لان الباقی بعد الخمس حقهم وهو باق فیه لم یقسم بینهم علی طریق الشرع فکیف یکون حلالا
وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئے کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا بہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطور شرع انہین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہوویگا
بل لو کان الماخوذ جاریة لا یجوز للاخذ علی هذا الوجه ان یتصرف فیها لکونها مشترکة مستحقة البعض ولو
بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو لینی والیکو اصلا تصرف جایز نہین ہوگا کیونکہ وہ مشترک ہی کچھہ اسکا حق ہی اگرچہ
بعد اخراج خمسها لبقاء حق باقی الغزاة فیها ولا خلاف ان الجاریة المشترکة یحرم وطئها علی جمیع الشرکاء ولا فرق
خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی سی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین
فی الحرمة بین من قل نصیبه او کثر وقد اتفقوا علی ان احدا من الغانمین لا یجوز له ان یطاء جاریة من السبی قبل القسمة
اسکی کچھہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور اسپر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جایز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلی وطی کری
واختلفوا فیما یجب علیه اذا وطئها فقال مالك یحد لانه زان وقال ابو حنیفة لا حد علیه بل علیه عقوبة
اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پر کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتی ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتی ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی
وان حصل منها ولد فهو مملوك یرد الی الغنیمة فاذا کان الامر کذلك یخاف علی من یقتل الکافر لکفره
اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا نہو
ان یکفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغیر المقسومة والفروج المشترکة ثم یسری
کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجھہ کر پہر آگی فساد
هذا الفساد الی کل من یتملك منهم الجواری وغیرها وهذا داء عضال عسیر الزوال لان
آگی کو چلی گا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ
اکثر الاجناد فی هذا الزمان نبذوا احکام الاسلام وراء ظهورهم کانهم
اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو
لم یکلفوا بها فلا یبالون بما فعلوا فکیف یمکن العلاج بجمع ما فی ایدیهم من الغنائم
کچھہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اوسکی کچھہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

وتقسيمها بينهم مع عدم انقيادهم الى الشرع فلما تعذر جمعها وتقسيمها بينهم صار ما في يد كل واحد منهم بمنزلة اللقطة
اور کیونکر تقسیم کریں اس صورت مین کہ وہ تابع شرع کی نہین ہین پھر جب جمع کرنا اور انہین تقسیم دشوار ہوئی تو جو جو اونکی ہاتہ آیا ہی لقطہ کی برابر ہی

فمن كان فقيرا يرجى ان يجوز له ان يتصرف فيه ومن كان غنيا لا يجوز له ان يتصرف فيه بل يلزمه ان يتصدق
پھر جو شخص فقیر ہو تو امید ہی کہ اوسمین اوسکو تصرف جایز ہو اور جو غنی ہین اونکو جایز نہین ہی کہ اوسمین تصرف کرین بلکہ غنی کو لازم ہی کسی فقیر پر خیرات کری

به على فقير ثم ان اراد ان يتملكه من ذلك الفقير اما بالاستيهاب او بالشراء هذا اذا كان ما في يده ماخوذا من غير تنفيل
پھر اگر چاہی کہ اوس فقیر سی لیکر مالک ہو جاوی تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر یہہ سب اوس صورت مین ہی کہ جو اسکی قبضہ مین ہی بغیر تنفیل یعنی انعام کی ہو

واما اذا كان اخذه بطريق التنفيل فهو له خاصة لا يشاركه فيه احد لكن لا يملكه الا بعد اخراجه الى دار الاسلام
اور جس صورت مین کہ بطور تنفیل یعنی انعام کی لیا ہو تو وہ خاص اوسکی ملک ہی اوسمین کوئی شریک نہین ہی لیکن اوسکا مالک نہین ہوتا جبتک دار الاسلام مین نہ لی آوی

حتى لو قال الامام او امير العسكر من اصاب جارية فهي له فاصاب احد من الغزاة جارية واستبراها لا يحل له
یہان تک کہ اگر امام نی یا سالار لشکر نی حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتہ آوی وہ اوسی کی ہی پھر کسی غازی کو لونڈی ہاتہ آ جاوی اور حیض سی رحم پاک بہی کر لی تو بہی نہ وطی

وطيها ولا بيعها قبل اخراجها الى دار الاسلام والمراد من التنفيل التحريض على القتال باعطاء شيء زايد على سهم الغنيمة
حلال ہی اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام مین نہ لی آوی اور مراد تنفیل سی لڑائی کی رغبت دلانی ہی کچھ حصہ غنیمت سی زاید دیکر

وهو مندوب لقوله تعالى يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال فينبغي للامام او لامير العسكر ان ينفل بان يقول
اور رغبت دلانی مستحب ہی بدلیل اس آیت کی ای نبی شوق دلا مسلمانون کو لڑائیکا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہئی کہ عطا زاید دیوی اسطور کہ کہی

من قتل قتيلا فله سلبه او يقول لسرية ما اصبتم فهو لكم او ربعه او ثلثه او نحو ذلك ولا ينفل بكل الماخوذ
جسنی مارا کسی کافر کو تو اسی کا ہی سامان اوسکا یا چہوٹی لشکر کو حکم دی لوٹ سب تمہاری ہی یا اوسکا چوتہائی یا تہائی یا مانند اسکی اور تمام لوٹ کو معاف نکر دی

اذ فيه ابطال حق الكل وان فعل ذلك مع سرية يجوز اذ قد يكون المصلحة فيه كذا ذكر في الهداية وذكر في شرح المجمع
کیونکہ اسمین سبکا حق تلف ہوتا ہی اگر ایسا حکم سریہ کو دی تو جایز ہی اسلئی کہ بعضی وقت اسی مین مصلحت ہوتی ہی ہدایہ مین یہہ ہی مذکور ہی اور شرح مجمع مین مذکور ہی

ان الامام لا ينفل بكل الماخوذ اذ فيه ابطال القسمة المشروعة في الغنيمة وذكر في السير الكبير ان الامام اذا قال للعسكر
کہ امام تمام لوٹ کو نفل نکر دی کیونکہ اسمین قسمت جو غنیمت مین شرعا چاہئی باطل ہوتی ہی اور سیر الکبیر مین مذکور ہی کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دی کہ

جميعا ما اصبتم فهو لكم بعد الخمس لا يجوز لان المقصود من التنفيل التحريض على القتال وانما يحصل ذلك بتخصيص
لوٹ تمہاری ہی خمس نکالکر تو جایز نہین ہی اسلئی کہ غرض تنفیل سی لڑائی پر ابہارنا ہوتا ہی یہہ جب ہوتی ہی کہ کسی کسی کو خاص کر

البعض بشيء وفي التعميم ابطال تفضيل الفارس على الراجل وكذا اذا قال ما اصبتم فهو لكم ولم يقل بعد الخمس اذ فيه
کچھ مقرر کر دین اور تعمیم مین سوار کی فضیلت جو پیادی پر ہی باطل ہوتی ہی اور ایسی ہی جایز نہین اگر حکم دی جو لوٹ ہی سب تمہاری اور بعد الخمس نکہی اسلئی کہ اسمین

ابطال الخمس الذي اوجبه الله تعالى في الغنيمة فعلى هذا ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان الامام اذا قال من اصاب شيئا
خمس جو اللہ تعالی نی غنیمت مین واجب کیا ہی باطل ہوتا ہی اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی مین مذکور ہی کہ امام حکم دی کہ جسکو جو شی ہاتہ لگی

فهو له فاصاب واحد منهم شيئا في دار الحرب يكون له خاصة ولا يجب فيه الخمس ولا يشاركه فيه غيره وان
وہ اوسی کی ہی پہر کسیکو کوئی شی دار الحرب مین ہاتہ اگئی تو خاص اوسی کی ہو جاوی گی نہ اسمین خمس واجب ہی اور نہ کوئی اور اسمین شریک ہی اور اگر

مات في دار الحرب فما اصابه يكون ميراثا عنه وكذا ما ذكر في منية المفتي ان الامام اذا قال من اصاب شيئا فهو له
دار الحرب مین وہ مر جاوی تو وہ شی اوسکی میراث ہو ویگی اور ایسی ہی جو کہ منیۃ المفتی مین مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی جسکو جو ہاتہ آوی وہ اوسی کا ہی

يدخل الامام في التنفيل ينبغي ان يحمل على كون قول الامام مقولا لسرية لا لكل العسكر لئلا يفهم منه المخالفة لساير
تو امام بہی تنفیل مین داخل ہوتا ہی یہہ دونو روایت قاضی خان اور منیۃ المفتی کی چاہئی کہ محمول اس حال پر ہون کہ امام یہہ حکم سریہ کو دی تمام لشکر کو نہین تاکہ یہہ مطلب تمام کتابون کی مخالف

سریہ پانچ آدمی سی تین سو یا چار سو تک یعنی چہوٹا سا لشکر ١٢ منہ

الكتب

الكتب ولا يظن جواز التنفيل العام وأما دخول الامام في التنفيل فلان هذا به معهم لا يكون التنفيل عاما وأنما لم يصرحا
نہو جاوی اور یہہ گمان نہووی کہ تنفیل عام جایز ہی اور امام تنفیل مین اسلئی داخل ہوتا ہی کہ اوسکی ساتہہ جاتا ہی اسلئی نہین کہ تنفیل عام ہوتی ہی اور دونوں نے تصریح نکی
به واكتفيا بالاطلاق لاعتمادهما على ظهور الامر وشهرته نظرا الى قانون الفقه وبناء على قاعدة الاصول من ان
اور مطلق پر اکتفا کرلیا اسلئی کہ دونوں کو بسبب اعتماد تہا بلحاظ قانون فقہ اور قاعدہ اصول کی یہہ ظاہر اور مشہور ہی کہ ذو جہتین سی محکم بات مراد ہوتی ہی
المحتمل يحمل على المحكم والحاصل ان من اخذ شيئا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنيمة يجب فيها الخمس
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنے کوئی چیز دار الحرب مین بلا تنفیل لوٹی تو وہ اوسکی نہوگی بلکہ غنیمت ہوویگی اوسمین خمس واجب ہوگا
على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان سرية اذا خرجوا بغير تنفيل الامام وخرجوا لطلب العلف فما اصابوا يكون غنيمة يجب فيها
موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوی یا گہاس وغیرہ کی تلاش مین جاویگا تو جو اونکی ہاتہہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین
الخمس ولا يختص بها السرية وكذا لو قتلوا كافرا يكون سلبه غنيمة ولا يختص به القاتل وذكر فيها ايضا ان الغازي اذا اخذ
خمس واجب ہی اور سریہ کی اوسمین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور ایسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اوس سی قاتل کو کچہہ خصوصیت نہین اور اسی مین یہہ بہی مذکور ہی
في دار الحرب شيئا من المباحات التي لا تكون في يد احد ان كان له قيمة كالطير والسمك والخشب والكنز يكون ذلك
کہ غازی اگر دار الحرب مین کوئی ایسی چیز مباحات مین سی لیوی جو کسیکی نہین ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہی جیسی پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب
الشيء غنيمة يجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو لمن اخذه ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها
غنیمت ہوگی اوسمین خمس واجب ہی اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہین تو اوس سپاہی کی ہی اوسمین خمس نہین ہی کیونکہ پانی اور گہاس کی برابر ہی پہر یہہ بہی
ايضا ان الغازي اذا ذبح غنم الغنيمة او بقرها للاكل عند الحاجة رد جلدها الى الغنيمة لان الجلد ليس بماكول ولا
اوسی مین مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائی کہانی کی لئی حاجت کی وقت ذبح کرڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت مین شامل کردی کیونکہ چمڑا نہ کہانی کی چیز ہی اور نہ
من العلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يجوز لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنيمة ولا ان
گہاس ہی اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سی باہر نکل آوین تو اونکو جایز نہین کہ اپنی جانوروں کو غنیمت مین سی چارہ دیوین یا آپ
ياكلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الى الغنيمة قبل القسمة
اوسمین سی کہادین کیونکہ ضرورت کا وقت گذر گیا اور اباحت ضرورت کی واسطی تہی اور جسکی پاس گہاس یا کہانا بچ رہ گیا تو قسمت سی پہلی غنیمت مین شامل کردی
وان انتفع به رد قيمته الى المغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان انتفع به تصدق بقيمته وان كان
اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت مین شامل کرے اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کردی اور اگر اوس سی نفع اوٹہادی تو اوسکی قیمت خیرات کردی اور اگر
من المحاويج انتفع به لانه صار في حكم اللقطة لتعذر الرد على الغانمين فاذا كان الحكم في الغنيمة كذلك مع ان
محتاج ہی تو برت لی کیونکہ اب حکم پائی چیز کا سا ہی اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہی اور جب غنیمت مین یہہ حکم ہی باوجودیکہ
للغانمين فيها حقا لكونهم شركاء فيها فما ظنك في مكاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام
غانمین کا اوسمین حق ہوتا ہی کیونکہ اوسمین سب شریک ہین پہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کی کمائی مین غصب اور لوٹ سی جو ان دنوں بلاد اسلام مین پہیل رہی ہی
في هذه الايام لاسيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا التحصيله ياخذون اموال الناس ظلما في البنادر و
خاص کر بروقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر متعین ہوتی ہین وہ لوگون کا مال ظلم سی بندروں مین اور
الاسواق وغيرها باسم العشر والزكوة ويشددون على اصحابها تشديدا عظيما وقد كان النبي عليه السلام اذا بعث
بازاروں وغیرہ مین عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہین اور مالکون پر بڑی ہی سختی کرتی ہین اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب
من اصحابه احدا لبعض امره يقول بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اي بشروا الناس بالاجر على الطاعات وانواع الخيرات
کسی اصحاب کو کسی کام کو بہیجتی تو فرمادیتی مژدہ دینا گہبرا نہ دینا آسانی کرنا تنگ نکرنا یعنی لوگون کو طاعات اور انواع خیرات پر ثواب کا مژدہ سنانا

التی من جملتها اعطاء ما یجب علیهم من العشر والزکوة ولا تقنطهم من رحمة الله تعالی عند ارتکابهم المنکرات و
کہ جنمیں ادا عشر اور زکوۃ واجب ہی داخل ہی ثواب کی بشارت دینا اور اونکو رحمت الٰہی سی مایوس نہ کرنا اگر اونسی کچھ عمل بد ہو جاوی

مباشرتهم للمحرمات بل رغبوهم الی التوبة والطاعات وطیبوا انفسهم بقبولها وسهلوا علیهم الامور باخذ ما یجب علیهم
اور حرام فعل کر بیٹھیں بلکہ انکو توبہ اور عبادت پر رغبت دلانا اور اونکی دل ایسی راضی کرو کہ اوسکو مان لیں اور اونپر آسانی رکھنا اونکی واجبات

من العشر والخراج وزکوة السوائم واموال التجارة بسهولة ولطف ولا تستددوا علیهم باخذ ما لا یجب علیهم او باخذ اکثر
عشر اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوۃ لینی میں سہولت اور لطف برتنا اور اونپر سختی نکرنا کہ جو اونپر واجب نہیں ہی وہ لیا کرو یا واجب

مما یجب علیهم اذ روی انه علیه السلام قال لا یدخل الجنة صاحب مکس وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال صاحب
سی زیادہ لیا کرو اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جنت میں نہیں جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صاحب

المکس فی النار قال البغوی اراد بصاحب المکس من یاخذ من التجار مکسا باسم العشر اذا مروا علیهم وقال الحافظ و
مکس دوزخ میں ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سی مراد وہ شخص ہی جو سوداگروں سی عشر کا نام رکھہ کر محصول لیلیتا ہی جب اونکی پاس کو گذریں اور حافظ کہتا ہی اور

اما الان فانهم یاخذون مکسا باسم العشر ومکوسا اخر لیس لها اسم بل کل ما یاخذونه حرام وسحت وقد قال الله تعالی
اب تو وہ لوگ ہیں کہ ایک خراج تو عشر کی نام لیلیتی ہیں اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہیں کہ انکا کچھہ بھی نام نہیں ہی بلکہ جو وہ لیتی ہیں سب حرام اور نہایت مردار ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا

ویل للمطففین الذین فاذا کان حال المطفف هکذا مع ان اخذه شیء قلیل من راس الکیل والوزن فما ذا یکون
خرابی ہی کم تولنیوالوں کی جب حال کم تولنی والیکا یہہ ہی باوجودیکہ وہ کیل یا وزن میں سی تھوڑا سا رکھہ لیتا ہی پھر اون لوگوں کا کیا حال ہوگا

حال الملتزمین الذین یاخذون اموال الناس بلا کیل ولا وزن ویقولون هو حق السلطان او حق فلان ویخرجون
جو خواہ مخواہ مال لوگوں کا لیلیتی ہیں نہ ناپیں اور نہ تولیں اور بیان کرتی ہیں یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایمان سی باہر

عن الایمان اذ قد ذکر فی کثیر من کتب الفتاوی ان من قال لبیت المال هذا مال السلطان یکفر فکیف لغیره بل انهم
ہو جاتی ہیں اسلئی کہ اکثر فتاووں میں مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہو جاتا ہی پھر کیونکر نہو جب اور کا بتادی

یخونون فی بیت المال ایضا وقد روی انه علیه السلام بین فی هذا الحدیث او یتصرفون فیه بغیر امر الله تعالی
بلکہ وہ لوگ بیت المال میں بھی خیانت کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا جو لوگ بیت المال میں راہ نکالتی ہیں اور اوسمیں بی حکم

ورسوله فلهم النار یوم القیمة فان بیت المال علی ما ذکر فی البزازیة وغیرها اربعة انواع الاول الصدقات وما
خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہیں سو اونکی لئی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال موافق بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہیں اول تو صدقات اور جو

فی معناها کالعشر فیصرف الی المصارف التی ذکرت فی قوله تعالی انما الصدقات للفقراء والمسکین والعاملین علیها والمؤلفة
اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت میں مذکور ہیں زکوۃ جو ہی سو حق ہی مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور اوس کام پر جانیوالوں کا اور

قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فهم ثمانیة اصناف لکن سقط منهم مؤلفة القلوب وبقی
جنکا دل پرچانا ہی اور گردن چھڑانی میں اور جو تاوان بھریں اور اسکی راہ میں اور راہ کی مسافر کو بس یہہ آٹھہ قسم کی لوگ ہیں پر انمیں سی مؤلفة القلوب اب باقی نہیں رہی اور

سبعة اصناف وهم الفقراء والمسکین والعاملون والمکاتبون والمدیونون ومنقطع الغزاة وابناء السبیل والثانی
یہہ سات قسم باقی رہیں نفیر اور مسکین اور اگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا

خمس الغنائم والمعادن والرکاز فیصرف الی ما ذکر فی قوله تعالی واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول
بیت المال غنیمتوں کا خمس اور کہان کی آمد اور دبا خزانہ اسکا مصرف اس آیت میں مذکور ہی اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھہ چیز سو اللہ کی واسطی اوسمیں سی پانچواں حصہ

ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل وهم ستة اصناف لکن ذکر الله تعالی للتبرک وسهم الرسول وذوی القربی
اور قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چھہ قسم کی لوگ ہیں لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

ساقط

ساقط فبقی ثلثة اصناف وهم الیتمی والمسکین وابن السبیل الا ان فقراء ذوی القربی یدخلون فیهم
اب نہین ہی اب تین قسم باقی رہین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر اتنا ہی کہ ذوی القربی مین سی فقرا انہین داخل
ویقدمون علیهم دون اغنیاءهم والثالث ما یوخذ من خراج الارض وجزیة الروس وما اهدی الی الامام
اور اونپر مقدم ہین غنی لوگ داخل نہین ہین اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینون کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب نذرانہ
من اهل الحرب وما یاخذه العاشر من اهل الذمة والمستامن تجار فیصرف الی مصالح المسلمین من سد الثغور
دیوین اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونسی لیوی یہہ سب مسلمانون کی مصالح مین خرچ مین آویگا یعنی راہ آمد کفار کا روکنا
وعمارة الرباطات والجسور وحفر انهار العامة وارزاق العلماء النافعین والقضاة العادلین والغزاة
اور خانقاہون کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیون کی اور غازیون
والمحتسبین والرابع اللقطة وترکة المیت الذی لا وارث له فیصرف الی معالجة المرضی وادویتهم واطعمتهم
اور محتسبون کی مشاہرہ اور چوتہا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یہہ خرچ ہوگا بیمارون کی علاج اور ادویات اور کہانی مین
واکفان الموتی ونفقة اللقیط ومن هو عاجز عن الکسب فعلی الامام ان ینظر فی هذه الاموال ویضعها مواضعها
اور مردون کی کفنون مین اور لاوارث بچون اور کمائی سی عاجزون کی نفقہ مین سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام مالون کو غور کرکر الگ الگ محلون سر رکہی
فان الشارع قدر لها المصارف وجعل لکل مال قوما فان تعدی فیه وصرفه الی شهواته ولذاته یکون من
کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کرچکا ہی اور ہر یک مال کی لئی حق دار ٹہرادیا ہی پہر جو کوئی اسمین تعدی کری اپنی ہوا اور ہوس اور لذت مین صرف کرڈالی
الخاسرین لانه تعالی لم یوله علی المسلمین لیکون رئیسا اکالا شاربا مستریحا بل لینصر الدین ویرفع فساد المفسدین
وہ ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو اللہ تعالی نی والی مسلمانون کا اسلئی نہین کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور مفسدونکا فساد دفع کری
وینظر الی العلماء والفقراء وسائر المستحقین وینزلهم منازلهم ویعطیهم کفایتهم من بیت المال الذی هو امانة
اور علما اور فقرا اور تمام حق دارون پر شفقت رکہی اور اونکی مراتب مین فرق نکری اور اونکو بقدر کفایت بیت المال مین سی جو اوسکی پاس امانت ہی عطا کیا کری
عنده لیس له فیه الا کواحد منهم اذ قد ذکر فی التجنیس ان الواجب علی الائمة والسلاطین والولاة ان یصرفوا هذه
اور امام کا اوسمین بہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اونمین سی اسواسطی کہ تجنیس مین مذکور ہی کہ امامون اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق
الحقوق الی اربابها ولا یحبسوها عنهم وان قصروا فیه فوباله علیهم یسئلون عنه یوم القیمة وذکر فی شرح المجمع
حق دارون کو پہنچا دین اونسی روک نہ رکہین اور اگر اسمین کچہہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپر ہی قیامت کی دن اسکی پوچہہ ہوگی اور شرح مجمع مین مذکور ہی
ان الواجب علی الامراء ان یجعلوا لکل نوع من تلک الاموال بیتا علی حدة ویصرفوا کلا منها الی مصرفه ولو اخذوا منها لانفسهم
کہ امرا پر واجب ہی کہ ہر ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنالی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امرا اوسمین سی کچہہ اپنی لئی
اکثر مما یکفیهم او خلطوها او صرفوها الی غیر المصارف ولم یراعوها یکونون من الظالمین وقال الزیلعی وعلی الامام ان
قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اوسکو ملاجلا کر بی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی
یجعل لکل نوع من هذه الانواع بیتا یخصه ولا یخلط بعضه ببعض لان لکل نوع حکما یختص به وان لم یکن فی بعضها
کہ ہر ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری مین نہ ملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ مین
شیء فللامام ان یستقرض علیه من النوع الاخر ویصرفه الی اهل ذلک النوع ثم اذا حصل من ذلک النوع شیء یرده
کچہہ باقی نرہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق دارون پر صرف کردی پہر جب اوس خزانہ مین مال آجاوی تو اوس
فی المستقرض منه الا ان یکون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم علی اهل الخراج وهم فقراء فانه لا یرد فیه
خزانہ مستقرض منہ مین ادا کردی مگر اوس صورت مین کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنایم سی اہل خراج پر ہو وی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ ادا کرنا نہین

شيئا لانهم يستحقون بالفقر وكذا في غيره اذا صرفه الى المستحق ويجب على الامام ان يتقي الله تعالى ويصرف الى
اسواسطی کہ فقر کی جہت سی وہ حق دار ہیں اور ایسی ہی اور خزانہ مین اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سی ڈری اور ہر ہر مستحق کو

كل مستحق قدر حاجته من غير زيادة وان قصر في ذلك كان الله تعالى عليه حسيبا وذكر في المحيط ان الامام ان
بقدر حاجت دیدیا کری زیادہ نہ دیوی اور اگر اسمین قصور کریگا تو اللہ اوسپر حساب لینی والا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال

استقرض على مال بيت الصدقات من بيت مال الخراج وصرفه الى الفقراء لا يصير قرضا عليهم لان الخراج له حكم
صدقات پر بیت المال خراج سی قرض لیکر فقراء پر صرف کردی تو قرض نہین ہوتا اسلیے کہ خراج کو حکم

الفيء والغنيمة وللفقراء فيه حظ وانما لا يعطى لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا اليه يصرف اليهم فعلى الامام
فی اور غنیمت کا ہی اور فقراء کا اسمین حصہ ہوتا ہی اور اونکو دیتی اسلیے نہین کہ صدقات کی جہت سی مستغنی ہوتی ہین جب اونکو ادہر احتیاج ہوتی تو دینا چاہیے سو امام کو

ان يتقي الله في صرف هذه الاموال الى مصارفها وفي ايصال هذه الحقوق الى اربابها على ما يرى من تفضيل وتسوية
لازم ہی کہ اللہ سی ڈری ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کری اور یہہ حقوق حق داروں کو پہنچادی جیسا نیک سمجھی کم و زیادہ یا برابر برابر

من غير ان يميل في ذلك الى الهوى ولا يحبسها عنهم ولا يجعل لهم الا قدر ما يكفيهم ويكفي اعوانهم بالمعروف وان قصر
اسمین خواہش کی طرف داری نکری اور اوسکو حق داروں سی روک نرکہی اور اونکا اتنا ہی مقرر کری جو اونکو اور اونکی مددگاروں کو دستور کی موافق کفایت کرجای اور اگر

في ذلك وقعد عنهم كان الله عليه حسيبا فقد ظهر من هذا ان السلطان ليس ما في يده من بيت المال ملكا له بل
اسمین قصور کرکی بیٹہہ رہیگا تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینی والا ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ مین ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہین ہوتا بلکہ

هو امانة عنده يجب عليه ان يصرفه الى مصارفه لكن لما كان هو ايضا من المصارف جاز له ان ياخذ من مال الخراج
اوسکی پاس امانت ہوتا ہی اوسپر واجب ہی کہ اوسکو مصارف مقرری پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان بہی مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ خراج کی مال مین سی فقط

قدر كفايته فقط لا غير ولو اخذ اكثر من قدر كفايته وصرفه الى مماليك اصطفاها وزينها بانواع الملابس المحرمة
بقدر کفایت لیلی زیادہ نہین اور اگر قدر کفایت سی زیادہ لیکر اپنی محبوب غلاموں پر صرف کری اور اونکو اچھی اچھی کپڑی جو پہنی حرام ہین پہنا اوسجاکر

وافتخر بقيامها بين يديه يكون من الخائنين وقد روي انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما
عزت کی واسطی سامنی کہڑا رکہی خیانت والوں مین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ اوسکی آگی آدمی تصویر کی طرح کہڑی رہین

فليتبوا مقعده من النار ثم ينبغي ان يعلم ان من له عطاء من بيت المال ان كان من المصارف يجوز له ان يصرفه
تو اپنا ٹہکانا دوزخ مین کرلی پہر جان رکہو کہ جسکی لیی بیت المال مین سی روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی کام مین لاوی

الى مصالحه وان لم يكن من المصارف لا يجوز له ان يصرفه الى مصالحه بل يلزمه ان يتصدق به الى الفقراء واذا
اور اگر مصارف مین نہین ہی تو اوسکو جایز نہین ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام مین لگادی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ فقراء کو خیرات دیدی اور اگر

مات لا يورث عنه بل يصير محلولا فللسلطان او نائبه ان يقرر فيه من كان من المصارف وان قرر فيه من
چہوڑ مریگا تو وہ وراثت مین نہین آویگا بلکہ فقراء کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہی کہ اوسکی جگہہ ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین داخل ہو اور اگر اتفاقا

ليس من المصارف يجب عليه ان يخرجه ويقرر فيه من هو من المصارف وان لم يفعل يكون آثما بوجهين كما ذكر في البزازية
ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو موقوف کری اور اور ایسی کو قایم کری جو مصارف مین داخل ہو اور اگر نہین کریگا تو دو وجہہ سی گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ مین مذکور ہی

ان من له عطاء في الديوان ان مات عن ابنين فاصطلحا ان يكتب في الديوان اسم احدهما وياخذ العطاء ولا يكون
کہ جسکی لیی روزینہ کچہری مین مقرر ہووی اگر وہ دو بیٹی چہوڑ کر مرجاوی تو وہ دونو صلح کرلین کہ دفتر مین ایک کی نام پر لکہا رہی وہ ہی روزینہ لیا کری اور

للآخر شيء من العطاء وبذل من كان له العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ويرد بدل الصلح والعطاء للذي جعل الامام
دوسرا روزینہ سی محروم اور وہ روزینہ لینی والا کچہہ مال متعین اوسکو دیدیا کری تو یہہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہٹا دیا جاویگا اور وہ روزینہ اسیکی ہوگا

العطاء له لان لا استحقاق للعطاء باثبات الامام لادخل فیه برضی الغیر وجعله غیر ان السلطان ان منع المستحق
جسکی لئی امام تجویز کری اسلئی کہ حقیقت روزینہ کی امام کی تجویز پر ہی کسیکی رضامندی اور تقرر کرنیکو اسمین کچہہ دخل نہین ہی سوا اسکی کہ سلطان اگر مستحق کو محروم
یقع فی الظلم مرتین فی قضیة واحدة حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقامه یسر نا الله عملا موافقا لرضا
کردی تو ایک مقدمہ مین دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا الٰہی عمل مطابق اپنی رضامندی کی ہمپر آسان کر

المجلس الثمانون فی بیان ظهور الفتن وما یخالف الشرع وکیف یعمل حینئذ

اسی مجلس مین بیان فتنون اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطور عمل کیا جاوی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح
رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا جلدی کرلو اعمال فتنون سی پہلی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو
کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوهریرة فانه علیه السلام اشار فیه الی
کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچدیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابوہریرہ کی روایت سی نبی صلی الله علیہ وسلم نی اشارہ فرمایا طرف
ظهور الفتن المتکاثرة المتراکمة کتراکم ظلام اللیل المظلم لا یعرف احد طریق الخلاص منها وامر بالمسارعة الی الاعمال
ظہور بہت فتنون کی تہ برتہ جیسی اندہیرا تاریک شب کا تہ برتہ ہوتا ہی کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور واسطی جلدی اعمال صالحہ کی فتنہ
الصالحة قبل مجیئها اذ عند مجیئها یشتد الامر ولا یقدر احد فیها علی الاشتغال بالاعمال الصالحة بل یصبح الرجل
پیدا ہونی سی پہلی اسلئی امر فرمایا کہ جب فتنہ پیدا ہوجائیگا تو بڑی مشکل پڑی کی پہر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نرہیگی بلکہ آدمی صبح کو
مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا وسبب وقوع المسلم فی الکفر عند ظهور الفتن یحتمل ان یکون بوقوع
مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی ظہور پر مسلمان کفر مین شاید کہ اسلئی مبتلا ہونگی کہ اونمین لڑائیان
القتال بینهم فیستحل کل واحد منهم دم الاخر وماله فیکفر کل واحد منهم باستحلال دم الاخر وماله ویحتمل ان یکون
ہونگی سو ہر یک طرفین سی ایک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہی گا سو ہر یک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہہ کر کافر ہو دیگا اور شاید کہ اس سببی کہ
بوقوع الاختلاف بینهم فیغلب الکفار علی بلادهم فیدعونهم الی دینهم فیرتد بعضهم لطلب الجاه والمال منهم
آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اونکی ملک پر غالب ہوجاوینگی پہر وہ اپنی دین کی دعوت کرینگی پہر کوئی جاہ اور مال کی ہوس مین مرتد ہوجاویگا
کما اشیر الیه فی اخر الحدیث حیث قیل یبیع دینه بعرض من الدنیا فان العرض بفتح الراء متاع الدنیا وحطامها
چنانچہ آخر حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچدیگا بیشک عرض را کی زبر کی دنیا کی سامان اور نفع کو کہتی ہین
ویحتمل ان یکون بغلبة الظلم والفساد علیهم فلا یراعون الشرع فی الحکومات بل یخرجون منه الی انواع الظلم و
اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سی نکل کر قسم قسم کی ظلم اور
السیاسات ویسفکون الدماء ویاخذون الاموال بغیر حق ویعتقدون انهم علی الحق فی ارتکابهم تلك الاثام
سیاست مین مبتلا ہونگی اور خون ریزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چہین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجہین گی
ولا یدرون انهم بذلك الاعتقاد یخرجون من الاسلام وربما یصلبون السارق ویقتلونه باعتقاد جواز
اور یہہ نہین سمجہینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوئی اور بعضی دفعہ چور کو صولی دینگی اور قتل کرڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو
صلبه وقتله فیکفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق لیس صلبه وقتله بل حده قطع یده لقوله تعالی
سولی دینا اور قتل کرنا جایز ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہوجاوینگی اسلئی کہ چور کی حد سولی اور قتل نہین ہی بلکہ اوسکی حد ہاتہہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی
السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما وربما یغضب ملکهم علی واحد منهم فیامرهم بقتله من غیر سبب یوجب قتله
اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور بعضی دفعہ بادشاہ کسی پر غصہ کہا کر اوسکی قتل کا حکم دیتا ہی اور کوئی وجہ اوسکی قتل کی نہین ہوتی

فيقتلونه باعتقاد كون امره حقا واجبا عليهم فيكفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق في معصية
سو وہ لوگ اوسکو قتل کرنی مین یہہ سمجہہ کر کہ حکم پادشاہی حق ہی ہمپر واجب ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہو جاتی ہین اسلئی کہ خدا کی

الخالق على ما ورد في الحديث فانقيل مجرد الامر من السلطان بلا تهديد ولا وعيد اكراه فاذا كان اكراها فهل
کی اطاعت نہین ہی چنانچہ حدیث مین ہی اگر کوئی کہی صرف حکم بادشاہ کا بغیر دہمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پہر جب اکراہ ہوا تو آیا

يرخص لهم قتله فالجواب ان قتل المسلم بغير حق لا يحل لضرورة على ما ذكر في اكراه شرح الهداية ان من اكره بقتل على
ان کو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت مین بہی حلال نہین ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ مین اگر کسیکو قتل سی

قتل غيره بغير حق لا يسعه ان يقدم عليه بل يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما لان قتل المسلم بغير حق مما
اکراہ کیا کسیکی ناحق قتل پر تو اوسکو گنجایش نہین ہی کہ اسپر پیش دستی کری بلکہ صبر کری یہان تک کہ جان دی اور اگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئی کہ ناحق

لا يستباح لضرورة ما فكذا بالاكراه وذكر في الاصول ان دليل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول
قتل مسلم کا کسی ضرورت مین بہی مباح نہین ہی ایسی ہی اکراہ ہی اور اصول مین مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول اسمین

فيه سواء فاذا استويا لا يحل للفاعل قتل غيره لتخليص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و
دونو برابر ہین پہر جب دونو برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جایز نہین ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ ٹہرایا ہی چنانچہ فرمایا اور

من يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها فاذا كان كذلك ينبغي ان يعلم ان كثيرا من ولاة زماننا وقضاة
جو کوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کر کر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہی اوسمین جب یہہ ٹہرا تو یہہ جانی لو کہ ہماری زمانہ کی اکثر والیون نی اور ہماری عہد کی اکثر قاضیون نی

عصرنا قد هجروا الشرع المحمدي واخذوا طريقا غير مرضي وسموه عرفا وشاع بينهم العمل به حتى كادوا ان يرفضوا الشرع
شرع محمدی کو چہوڑ دیا ہی اور رستہ ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکہا ہی اور سب اوسی پر عمل کرتی ہین یہان تک کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک

به لانهم كانوا لا يفصلون قضية بمحض الشرع بلا خلط العرف لكنهم كانوا يفصلون قضايا كثيرة بمحض العرف بلا خلط
ہو جاوی کا کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سی بدون عرف کی ملائی فیصلہ نہین کرتی لیکن بہتیری قضیہ صرف عرف سی بدون لحاظ شرع کی فیصل کرتی ہین

الشرع ويعتقدون ان بمحض الشرع لا يتم النظام ولا يستقيم حال الانام ويقولون ذلك جهرا ولا يعدونه نكرا فتامل
اور یہہ سمجہہ رہی ہین کہ نری شرع سی نظام پورا نہین ہوتا اور خلقت کا حال درست نہین رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتی ہین کچہہ برا نہین جانتی اب سوچ تو

ايها المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محمل غير القول بنسخ الشريعة المحمدية بما ابتدعوه بآرائهم الفاسدة من
ای منصف ایا کچہہ اس قول اور اس اعتقاد کی بہی معنی ہین بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو بسبب سیاسات بد اور تعذیبات سخت کی جو اپنی فاسد عقلون سی نکال کر

السياسات الشنيعة والتعذيبات الشديدة وما حملهم على ذلك الاعتقاد وما جراهم على ذلك الفساد الا ما يرونه من
ٹہری کی ہین منسوخ کہتی ہین اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرأت اس فساد پر اسلئی ہوئی ہی کہ دیکہتی ہین

ظهور السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم البليغة وتشديداتهم الالية نعم قد يظهر السارق والقاتل احيانا بتهديدات
کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دہمکیون اور سخت گیریسی ہاتہہ آجاتی ہین ان سچ کبہی چور اور قاتل تو اونکی دہمکی

وتشديداتهم لكن الى ان يظهر ظالم واحد يظلم خلقا كثيرا في انفسهم واعراضهم بل يهلك بعضهم بانواع العقوبات
اور سختی سی پیدا ہو جاتا ہی پر جب تک ایک ظالم ہاتہہ لگی اتنی بہتیری خلقت کی جان اور ابرو پہ ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت

واصناف التعذيبات ويتعطل اعضاء بعضهم واما اخذ اموالهم واهلاكها فلا يعدونها شيئا بل يبيحونها ويستحلونها
اور قسم قسم کی عذاب مین ہلاک اور بعضون کی اعضا بیکار ہو جاتی ہین اور مال لیلینا یا تلف کر دینا یہہ تو کچہہ شمار ہی نہین ہی بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتی ہین

فاذا كان السعي في رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم كثيرة غير منحصرة فتفكر ايها العاقل هل يليق مثلها
پہر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی مین بہت سی ظلم غیر منحصر عمل مین آئین اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الایمان وهل یجوز فعلها فی دار الامان وتحقق ان الشارع لم یترک تلک القاعدة الا بعد وزنها بمیزان
اور دار الامان میں ایسا کام کہان جایز ہی اور ثابت ہی کہ شارع نی یہہ قاعدہ تب چہوڑا ہی کہ اسکو حکمت کی ترازو میں خوب تول لیا ہی
الحکمة وظهور غلبة مضارها علی منفعتها فان الحکیم لا یحکم له الا بما فیه المنفعة العامة الشاملة او بما
اور اسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہو چکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جسمین منفعت عام اور شامل ہو یا جسمین فائدہ
یغلب منفعته علی مضرته لا بما یغلب مضرته علی منفعته الا تری ان الخمر والمیسر کیف حرمهما الله تعالی فی
نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہین دیتا جسکی مضرت منفعت سی زیادہ ہو تجہکو معلوم نہین کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نی قرآن مین
القرآن بعد ما نص فیه بنفعهما حیث قال یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما
کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائدہ بہی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو اور انکا
لان جانب النفع اذا غلب علیه جانب الضر یحمی جانب الضر فان اهل العرف فی هذا الزمان کثیرا ما یظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ مین ایک ظالم کی واسطی شہر کی شہر پر اور
اهل قریة بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا یظفرون بذلک الظالم فیکون مظالمهم اشد بالف مرتبة
گانوکی گانو ہر قسم قسم کی اکثر ظلم کر ڈالتی ہین اور تسپر بہی وہ ظالم ہاتہ نہین آتا اب انکا ظلم اوس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہو جاتا ہی
من ظلم ذلک الظالم مع بقاء ظلمه فلیس مثلهم الا کمثل من یقصد احراق حشیش نبت خلال زرعه فیوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی گہاس جلانی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر اوگتا ہی پہر اوس کہیت کی اندر آگ جلا دی
وسط زرعه فیحترق الزرع واما الحشیش الذی قصد احراقه فربما یحترق وربما لا یحترق فلعمر الله لیس هذا
اور تمام کہیت پہک جاوی اور وہ گہاس جسکا جلانا منظور تہا کبہی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ
من الاصلاح بل هو من الافساد فلو کان فی هذا العرف خیر لکان القرون التی یستعمل هذا العرف فیها خیرا من
انتظام نہین ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمین یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہد سی
القرون التی لم یستعمل فیها هذا العرف کقرون النبی علیه السلام والخلفاء الراشدین والتابعین ولا شک ان خیر
جنمین یہہ عرف نہین برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیه السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین شک نہین کہ
القرون قرن النبی علیه السلام ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم شاع الکذب والفساد الی قرننا الذی هو شر
سب سی بہتر زمانہ نبی علیه السلام کا ہی پہر اونکا جو انسی متصل ہین پہر اونکا جو انسی متصل ہین پہر جہوٹ اور فساد پہیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی
القرون یشهد بذلک الاحادیث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترک فانظر تلک القرون لکونها قرون
مشہور حدیثین بلکہ متواتر اسکی گواہ ہین اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پہر اگر کوئی کہی وہی زمانہ چونکہ رشد
الرشد والصلاح وعهود الصدق والفلاح کان الامر یتم بسهولة الشرع ولا یحتاج الی صعوبة العرف واما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہین ہوتی تہی اور اب یہہ
القرون فلما کان الغالب فیها الفسق والفساد والکذب والعناد اضطر العقلاء الی اجراء العرف الشدید لما راوا
زمانہ اسمین فسق اور فساد اور جہوٹ اور عناد جو غالب ہوگیا ہی تو عقلا نی لاچار ہو کر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکہتی تہی
من عدم انزجار اهلها بالشرع السدید فالجواب ان هذا السوال لا یبقی له مورد بعد ما عرف فی اجراء العرف من
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہین آتی سو جواب یہہ ہی کہ اس سوال کا ٹہکانا نہین ہی جب عرف کی جاری کرنی مین مفاسد
المفاسد ووفی الشرع من کفایته فی جمیع الاعصار لجمیع المقاصد ثم ان ما ذکر من کون القرون السابقة قرون
ہین ہی اور شرع کی کفایت تمام عہدون مین تمام مطالب کی لئی تسلیم کرلی پہر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانی رشد

الرشد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا ببركة اجراء الشرع الشريف في تلك القرون وشامت احداث
اور صلاح کی تھی اور یہہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہہ نہیں ہی مگر بسبب برکت اجراء شرع شریف کی اوس عہد مین اور بسبب نحوست پیدا کرنی
العرف السخيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثر اولاد الزنا بسبب اكراه اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نکی عرف کی اس عہد مین کیونکہ اس زمانہ مین حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلئی کہ اہل عرف ہر یک شہر پہ اور ہر یک گانو پہ
في كل سنة بل في كل شهر مرارا على الحلف بالطلاق في انواع القضايا فيلزم الحنث بالضرورة وبهذا السبب كثر
سال بسال بلکہ ماہ بماہ کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہر یک قضیہ مین طلاق کی قسمین دلاتی رہی پہر قسم کا ٹوٹنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سبب سی
اولاد الزنا في هذا الزمان واشتغلوا بالتزويرات والتلبيسات وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ مین حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی سی سوا بدذاتی کی
الا الافعال الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المعتبرة
اور کیا ہوتا ہی پہر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد معین سی بڑہ جاوی بیشک سلف سی بہی عمل مین آئی ہی اور معتبر کتابون مین مذکور ہی
انها محمولة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة على
کہ وہ عقوبت سیاست پہ محمول ہی پہر کیون نہین جایز کہ یہہ عرف مذکور بہی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست
ما ذكر في معين الحكام نوعان احدهما ظالمة والاخرى عادلة اما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع نی حرام اور مطلق ناجایز رکہا ہی
والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويوخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہی ہی اور اسہی کی سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کہل جاتی ہین اور مال چہنتی ہین اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی
العادلة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حسما لمادة
عادلہ تو شرع سی اوسکی طرف توجہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ مین مذکور ہی خطا بحکم شرعی سی فساد کی جڑ
الفساد وقيل هي الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاٹنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ ہی شریعت بہاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہو جاتی ہین اور مفسد لوگ
الفساد وباهمالها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لئلا يتجاوز
فساد کرنا چہوڑ دیتی ہین اگر اسکو چہوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہین اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضرور ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجہہ لینا چاہئی تاکہ اوس سی بڑہ کر
منها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچہہ نہ کر بیٹہی اسواسطی کہ روئی زمین سی فساد دور نہین ہو سکتا جب تک مفسدون کو عقوبت شرعی نہو جنکی نام پہ جرم لگی ہوئی ہین اور اوس باب مین
بقدر تهمتهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيخان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس
مشہور ہین جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہویا تو قید کر کر چنانچہ حدود فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جنکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگون کی تہمت ہووی
ويخلد في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية ان الدعار وهم الذين يقصدون اتلاف
اوسکو قید کرین اور قید خانہ مین اتنی پڑا رکہین کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس مین اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگون کا مال اور بدن
اموال الناس وانفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سيماهم او بالضرب كما ذكر في اكراه البزازية
جان تلف کیا چاہتی ہین قید کئی جاوین جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہرون پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاوین یا مار مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ مین مذکور ہی
ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايحل ضربه حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضربه
کہ حسن بن زیاد سی پوچہا گیا چور کو چوری کی تہمت مین مارنا جایز ہی تاکہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹین اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا مارین

يعني

ینبغی ان لا یخرج عن صفة ضرب الحدود ولا یعاقب بغیر عقوبات الشرع بل یضرب ضرب تعزیر لا ضرب حد او
کہ حد کی وضع سے مخالف ہو جاوے اور کوئی اور عقوبت سوای عقوبات شرعی کی نکرین بلکہ تعزیر کیسی مار مارین حد کیسی مار نمارین یا
بالقتل کما ذکر فی سیر البزازیة ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعونة البغاة والظلمة فی ایام الفترة فقال یباح
قتل کرکر چنانچہ سیر بزازیہ مین مذکور ہے کہ عطاء بن حمزہ سے پوچھا کہ ایام فترہ مین باغیون اور ظالمون کی جو حامی ہون اونکو قتل کرنا چاہیے جواب دیا
قتلهم لانهم مسارعون فی الارض بالفساد وقیل له انهم یمتنعون عن السعی فی تلک الایام ویتوارون قال ذلک امتناع
اونکا قتل مباح ہے کیونکہ وہ ملک مین فساد کرنیکو دوڑتی ہین کسی نے کہا اب تو وہ اوس عمل سے باز آئی ہین اور چھپ گئی ہین کہا لاچاری کو باز آئی ہین
ضرورة ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وکذلک قال الامام السید ابو شجاع وزاد بان قال یثاب قاتلهم قال لان من
اور اگر پھر وہ ہی حال ہو تو پھر وہ ہی کرین جو اونکو منع ہوا تھا اور ایسے ہی امام سید ابو شجاع نے کہا ہے اور اتنا زیادہ کہا کہ اونکی قاتل کو ثواب ہوویگا کسینے کہا کہ قاتل
شرط الاسلام الشفقة علی الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم وهم علی عکس ذلک وذکر فی کراهیة البزازیة انه کان
کیسے ہوگا کہا اسلئے کہ اسلام کی شرط ہے کہ خلق پر شفقت کرے اور اونکی خوشی سے خوش ہو اور اونکی غم سے غمگین اور وہ لوگ اسکی برخلاف ہین اور بزازیہ کی کراہیہ مین مذکور ہے
یفتی بکفرهم واختیار المشایخ ان لا یفتی بکفرهم وجواز القتل لا یدل علی الکفر قال الله تعالی انما جزاء الذین یحاربون
کہ اونکی کفر پر فتوی تھا اور مشایخ کا مختار یون ہے کہ کفر پر فتوی نہ دیوین اور قتل جایز ہونے سے کفر نہین ثابت ہوتا اللہ تعالی فرماتا ہے یہہ ہی سزا ہے اونکی جو لڑائی کرتی ہین
الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او الاعونة من المحاربین الله ورسوله وذکر فی باب السعایة من
اللہ سے اور اوسکی رسول سے اور دوڑتی ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ اونکو قتل کرئے یا سولی چڑھائے اور مددگار بھی اللہ اور رسول سے لڑنیوالے ہین اور باب السعایہ مین
جنایات البزازیة ان المشایخ لفساد الملک بسبب السعایة افتوا بان قتل الاعونة والسعایة فی زمان الفترة جائز ولقید
جنایات بزازیہ سے مذکور ہے کہ مشایخ نے اسلئے کہ بسبب سعایۃ کی ملک مین فساد پہیل گیا تھا فتوی دیا تھا کہ قتل باغی کی مددگار کا زمانہ فترۃ مین جایز ہے اور قید سے
لکونهم فی مثل ذلک الزمان اشد ضررا فیلحقون بالذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا فعلی هذا
کیونکہ اونسے ایسی زمانہ مین بڑا ضرر ہوویگا پہر وہ اون لوگون مین مل جاوینگی جو اللہ اور رسول سے لڑتی ہین اور ملک مین فساد کرتی پہرتی ہین اس رای کی موافق
یجوز قتلهم لکن باسهل الطرق واقلها عذابا کالصلب وضرب العنق لا باصعبها واکثرها عقابا کالسیاسات الجاریة
اونکا قتل جایز ہے پر آسانی سے جسمین تکلیف نہووے جیسے سولی اور سر اوڑا دینا سخت عذاب سے نہین جسمین تکلیف زیادہ ہو جیسے سیاسات اس زمانہ مین
فی هذا الزمان لما روی انه علیه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقول ان اجراء هذه العقوبات
مروج ہین کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو ان نقلون سے معلوم ہوا کہ ان عقوبات کا جاری کرنا
انما یجوز اذا کان المدعی علیه متهما بالجرائم مشهورا بها وانکر ما ادعی علیه واما اذا لم یکن متهما بها بل کان رجلا صالحا
جب جایز ہے کہ مدعی علیہ جرم مین بدنام اور خطاواری مین مشہور ہو اور وہ دعوی سے منکر ہو اور اگر اوسپر کچھ تہمت نہو بلکہ مرد نیک خوبی سے مشہور ہو
مشهورا بالصلاح فلا یجوز عقوبته اصلا بل یحلف ویخلی سبیله ان لم یقم علیه بینة وان کان مجهول الحال لا یعرف ببر
تو ایسے کی عقوبت ہرگز جایز نہین ہے بلکہ قسم لیکر چھوڑ دین اگر گواہ نہون اور اگر مجہول الحال ہو یعنے نہ تو نیکو کار مشہور ہے اور نہ بدکار تو ایسے کو
ولا فجور یجوز حبسه یوما او یومین حتی یتبین حاله بالبینة او بالاقرار وان لم یظهر شیء منهما یحلف ویخلی سبیله ولا
ایک یا دو دن قید کرنا جایز ہے یہان تک کہ اوسکا حال یا گواہ سے یا اقرار سے ظاہر ہو جاوے اور اگر کچھ بہی ظاہر نہو تو قسم لیکر چھوڑ دین اور
یجوز ضربه کما ذکر فی سرقة الخلاصة والبزازیة ان عصام بن یوسف دخل علی الامیر فاتی بسارق فانکر السرقة فقال الامیر
مارنا جایز نہین ہے چنانچہ خلاصہ اور بزازیہ کی باب السرقہ مین مذکور ہے کہ عصام بن یوسف امیر کی پاس گیا وہین ایک چور پکڑا آیا سو اوسنے چوری سے انکار کیا امیر نے
لعصام بن یوسف ایش یجب علیه فقال عصام علیه الیمین وعلی المدعی البینة فقال الامیر هاتوا بالسوط والعقابین
عصام بن یوسف سے پوچھا اسپر کیا واجب ہے عصام نے کہا اسپر قسم ہے اور مدعی پر گواہ امیر نے کہا کوڑا اور دو رسیان تو لاؤ

ثما ضرب عشرا حتی اقر واتی بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رایت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر کیف
پہر دس کوڑی نہین لگائی تہی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا مال لادیا عصام نی کہا سبحان اللہ مین نی اس ظلم سی زیادہ عدل سی ملتا ہوا کوئی ظلم نہین دیکہا اب دیکہہ تو کیونکر

سماه ظلما مع ظهور الحق ولم یجعله عدلا بل جعله شبیها به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلک الضرب
اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہوگیا تہا اوسکو عدل نہین ٹہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سی ضرب واجب ہوجاوی نہین تہی

لانه وان ظهر به الحق فی هذه المرة لکن کثیرا ما لا یظهر فیکون ظلما محضا بخلاف المتهم بالجرایم فان ضربه
اسواسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہوگیا لیکن اکثر حق ظاہر نہین ہوا کرتا پہر نرا ظلم ہی ظلم ہوتا ہی برخلاف اوسکی جو جرایم سی بدنام ہورہا ہو بیشک

لیس لمجرد استخراج الحق بل لیمتنع عن افعاله المذمومة سواء ظهر الحق او لم یظهر فافترقا وکل ما ذکر الی هنا من جواز
اوسکا مارنا صرف حق پیدا کرنی کی لئی نہین ہی بلکہ اس لئی کہ اپنی افعال بدسی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونون مین فرق ہی اور یہان تک جو مذکور ہوا

اجراء العقوبة علی المتهمین بالجرایم انما هو قبل ثبوتها بالبینة او الاقرار واما بعد ثبوتها باحدهما فیقام علیهما ما
یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہونا جرایم کی بدنامون پر ثبوت سی پہلی پہلی ہی گواہ ہونی ہو یا اقرار سی اور اگر جرم ثابت ہوجاوی کسی ایک وجہ اقرار یا بینہ سی تو پہر اونپر

عین لهم فی الشرع من الحد والتعزیر یسرنا الله تعالی علی موافقة الرضاء المجلس الحادی والثمانون فی بیان احکام القضاء
وہی قایم ہوویگا جو شرع نی مقرر کیا ہی حد اور تعزیر الہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکیاسی مجلس احکام قضا کی بیان مین

واخذه بالرشوة وحکومته بشهادة الزور قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما انا
اور عہدہ قضا کو رشوت سی لینی مین اور جہوٹی گواہی پر حکم کرنی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مین تو

بشر وانکم تختصمون الیّ ولعل بعضکم یکون الحن بحجته من بعض واقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن
خدا کا بندہ ہون اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعضا تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور جیسا اوس سی سونگا مین فیصلہ کردونگا پہر

قضیت له بشیء من حق اخیه فلا یاخذنه فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح
مین جسکو دوسری کی حق مین سی دلا دونگا تو وہ ہرگز نہ لیوی یہہ ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جلاکی دیتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رونه ام المؤمنین ام سلمة ومعناه انکم تختصمون الیّ وربما یکون بعضکم مبطلا فی دعواه ولا اعرف
ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصلہ میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین جہوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی

کونه مبطلا فی دعواه الا انه افطن بحجته واقدر علی تقریرها بحیث اظنه صادقا فی دعواه اقضی له
دعوی مین جہوٹا معلوم نہین ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چسپ ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا گمان کرکر اوسکی دعوی کی

علی وفق دعواه فیکون ما قضیته له من حق اخیه قطعة من النار لکونه حراما یسوقه الی النار فانه علیه السلام
موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون بہائی کی حق مین سی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی دوزخ مین کہینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام نی

صدر کلامه فی هذا الحدیث بقوله انما انا بشر تنبیها علی جواز عدم مطابقة حکمه لما فی نفس الامر لکونه بشرا لا
اپنی کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع کی کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہوسکتا ہی کہ وہ بشر ہین

یعلم من الغیب ولا یطلع علی الضمائر الا ما یوحی الیه ولا یلزم منه ان یکون حکمه خطاء اذ لیس هذا من قبیل الخطاء
غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہی اسواسطی کہ یہہ حکم مین غلطی نہین ہی

فی الحکم لان الحاکم مامور مکلف بان یحکم بین الخصمین بالظاهر علی حسب ما یسمعه من کلامهما وعلی ما یقتضیه
کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی کہ دونو مدعی مدعی علیہ مین ظاہر کی موافق جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم کردی

حجتهما لا بما فی نفس الامر حتی ان من کان مبطلا فی دعواه اذا اتی بشاهدی الزور ولم یعلم القاضی بکذبهما وقضی
یہہ نہین ہی کہ نفس الامر سی حکم ہو یہان تک کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹی دوگواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشهادتهما بعد تعديلهما فهو محق في الحكم وان لم يكن ما حكم به ثابتا في نفس الامر فعلم من هذا ان حكم القاضي
موافق تعدیل کی بعد حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ مدعا نفس الامر مین ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم
بشهادة الزور لا يحل ما كان حراما ولا يحرم ما كان حلالا ولا ينفذ قضاؤه الا ظاهرا وهذا متفق عليه
جھوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہین کر دیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی مین جاری ہوتا ہی یہہ بات املاک مرسلہ
في الاملاك المرسلة التي لم يذكر فيها سبب معين من اسباب الملك واما في العقود كالبيع والشراء والنكاح
کہ جنمین کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور رہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح
والاجارة ونحوها وفي الفسوخ كالاقالة والطلاق ونحوهما فعند ابي حنيفة ينفذ ظاهرا وباطنا وعند غيره
اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن مین جاری ہوتا ہی اور اونکی
انما ينفذ ظاهرا لا باطنا لهم ان القضاء اظهار ما كان ثابتا لا اثبات ما لم يكن ثابتا وما ادعى من العقود والفسوخ لم يكن
نزدیک فقط ظاہر مین جاری ہوتا ہی باطن مین نہین ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی عقود مین اور فسوخ مین ثابت
ثابتا عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة فلا ينفذ القضاء فيه الا ظاهرا واما باطنا فلا لان القضاء انما
نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی جھوٹا ہوا ور گواہی جھوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی اسلئی کہ قضا حجت کی
ينفذ بقدر الحجة والحجة باطلة في الباطن لكون شهادة الزور حجة في الظاهر لا في الباطن والمشهود له
موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن مین غلط ہی کیونکہ گواہ جھوٹی ہین ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور گواہون والا
يعلم ذلك والقاضي لا يعلمه فينفذ قضاؤه ظاهرا لا باطنا كما في الاملاك المرسلة وله ان القاضي اذا قيمت عنده
اسکو جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی جیسی املاک مرسلہ مین اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس
البينة وعدلت يكون عليه القضاء واجبا حتى لو امتنع عن القضاء او اخره يكون اثما لكن لما كان القضاء اظهار
جب گواہ آئی اور تعدیل ہو چکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہان تک کہ اگر کچہہ حکم نہ دیوی یا درنگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا
ما كان ثابتا ولم يكن ما ادعى من العقود والفسوخ ثابتا عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة وجب اثباته
ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ ثابت نہین ہوتا جسصورت مین کہ دعوی باطل اور گواہ جھوٹی ہون تو اب بطور اقتضا کی
اقتضاء لئلا يلزم ان يكون القاضي مكلفا بما ليس في وسعه فان قضاء القاضي فيما يحتمل الانشاء ولم يكن في المحل
مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تا کہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل مین ہی کہ احتمال نئی سرسی ہونیکا ہی اور اس محل مین
مانع وكانت الشهود كاذبة يكون انشاء لانه مامور بالقضاء بالحق ولا يكون قضاؤه بالحق فيما يحتمل الانشاء ولم
کوئی مانع نہین ہی اور گواہ جو جھوٹی تہی تو انشا یعنی از سرنو اب ہو جائیگا کیونکہ قاضی قضا برحق کا مامور ہی اور اوسکی قضا برحق ایسی محل مین کہ احتمال انشا کا ہو دی اور
يكن في المحل مانع وكانت الشهود كاذبة الا بالحمل على الانشاء والعقود والفسوخ مما يحتمل الانشاء وللقاضي ولاية الانشاء
وہان مانع بہی نہو اور گواہ بہی جھوٹی ہون نہین ہوسکتی بدون حمل کئی انشا پر اور عقود اور فسوخ مین انشا یعنی از سرنو کا احتمال ہی اور ہی قاضی از سرنو کر دیگا
في الجملة فيجعل قضاؤه انشاء بطريق الاقتضاء فيصير كانه قال في دعوى عقد النكاح له زوجتك اياه وحكمت
فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضاء انشا از سرنو ہوگی اسکا انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی میں یہہ کہتا ہی مینی تیرا نکاح اوسکی ساتھہ کر دیا
بينكما بالنكاح وفي دعوى فسخ النكاح يصير كانه قال فرقتك عنه وحكمت بينكما بالطلاق وكذا في غير ذلك
اور مینی تم دونو مین نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی مین یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی مینی تجکو اوس سی اب جدا کیا اور تم دونو مین طلاق کا حکم دیا اور ایسی تہا اور
مما ادعى من العقود والفسوخ بخلاف الاملاك المرسلة فان القضاء فيها بشهادة الزور لا ينفذ الا ظاهرا لان
دعووں مین جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہون برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اوسمین قضا جھوٹی گواہی سی صرف ظاہر مین نافذ ہوگی کیونکہ

الملك لابد له من سبب وفي الاسباب كثرة ومزاحمة ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها
ہر ملک کی واسطی کوئی سبب چاہئی اور اسباب تو بہت ہین ایک دوسری کا مخالف قاضی سی یہہ نہین ہوسکتا کہ اونمین سی کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کر لی کیونکہ ایک کو

اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء
ایک پر کچھ فوقیت نہین ہی سو اب بطریق اقتضاء قضا سی پہلی کچھ بھی ثابت نہین ہوسکتا اسلئی کہ ملک مین احتمال انشا کا یعنی از سرنو کا تو نہین ہی

والقاضي ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعى عليه عن المدعى فهذا هو النافذ منه
اور قاضی کو یہہ حکم نہین کہ ملک کا حکم دیا کری بلکہ اوسکو یہہ حکم ہی کہ مدعی علیہ کا ہاتہہ مدعی سی کوتاہ کردی سو یہہ ہی کہ ظاہر مین نافذ ہوتی ہی

ظاهرا لا غير بيانه ان رجلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور وقضى القاضي
فقط اسکی تفصیل یہہ ہی کہ ایک شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شراء کا دعوی کیا اور دو جھوٹی گواہ گذاردی اور قاضی نی

بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء
اون دونون مین بیع یا شراء کا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہر اور باطن مین نافذ ہو جائیگا یہان تک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہی حلال ہی کہ لونڈی سی بعد رحم صاف کرنی کی

ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
وطی کری اور کہانا کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک ثمن سی ثابت ہوچکی جسکی گواہ گذر چکی ہین اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی

طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
کری اور کوئی سبب خاص ملک کا بیان نکری اور دو جھوٹی گواہ گذاردی اور قاضی اونمین حکم ملکیت کا دیدیوی تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر مین نافذ ہوگا

ظاهرا حتى لا يحل لمن حكم له الجارية والطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين
یہان تک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلا دیوی حلال نہین ہی کہ لونڈی سی صحبت کری یا طعام کو کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک فیما بینہ وبین اللہ یعنی واقع مین ثابت

الله تعالى ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال او النساء اذا ادعى على اخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى
نہین ہی اور ایک مثال عقد کی یہہ ہی کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسری پر نکاح کا دعوی کرکر دو جھوٹی گواہ گذاردی اور قاضی

القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل للرجل الوطي وللمراة التمكين هذا اذا لم يكن المراة في
اونمین حکم نکاح کا کردی تو اب قضا ظاہر اور باطن مین نافذ ہوجائیگی یہان تک مرد کو وطی اور عورت کو اپنی اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ وہ عورت

نكاح الغير وعدته فاما اذا كان في نكاح الغير وعدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسخ
اور کی نکاح مین یا عدت مین نہو اور اگر اور کسیکی نکاح یا عدت مین ہوگی تو قضاء صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہوگی اور مثال فسخ کی یہہ ہی

ان احد الزوجين اذا ادعى على اخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و
کہ خاوند جورو مین سی کسی نی دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جھوٹی گواہ گذاردئی اور قاضی نی اونمین جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر و باطن مین نافذ ہوگا

باطنا حتى يحرم للرجل الوطي وللمراة التمكين ويجوز لها التزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطؤها وان علم ان الزوج
یہان تک کہ اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنی اوپر قبضہ دینا حرام ہی اور عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کر لی اور اوس دوسری خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ معلوم ہو کہ پہلی

الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغي ان يعلم ايضا ان
خاوند نی اسکو طلاق نہین دی ہی اسطور کہ اون دو جھوٹی گواہون مین کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سی ظاہر اور معلوم ہی پر یہہ بہی سمجھ لو کہ

قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا ومفيدا للحل عند ابي حنيفة لكونه
قاضی کا حکم عقود اور فسوخ مین جھوٹی گواہی سی اگرچہ ظاہر و باطن مین نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بہی دیتا ہی کیونکہ عقد یا فسخ

انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعي والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله
بطور اقتضاء کی از سرنو ہو جاتا ہی اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الہی اور عقاب سی نہ بچین گی کیونکہ اونہون نی وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا فی ابطال حق الغیر وظلمه لاسیما اذا لم یکن الثمن الذی شهدوا به مساویا للقیمة واما المدعی فانه ارتکب
اور اوسکی رسول نی منع کیا ہی اور غیر کی حق تلفی اور ظلم مین سعی کی ہی خاص کر اوس صورت مین کہ ثمن جسکی گواہی دی ہی قیمت کی برابر نہو مدعی نی تو جھوٹ بولا

الکذب وادعی ما لیس له وقد روی انه علیه السلام قال من ادعی ما لیس له فلیس منا فلیتبوأ مقعده من النار واما الشهود
اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی وہ ہم مین سی نہین ہی چاہئی کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین تیار کری

فانهم ارتکبوا الکبیرة التی شابهت الشرک وهی شهادة الزور ولکن المدعی حیث رضی بها وقد روی انه علیه السلام
اور یہی گواہ سو اونہون نی وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہی یعنی جھوٹی گواہی ایسی ہی مدعی کہ اوسپر رضامند ہوا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال عدلت شهادة الزور بالاشراک بالله تعالی ثلث مرات ثم قرأ قوله تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه
تین بار فرمایا جھوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہی پھر یہہ آیت پڑھی سو بچتے رہو بتون کی گندگی سی اور بچتے رہو جھوٹی بات سی بیشک نبی علیہ السلام

بین فی هذا الحدیث ان شهادة الزور کانت مساویة للشرک فی حصول الاثم الموجب لدخول النار الا ان الشرک موجب للخلود
نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جھوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہی جس سی بالضرور دوزخ مین داخل ہونا ہی اتنا ہی کہ شرک سی دوام کو دوزخ ہی

فیها وشهادة الزور غیر موجبة له ومما ینبغی ان یعلم ایضا ان قضاء القاضی بشهادة الزور فی العقود والفسوخ انما ینفذ ویفید
اور جھوٹی گواہی سی دوام نہین ہی اور یہہ بہی سمجھنی کی بات ہی کہ قاضی کا حکم جھوٹی گواہی سی عقود اور فسوخ مین جب نافذ ہوتا ہی دحلت کا فائدہ

الحل اذا اخذ القاضی القضاء بغیر رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا یکون قاضیا ولا ینفذ حکمه علی ما ذکر فی عامة
دیتا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہی تو نہ وہ قاضی ہی اور نہ اوسکا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتابون مین مذکور ہی

الکتب فعلی هذا لا یوجد فی هذا الزمان قاض ینفذ حکمه اذ قلما یوجد قاض یاخذ القضاء بغیر الرشوة فان القضاة فی هذا
اس روایت کی موافق اب اس زمانہ مین ایسا کوئی قاضی نہین ہی جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کمتر قاضی ہین جنکو قضا بدون رشوت کی ملجاوی بیشک اس زمانہ کی قاضی

الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوة سعیا بلیغا ویبذلون فی تحصیله مالا کثیرا ویسمونه باسماء غیر الرشوة مع کون کله
رشوت دیکر قضا لینی مین نہایت درجہ کی سعی کرتی ہین اور قضا کی لئی خوب مال خرچ کرتی ہین اوسکا نام سوای رشوت کی کچھہ اور رکھہ چھوڑا ہی باوجودیکہ سب

رشوة فکیف یوجد فیهم قاض ینفذ حکمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة یکونون سببا لابطال کثیر من الاحکام الشرعیة
رشوت ہی پھر کہان ہی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووی کیونکہ قاضی تو رشوتون سی قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتی ہین

لان کثیرا من امور المسلمین مفوض الی رایهم وموقوف علی حکمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ینفذ حکمهم فی شیء
اسلئی کہ اکثر امور مسلمانون کی اونکی رای پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہین اور اونہون نی جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی مین نافذ نہین ہوتا

من المحکومات الشرعیة فیلزم بطلان کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یکون مفوضا الیهم فان القاضی الذی اخذ
تو اب مسلمانون کی بہتیری امور باطل ہوتی ہین خاص کر نکاح جو اونکی طرف مفوض ہی بیشک جس قاضی نی رشوت دیکر

القضاء بالرشوة اذا عقد النکاح الذی فوض الیه یکون ذلک النکاح باطلا فیلزم ان یکون الزوج والزوجة زانیین ما داما
قضا حاصل کی ہی جب وہ کسیکا عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہہ لازم آتا ہی کہ دونو خاوند جورو زانی ہون جب تک

تحت ذلک النکاح ولیس هذا الا لکثرة محبتهم للدنیا وقلة مبالاتهم فی الدین فانهم لغلبة غفلتهم عن الاخرة یاخذون القضاء
اوس نکاح مین رہین اور یہہ حال اسی لئی ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پروا کمتر ہی کیونکہ یہہ قاضی آخرت سی خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سی

بالرشوة ولا یبالون بکونهم ملعونین بلعن رسول الله علیه السلام بل یفتخرون به مع ان کثیرا من السلف امتنعوا عن قبوله
حاصل کرتی ہین اور اوسکی کچھہ پروا نہین کہ اونپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ اوسپر فخر کرتی ہین باوجودیکہ سلف مین اکثر لوگون نی باوجود نہایت اکراہ کی بہی

حتی اکرهوا اکراها بلیغا علی قبوله فلم یقبلوه فضلا عن بذل المال فی اخذه الا تری ان ابا حنیفة دعی الی القضاء ثلث مرات
قبول نہین کیا اور اوسکی لئی مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہی دیکھتا نہین کہ امام ابو حنیفہ کو قضا کی لئی تین دفعہ بلایا

فابى حتى حبس وضرب فى كل مرة ثلثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى استشاور اصحابى فشاورهم فقال ابو يوسف

پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کہائی پہر جب جان کا خوف ہوا تو کہا مین اپنی یاروں سی مشورہ لیلون پہر مشورہ کیا تو ابو یوسف نی کہا

لو تقلدت لانتفعت الناس فنظر اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لكنت اقدر عليه

اگر قضا لیلو تو لوگون کا بڑا فائدہ ہی پہر ابو حنیفہ نی اونکی طرف غصہ سی کہور کر کہا اگر مجہکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤن تو البتہ مجہکو قدرت تہی

فكانى بك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذلك دعى محمد الى القضاء فابى حتى قيد وحبس نيفا وخمسين يوما

میری جگہہ تو ہی قاضی سہی پہر منہہ پہیر لیا اور اونکی طرف پہر نہ دیکہا اور اسی طور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہان تک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن مجبور

واضطر فتقلده وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقلده لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا

رہی آخر لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نی اسپی لئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بين الناس فقد ذبح بغير سكين والمراد من الذبح فى هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقى السم مثلا لا يؤثر

بیشک بی چہری ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتا

فى الظاهر وانما يؤثر فى الباطن بازهاق الروح كذا القضاء لا يؤثر فى الظاهر لانه فى الظاهر رفعة وعظمة وانما يؤثر

اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

فى الباطن باهلاك الدين لان القاضى قلما يعدل بين الخصمين بل ربما يميل فى الحكم الى الاصدقاء والاقرباء او الى من

کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین بہت ہی کم عدل کرتا ہین بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور اقربا کی طرف داری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير

جس سی کچہہ وصول کی توقع ہ یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دلمین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پہر جسکا ایسا حال ہووی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی

من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصى والقضاء يوقعه فى المعاصى فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض

کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پہر اگر کوئی کہی حکم حق پر دینا عمدہ فرایض سی

واشرف العبادات لكونه امرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال فى كتابه انا انزلنا التورية

اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور بند کرنا بدی سی ہی اور اللہ نی انبیا کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فما وجه

اسمین ہدایت اور روشنی اوسپر حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجہکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پہر اس سی

الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر فى كتب الفقه ان من كان

رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالحا له ينبغى له ان لا يطلبه بقلبه ولا يسئله بلسانه فان دعى اليه بلا طلبه فقال بعض العلماء يكره له الدخول فيه

قضا کی لایق ہو اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبان سی اوسکا سوال کری پہر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علما کہتی ہین کہ اختیار سی قضا مین

مختار لما روى عن انس انه عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى

پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو بزور قاضی کیا گیا تو اللہ تعالی

عليه ملكا يسدده فانه عليه السلام اشار فى هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئله بلسانه يفوض امره

اوسپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوسکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو دل سی تلاش اور زبان سی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الى نفسه ومن يفوض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطالبة

ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہین پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور بری مطالبی کی طرف کہینچتا ہی

فلا یسلم من الوقوع فی الظلم والمعصیة وایضا من یطلب القضاء ویسئله یتهم علمه وورعه فیکون صاحب عجب
کھینچتا ہی سو ظلم اور معصیت سی سلامت نہیں رہتا اور یہہ بھی ہی کہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیز پر بھروسہ کرتا ہی اسواسطی تکبر آویگا

فیحرم التوفیق واما من یکرہ علیه فانه یصیر منکسر القلب بالاکراہ فیعتصم بحبل الله تعالی ویتوکل علی الله
اور توفیق سی محروم ہوگا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہوکر الله کی رسی سی سہارا لیتا ہی اور الله پر توکل کرتا ہی

ومن یعتصم بالله فقد هدی الی صراط مستقیم ومن یتوکل علی الله فهو حسبه فیلهمه الرشد ویرزقه
اور جو الله کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدھی راہ پاتا ہی اور جو شخص الله پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ دار ہی پس اوسکی دل مین رشد پیدا کردیتا ہی اور

الصواب یسرنا الله تعالی عملا مطابقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الثانی والثمانون فی بیان
صواب مین پہنچاتا ہی الہی ہمپر عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر بیاسی مجلس اوس شخصکی بیان مین

من یجوز له الوعظ للناس ومن لا یجوز وما یتفرع علیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
جسکو لوگون کی لئی وعظ کہنا جایز ہی اور جسکو نہین جایز اور اسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

لا یقص الا امیر او مامور او مختال هذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ عوف بن مالك ومثله ما رواہ ایضا انه ع م
وعظ نہین بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث ہی

قال القصاص ثلثة امیر ومامور ومختال والقص التکلم بالقصص ویستعمل فی الوعظ وهو المراد ههنا والمعنی الذین
علیه السلام نی فرمایا وعظ کہنی والی تین ہین امیر اور مامور اور شیخی کرنیوالا اور قصہ کی معنی ہین قصہ بیان کرنا اور قص وعظ مین برتا جاتا ہی اور یہان وعظ ہی مرادہی اور معنی یہہ ہین

یعظون الناس ثلثة احدهم الامیر وهو الحاکم فان الحکام فی الزمان الاول کانوا یعظون الناس ویقصون علیهم اخبا
جو شخص لوگون کو وعظ کہتی ہین تین ہین ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ مین حکام ہی لوگون کو وعظ کیا کرتی تہی اور گذری ہوئی خبرین انکو سناتی تہی

الماضیة لیعتبروا وثانیهم المامور وهو الذی امرہ الامیر بالوعظ واذن له فیه وثالثهم المختال وهو الذی لیس بامیر
تاکہ عبرت پذیر ہون اور دوسرا مامور یعنی جسکو امیر نی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی

ولا مامور من جهته بل هو فضولی یفعل ذلك تکبرا علی الناس وطلبا للریاسة بینهم ویرائیهم بقوله وفعله وفیه
اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زایدہی یہہ پیشہ لوگون پر بزرگ ہونی کو اور اونمین ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور اونکو اپنا قول اور فعل دکہلاتا ہی اسمین

زجر للواعظ عن الوعظ بغیر اذن الامام وانما کان کذلك لان الامام یجب علیه ان یقوم بمصالح الرعیة ویرتب
واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلئی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلحت رعیت کی مستعد رہی اور ہر ہر گانو مین

فی کل قریة وفی کل محلة عالما متدینا یعلم الناس دینهم فینظر فی العلماء فمن یری فیه علما ودیانة وحسن عقیدة
اور ہر ہر محلہ مین ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگون کو دین تعلیم کیا کری پہر علماء مین غور کری جسمین علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکہی

یاذن له ان یعظ الناس ومن لا یری فیه هذہ الصفات لا یاذن له فی الوعظ لئلا یوقع الناس فی البدعة والضلالة
اوسکو اجازت دی کہ لوگون کو وعظ کیا کری اور جسمین یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگون کو بدعت اور بی راہی مین نہ پہنسادی

کما هو واقع فی هذا الزمان وذلك لان الخلق لا یولدون بالعلم وانما یولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب
جیسا اس زمانہ مین ہو رہا ہی اور یہہ اسواسطی ضروری ہی کہ خلق عالم نہین پیدا ہوتی یہہ سب جہالت مین پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریون مین سی ایک مرض ہی

فلا بد له من طبیب حاذق یعالجهم ویزیل مرضهم بتعلیم احکام الدین فی اصله وفرعه ومن لم یکن حاذقا
سو اس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کرکر دین کی اصل اور فرعی احکام سکہاکر اونکا دلی مرض کہودی اور جو پکا طبیب نہین ہی

لا یزیل مرضهم بل یزیدهم مرضا فیهلکهم وقد ذکر فی الاحیاء ان الدنیا دار المرض اذ لیس فی بطن الارض الا میت
تو اونکا دکہہ نہین کہو دیگا بلکہ اور دکہہ بڑہا کر ہلاک کردیگا اور احیاء مین مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گہر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا علی ظهرها الاسقیم ومرض القلوب اکثر من مرض الابدان وانما صار کذلك لثلث علل احدها ان من کان
اور جو اوسکی باہر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دکہہ جسمانی بیماریسی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سبب سی ہوگیا ہی ایک تو یہہ کہ جو
مریض القلب لا یدری کونه مریضا والثانیة ان عاقبة مرض القلب لا یشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
دلکا دکہیا ہی وہ اپنی تئین دکہیا نہین سمجہتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیماریکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی
فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع ولکون ما بعد الموت غیر مشاهد قلت النفرة عن الذنوب
کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سو ئی طبیعتین اوس سی نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئی گناہونسی نفرت کم ہوگئی ہی
ویتکل مرتکبها علی فضل الله تعالی ولا یشتغل بعلاج مرض قلبه بل یشتغل بعلاج مرض بدنه من غیر اتکال
اور گنہگار اللہ تعالی کی فضل پر تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دکہہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الٰہی پر بی تکیہ کئی کرتا ہی
علی فضل الله تعالی مع کون فضل الله تعالی عاما فی الدنیا والاخرة والثالثة وهی الداء العضال فقد الطبیب
باوجودیکہ اللہ تعالی کا فضل دنیا اور آخرت دونومین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکہہ ہی یعنی طبیب کا نہونا
فان الاطباء هم العلماء وهم فی هذا الزمان قد مرضوا مرضا شدیدا حتی عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سی یہہ دکہہ
علاج غیرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فلیتهم
اور بہی زیادہ پہیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغوا مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب
اذ لم یصلحوا لم یفسدوا ولیتهم سکتوا ولم ینطقوا فانهم اذا تکلموا لا یقصدون فی مواعظهم الا استمالة قلوب العوام
اگر علاج نکرتی تو دکہہ ہی نہ بڑہاتی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچہہ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اوس وعظ سی سوا بہلانی قلوب عوام کی کچہہ اور غرض نہین
ولا یتوصلون الیها الا بذکر الرجاء والرحمة لکون ذلك الذ فی الاسماع واخف علی الطباع فینصرف الخلق عن مجلس
ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر ٹہرا رکہا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتوں پر ہلکا ہی پہر خلقت مجلس وعظ سی جب اوٹہتی ہی
وعظهم وقد استفادوا مزید جرأة علی المعاصی ومهما کان الطبیب کذلك یهلك المریض بالدواء حیث یضعه
تو اونکو گناہوں پر اور بہی جرات پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکہیا دواہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا
فی غیر موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لکن لشخصین متضادی العلة فالذی غلب علیه الخوف حتی هجر
دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دونو دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی بیمار نہون پہر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی
الدنیا بالکلیة وکلف نفسه ما لا یطیق وضیق علیه العیش یکسر سورة خوفه بذکر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الٰہی کا ذکر کرکی
الله تعالی لیعود الی الاعتدال وکذا المصر علی الذنوب المشتهی للتوبة الممتنع عنها بحکم القنوط والیاس استعظاما
گہٹادی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزومند کہ بسبب ناامیدی اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت سمجہہ کر
لذنوبه التی سبقت یعالج ایضا بذکر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالی حتی یطمع فی قبول توبته فیتوب
جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ نکرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرنا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الٰہی کا ہی تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پہر وہ توبہ کری
فاما معالجة المغرور المسترسل فی المعاصی بذکر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالی فیضاهی معالجة المحرور
اور رہا دہوکی مین پڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجا سی اور بیان فراخی رحمت الٰہی ہی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو
بالعسل وذکر فی موضع اخر من الاحیاء ان هذا الزمان زمان لا ینبغی ان یذکر فیه للخلق اسباب الرجاء وسعة
شہد پلادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة الله تعالى لان ذكرها يهلكهم بالكلية لكنها لما كانت اخف على النفوس والذ في القلوب ولم يكن غرض
رحمت الٰہی کا اچہا نہین کیونکہ یہہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کہو دیتی ہین لیکن یہہ ذکر لوگون پر جو ہلکا ہی اور اون کی دلون مین لذت پیدا کرتا ہی اور واعظون کی
الوعّاظ الا استمالة القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيف ما كانوا مالوا الى الارجاء حتى ازداد الفسّاق فسادًا
غرض یہی دلون کی بہلانی اور خلقت سی اپنی تعریف کرانی کی سوا کچہہ اور نہین ہی خلق کا حال کچہہ ہی ہوا کرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتی ہین یہان تک کہ فاسقین
والمنهمكون في طغيانهم تماديا وذكر في موضع اخر ان الخلق الموجودين في هذا الزمان كان الاصلح لهم غلبة الخوف بشرط
اور یہی فساد بڑہگیا اور طغیانی مین پہنسی ہوئی لوگ اور ہی ڈوب گئی اور ایک اور جگہہ مین مذکور ہی کہ اس زمانہ کی خلقت کی لئی اصلح یہہ ہی کہ اونپر خوف کا غلبہ کیا جاوی پر اتنا
ان لا يخرجهم الى الياس وترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الانهماك
کہ وہ نا امید ہوکر عمل ترک نکردین اور مغفرت کی طمع نہ جاتی رہی کیونکہ اب عمل مین سست اور لاچار معاصی مین کہپ جاوینگی سو یہہ درجہ یاس کا ہی
في المعاصي فان ذلك قنوط وليس بخوف بل الخوف هو الذي يحث على العمل ويكدر جميع الشهوات ويزعج القلب
خوف کا نہین ہی بلکہ خوف یہہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جاوین اور دل دنیا کی رغبت سی بیزار ہوکر
عن الركون الى دار الغرور ويدعوه الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان
اوکہڑ جاوی اور آخرت کی رغبت ہونی لگی اور یہہ حالت اچہی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہین جسمین نا امید ہو جاوی جب حال ایسا ہی
الامر كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مامورا من
تو وہ رستہ جو واعظون کو وعظ مین اس زمانہ کی خلقت کی ساتہہ چلنا چاہئی جب کہ واعظ امام کی طرف سی مامور ہو تو یہہ ہی کہ
جهة الامام ان يذكر ما في القران من الايات المخوفة للمذنبين وما ورد في الاخبار والاثار في ذم المجرمين ومدح التائبين
کہ قرآن مین سی وہ آیات بیان کری جنمین گنہگارون کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنمین گنہگارون کی ہجو اور توبہ کرکر طاعت کرنیوالون کی مدح ہی
المطيعين ويستكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما وانما
اور اسہی قسم کی کثرت رکہی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیشک نبی علیہ السلام نی نہ دینار چہوڑا ہی اور نہ درہم یہہ ہی
خلف العلم والحكمة وورثه كل عالم بقدر ما اصابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع
علم اور حکمت چہوڑ گئی ہین اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب مین تہا پہر یون چاہئی کہ اونکی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سی دنیا مین ابہی عقوبت ہو جانی
في الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم
ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان پر دنیا مین جو مصیبت پڑ جاتی ہی سو وہ سب گناہون کی وبال سی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑتی تمپر
من مصيبة فبما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة في الدنيا ويتساهل
کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اب لازم ہی کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوی اسلئی کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈرتی ہین اور آخرت کی
في امر الاخرة لفرط جهله فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتعجل في الدنيا شومها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه
بات مین جہالت کی ماری سہولت برتتی ہین تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اوسکی سامنی یہہ ہی بیان کری کہ گناہون کی شامت اکثر دنیا مین جلد آجاتی ہی اور اسکی سبب سی روزی تنگ
بسببها لما روي انه عليه السلام قال ان العبد ليحرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفخم امر الوعظ ويرفع
ہو جاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہو جاتا ہی پہر اوسکو چاہئی کہ وعظ عظمت سی اور پکار کر کہی
صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روي عن جابر انه عليه السلام
اور وعظ مین جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالی کہ صوت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
كان اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته كانه منذر جيش وكذا ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكرره ثلث مرات
یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتی تو آنکہین سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سی ڈراتی ہین اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

ليفهمه سامعوه ويتمكن في قلوبهم ويحفظوه لما روي عن انس انه عليه السلام كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلثا
تاکہ سننے والے سمجھہ لیں اور اونکے دلوں میں بیٹھہ جاوے اور یاد رکھیں کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتے تو تین بار کہتے

حتى تفهم عنه لكن يجب عليه ان يحترز عن خلط كلامه البدعة لما ذكر في الاحياء ان الواعظ مهما مزج كلامه البدعة
تاکہ خوب سمجھہ لیں لیکن واعظ پر واجب ہے کہ اپنے کلام میں بدعت کی باتیں نہ ملاوے کیونکہ احیاء میں مذکور ہے کہ واعظ اگر بدعت بیان کریگا

يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدر وان لم يقدر لا يحضر مجلسه وكذا مهما كان كلامه
تو اوسکا روکنا واجب ہے اور اوسکی مجلس میں جانا جایز نہیں مگر بارادہ رد کے جاوے تو جاوے اگر قدرت رکہتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس میں نجاوے اور ایسے ہی اگر اوسکی کلام

مائلا الى الارجاء وتجرية الناس على المعاصي وزاد بسببه رجاء الخلق على خوفهم فهو منكر يجب منعه لكون
ارجا کی طرف جہکتی ہو اور لوگوں کو معاصی پر جرات ہوتی ہو اور اس باعث سے خلق کو رجا خوف سے زیادہ بڑہ جاوے اب وہ واعظ نہیں منکر ہے اوسکا روکنا چاہیے

فساده عظيما بل الاقرب والاليق بطباع الخلق ان يرجح خوفهم على رجائهم لانهم الى الخوف احوج وذكر في الرسالة
اسکا بڑا فساد ہے بلکہ خلقت کی حال کے مطابق یہہ ہے کہ اونپر رجا سے خوف غالب رہے کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہیں اور امام غزالی کے رسالہ میں

المسماة يا ايها الولد للامام الغزالي ان الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه وهمته ان يدعو الناس من الدنيا الى
جسکا نام یا ایہا الولد ہے مذکور ہے کہ واعظ کو چاہیے کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووے کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوے اور معصیت سے طاعت کی طرف

الاخرة ومن المعصية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحبب اليهم الاخرة ويبغض عليهم الدنيا ويعلمهم
طلب کرے اور حرص سے قناعت کی طرف اشارہ کرے اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوے اور اونکو عبادت

العبادة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزيغ عن منهج الشرع والسعي فيما لا يرضى الله تعالى فيلقي في قلوبهم
اور پرہیزگاری تعلیم کرے اسلئے کہ اونکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہ سے کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہے سو اونکی دلوں میں خدا کا خوف

الرعب ويخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغير ومعاملة ظاهرهم تتبدل ويظهر منهم الحرص
ڈالے اور اونکو سامنے آتی ہوئی خوفناک چیزوں سے ڈراوے شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاویں اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوے اور اونسے طاعت کی حرص

الى الطاعة والرجوع عن المعصية وهذا هو طريق الوعظ والنصيحة وكل واعظ لا يكون وعظه هكذا فوعظه وبال
اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونے لگے اور یہہ ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہووے تو اوسکا وعظ کہنے

على القائل والسامع بل قيل انه شيطان في صورة الانسان يخرج الخلق عن طريق الحق ويهلكهم فيجب عليهم ان يهربوا
اور سننے دونوں پر وبال ہے بلکہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہے کہ خلقت کو طریق حق سے بچلا کر ہلاک کرتا ہے سو خلق پر واجب ہے کہ اوس سے ایسا بہاگیں

منه فرارهم من الاسد لان ما يفسده هذا الواعظ من دينهم لا يستطيع ان يفسد بمثله الشيطان ومن كان له يد و
جیسے شیر سے بہاگتے ہیں کیونکہ یہہ واعظ جتنا انکا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کردے اور جسکو قابو اور قوت ہووے

قدرة يجب عليه ان ينزله من منابر المسلمين ويمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكذا الوعاظ
واجب ہے کہ اوسکو مسلمانوں کی منبر سے اوتار دے اور وعظ کہنے سے روکدے کیونکہ یہہ امر بہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اور ایسے ہی وہ واعظ

الذين يشتغلون بالقصص التي يتطرق اليها الزيادة والنقصان والكذب والبهتان قد ورد نهي السلف عن الجلوس في
کہ کہانیاں بیان کرتے ہیں جسمیں زیادتی کمتی اور جہوٹ اور بہتان ملا ہوا ہے تقدمین انکی مجلس میں جانے سے منع کر گئے ہیں

مجلسهم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فتح على نفسه ذلك الباب يختلط
اسلئے کہ بعضے قصوں کا سننا مفید ہوتا ہے اور بعضے قصوں کا سننا ضرر کرتا ہے اگرچہ سچا ہووے پہر جو شخص اپنے اوپر یہہ دروازہ کہول لیگا تو اوسپر

عليه الصدق بالكذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين
سچ جہوٹ میں اور نافع مضر میں ملا ہے گا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قصہ اگر انبیا اور صلحاء کا ہو

فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به باسا فليحذر الكذب وحكاية احوال تؤدي الى هفوات
جو امور دینی سی متعلق ہی اور سروایت بہی صحیح ہو تو اسمین کچہہ مضائقہ نہیں معلوم ہوتا سو جھوٹ سی اور ایسی احوال بیان کرنی سی پرہیز کری جسمین خطا
ومساهلات يقصر فهم العوام عن درك معانيها فان العامي يتمسك بذلك في مساهلاته وهفواته ويمهد لنفسه
اور سہل انکاری ہو اور عوام کا فہم اوسکی معانی سمجھنی سی قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت مین سی کل سہل انکاری اور خطا کی سند کر لیتی ہیں اپنی لئی ایک عذر بنا کر
عذرا فيها ويقول قد صدر عن بعض المشائخ وبعض الاكابر كيت وكيت وكيف بنا وكلنا بصدد المعاصي فلا غرو
کہڑا کر لیتی ہیں اور کہنی لگتی ہیں بیشک بعضی بعضی مشائخ اور بزرگوں سی ایسی ایسی باتیں ہوگئیں ہیں اور ہماری تو کیا شمار ہی ہم تو سراسر گنہگار ہی ہیں
ان صدر مني ذنب فقد صدر عمن هو اكبر مني ويفيد ذلك جرءة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد الاحتراز
اگر ہم سی کوئی گناہ ہوگیا تو کیا تعجب ہی جب ہم سی جو بڑی بزرگ ہیں اونسی ہوگیا ہی اور اسمین عوام کو خدا پر ایسی جرءت پیدا ہوتی ہی کہ اوسکو خبر نہیں ہوتی اور
عن هذين فلا باس به وعند ذلك يرجع القصص المحمودة الى ما اشتمل عليه القران وصح في الكتب الصحيحة من الاخبار
یہہ دونو امر اگر نہوں تو پہر کچہہ خوف نہیں ہی اب وہ اچہی اچہی سچی حکایات مطابق ہونگی جو قرآن مین آئی ہیں اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں صحیح صحیح مذکور ہیں اور
واما ما يوجد في بعض الكتب التي يذكر فيها من قصص الانبياء ما لا يليق بحالهم فيجب تنزيههم عنها كقصة داود النبي
اور رہی وہ قصی جو بعضی کتابوں مین ملتی ہیں جنمین انبیاء علیہم السلام کی قصہ ایسی مذکور ہیں کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہیں ہیں ایسی قصوں سی اونکو پاک سمجہنا واجب ہی
فانها على ما يرويها القصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واغلق بابه وجعل يصلي ويقرأ الزبور
جیسی قصہ داود نبی علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاصوں کی کہ داود علیہ السلام نی ایکروز اپنی محراب مین داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا اور نماز اور زبور کی تلاوت مین مشغول ہوئی
فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حمامة من ذهب فمد يده ليأخذها لابن له صغير فطارت فامتد
وہ اسی حال مین تہی کہ ناگاہ شیطان سونی کا کبوتر بنکر آگیا سو داود علیہ السلام نی چہوٹی بیٹی کی کہیلنی کی واسطی اوسکی پکڑنی کو ہاتہہ لپکایا وہ اوڑگیا پہر ہاتہہ لپکایا
اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصر امرأة جميلة قد نفضت شعرها فغطى بدنها وهي كانت امرأة رجل
تو وہ اوڑکر تابدان مین گرپڑا اوسکی پیچہی گئی تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنی اپنی بال کہول کر بدن ڈہک لیا نظر پڑگئی اور وہ ایک شخص کی جورو تہی
يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ايوب بن صوريا ان ابعث
نام اوسکا اوریا اور بلقاء کی غازیوں مین تہا پہر داود نی بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکہا کہ مین اوریا کو بہیجتا ہوں
اوريا فقدمه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يديه او يستشهد
سو تو اوسکو تابوت پہ پیش کردینا اور قاعدہ یوں تہا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تہا اوسکو حلال نہیں تہا کہ بدون فتح کئی ہوئی چلا آوی یا شہید ہوجاوی
ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يرده مرة اخرى وثالثة حتى قتل واتاه خبر قتله ولم يحزن كما يحزن على
سو اللہ تعالی نی اوسکی ہاتہہ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پہر اوسکو حکم دیا کہ اوریا کو دوبارہ اور تیبارہ روانہ کری آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکی قتل کی آئی تو
الشهداء فتزوج امرأته فهذا وامثاله افك مبتدع تمجه الاسماع ومنكر مخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم
شہدا پر ہوتا تہا پہر اوسکی بی بی سی نکاح کرلیا سو یہہ قصہ اور ایسی ایسی اور قصی طوفان کہڑی ہیں کان سنی ہی انکار کرتی ہیں اور بیجا بنائی ہوئی ہیں طبیعتوں کو اونسی نفرت ہوتی ہی
العلم بما يجب وما يستحيل وما يجوز في حق الانبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه وتبا لمن اخترعه وازاعه اذ يقبح
اسکا باعث یہہ جہالت ہی کہ انبیاء علیہم السلام کی حق مین کیا واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی سو افسوس ہی جسنی اسکو گہڑا اور مشہور کیا اور ہلاکت ہو جسنی بنایا اور پہیلایا کیونکہ
ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصلاح من افراد المسلمين فضلا عن بعض اعلام الانبياء والمرسلين ولذلك
قبیح ہی کہ ایسی بات مسلمانوں مین سی کسی صالح سی منقول ہو چہ جائی کہ بزرگ انبیاء اور مرسلین سی اسی لئی علی کرم اللہ وجہہ نی کہا ہی
قال علي كرم الله وجهه من حدثه بحديث داود النبي عليه السلام على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين
کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو مین اوسکو ایک سو ساٹہہ کوڑی ماردونگا

وهذا حد الفرية على الانبياء وروى ان عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب
اور انبیا پر تہمت لینیکی یہہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنی یہہ ہی بیان ہوا اور اوسکی پاس ایک شخص حقانی موجود تہا سو اوسنی
المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك
اوس قصی کو جہٹلایا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا مناسب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کریں کہ اوسکی سوای اور کچہہ بیان ہو
وان كانت على ما ذكرت فقد كف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز
اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ رکہا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہین ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا
لسماع هذا الكلام احب الى مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا
یہہ بات مجہکو سب باتون سی محبوب تر ہی جن پر آفتاب چمکتا ہی اور یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمین بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور داود
في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع
نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگتی ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود ع کی نظر اوریا کی
راى امراة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فسأله ان يطلقها فاستحيى ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان
جورو پر پڑ گئی تو اوسپر اونکا دل آگیا سو داود ع نی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی کا اوسنی حیا کی مارے سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی اونہون نی نکاح کر لیا
النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير مخل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم بعضا ان ينزل له
اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اونکی شریعت مین جایز اور امت مین مروج تہا اور خلاف مروت نہتا کیونکہ جب کسیکی بی بی کسیکو پسند آتی ہی تو ہر ایک اپنی سوال کرتا تہا
عن امراته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه السلام
کہ اپنی بی بی میری لئی چہوڑ دی پہر وہ نکاح کر لیتا اور انصار ابتدا اسلام مین اسیطرح بی طعن و طنز مہاجرین کی ساتہہ طریق مروت برتتی تہی مگر داود علیہ السلام کو
لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسال رجلا ليس له
بسبب عظمت منزلت اور رفعت قربت اور علو شان کی مناسب نہتا کہ ایسا معاملہ کرین جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کرین کہ اوسکی
الا امراة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر
پاس ایک ہی بی بی تہی کہ میری لئی چہوڑ دی پہر اوسی سی نکاح کر لین باوجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تہین بلکہ انکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی
على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده
اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑ گئی تہی
فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل
سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ امر آدمی کی بس مین نہین ہی اور یہہ تمام عتاب الہی
هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون بادنى شئ
کہ اونکی پاس فرشتی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسلئی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہو جاتا ہی
كان منهم مما لا يوخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى
کہ اور وں سی اوسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اوروں کی حق مین بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو
قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عيل صبره ولم
ایمان پر بلایا اور اونہون نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچا دی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہو گیا اور
يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال
طاقت صبر کی نرہی تو اونمین سی خدا کی واسطی غصہ ہو کر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مومن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه
شمار مین آتا ہی — پر حضرت یونس کا اونمین سی چلا جانا — جو بدون حکم اللہ تعالی کی تہا اور اونکو لازم یہہ تہا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وحبس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل
کہ صبر ہی کرتی اور اللہ تعالی کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچہلی کی پیٹ مین بمقدار مشیت الہی قید رہی — حاصل یہہ ہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم
کہ انبیاء نبوت کی زمانہ مین کبایر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہین اور عمدا صغایر سی بہی لیکن اونسی صغیرہ کا سرزد ہو جانا

سهوا او على سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل وتسمى ذلك زلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد
از روی سہو یا بہول کر — یا تاویل مین چوک کر جایز ہی — اور اوسکو زلہ کہتی ہین — یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی

اليها كما قال الامام السرخسي اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل
چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی — کہ زلہ مین وہ فعل خاص مقصود نہین ہوتا اوسمین وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها ماخوذة من قولهم زل الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع
کیونکہ لفظ زلہ کا — انکی اس محاورہ سی لیا ہی — آدمی کیچڑ مین پہسل پڑا — جب اوسکا — ارادہ کرنیکا نہین ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گرنیکی

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤاخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن المكلف
اگرچہ — اوس سی راہ مین قصد چلنیکا پایا گیا اور — انبیاء سی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمین بہی کچہہ تو تقصیر ہی کہ مرد مکلف اگر ثابت رہی

الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدوره
تو بچ سکتا ہی — اور رہی معصیت حقیقی — سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کری — سو ایسی بات انبیاء سی ہونی محال ہی

عنهم وما يوجد ما يوهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القران والاحاديث والاثار فالجواب
اور یہہ جو زمانہ نبوت مین گناہ ہونیکا وہم اونکی قصون سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن — اور حدیث اور آثار مین آئی ہین — سو ان قصون کا

عن تلك القصص اجمالا ان ما كان منها منقولا بالاحاد يجب رده لان نسبة الخطاء الى الرواة اهون من نسبة
مجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احاد سی منقول ہین اونکا رد کرنا واجب ہی — کیونکہ راوی کی طرف — خطا کا لگا دینا انبیاء کی طرف خطا لگانی سی آسان

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل اخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة
ہی — اور جو قصی بالتواتر منقول ہین — پہر جبتک اوسکی اور معنی بن سکین تو ظاہر سی پہیر کر اوسپہ حمل کرین — کیونکہ دلایل عصمت کی موجود ہین

وما لا يوجد له محيص يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا او نسيانا ......
اور جسمین کوئی مخلصی نہین ہی تو اوسکو یہہ قیاس کرین کہ ترک اولی ہوا — یا صغیرہ ہی کہ اونسی سہوا — یا بہول کر سرزد ہو گیا اور ترک اولی ہونا

ولكنه من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا او نسيانا ... مگر بسا ... (margin note)

بينا في تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة
یا صغیرہ کا سہوا یا بہول کر صادر ہونا اسکی منافی نہین ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت مین تا معاف کری تجہکو اللہ جو آگی ہو ئی تیری گناہ اور جو پیچہی ہی اور نہ اونسی استغفار

داود النبي ع ولا الاعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي ع لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن
داود نبی علیہ السلام کی قصہ مین اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ مین کیونکہ وہ اگرچہ اورون کی حق مین حسنہ ہی لیکن بہ نسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم يعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكون حسنات الابرار سيات المقربين ولهذا
انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہین کیونکہ حسنات ابرار کی — مقربون کی حق مین بمنزلہ سیآت کی ہوتی ہین اور اسیہی لئی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتركت همته بالتصرف في نهاره لتدبير ما يفطر في ليلة
اہل عرفان کہتی ہین کہ جو شخص اللہ تعالی سی قرب رکہتا ہو — اور دنمین اوسکی ہمت صرف ہو تا کہ آتنا پیدا کری کہ رات کو روزہ افطار کری

تكتب له خطيئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برزقه الموعود وهذه رتبة الانبياء
تو اوسکی حق مین خطا لکہی جاتی ہی کیونکہ اسمین فضل الٰہی پر بہروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین نہین ہی اور یہہ رتبہ انبیاء
والصديقين والاولياء المقربين

المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد الدين

اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہی
تراسی مجلس اس بیان مین کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی لئی
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث
ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین از سر نو قایم کردے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ
لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة والمراد
اس امت کی واسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو از سر نو قایم کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد
من راس كل مائة سنة اولها من هجرة النبوية والمراد من تجديد الدين للامة احياء ما اندرس من العمل بالكتاب
ہر صدی کی سری سی صدی کا ابتدا ہی ہجرت نبوی سی اور دین نیا کرنیسی امت کی لئی زندہ کردینا ہر انی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی
والسنة والامر بمقتضاهما فان المبعوث على راس المائة والمجدد للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
اور اونکی موافق امر کرنا مراد ہی پس صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتی ہین کہ ضرور ہی کہ وہ شخص علم مین مشہور اور فضیلت مین
معروفا بالفضل مشارا اليه في الدين وان ينقضي المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن
معروف اور دین مین مشار الیہ ہو اور ساری صدی مین زندہ رہی اور وہ مجدد اپنا ہم عصر علماء مین سی گمان غالب سی
عاصره من العلماء بقرائن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجدد للدين لا بد ان يكون عالما بالعلوم الدينية الظاهرة
بوسیلہ قراین احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہی کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم
والباطنة ناصر السنة قامع البدعة وان يعم علمه اهل زمانه وانما كان التجديد على راس كل مائة سنة
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکہاڑنیوالا اور اوسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اسلئی ہوتی ہی
لانخرام العلماء فيه غالبا واندراس السنن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله تعالى من
کہ اس مدت مین اکثر علماء کم ہوجاتی ہین اور سنتین پرانی اور بدعتین ظاہر ہوجاتی ہین سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سو اللہ تعالیٰ خلق مین سی
الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية
بعوض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تہی اور دوسری صدی پر
الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن شريح والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتہی صدی پر باقلانی اور پانچوین صدی پر
الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرافعي وعند المائة السابعة ابن دقيق العيد
امام غزالی اور چہٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتوین صدی پر ابن دقیق العید
وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسع الامام السيوطي وعند المائة
اور آٹھوین صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نوین صدی پر امام سیوطی اور دسوین
العاشرة لم يتبين من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان راس كل مائة سنة يكون عندها
صدی پر معلوم نہین کون ہی سیوطی کہتا ہی اسحدیث کی نظیر وہ ہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی
امير فكان عند المائة الاولى الحجاج الذي عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تہا جسکا ظلم اور فساد عام ہوگیا سو اللہ تعالیٰ نی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سی کی اور دوسری

المائة

المائة الثانية فتنة المامون الذي خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القران وغير ذلك
اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلوں نے مخالطت بہم پہنچا کر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوای اسکی

من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما في الاقطار ومن لم يجب فبعضهم
اور بدعات اعتقادی کا قایل کرو یا یہان تک کہ اوسنے اس مسئلہ مین عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنے نمانا پہر بعضون کو

ضرب وبعضهم قيد وحبس وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سے مارا اور اس امت مین آگی برابر کوئی فتنہ نہین ہوا اور اس سے پہلی کسی خلیفہ نے بدعت کو اتنا رواج

شيء من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى
نہین دیا سو الله تعالی نے اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنے اپنی علم سے زمین کو پر کر دیا اور اونہون نے سب سے پہلی

بقتل من قال بخلق القران وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة في كثير من البلاد
واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوی دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہرون مین پہیلا

حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج في المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى في بير زمزم وضربوا الحجر الاسود
یہان تک کہ مکہ مین جا کر حاجیون کو مسجد حرام مین بہت قتل کیا اور لاشین چاہ زمزم مین ڈالدین اور حجر اسود کو

بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقي عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
گرز مار کر توڑ ڈالا پہر اوکہاڑ کر اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سی زیادہ اونکی پاس رہا پہر اونسی تیس ہزار دینار کو خرید کر

بثلثين الف دينار واعيد الى مكة في محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
مکہ مین لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتھی صدی پر فتنہ حاکم بامر الله کا ہوا اور کچہہ حد نہین جو فساد

من الفساد بل هو اعظم شرا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة و
کہ اوسنے کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اسنی لوگون کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ مین میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور

من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
جو مفسد اس کا پہلی تہی کسینی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہین دیا تہا کہ جب خطبہ مین میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچوین صدی پر اکثر شام کی شہرون پر

الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
فرنگیون کا غلبہ ہو گیا یہان تک کہ اونہون نے بیت المقدس مین جا کر صرف وہان ستر ہزار آدمیون سی زیادہ قتل کر ڈالی

وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستعينين على الفرنج وبقي بيت المقدس في ايديهم احدى
اور خلقت فرنگیون کی فریادی شام سی عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ مین رہا

وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
آخر الله تعالی انکی قبضہ مین سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتہہ پر چہوڑایا اور چہٹی صدی پر

السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا في البلاد التي استولوا عليها
قوم تتار نی غلبہ کر کر فساد عام کر دیا یہان تک کہ علماء نی اونکی کفر کا فتوی دیا اور اون شہرون مین جن پر غالب ہو گئی تہی اختلاف تہا

هل هي من بلاد الاسلام او لا فقالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصالها
آیا وہ شہر دار الاسلام مین یا نہین اور کہتی ہین کہ جو شہر آج اونکی قبضہ مین ہین بیشک وہ دار الاسلام ہین کیونکہ دار الحرب سی متصل نہین ہین

ببلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التي عليها والي مسلم من جهتهم يجوز فيها [illegible]
اور نہ اونمین احکام کفر کی جاری کئی ہین بلکہ جس شہر مین اونکی طرف سی مسلمان حاکم ہی اوسمین [illegible]

الاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاۃ وتزویج الیتامی لاستیلاء المسلم علیہا وطاعتہ للکفرۃ اما موادعۃ
عید کی پڑہنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوب ہونا اور یتیموں کا نکاح کردینا جایز ہی کیونکہ اون شہروں پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بطریق امانت

او مخادعۃ واما البلاد التی علیہا ولاۃ کفار فیجوز فیہا ایضا اقامۃ الجمعۃ والعیدین والقاضی قاض بتراضی
یا فریب کی ہی اور جن شہروں پر کفار حاکم ہیں سواونمیں بہی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جایز ہی اور قاضی بہی قاضی ہوگا مسلمانوں کی رضی

المسلمین اذ قد تقرر ان ببقاء شئ من العلۃ یبقی الحکم وقد حکمنا بلا خلاف بان ہذہ الدیار قبل استیلاء
سی اسلئی کہ یہہ بات ٹہری ہوئی ہی کہ جبتک کچہہ علت باقی رہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف ہم یہ یقین کرچکی ہیں کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سی

التتار من دیار الاسلام وبعد استیلائہم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحکم بمقتضی الشرع والفتوی شائع
پہلی دیار اسلام تہی اور اونکی غلبہ کی بعد برملا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہی

بلا نکیر من ملوکہم فالحکم بانہا من بلاد الحرب لا جہۃ لہ واعلان بیع الخمر واخذ الضرائب والمکوس برسم التتار
اونکی بادشاہ کو اسمین کچہہ تکرار نہیں پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اسکی کوئی وجہ نہیں ہی اور ظاہر شراب کا بکنا اور چنگی اور خراج کا لینا موافق رسم تتار کی ایسا ہی

کاعلان بنی قریظۃ فی المدینۃ بالیہود وطلب الحکم من الطاغوت فی مقابلۃ رسول اللہ علیہ السلام ومع ذلک کانت المدینۃ
جیسی بنی قریظہ مدینہ میں یہودیت ظاہر کرتی تہی اور بتوں سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی تہی تسپر بہی مدینہ بلاشبہ

بلدۃ الاسلام بلا ریب ثم ان من قال منہم انا مسلم وشہد بکلمتی الشہادۃ یحکم باسلامہ لکن فی الخلاصۃ مسئلۃ یجب التنبیہ
دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونمین سی کہی میں مسلم ہوں اور دونو کلموں شہادت کی گواہی دی تو اوسکی اسلام کا حکم ہوویگا لیکن خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی اوسکی

علیہا وہی ان اہل بلدۃ اذا کانوا یدعون الاسلام ویصلون ویصومون ویقرءون القرآن ومع ذلک یعبدون الاوثان
اطلاع دینی چاہی یعنی اگر یکشہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑہتی ہوں اور روزہ رکہتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور تسپر بت پرستی کرتی ہوں

فاغار علیہم المسلمون وسبوہم واراد انسان ان یشتری من تلک السبایا ان کانوا یقرون بالعبودیۃ لملکہم جاز الشراء
پہر مسلمان اونپر غارت کرکر گرفتار کرلادین اور کوئی شخص اون قیدیوں مین سی کسیکی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدلینا جایز ہی

وان لم یکونوا مقرین بالعبودیۃ لملکہم جاز شراء النساء والصبیان دون الکبار قال قاضیخان فی فتاواہ
اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خریدلینا عورتوں اور بچوں کا جایز ہی بڑی مردوں کا جایز نہیں قاضی خان اپنی فتاوی میں کہتا ہی

لانہم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان کانوا مرتدین فیجوز استرقاق نسائہم وصغارہم ولا یجوز استرقاق کبارہم
یعنی کہ جب انہوں نی اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو اب اونکی عورتوں اور بچوں کا غلام کرلینا جایز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کرلینا جایز نہیں

الا ان یکونوا مقرین بالعبودیۃ لملکہم فیجوز استرقاقہم فاذا ملکہم السابی یجوز لہ بیعہم وکان عند المائۃ
ہاں اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب اونکا بہی غلام کرلینا جایز ہی جب قید کرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اونکی بیع بہی جایز ہی اور ساتویں

السابعۃ غلاء وفناء عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث اکلت الحمر والبغال والکلاب وکان عند المائۃ الثامنۃ فتنۃ
صدی پر قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام مین اسقدر ہوئی کہ گدہی اور خچر اور کتی کہائی اور آٹہویں صدی پر فتنہ

تمرلنک واما المائۃ التاسعۃ فقد قال العلامۃ الناصری لا اشک ولا ارتاب ان فتنۃ المائۃ التاسعۃ ہی فتنۃ السلطان
تیمور لنگ کا ہوا اور نویں صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اسمین مجہکو کچہہ شک اور شبہ نہیں ہی کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی

سلیم خان وحروبہ مع اخوتہ وقتلہ اباہم واولادہم ثم حروبہ مع صاحب الشرف وکسرہ وقتلہ واخذ بلادہ ثم اجتماعہ
اور اوسکی لڑائیاں بہائیوں سی اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ وجدال صاحب الشرف سی اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چہین لینا پہر

بعسکر مصر وقتل سلطانہا واکابر امرائہا ثم دخولہ مصر وفعلہ فیہا مع اہلہا ما فعل وفی المائۃ العاشرۃ ظہرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وہاں کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر مین جاکر وہاں کی باشندوں کی ساتہہ جو کچہہ کیا اور دسویں صدی مین بہت سی

جایز ہی
فتنی

کثیرۃ

کثیرۃ متوالیۃ غیر منقطعۃ الی الآن حتی کان اہل الاسلام یتعامل بعضہم مع البعض معاملۃ الکفار فی قتل بعضہم
پیاپی پیدا ہوئی جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھہ کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کوئی کسیکو مار ڈالتا ہی

بعضا وقد روی عن جریر انہ علیہ السلام قال فی حجۃ الوداع لا ترجعن بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض
اور جریر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حجۃ الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری

یعنی ان شان الکفار ان یقتل بعضہم بعضا فلا تتشبہوا بہم ایہا المؤمنون فی قتل بعضکم بعضا ولا یکن افعالکم شبیہۃ
مراد یہہ ہی کہ یہہ کفار کا چلن ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہو کر آپسکی خون ریزی میں اونکی مثل نہو جانا اور تمہارا چلن مسلمانوں کی

بافعالہم فی ضرب رقاب المسلمین وروی عن ابی بکرۃ انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان فحمل احدہما السلاح علی
قتل میں اونکی افعال سی نہ ملنی لگی اور ابو بکرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہیں پہر کوئی اپنی بہائی پہ ہتیار اوٹہاتا

اخیہ فہما فی جرف جہنم فاذا قتل احدہما صاحبہ دخلاہا جمیعا فان القاتل یدخلہا بفعلہ والمقتول یدخلہا بسعیہ
تو وہ دونو دوزخ کی بیچمین ہیں جب ایک اپنی یار کو قتل کر دیتا ہی تو دونو دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اوسکو مار کر دوزخمین جاتا ہی اور مقتول اپنی بہائی کی قتل کی سعی کی

فی قتل اخیہ کما اجاب بہ النبی علیہ السلام فی حدیث آخر رواہ ابو بکرۃ ایضا انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان
دوزخمین جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نی ایک دوسری حدیث میں دیا ہی وہ بہی ابو بکرہ ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر

بسیفہما فالقاتل والمقتول فی النار قال ابو بکرۃ قلت یا رسول اللہ ہذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حریصا
مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں ابو بکرہ کہتا ہی میںنی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہہ بہی اپنی بہائی کی

علی قتل اخیہ وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی
قتل پر حریص تہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں سی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع دینہ بعرض من الدنیا فکانہ علیہ السلام قال سیاتی فتن کاللیل المظلم لا یعرف احد
کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض اسباب دنیا کی بیچ دیگا سو گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا اب نزدیک ایسی فتنی آوینگی جیسی اندہیری رات

طریق الخلاص منہا ولا یقدر صاحب الورد علی محافظۃ الوظائف والاوقات فیہا فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان یاتیکم الفتن
کسیکو مخلصی کا رستہ نہ ملیگا اور اوسمیں صاحب ورد کو قدرت محافظۃ وظائف اور اوقات کی نرہیگی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سی پہلی کہ تمپر فتنی آجاویں

اذ عند مجیئہا لا یخلو اما ان یقتتل طائفتان من المؤمنین ویستحل کل منہما دم الاخری ومالہا فیکفر بہذا الاعتقاد واما
کیونکہ جب فتنی آوینگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہینگی کہ ہر یک دوسری کا خون اور مال حلال سمجہی گا سو اس عقیدہ سی کافر ہو ویگا اور

ان یغلب الفسقۃ ویریقون دماء المسلمین ویاخذون اموالہم بغیر حق ویزنون ویشربون الخمر ویلبسون الحریر ویعتقدون
یا فساق غالب ہو کر مسلمانوں کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چہین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہینینگی اور اعتقاد کرینگی

انہم علی الحق ویفتیہم بعض علماء السوء بجواز افعالہم وربما یقتلون السارق ویصلبونہ باعتقاد جواز قتلہ
کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بد اونکو فتوی دینگی کہ یہہ افعال جایز ہیں اور بعضی وقت جایز سمجہکر چور کو قتل کرینگی اور سولی چڑہاوینگی

وصلبہ ویکفرون بذلک الاعتقاد لان حد السارق لیس القتل والصلب بل حدہ قطع یدہ لقولہ تعالی والسارق و
اور اسہی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی اسلئی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہی بلکہ چور کی حد ہاتہہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور ہو مرد

السارقۃ فاقطعوا ایدیہما ولیس ذلک الا دقوع ما روی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال ان
یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور یہہ اوسی روایت کا ظہور ہی جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سی مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک

اللہ تعالی لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ عن العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس
اللہ علم یوں نہیں اوٹہالیگا کہ آدمیوں کی دلوں سی نکال لی لیکن علماء کو قبض کر کر اوٹہا لیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہیگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گی

رءوسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الله تعالی لا یقبض

جب ان سے پوچھیں گے تو وہ جہالت سے فتوی دینگے پہر آپ ہی گمراہ ہونگے اور اورونکو گمراہ کرینگے بیشک نبی علیہ السلام نے اسحدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو

العلم من بین الناس علی طریق محوه من صدور العلماء ورفعه من بینهم الی السماء فان ذلک وان کان جائزا فی قدرة

لوگون میں سے یون نہیں قبض کریگا کہ علماء کی دلین سے بہلا دیوے اور اونکے اندر سے آسمان پر لیجاوے کیونکہ اسطرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہے

الله تعالی الا ان هذا الحدیث یدل علی عدم وقوعه بل الواقع انه تعالی یقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالی

پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یون نہوگا بلکہ یون قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحین قبض کرکر علم کو اوٹہالیگا اور جب اللہ تعالی

اذا قبض ارواح العلماء ولم یترک عالما یبقی الجهال فیتخذهم الناس لکونهم فی زی العلماء قضاة ومفتین فیقضی قاضیهم

علماء کی روح قبض کریگا اور کوئی عالم نہ چہوڑیگا تو جاہل باقی رہ جاوینگے سو لوگ اونکی سند پکڑینگے کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیون کی صورت ہونگے پہر اونمین سے

بغیر علم ویفتی مفتیهم بغیر علم فیکونون ضالین ومضلین قال الدمیری هذا الحدیث یبین ان المراد بقبض العلم فی الاحادیث

قاضی بدون علم کے حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کی فتوی دیگا سو آپ ہی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے دمیری کہتا ہے یہہ حدیث بیان کرتی ہے کہ علم کی اوٹہہ جانی سے مراد احادیث

المطلقة لیس محوه من صدور حفاظه بل معناه انه یموت حملته ویتخذ الناس رءوسا جهالا یحکمون بجهالتهم ویفتون بجهالتهم

مطلقہ میں یہہ نہیں ہے کہ حافظون کی سینہ میں سے محو ہو جاویگا بلکہ یہہ مراد ہے کہ حافظ سب مر جاوینگے پہر لوگ جہال کو سردار بنالین گے وہ اپنی جہالت سے حکم دینگے اور اپنی جہالت سے

فیضلون ویضلون قال القرطبی معنی الحدیث ان الله تعالی یقبض العلماء ویبقی الجهال الذین یتعاطون مناصب العلماء

فتوی آپ ہی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے قرطبی کہتا ہے حدیث کی یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹہالیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگے کہ علماء کی مناصب فتوی

فی الفتوی والتعلیم یفتون بغیر علم ویعلمون من غیر علم وینتشر الجهل وقد ظهر ذلک ووجد کما اخبر النبی علیه السلام فکان

اور تعلیم آپ لیلینگی پہر بغیر علم کی فتوی دینگی اور بغیر علم کی سکہلاوینگی اور جہل پہیل جاویگا اور بیشک ظاہر ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام نے جو خبر دی تہی سو پائی گئی

دلیلا من ادلة نبوته خصوصا فی هذه الازمنة غیر انه جاء فی الترمذی عن ابی الدرداء ما یدل علی ان الذی یرفع هو العمل

سو یہہ بہی دلائل نبوت میں سے ایک دلیل ہے خاص کر اس زمانہ میں اتنا ہے کہ ترمذی میں ابو الدرداء سے روایت آئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل اوٹہہ جاویگا

حیث قال کنا مع رسول الله علیه السلام فشخص ببصره الی السماء ثم قال هذا اوان یختلس فیه العلم من الناس حتی لا یقدروا

چنانچہ کہتا ہے کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتہہ تہے اور آپ نے آسمان کی طرف دیکہا پہر فرمایا یہہ وقت ہے کہ اسمین لوگون سے علم اوچک لینگی ایسا کہ کچہہ قدرت باقی نرہیگی

فیه علی شیء فقال زیاد بن لبید الانصاری کیف یختلس العلم منا وقد قرانا القران ولنقرانه نساءنا وابناءنا فقال النبی

زیاد بن لبید انصاری نے عرض کیا ہم سے علم کیونکر اوچک لینگی اور ہم قرآن پڑہتے ہین اور بالضرور اپنی عورتون کو اور بچون کو پڑہائین گے نبی علیہ السلام نے فرمایا

ثکلتک امک یا زیاد هذه التوریة والانجیل عند الیهود والنصاری فما ذا تغنی عنهم وظاهر هذا الحدیث یدل علی ان الذی

ای زیاد تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کی پاس ہے پہر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہے اور ظاہر معنی اسحدیث کی یون دلالت کرتی ہین

یرفع هو العمل لا نفس العلم بخلاف ما ظهر من الحدیث السابق فانه صریح فی رفع العلم وقیل لا تنافی بینهما فان العلم اذا

کہ عمل اوٹہہ جاویگا خود علم نہین جاویگا برخلاف اول معنونکی جو پہلی حدیث سے معلوم ہوتی ہین بیشک اوس سے علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہے اور بعضی کہتی ہین ان دونون مین کچہ

ذهب بموت العلماء یخلفهم الجهال ویفتون بالجهل ویعمل به فیذهب العلم والعمل وان کانت المصاحف والکتب بایدی

مخالفت نہین جب علماء کی مرنے سے علم جاتا رہا اونکی بعد جہال رہینگی اور جہالت سے فتوی دینگی اسہی پر عمل ہوویگا پہر علم اور عمل دونون گئی اگرچہ قرآن اور کتابین لوگون کی سامنی دہری رہین

الناس کما کان کذلک اهل الکتابین ولذلک قال النبی علیه السلام لزیاد ثکلتک امک یا زیاد هذه التوریة والانجیل

جیسی حال دونون کتابون والون کا ہے اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نے زیاد کو فرمایا تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور

عند الیهود والنصاری فما ذا تغنی عنهم فان علماءهم لما انقرضوا خلفهم جهالهم وخالفوا الکتاب وحرفوه فجهلوا معناه

نصاری کی پاس ہین پہر کیا فائدہ دیتی کیونکہ اونکی علماء جب گذر گئی تو اونکی پیچہی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف رہنی لگی اور کتاب بدل ڈالی پہر معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغیر علم فارتفع العلم والعمل وبقیت اشخاص الکتب عندهم لا تغنی عنهم شیئا یسرنا
اور جہل پر عمل کیا اور بغیر علم کی فتوی دیا پہر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابین اونکی پاس بیفائدہ دہری رہ گئین الٰہی ہمپر

الله تعالی عملا موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون فی بیان کیفیة السلام وافضلیة من
عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان مین اور افضلیت سلام

بدأ به قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اولی الناس بالله تعالی من بدأ بالسلام هذا الحدیث من
پہلی کرنیوالی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک لوگون مین سی اولی نزدیک اللہ تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث

حسان المصابیح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالی واقربهم الیها من بدأ بالسلام
مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو امامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ لوگون مین سی بڑا مستحق رحمت الٰہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کری

وظاهره یدل علی کون السلام افضل من الرد وقد ذهب الیه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہین رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب

والسلام سنة فاجر الفرض اکثر من السنة ودلیل فرضیته قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن
سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تم ہی دعا دو اوس سی بہتر

منها او ردوها فان کل واحد من قوله تعالی فحیوا او ردوا امر وظاهره الوجوب فیکون رد السلام واجبا لکن
یا وہی کہو اولٹ کر اس آیت مین دونو لفظ فحیوا او ردوا امر ہین اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پہر رد سلام واجب ہوویگا پر

علی وجه التخییر الزیادة علی السلام بذکر الرحمة والبرکات وبین ترکها فان من سلم علی الغیر فقال السلام علیک
سلام پر زیادہ بڑہانی مین اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پہر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام علیک

یکون ذلک الغیر مخیرا فی الرد بین ان یقول وعلیک السلام ورحمة الله بزیادة الرحمة والبرکات معا او یقول
تو دوسرا رد سلام مین مختار ہی اسمین کہ علیک السلام ورحمة اللہ رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی یا اتنا ہی کہی

وعلیک السلام بغیر زیادة شیء منهما وهذا القدر فرض والزیادة فضل ولیس المراد من الرد ان یقول رددت
وعلیک السلام دونو مین سی کچہہ بہی نہ بڑہاوی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہین ہی کہ رددت

علیک سلامک بل المراد به کون الجواب قدر السلام فان اقل ما یتادی به سنة السلام اذا سلم علی واحد ان
علیک السلام کہہ دی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم جس سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی

یقول السلام علیک بحرف التعریف ولو قال سلام علیک بغیر حرف التعریف بل بالتنوین یصح لان احدهما یقوم
کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یون کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتہہ تو بہی درست ہی کیونکہ ایک دوسری کی

مقام الآخر وبدونهما لا یصح ولا یکون سلاما والاولی ان یقول فی السلام علی الواحد السلام علیکم بحرف التعریف
جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہین ہی اور سلام نہین ہوتا اور بہتر یون ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی کہی السلام علیکم ساتہہ تعریف کی

او سلام علیکم بغیر حرف التعریف بل بالتنوین مع ضمیر الجمع فیهما لیکون سلاما علیه وعلی ملئکته لان المسلم لا یکون
یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین سی دونو صورت مین ضمیر جمع کی تاکہ اوسپر اور اوسکی فرشتون پر سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کبہی نہین

وحده بل یکون معه علی اصح الاقاویل خمس من الملئکة واحد عن یمینه یکتب الحسنات وواحد عن یساره
ہوتا بلکہ اوسکی ساتہہ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہین ایک تو داہنی طرف جو نیکیان لکہتا ہی اور ایک بائین طرف

یکتب السیئات وواحد امامه یلقنه الخیرات وواحد وراءه یدفع عنه المکاره وواحد عند ناصیته یکتب ما
جو برائیان لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچہی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

يصلي على النبي عليه السلام ويبلغه اياه فينبغي ادخالهم في السلام ومن يدخل بيته يستحب له ان يسلم على اهله لانهم
لکہتا ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑہی اور اوسکو پہنچاتا ہی سو لایق ہی کہ اونکو بہی سلام مین شامل کرین اور جو شخص اپنی گہر مین جاوی تو مستحب ہی کہ اپنی اہل پر سلام کری کہ
احق بالسلام من غيرهم وقد روي عن انس انه عليه السلام قال يا بني اذا دخلت على اهلك فسلم عليهم يكون
کیونکہ وہ اورون کی نسبت سلام کی زیادہ مستحق ہین اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای بچی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو اونپر سلام کر تو وہ
بركة عليك وعلى اهل بيتك وذكر في فتاوى قاضيخان ان من اتى باب دار انسان يجب عليه ان يستاذن قبل
تجہہ پر اور تیری اہل پر برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی سلام کر کر اجازت
السلام ثم اذا دخل يسلم اولا ثم يتكلم وان كان في الفضاء يسلم اولا ثم يتكلم وحكي عن بعض الصلحين على ما ذكر
طلب کری پہر جب اندر جاوی تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان مین ہو تو پہلی سلام کر کر پہر بات کری اور بعضی صلحا کی حکایت ہی چنانچہ
في بستان العارفين ان واحدا من صدقائه استقبله وقال له كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك ما هذا
بستان العارفین مین مذکور ہی کہ اوسکا ایک دوست سامنی سی آگیا کہنی لگا مزاج اچہا ہی اوس مرد صالح نی کہا افسوس تجہکو یہہ کیا کہا
فهلا قلت السلام عليكم فيكون لك عشر حسنات وارد عليك فيكون لي عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اول یہہ کیون نہ کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیان ہوتین پہر مین جواب دیتا تو میری لئی دس نیکیان ہوتین اور جب بیس نیکیان جمع ہو جاتین
حسنة يرجى عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمكروه في كل حال لكل احد لما روي عن انس ان
تو پہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جہکنا سو ہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس سی روایت ہی
رجلا قال يا رسول الله الرجل منا يلقى اخاه اينحني له قال لا قال النووي هذا الحديث صحيح لم يات له معارض
کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم مین سی جب اپنی بہائی سی ملتا ہی تو اوسکی لئی جہکی فرمایا نہین نووی کہتا ہی یہہ حدیث صحیح ہی اسکا معارض کوئی
ولا مصير الى مخالفته ولا ينبغي ان يغتر بكثرة من يفعله ممن ينتسب الى علم وصلاح فان الاقتداء لا يكون الا
حدیث نہین ہی اور نہ ٹہکانا اوسکی مخالفت کا اور سزاوار نہین ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والون کو جہکتا دیکہہ کر دہوکا کہا جاوین کیونکہ پیروی تو نبی علیہ السلام ہی کی ہی
بالنبي عليه السلام لانه تعالى قال وما اتيكم الرسول فخذوه وما نهيكم عنه فانتهوا وقال في اية اخرى فليحذر الذين
اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لیلو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ
يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد قال الفضيل بن عياض كلاما معناه اتبع طرق
خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور فضیل بن عیاض نی ایک بات کہی ہی اوسکی یہہ معنی ہین ہدایت کا رستہ
الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين واما المصافحة فسنة عند التلاقي
اختیار کر اور کمتر چلنی والوںسی کچہہ ضرر نہین ہی اور گمراہی کی رستہ سی بچا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آ اور رہا مصافحہ سو ملنی وقت سنت ہی
لما روي عن البراء انه عليه السلام قال ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا ويستحب
کیونکہ براء سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر جدا ہونی سی پہلی بخشی جاتی ہین اور مستحب ہی
ان يكون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روي عن البراء ايضا انه عليه السلام قال ان المسلمين اذا التقيا
کہ مصافحہ کی ساتہہ چہری پر خوشی کی آثار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء سی یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
فتصافحا وتحاببا بود ونصيحة تناثرت خطاياهما بينهما وفي رواية انه عليه السلام قال اذا التقى مسلمان فتصافحا و
مصافحہ کرتی ہین اور محبت اور خیر خواہی کا جمع ہوتی ہین تو اونکی گناہ دونو کی بیچ مین جہڑ جاتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
حمد الله تعالى واستغفراه غفر الله لهما وفي حديث اخر رواه انس انه عليه السلام قال ما من عبدين متحابين
اللہ کی حمد کرتی ہین اور مغفرت مانگتی ہین تو اللہ دونو کو بخشدیتا ہی اور ایک اور حدیث مین انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو شخص بندہ ہی دوست

في

في الله يستقبل احدهما الآخر فيتصافحه فيصليان على النبي الا لم يفترقا حتى يغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
کہ دو نو آدمی سامنے ہوکر مصافحہ کریں پھر درود بھیجیں محمد پر مگر اتنی جدا نہیں ہوتی کہ اللہ تعالی اونکی گناہ جو ہو چکی ہیں

منها وما تاخر وهذه المصافحة يكون من تمام السلام بينهما لما روي انه عليه السلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة
اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ اونمین سلام کی تمامی ہوتی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی

والمراد من التحية السلام والاصل في السلام قوله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستانسوا
اور تحیہ سی سلام مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جایا کرو کسیکی گھرون مین اپنی گھرون کی سوا جبتک نہ بول چال

وتسلموا على اهلها ذلكم خير لكم ان الاستيذان والتسليم خير لكم من ان تدخلوا بغتة وتحية الجاهلية كان
کرو اور سلام دیلواوس گھر والون پر یہہ بہتر ہی تمہاری حق مین یعنی اجازت لینی اور سلام کرنا تمہاری حق مین اس سی بہتر ہی کہ بے جھجک گھس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یون تھا

الرجل منهم اذا دخل بيتا غير بيته قال حييتم صباحا وحييتم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته في لحاف
جبکوئی شخص سوای اپنی گھر کی اور کی گھر جاتا تو کہتا مین نی تحیہ کیا تمہیں صبحکو اور تحیہ کیا شام کو اور گھس جاتا سو اکثر گھر والیکو جورو کی ساتھ ایک لحاف مین جالیتا

وروي ان رجلا قال للنبي عليه السلام استاذن على امي قال نعم قال انها لا خادم لها غيري استاذن كلما دخلت
اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچھا کیا ماسی بہی اجازت لیا کرون فرمایا ہاں عرض کیا اوسکی پاس کوئی خدمتگار بجز میری نہین ہی پہر کیا جب

قال اتحب ان تراها عريانة قال لا قال فاستاذن لعلكم تذكرون متعلق بمحذوف اي انزل عليكم او قيل لكم هذا
جایا کرون اجازت لیا کرون فرمایا کیا تجھکو پسند آتا ہی کہ اوسکو ننگی دیکھی عرض کیا نہین فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم سی متعلق ہی

ارادة ان تذكروا وتعلموا ما هو خير لكم فان لم تجدوا فيها احدا ياذن لكم فلا تدخلوها حتى يؤذن لكم حتى ياتي من
یعنی تمسی بیان کیا اس غرض سی کہ پند پذیر ہوا کرو جو جانو تم وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پہر اگر اوسمین کوئی نہو کہ تمکو اجازت دیوی تو مت گھسو اوسمین جبتک کہ تمکو اجازت نہو یہانتک کہ

ياذن لكم فان المانع من الدخول ليس الاطلاع على العورات فقط بل وعلى ما يخفيه الناس عادة مع ان التصرف في ملك الغير بغير
اجازت دینی والا آجاوی کیونکہ روک اندر کی جانی سی کچھ یہہ ہی نہین ہی اطلاع عورتون پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چھپاتی ہین یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز مین بغیر

اذنه حرام واستثني ما عرض من حرق وغرق او كان فيه منكر ونحوها وان قيل لكم ارجعوا فارجعوا هو
اجازت کی حرام ہی او استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنی یا ڈوبنی سی یا اوسمین کوئی بات خلاف شرع ہو یا مانند اسکی اور اگر تمکو کہی کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ

ازكى لكم اي الرجوع اطهر لكم وانفع لدينكم فان من يدخل بيتا ينبغي له ان يسلم على من كان فيه فان لم يكن
اسہی مین خوب ستہرائی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری لئی طہارت اور دین مین مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گھر مین جاوی تو اوسکو لایق ہی کہ گھر والون پر سلام بھیجی اور اگر وہان

فيه احد يسلم على نفسه بان يقول السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين لانه تعالى قال فاذا دخلتم بيوتا فسلموا
کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بھیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندون پر کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر جب جانی لگو کبہی گھرون مین تو

على انفسكم فالاية تقتضي هذين الامرين جميعا وهما التسليم على الاهل عند وجودهم وعلى نفسه عند عدم
سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دو نو امر لازم ہین یعنی سلام کرنا اہلخانہ پر اگر وہان موجود ہون اور اپنی اوپر اگر وہان کوئی نہو

وجود احد منهم وادنى ما يتادى به الرد ان يقال وعليك السلام بواو العطف حتى لو ترك الواو لا يصير ردا
اور کم سی کم جسمین سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیک السلام ساتھ واو عاطفہ کی یہان تک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہوویگا

لان الوارد في الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا يعتد به ولا يسقط الفرض بدونه وكمال السلام ان يقال السلام
اسلئی کہ شرع مین جواب واو کی ساتھ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچھ اعتبار نہین ہی اور نہ بدون اوسکی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہہ ہی کہ یون کہی

عليكم ورحمة الله وبركاته لما روي انه عليه السلام قال من قال السلام عليكم كتب له عشر حسنات ومن زاد
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم اوسکی لئی دس نیکیان لکہی جاتی ہین اور جسنی کہا

السلام عليكم ورحمة الله كتب له عشرون حسنة ومن قال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته كتب له ثلثون
السلام علیکم ورحمۃ اللہ اوسکی لئی بیس نیکیان لکھی جاتی ہین اور جس نی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اوسکی لئی تیس نیکیان لکھی جاتی ہین
حسنة فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان في السلام عشر حسنات وفي ضم الرحمة اليه عشرين حسنة
اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ سلام مین دس نیکیان ہین اور اوسپر رحمۃ کی ملانی مین بیس نیکیان ہین
وفي ضم البركات اليهما ثلثين حسنة وهي النهاية لانتظامها لجميع فنون المطالب التي هي السلامة عن المضار ونيل المنافع
اور اوسپر برکات ملانی مین تیس نیکیان ہین اور یہہ انتہا کا درجہ ہی اسمین تمام اقسام کے مطالب آگئی یعنی سلامتی اسباب ضرر سی اور حصول منفعت کا
ودوامها ونماؤها ولا ينبغي ان يزاد على ذلك لما روي عن ابن عباس انه قال لكل شئ منتهى ومنتهى السلام البركات
ہمیشہ کو اور اونکی افزایش اور سزاوار نہین ہی کہ اس سی زیادہ بڑہا دی اسلئی کہ روایت ہی کہ ابن عباس نی کہا ہی ہر شی کا انتہا ہوتا ہی اور سلام کا انتہا برکات ہی
ثم ينبغي ان يعلم ان من يسلم على احد انما يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما يحصل به الاسماع
پہر سمجہا چاہئی کہ جو شخص کسی پر سلام بہیجتا ہی اوس سی حق سنت جب ادا ہوتا ہی کہ اتنی بلند آواز سی کہی کہ وہ سن لی
فان لم يحصل به الاسماع لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم للشئ العلم به فاذا
اور اگر وہ نہ سنی تو اوس سی حق سلام کا ادا نہین ہوتا اور جواب بہی واجب نہین ہوتا اسواسطی کہ کسی شئ کی حکم ثابت ہونی مین اوس شئ کا علم شرط ہی جب
لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فرضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار
سلام کی خبر نہوئی تو جواب بہی فرض نہین ہوتا ایسی ہی جو سلام کا جواب دیتا ہی اوس سی فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہی کہ آواز اتنی بلند کری
ما يحصل به الاسماع فان لم يحصل به الاسماع لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على واحد يكون الرد فرضا عليه
کہ وہ سن لی اگر وہ جواب مسموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہوگی پس جو شخص کسیکو سلام کرتا ہی تو اوسپر جواب فرض ہوجاتا ہی
حتى لو لم يرد يكون اثما ومن سلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركه كلهم يكونون اثمين وان رده
یہان تک کہ اگر جواب ندیگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینی ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب اون سب پر فرض ہوجاتا ہی یہان تک کہ اگر کوئی بہی جواب ندیگا تو سب گنہگار ہونگی
بعضهم يسقط الفرض عن الباقين لكن الافضل ان يرده كلهم ولو كان فيهم صبي ولم يرده الا الصبي لا يسقط
اور اگر کسی ایک نی بہی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سی فرض ساقط ہوجاتا ہی پر افضل یہہ ہی کہ سب جواب دیوین اور اگر اوس جماعت مین بچہ نابالغ ہو اور اوس سی سوائی بچی کی
عنهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو اخر لا يعد ردا ويستحب
کوئی جواب ندیوی تو اونکی ذمہ سی فرض ساقط نہین ہوتا اسلئی کہ بچہ کی ذمہ پر کچہہ فرض نہین ہوتا اور جواب کی یہہ شرط ہی کہ ترت جواب دیوی اگر دیر کی بعد جواب دیگا تو جواب نہین
لمن سلم على واحد واسمعه سلامه وتوجه عليه الرد بشروطه فلم يرد ان يجعله في حل منه فيقول ابرأته من حقي
گنا جاتا اور جو شخص کسیکو سلام کری اور اوسکو سلام سنادی اور جواب اوسکی ذمہ پر سلام کی شرط سی لازم آجاوی پہر وہ جواب ندیوی تو مستحب ہی کہ سلام کرنیوالا اپنی طرف سی معاف
في رد سلامي وجعلته في حل منه او نحو ذلك فاذا قال هذا يسقط به حقه واذا دخل جماعة على قوم يسن لجميعهم
کردی یہہ کہہ دی کہ مینی اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا مینی اپنی طرف سی اوسکو معاف کیا یا مانند اسکی جب اتنا کہدیگا تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اور اگر ایک جماعت جمع ہوکر
ان يسلموا ويكره لهم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقين لان السلام سنة على الكفاية
ایک قوم کی پاس آوی تو سبکو مسنون ہی کہ سلام علیک کرین اور سلام کا ترک کرنا اونکو مکروہ ہی پہر اگر بعضون نی سلام علیک کرلی تو کراہت سبکی ذمہ سی اوتر گئی کیونکہ سلام سنت کفایہ ہی
كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روي عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلموا
جیسی سلام کا جواب فرض کفایہ ہی چنانچہ زید بن وہب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گذری اور ایک شخص
منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يعمهم سلام واحد يكفي سلامه
اونمین سی سلام علیک کری تو سبکو کافی ہی اور اگر ایک شخص جواب دیدیگا تو اونکی طرف سی کافی ہی اور اگر ایک شخص چہوٹی جماعت کی پاس آوی تو سبکو ایک سلام کرلی سب پر

على جميعهم وما زاد من تخصيص بعضهم فهو ادب ويكفي في الرد ان يرد واحد منهم فمن زاد منهم فهو ادب
اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب یہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پہر اگر اونمین سی کسی اور نی جواب دیا تو یہہ
وان كان جمعا عظيما لا ينتشر فيهم سلام واحد كالجامع والمسجد العظيم فالسنة ان يسلم عليهم اذا شاهدهم
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان پہیلتا پہر یگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ اونکو سلام کرتا جاوی جبس سی ملتا جاوی
ويكون مؤديا حق السلام في جميع من سمعه فان اراد ان يجلس فيهم يسقط عنه سنة السلام فيمن لم يسمع سلامه
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پہر یہہ شخص اگر انمین بیٹہنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیون کی
من الباقين وان اراد ان يجلس فيمن لم يسمع سلامه ففيه وجهان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹہنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہ ہین ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلون پر سلام کرنی سی
على اوائلهم لكونهم جمعا واحدا فلو اعاد السلام عليهم يكون ادبا والوجه الثاني كون سنة السلام باقية في حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو بہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی جنکو اسکا سلام
من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والصغير على الكبير والقليل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہوا بیٹہی کو اور چہوٹا بڑی کو اور چہوٹی جماعت
على الكثير ولو خالفوا وسلم الماشي على الراكب والكثير على القليل والكبير على الصغير لا يكره بل يكون تركا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چہوٹی جماعت کو او بڑی نی چہوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا
يستحقه من سلام غيره عليه ومن مر على قارئ القرآن لا ينبغي ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہئی تاکہ تلاوت سی نہ روکدی پہر اگر اسنی
سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب وهو اختيار فقيه ابي الليث ومن مر على من اتى
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابو اللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس جا پہنچا
الخلاء وهو يتغوط او يبول ينبغي له ان لا يسلم عليه في هذه الحالة فان سلم عليه قال ابو حنيفة رض يرد عليه بقلبه
جو بیت الخلا مین پاخانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہئی کہ اس حالت مین اوس سی سلام علیک نکری پہر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل سی جواب
لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہو کر جواب دی اور
لا يسلم على احد وقت الخطبة فان سلم والخطيب في الخطبة لا يجب الرد على السامع ومن كان جالسا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سننی والی پر جواب واجب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹہا ہوا تہا
ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم
پہر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ ہی اونکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری
فاذا اراد ان يقوم فليسلم فليست الاولى باحق من الاخرى قال الامام النووي ظاهر هذا الحديث يقتضي ان يجب على
پہر اگر کہڑا ہو دی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حقدار نہین ہی دوسری سی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی
الجماعة رد السلام على هذا الذي سلم عليهم وفارقهم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پہ واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علما کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی
مفارقة القوم وذلك دعاء يستحب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانكر هذا القول
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اسلئی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہین ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابو بکر الشافعی وقال هذا القول فاسد لان السلام کما کان سنة عند اللقاء کذلک هو سنة عند الانصراف
اس بات سی انکار کرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ بات غلط ہی اسواسطی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی
علی ما دل علیه الحدیث السابق ومن کتب کتابا وکتب فیه سلاما علی احد او ارسل الیه سلاما بالرسول فبلغه
چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکہا اور اوسمین کسیکو سلام لکہدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بہیجا پہر اوسکی پاس
الکتاب او الرسالة یجب علیه الرد علی الفور لان السلام علی الغائب لا یکون الا بالرسالة او بالکتاب فعلیه ان یرد بمثله
خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اسلئی کہ سلام غائب پر نہین ہوسکتا مگر زبانی رسول کی یا خط مین سو اوسپر لازم ہی کہ ویسا ہی جواب دی
او باحسن منه لکن ینبغی ان یعلم ان من بلغ الغیر سلام احد ینبغی لذلک الغیر ان یرد علیهما ویقول علیک
یا اوس سی بہتر لیکن سمجہا چاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک
وعلیه السلام لما روی ان رجلا قال للنبی علیه السلام ان ابی یقرئک السلام فقال النبی علیه السلام علیک
وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجہہ پر
وعلی ابیک السلام ومن سلم علی احد ثم لقیه ثانیا او راه ثانیا یستحب له ان یسلم علیه ثانیا لما روی انه علیه السلام
اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پہر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکہا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
کان اذا دخل المسجد یسلم علی اصحابه ثم اذا صعد المنبر واقبل علیهم یسلم علیهم ثانیا وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام
جب مسجد مین آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پہر جب منبر پہ چڑہ کر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال اذا لقی احدکم اخاه فلیسلم علیه فان حالت بینهما شجرة او جدار او حجر ثم لقیه فلیسلم علیه وکان اصحاب رسول
نی فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پہر اون دونون کی بیچمین اگر درخت یا دیوار یا پہتر آجاوی اور پہر ملی تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله علیه السلام اذا ساروا فی طریق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها یسلم بعضهم علی بعض واذا التقی الاثنان
وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑہکر آپسمین سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین
وقال کل واحد منهما للاخر دفعة او علی الترتیب السلام علیکم قبل یصیر کل واحد منهما مسلما علی الاخر ولا یقوم ذلک
اور ہر ایک دونون مین سی دفعۃً یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہین کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہوجاتی ہی اور یہہ سلام جواب کی جگہ
مقام الرد بل یجب علی کل واحد منهما الرد والصواب علی ما ذکره النووی ان سلام احدهما ان کان بعد سلام الاخر
نہین ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی
یکون ردا لکونه هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقی احدا فقال له ابتداء علیکم السلام لا یکون ذلک سلاما
تو جواب ہوجاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہین تو نہین اور اگر کوئی کسی سی ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہین ہوتا
حتی لا یستحق الرد لان هذه الصیغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام علی الاحیاء بل هی تحیة
یہانتک کہ وہ مستحق جواب کا نہین کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتدا کی واسطی نہین ہی سو زندون پر سلام کی قایم مقام نہوگی بلکہ یہہ سلام
الموتی علی ما روی ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال علیک السلام یا رسول الله فقال النبی علیه السلام لا تقل
موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علیک السلام
علیک السلام علیک السلام تحیة الموتی فانه علیه السلام قد بین فی هذا الحدیث ان هذه الصیغة لیست
مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسحدیث مین بیان کردیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہین ہی
مما یسلم بها علی الاحیاء بل انما یسلم بها علی الاموات لان الاحیاء وضعهم فی الشرع عند السلام صیغة وعند الرد
کہ زندون پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردون پر سلام کرتی ہین کیونکہ شرع مین زندون کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صیغة

صیغة فلا یحسن ان یوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا رد علیهم فیستوی فی حقهم السلام
اور عبارت سوا چاہا نہیں ہی کہ جو عبارت جواب کی لئی ہی وہ سلام کی جگہ استعمال کریں اور مردون پر تو جواب نہیں ہوتا پہر اونکی حق مین سلام
علیهم بالصیغتین لما روی انه علیه السلام کان یسلم علی اهل القبور بقوله السلام علیکم دار قوم مؤمنین
علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی
ومن سلم علی اصم یستحب له ان یتکلم السلام بلسانه لقدرته علیه ویشیر بیده حتی یحصل الافهام فیستحق
اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو
الرد ولو لم یجمع بینهما لا یستحق الرد ولو سلم علیه اصم واراد ان یرد علیه یلزمه ان یتکلم الرد بلسانه لقدرته
اور اگر دونو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہیں ہی اور اگر بہرہ اسکو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب بانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی
علیه ویشیر بیده لیحصل الافهام ویسقط عنه الرد ولو سلم علی اخرس فاشار الاخرس بیده یسقط عنه الفرض
اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور اسکی ذمہ سی جواب ادا ہو جاوی اور گنگی کو سلام کیا اور گنگی نی ہاتہہ سی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو جاتا ہی
لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم علیه الاخرس بالاشارة یستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض فی
کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور گنگی نی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتین عورتین آپسمین سلام علیک کی باب مین
حکم السلام کالرجال واما الرجل اذا سلم علی امرأة فان کانت زوجته او جاریته او کانت من محارمه فعلیها الرد
مانند مردون کی ہین اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی
وان کانت اجنبیة شابة لا یجوز لها الرد ویکون الرجل مفرطا فی السلام علیها وکذا المرأة ان سلمت علی رجل فاذا
اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا جایز نہیں اور وہ مرد اس سلام مین بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پہر اگر
کانت زوجته او جاریته او کانت من محارمه او کانت عجوزا لا یخاف منها الفتنة فعلیه الرد وان کانت شابة یمیل
وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑہیا ہی کہ اوسپر کچہہ خوف فتنہ کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ
الیها النفس یکره له الرد وتکون المرأة مفرطة فی السلام علیه واما الصبیان فالسنة ان یسلم علیهم لما روی عن
نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام مین بیجا پر ہی اور نابالغ بچون کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی
انس انه مر علی صبیان فسلم علیهم وقال کان النبی علیه السلام یفعله وفی روایة انه علیه السلام مر علی غلمان
کہ وہ لڑکون پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تہی اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکون کی پاس آ نکلی
فسلم علیهم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحیح وجوب رد سلامه لقوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها واما
تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یون ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سی
المبتدعة ومن اقترف ذنبا عظیما ولم یتب منه فینبغی ان لا یسلم علیهم ولا یرد سلامهم قال البزازی یسلم علی لاعب
اور بدعتی لوگ اور جو بڑی گناہ کرتی ہین اور اوس گناہ سی توبہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی کہتا ہی کہ امام کی
الشطرنج عند الامام لیشغله عن ساعة الرد لا عندهما لان المجاهر بالفسق فی معتقده ولو مجتهدا لا یستحق الاکرام
نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد مین اگرچہ اجتہادی
وقال النووی فمن اضطر الی السلام علی الظلمة اذا دخل علیهم وخاف ان یترتب علیه فی دینه ودنیاه ضرر ان لم یسلم
ہو سزاوار عزت کا نہین ہی اور نووی کہتا ہی جو شخص ظالمون کو سلام کرنیمین لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر انکو سلام نہین کرتا تو دین کا یا دنیا کا
علیهم یسلم علیهم وینوی ان السلام اسم من اسماء الله تعالی لیکون المعنی ان الله علیکم رقیب فیجازیکم بما
تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام اللہ کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہو جاوین کہ اللہ تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیویگا

بنر

نقصان ہوی

تستحقون واما اهل الذمة فيكره للمسلم ان يسلم عليهم ابتداء لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام
اور رہی ذمی لوگ سو مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال لا تبدءوا اليهود والنصارى بالسلام قال قاضيخان في فتاواه هذا اذا لم يكن للمسلم حاجة اليه واما
کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی یہہ اوس صورت میں ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ انکی ہو
اذا كانت فلا باس ان يسلم عليه ومن سلم على من لم يعرفه فبان انه ذمي يستحب له ان يسترد سلامه فيقول
اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنیمین کچھہ ڈر نہین ہی اور اگر کسینی کسی ناواقف کو سلام کیا پہر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام ہٹالی یون کہی
رد على سلامي لما روي ان عبد الله بن عمر سلم على رجل فقيل له انه يهودي فتبعه فقال له رد على سلامي
ہٹادی میرا سلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پہر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچہی جاکر کہا میرا سلام ہٹادی
واذا سلم ذمي على مسلم ينبغي للمسلم ان لا يزيد في الرد عليه على قوله عليك لما روي عن انس انه عليه السلام
اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کری تو مسلمان کو چاہیئ کہ جواب میں اس سی کچھہ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا سلم عليكم اهل الكتاب فقولوا وعليكم قال الخطابي هكذا يرويه عامة المحدثين وعليكم بالواو وكان
جب اہل کتاب تمکو سلام کرین تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور
سفيان بن عيينة يرويه عليكم بغير الواو وهو الصواب اذ بغير الواو يصير ما قالوه بعينه مردودا عليهم وبالواو
سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اونپر مردود ہوگا اور واو
يقع الاشتراك معهم والدخول فيما قالوه لان الواو حرف عطف يجمع بين الشيئين وقال النووي اتفقوا على لزوم الرد
سی اونکی ساتہہ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہو دیگا اسلئی کہ واو حرف عطف ہی دو شی کو جمع کردیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علما متفق ہین
على اهل الكتاب لكن لا يذكر السلام بل يدونه بان يقال وعليكم بالواو او عليكم بدونها اذ قد جاءت الاحاديث
کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام ذکر نہ کری بلکہ بدون سلام کی اسطرح کہی وعلیکم واو سی اور علیکم بدون واو کی اسلئی کہ حدیثین واو کی ساتہہ بہی
باثبات الواو وحذفها واثباتها اكثر فعلى هذا يكون في معناها وجهان احدهما كونها للعطف والتشريك لانهم
آئی ہین اور بدون واو کی ہی اور واو کی ساتہہ زیادہ ہین اب اسکی معنی دو طرح پر ہین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ
كانوا يقولون للمسلمين السام عليكم وقد فسر السام بالموت فيكون المعنى نحن وانتم فيه سواء كلنا نموت والثاني كونها
وہ لوگ مسلمانون کو یہہ کہا کرتی تہی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ
للاستيناف لا للعطف والتشريك فيكون المعنى ونحن نقول عليكم ما قلتم وتستحقونه او ما تريدون بنا وقيل اذا
کہ واو استیناف کا ہو اور شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی اور ہم ہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو یا جسکی تم لایق ہو یا جو تم ہماری ساتہہ ارادہ کرتی ہو اور کوئی
لم يكن منهم تعريض بالدعاء علينا يكون اثبات الواو في الرد عليهم دعاء لهم بالاسلام لكونه مدار السلامة في الدارين
کہتا ہی اگر وہ نیت مین ہمپر بد دعا نکرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اونکی لئی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

المجلس الخامس والثمانون في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام قال رسول الله صلى الله عليه
پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چہوڑ دینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

وسلم لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذي يبدأ بالسلام
حلال نہین ہی سبکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چہوڑ رکہی جب ملین تو یہہ ادہر کو ہوجاوی اور وہ ادہر کو اور دونمین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سعد بن ابي وقاص وهو بمنطوقه يدل على حرمة هجران المسلم اكثر من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چہوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلثة

ثلثة ايام وا ما جواز هجرانه ثلثة ايام فانما يدل عليه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجية المفهوم جاز له
تین روز سی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چہوڑنیکا جواز اسکی مفہوم سی معلوم ہوتا ہی منطوق سی نہیں معلوم ہوتا پہر جو شخص مفہوم کو حجت مانتا ہی اوسکو
ان يقول ان الادمى مجبول على الغضب وسوء الخلق فرخص له فى الثلث لقلتها حتى يذهب عنه ذلك الغضب
جایز ہی کہ کہی بیشک آدمی کو غضب خلقی عادت ہی سو آپ نی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوی
ولم يرخص له فيما فوق ذلك لكثرته فقوله عليه السلام بلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا بيان كيفية هجرانهما
اور اس سی زیادہ کی اجازت نہین دی پہر مدت زیادہ ہی اب یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتی ہین پہر یہہ ادہر ہو جاتا ہی اور وہ اودہر یہہ چہوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی
وقوله وخيرهما الذى يبدأ بالسلام حث على ترك الهجران فانه يزول بالسلام على ما ذهب اليه الجمهور وتخصيص
اور یہہ جملہ دونین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جدائی سلام سی جاتی رہتی ہی اور خاص
الاخ بالذكر يشعر بالغلبة والمراد به الاخ فى الدين دون القرابة بدليل قوله عليه السلام فى حديث اخر لا يحل
اخ کو ذکر کرنا تغلیبا معلوم ہوتا ہی اور اس سی مراد دینی برادر ہی قرابت کا مراد نہین بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث مین کہ مسلم کو
لمسلم ان يهجر مسلما فوق ثلث ليال فانهما ناكبان عن الحق ما داما على صرامهما واولهما فيا يكون سبقته بالفئ كفارة له
حلال نہین ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چہوڑ رکہی بیشک یہہ دونو جبتک لڑتی رہین حق سی کجرو ہین اور اونمین سی پہلی باز آنی والی کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہی
وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کہلتی ہین پہر ہر ایک بندہ کہ اللہ کی ساتہہ کچہہ شریک نکرتا ہو بخشا
شيئا الا رجل كانت بينه وبين اخيه شحناء فيقال انظروا هذين حتى يصطلحا وفى رواية انه عليه السلام قال تعرض
جاتا ہی سوای اوس شخص کی کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو پہر حکم ہوتا ہی ان دونو کو رہنی دو جبتک آپسمین صلح کرین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام
اعمال الناس فى كل جمعة مرتين يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد مؤمن الا عبدا بينه وبين اخيه شحناء
کہ ہر ہفتہ مین لوگون کی اعمال دوبار پیش ہوتی ہین پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ
فيقال اتركوا هذين حتى يفيئا والمراد بالجمعة ايام الاسبوع بدليل انه عليه السلام بينها بقوله يوم الاثنين
حکم ہوتا ہی انکو رہنی دو جبتک ملاقات کرلین اور مراد جمعہ سی ہفتہ کی ایام ہین اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی اسکو پیر کی دن اور
ويوم الخميس على طريق التعبير عن الشئ باخر جزئه والشحناء العداوة والمعنى اتركوا مغفرتهما حتى يرجعا من
جمعرات کی دن سی تعبیر کیا جسطور ایک شی کا اخیر جزء بیان کرتی ہین اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہین اور معنی جملہ کی یہہ ہین چہوڑ دو انکی بخشش کو جبتک پہر
العداوة الى الصداقة لان الاخوة الدينية تقتضى الصداقة وتنافى العداوة فان المؤمنين اخوة من حيث انهم
دونو دشمنی سی دوستی کیطرف آوین اسواسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلاف ہی کیونکہ تمام مؤمن بہائی ہوتی ہین اسواسطی کہ وہ
ينتسبون الى اصل واحد هو الايمان الموجب للحيوة الباقية كما ان الاخوة من النسب ينتسبون الى اصل واحد هو
سب ایک اصل سی نسبت رکہتی ہین یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہین یعنی
الاب الموجب للحيوة الفانية فالاخوة الدينية اقوى من الاخوة النسبية لان الاخوة النسبية اذا خلت عن الاخوة
باپ سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسبی برادری سی بہت قوی ہوتی ہی اسلئی کہ نسبی برادری جب دینی برادری بغیر ہوتی
الدينية لا تعتبر الا ترى ان المسلم اذا مات وكان له اخ كافر يكون ماله للمسلمين لا لاخيه الكافر فعلى هذا يجب
ہی تو اسکا کچہہ اعتبار نہین ہوتا دیکہتا نہین کہ مسلمان اگر مرجاوی اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانون کو ملیگا کافر بہائی کو نہین ملیگا اس بنا
على المسلمان يترك ما ينافى الاخوة الدينية الموجبة للصداقة والمزيلة للعداوة لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام
کی موافق مسلمان پر واجب ہی کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار یعنی انه استحق ان یدخل النار لانه

مسلم کو حلال نہیں کہ اپنی بہائی کو تین روز سی زیادہ چھوڑ دی اور جسنی تین دن سی زیادہ چھوڑ رکہا پہر وہ مرگیا تو دوزخ مین جاویگا مراد یہہ ہی کہ اس

مات عاصیا غیر تائب وذلک یستدعی ان یکون من اهل النار هذا اذا کان الهجران لامر دنیوی کالتقصیر فی

نی گناہگار بن توبہ مرا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ دوزخی ہووی یہہ اوس صورت مین ہی کہ یہہ ترک ملاقات دنیا کی سبب سی ہو

حقوق الصحبة والعشرة واما اذا کان فی حق الدین لفسق ومعصیة فالزیادة علی الثلث مشروع فان هجران

جیسی حقوق صحبت اور عشرت کی ادا کرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسی فسق اور معصیت تو تین دن سی زیادہ بہی جایز ہی کیونکہ بدکاروں کا

اهل العصیان یجوز الی ان یزول عنهم ذلک العصیان ویظهر توبتهم لانه من قبیل الامر بالمعروف والنهی عن المنکر و

ترک کرنا جایز ہی جبتک کہ وہ بدکاری کا ترک کریں اور انکی توبہ ظاہر ہووی کیونکہ یہہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین داخل ہی اور

من قال الله تعالی لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءهم

اللہ تعالی فرمانا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتی ہون اللہ پر اور پچہلی دن پر پہر دوستی کریں ایسون سی جو مخالف ہوی اللہ کی اور اوسکی رسول کی پر چاہی

او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم فدلت هذه الایة علی ان من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب هجره

وہ اونکی باپ یا اپنی بیٹی یا اپنی بہائی یا اپنی گہرانی والی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالی کی ترک ملاقات واجب ہی

وان کان من الاقرباء لا سیما فی حق من ظلم الغیر وعصی الله تعالی به فان عدم الاعراض عنه احسان

اگرچہ سگا سودہرا ہو خاص کر ایسی کی ملاقات جو غیر پر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسی شخص سی اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہی

الیه ولا یحسن الاحسان الیه لان الاحسان الیه اساءة للمظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاة وتقویة

سو ایسی پر احسان کرنا اچہا نہیں ہی کیونکہ احسان مظلوم کی ساتھ بدی ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل

قلبه بالاعراض عن الظالم احب الی الله تعالی من تقویة قلب الظالم وقد هجر النبی علیه السلام الثلثة الذی

قوی کرنا ظالم سی منہہ پہیر کر اللہ کو بہت محبوب ہی ظالم کا دل قوی کرنی سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی تین شخصون کو جو

تخلفوا عن غزوة تبوک ولم یکلمهم خمسین یوما وامر الناس بهجرهم حتی انزل الله تعالی توبتهم وروی انه

تبوک کی لڑائی سی پیچہی رہ گئی تہی چھوڑ دیا تہا اور پچاس دن تک اونسی نہیں بولی تہی اور لوگونسی فرمایا تہا کہ انکو چھوڑ دو یہان تک کہ اللہ تعالی نی انکی توبہ قبول کی

علیه السلام لما اعتل بعیر صفیة قال لزینب اعطیها بعیرا وکان عندها فضل بعیر فقالت انا اعطی تلک

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی جب صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا تہا تو زینب سی کہا تو اوسکو اونٹ دیدی اور اوسکی پاس بڑہتی اونٹ تہا سو زینب نی عرض کیا

الیهودیة فغضب النبی علیه السلام فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر قیل لم یوجد فی السنة مدة الهجر اکثر

مین اوس یہودیہ کو دونگی پہر نبی علیہ السلام غضبناک ہوی اور اونکو تمام ذالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کی چھوڑ رکہا کہتی ہین کہ اس سی زیادہ مدت ترک کی سنت مین

من ذلک لکن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم فی امر مکروه من امور الدین السنة والسنتین ومنهم من

نہین ملتی لیکن بعضی متقدمین ایسی گذری ہین کہ اپنی بہائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کی ایک برس اور دو برس چھوڑ رکہا ہی اور بعضی ایسی ہین

هجر صاحبه فی ذلک مدة عمره ورأوا انفسهم فی فسحة من ذلک ما لم یرجع المهجور عما ارتکب وکان الامام احمد ممن

کہ اپنی صاحب یعنی مسلم کو اسی بابت تمام عمر چھوڑ رکہا ہی اور اپنی تئین اس باب مین بی قصور جانتی تہی جبتک کہ وہ مہجور اوس عمل سی نہ باز آیا اور امام احمد بہی اہل معاصی

هجر اهل المعاصی ومن یقارن الافعال الردیة فانه هجر بعض صحابه ممن کان یتعلم منه وکان یتردد الیه ولا

کو اور جو کہ افعال ناکارہ کرنا چھوڑ دیا کرتی تہی بیشک انہون نی ایک شاگرد کو جو اونسی پڑہتا تہا چھوڑ دیا تہا وہ آتا جاتا تہا پر

یکلمه فلم یزل یسئله عن تغیر حاله ولا یذکره حتی قال له یوما بلغنی انک طینت حائط دارک من جانب الشارع

بات نکرتی تہی وہ ہمیشہ پوچہتا رہتا کہ آپ کیون بیزار ہین اور وہ کچہ نہ کہتی آخر ایک روز یہہ کہا مین نی سنا ہی کہ تو نی اپنی گہر کی دیوار شارع عام کی

وقد اخذت قدر سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصلح لتعلم العلم وهجر ابن عمر ابنا له الى ان مات في اصل
طرف سے لیپی ہے سو تو نے برابر دل گاری کی مسلمانوں کی شارع عام میں سے لیلیا تو لایق علم سکہانے کی نہیں ہے اور ابن عمر نے اپنے بیٹے کو مرتے دم تک چھوڑ رکہا اور
ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر دلائل الانكار يلزمه ذلك
اصل اسکی یہہ ہے کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہو اور ہاتہہ اور زبان سے منع نہیں کر سکتا اور یہہ ہو سکتا ہے کہ بیزاری کی علامات ظاہر کرے تو اوسکو یہہ ہی لازم ہے
اذ لا ينبغي للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئے کہ مؤمن کو یہہ اچہا نہیں ہے کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت اور مودت کی رہنے دے کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہہ ہے کہ اوسکو
ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سے دیکہے اور اوسکی منکر میں مبتلا ہونے کو اپنی حال پر مصیبت سمجہے اور غمگین اور حزین ہووے کہ یہہ اب عقاب الہی میں
الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہو کر اوسکی بچانے کا قصد کرے مقتضے رحمت کا یہہ نہیں ہے کہ اوس سے بیزار نہو اور اوسکو منع نکرے
له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه ورده الى المنهج القويم والصراط المستقيم والا تنقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور [illegible] دوست اور راہ راست پر لانا اوسکے حق میں کمال رحمت ہے ورنہ نہیں تو [illegible] قیامت کی دن یہہ ہی دوستی
عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہو جاویگی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہے فرماتا ہے جتنے دوست ہیں اوس دن دشمن ہونگے مگر جو ہیں ڈر والے بیشک ہر
واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول في ذلك اليوم يا ويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينه بعد المشرقين
ایک دوست ناپرہیزگار اوس روز کہیگا کہ خرابی میری کاشکی میں فلانے کو دوست نکرتا کاشکی میری اور اوسکی بیچ میں مسافت مشرقین کی
فصديق الانسان من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعدوه من يسعى في خسارة اخرته وان
ہووے پس آدمی کا دوست وہ ہی ہے جو آخرت کی درستی میں کوشش کرے اگرچہ اسمیں دنیا کا نقصان ہووے اور دشمن وہ ہے جو آخرت کو خراب کرے اگرچہ
كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا شك ان من
اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہے مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنے
راى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه بالتخلية بينه وبين ذلك المنكر وعدم الاعتراض عليه
کسی برادر مسلمان کو بری کار پر متوجہ دیکہا اور منع نکیا تو بیشک اوسکی امداد کی کہ اوسکو منکر پر قایم رکہا اور اعتراض نکیا
وروى عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له ما لك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول
اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کی روز دامنگیر ہوگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہوگا وہ کہیگا تو کون ہے مجہکو پکڑتا ہے میں نے تجہکو
بلى قد رايتني يوما على منكر فلم تغيره وروى عن ابن عمر ان رجلا يؤمر به الى النار ويؤمر بجلسائه ايضا فيقولون
کبہی نہیں دیکہا وہ کہیگا ہاں تو نے بیشک مجہکو ایکروز منکر پر دیکہا اور منع نکیا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک کو دوزخکا حکم ہوگا اور اوسکی ہمنشینونکو بہی سو وہ عرض کرینگے
ما لنا فيقال لهم اكنتم تامرونه اكنتم تنهونه فيقولون لا فيقال اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
ہماری کیا خطا ہے جواب ہوگا کیا تم اوسکو امر کرتی تہی کیا تم اوسکو منع کرتی تہی وہ کہینگے نہیں یہہ حکم ہوگا کہ اوسکی ساتہہ ہمنشینونکو دوزخمیں لیجاؤ یہہ بات بڑی مشکل ہے
عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر في كل زمان فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولذلك قال النبي عليه السلام
اس سے کم بچا جاتا ہے اسلئے کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہے اور ممانعت نہیں ہوتی بلکہ چپ ہو رہتے ہیں کیونکہ نفسونکو منکرات کی محبت ہے اسی لئے نبی علیہ السلام
في حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر المؤمن في هذا الحديث
نے فرمایا ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سے ہے پاس مت بیٹہہ سوا مؤمن کی اور کہانا مت دے کا سوا پرہیزگار کی بیشک نبی علیہ السلام اس حدیث میں مؤمن کو

عن مصاحبة من لیس بتقی وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم ان یکون
ناپرہیزگار کی پاس بیٹھنی اور ملنی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹھنی اور ملنی جلنی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پہر ضروری کہ وہی ہو
کما قال النبی علیه السلام فی حدیث رواه ابوهریرة یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل یعنی ان من
جو نبی علیه السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابوہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب سب خیال کرلین کسکو دوست بناتا ہی یعنی مراد یہ ہی
یرید ان یعرف حال نفسه فلینظر الی صدیقه فان کان صدیقه صالحا فهو من الصلحین وان کان صدیقه
جو کوئی اپنا حال دریافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکہہ لی پہر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بہی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست
فاسقا فهو من الفاسقین لکون الطباع مجبولة علی التشبیه والاقتداء والطبع یسرق من الطبع من حیث لا یدری
فاسق ہی تو وہ بہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چرالیتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی اور
الانسان ومشاهدة المنکر یهون امر المعصیة فی القلب ویذهب نفرته عنها فلا یوجد فیه اضعف الایمان المذکور
منکر کو دیکہتی دیکہتی گناہ دل پر آسان ہو جاتا ہی اور اوسکی نفرت دل سی جاتی رہتی ہی پہر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی
فیما روی عن ابی سعید انه علیه السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان
ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکہی تو ہاتہہ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر
لم یستطع فبقلبه وذلك اضعف الایمان فاذا لم یوجد فیه اضعف الایمان فما ذا یرجی ان یوجد فیه المجلس
طاقت نہو تو دل سی بیزار ہو اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پہر اگر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہو تو پہر کیا توقع ہی کہ اسمین ایمان ہوگا چہیاسی

السادس والثمانون فی بیان التحذیر من سوء الظن وهی التجسس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

مجلس ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا
ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوهریرة وفیه تحذیر
بچتی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جہوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین
من الظن ونهی عن التجسس اما الظن فهو فی الشریعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم المسیٔ الذی
ظن سی ڈراوی ہی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی ہی جو مذموم بد ہی
هو عقد القلب وحکمه علی شخص بالسوء من غیر علامة ظاهرة تقتضی ذلك واما الخواطر وحدیث النفس التی لا یمکن
یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہو جاوی ٹہان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع
دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فیعفو عنها لان العبد انما یکلف بما فی وسعه لا بما لیس فی وسعه وحد الظن
نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نہ جاوین اور مستمر نہو وین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہوسکی اور بدگمانی کی
السیٔ حمل فعل المؤمن علی وجه فاسد مع امکان حمله علی وجه حسن وهذا ینقسم الی قسمین الاول هو الذی یکون
حد یہہ ہی کہ مؤمن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچہی درجہ پر بہی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی
منشاؤه سوء اعتقادك فیه حتی لو صدر منه فعل له وجهان یحملك سوء اعتقادك فیه علی حمله علی الوجه
حق مین تیری بداعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذو جہتین ہووی تو تو اپنی بداعتقادی ہی اوسکی برائی پہ قیاس کری
الاردی من غیر علامة تخصصه به وهذا جنایة علیه بالقلب وهو حرام فی حق کل مؤمن القسم الثانی هو
بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مؤمن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی
الذی یستند الی علامة فانها تحرك الظن تحریکا ضروریا لا یقدر الانسان علی دفعه والذی یمیز الظنون
جسکی کچہہ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو بالضرور ایسی حرکت دیگی کہ آدمی اوسکو ہٹا نہین سکتا اور وہ قاعدہ جس سی ظنون واجب الاجتناب

التی

التی یجب اجتنابها عما عداها ان کل ظن لم یظهر له علامة صحیحة ولم یعرف له سبب ظاهر فانه حرام
دوسری قسم سے الگ ہو جاوین یہہ ہے کہ جس گمان کی لئی کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ اوسکا کچھ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام
واجب الاجتناب وذلك اذا كان المظنون به ممن يشوهد منه الخير ويصلح فى الظاهر فظن الشر والفساد به
واجب الاجتناب ہے اور یہہ جب ہے کہ جسکی حق مین گمان بد کیا ہے وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سے خیر اور صلاح دیکھنے مین آتی ہون ان
حرام بخلاف من اشتهر بين الناس بتعاطى الريبة والمجاهرة بالمعاصى فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن حالتان
گمان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہے بخلاف ایسے شخص کی جو لوگون مین فریب باز مشہو اور گناہون مین ظاہر مبتلا ہو ایسیکی حق مین نیک گمان جایز نہین ہے کیونکہ
الاولى ان يقع فى القلب شئ ويعرف ويقوى بوجه من وجوه الامارات فيجوز الحكم به لان اكثر احكام الشرع مبنية
گمان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دل مین کچھ خیال آوے اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سے قوی ہو جاوے تو اوسپر حکم کرنا جایز ہے اسلیے کہ اکثر شرعی احکام غلبہ ظن پر
على غلبة الظن كالقياس وخبر الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات واروش الجنايا والحالة الثانية ان يقع فى النفس
مبنی ہین جیسے قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسے قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہے کہ نفس کی اندر
شئ من غير دلالة على كون ذلك الشئ اولى من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو منهى عنه لقوله تعالى يا ايها الذين امنو
کوئی خطرہ آوے بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سے اولی ہو چاہئی تو اوسپر حکم جایز نہین ہے بلکہ یہہ ممنوع ہے اس آیت سے ای ایمان والو
اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا فانه تعالى قد نهى فى هذه الاية عن
بچتے رہو بہت تہمتین کرنے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسیکا اور بدنکو پیٹھ پیچھے ایک دوسرکو بیشک اللہ تعالی نے اس آیت مین بدگمانی
الظن السئ ثم عن التجسس ثم عن الغيبة لان اول ما يقع فى قلب الانسان الظن السئ ثم يحتاج الى التجسس ثم يشرع
سے ممانعت کی پھر تجسس سے پھر غیبت سے منع کیا کیونکہ پہلے جو انسان کی دلمین آتا ہے تو بدگمانی پھر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہے پھر غیبت
فى الغيبة وسبب تحريم ظن السئ ان اسرار الانسان لا يعلمها الا الله تعالى وليس لاحد ان يعتقد فى غيره سوء الا اذا
کرنے شروع کرتا ہے اور بدگمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہے کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہے اور کسیکو جایز نہین ہے کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کرے الا کہ
انكشف له حاله بوجه لا يحتمل التاويل فعند ذلك لا يمكنه ان لا يعتقد فيه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعينه
اوسکا حال ایسی وجہ سے ظاہر ہو جاوے کہ تاویل کی گنجایش نرہے اب اس سے نہین ہو سکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کرے جو کہ علامت سے معلوم کیا اور آنکھوں سے دیکھا
وسمعه باذنه واما ما لم يعلمه بامارة ولم يشاهده بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع فى قلبه من غير سبب ظاهر فهو شئ
اور کانوں سے سنا اور جبتک نشان سے معلوم نہین ہوا اور نہ آنکھوں سے دیکھا اور نہ کانوں سے سنا بلکہ بے سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہے
القاه الشيطان فى قلبه فينبغى له ان يكذبه لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا ان جاءكم
کہ شیطان نے دلمین ڈالاہے تو چاہیے کہ اسکو جھوٹھا مانے کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے ای ایمان والو اگر آوے تمہارے پاس
فاسق بنبا فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين روى فى سبب نزول هذه الاية انه عليه الصلوة
ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو لگو اپنی کئی پہ پچتانے شان نزول اس آیت کی یون مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے
والسلام بعث وليد بن عقبة مصدقا الى بنى المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ كان
ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہانے کو بنی المصطلق پاس بھیجا تھا جب انہون نے یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنے جانا لڑنے آتے ہین کیونکہ
بينه وبينهم عداوة فرجع وقال لرسول الله عليه السلام انهم ارتدوا ومنعوا الزكوة فهم رسول الله عليه السلام
اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی تھی سو اوسنے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہو گئی اور زکوۃ ندی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بقتالهم فنزلت هذه الاية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتماد على قول الفاسق لان من لا يتحامى الفسق لا يتحامى الكذب
اونپر جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لئی کہ فاسق کی بات پر بھروسہ کرنے سے احتراز واجب ہے کیونکہ جو فسق سے پرہیز نہین کرتا جھوٹ سے بھی

الذی نوع منه بل یرید القاء الفتنة بین الناس وفیها دلالة علی ان من یفعل شیئا بجهالة من غیر ان یتعرف حقیقة
کہ وہ بھی ایک قسم کا فسق ہی بلکہ لوگون مین فتنہ پھیلایا چاہتا ہی اور اسمین یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجھی حقیقت حال کی

الحال یصیر نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم دائم علی ما وقع مع تمنی انه لم یقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
کر بیٹھتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچھ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید مین کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علما کہتی

الواقع فی الایة والحدیث التهمة کمن یتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم یظهر علیه ما یقتضی ذلك فان
ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت لینی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شرابخوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگادی بیشک

من حکم بالظن علی غیره بشر یبعثه الشیطان علی ان یطول فیه اللسان بالغیبة والبهتان او یقصر فی القیام
جو شخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان ابھارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کری اوسکی اداء حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کری

بحقوقه او یتونی فی اکرامه ان ینظر الیه بعین الاحتقار ویری نفسه خیرا منه وکل ذلك من المهلکات ولذلك منع
کہ حقارت کی آنکہہ سی دیکھی اور اپنی آپکو اوس سی بہتر سمجھی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسیلئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی

النبی علیه السلام من التعرض لمواضع التهم فقال اتقوا مواضع التهم حتی انه علیه السلام احترز من ذلك اذ روی
فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہہ سی یہان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ

عن علی بن الحسین ان صفیة بنت حیی قالت ان النبی علیه السلام کان معتکفا فاتیته فتحدثت عنده فلما انصرفت
علی بن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بنت حیی کہتی ہی کہ نبی علیہ السلام معتکف تہی مین اونکی پاس آکر باتین کرنی لگی جب مین واپس چلی تو پیغمبر علیہ السلام

قام ومشی معی فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضیا فدعاهما النبی علیه السلام فقال انها صفیة بنت حیی فقالا
میری ساتہہ چلی اسمین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کرکر چلی پہر نبی علیہ السلام نی اونکو بلاکر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی ہی ان دونون نی عرض کیا

یا رسول الله ما نظن بك الا خیرا قال ان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم وانی خشیت ان یدخل علیکما فانظر
یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچہ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی اندر ایسا پہرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا انپر دخل کرجاوی اب دیکھہ

انه علیه السلام کیف اشفق علیهما بل علی جمیع الامة وعلمهم طریق الاجتناب عن التهمة حتی لا یتساهل العالم المعروف
کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاو کا طریقہ سکہادیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو

بالصلاح فی احواله ویقول لا یظن بمثلی الا الخیر عجبا بنفسه فان من کان من المؤمنین اورع الناس واتقاهم واعلمهم
اپنی احوال مین سہل انکاری نکری کہ اپنی عجب مین یہہ کہنی لگی کہ مجہہ سی شخص مین سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی کیسا ہی مؤمن سب سی بڑا پرہیزگار

لا ینظر الیه الناس کلهم بعین واحدة بل ینظر الیه بعضهم بعین الرضی وبعضهم بعین السخط فعلی هذا یجب علی المؤمن
اور بڑا متقی اور بڑا عالم ہو تو بہی تمام خلقت اوسکو ایک نظر سی نہین دیکہتی بلکہ بعضی اوسکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکہتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مؤمن پر

الاحتراز عن مواضع التهم لئلا یتهم الناس بالمنکرات ودلیل کون الظن بمعنی التهمة فی الایة والحدیث ورود النهی
واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون مین ہی وارد ہونا نہی کا ہی

بعده عن التجسس فان الانسان قد یقع له خاطر التهمة ابتداء فیرید ان یتجسس لیتحقق ما وقع له من خاطر
بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی لین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پہر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہوجاوی

تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع فی قلبه خاطر لا یقنع بالظن بل یطلب التحقیق
کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دلمین کچہہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی

فیشتغل بالتجسس فنهی الله تعالی ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عیوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها
تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کی ممانعت کی ہی اور تجسس لوگون عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی جنسی یقین ہوجاوی

فان

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس واورثت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة
پہر اگر کوئی علامت یقینی یوں ہی بلا تلاش حاصل ہوجاوی اور اوس سی یقین ہوجاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور رہی اوسکی تلاش سو اوسکی ہرگز

فیه اصلا وقد روی عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلی والد سهیل اراض انت عن سهیل فقال له سهیل
رخصت نہیں ہی اور عبد اللہ بن مبارک سی روایت ہی کہ اونہی علی سہیل کی باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہلکیا مجکو

الیس قد نهاك الله عن التجسس فتصاغرت الی عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل علی صاحبك
اللہ تعالی نی تجسس سی منع نہیں کیا پس عبد اللہ اپنی دلمین شرمندہ ہوگئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کری اور تیری یار پر اوسکی آگاہی دشوار گذری

مطالعتك ایاه واسروه منك فهو تجسس قال ابن الجوزی لا ینبغی لاحد ان یسترق السمع علی دار غیره لیسمع
اور وہ تجہسی اوسکو چہپادی پس وہ ہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہیں چاہیی کہ غیر کی گہر پر کان لگادی تاکہ باجون کی اواز سنی

صوت الاوتاد ولا ان یتعرض للشم لیدرك رائحة الخمر ولا ان یمس ما ستر بثوبه لیعرف ما هو ولا ان یستخبر الجیران
اور نہ سونگہنی کا قصد کری تاکہ شراب کی بو پالیوی اور نہ ٹٹولی جو کپڑی تلی ڈہکہ رکہا ہو کہ وہ کیا ہی اور نہ پڑوس کی خبر لیتا پہری

بما جری فان فعل شیئا من ذلك یدخل فی مذمة التجسس ومذمة قوله تعالی والذین یؤذون المؤمنین و
ادنہیں کیا گذرا اگر اسمین سی کچہہ بہی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت مین داخل ہوگیا اور اس آیت کی مذمت مین اور جو لوگ تہمت لگاتی ہین مسلمان مردون کو اور

المؤمنت بغیر ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا وروی عن ابن عمر انه علیه السلام صعد المنبر فنادی
عورتون کو بن کیی کام کی تو اوٹہایا اونہون نی بوجہہ جہوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لی گئی پہر بلند آواز سی

بصوت رفیع فقال یا معشر من اسلم بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروهم ولا تتبعوا
پکار کر فرمایا ای وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دلون مین ایمان کا اثر نہین ہی مسلمانون کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی

عوراتهم فان من تتبع عورة اخیه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته یفضحه ولو فی جوف بیته
پوشیدہ عیب ڈہونڈو بیشک جو شخص اپنی بہائی کی چہپی عیب تلاش کرتا ہی اللہ تعالی اوسکی چہپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چہپی عیب اللہ ظاہر کرتا ہی تو خوار کردیتا ہی اگرچہ

وقال بعض السلف من اراد ان یسلم من الغیبة فلیسد علی نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من
اور بعضی متقدمین کا قول ہی جو شخص چاہی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر بدگمانیون کا دروازہ بند کردی کیونکہ جو شخص بدگمانی سی بچ رہتا ہی

التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغیبة ومن سلم من الغیبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تو تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جہوٹ سی بچا اور جو جہوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا

فلو ظهر من مسلم علامة تدل علی فساد لا یجوز عقد القلب علیها واساءة الظن بالمسلم بها لما روی انه علیه السلام
پہر اگر کسی مسلمان سی ایسی علامت ظاہر ہوجاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلمین بٹہا لینا اور اوسکی سبب مسلم پہ بدگمانی جایز نہین ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله تعالی حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان یظن به ظن السوء فلا یستباح ظن السوء الا بما یستباح
نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بدگمانیان کرنی حرام کردی ہین پہر بدگمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح

به المال وهو بیقین عن مشاهدة او بینة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم یكن لك یقین ینبغی لك ان
اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہوا ہو یا عادل گواہ ہون اور اگر تیری دلمین بدگمانی آئی اور تجہکو اوسپر یقین نہین ہی تو تجہکو لازم ہی کہ

تدفعه عن نفسك وتقرر علیها ان حاله مستور عندك فما رایته منه من العلامة یحتمل الخیر والشر فكیف
اوس خطرہ کو دلمین سی دور کردی اور اوسکو یون ٹہراوی کہ اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آتی ہی وہ نیک اور بد دونو احتمال رکہتی ہی

تحكم علیه بالشر واما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الی تصدیقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون
پہر بدی ہی کا کیون یقین کرتا ہی اور اگر اسکی خبر کوئی عادل تجہکو سنادی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسلئی کہ اگر تو اسکو جہوٹا کہی

جانيا عليه حيث ظننت به الكذب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي لك ان تحسن الظن باحد و
تو اسكا گنہگار ہوتا ہی کیا اسواسطی کہ اوسکی حق مین گمان جہوٹ کیا یہہ بہی ایک بدگمانی ہی سو تجھکو لایق نہین ہی کہ ایک کی حق مین گمان اچہا اور

تسیئه بالاخر بل ينبغي لك ان تبحث عن حالهما هل بينهما عداوة ومحاسدة وتعنت املا فان كان بينهما
دوسری کی حق مین گمان برا کری بلکہ تجھکو یہہ چاہیی کہ ان دونوکا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو مین دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہین پہر اگر ان دونون مین

شيء منها يتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الاب العدل للتهمة فلك ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم
کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت نی راہ پائی اور شرع تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کی سبب نہین مانتا اب تجھکو چاہیی کہ کچہہ یقین نکری نہ جہوٹ اور نہ سچ

عليه بكذب ولا بصدق وتقول ما ذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عندي وكان امره محجوبا عني وقد بقي كما
اور اسکی حال مذکور کو کہنا چاہیی کہ وہ مجہسی اللہ تعالی کی پردہ پوشی مین ہی اور اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور وہ ویساہی ہی جیسی تہا

كان لم ينكشف لي من امره شيء هذا اذا اخبرك عدل واحد واما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من عدم تصد
تہا مجھکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہین یہہ اوس صورت مین ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجھکو دو عادل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی سی تجھکو کوئی علاج نہین

لانهما حجة في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد لاحد
کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہین لیکن جاننا چاہیی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہین ہوتا تو جو مؤمن ہوگا

من المؤمنين الا وله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصلحين ولذلك قال
اوسکی حسنات ہی ہونگی اور جرایم ہی پہر جسکی خوبیان برائیونسی زیادہ ہون وہ صلحا مین شمار کیا جاتا ہی اسیلئی

الامام الشافعي ما احد من المسلمين يطيع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصي الله ولا يطيعه
امام شافعی نی کہا ہی کوئی مسلمان ایسا نہین ہی کہ سراسر اللہ کا مطیع ہو اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ طاعت نکرتا ہو

فمن كان طاعاته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذا عدلا في حق الله تعالى فكونه
پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہون تو وہ شرع مین عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ مین عادل ہووی تو تیری نظرون مین

عدلا عندك اولى واحرى وروي ان رجلا اثنى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من الغد ذمه فقال
اولی اور سزاوار تر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا

والله لقد صدقت عليه بالامس وما كذبت عليه اليوم فانه ارضاني بالامس فقلت في حقه احسن ما علمت فيه
کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک مین نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جہوٹ کہتا ہون کل تو اوسنی مجھکو خوش کیا تہا سو مین نی اوسکی حق مین جو نیک معلوم تہا

واغضبني اليوم فقلت في حقه اقبح ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكانه عليه السلام
کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجھکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیہ السلام کو مذ

كره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيحها بما يوجد فيه من الخصال المحمودة والمذ
مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہین کہ اوسکی حال پر بلحاظ علو آ نیک و بد کی تحسین یا تقبیح نہو سکی

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمماكلة مع الفاسق قال رسول

ستاسی مجلس ممانعت کی بیان مین فاسق کی صحبت اور ساتہہ کہانی سی رسول

الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہا نادی سوا پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو سعيد والمراد بالمؤمن المذكور فيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى افمن
ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث مین وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابلہ مین فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت مین بہلا ایک جو

کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستوون فکانه علیه السلام قال لا تصاحب الا صالحا ولا تخالل الا تقیا فانه
جو ہی ایمان پر برابر اوسکی جو بی حکم ہی نہین برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کی بیشک
علیه السلام قد حذر المؤمن فی هذا الحدیث عن مصاحبة من لیس بتقی وزجره عن مخالطته ومواکلته
نبی علیہ السلام نی اسحدیث مین مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اسکی ملنی جلنی اور ساتہہ کہانی سی منع کیا
لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم ان یکون کما قال النبی علیه السلام فی حدیث رواه
اسلئی کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پہر یہہ ہی ہو کر رہیگا جیسا نبی علیہ السلام نی حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت
ابو هریرة یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل یعنی ان من کان صدیقه صالحا یکون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب ہر یک خیال کر لی کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بہی صالح ہوگا
ومن کان صدیقه فاسقا یکون فاسقا فیدخل فی عموم قوله تعالی الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بہی فاسق ہوگا پہر اس آیت کی عام مضمون مین داخل ہوگا جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ہین ڈروالی
فان کل واحد من الاخلاء الغیر المتقین یقول یوم القیمة یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یلیت بینی وبینه بعد
بیشک ہر یک دوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور اوسمین فرق ہو
المشرقین فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان لا یتخذ خلیلا الا من یثق بدینه وامانته ویعرف صلاحه وتقواه اذ لا یصلح
مشرق اور مغرب کاسا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسہی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد کلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ ہر یک
للصداقة کل احد بل لا بد ان یکون فیمن یؤثر صداقته عدة خصال الاولی العقل اذ لا خیر فی صداقة الاحمق لان
شخص دوستی کی قابل نہین ہوتا بلکہ ضرور ہی کہ تو جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتین ہون اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی مین کچہہ خوبی نہین ہی
احسن احواله ان یضرک وهو یرید نفعک وترجع الی القطیعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها ولذلک
اوسکا اچہی سی اچہا حال یہہ ہوتا ہی کہ بہلائی کرنی مین نقصان کر دی اور اسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جاوی اسہی لئی
قیل العدو العاقل خیر من الصدیق الاحمق والمراد من العاقل من یفهم الامور علی ما هی علیه اما بنفسه او بتعلیمه
کسیکا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجہتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجہہ کر
وتفهیمه وقد روی عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الی الله تعالی وقال عیسی النبی علیه السلام انی
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہین مین
ما عجزت من احیاء الموتی وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانیة حسن الخلق اذ لا خیر فی صداقة من لا یملک
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہین ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہو گیا ہون دوسری حسن خلق اسلئی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو مین نرہی
نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان کان یدرک الاشیاء علی ما هی علیه لکن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی مین کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پہ جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار
یطیع نفسه ویفعل ما یقتضیه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خیر فی صداقة الفاسق لان من یرتکب الکبیرة لا یخاف الله تعالی
ہو ویگا اور وہ ہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی مین کچہہ خیر نہین ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہین ڈرتا
ومن لا یخاف الله تعالی لا یؤمن غائلته ولا یوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خیر فی صداقة الکذاب لان
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہین بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بہروسہ اور چوتہی صدق کیونکہ جہوٹی کی دوستی مین کوئی بہلائی نہین ہی کیونکہ
مثله مثل السراب یقرب الیک البعید ویبعد منک القریب وتکون منه دائما علی الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا خیر
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دہوکہا تجہسی دور کو نزدیک کر دیتا ہی اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہیگا پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

في صداقة الجبان لانه يترك نصرتك واعانتك عند الشدة ويخوفك بل يختفي ويغيب عنك والسادسة الوفاء اذ
دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹھ رہیگا اور تجھکو ڈرا دیگا بلکہ چھپ کر غائب ہو جاویگا چھٹی وفا اسواسطی
لاخير في صداقة من لا وفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله لان
بیوفا کی دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی
ما يكون لغرض من الاغراض يزول بذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما ينافي الوفاء لا يكون من الوفاء فمن الوفاء في
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بھی ہو لیتی ہی پھر وفا کہاں کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا میں داخل نہیں ہی ایک وفا
حق صديقه مراعاة جميع اصدقائه واقاربه والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقع في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
داری دوست کی یہہ ہی کہ اوسکی تمام دوستوں اور سگی سود ہردل اور علاقہ داروں کی رعایت کری کیونکہ ان لوگوں کی رعایت اوسکی دلمین بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت
فرحه بتفقد من يتعلق به اكثر لدلالته على تعدي المحبة منه الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في باب دار صديقه
اپنی رعایت کی پھر اوسکی خوشی اوسکی متعلقوں پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہوگی کیونکہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑہ کر متعلقوں تک پہنچی ہی یہانتک کہتی ہین کہ جو کتا دوست کی
ينبغي ان يتميز في قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لا يصادق عدو صديقه اذ قال الامام الشافعي اذا اطاع صديقك عدوك
دروازی پر ہو چاہی کہ دلمین وہ بھی بہ نسبت اور کتوں کی متمیز ہو اور ایک وفا داری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہین جب تیرا دوست تیری دشمن کا
فقد اشتركا في عداوتك ومن الوفاء ان لا يتغير حاله في التواضع مع صديقه وان ارتفع شانه واتسعت ولايته وعظم جاهه
فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی میں شریک ہین اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوستکی تواضع کرنیمیں حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو
ومن الوفاء ان يتورع عما يوجب الفرقة بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الجزع من المفارقة ولذلك قال بعض من السلف
اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسیلئی بعضی متقدمین نی کہا ہی
وجدت جميع مصيبات الزمان هينة سوى مفارقة الاحباب وقال ابن المبارك الذ الاشياء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
مین زمانہ کی تمام مصیبتوں کو سہل پاتا ہوں بجز جدائی دوستوں کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستوں کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ
فيما لا يخالف الحق واما فيما يخالف الحق في امر يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتنبيه على ما هو الحق كما
جو حق کی برخلاف نہو اوسمیں ساتہہ دی اور جو بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمیں رفاقت کرنی وفاداری نہیں ہی بلکہ اب مخالفت میں اور حق کی جستجو میں وفا
حكي عن الامام الشافعي انه يواخي محمد بن الحكم وكان يقربه ويقبل عليه ويقول ما يقيمني بمصر غيره فلما رأى الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہین کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکھتی تہی اور اوسکو پاس بیٹھاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تہی کہ مجھکو مصر مین اسکی سوا کوئی نہین رکہتا
مودتهما ظنوا انه يفوض اليه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعدك
جب لوگوں نی صدق مودت اسقدر دیکھا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسی کو کرینگی سو لوگوں نی اون سی مرض الموت مین پوچھا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کریںگا
وكان محمد بن الحكم عند راسه واستشرف ليومي اليه فقال الشافعي سبحان الله يجلس مجلسي ابو يعقوب البويطي ومال اصحاب الشافعي
اور اوسوقت محمد بن الحکم ہی سرانی کہڑی تہی سو سامنی ہوئی تا کہ اوسکی طرف اشارہ کردین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی اللہ میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹہی اور شافعی کی تمام شاگرد
الى البويطي فانكر له محمد بن الحكم مع انه كان حمل عنه مذهبه كله الا ان البويطي كان افضل واقرب الى الزهد والورع فان بعض
بویطی کی طرف متوجہ ہوگئی سو محمد بن الحکم کو یہہ بات بری لگی باوجودیکہ اونسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص
من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غيره افضل منه اما مطلقا او بخصوصية فيه لكن لا يتفطن ذلك كثير من الناس
جو خلقت کی اندر علم اور فضل میں مشہور ہو جاتا ہی بعضے وقت اور شخص اوس سی افضل ہوا کرتا ہی یا ہر باب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اس بات کو اکثر لوگ سمجھا نہین کرتی
فيعرضون عن غير المشهور ويشتغلون بالمشهور عندهم فيفوتهم تحصيل فضيلة من ليس بمشهور عندهم فنصح الامام الشافعي
تو اب غیر مشہور کو چھوڑکر جو اونمیں مشہور ہوتا ہی اوسپر متوجہ ہو جاتی ہین سو اونکی اوس غیر مشہور کی فضیلت فوت ہو جاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی اللہ کی اور مسلمانوں کی

لله تعالى وللمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى ثم انه توفى الامام

منفعت کی لیئے خیرخواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی پر اختیار نکی پھر جب امام شافعی نی وفات کی

الشافعي انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما البويطي فاثر الزهد و

تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پھر کر اپنی باپ کی مذہب پر ہوگیا او امام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت مین

الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه

مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ مین بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لایق وہ ہی ہی جسمین یہہ خصلتین جمع ہون

هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في

پھر اگر اوسمین یہہ خصال جمع نہون تو پھر تمام خلقت سی الگ ہوکر اپنی گھر کی اندر بیٹھا رہ اسلیئی کہ عاقل کو اس زمانہ مین

هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابي دع الراغبين في صحبتك والتعلم منك

سوای خاموشی کی اور گھر مین بیٹھہ رہنی کی کوئی پناہ نہین ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہین چھوڑ اپنی ہمنشینون اور شاگردون کو

فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السر اذا لقوك مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من اتاك

کہ انمین نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بھائی ہین باطن مین دشمن جب ملین تعریف کرین اور جب تو اونسی غایب ہووی تو غیبت کرین جو آکی

منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر باجتماعهم لديك وتملقهم بين يديك

اونمین سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہانا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہین اور تیری سامنی

فما غرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا في حاجاتهم وان قصرت في غرض من اغراضهم

خوشامد کرتی ہین سو اونکی غرض علم نہین ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجھکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہہ کا گدہا باربردار بنالین اور اگر تو نی اونکی کسی غرض مین ذرہ قصور کیا

يكونون اشد اعدائك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا لديك ويعرضون عليك ان تبذل

تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہین اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلاوین اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجھین اور خواہش کرین کہ تو اپنی

لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا رئيسا وقد روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال

آبرو اور دین اونکی لیئی کہودی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر رہی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار تہا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

الشيخ في قومه كالنبي في امته وانما يكون الشيخ في قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما يعلم كل نبي امته دينهم ومن حق

کہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہی کہ نبی اپنی امت مین اور شیخ اپنی قوم مین اس مرتبہ پر اسلیئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی تہی اور شاگرد پر استاد کا حق

المتعلم في حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روى عن ابي هريرة انه

کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہرا وباطنا اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلیئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی

عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خير الاباء من علمك وسبب ذلك

علیہ السلام نی فرمایا مین تمہاری لیئی ایسا ہون جیسی کہ بیٹی کی لیئی باپ اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہا باپ وہ جو تجھکو علم سکہاوی اور وجہ اسکی یہہ ہی

ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الاخرة وهو اهم من انقاذ الابوين لولدهما من نار الدنيا وكذلك كان حق المعلم اعظم

کہ استاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود بہتر ہی اس سی کہ ماں باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہین اور ایسی ہی استاد کا حق بہی ماں باپ کی حق سی

من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحيوة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ما هو سبب للحيوة الاخروية

بڑا ہی کیونکہ ماں باپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہین لیکن اگر استاد نہوتا اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی

الدائمة لساوى ما حصل من جهتهما الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجري المتعلم مجرى ابنه ويشفق

تو بیشک جو ماں باپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی قدیم کو ہلاک کر دیتا پہر جب استاد بجای باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجھی اور اوسپر شفقت کری

عليه ويمنعه عن تجاوز مرتبته الى مرتبة لم يستحقها ولم يجئ اوانها ويبين له ان المقصود من العلم تحصيل سعادة
اور ایسا مرتبہ لینی سی جسکا وہ ابہی مستحق نہیں ہی اور اوسکا ابہی وقت نہیں آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی
الاخرة لا طلب الرياسة والمفاخرة كما حكي ان ابا يوسف لما عقد مجلسا للتدريس من غير اعلام ابي حنيفة ارسل
ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہی کہ ابو یوسف نی جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام نی اونکی پاس آدمی بہیجا
اليه ابو حنيفة رجلا ليسئله عن عدة مسائل من جملتها انه ساله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا اهل يستحق
تاکہ اونسی چند مسئلہ پوچہہ آوی اونمین ایک یہہ مسئلہ پوچہا ایک دہوبی ہی کپڑی سی منکر ہوگیا پہر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
الاجرام لا فقال ابو يوسف يستحق فقال الرجل اخطأت فقال لا يستحق فقال اخطأت فتحير ابو يوسف فقال له الرجل ان كانت
یا نہیں ابو یوسف نی کہا مستحق ہی اوس شخص نی کہا غلط پہر کہا مستحق نہیں پہر اوس شخص نی کہا غلط پہر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نی کہا
القصارة قبل الجحود يستحق والا فلا وهكذا اخطاه في كل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو يوسف قصوره فعاد الى
اگر انکار کرنی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہیں تو نہیں اسیطرح تمام مسائل کی جواب مین غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پاگئی پہر امام کی پاس
ابي حنيفة وحين جاء قال له ابو حنيفة ما جاء بك الا مسئلة القصار فانك زببت قبل ان تحصرم سبحان الله
حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نی کہا تجہکو صرف دہوبی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو نی انگور پختگی سی پہلی توڑا سبحان اللہ
من رجل يعقد مجلسا ويتكلم في دين الله ولا يحسن مسئلة في الاجارة ثم قال من ظن انه استغنى عن التعلم فليبك
ایک شخص مجلس بنا کر اللہ کی دین مین گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بہی ٹہیک نہیں آتا پہر فرمایا جسکو یہہ خیال ہو کہ علم سیکہنی کی مجکو حاجت نہین تو وہ
على نفسه وكان سبب انفراده على ما ذكر في مناقب الكردري انه مرض مرضا شديدا فعاده الامام فقال لقد كنت
اپنی جان کو رووی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہونیکا موافق مذکور مناقب کردری کی یہہ ہی کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اونکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجکو تجہ سی امید تہی
اؤملك بعدي للمسلمين ولئن اصبت ليموتن علم كثير فلما برأ اعجب بنفسه وعقد مجلس الامالي ولم يتفطن ان في قول
کہ میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جا وینگی پہر جب وہ اچہی ہوگئی تو اپنی دلمین خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہہ نہ سمجہی کہ امام کا یہہ قول
الامام لقد كنت اؤملك بعدي للمسلمين اشارة الى ان المتعلم لا ينبغي له ان يستبد بنفسه في زمن استاذه بلا اذن
مجکو امید تہی کہ میری بعد مسلمانون کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہئی کہ اپنی آپ اوستاد کی سامنی بی اذن مستقل ہو جاوی
منه ثم لما علم قصوره ترك مجلسه وعاد الى ابي حنيفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك لا يزال المرء عالما ما
پہر اونکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تیار چہوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑہنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہین کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی
طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل وقال الامام الغزالي في الاحياء كل متعلم استبقى لنفسه رأيا واختيارا وراء اختيار
جبتک علم طلب کرتا ہی پہر جب یہہ خیال بندہا کہ مین سیکہہ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رای تجویز کر کر علاوہ
المعلم فاحكم عليه بالخسران

المجلس الثامن والثمانون في بيان افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله

اوستاد کی رای کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجہو اٹہاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین کہ محبت برای خدا اور بغض برای خدا ہی
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اچہی سی اچہا عمل للہ دوستی اور للہ دشمنی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی
رواه ابوذر وفيه اشارة الى ان المؤمن لا بد له ان يكون له اصدقاء يحبهم في الله تعالى واعداء يبغضهم في الله
ابوذر کی روایت سی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی لئی بالضرور بعضی دوست ہوا کرین کہ برای خدا انکو محبوب رکہا کری اور بعضی دشمن کہ برای خدا
فانه اذا احب احدا لكونه مطيعا لله تعالى فلا بد له ان يبغضه عند كونه عاصيا لله تعالى لان من يكون محبوبا بسبب
انکو مبغوض کہا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کا فرمان بردار دیکہہ کر محبوب رکہیگا تو پہر بالضرور اوسکو مبغوض رکہیگا جب وہ اللہ کی نافرمانی کریگا اسلئی کہ جو شخص کسی سبب سی

فبالضرورة یکون مبغوضا لضده وهو مطرد فی الحب والبغض لکن کل واحد منهما دفین فی القلب وانما یترشح
محبوب ہوجاتا ہی تو بالضرور اوسکا خلاف کرنیسی مبغوض ہوجاویگا اور آدمی محبت اور بغض مین یکسان ہوتا ہی لیکن حب اور بغض دونو اوسکی دلمین گڑی ہوئی ہین

عند الغلبة اذ عند غلبة الحب یظهر افعال المحبین من المقاربة والموافقة ویسمی موالاة وعند غلبة البغض
اور غلبہ کی حالت مین ظاہر ہوجاتی ہین اسلئی کہ محبت کی غلبہ مین دوستون کی سی افعال ہونی لگتی ہین مقاربت اور موافقت اسہی کو دوستی کہتی ہین اور بغض کی حالت مین

یظهر افعال المبغضین من المباعدة والمخالفة ویسمی معاداة فان قیل بای طریق یمکن اظهار البغض فالجواب
عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہین دوری اور مخالفت اسہی کا نام دشمنی ہی اگر کوئی پوچھی بغض کو کسطور پر ظاہر کری تو جواب یہہ ہی

ان اظهاره لا یخلو اما ان یکون فی القول او فی الفعل اما فی القول فیکون تارة بکف اللسان عن مکالمته ومحادثته
کہ بغض کا اظہار دو حال سی خالی نہین یا تو گفتگو مین ہوگا یا کاربار مین گفتگو مین تو بعضی وقت اوسکی ساتھ بولنی اور بات چیت سی رکنا

وتارة بتغلیظ القول علیه واما فی الفعل فیکون تارة بقطع السعی فی اعانته وتارة بالسعی فی اساءته وافساد اربه
اور کبھی سخت بولنا اور کاربار مین کبھی تو اوسکی امداد مین تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بگاڑ کی اور اوسکا مقصد خراب کرنی کی سعی

فیما یفسد علیه طریق المعصیة لا فیما لا یؤثر فیه وهذا اذا صدر عنه المعصیة علی طریق القصد کبیرة کانت او
اسطور کہ اوسکی لئی طریقہ معصیت کا باقی نرہی نہ ایسا فساد کہ طریق معصیت مین اثر نکری اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ معصیت قصداً کرتا ہو کبیرہ ہو یا

صغیرة واما ما جری مجری الهفوة التی یعلم انه نادم علیها غیر مصر علیها فالاولی فیه الاغماض والستر لا سیما اذا کانت
صغیرہ اور جو گناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہی اصرار نہین کرتا تو اسمین اولی یہہ ہی کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کری خاص کر اس

معصیة بالجنایة علی حقك او حق من یتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عمن ظلمك واساء الیك
کہ وہ معصیت تیری حق مین یا تیری کسی متعلق کی حق مین ظلم ہو تو اب اوسکی درگذر ہی اچھی ہی کیونکہ درگذر کرنا ایسی سی جو تجہپر ظلم کری اور تیری ساتھہ برائی

من اخلاق الصدیقین واما من ظلم غیرك وعصی الله تعالی به فعدم الاعتراض عنه احسان الیه فلا یحسن الاحسان
کری صدیقین کی عادت ہی اور جو شخص اور پر ظلم کرکی اللہ کی نافرمانی کری تو اب باز پرس نکرنا اوسپر احسان ہی سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہین ہی

الیه لان الاحسان الیه اساءة الی المظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاة وتقویة قلبه بالاعراض عن الظالم احب
کیونکہ اسپر احسان کرنا مظلوم کی حق مین برا ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل ظالم سی اعراض کرکر قوی کرنا

الی الله تعالی من تقویة قلب الظالم وقد اتفق السلف علی اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدعة وکل من عصی الله
اللہ تعالی کو ظالم کی تقویت سی زیادہ تر محبوب ہی اور متقدمین سب متفق ہین کہ ظالم اور بدعتیون کی ساتھہ اور اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کرتا ہو

بمعصیة متعدیة منه الی غیره واما من عصی الله تعالی فی حق نفسه فقد اختلفوا فیه فمنهم من نظر الیه بنظر
کہ اوسکا اثر غیر تلک پہنچی اوسکی ساتہہ بغض اور عداوت ظاہر کیا کری اور وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہی تو اسمین اختلاف ہی سو بعضی تو اوسکی طرف بنظر

الرحمة ولم یعرض عنه ومنهم من شدد الانکار علیه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالی لا تجد قوما یؤمنون بالله
رحمت دیکھتی ہین بیزار نہین ہوتی اور بعضی اوسپر بہت تشدد کرکر اوس سی مہاجرت اختیار کرتی ہین بدلیل اس آیت کی تو نہ دیکھی گا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون اللہ

والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم فدلت الایة علی ان
اور پچھلی دن پر پھر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور پڑی وہ اپنی باپ ہون یا اپنی بیٹی یا اپنی بہائی یا اپنی گھرانی کی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی

من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب هجره ولو کان من الاقرباء ویکون هذا الهجر علی وجه العقوبة والتادیب
کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہی اوسی الگ رہنا واجب ہی اگرچہ سگا سودہرا ہووی اور یہہ جہوٹ چھٹا و بطور سزا اور تادیب کی

بمنزلة التعزیر واما النظر الیه بنظر الرحمة فیفضی الی المداهنة لان اکثر البواعث علی الاعضاد علی المعاصی المداهنة
بجای تعزیر کی ہوتی ہی اور اوسکی طرف نظر رحمت سی دیکھنا دین مین سستی پیدا کرتا ہی اسلئی کہ اکثر اسباب گناہ کی امداد کی یہہ ہی مین مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومحك ذلك انه ان
اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سی خوف کرنا اب احمق نافہم یہہ خیال کرتا ہی کہ میری طرف نظر رحمت سی دیکھتا ہی اور اسکا امتحان یہہ ہی کہ اگر
كان يترحم عليه عند جنايته على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر
یہہ حال ہوتا کہ اوسپر اپنی حق مین تعدی کرنی سی رحمت کرکر یہہ کہتا کہ تقدیر ہی یون ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سی نہین بہاگا جاتا
يصح له ان يترحم عليه عند جنايته على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه
تو مضائقہ نہین کہ اوسپر حقوق الٰہی مین تعدی کرنی پر رحم کری اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ وغصہ کرتا ہی اور اللہ تعالی کی گناہ پر
عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہی تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر مین پہنسا ہوا ہی اور اگر کوئی پوچہی گنہگار اور فاسق مختلف
مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده
درجہ کی ہوتی ہین پہر کیا سب کی ساتہہ ایک ہی طریقہ برتی یا نہین تو جواب یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی حکم کا مخالف دو حال سی خالی نہین ہی یا تو اعتقاد مین ہی
او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
یا عمل مین ہی اور جو اعتقاد مین مخالف ہی تین قسم پر ہی اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہی تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہی اور اگر
ذميا لا يجوز ايذاؤه الا بالاعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته وتكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
ذمی ہی تو اوسکا ستانا جایز نہین ہی مگر کم توجہی سی اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سی اور سخت مکروہ ہی بلکہ قریب حرام کی ذمی کی
التحريم الانبساط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان
ساتہہ خوشیان منانی اور تحفہ بہیجنا جیسی دوستون کو بہیجا کرتی ہین اور دوسرا بدعتی جو اورونکو بدعت سکہاوی بیشک
بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد الذمة وان كانت مما
اوسکی بدعت اگر ایسی ہی کہ اوس سی کافر ہو جاتا ہی تو اوسکا حال ذمی سی بدتر ہی اسلئی کہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہی اور نہ پروا ذمی ہونی کی کرتا ہی اور اگر بدعت
لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر
ایسی نہین ہی جو کافر کردی تو اوسکا معاملہ اللہ سی بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہی مگر اتنا ہی کہ بدعتی سی متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہیئی اسلئی کہ کافر
الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و
کا کفر اورون مین اثر نہین کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہین ہوتی اور کافر سمجہہ کر نہ اوسکا کہا مانتی ہین اور رہا بدعتی جو اورونکو بدعت سکہاوی اور
يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
یہی جو مین کہتا ہون حق ہی سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہی ایسی سی بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا
عنه والتشنيع عليه ببدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في ملأ فترك الجواب اولى تنفيرا للناس عنه وتقبيحا لبدعته
اور بدعت مین اوسکی شناعت کرنی اور لوگون کو اوس سی متنفر کرنا مستحب ہی اور اگر مجمع مین سلام کری تو جواب نہ دینا بہتر ہی تا لوگون کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو
لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي
اسلئی کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہی پر ادنی غرض سی ساقط ہو جاتا ہی اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہی اور تیسرا گہٹیل بدعتی جو
لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام سريعة
اورونکو نہین سکہا سکتا تو بہتر یہہ ہی کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکرین بلکہ یون چاہیئی کہ اوسکو نرمی سی نصیحت کرین کیونکہ عوام کی دل جلد
التقلب فان لم ينفع النصح وكان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتاكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتی ہین پہر اگر نصیحت نمانی اور اسکی نظر مین کم توجہی سی بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اسا ادہر متوجہ نہونا زیادہ تر مستحب ہی اسواسطی

البدعة اذا لم یبالغ فی تقبیحها تشیع بین الخلق ویعم فسادها ولذلك قال الشیخ علاء الدین السمنانی فعلی المسلم
کہ بدعت کو اگر خوب خوار نکرین تو خلقت مین مروج اور اوسکا فساد پھیل جاتا ہی اوسا سطی شیخ علاء الدین سمنانیؒ کہا ہی کہ مرد مسلمان کو لازم ہی
اذا رای رجلا یتعاطی شیئا من الاهواء والبدع ویتهاون بشیء من السنن ان یهجره ویتبرأ منه ویترکه حیا ومیتا ولا
کہ جب کسیکو کچھہ معاملہ ہوا وہوس اور بدعت کا کرتا دیکھی یا کسی سنت مین سستی کرتا پاوی تو اوسی الگ رہی اور بیزار ہو جاوی اور جیتا مرتا سب چھوڑ دی
یسلم علیه اذا لقیه ولا یجیبه اذا ابتدأ بالسلام علیه الی ان یترك بدعته ویرجع الی الحق وان مات لا یشیع جنازته
اور جب ملی تو سلام نکری اور اگر وہ سلام کری تو اوسکا جواب ندی یہان تک کہ بدعت سی باز آوی اور حق کی طرف متوجہ ہووی اور اگر وہ مر جاوی تو جنازہ کی
والنهی عن الهجران فوق ثلث لیال انما هو فیما یقع بین الرجلین من جهة التقصیر فی حقوق الصحبة والعشرة
اور ممانعت ہجران تین دن سی زیادہ کی جو آئی ہی تو اوس صورت مین ہی کہ دو شخصون مین بسبب کمی ادائی حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوی
دون ما کان فی حق الدین فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الی ان یتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و
اوسمین نہین جو واسطی حق دین کی ہو بیشک متارکت اہل ہوا اور بدعتیون کی ہمیشہ کو ہی یہان تک کہ توبہ کرین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور
اتباعهم وعلماء السنة علی هذا مجتمعین متفقین علی معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل فی تفسیر قوله تعالی
تبع تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکی ہین کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہیی اور اونکو چھوڑنا چاہیی اور سہل سی اس آیت کی تفسیر مین
لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لا
آیا ہی تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون اللہ پر اور پچھلی دن پر پھر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی کہ کہا جسنی اپنا ایمان صحیح کیا اور
یجالس مع مبتدع ولا یواکله بل یظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالی عنه
تو وہ بدعتی کی ساتھہ نہ بیٹھی اور نہ اوسکی ساتھہ کھاوی بلکہ اپنی طرف سی اوسکی حق مین دشمنی اور بغض ظاہر کری اور جسنی بدعتی کی ساتھہ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سی
حلاوة الیقین ومن اجاب الی مبتدع لطلب العز والغنی فی الدنیا اذله الله تعالی بذلك العز وافقره بذلك الغنی
حلاوت یقین کی لی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو واسطی تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول رکہا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت مین خوار اور اوس تونگری مین مفلس کریگا
ومن ضحك فی وجه مبتدع ینزع الله تعالی نور الایمان من قلبه وعن الثوری من سمع من مبتدع لم ینفعه الله تعالی
اور جو شخص بدعتی کو دیکھکر خوش ہوتا ہی تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکی دل مین سی نکال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سی
بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضیل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالی عمله واخرج نور الاسلام
فائدہ نہین دیتا اور جو اوس سی مصافحہ کرتا ہی تو توڑ دیتا ہی پیوند اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست رکھی اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہی اور اسلام کا نور
من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنه اذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اخر وقال الفضیل
اوسکی دل سی نکال دیتا ہی اور اونہی سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سی بچو اور اونہی سی روایت ہی اگر تو بدعتی کو کسی راہ مین دیکھی تو تو اور راہ اختیار کر اور فضیل
من زار صاحب بدعة خرج نور الایمان من قلبه واما العاصی بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذی یفسق فی نفسه بشرب
کہتی ہین جو شخص بدعتی سی ملنی گیا تو ایمان کا نور اوسکی دل مین سی نکل جاتا ہی اور گنہگار فعل اور عمل مین بدون اعتقاد کی سو وہ ہی جو آپ اپنی ذات سی بدکاری شراب
الخمر او ترك الواجب او مفارقة محظور یخصه ولا یتعدی منه الی غیره فانه ان صودف وقت مباشرة المنکر یجب منعه
پیکر یا کوئی واجب ترک کر کر یا امر محظور کو چھوڑ کر جو اوسکی ساتھہ خاص ہو اور وہ فسق اور مین اثر نکرتا ہو سو ایسی شخصکو اگر عین اوس عمل منکر مین پاوین تو اوسکی ممانعت واجب ہی
بما یمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لکون النهی عن المنکر واجبا ووجوبه لا یختص بالولاة بل یجوز
جسطور منع کیا جاوی اگرچہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی ممانعت کچھہ نری حاکم پر واجب نہین ہی بلکہ
لکل واحد من احاد الرعیة اقامته بالقول والفعل علی حسب استطاعته سواء کان حرا وعبدا او امرأة لکن ینبغی
عوام رعایا مین سی ہر ہر شخصکو ضرور ہی کہ ممانعت کری زبان سی اور ہاتھہ سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہیی

ان یکون بالتدریج من الاسہل الی الاغلظ بحسب حال المنکر کما ذکر فی المحیط ان من رای غیرہ مکشوف الرکبۃ
کہ تدریج کی ساتھہ ہووے کہ پہلی کچھہ سختی پھر زیادہ سختی معصیت کی حال کی موافق چنانچہ محیط میں مذکور ہی کہ جسنی کسیکو گھٹنا کھولی ہوئی دیکھا

ینکر علیہ برفق ولا ینازعہ ان لج وفی الفخذ ینکر علیہ بعنف ولا یضربہ ان لج وفی السوءۃ یضربہ وان لج یقتلہ
تو نرمی سی منع کردی اوس سی جھگڑا نکری اگر وہ اصرار کری اور ران کھلی ہوئی میں سختی سی منع کری اور مارے نہیں اگر وہ درشتی کری اور شرمگاہ میں اوسکو مارے اور اگر درشتی کری تو قتل کری

وھکذا الحکم فی سائر المنکرات عند الاستطاعۃ وعند عدم الاستطاعۃ ینبغی ان یکون حزینا مغتما اذ
اور تمام معاصی میں بروقت طاقت کی یہہ ہی حکم ہی اور بی طاقتی کی حالت میں چاہئی کہ دل سی بیزار اور غمناک ہووی اسلئی

قد ورد فی الحدیث انہ علیہ السلام قال یاتی علی الناس زمان یذوب قلب المؤمن فیہ کما یذوب الملح فی الماء لکثرۃ ما
کہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ مؤمن کا دل ایسا گھل جاویگا جیسی نمک پانی میں گل جاتا ہی معاصی کی کثرت

یری من المنکرات ولا یقدر علی دفعھا وروی عن ابی ھریرۃ ان رجلا یتعلق برجل یوم القیمۃ وھو لا یعرفہ فیقول لہ
جو دیکھیگا اور منع کرنی کی قدرت نہوگی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص قیامت کی دن کسیکا دامن گیر ہوگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہوگا کہیگا تو

مالک تتعلق بی وما رایتک قط فیقول بلی قد رایتنی یوما علی منکر فلم تغیرہ فھذا امر خطر قلما یقع السلامۃ منہ اذ ظھر
مجھسی کیوں لپٹتا ہی میں نی تجھکو کبھی نہیں دیکھا وہ کہیگا ہاں تو نی مجھکو ایکدن معصیت پر دیکھا پر منع نہیں کیا اب یہہ بات بڑی مشکل ہی اس سی نہیں بچا جاتا کیونکہ

فی کل حین وزمان کثیر من المنکرات فلا تغیر بل یقع السکوت عنھا لاستیناس النفوس بھا ولھذا قال بعض العلماء واللہ
ہر وقت دمبدم بہتیری منکرات عمل میں آتی ہیں اور کچھہ روک نہیں بلکہ چپ رہنا پڑتا ہی کیونکہ معاصی دلوں میں مانوس ہوگئی ہیں اسلئی بعضی علما کا قول

ما ابالی بکثرۃ المنکرات والبدع وانما ابالی واخاف من تانیس القلوب بھا لان الاشیاء اذا توالت مباشرتھا انستھا النفس
ہی مجھکو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچھہ خوف نہیں مجھکو تو بڑا خوف یہہ ہی کہ دلمیں محبوب نہو جاویں کیونکہ جو چیزیں باربار عمل میں آتی ہیں تو نفس کو محبوب ہو جاتی ہیں

والنفس اذا انست شیئا قل ان تتاثر لہ ویوضحہ الحدیث الوارد فی تغییر المنکر وھو ما روی عن ابی سعید انہ
اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہی تو کم چھوڑتا ہی اسکی تفصیل وہ حدیث ہی جو تغییر منکرات میں آئی ہی ابوسعید سی روایت ہی کہ نبی

علیہ السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک
علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم میں سی منکر دیکھی تو لازم ہی کہ ہاتھہ سی روکی اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر طاقت نہو تو دل سی اور یہہ

اضعف الایمان فانہ علیہ السلام اخبر فی ھذا الحدیث ان التغییر بالقلب اضعف الایمان وھو ما یجدہ المؤمن
ضعیف ایمان ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ خبر دی ہی کہ دل سی بیزار ہونا ضعیف ایمان ہی یعنی مؤمن جو اپنی دلمیں اوس کام کی

فی قلبہ من البغض لذلک الفعل المرئی وانزعاجہ وقلعہ وھو فی الغالب انما یحصل فیما یندر وقوعہ واما
مشاہدہ سی بغض اور اوسکا اوکھاڑنا اور دفع کرنا پاتا ہی اور ایسی حالت دلی اغلب اوس کام میں ہوتی ہی جو کاہی گاہی ہوتا ہو اور

الاشیاء التی تشاھد فی کل حین وزمان فتستانسھا النفس فلا یوجد فی القلب القلق والانزعاج الذی ھو اضعف
جو کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکھنی میں آتی ہیں سو نفس سی مانوس ہو جاتی ہیں پھر اوسکا کچھہ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف الایمان ہی

الایمان واذا لم یوجد فی القلب اضعف الایمان فما ذا یرجی ان یوجد فیہ ویزیدہ ایضاحا ما ذکر فی قوت القلوب
وہ بھی دلمیں نہیں رہتا اور جب دلمیں اضعف الایمان بھی نہوا تو پھر کیا توقع باقی رہ گئی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہی جو قوت القلوب میں مذکور ہی

ان الحسن البصری قال اول بدعۃ رایت بلت الدم ثم بعد ذلک بلت اصفر ثم عاد الامر الی العادۃ فانہ لقوۃ ایمانہ
کہ حسن بصری نی کہا پہلی پہل بدعت جو میں نی دیکھی تو لہو موتا پھر اوسکی بعد زرد پیشاب آیا پھر اسکی عادت پڑ گئی کیونکہ اونکو بسبب قوت ایمان کی

ورعایتہ لم یعھدہ قوی انزعاجہ حتی تغیر مزاجہ وظھر اثرہ فی مائہ فان مزاج الانسان اذا تغیر یظھر اثرہ فی مائہ
بدعت خلاف عادت دیکھہ کر بہت غصہ آیا ایسا کہ اونکا مزاج متغیر ہو کر اوسکا اثر پیشاب میں ظاہر ہوگیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہی تو اوسکا اثر پیشاب میں

الا یری

الاترى ان الاطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولم يقدر على تغييرها تغير
کیا نہین جانتا کہ طبیب لوگ دکہیاکی مرض پر پیشاب سی استدلال کرتی ہین پہر جب بدعت قرار پکڑ گئی اور روک کی قدرت نہیں ہوئی
ذلك الانزعاج الاول لاستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان الانكار
تو پہلی مدافعت دلی بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل مین اوسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہگیا وہ بتانا ہی کہ نہین تغیر ہوا اسواسطی کہ دل کا
بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنع منه ولا يقتصر عليه الا من هو ضعيف الايمان سواء استطاع
انکار کسیطرح نہین جاتا اسلئی کہ اسکا کوئی مانع نہین ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہ ہی کرتا ہی جو ضعیف الایمان ہووی برابر ہی کہ انکار
الانكار باليد واللسان او لم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثم ويبقى مع ضعف الايمان
ہاتہہ سی اور زبان سی کرسکتا ہو یا نکرسکتا ہو لیکن بیمقدوری کی حالت مین گناہ نہین ہوتا ایمان مین ضعف بدستور رہتا ہی
فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشئ لا يأثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال
بیشک معصیت جب کثرت سی ہولی لیکن اور مؤمن کو ممانعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہو کر کچھ نہ کہی تو گنہگار نہین ہوتا اسلئی کہ تکلیف موافق طاقت
الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول صلعم في الامر
چنانچہ اللہ تعالی فرماتاہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی طاقت ہو نواسی مجلس اس بیان مین کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی مین لازم ہی اسمین مخالفت
والنهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم
جایز نہین ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو تمکو مین منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کردن تو اوسکو جہان تک ہوسکی عمل مین لاؤ
فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
کیونکہ تمسی پہلی امتین اسی لئی تباہ ہوگئین کہ اپنی انبیاء علیہم السلام سی پوچہہ کر خلاف کرتی تہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی
ابو هريرة والخطاب فيه خطاب مشافهة والخطاب بالمشافهة يختص بالموجودين الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله
روایت سی اور اسمین خطاب جو ہی تو خطاب آمنا سامنی کا ہی اور آمنا سامنی کا خطاب اونپر ہوتا ہی جو اوسوقت مین موجود اور حاضر ہوتی ہین
لغيرهم ممن كان غائبا وممن سيوجد بعدهم الى يوم القيمة ليس بطريق الحقيقة بل اما بطريق تغليب الفريق
اور اونکی حق مین جو اونکی سوای غائب ہوتی ہین اور جو اونکی بعد قیامت تک پیدا ہونگی بطور حقیقت کی نہین ہوتا بلکہ اونپر یا تو بطور تغلیب فریق
الاول على الثاني او بطريق تعميم حكمه له بدليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف
اول کی ثانی پر یا اوس حکم کو کسی دلیل خارجی سی عام کردینی سی ہوتا ہی کیونکہ اس امر پر اجماع ہوچکا ہی کہ اس امت کی آخر پر بہی وہی حکم ہی
بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام الحلال ما جرى على لساني الى يوم القيمة والحرام ما جرى على
جو اول پر تہا چنانچہ اس حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی قیامت تک حلال ہی جو میری زبان پر آچکا ہی اور قیامت تک حرام ہی جو میری زبان پر
لساني الى يوم القيمة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة
آچکا ہی پہر وہ حدیث جو سابق مین مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہی جو نبی علیہ السلام کو ملا ہی اور وہ اسلام کی قواعد مین سی
من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والندب والحرمة والكراهة والاباحة لان
بڑا قاعدہ ہی اسواسطی کہ جملہ احکام یعنی وجوب اور مستحب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہ ہی مدار ہی کیونکہ
النهي يتناول الحرمة والكراهة كما يتناول الامر ما عداهما فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما
نہی مین حرمت اور کراہت داخل ہی جیسی امر مین ان دونو کی سوا داخل ہین سو یہہ حدیث موافق اس آیت کی ہی سو ڈرو اللہ سی
استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات واتيان جميع المامورات الا انها مقيدة
جہان تک سکو اسلئی کہ تقوی اگرچہ تمام منہیات سی اجتناب اور تمام مامور پر عمل کرنیکو کہتی ہین مگر اتنا ہی کہ استطاعت کی قید

بالاستطاعة واما قوله تعالى اتقوا الله حق تقاته فالصحيح الصواب الذي جزم به المحققون ان قوله تعالى فاتقوا الله
لگا دی ہی اور یہہ آیت ڈرتی رہو اللہ سی جیسا چاہی تو صحیح صواب جو مختار محقق لوگون کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اللہ سی

ما استطعتم مفسر له ومبين للمراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها
جہان تک سکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس سی جو مراد ہی کہولدیتی ہی اسلئی کہ اللہ تعالی اپنی بندون کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہین دی ہی یہان تک کہ فرمایا

وقال في اية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم ان النهي في قوله عليه السلام ما نهيتكم عنه فاجتنبوه
مگر جو اوسکی گنجایش ہو ... یہ آیت مین فرمایا ہی اور نہین رکہی تمپر دین مین کچہہ مشکل پہر نہی جو اس حدیث مین ہی کہ جو مین تمکو منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما نهي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم
یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل مین نہ آوین کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہین ہوتی برخلاف امر کی اس حدیث مین اور جو مین تمکو امر کرون

به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا يقتضي الا الاتيان بما يقدر عليه ثم ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلوة
تو جسقدر تمسی ہو سکی وہ کرو اس سی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز مین کہڑا نہین ہو سکتا تو بیٹھہ کر پڑہ لی

يصلي قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه
رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہین ادا کر سکتا تو بیٹھہ کر اشارہ سی پڑہ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان راكبا على الدابة
تاکہ دونون مین فرق رہی اور اگر بیٹھہ ہی نہین سکتا تو اشارہ سی ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه او دابته من سبع او لص او كان في مطر شديد او طين يغيب وجهه فيه ولا يجد مكانا
اور اوترنی مین اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہہ کی زور پڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمین منہہ دہسجاوی اور کوئی

جافا او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف مزاجه او كان دابته جموحا لا يمكنه الركوب بلا معين
خشک جگہہ نہ ملی یا سوار ایسی اوترنی ... مین عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اوسکا گہوڑا ایسا بدکتا ہو کہ بدون مددگار کی نہین چڑہ سکتا

او كانت القافلة في البادية تسير ويخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصلي على الدابة بالايماء كيف ما يمكنه وكذا المرأة
یا قافلہ جنگل مین چلا جاتا ہو اور اگر اوتری تو خوف ہی جان کا یا کپڑون کا تو یہہ بہی سواری کی اوپر اشارہ سی جسطرح بن آوی پڑہ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم يكن لها محرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها تصلي على الدابة بالايماء فبذلك يحصل الامتثال في
جب اوسکی ساتہہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑہ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سی پڑہ لی ان تمام صورتون مین اتنی ہی مین امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يستر به عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة
ہو جاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت ڈہک سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضو کی ایک ایک بار دہو لی

او عجز عن استعمال الماء في بعض اعضائه في الوضوء والغسل او عن اتيان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها
یا وضو مین یا غسل مین بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکی

فباتيان الممكن يحصل الامتثال وقوله عليه السلام فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم ...
تو پہر جتنا ادا کر سکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلون کو کثرت کی پوچہا پاچہی نی ہلاک کر دیا مسلم مین

في كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال يا ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج
ابو ہریرہ رضی سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہمکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اللہ نی تمپر حج فرض کر دیا ہی

فحجوا فقال رجل اكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها ثلاثا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت ثم
سو حج کیا کرو ایک شخص نی عرض کیا کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام چپ ہو رہی یہان تک کہ اوسنی کئی بار عرض کیا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر مین یہہ کہدیتا کہ ہان

قال النبی علیه السلام ذرونی ما ترکتکم فانما هلک من کان قبلکم بکثرة سؤالهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم
نبی علیه السلام نے فرمایا مجھکو اسی پر رہنے دو جسپر میں نے تمکو چھوڑ رکھا ہی تمسے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں تو بہت پوچھا پاچھی سے اور اپنے انبیاء کی خلاف کرنے سے ہلاک ہوئے
بشئ فأتوا منه ما استطعتم واذا نهیتکم عن شئ فدعوه فانه علیه السلام صار کانه قال اترکونی فی مدة ترکی
سو جب میں تمکو کوئی بات کہا کرو تو اوسکو جتنا تمسے ہوسکے کیا کرو اور جب منع کیا کرو کسی بات سے تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نے گویا یہہ فرمایا یونہی رہنے دیا کرو
ایاکم من الامر بالشئ او النهی عنه ولا تلحوا علی فی السؤال ولا تبالغوا فی الاستقصاء والا یشدد علیکم کما شدد علی
جبتک میں تمکو کسی بات کی امر میں یا ممانعت میں چھوڑی رکھوں اور نخواہ مخواہ مجھسے سوال مت کیا کرو اور نہ پورا کرنے میں حد سے بڑھا کرو اور نہیں تو تمپر ایسا تشدد ہوگا
بنی اسرائیل حین وقع فیهم قتیل ولم یدروا من قتل وسالوا موسی النبی علیه السلام ان یبینه لهم فقال لهم موسی انه
جیسے بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تہا جب اونمیں ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پہر اونہوں نے نبی علیہ السلام سے پوچہا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیہ السلام نے
ان الله یامرکم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فیحیی ویخبرکم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من بقرة
اونسے کہا کہ اللہ تعالی تمکو فرماتا ہی کہ ایک گای ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردے سے لگا دو وہ زندہ ہوکر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہوں نے حضرت موسی سے یہہ بات سنی
میتة یضرب ببعضها میت فیحیی فیخبرکم بقاتله فشرعوا فی السؤال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتی امروا بذبح بقرة علی صفة
کہ مردہ گای کا گوشت مردے سے لگائیں تو مردہ زندہ ہوکر اپنے قاتل کا نام تمکو بتاویگا پس اب اونہوں نے گای کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچہنا شروع کیا آخر کو ایسی گای
لم توجد تلک الصفة الا فی بقرة واحدة ولم یبعها صاحبها الا بملأ جلدها ذهبا فاشتروها بذلک وذبحوها وضربوا
حکم ہوا کہ جو ایسی ایک ہی گای تہی اور اوسکے مالک نے بیچی تو اوسکا چمڑا سونے سے بہروالیا پہر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا کچہہ مردے سے لگایا
القتیل ببعضها فحیی وسمی بهم قاتله فانهم فی ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة ایة بقرة کانت لکانوا ممتثلین لامر الله تعالی
پہر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلے حکم ہوتے ہی کوئی سی گای ذبح کردیتے تو فرمان الٰہی ادا ہو جاتا پر وہ اپنی اوپر سختی دینے کو
لکنهم شددوا علی انفسهم بالاستقصاء فی السؤال شدد الله تعالی علیهم وقد اشار النبی علیه السلام الی ذلک
سوال کرتی گئی اللہ تعالی نے اونپر شدت کی اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادہر ہی اشارہ کیا ہی
بقوله فانما هلک من کان قبلکم بکثرة سؤالهم واختلافهم علی انبیائهم وانما کان کثرة السؤال والاختلاف علی الانبیاء
کہ جو تمسے پہلے گذری ہیں بہت سوال کرنیسے اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کرنے سے ہلاک ہوئے اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر
سببا للهلاک لان الله تعالی انما بعثهم لیعلموا الناس ما یحتاجون الیه فی دینهم ویبینوا ما فیه مصالح دنیاهم واخرتهم
اسلئے ہلاک ہوگئی کہ اللہ تعالی نے انبیاء کو اسیلئے بہیجا ہی کہ لوگوں کو حاجت کی باتیں دین کی سکہاویں اور جس امر میں اونکی دنیا اور دین کا بہلا ہو جتلاویں
وجعل کلامهم امینا علی مواضعه ولا یجوز لهم ان یسکتوا عند الحاجة او یتکلموا علی خلاف المصلحة وکثرة السؤال
اور اللہ تعالی نے ہریک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہی اور اونکو جائز نہیں ہی کہ حاجت کی وقت چپ رہیں یا برخلاف مصلحت کچہہ کہہ اوٹہیں
علی من کان شانه هذا والاختلاف علیه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شک ان سوء الظن
اور ایسے کو سے بار بار سوال کرنا اور اونسے خلاف کرنا نشانی بے اعتمادی کی اونکی کہنے پر اور علامت بدگمانی کی ہی اور بلاشک نبی پر بدگمانی
بالنبی یوجب الهلاک وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فهو لا یفلح ابدا فما ظنک بمن لا یتادب بین یدی الرسول
ہلاک کردیتی ہی اور مشایخ کا قول ہی جو کوئی اوستاد کی سامنے کہی یہہ کیوں اوسکا کبہی بہلا نہیں ہوتا پہر تیرا کیا خیال ہی اوسکی حق میں جو رسول علیہ السلام کی سامنے
وجاوز مقام التسلیم والقبول ثم انه علیه السلام اشار بذکر کثرة السؤال الی ان بعض السؤال لا یضر وهو ما کان
ادب نکری اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سے بڑہ جاوے پہر نبی علیہ السلام نے کثرت سوال کی ذکر کرنے میں یہہ اشارہ فرمایا ہی کہ بعضا سوال نقصان نہیں کرتا یعنی
بقدر الحاجة واما السؤال عما لا یعنیهم ولا یلیق بهم فهو تضییع للعمر ودلیل علی التردد وقد یکون سببا للوقوع فی
حاجت کی موافق ہو [illegible]

الزيغ والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب نافہمی اور ضعف بصیرت کی کمی اور بدعتوں مین جاپہنستا ہی اور اسی سبب سی تمنی پہلی امتین گمراہ ہوکر ملعون ہوگئین اور اونکی
والمسخ وغير ذلك من البلايا والمحن وقوله عليه السلام واختلافهم معطوف على الكثرة لا على السؤال لان الاختلاف
صورتین بدل گئین اور سوا اسکی اور بہت بلائین اور محنتین ہیکئین اور حدیث کا لفظ واختلافہم کثرت پر معطوف ہی سوال پر معطوف نہین اسلئی کہ انبیاء
على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا لنبوته وامينا لوحيه الا وقد تكفل
کی مخالفت اصلا جایز نہین ہی تہوڑی نہ بہت اسلئی کہ اللہ تعالی نی اونکو لایق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا تب کیا ہی کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ دار
له بالاصابة وايده بالهداية الى الاصلح والارشد فعلى كل واحد من امته ان يلقي سمعه اليه ويشهد بقلبه بين
ہولیا ہی اور امور اصلح اور ارشد مین ہدایت کی تائید کی ہی اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ اونکی بات کان لگاکر سنی اور دلسی اونکی سامنی گواہی دی
يديه ويغتنم كلامه اذا تكلم وسكوته اذا سكت ويسد عنده باب الاختلاف ولا يفتح عليه باب الاعتراض بل يتبعه
اور اونکی کلام کو جب وہ کچہہ فرماوین اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہین غنیمت سمجہی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبہی نہ کہولی بلکہ اطاعت کری جاوی
اذ في معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى في حقه واتبعوه لعلكم تهتدون وعلم من دين
کیونکہ اور سب انبیاء اطاعت مین بمنزلہ ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور بیشک اللہ تعالی نی اونکی حق مین فرمایا ہی اور اوسکی تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
الصحابة ضرورة انهم كانوا يتبعونه في جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على
صحابکی معاملات دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال مین اونکی اطاعت کرتی تہی اصلا توقف اور تردد نہین ہوتا تہا ہان اگر کوئی دلیل
اختصاصه به فانهم قد خلعوا نعالهم حين خلع نعله ونزعوا خواتيمهم حين نزع خاتمه وكانوا يبحثون بحثا عظيما
کسی کام کی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی خاص ہی پیدا ہو جاتی بیشک صحابہ ننگی پانو ہوجاتی تہی جب نبی جوتی نکالتی اور انگوٹہیان نکالڈالتی جب نبی انگوٹہی نکالتی
عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حين ارادوا التبتل والانقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کہانی اور پینی وغیرہ کی آپسمین بہت بحث اور پوچہا پاچہی کرتی تہی تاکہ اوسکی پیروی کرین اور جب صحابہ نی یہہ عزم کیا
للعبادة ليلا ونهارا قال لهم اما انا فاكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني فانظر كيف
رات دن صرف عبادت ہی کی ہو رہین تو آپ نی فرمایا مین کہاتا ہی ہون اور پیتا ہی ہون اور سوتا ہی ہون اور عورتونسی نکاح ہی کرتا ہون پہر جو میری سنت سی پہر جاوی وہ میرا نہین ہی تو
ردهم بفعله عما قصدوه مع انه قبل التامل يرى انه من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق
اب دیکہہ تو نبی صلعم نی صحابہ کو اوس ارادہ سی اپنا کام بتاکر کیونکر ہٹادیا ہی باوجودیکہ تامل سی پہلی ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہی اور اسی لئی ابوبکر
ديننا مبني على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك
صدیق کہتی ہین ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہین ہی اور امام غزالی اصول الدین مین کہتی ہین بچیارہ عقلی تصرفات سی کر
وتقول ما كان خيرا ونافعا فهو كلما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما
تو یہہ نہ کہنی لگی جو بات بہتر اور مفید ہی تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور آلہی کی اسرار کو تیری عقل کہان پاسکتی ہی اون اسرار کو
يتلقفها قوة النبي عليه السلام فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نوديت الى
قوت نبوی ہی اوٹہا سکتی ہی سو تجہکو صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس سی معلوم نہین ہوتی کیا تو نہین جانتا کیونکر تجہکو واسطی نماز کی بلایا
الصلوة ونهيت عنها جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى
اور دنمین سی ہر وقت پڑہنی کی ممانعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہہ تمام زمانہ
قدر ثلث النهار وكيف اثر الفساد ظاهر في قياسك هذا فانه كقولك الدواء نافع للمريض فكلما كان كان انفع ومن المعلوم
بقدر تہائی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری اس قیاس مین تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سود مند ہوتی ہی پہر جتنی زیادہ ہوگی دینا کا

كثرة

ان كثرة الدواء ربما يقتل وقال في الاحياء اعلم ان الطبيب الحاذق كما يطلع في المعالجات على اسرار يستبعدها
کہ دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیاء مین کہا ہی سمجھہ تو طبیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتی ہین
من لا يعرفها فكذلك الانبياء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحيوة الاخروية فلا تتحكم على سننهم بعقلك
ایسی ہی انبیاء دلون کی طبیب ہین اور اخروی زندگی کی اسباب سی واقف ہین سو تو اونکی وضع پر عقلی تکی مت لگا
فتهلك فكم من شخص يصيبه عارض في اصبعه فيقتضي عقله ان يطليه حتى ينبهه طبيب حاذق ان علاجه
تو ہلاک ہو رہی گا بہت شخص ہوتی ہین کہ اونکی اونگلی دکہنی لگتی ہی اونکی عقل مین آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیے یہان تک کہ طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج
ان يطلي الكتف من الجانب الاخر من البدن فيستبعد ذلك من حيث انه لا يعلم كيفية انشعاب الاعصاب فكذا
بدن کی دوسری طرف کی مونڈہی پر لیپ کرنا چاہیئے پہر اسمین وہ حیران ہوتا ہی اسلئی کہ پٹہون کی راہ اور کیفیت سی واقف نہین ہی ایسا ہی
الامر في طريق الاخرة ودقائق سننهم ليس في وسع العقل الاحاطة بها كما ان في خواص الاحجار امورا غاب عنا
حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیقی عقل کی احاطہ مین نہین سما سکتی جیسی پتہرون مین بعضی ایسی خواص ہین کہ ہم نہین جانتی
علمها حتى لا نعرف السبب الذي به يجذب المقناطيس الحديد والعجائب في العقائد والاعمال اكثر مما في الادوية
یہان تک کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہین کہ مقناطیس لوہی کو کیون کہینچ لیتا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجایب تو دوا دارو سی بہت زیادہ ہین
فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها فكذلك العقول تقصر عن ادراك
جیسی عقلین دوا دارو کی تاثیرات سی واقف نہین ہین باوجودیکہ تجربہ کو بہی اودہر راہ ہی ایسی ہی عقلین حیات اخروی کی مفید شی کی سمجہہ سی قاصر ہین
ما ينفع في الحيوة الاخرة مع ان التجربة غير متطرقة اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات فاخبرونا
باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر کوئی راہ نہین یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پہر ہمکو بتا دیتا
عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وكذا العقائد وذلك مما لا مطمع فيه فيكفيك من منفعة العقل
کونسی اعمال اللہ تعالی سی نزدیک کر دیتی ہین اور کونسی دور ڈالدیتی ہین اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہین ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی
ان يهديك الى صدق النبي عليه السلام ويفهمك موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف ولازم الاتباع فانك
کہ تجہکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجہا دیتی ہی پہر عقل کو تصرف سی بیکار رکہہ کر اتباع لازم کر لی تیری
لا تسلم الا به قال بعض العلماء العقل يوصلك الى صدق النبي عليه السلام ثم تتركه وتقتدي بالنبي عليه السلام
سلامتی اسیہی میں ہی بعضی علماء کہتی ہین عقل تجہکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پہر تو اوسکو چہوڑ اور افعال اور ترک افعال مین نبی کی
في افعاله وتركه كالفرس في سفرك الظاهر فانه يوصلك الى البحر ثم تتركه وتركب في السفينة وتقتدي بالملاح في
پیروی کر جیسی گہوڑا ظاہری سفر مین دریا تک پہنچا دیتا ہی پہر تو اوسکو چہوڑ کر کشتی مین سوار ہو جا اور اوسکی چلانی اور ٹہرانی مین ملاح کی پیروی کر
مجريها ومرسيها وقال الشيخ الكلاباذي ان الله تعالى لم يبن امور الدين على عقول العباد ولم يعد ولم يوعد
اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندون کی عقلون پر نہین رکہی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید
على ما يحتمله عقولهم ويدركونه بافهامهم او يقيسونه بارائهم بل وعد واوعد بمشيته وارادته وامر ونهى
موافق عقلی احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجہہ لین اور جانچ لین بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی
بحكمته وعلمه ولو كان كل ما لا يدركه العقول مردودا لكان اكثر الشرائع مستحيلا على موضوع عقول العباد و
اپنی حکمت و علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہین ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہو جاتی اور
ذلك ان الله تعالى اوجب الغسل بخروج المني الذي طاهر عند بعض الصحابة وكثير من فقهاء الامة واوجب غسل
وہ یہہ امور ہین کہ اللہ تعالی نی منی کی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و
اور پائخانہ کی نکلنی سی صرف ہاتہہ پانوں وغیرہ اعضاء وضو کا دہونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو میں کسیکو امت میں سی
قذارته ونتنه واوجب بريح تخرج من موضع الحدث ما اوجبه بخروج الغائط الكثير الفاحش فباي عقل
اور تمام عقلاء ورا امت کو اصلا خلاف نہیں ہی اور موضع حدث سی ہوا کی نکلنی پر بہی وہ ہی واجب کیا جو پائخانہ کی نکلنی پر جو نہایت فاحش ہی پہر کونسی عقل
عقل کونسی
نستقيم هذا وباي راي يجب مساواة ريح ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه ويزيد على الريح نتنا وقذارة
سی یہہ درست ہوسکتا ہی اور کونسی رای میں ہوا جسکی کچہہ جسمیت قایم نہیں ہی برابر ہوسکتی ہی اوسکی ساتہہ جو مجسم ہی اور ہوا پر باعتبار بدبو اور نجاست کی بڑہ رہی
واوجب قطع يمين مؤمن بسرقة عشرة دراهم وعند البعض بثلثة دراهم او دون ذلك ثم يسوي بين هذا القدر
اور دس درہم کی چوری پر اور بعضوں کی نزدیک تین درہم کی چوری پر یا اسی کمتر پر مؤمن کا داہنا ہاتہ کاٹنا واجب کیا ہی پہر اتنی مقدار مال سی بڑہ کر
من المال وبين مائة الف دينار ويكون القطع فيهما سواء واعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
لاکہہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہاتہ کاٹنا برابر ہی اور ماکو بیٹا بیٹی کی ترکہ میں سی تہائی دلایا ہی پہر اگر میت کی اوسکی دو بہائی بہن ہوں
جعل لها السدس من غير ان يرث الاخوة من ذلك الميت شيئا فباي عقل يدرك هذا الا تسليما وانقيادا يسرنا
تو ماکی لئی چہٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی بہن ہی میت کی کچہہ وارث نہیں ہوتی اب یہہ کونسی عقل میں آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی آلہی ہمکو
الله تعالى بلطفه وكرمه تسليما وانقيادا **المجلس التسعون في بيان سبق رحمة الله وغلبتها على غضبه وماهيتهما**
اپنی لطف اور کرم سی تسلیم اور اطاعت آسان کردی **نوی مجلس** رحمت الہی کی سبقت میں اور اوسکی غلبہ میں غضب پر اور دونو کی حقیقت میں
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتي سبقت
رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا جب الله تعالی خلقت کو پیدا کرچکا تو ایک حکم لکہا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غضب کی
غضبي وفي رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان الله تعالى
سابق ہی اور ایک روایت میں ہی بیشک میری رحمت میری غصہ پر غالب ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ اللہ
لما خلق الخلق حكم حكما جازما ووعد وعدا لازما ان رحمته سبقت وغلبت غضبه فالرحمة عبارة عن
جب خلقت کو پیدا کرچکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا
ارادة الاثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو
صفات الله تعالى راجعة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كلها قديمة لا يوصف بعضها بكونه
الله تعالی کی صفات ہیں انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الہی قدیم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہوسکتی ہی
سابقا وغالبا على الاخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى وشمولها على الخلق
اور نہ غالب اسلا چار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر
لانها تتعلق بالمطيع والعاصي والصغير والكبير واما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور رہا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی پہر بیشک رحمت میں سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی
من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة من غير استحقاق ولا ينالون الغضب الا بالاستحقاق فصارت الرحمة
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی بہی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت
كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب ثم ان الرحمة تقتضي دفع المضار عن الغير وايصال المنافع اليه وان
غضب سی سابق اور غالب ہی پہر بیشک رحمت غیر سی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

كرهتها نفسه وشقت عليها وهذه هي الرحمة الحقيقية ألا ترى ان الاب كان من رحمته بولده ان يمنعه عن شهواته
اوسکا نفس پسند نکری اور اوسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا ہی کیا تو نہین جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹی کی حق مین یہہ ہی کہ اوسکو شہوات سی بند کری
ويكرهه على العلم والادب بالضرب وغيره ومتى اهمل ذلك من ولده كان ذلك من عدم رحمته به وان ظن انه من
اور علم ادب مار مار کر سکہاوی اور یہہ طریقہ اگر بیٹی سی موقوف رکہی گا تو یہہ اسپر بی رحمتی ہی اگرچہ بیٹا یہہ سمجہی
رحمته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الام ولذلك كان من رحمة الله تعالى بعباده ان يبتليهم
کہ بڑی رحمت ہی کیونکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سی ہی جیسی ما کی رحمت اور اسی لیئی رحمت الٰہی بندون پر یہہ ہی کہ اونکو اوامر اور نواہی مین
بالاوامر والنواهي لا لحاجة منه اليهم بما امرهم به ولا لبخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل ليهتدوا الى صراط مستقيم
آزماتا ہی نہ کہ ماموریہ مین اونسی الله تعالی کی کوئی غرض نہین ہی اور نہ ممنوعات مین اونسی کچہہ بخل ہی بلکہ اسلئی کہ سیدہی راہ چلین
ويدخلوا في النعيم المقيم ومن رحمته ايضا انه نغص عليهم الدنيا وكدرها وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها لئلا
اور دائمی عیش مین داخل ہون اور یہہ ہی اوسکی رحمت ہی کہ دنیا کو اونپر کمتر اور مکدر اور بلا اونپر مسلط کر رکہی ہی کہ دنیا سی بچین تا کہ دنیا مین
يطمئنوا بها وبالغوا محبتها وينقطعوا من منازل الاخرة فانه تعالى ساقهم الى تلك المنازل بسياط الابتلاء فمنعهم
باطمینان خاطر ہو کر غایت درجہ کی محبت نکرین اور منازل اخروی سی الگ نہ ہو رہین بیشک الله تعالی نی اونکو اون منازل پر ابتلا کی تازیونسی روانہ کیا ہی سو اونکو
ليعطيهم وابتلاهم ليعافيهم واماتهم ليحييهم فان العبد متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب صفات بشريته
بند کیا تا کہ عطا کری اور مبتلا کیا تا کہ درگذر کری اور موت دی تا کہ پہر زندہ کری کیونکہ بندہ جب مبتلا ہوجاتا ہی تو اوسکی نفس کی تیزی کہٹ جاتی ہی اور صفات بشری جاتی رہتی ہی
وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضراء الى مولاه ويألف الاقبال عليه ويستوطن
اور مادہ ہوا ہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہوجاتی ہی اور ہر حال خوشی اور رنج مین اپنی مولی کیطرف متوجہ رہتا ہی اور اوسکی طرف توجہ سی الفت پکڑ کر اوسکی سامنی
بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجة الاولياء والاحباب لان البلاء يسبك العبد فكانه تعالى يسبك
صبر اور رضا کو وطن کر لیتا ہی یہان تک کہ اوسکو اولیا اور احباب کی درجہ پر سربلند کر دیتا ہی کیونکہ مصیبت بندہ کو سانچہ مین اوتارتی ہی
عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدرات اخلاق البشرية ليصلح لولايته ومحبته وهذا هو السعادة
گویا الله تعالی اپنی مؤمن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ سی ڈالتا ہی تا کہ اخلاق بشری کی میل سی صاف ہو کر قابل ولایت اور محبت کی ہو جاوی اور سعادت عظمی
العظمى والكرامة الكبرى لكن وقع الجهل من بني ادم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد والدنيا الفانية وهما
اور کرامت کبری یہہ ہی ہی لیکن بنی آدم ہی بڑی جہالت ہوئی کہ اونہون نی سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سی طلب کی اور یہہ دونو
في الحقيقة ضد ما طلبوه ففاتهم مطلوبهم من حيث قصدوه ووقعوا في الالم من حيث اجتنبوه وذلك لان الاعمال التي
حقیقت مین مطلوب کی ضد ہین سو اونکا مطلوب جس راہ سی طلب کیا تہا فوت ہوگیا اور بچتی ہوئی الم مین آپڑی اور یہہ اسواسطی کہ لوگ جو اعمال
يعملها الناس اما ان يتخذوها دينا او لا وما اتخذوها دينا اما ان يكون دينا حقا او لا فالنعيم المقيم لا يكون الا في الدين
کرتی ہین یا تو اوسکو دین سمجہتی ہین یا نہین سمجہتی اور جسکو دین سمجہتی ہین یا وہ دین حق ہوتا ہی یا دین حق نہین ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی مین ہوتا ہی
الحق فاهله هم اصحاب النعيم المقيم كما اخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من جملتها قوله تعالى في حق المتقين
اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہین چنانچہ الله تعالی اپنی کتاب مین کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہی انہین سی ایک یہہ آیت ہی پرہیزگار ہدایت والون کی حق مین
المهتدين اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هداي فلا يضل ولا يشقى وقوله تعالى
اونہون نی پائی ہی راہ اپنی رب کی اور وہ ہی مراد کو پہنچی اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا اور یہہ آیت
فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون وقوله تعالى ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم والقران مملوء بمثل
تو جو کوئی چلا میری بتائی پر نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ اونکو غم اور یہہ آیت بیشک نیک لوگ ہین آرام مین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین اور قرآن اس وعدہ

النعیم المقیم لاهل الهدایة والعمل الصالح فی الاخرة وبوعید الجحیم لاهل الضلالة والعمل السیء فیها وذلك مما
اور وعید سی پرہی کہ آخرت مین ہدایت اور نیک اعمال والون کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہون اور بدکارون کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر
اتفق علیه الرسل من اولهم الی اخرهم واما المصائب التی تصیبهم فی الدنیا فان لم یکن لهم ذنب تکون تلك
تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہین اور رہی وہ مصیبتین جو دنیا مین پڑ جاتی ہین اگر بدون خطا کی ہین تو اون مصائب سی عقبی
المصائب لرفع الدرجات فی العقبی علی ما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله
مین رفع درجات ہووبگا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضی شخص کا الله کی ہان مرتبہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہین کرسکتا
فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکره حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی کثیرة وان کان لهم ذنب تکون
پہر الله تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات مین مبتلا رکہتا ہی آخر وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور اگر وہ لوگ خطاوار ہین تو وہ
تلك المصائب بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم فتکون تلك
مصیبتین اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی پہر وہ مصیبتین
المصائب کفارة لذنوبهم علی ما روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه السلام قال اذا کثر ذنوب العبد
اونکی گناہ صاف کردیتی ہین موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہین
ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال
اور کفارہ ہوتا نہین تو الله تعالی غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کردی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا
لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیهما من خطیئة الا ان البعض
ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ الله تعالی کی ہان صاف ہوکر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ
منهم مع کونه ملوثا بالاثام یظن انه قائم علی الدین الحق بالتمام ویتهم ربه لجهله ولا یعلم احسانه الیه
نہین رہتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہون مین آلودہ ہوتی ہین پہر گمان رکہتی ہین کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہین اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہین یہہ نہین جانتی
ویقول اذا اصابه نوع من البلاء یا رب ما ذنبی حتی فعلت بی هذا ویعتقد ان السلامة والراحة فی الدنیا للصالحین
کہ اوسکا کتنا احسان ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الہی میری کیا خطا ہی جو تو نی میری ساتہہ ایسا کیا اور یون سمجہتا ہی کہ دنیا مین سلامتی اور آرام
والمحنة والمشقة فیها للطالحین ویعتمد علی ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظیمة صدت کثیرا من الخلق
صلحا کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارونکو ہی اور اسہی پر بہروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم رہنی سی
عن القیام علی الدین الحق واصله الجهل بحقیقة الدین الحق ومن هذا الجهل یتولد الاعراض عن القیام علی
بند کردیا ہی اور اصل مین یہہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہین جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتین پیدا ہوتی ہین جنکی مارے دین حق پر
الدین الحق حتی فسد بذلك الاعتقاد کثیر من عابد جاهل لا بصیرة له فی امور الدین وناسك منتسب الی
قایم نہین رہنا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جاہل عابد بگڑ گئی جنکو امور دین مین کچہہ سمجہہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو
العلم لا معرفة له بحقائق الدین اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان کان مؤمنا بما جاء به النبی علیه السلام
حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو
الا انه محتاج الی ما لا بد له منه من جلب النفع ودفع الضر واذا اعتقد ان القیام علی الدین الحق ینافی ذلك ومن یتمسك
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق پر قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا
به یتعرض لما لا یقدر علیه من البلاء ویفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ویلزم من ذلك اعراضه عن حال
تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوون کی حال پر

السابقین

السابقين المقربين بل عن حال المقتصدين اصحاب اليمين بل دخوله في زمرة الظلمين بل في زمرة المنافقين حتى
متوجہ نہو بلکہ رہت دالون کی حال پر بہی جو داہنی ہاتہ والی ہین بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالمون کی زمرہ مین داخل ہو بلکہ منافقون مین یہان تک
يسمع من بعضهم يقول اذا تبت الى الله تعالى وعملت عملا صالحا يضيق رزقي ويكدر معيشتي واذا رجعت الى
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یون کہتی ہین کہ جب مین اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور عیش کی لذت جاتا رہتا ہی اور اگر معصیت پر
المعصية واعطيت نفسي مرادها يتسع رزقي ويحسن معيشتي وهذا من جهله بدين الله ووعده ووعيده وما
نفس کی مراد ہوا و ہوس پوری کرتا ہون تو رزق فراخ اور معیشت درست ہو جاتی ہی اور یہہ اسلئے کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا
معه من الدين الحق حيث يظن انه قائم على الدين الحق ويفعل ما امر به ويترك ما نهي عنه مع انه كثيرا ما يترك
اور نہ اپنے دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کرتا ہی کہ مین دین حق پہ قایم ہون اور مامور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی
كثيرا من الامور الواجبة عليه لعدم علمه بها ولا بوجوبها فيكون من اهل التقصير في العلم بل كثيرا ما يتركها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین کی علمی سے ہی یا غیر واجب سمجہ کر ترک کر دیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہو جاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہ کر
بها وبوجوبها اما كسلا وتهاونا او لنوع من التاويل الباطل او لظنه انه مشتغل بما هو اهم منها او لغير ذلك
ترک کرتا ہی یا تو مارے سستی اور کاہلی کی یا کوئی جہوٹا بہانہ کرکی یا اوس وہم سی کہ ہم اوس سی بہی ضروری کار مین لگے ہین یا اور کسی وہم سی
بل كثيرا ما يتعبد لله تعالى بترك ما هو واجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مع قدرته عليه ويزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی زمہ واجب ہی قدرت ہوتی ہوا تی ترک کر دیتا ہی اور کہتا یون ہی
انه متقرب الى الله تعالى بترك ما لا يعنيه ويظن انه قائم على الدين الحق ولا يعلم انه من امقت الخلق الى
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الٰہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کرتا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود
الله تعالى وابغضهم له بل كثيرا ما يتعبد لله تعالى بما حرمه الله تعالى عليه ويعتقد انه طاعة وعبادة وحال
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر خدا کی عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اسکا حال
في ذلك شر من حال من يفعل ذلك ويعتقد انه معصية وذنب كاصحاب التغني الذين يتقربون الى الله تعالى
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجہ کر کرتا ہی جیسی کی بیرزادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین
ويظنون انهم اولياء الله تعالى واحباؤه وكثير من الناس اذا غلب عليه عدوه وهو عند نفسه من الصالحين
اور گمان کرتی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہو جاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین
وعدوه من الفاسقين وفي ظنه انه من كل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم يقول ان اهل الحق في
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہرحال حق پہ ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین
الدنيا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر في الحقيقة ليس كذلك بل قد يكون معه
مغلوب اور مقہور رہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یون نہین ہی بلکہ کبہی وہ خود ہی
نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لكونه مجبولا على حب نفسه وعلى
کچہہ نہ کچہہ ظلم اور باطل پر اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدایشی رکہتا ہی
بغض خصمه لا يرى الا محاسن نفسه ومساوي خصمه بل قد يشتد حبه لنفسه حتى يرى مساويها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچہہ نہین سوجہتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو ہی حسنات سمجہتا ہی
ويشتد بغضه لخصمه حتى يرى محاسنها مساوي وهذا من جهله المقرون بالظلم والهوى وبعدم علمه بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہو جاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بہی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور ہوا مین ملی ہوئی ہی اور اللہ تعالی کی وعدہ

الله تعالى ووعيده وما معه من الدين الحق فانه تعالى قد ضمن في كتابه نصر دينه الحق والقائمين به علما
اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہین ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن
وعملا ولم يضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه على الحق وكذا كل من العزة والرفعة انما يكون لاهل
ہو لیا ہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الدين الذي به بعث الله رسله وانزل كتبه كما قال الله تعالى ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين وقال
جسکی واسطی اللہ تعالی نی رسول بہیجی اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اوسکی رسول کا اور ایمان والون کا اور فرمایا
الله تعالى وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الايمان وحقائقه
اللہ تعالی نی اور تم ہی غالب رہو گی اگر تم ایمان رکہتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت دتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان
علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففي مقابلة ما فاته من حقائق الايمان علما وعملا وكذا النصر
اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچہہ کہٹ جاتی ہی سو دتنی ہی جو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری
التام والتائيد الكامل انما يكون لاهل الايمان الكامل وقد يقع الغلط في كثير من الناس ويعتقد انه تعالى
امداد اور کامل تائید اوسہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگون کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی
لا يؤيد صاحب الدين الحق ولا ينصره ولا يجعل له العافية في الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيش فيها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسیطرح کا دنیا مین ارام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر
عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امره ظاهرا وباطنا وانتهائه عما نهى عنه ظاهرا وباطنا ويظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ امور بہ کی ظاہر و باطن مین اطاعت کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی
اهل الدين الحق يكونون في الدنيا اذلاء مقهورين فاذا ذكر بما وعده في القران يقول هذا في الاخرة فقط ولا يثق
کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی رہتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ
بوعد الله تعالى بنصر دينه واهله في الدنيا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالى بين في كتابه انه ينصر
پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونو مین مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی کہ
المؤمنين في الدنيا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذين امنوا في الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال تعالى
مؤمنون کی دنیا اور آخرت مین مدد کرینگی فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولون کی اور ایمان والون کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی نی
ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الادبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد
اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پہیرتی پیٹہہ پہر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی ہی اور نہ تو دیکہیگا
لسنة الله تبديلا وهذا خطاب للمؤمنين القائمين بحقائق الايمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالى
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مؤمنون کو ہی جو حقایق ایمان پر ظاہر و باطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نی
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافية في الدنيا قبل الاخرة لانه تعالى ذكر ذلك في سورة الاعراف حكاية عما
اور آخر بہلا ہی ڈر والون کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اسکو سورۂ اعراف مین موسی نبی علیہ السلام کی
قال موسى النبي عليه السلام لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده
زبانسی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندون مین سی
والعاقبة للمتقين بل ذكر مثل ذلك في سورة هود عقيب قصة نوح النبي عليه السلام ونصره على قومه
اور آخر بہلا ہی ڈر والون کا بلکہ ایسا ہی سورۂ ہود مین بعد قصۂ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کر کر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة

یہہ بعضی چیزین ہین غیب کی کہ ہم بھیجتی ہین تیری طرف انکو جانتا نتہا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹہرا رہ البتہ آخر بھلا ہی

للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و

ڈرنیوالون کا سو اب معنی یہہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتہیونکی لئی ہی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتہیون کی ہوئی تہی اور

قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص

فرمایا اللہ تعالی نی اور حق ہی ہمپر مدد ایمان والون کی اور فرمایا اللہ تعالی نی پہر زور دیا ہمنی اونکو جو یقین لائی تہی اونکی دشمنون پر پہر ہو رہی غالب پہر جسکی

عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتائيد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او

اعمال مقتضای ایمان سی کم ہوتی ہین اوسکا حصہ ہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسیلئی کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا

ماله او بغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما بترك واجب او فعل محرم ثم ان ههنا امورا لابد من معرفتها

مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ سب گناہون کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل مین آتا ہی پہر یہان کئی بات ہین سمجہنی چاہئین

الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الازمان من غلبة العدو عليه وايذائه له فامر لازم للطبيعة البشرية

اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الہی اور حکمت ربانی کی

والنشاة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهموم و

طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریان اور غم و غصہ

الغموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخير عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا

جو آدمی پر گذرتا ہی یہان تک کہ بچون اور جانورون پر پہر اگر خیر شر سی اور نفع ضرر سی اور لذت الم سی خالی اور صاف ہوکری

العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشاة اخرى غير هذه النشاة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان

تو یہہ عالم اور ہی عالم ہوجاوی یہہ عالم نرہی اور پیدایش کچہہ اور ہو جاوی سوا اس پیدایش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی ملنسار ہوتا ہی اکیلا

يعيش وحده بل لابد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها

زندگی نہین کر سکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیون کی ساتہہ رہا کری اور اون لوگون کی کچہہ کچہہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہین کہ اومین دوسری کو اپنی موافق

وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من

کیا کرتی ہین اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہین اور ستاتی ہین اور اگر اونسی موافق ہوا اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہوویگا

وجه اخر ولا ريب ان الم المخالفة لهم في باطلهم اسهل من الالم المترتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة

اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ باطل مین مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اونکی موافقت سی ہوویگا پس تہوڑا سا الم کہ اوسکی پیچہی بڑی لذت

عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب

دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی بہ نسبت تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی پیچہی بڑا الم دائمی ہووی تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ مین گذرتی ہی

الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان

اس حال سی خالی نہین ہی کہ اوسکی جان پر ہووی یا اوسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر ان قسمون میں سی بڑی سخت وہ ہی

في نفسه ونهايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا

جو جان پر ہووی اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہو جاوی اور یہہ موت سب موتون مین اشرف ہی اور سب سی سہل اسلئی کہ شہید کو اتنا ہی الم ہوتا ہی

مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم زائد على ما هو المعتاد لبني ادم بعد موتهم على فرشهم ولا زيادة مقدم على

کہ جیسی پسو کاٹی یا چٹکی لو اور شہید کی قتل مین کوئی الم زیادہ اسی سی نہین ہوتا جو بنی آدم کی لئی بستر پر مرتی ہوئی دستور ہی اور کوئی موت اجل مقرری پر مقدم نہین ہوتی

اجله لان المسطور فی الکتب الکلامیة ان المیت مقتول باجله فمن فر من الموت او من القتل وظن انه
سلئی کہ عقائد کی کتابون مین یہہ لکہا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پہر جو شخص موت سی یا قتل سی بہاگی اس خیال پر کہ بہاگنی سی عمر دراز
بفراره یطول عمره ویتمتع بالعیش الکثیر فقد کذبه الله تعالی فی هذا الظن وقال قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اوڑاوٗن گا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال مین جہٹلاتا ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا اگر بہاگو گی
من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا فانه تعالی بیّن فی هذه الایة ان الفرار من الموت او القتل لا ینفع
مرنی سی یا ماری جانی سی اور پہر بہی پہل نہ پاوٗگی مگر تہوڑی دنون پس اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کردیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچہ فائدہ نہین دیتا
الا قلیلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لابد له منه فیفوته بهذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوة الابدیة
مگر کچہہ تہوڑا کیونکہ موت سی کسیکو مخلصی نہین ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس بہاگنی مین جو موت کچہ بہتر ہی اتہہ سی جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی
التی تحصل للشهید عند ربه فان من اختار فی الدنیا الراحة علی التعب فی سبیل الله اتعبه الله تعالی اضعاف
کہ رب کی یہان شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہی اللہ کی رستی کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی
ما له فی غیر سبیل الله تعالی الا تری ان ابلیس لما امتنع من السجود لادم النبی علیه السلام فرارا من الخضوع له
جو اوسکے مین اوٹہاتا ہی کیا نہین دیکہتا کہ ابلیس نی جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سی ذلت سی بچنی کو باز رہا تو اللہ تعالی نی اوسکو
جعله الله تعالی اذل الاذلین وصیره خادما لفساق ذریته وفجارهم الی یوم الدین وکذلک کل من یمتنع
سب سی زیادہ خوار کرکر قیامت تک آدم کی ذریت مین سی فساق اور فجار کا خادم بنادیا اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو
ان یذل نفسه لله تعالی ویتعب بدنه فی طاعته ومرضاته لابد ان یذل لمن کان اظلم خلق الله تعالی
ذلیل کرنی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹہانی سی بچادی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ مین
وافسدهم ویتعب نفسه وبدنه فی طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالی ولذلک قال بعض العارفین
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی اوسکی جان اور بدن اوسی کی طاعت اور مرضی کی محنت مین مبتلا ہی اور اسہی لئی بعضی عارف کہتی ہین جو شخص
من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فینعزل عن خدمة الخالق الی خدمة المخلوق فعلی هذا کان
اپنی اختیار سی حق کی بندگی نہین کرتا تو وہ لاچار ہوکر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہوکر مخلوق کی خدمت کرنی لگتا ہی اس بیان کی موافق
الواجب علی العبد ان یشتغل بعبادة الله تعالی وطاعته ویترک الاعتراض علیه ویرضی بقضائه فی کل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کری اور کسیطرحکا اعتراض نکری اور اوس حکم پر راضی رہی اوسکی یہانسی جو
جاء من عنده من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذی ویلاحظ قوله تعالی عسی ان تکرهوا
آوی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کری شاید تمکو
شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ویتیقن انه تعالی ارحم بعباده من
بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہین جانتی اور یقین کرجانی کہ اللہ تعالی اپنی بندون پر اس سی زیادہ
الوالدة بولدها وانه تعالی اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء یشکر الله تعالی واذا وقع بلاء یحاسب نفسه
رحمت والا ہی کہ ماں اپنی اولاد پر اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سی زیادہ جانتا ہی پہر اگر عطا ظاہر ہوی تو اللہ کا شکر بجالاوی اور اگر بلا اوی تو اپنا حساب لیوی
فیما صدر منها حتی استحق ذلک اذ قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جسمین اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور معاف کردیتا ہی بہت
فانه تعالی بیّن فی هذه الایة ان ما اصاب العبد من مصیبة ای مصیبة کانت فهی بسبب ذنوبه التی اکتسبها
بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہون کا وبال ہی جو آپ کمائی ہین

بنفسه

بنفسه والله تعالی یعفو عن کثیر منها فلا یعاقب علیها فی الدنیا واما فی العقبی فهو فی مشیة الله تعالی
اور الله تعالی بهتیری گناه معاف کر دیتا هی سو اونپر دنیا مین عذاب نهین کرتا اور عقبی مین اگر توبه نهین کی تو مشیت الهی مین هی
ان لم یتب عنها فانه تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه فی جهنم
بیشک الله تعالی چاهی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کر دی اور چاهی گناهون کی موافق دوزخ مین عذاب دیوی
بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة قال علی للمؤمن عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض
پهر دوزخ سی نکال کر جنت مین داخل کری حضرت علی کهتی هین مؤمن کی حق مین الله تعالی کی ان پانچ عقوبت مین پهلی تو دکه
ثم المصائب فان کانت ذنوبه اکثر من ذلک یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلک یحبس علی الصراط وان
پهر مصیبتین پهر اگر اسکی گناه اس سی بهی زیاده هوئی تو گور مین عذاب هوگا پهر اگر اس سی بهی زیاده هین تو پلصراط پر رکیگا اور اگر
کان اکثر من ذلک یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها بالتوحید المجلس الحادی والتسعون
اس سی بهی زیاده هین تو گناهون کی موافق دوزخ مین ره کر پهر توحید کی برکت سی نکلیگا اکیانوین مجلس

فی بیان ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم

اس بیان مین که شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پهرتا هی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواته ام المؤمنین صفیة
بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پهرتا هی یهه حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین هی ام المؤمنین صفیه کی روایت سی
والمراد بالشیطان ههنا وسوسته لا نفسه فی المجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کید
اور شیطان سی مراد اسکیهه شیطانی وسوسه هی عین شیطان نهین هی پس اب لفظ مجری مین احتمال هی که اسم ظرف هووی اب معنی یون هوجاینگی ان
الشیطن ووسوسته یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم کما یجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان
که شیطان کا مکر اور وسوسه انسان مین لوهو کی طرح پهرتا هی بیشک لوهو جیسی انسان کی اعضا مین پهرتا هی اور آدمی کو اوسکی خبر نهین هوتی
بجریانها فکذلک وسوسة الشیطن تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان بجریانها وقیل یجوز
ایسی هی شیطانی وسوسه انسان کی اعضا مین پهرتا هی اور آدمی کو خبر نهین هوتی اور کوئی کهتا هی که جایز هی
ان یراد بالشیطان نفسه لا وسوسته فانه لکونه غیر کثیف لا یبعد ان یجری فی عروق الانسان لان غیر
که عین شیطان مراد لین وسوسه نه مراد لین اسلئی که شیطان مادی جو نهین هی تو کیا تعجب هی که انسان کی رگون مین پهرتا هو اسلئی که بی ماده شئی
الکثیف یدخل فی الکثیف کالهواء النافذ فی البدن فیجری الشیطن فی الانسان مجری الدم ویصاد نفسه
مادی مین گهس جاتی هی جیسی هوا بدن مین سو اب شیطان بهی انسان کی اندر خون کی طرح پهرتا هی اور اوسکی جان کی پاس هوکر
ویسئلها عما تحبه وتریده فاذا عرف مقصودها ومرادها یستعین بها علی الانسان فی اضلاله واخراجه
پوچهتا هی تجهکو کیا پسند هی تیرا کیا اراده هی پهر اوسکا مقصود اور مراد پاکر راه سی بچلانی مین اور طریق مستقیم سی نکالنی مین
عن الطریق المستقیم فانه یورده الموارد التی یتخیل الیه ان فیها منفعة ثم یصدره المصادر التی فیها عطبه
انسان کی مدد کرتا هی پس وه شیطان آدمی کو ایسی کهاٹ لگا دیتا هی جهان یهه خیال هو که اسمین یهه فائده هی پهر ایسی جگه پهنچتا هی جهان عطام ننه آدمی
ثم یتبرأ منه ویسلمه ویقف یشمت به ویضحک منه فانه یامره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیه
پهر اوس سی الگ هو کر اوسهی کی حواله کر دیتا هی اور آپ ٹهٹها مارتا اور هنستا هی سو آدمی پهلی تو چوری اور زنا اور خون کرا دیتا هی پهر ظاهر کرکر
ویفضحه کما فعل بالراهب الذی زنا بامراة فلما ولدت امره بقتلها وقتل ولدها ثم دل علیه اهلها وکشف
فضیحت کر دیتا هی جیسی ایک راهب کی ساتهه کیا که اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پهر وه جنی تو اوسی اوسکو اور اوسکی بچه کو قتل کرایا پهر عورت کی ماکون کو بتا دیا

لهم امره فلما اراد واصلیه امره بالسجود له لینجیه فلما سجد له فرّ منه وترکه وفیه نزل قوله تعالی
اور اونکا سب حال کہول دیا جب وہ لوگ اوسکو صولی دینی لگی تو اپنی تئیں سجدہ کرایا کہ بچا دونگا جب اوسنی سجدہ کیا تو اوسکو چہوڑکر بہاگ گیا اسہی قصہ مین یہہ آیت اوتری ہی
کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلمّا کفر قال انی بریٓء منك انی اخاف الله رب العلمین ولا
جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا کہی مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ساری جہان کا اور
یختص هذا بالذی ذکرت هذه القصة عنه بل هو عام فی کل من یطیع الشیطان فی امره بالکفر والعصیان
شیطان کا یہہ مکر کچہہ اوس سی خاص نہین ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہوا بلکہ علی العموم ہر کسی سی جو شیطان کا کفر اور معصیت مین مطیع ہی
لینصره ویقضی حاجته ثم یتبرأ منه ویسلمه کما یتبرا من جملة اولیائه یوم القیمة ویقول
تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پہر اوسکو اوسہی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستون سی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہہ کہہ کر
لهم انی کفرت بما اشرکتمون من قبل فانه یوقعهم المواردی فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیمة فعلی هذا ینبغی للعاقل
مین نہین قبول رکہتا جو تمنی مجکو شریک ٹہرایا تہا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستون کو دنیا مین ایک گہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اونسی قیامت کو الگ ہو جاویگا اس بیان کی موافق
ان یجتهد فی دفع وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والالجاء بل تسلط علیه بالتزیین
عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دلمین سی اوسکا وسوسہ جسطرح بنی دور کری اسلئی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ قہر اور زور سی نہین ہی بلکہ معاصی کی زینت دینی اور
والاغواء لما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس مزیّنا ولیس الیه من الاضلال شیٓء فانه علیه السلام
بہکانی سی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس فریبت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار مین نہین ہی بیشک نبی علیہ السلام نی
بیّن فی هذا الحدیث ان الشیطن لیس بمسلط علی بنی ادم بحیث یامرهم بالمعصیة ویلجئهم علیها اذ لو کان
اس حدیث مین فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہین ہی کہ معصیت کا حکم کرکر گناہ پر لاچار کردی اگر یہہ حال ہوتا
الامر کذلك لما نجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزیّن المعصیة الیهم ولیس بیده اکثر
تو اسکی بدسی کوئی بہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلون مین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظرون مین خوبصورت بنا دیتا ہی
من ذلك کما اخبر الله تعالی عنه انه یقول لاهل النار یوم القیمة وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم
اس سی زیادہ کچہہ مقدور نہین ہی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیونسی یون کہیگا اور تم پر مجکو حکومت نہ تہی مگر مین نی تمکو بلایا
فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان ادعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والالجاء ولا
پہر تمنی مان لیا سو مجکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئیں مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا تمکو باطل پر کچہہ بطور قہر اور لاچار کرکر نہین تہا اور نہ
بحجة وبرهان یدل علی صدقی بل بمجرد تزیین وتسویل فاستجبتم لی لموافقة دعوتی هواءکم واغراضکم
کسی حجت اور دلیل سی تہا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تہا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضون کی موافق دیکہہ کر مان لیا
ولم تستجیبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونة بالحجج والبینت لعدم موافقة دعوته اهواءکم
اور اپنی رب کا کہا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتہہ بلایا تہا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی
واغراضکم فان عدو الله تعالی لما امتنع عن السجود لادم النبی علیه السلام واخرج من زمرة الملئکة المقربین
مطابق نہ تہی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا
او من الجنة وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیه ادم النبی علیه السلام وذریته للجزاء فانظر الی یوم الوقت
اور اسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبیؑ اور اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹہائی جاوین مہلت ملی پہر اوسکو اوسوقت
المعلوم الذی هو وقت النفخة الاولی التی علم الله تعالی ان من فی السموت ومن فی الارض یصعق عندها
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہی جسی اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین مین ہین اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالی قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادك
مگر جنکو اللہ بچا رکھی تو شیطان نی یہہ کہا ای رب جیسا تو نی مجکو راہ سی کہویا مین انکو بہار دکہلاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا سبکو مگر جو تیری
منهم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصهم الله تعالی لطاعته وعبادته وطهرهم عن تاثیر
چنی بندی ہین اور اوسنی اون بندون کو جدا کیا جنکو اللہ تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور انکو اوسکی بہکاو کی اثر سی
اغوائه فیهم فلما استثناهم وکان طریقهم مرضیا عند الله تعالی قال الله تعالی هذا صراط علی مستقیم
پاک کر رکہا ہی پہر جب اونکو جدا کیا اور اونکا چلن اللہ تعالی کو پسند تہا تو اللہ تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجہہ تک سیدہی
ان عبادی لیس لك علیهم سلطن الا من اتبعك من الغاوین فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان عباده
جو میری بندی ہین تجکو اونپر زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین خبر دی ہی کہ میری بندی
الذین اخلصهم لطاعته وعبادته لیس لعدوه علیهم سلطن بل سلطانه علی الذین اتبعوه من الغاوین واخبر
جو خالص طاعت اور عبادت کی لئی ہین اونپر میری دشمن کو غلبہ نہین ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہین اور دوسری
فی ایة اخری ان عباده المؤمنین المتوکلین لا سلطان له علیهم فقال انه لیس له سلطن علی الذین امنوا
آیت مین خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہین ہی فرمایا اوسکا زور نہین چلتا اونپر جو یقین رکہتی ہین اور
وعلی ربهم یتوکلون انما سلطنه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون وهذه الایة تضمنت امرین احدهما
اپنی رب پر بہروسہ کرتی ہین اوسکا زور اونہی پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہین اور اس آیت مین دو باتین ہین ایک تو یہہ
نفی سلطانه علی اهل الایمان وعلی الذین یفوضون امرهم الی الله تعالی فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسته
کہ ایمان والون پر اور جو لوگ اپنی کاربار اللہ پر حوالہ کر دیتی ہین تمام جو کرتی ہین یا نہین کرتی اون پر غلبہ نہین ہی بیشک شیطان کا وسوسہ
لا تؤثر فیهم ودعوته غیر مستجابة عندهم والثانی اثبات سلطانه علی اهل الشرك وعلی الذین یتخذونه ولیا
اونمین اثر نہین کرتا اور اوسکا بولاوا اونکو مقبول نہین ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہین
ویطیعون وسوسته ویستجیبون دعوته والمراد بسلطانه علیهم تسلطه علیهم بالوسوسة والدعوة المستتبعة
اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہین اور اوسکا بولاوا مانتی ہین اونپر غلبہ ثابت ہی اور اونپر غلبہ جو ہی تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی
للاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف من الکل لما سبق من قوله تعالی حکایة عنه وما کان لی علیکم من سلطن
کہ تربستان ہی نہین کچہہ زور سی اور لاچار کر کر نہین ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر بہی نہین ہی اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجہکو تمپر حکومت نہ تہی
الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالی انه تعالی لا یسلطه علی عباده المخلصین قال فبعزتك
مگر مین نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مخلص بندون پر غلبہ نہین دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی
لاغوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین وقد اخبر الله تعالی ان عدوه ابلیس حین رجم بقوله تعالی
مین گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہین انمین تیری چنی اور اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ جب شیطان کو یہہ جہڑکی ملی
وما منعك الا تسجد اذ امرتك قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطك المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم
اور تجہکو کیا مانع تہا کہ سجدہ نکیا جب مینی فرمایا بولا تو جیسی تو نی مجہی بدراہ کیا ہی مین بیٹہونگا اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پہ پہر اونپر آؤنگا آگی سی اور پیچہی سی
وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین قال جمهور المفسرین والنحاة کلمة علی ههنا محذوفة ونصب صراطك
اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اکثر اونمین شکر گذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہین کہ یہان سی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراط کا
علی نزع الخافض کانه قیل لاقعدن علی صراطك المستقیم ثم لاتینهم من جمیع جهاتهم وهذا تفصیل لما اجمله
حرف جر دور کرنی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطك المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آؤنگا اور یہہ تفصیل اوس اجمال کی ہی

فی قوله فبعزتک لاغوینهم اجمعین وتمثیل لوسوسته الیهم وتسویله علیهم ما امکنه وقدر علیه اذ ما من
جو اس عبارت مین ہی قسم تیری عزت کی مین سبکو گمراہ کرونگا اور تمثیل وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو اوپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو
طریق خیر الا والشیطان قاعد علیه یقطعه علی السالکین فیه بانواع مکائده وغروره فانه ینشأ من نفس الانسان
خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلنی والون پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پہ غور کر کر
لیعلم ای القوتین غالب علیها هل هی قوة الاحجام ام هی قوة الاقدام فان رای ان الغالب علیها قوة الاحجام یاخذ
معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت مین سی اوسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوسکی
فی تثبیطه واضعاف همته وارادته عن المامور به ویثقله علیه ویهون علیه ترکه حتی یترکه جملة
ہمت یعنی سستی کا بڑہانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پہیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کر دیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی
او یقتصر فیه ویتهاون به وان رای ان الغالب علیها قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور به عنده ویوهم انه
یا اوسمین قصور کرتا ہی یا اوسمین سستی کرتا ہی اور اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر مین کہٹانا شروع کرتا ہی اور وہم مین ڈالتا ہی
لا یکفیه بل یحتاج الی مبالغة وزیادة ویقصر بالاول ویتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف ما امر الله بامر الا
کہ تجہکو کافی نہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول مین تقصیر ہوتی ہی اور دوسری مین بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو
وللشیطان فیه نزغتان اما الی تفریط وتقصیر واما الی فرط وغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد قطع کثیرا من
حکم ہی سو اوسمین شیطان کی دو جہٹکی ہین یا اسطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا اسطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہین کرتا کسپر فتحیاب ہو اور اکثر
الناس فی هذین الوادیین وادی التفریط والتقصیر ووادی الافراط والتجاوز والثابت منهم علی الطریق
لوگون پر شیطان نی اون دونو میدان مین رہزنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگون مین سی اوس
الذی کان علیه رسول الله علیه السلام واصحابه قلیل جدا اذ منهم الذین یبنون المساجد والمدارس
رستہ پر قایم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہین اسلئی کہ بعضی ایسی شخص ہین کہ مسجدین اور مدرسی
والقناطر والرباطات من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انهم
اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہین کہ جو ظلم سی اور چہین جہپٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکہا ہی کہ ہم
استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالی وثوابا کثیرا ولا یعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالی فی جمعها وانفاقها
اسکی بدلہ مین اللہ کی طرف سی سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ وہ قابل غضب الٰہی کی ہین اس مال کی جمع کرنی مین بہی اور خرچ کرنی مین
اذ کان الواجب علیهم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالی بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب
ہی اسواسطی کہ اونپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع نکرتی پہر اگر اونہون نی اس وجہ سی جمع کرنی مین نافرمانی کی تو اب اونپر یہہ واجب تہا
علیهم التوبة والرجوع الی الله تعالی وردها الی اصحابها ان امکن والا فالی ورثتهم ان وجدوا والا کان الواجب
کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو ہٹا دیتی اگر ہو سکتا اور نہین تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہین تو یہہ واجب تہا
علیهم تفریقها علی الفقراء بنیة ان تکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة وهم لعدم
کہ فقرا پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کیہان امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر
تفریقها علی الفقراء بقیت علیهم وتوخذ من اعمالهم یوم القیمة ومنهم من یستغفر الله تعالی ویسبحه ویهلله
تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال مین سی لیئی جاوینگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہین اور زبانسی ہر روز سبحان اللہ
بلسانه فی الیوم مائة مرة ثم لا یزال یغتاب الناس ویشتمهم ویمزق اعراضهم ویتکلم بما لا یرضاه الله تعالی
سو سو مرتبہ پڑہتی ہین پہر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہین گالیان سناتی ہین اور اونکی بی آبروئی کئی جاتی ہین اور خلاف رضامندی خدا تعالی کی

طول

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويظن ان حسناته اكثر من سياته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصيه
تمام دن بی انتہا اور بی شمار باتین بکی جاتی ہین اور گمان یہہ رکہتی ہین کہ ہماری حسنات گناہون سی زیادہ ہین کیونکہ اپنی نفس کا محاسبہ اور گناہون کی تلاش نہین کرتی

ويكون نظره الى عدد تسبيحه وتهليله ويغفل عن هذيانه الذي لو كتب لكان مثل تسبيحه وتهليله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتون کا اگر لکہی جاوین تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوین

مرة بل الف مرة وقد كتبه كرام الكاتبون ووعد الله تعالى على كل كلمة عقابا حيث قال ما يلفظ من قول الا لديه
کچہہ خیال نہین اور بیشک کرام الکاتبین اوسکو لکہہ چکی ہین اور اللہ تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہی چنانچہ فرمایا نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پہ

رقيب عتيد فهو ابدا يتامل في فضائل التسبيحات والتهليلات ولا يلتفت الى ما ورد في عقوبة المغتابين والنمامين
ایک راہ دیکہتا طیار سو وہ شخص ہردم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہی اور ادہر خیال نہین کرتا کہ غیبت کرنیوالون اور سخن چینون

والكذابين وغير ذلك ممن لا يحترز من افات اللسان ولعمر الله لو كان الكرامون الكاتبون يطلبون منه اجرة لما
اور جہوٹون کی لئی کیا عقاب تجویز ہوا ہی اور سوا اسکی اور زبانی آفات جن سی احتراز نہین ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اوسی اجرت لیا کرتی کہ جو جو

يكتبونه من هذيانه الذي زاد على تسبيحه وتهليله الف مرة لكان يكف لسانه حتى عده جملة من مهماته وكان يعد
اوسکی بیہودہ باتین کہ تسبیح اور تہلیل سی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہین اور وہ لکہتی ہین تو بیشک اپنی زبان بند رکہتا اور اوسکو اپنا ضروری کام سمجہتا اور بولنی کو

ما نطق به في فتراته ويحسبه ويوازنه بتسبيحاته حتى لا يفضل عليه اجرة الكتابة فيا عجبا لمن يحاسب نفسه
اپنی لغزش مین گنتا اور حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکہتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب

ويحتاط خوفا من ذهاب قيراط في الاجرة ولا يحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلى جنة الماوى في الاخرة وليس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کری کہ کوئی کوڑی اجرت مین نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکری کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت مین نہ ملنی پاوی اور یہہ

الغفلة الا مصيبة عظيمة لمن يتفكر فيها وقد وقعنا في امر ان شككنا فيه نكون من الكفرة الجاحدين وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہی اسمین کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلا مین آگئی ہین کہ اگر اسمین شک کرین تو منکر کافر ہوتی ہین اور اسکی تصدیق کرین

به نكون من الجهلة المغرورين وليس هذا عمل من صدق بما جاء به القران ورسول رب العلمين المجلس الثاني و
تو جاہل مغرور ہین اور یہہ کام اوسکا نہین ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بانوین مجلس

التسعون في بيان عدم المواخذة بالوسوسة مالم تعمل بها او تتكلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اس بیان مین کہ وسوسہ پر کچہہ مواخذہ نہین ہی جبتک عمل مین نہ آوی اور یا زبان پر نگذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان الله تعالى تجاوز عن امتي ما توسوست به صدورها مالم تعمل به او تتكلم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
بیشک اللہ تعالی نی میری امت کو معاف کیا ہی جو اونکی دلون مین خیالات آوین جبتک عمل نہ کرین یا زبان پر نہ لاوین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ابو هريرة وفيه دليل على ان المرفوع عن هذه الامة لم يكن مرفوعا من الامم السالفة لان التخصيص بالذكر لا بد له
ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتون کو معاف نتہا اسلئی کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکا کوئی فائدہ چاہئی

من فائدة والمعنى انه تعالى عفى عن هذه الامة ما خطر في قلوبهم من الخواطر المذمومة واحاديث النفس فان ما يقع في
اور معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی نی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اونکی دلون مین گذرتی ہین معاف کردئی ہین پہر دلین جو خیالات نکمی

القلب من الخواطر الدنية المذمومة يسمى وسوسة وما يقع فيه من الخواطر المرضية الحسنة يسمى الهاما ثم الوسوسة
بدگذرتی ہین وسوسہ کہلاتی ہین اور دلمین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہین الہام کہلاتی ہین پہر وسوسہ

اما ضرورية او اختيارية فالضرورية هي الخواطر التي تدخل في القلب من غير اختيار وهذا معفو عن جميع الامم لكونه
یا تو ضروری ہوتا ہی یا باختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہین جو دلمین بی اختیار آجاتی ہین اور یہہ تو تمام امتون کو معاف ہوئی ہین اسواسطی

خارجاعن حد الاستطاعة والاختيارية هي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتتبعها النفس وترددها
کہ حد استطاعت سی باہر ہی اور اختیاری وہ خیالات ہین جو دلمین آتی ہین اور طبیعت اونکو کہینچ لاتی ہی اور نفس اوسکی پیچہی لگا رہتا ہی اور بار بار پہیرتا
وتلتذ بها فتميل الى العمل او التكلم بها وهذا النوع هو الذي عفي عن هذه الامة دون سائر الامم تشريفا لنبينا وتفضيلا
ہی اور لذت اوٹہاتا ہی پہر اوسپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہی اور یہہ ہی وہ قسم ہی جو اس امت سی علاوہ تمام امتون سی بسبب شرافت ہمارے نبی اور فضیلت اوسکی امت کی
لامته واما العقائد الفاسدة ومساوي الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمعزل عن الدخول في جملة ما
معاف ہوا ہی اور رہی فاسد عقیدی اور عادات بد اور جو انہین ملی ہوئی ہین یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسہ دلی مین داخل ہونیسی الگ ہیہ
وسوس به الصدر بل هي من اعمال القلوب التي يؤاخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب الاولى
بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہین جسمین انسان سی مواخذہ ہوویگا اور حاصل یہہ ہی کہ دلکی خیالات پانچ درجہ پہ ہین پہلا تو
الهاجس وهو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل
ہاجس کہ وہ دلمین پہلی ہی آتا ہی پہر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دلمین آیا ہی پہر حدیث النفس یعنی اوسمین تردد جو دلمین آیا ہی کہ کرون
ام لا ثم الهم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي ففيها
یا نہین پہر ہم یعنی کرنی کی جانب کو غالب کرنا پہر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہون کی ہوتی ہین تو اسمین
تفصيل اما الهاجس فلا يؤاخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شيء ورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا
تفصیل ہی ہاجس سی تو متفق علیہ کسی کا مواخذہ نہین ہی کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہین ہی یہہ تو ایسی بات ہی کہ خود بخود آجاتی ہی اوسکی قدرت نہین کہ دفع کردی یا
على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول وروده ومع هذا هو وما بعده من حديث
روک دی اور خاطر جو اسکی بعد ہی سو آدمی کو اسکی دفع پر قدرت ہوتی ہی کہ ہاجس کو آتی ہی پہیر دی تسپر بہی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حدیث النفس
النفس مرفوعان عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفي عن امتي
اس امت کو سب معاف ہین بدلیل حدیث صحیح کی جو اس باب مین آئی ہی کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہی وہ حدیث یہہ ہی کہ میری امت کو معاف ہی
ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس يرتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلثة لو كانت في الحسنات لا
جو اونکی نفس حدیث کرتی ہین پہر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوسی پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینون اگر حسنات مین ہین تو اسکا
يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل لظهور
کچہہ ثواب نہین ہوتا کیونکہ قصد نہین ہی اور رہا ہم سو حدیث صحیح مین آیا ہی کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہی اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل مین
مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه
نہ آدی اور بد ہم کا کچہہ گناہ نہین ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہی اگر آدمی نی اوسکو لله ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی اور اگر کربیٹہا تو نری عمل کا گناہ
اثم الفعل وحده لا اثم الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع
ہوتا ہی ہم کا کچہہ گناہ نہین ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہی اور رہا عزم بدی کا سو بعضی علماء نی اسکو اگرچہ اوس ہم مین داخل کیا ہی جو معاف ہی
الا ان المحققين على كون العبد مؤاخذا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة
پر محقق اسپر ہین کہ اسمین بندہ سی مواخذہ ہوویگا لیکن اگر اپنی عزم پہ نادم ہوا اور الله کی خوف سی وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی
لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائق او
کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہی لیکن اوسی باز رہنا نیک عمل ہی سو ثواب ہوتا ہی اور جس صورت مین کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا
تركه بعذر لاحق لا خوفا من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ به
کسی عذر کی مارے نہین ہوا کچہہ اوسکو خوف الٰہی سی نہین چہوڑا تو اب گناہ ہوتا ہی کیونکہ عزم افعال قلوب مین سی فعل اختیاری ہی سو عازم کی پکڑ ہووی گی

صحیحہ

صاحبه اذ قد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل مؤمنا
اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں پر محشور ہونگی اور اسمیں کچھہ شک نہیں ہی کہ جو شخص رات کو یہہ عزم کری کہ صبح ہوتی ہی کسی مسلم کو قتل
او یزنی بامرأة او یشرب خمرا او یرتکب غیر ذلك من الذنوب فمات اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنب ویحشر علی
یا کسی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر وہ اوسی شب میں مرگیا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مریگا اور اپنی نیت پر اوٹھیگا
نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل الدال علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا التقی
باوجودیکہ اسکو صرف معصیت کا عزم ہی تہا کچہہ عمل نہیں کیا اور دلیل اس مطلب پر یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان
المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل
تلوار لیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں کسینی عرض کیا یا رسول اللہ بہلا یہہ تو قاتل تہا اب مقتول نی کیا کیا فرمایا اسلئی کہ یہہ بہی اپنی
صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یؤخذ العبد بالنیة
یار کی قتل کا ارادہ رکہتا تہا اور یہہ نص ہی کہ مقتول نری ارادہ سی جہنمی ہی باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہی پہر کیونکر آدمی سی نیت کا مواخذہ نہیں ہی
والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مؤاخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة فلذلك یکتب
اور عزم اور جو جو آدمی کی اختیاری ہی سو اوسکا مواخذہ ہوتا ہی ان اگر نیک کام سی اوسکا بدلا کردی تو خیر اور ندامت سی عزم کا توڑ دینا ہی نیک کام ہی اسی لئی
حسنة واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلك یکتب سیئة فیؤخذ بها فکیف لا یؤاخذ العبد باعمال القلوب
ثواب ہوتا ہی اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کی سبب سی عمل فوت ہو جاوی سو یہہ حسنہ نہیں ہی اسلئی گناہ ہوتا ہی پہر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب
والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی ان السمع والبصر والفؤاد کل
اور کبر اور تکبر اور ریا اور حسد اور نفاق پر نہو ویگا اور جتنی خباثتیں ہیں سو اعمال قلوب ہیں اور بیشک اللہ تعالی نی فرمایا ہی بیشک کان اور نگاہ اور دل ان سبکی
اولئك کان عنه مسئولا فانه تعالی قد بین فی هذه الآیة ان العبد بکل واحد من تلك الاعضاء یکون مسئولا فیما یدخل
اوس سی پوچہہ ہی اب اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان کیا کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی پوچہہ ہوگی جو جو کام اسکی اختیار میں ہیں
تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی اجنبیة بغیر اختیار منه لا یؤاخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون
مثلا اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کی بی اختیار نگاہ پڑجاوی تو اس نگاہ کا کچہہ مواخذہ نہیں ہی پہر اگر اوسپر دوبارہ نظر دوڑائی تو اس دوسری نظر کا
مؤاخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها کذلك خواطر القلوب تجری هذا المجری بل القلب اولی بالمؤاخذة لانه
مواخذہ ہو ویگا کیونکہ اسمیں اختیار رہتا ایسی ہی دلکی خیالات اسی کی قایم مقام ہیں بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہی کیونکہ سبکی اصل ہی
الاصل فان من حکم قلبه لشیء وکان مخطأ فیه یصیر مجزیا به ان خیرا فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر وحضر
بیشک جسکا دل کسی بیجا بات پر حکم کری تو ویسی ہی بدلا ملیگا اگر نیک ہی تو نیک اور اگر بد ہی تو بد جیسی کسینی گمان کیا کہ میں باوضو ہوں اور
الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان ترکها ثم تذکر یکون معاقبا علی ترکه ومن وجد علی فراشه امرأة
جا کر جمعہ کی نماز ادا کی پہر یاد آیا کہ پاک نہیں ہی تو بہی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پہر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسنی اپنی بستر پر عورت پائی
فظنها زوجته فوطئها لا یکون عاصیا بوطئها وان کانت اجنبیة وان ظنها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا
اور گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہیں ہوگا اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غیر سمجہا پہر اوسی اپنی خیال پر جماع کیا تو اس جماع کی
بوطئها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة عن هذه الامة اذا
گنہگار رہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو یہہ تمام باعتبار دل کی ہی جوارح کا لحاظ نہیں ہی کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی جبتک
لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تکون مرفوعة بل یؤاخذ به العبد فیلزم علیه نقضها بالندم والاستغفار
عزم کا مرتبہ نہ پاوی پہر اگر اوس درجہ تک جا پہنچی تو پہر معاف نہیں ہی بلکہ اسپر آدمی سی مواخذہ ہوتا ہی سو لازم ہی کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سی توڑ دی

حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلبيس ابليس فان الشيطان قد تلبس على
تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ بعضی وقت ابلیس کی فریب سی ہوتا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر یہہ شبہ ڈالتا ہی

الانسان فيقول العمر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف ترك اللذات والشهوات فعند ذلك
کہتا ہی کہ عمر بہت دراز ہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتیں اور شہوات کیونکر ترک کر دیجئی اب ایسی وقت آدمی کو

يلزم للعبد ان يذكر عظيم ثواب الله تعالى واليم عقابه ووعده ووعيده ويجدد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن
لازم ہی کہ اللہ تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبھالی اور کہی البتہ صبر کرنا

الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلابد من اختيار اخفهما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع
شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور بہی بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہئی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت بہاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی

ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تفضي الى النار لان
یہہ طاقت نہیں ہی کہ کہوی آگ پہ صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہیں ہی اور نہ یہہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ میں نہ لیجاویگی اسواسطی کہ آدمی کا

ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
ایمان اسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نرا زبانی نہیں ہوتا بلکہ

قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذه عدوا مبينا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دلسی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی

فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الاية ان الشيطن عدو لبني ادم وامرهم ان يتخذوه عدوا لانه
سو تم سمجھے رہو اوسکو دشمن اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بہی اوسکو دشمن سمجھیں کیونکہ

يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويجتهد في دفع وسوسته
اونکو گمراہ کیا چاہتا ہی تا کہ اپنی ساتھہ دوزخ میں کہینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہیی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دی

ولا يدفع وسوسته الا بمخالفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہیں ہوتا پہر جسنی اپنی نفس کو ہوس سی روک رکہا تو وہ اون لوگوں میں ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہیں ہوتا

الشيطن على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطن فدلت الاية على ان الشيطان
موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی ہیں اونپہ نہیں تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان

لا يتسلط على من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
اونپر جو اللہ کی عبادت کرنیوالی ہیں غلبہ نہیں کر سکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اللہ کی عابد نہیں ہیں پہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ

من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى ارءيت من اتخذ الهه هوىه اشار الى كون
اللہ تعالی کا عابد نہیں ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی بہلا دیکہہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی چاؤ کا یہہ اشارہ ہی کہ

الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان
ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اللہ کا بندہ نہیں ہی پہر جو شخص اللہ کا بندہ نہو وی بلکہ ہوا کا

من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذي يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
بندہ ہو وی تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمیں سی شہوات کی شاخیں نکلتی ہیں غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتیں انسان کی

سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطة به من
گوشت پوست اور خون میں پہیلی ہوئی ہیں ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو میں سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گہیری ہوئی ہی

جميع جوانبه ولذلك قال النبي عليه السلام ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم فضيقوا مجاريه
اسیی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ شیطان ابن آدم مین مثال خون کی پہرتا ہی اب تم اوسکی آمد کا رستہ بہوک سی بند کرو
بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس
اور نبی علیہ السلام نی شیطان کا رستہ بہوک سی بند کرنی کو اسلیئ فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی
الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه الملازمة بالصوم حتى يسلم
نہین ہوسکتا اور شہوت بہوک سی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ مین شیطان کی غلبہ سی سلامت رہون تو اوسکو روزی رکہنی چاہئین
من تسلط الشيطان عليه فان من يتبع مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بواسطة
تاکہ شیطان کی غلبہ سی سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہی پڑا رہتا ہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہوجاتا ہی
الهوى لان الهوى مرعى الشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد
کیونکہ ہوا اہوس شیطان کی بیٹہ اور چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا اہوس کی ہی خالی نہین ہی تو ایسا بہی کوئی نہین ہی
خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولذلك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم من
کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسیی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی حدیث مین جو ابن مسعود سی روایت ہی تم مین سی ایسا کوئی نہین کہ
احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا ان الله تعالى اعانني عليه فاسلم فلا يامرني
اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور مین بہی پر اتنا ہی کہ اللہ تعالی نی اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سوا
الا بخير بيانه على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
خیر کی کچہہ نہین کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء مین یہہ ہی کہ شیطان انسان مین بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہین کرسکتا پہر جسکی
اعانه الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينبسط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشهوته لا تدعو
اللہ تعالی نی شہوت توڑنی پر امداد کی یہان تک کہ ایسا بن جاوی کہ اودہر متوجہ ہو کہ جہان چاہئی اور اس حد تک جو سزاوار ہی سو اوسکی شہوت شر کی طرف نہین بلاتی
الى الشر والشيطان المتدرع بها لا يامر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بني ادم لا يتصور ان ينفك الشيطان عنهم
اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا خیر کی نہین کہتا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خیال مین نہین آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جدا ہو
وانما يتميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضيات الشهوة يجد للشيطان
اور آپسمین ایک کو دوسری سی اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان سی کتنا موافق ہی یا اوس سی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت کی غالب ہین اوسمین شیطان
فيه مجالا فيتسلط عليه ولا كثرة الشهوات للانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لاقعدن
جہی قدرت پاتا ہی اور اوسپر تسلط کرلیتا ہی اور انسان کو جو شہوت نی ہر طرف سی گہیر رکہا ہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہی مین بیٹہونگا
لهم صراطك المستقيم ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم
ونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آؤنگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اونمین سی اکثر
شاكرين فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحبب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه
شکر گذار پہر شیطان انسان کی ہر ایک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتا ہی اور وہ کام اوسکو پسند کرادیتا ہی جو مضر ہی یہان تک کہ وہ خیال کرتا ہی
انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وبهذا الطريق
کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرادیتا ہی جو نافع ہو یہان تک کہ خیال کرتا ہی کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی
كاد كثيرا من الناس حتى القاهم في اللهو المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال واوقعهم في الاثم
بہت لوگون کو فریب دیا ہی یہان تک کہ اونکو مختلف لہو مین اور الگ الگ رائی مین لگادیا ہی اور کفر اور گمراہی مین پہنچا دیا ہی اور گناہ اور وبال مین

والوبال ومع هذا يعدهم الفوز بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المومنين من جنده واوليائه
پھنسا دیا ہے اور تسپر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہی اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور رفقا سے اتنا ڈراتا ہی
حتى لا يجاهدونهم ولا يامرونهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيده لاهل الايمان وقد اخبر الله تعالى
کہ وہ اونپر جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہہ بڑا ہی دم دی رکہا ہی اور اللہ تعالی
بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطن يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى عند جميع
اپنی کتاب میں فرماتا ہی یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستوں سے سو تم اونسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو اگر ایمان رکھتی ہو اور تمام مفسروں کی
المفسرين انه يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم
نزدیک یہہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنی رفیقوں سے ڈراتا ہی سو تم اونسے مت ڈرو قتادہ کہتی ہیں تمکو بڑا اور بہاری کرکر دکہاتا ہی اسی واسطی کہا تم اونسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو اگر تم
مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فيامر بالمعروف وينهى عن المنكر
مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہی وتنا ہی شیطان کی رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہی پہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہی
وكلما كان ضعيفا يقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيده ايضا انه يخدع
اور جتنا ضعیف ہوتا ہی وتنا ہی اوسپر شیطان کی رفیقوں کا خوف قوی ہوجاتا ہی پہر نہ امر بالمعروف کرے اور نہ نہی عن المنکر اور یہہ بہی اوسکا کید ہی کہ اونکو فریب دیتا ہی
الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشتغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهملون تفقد
جنہوں نے علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کئے ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کئے جاتی ہیں پر اعضاء بدنی کو معاصی سے
الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة
نہیں بچاتی اور نہ اونکو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہہ رکہاتی ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی ہاں وہ مرتبہ حاصل ہوگیا ہی
لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا لعلموا ان العلم علمان علم المعاملة
کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دو ہوتی ہیں ایک علم معاملہ کا
وعلم المكاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهي علوم لا تراد
یعنی ظاہری اور علم مکاشفہ کا باطنی علم معاملہ کا تو یہہ ہی دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہہ ایسی علم ہیں کہ انہیں عمل ہی عمل
الا للعمل ولولا الحاجة الى العمل لم تكن لهذه العلوم قيمة فكل علم يراد للعمل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم
مقصود ہی اور اگر عمل کی طرف حاجت نہوتی تو ان علوم کی کچہہ قدر نہوتی اب جو علم کہ عمل کی لئی مقصود ہوتا ہی اوسکی قدر بدون عمل کی نہیں ہوتی پہر جسنے علم
علم الطاعات ولم يفعلها واحكم علم المعاصي ولم يجتنبها واحكم علم الاخلاق المحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علم
طاعات کا خوب سیکہا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکہا اور معاصی سے باز نہ آیا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور اپنا حال اخلاق سے مزین نکیا اور علم
الاخلاق المذمومة ولم يطهر نفسه عنها فهو مغرور بكيد الشيطان اذ يقول له الشيطن مطلبك القرب
اخلاق ذمیمہ خوب ازبر کیا اور اپنی آپکو اونسی پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب میں پہنسا ہوا ہی اسلئی کہ شیطان یوں سمجہاتا ہی کہ تیری غرض تو قرب الہی
من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويتلو عليه الايات والاخبار الواردة
ہی اور ثواب حاصل کرنا سو علم اللہ تعالی سے قریب اور ثواب حاصل کردیتا ہی اور آکی سند آیات اور احادیث جو علم کی فضایل میں آئی ہیں پڑہ سناتا ہی
في فضائل العلم فمن كان من اهل الهوى يرى ذلك موافقا لهواه فيطمئن اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان
پہر جو شخص اہل ہوا سے ہی اوسکی تو مرضی کی موافق ہوتی ہیں اوسکی تو دلجمعی ہوئی عمل سے کچہہ کام نرکہا اور جو عالم
من اهل التقوى يقول للشيطان تذكرني ما ورد في فضائل العلم ولا تذكرني ما ورد في العلماء التاركين للعمل
ڈروالی ہوتی ہیں تو شیطان سے کہتی ہیں تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں آئی ہیں

فان الذی اخبر بفضیلۃ العلم ھو الذی اخبر بعقوبۃ العلماء السوء فانہ تعالی قال مثل الذین حملوا التوریۃ
بیشک جسنی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بد کار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی کہاوت ہی اونکی جنہیں لادی توریت

ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا وقال اللہ تعالی فی ایۃ اخری فمثلہ کمثل الکلب فای خزی اعظم
پہر نہ اوٹہائی اونہوں نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹ پر لیجلتا ہی کتابیں اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مشابہت سی

من التمثیل بالحمار والکلب وقال النبی علیہ السلام اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ وقال
کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیہ السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب میں قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جسکی علم سی اللہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی

علیہ السلام فی حدیث اخر من ازداد علما ولم یزدد ھدی لم یزدد من اللہ الا بعدا وبعد ورود امثال تلک
علیہ السلام نی ایک اور حدیث میں فرمایا جو شخص علم میں بڑہا اور ہدایت میں نہ بڑہا تو اللہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہیں بڑہیگا اور بعد وارد ہونی

التشدیدات مما لا یحصی فی حق العالم التارک للعمل کیف یعتقد انہ علی خیر مع ان کل حجۃ اللہ تعالی علیہ
ایسی ایسی شدائد بیشمار کی عالم تارک العمل کی حق میں کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی

واما علم المکاشفۃ فھو العلم باللہ تعالی وصفاتہ واسمائہ فمن احکم ھذا العلم ثم اھمل العمل وضیع امر
اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسماء کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا

اللہ تعالی فھو مغرور ایضا فغرورہ یدل علی انہ لم یحصل من معرفۃ اللہ الا الاسامی دون المعانی لانہ لو
تو وہ بہی شیطان کی فریب میں ہی بس اوسکی شوریدگی دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچہہ حاصل نہیں ہوا معانی تک نہیں پہنچا کیونکہ اگر

عرف اللہ تعالی حق معرفتہ لخشیہ واتقاہ کما قال اللہ تعالی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء نسأل اللہ تعالی
بہاری باللہ ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ سی ڈرتی وہی ہیں اوسکی بندوں میں جسکو سمجہہ ہی ہم سوال کرتی ہیں

ان یجعلنا ممن یخشی اللہ تعالی المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطن لمۃ بابن ادم و
کہ ہمکو اللہ سی ڈرنیوالا بنادی ترانوین مجلس اس بیان میں کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور

للملک لمۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطن لمۃ بابن ادم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطن فایعاد
فرشتی کو ایک قرب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب تو ہی پہر قرب شیطان کا تو

بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ تعالی
برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پہر جو شخص ذہن یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی

فلیحمد اللہ تعالی ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ تعالی من الشیطن الرجیم ھذا الحدیث من حسان المصابیح
اب اللہ کی حمد کری اور جسنی وہ دوسرا پایا تو شیطان راندہ سی اللہ کی پناہ مانگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواہ ابن مسعود واللمۃ المذکورۃ فیہ من الالمام وھو القرب فان کل واحد من الملک والشیطان یقرب
ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث میں آیا ہی المام سی مشتق ہی یعنی قرب بیشک ہر یک فرشتہ اور شیطان انہیں دونو کام کی

من الانسان لھذین الامرین وھما الایعاد بالخیر والایعاد بالشر والمراد بھما الھمان اللذان یقع فی القلب احدھما
بنی انسان کی ساتہہ ہوتی ہیں یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونوں سی مراد وہی دو الہام ہیں جو کسیکی ذہن میں آتی ہیں ایک

بواسطۃ الملک والاخر بواسطۃ الشیطان فما یقع بواسطۃ الملک یسمی الھاما وما یقع فیہ بواسطۃ الشیطان
فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی اور جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی

یسمی وسوسۃ والقلب متجاذب بینھما لانہ بالاصل فطرتہ یصلح لقبول اثار الملئکۃ واثار الشیاطین
وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونوں میں جای کارزار ہوتا ہی اسلئی کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتوں کا اثر بہی لی سکتا ہی اور شیطان کا اثر بہی

صلاحا متساويا لا يترجح احدهما على الآخر الا باتباع الهوى والاكباب على الشهوات او بمخالفة الهوى والاعراض
برابر برابر کسیجانب کو دوسری پر غلبہ نہین ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوات پر اوندھا گرنی کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی

عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظهر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى ويصير
منہہ پہیرنی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہوا کرتا ہی اور اسکا دل

قلبه عش الشيطان ومقره لكون الهوى مرعى الشيطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم يتبع مقتضى الشهوة و
شیطان کا گہونسلا اور مقام ہوجاتا ہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹہک ہی اور اگر اپنی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور

الغضب يكون قلبه مستقر الملئكة ومهبطهم لكن لما لم يكن قلب من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص
غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائکہ کا مقام اور گذرگاہ ہوجاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کیسا ہی شہوت اور غضب اور حرص

والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه
اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ

للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزول وسوسته الا بذكر شئ سوى ما وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شئ
کا گذر ہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبہی نہین جاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی

فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شئ سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون مجالا للشيطان
تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الٰہی کی اور جو اوسی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہوسکتا ہی

فذكر الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس مجالا للشيطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب
سوا ایسا تو ذکر الٰہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دلکی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا

كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولى عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا
اور شیطان چاہتا ہی کہ اوسمین ہر ایک دروازہ سی آکر مالک اور مستولی ہوجاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور

يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخله الصفات المذمومة
اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہسنی کی رخنہ کی نہین ہوسکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ ہین

فليس للآدمي صفة من صفات المذمومة الا وهي قوة من قوات الشيطان وسلاح من اسلحته وباب من
سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون

ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها
مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ نہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب

مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب واحد وقد يلتبس ذلك الواحد بهذا الكثير فالعبد فيه مثاله
کہلی ہوئی ہین اور ادنمین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبہی وہ ایک بہی ان سب مین ملجاتا ہی اسصورت مین آدمی کی کہاوت ایسی ہی

مثال المسافر الذي بقي في بادية كثيرة الطرق غامضة المسالك في ليلة مظلمة فلا يكاد يفلح الا بعين بصيرة وطلوع
جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چارطرف باریک رستی جاتی ہون اندہیری رات مین سو یہہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی

شمس مشرقة والمراد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفى بالتقوى والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو

كتاب الله تعالى وسنة رسوله اذ بهما يعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التي يدخل منها في القلب الامراض
کتاب الله اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہہ دونوں سی باریک رہی اور اوسکی دروازی اور دلکا رستہ جسی بیماری علاج کی

المحتاجة الى العلاج وعلاج الشئ لا يكون الا بضده وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
محتاج دل مین آسکی ہوسکتی ہین اور ہر مرض کا علاج اوسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد الله کا ذکر ہی ساتہہ اعوذ باللہ کی
والتبری من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطن الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم
اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطور سی پڑہی پناہ لیتا ہون اللہ کی شیطان مردود سی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی
فان قيل هل يكفی فی الدفع مجرد ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فما العلاج فيه فالجواب ان العلاج فيه سد
اگر کوئی پوچہی آیا دفع کی لیٔ صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اسمین کچہہ علاج بہی چاہئی پہر اسمین علاج کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ اسمین علاج یہہ ہی
مداخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكر فيه ولا يقدر على ذلك
کہ اوسکی آمد کی راہ دلکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کر کر بند کردی تاکہ دل کی اندر ذکر قایم رہی اور اسپر سواء متقیون کی
الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
کسیکی قدرت نہین ہی جنہون نی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کاسی آباد کر رکہی ہین اور اونپر یاد الہی غالب ہوگئی ہی بیشک ذکر الہی
الذكر لا يتمكن فی القلب الا بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتمكن الذكر
دلمین جب ہی قایم رہتا ہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہوچکی اب اوسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوسمین ذکر قایم رہی
فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطن ولذلك قال الله تعالى ان الذين
اسلئی کہ اگر ذکر دلمین قایم نرہا تو وہ حدیث النفس ہوگا پہر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہین ہوسکیگا اور اسیہی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ
اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطن تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا
ڈر رکہتی ہین جہان پڑگیا اونپر شیطان کا گذر چونک گئی پہر تبہی اونکو سوجہہ آگئی بیشک اللہ تعالی نی اس بات کو پرہیزگار دلسی خاص کیا ہی کیونکہ دل اگر
تطهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل انما يكون فيه اجتياز ويمنعه من الاجتياز
صفات مذمومہ سی پاک ہوجاتا ہی تو اوسمین شیطان کا قیام نہین ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت سی بہی اوسکو ذکر الہی بند کر دیتا ہی
ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب جايع يقرب منك فان لم يكن بين يديك شئ من الطعام ينزجر بقولك اخسأ فمجرد
سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسی بہوکا کتا تیری پاس چلا آوی پہر اگر تیری سامنی کچہہ کہانا نہو تو اتنا ہی کہنی سی چلا جاتا ہی ادب بس صرف
الصوت يدفعه وان كان بين يديك شئ من الطعام يهجم عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالی عن الهوی
دہتکار اوسکو دفع کر دیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتا ہی اور صرف دہتکار سی نہین جاتا سو جو دل ہوا سی خالی ہو
ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذ لا يطرقه الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا عاد الى الذكر
تو شیطان وہانسی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطان غفلت ہی کیوقت دلمین جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جاسکتا ہی پہر جب وہ ذکر کرتا ہی تو
يخنس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوی فيكون الهوی قوی الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر
پچہلی پانو بہاگتا ہی اور جو دل ہوا مین لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہی تو وہان شیطان جگہہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر سی نہین ٹلتا
والحاصل ان القلب مهما غلب عليه مقتضيات الهوی يجد الشيطان مجالا فيوسوس فيه ومهما اشتغل بالذكر يرتحل
خلاصہ یہہ ہی کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہوجاتی ہین تو شیطان کا گذر ہوجاتا ہی پہر اوسمین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہی تو شیطان
عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتطارد بين جندی الملك والشيطان فی معركة القلب
وہانسی چلدیتا ہی اور فرشتہ وہان آکر الہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ مین درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ دہکا پیل رہتی ہی
دائم الى ان ينفتح القلب لاحدهما فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلأت بالوساوس الداعية الى ايثار
آخر کو کسی ایک کی فتح ہوجاتی ہی سو اکثر دل تو شیطان فتح کر کر مالک ہوگیا ہی پہر وہ ایسی وسوسون سی پر ہوگئی ہین جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنيا واطراح الاخرة ومبدء امتلاءها اتباع الهوى ولا يمكن فتحها بعد ذلك الا بتخليتها عن الهوى وتحليتها بذكر
اور الگ کرنی آخرت کی بلائین اور سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہیں ہی بدون اسکی کہ ہوا سی خالی کرکر ذکر الٰہی سی رونق پائی

الله تعالى وذلك لا يتيسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فيها فان الخواطر الداخلة فيها تنقسم الى ما يعلم قطعا انه داع
اور یہہ حالت میسر نہیں ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دلون کی اندر ہوتی ہین کیونکہ اندر کی خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی

الى الخير فلا يخفى فى كونه الهاما والى ما يعلم قطعا انه داع الى الشر فلا يخفى فى كونه وسوسة والى ما يتردد فيه فلا
اب وہ بلا شبہ الہام ہی دوسری یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کی طرف بلاتی ہی پہر وہ بلا شبہ وسوسہ ہی تیسری تردد یعنی دودلی نہین

يدرى انه من لمة الملك او من لمة الشيطان اذ من مكائد الشيطان ان يعرض الشر فى معرض الخير وتميز ذلك
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر سی ہی یا شیطان کی اثر سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بہی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت

غامض وبه يهلك كثير من العباد والزهاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنياء وسائر اصناف الخلق ممن يكرهون
دشوار ہی اور اس مکر سی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو جو لوگ

ظاهر الذنب ولا يرضون لانفسهم الخوض فى المعاصى الصريحة فان الشيطان لا يقدر ان يدعوهم الى الشر الصريح
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہین اور اپنی لیئی صریح گناہ مین خوض کرنی پر راضی نہین ہوتی تو شیطان کی طاقت نہین ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلاوی اب اوس گناہ کو

فيصوره بصورة الخير وتلبيساته من هذا الجنس لا نهاية لها وكائده فيما يتعلق بالعقائد والاعمال لا احصاء لها فان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اس طرح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہین ہی اور شیطان کی مکر جو عقائد اور اعمال کی متعلق رکہتی ہین بیشمار ہین بیشک

تلبيسه فى الاعتقادات والعبادات قد انتشر فى البلاد وشاع بين العباد فينبغى للعبد ان يقف عند كل هم يخطر
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہیی کہ ہر ہر غم جو اوسکی دلمین گذرتا ہی

بباله ليعلم انه من لمة الملك او من لمة الشيطان ويمعن النظر فيه بعين البصيرة لا بهوى الطبع لان الوسواس يجاذب
تامل کر کر سوچی تا کہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور سی اوسمین خوب غور کری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلئی کہ وسوسہ دلکو کہینچکر

القلب وينازعه ويلهيه عن ذكر الله تعالى فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا اخر لها الى الموت ولا يتخلص
جہگڑتا ہی اور الله کی ذکر سی بہلا کر لہو مین ڈالدیتا ہی سو اوسمین مجاہدہ ضرور چاہیی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہین ہوتا اور زندگی بہر شیطان سی کوئی

احد من الشيطان ما دام حيا فانه ما دام حيا فابواب القلب للشيطان منفتحة غير منغلقة ومهما كان الباب
نہین چہوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کہلی رہتی ہین بند نہین ہوتی اور جب دروازا

مفتوحا والعدو غير غافل لا يدفع الا بالحراسة والمجاهدة ولذلك لما قال رجل للحسن يا ابا سعيد اينام ابليس تبسم
کہلا ہو اور دشمن جو کس ہو تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہین ہوگا اسی لئی جب کسی شخص نی حسن سی پوچہا کہ ای ابو سعید کیا ابلیس سوتا ہی تو تبسم کرکر

وقال لو كان ينام لوجدنا راحة فان قيل هل يؤاخذ العبد بجميع وساوس القلوب وخواطرها او لا يؤاخذ بجميعها
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم آرام کی ہی رہتی اگر کوئی پوچہی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہوویگا یا سبکا مواخذہ نہین ہی

بل ببعضها فالجواب ان ذلك غامض لا يوقف عليه ما لم يعلم تفصيل وساوس القلوب وخواطرها من مبدء وقوعها فيها
بلکہ کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہین ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتدا پیدا ہونی سی معلوم نہووی

الى ان يظهر فى الجوارح اثارها فان ما يقع فى قلب الانسان كما ذكره الامام الغزالى فى الاحياء على اربع مراتب الاولى
یہان تک کہ اعضاء پر کیا اثر ظاہر ہوا اسلئی کہ انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی

ان يرد على قلبه ابتداء من غير قصد وهو الخاطر ويسمى حديث النفس كما لو خطر على قلبه النظر الى امراة كانت
کہ اوسکی دل پر چہوٹتی ہی بی قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی اسکی دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کو جو پس پشت

وراء ظهره فی الطریق بحیث لو التفت الیها لراها والثانیة هیجان الرغبة فی قلبه الی الفعل الذی هو النظر الیها
راستہ مین ہی دیکھنا چاہئی ایسا کہ اگر منہہ پہیری تو البتہ دیکھہ لی اور دوسرا مرتبہ دلین اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکھنی کی

وهو حرکة الشهوة التی تکون فی الطبع وتتولد من الخاطر الاول ویسمی میل الطبع والثالث حکمه بان هذا الفعل
اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت مین ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال سی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہین تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام

الذی هو النظر الیها ینبغی ان یفعل وهو یتبع الخاطر والمیل ویسمی اعتقادا والرابعة تصمیم عزمه علی الفعل الذی
یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہئی اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونو کی پیچہی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہین اور چوتہا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا

هو النظر الیها ویسمی هذا هما وقصدا ونیة وهذا الهم قد یکون له مبدأ ضعیف لکن اذا اصغی القلب الخاطر حتی
یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہین اور اس ہم کا مبدا کبہی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہان تک

طالت محادثته للنفس یتاکد هذا الهم ویصیر ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا یؤاخذ به العبد لانه لا
کہ آپسمین بات کہو نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم پکا تا ہی اور ارادہ بالجزم ہو جاتا ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہون ہی کیونکہ یہہ خیال

یدخل تحت الاختیار وکذا المیل وهو هیجان الشهوة لا یؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختیار وهو
اختیاری نہین ہی اور ایسی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ اختیار مین نہین ہی اور اسحدیث مین یہہ ہی مراد ہی

المراد بقوله علیه السلام عفی عن امتی ما تحدثت به انفسها لان حدیث النفس عبارة عن الخواطر التی یقع
میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی اسلئی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہین جو دلین بی قصد آجاتی ہین اور اونپر

فی القلب ولا یتبعها عزم اذ لا یسمی الهم والعزم حدیث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحکم القلب فمتردد بین ان
کچہہ عزم نہین ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہین کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہین

یکون اختیاریا او اضطراریا فالعبد یؤاخذ بالاختیاری ولا یؤاخذ بالاضطراری واما الرابع وهو الهم فیؤاخذ
یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری مین آدمی سی مواخذہ ہی اور اضطراری مین مواخذہ نہین ہی اور رہا چوتہا مرتبہ یعنی ہم سو آمین

به العبد الا انه ان ندم علی همه وترك الفعل خوفا من الله تعالی یکتب له حسنة لان همه وان کان
بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہوکر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ

سیئة لکن امتناعه ومجاهدة نفسه یکون من الحسنات التی یستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
بدہی پر اوس سی باز رہنا اور اوسپر نفس کا مجاہدہ حسنات مین ہی جسکی عوض مین انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام

الفعل بعائق وترکه لعذر لا خوفا من الله یکتب له سیئة لان همه فعل اختیاری للقلب فیؤاخذ به صاحب
کسی اور مانع کی سبب نہوسکا اور کسی عذر سی نکیا کچہہ خوف الہی سی نہین چہوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اسپر مواخذہ ہوتا ہی

فان من عزم علی معصیة وتعذر علیه فعلها بسبب او غفلة لا یکون ترکه خوفا من الله تعالی فکیف یکتب
بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل دشوار ہوگیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہین رہا اب اوسکو ثواب

له حسنة وقد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل
کیسا ہووی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتون پر اوٹہینگی اور اسمین شک نہین ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی فلانی مسلم کو

مسلما او یزنی بامرأة او یشرب الخمر او یفعل غیر ذلك من الذنوب فمات تلك اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنوب
قتل کرونگا یا فلانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر اوسی رات مین مرگیا تو گنہگار گناہون پر ڈٹا ہوا مریگا

ویحشر علی نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا
اور اپنی نیت پر اوٹہیگا باوجودیکہ اوستی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہی کیا کچہہ ہی نہین ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب

التقی المسلمان بسیفهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد
دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہین تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہین کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل تہا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئی کہ وہ بہی

ان یقتل صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یواخذ
تو یار کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ سی مقتول بہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہین

العبد بالنیة والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة
ہوگا اور جو باتیں اختیاری ہی سو ادسمین مواخذہ ہی یا اوسکا عوض کسی حسنہ سی کردی اور عزم کا ندامت سی توڑنا بہی حسنہ ہوتا ہی

فلذلك یکتب حسنة واما فوت المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلك یکتب سیئة فیواخذ بها العبد فکیف لا یواخذ
اسیلئی ثواب لکہا جاتا ہی اور رہا کام کا فوت ہونا کسی مانع سی سو یہہ حسنہ نہین ہی اسی لئی گناہ لکہا جاتا ہی اور اوسپر آدمی سی مواخذہ ہی اب آدمی سی

العبد باعمال القلوب والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی
افعال قلوب یعنی کبر اور خود بینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خبائث تمام اعمال قلوب سی ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسئولا فانه تعالی اخبر فی هذه الایة ان العبد بکل واحد من
بیشک کان اور آنکہہ اور دل ان سب کی دوستی پوچہہ ہوگی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی

تلك الاعضاء یکون مسئولا عنه فیما یدخل تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی محرم بغیر اختیاره لا یؤاخذ بهذه
جو باتیں اختیاری ہین پوچہہ ہوگی مثلا اسکی نگاہ کسی حرام پر بی اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہین ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ

النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون مؤاخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها ولکن لك خواطر القلوب تجری
نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی

هذا المجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه الاصل فان من حکم قلبه بشیء وکان مخطئا فیه یصیر مجزیا به ان خیرا
راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک

فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان
اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ مین پاک ہون اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ مین پاک نتہا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

ترکها ثم تذکر یکون معاقبا بترکه ومن وجد علی فراشه امرأة فظن انها امرأته فوطئها بهذا الظن لا یکون عاصیا بوطئها
یون ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینی اپنی بستر پر عورت دیکہی گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسی خیال پر اسی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہوگا

وان کانت اجنبیة وان ظن انها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا بوطئها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر
اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوئی یہہ تمام باعتبار عزم

الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة عن هذه الامة اذا لم یبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة
دل کی ہی جوارح پر نہین ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچی

فلا تکون مرفوعة بل یواخذ بها العبد فیجب علیه ان ینقضها بالندم والاستغفار حتی تنقلب حسنة والا یکون
تو پہر معاف نہین ہی بلکہ آدمی سی اسپر مواخذہ ہی سو اوسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہین تو

الشیطان مستولیا علی مملکة القلب وینجز اللعین وعده الذی حکاه الله تعالی عنه حیث قال لئن اخرتن الی
شیطان دلکی مملکت پر غالب ہوجاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالی حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجہکو ڈہیل دی

یوم القیمة لاحتنکن ذریته الا قلیلا والمعنی انك ان اخرتنی حیا الی یوم القیمة لاقودنهم حیث ما شئت و
قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہا نٹی دیلون مگر تہوڑی اور معنی یہہ ہین کہ اگر تو مجہکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ مین اونکو جہان چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

لاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عبادك الصلحين وهذا كقول اللعين لازينن
اونپر خوب قابو کر لونگا مگر کچھ تھوڑون پر جو تیری بندی مخلص صلحاء ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ مین
لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين وانما عرف اللعين حصول هذا المطلب له مع انه لا يعلم الغيب استدلالا بما راى
اونکو بہارین دکہاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہوؤنگا سبکو اور شیطان مردود اس مطلب کا حصول باوجودیکہ غیب دان نہین ہی اس دلیل سی جان گیا
فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية شهوانية وقوة سبعية
کہ اونمین آثار بدی کی بہت پائی اور مبداء خیر کا ایک کیونکہ انسان کےنفس مین قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی
غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية له الى الشر وبعد هذه
اور قوت وہمی شیطانی اور یہہ تینون قوتین تو آدمی پر ابتداء پیدایش ہی غالب ہوتی ہین شر کیطرف بلاتی ہین اور ان
الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء الثلث الاول على القلب
تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینون پہلی قوتین دل پر غالب ہوچکین
فلما راى اللعين ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فان الشهوة والغضب قد ينقادان للانسان انقيادا تاما
پہر جب لعین نی یہہ حال دیکہا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوجانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر
فيعينانه على طريقه الذي يسلكه ويحسنان مرافقته في سفره الذي هو بصدده وقد يستعصيان عليه استعصاء
جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہین اور وہ جس سفر کی درپی ہوتا ہی اوسمین رفاقت خوب کرتی ہین اور کبہی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت
وتمردا حتى يملكانه ويستعبدانه وفيه هلاكه وانقطاعه عن سفره الذي به وصوله الى سعادة الابد فينبغي له
اور تمردی کرتی ہین یہان تک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کرلیتی ہین اور اسمین انسان ہلاک ہوچکتا ہی اور اوس سفر سی جسمین سعادت ابدی وصول ہوتی رہ جاتا ہی
ان يستعين عليهما بالعقل وان ترك الاستعانة به وسلطهما على نفسه يهلك هلاكا بينا ويخسر خسرانا عظيما و
اب انسان کو یون تدبیر کرنی چاہی کہ اونپر عقل سی مدد لیوی اور اگر عقل سی مدد نہ لی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر مارا گیا اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور
ذلك حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم في استنباط الحيل لقضاء الشهوة وكان من حقهم ان يكون
اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلین قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہین اور اونکو یون چاہئی تہا کہ
شهواتهم مسخرة لعقولهم فيما يفتقر اليه العقل فان المؤمن قد يقع في قلبه خاطر الهوى فيدعوه الى الشر فيلحقه
اونکی شہوات عقلون کی مطیع ہوتی جہان عقل کو حاجت ہی بیشک مؤمن کی دلمین کبہی خطرہ ہوا کا آکر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اوسکو
خاطر الايمان فيمنعه عن الشر ويدعوه الى الخير فينبعث الشيطان الى نصرة خاطر الشر فيقوى داعي الهوى ويحسن التمتع
خطرہ ایمانی بدایسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بدخطرہ کی قوت کو اوبہارتا ہی سو خواہش ہوا کی زور پکڑجاتی ہی اور دنیا کی لذتون سی
والتنعم بملاذ الدنيا فيميل النفس اليها فينبعث العقل الى نصرة خاطر الخير ويوبخ النفس ويقبح فعلها وينسبها الى الجهل
عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اودہر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹہ کر نیکی دلمین ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی فعل برا کہہ کر اور جہل کیطرف
ويشبهها بالبهائم في هجومها على الشر وعدم اكتراثها بالعواقب فيميل النفس الى نصح العقل فيحمل الشيطن على النفس حملة و
نسبت دیکر ڈنگر ونمین ملاتی ہی کہ تجہکو برائی کی کثرت اور انجام سی لی پروائی ہی اب نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پر یکبار حملہ کرکر سمجہاتا ہی
يقول لها ما لك تمتنعين عن هواك وهل يوجد احد من اهل عصرك يخالف هواه اما ترين ان اكثر علماء زمانك لا
تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکہتا نہین کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء
يحترزون عن الهوى ولو كان شرا لامتنعوا عنه افتتركهم بملاذ الدنيا يتمتعون بها وتبقى محروما متعبا يضحك عليك
عیش رانی سی پرہیز نہین کرتی اگر عیش وارام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت مین محروم رہی تجہہ پر تیری ہمسر

اهل وقتك فيميل النفس الى وسوسة الشيطان فيحمل العقل على النفس حملة ويقول لها هل هلك الا من اتبع هواه ونسى
اب نفس کو وسوسہ شیطانی پر رغبت آنی لگتی ہی پہر عقل نفس پہ حملہ کرکر سمجہاتی ہی کہ وہی خراب ہوا جو ہوا کی پیچہی لگا اور

الاخرة وجاواه ان تقنعين بلذة يسيرة وتتركين لذة الجنة التي لا يتناهى نعيمها ابد الاباد ام تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی ٹہکانیکو بہول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قناعت کرکر جنت کی بی انتہا لذت جو کبہی تمام نہووی کی چہوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ کی عذاب کا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس واتباعهم اهواءهم مع ان عذاب النار لا يخفف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا في الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجہسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکہ تو اگر تمام خلقت

يوم الصيف وكان لك بيت بارد كنت تساعدهم على القيام في الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الى ظل بيتك
دہوپ مین ہو اور تیری لئی سرد خانہ ہو تو کیا تو اونکی ساتہہ دہوپ مین کہڑا رہیگا یا اونکی برخلاف تو دہوپ مین سی کہر کی سایہ مین چلا جاویگا

فانك اذا كنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فكيف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تميل النفس الى راى العقل وهى لا تزال
پہر تو جب اونکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پہر کیونکر اونکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پہر اب اس فہمایش عقلی سی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتا ہی

تتردد متجاذبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی طرح دلی مین کبہی ادہر کبہی اودہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین

يميل الى الشر ويجرى على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی اعضا سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اللہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین

يميل الى الخير ويظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعات والمعاصي اذا ظهرت تكون
تو خیر کیطرف جہکتا ہی اور اوسکی جوارح سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جسسی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین

علامات يعرف بها سوابق القضاء والقدر وهى انما تظهر من خزائن الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہوجاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزانہ دلکی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق للجنة يسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار يسرت لها المعاصي واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہوجاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوئی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہوجاتی ہین

لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصي ثم عرف للخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اللہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کرکر طاعات مین لگادئی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کرکر معاصی مین لگادئی ہین پہر خلقت کو نشانی جنتی اور

فقال ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم نسال الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین الہی ہمکو جنتی کرنا اور نہ گردان ہمکو اہل نار مجلس

الرابع والتسعون في بيان ظهر الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ
چورانوین اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا تہا اور پہر ہوجاویگا جیسا ظاہر ہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین

الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تہا پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا اب غریبون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی

الاسلام في ابتدائه ظهر في احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص والاختلال
اسکی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پہیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہوگیا اور بعد اسکی پہر اوسپر نقصان اور خلل آویگا

حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني
یہانتک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی میں بہت تہوڑا یعنی غربا مین اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ تہوڑی ہین قبیلون مین سی یعنی

انہم الذین کانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلۃ منہم الا الواحد او الاثنان بل لا یوجد واحد منہم فی القبائل والبلدان
یہہ وہ لوگ ہین جو تہوڑی تہی سو ہر قبیلہ مین انمین سی سوا ایک یا دو کی نہین ہوتی بلکہ ایک بہی انمین کا قبیلون اور شہرونمین نہین ہوگا
کما کان کذلک فی اول الاسلام وفی حدیث اخر انہم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون بالسنۃ
جیسی اول اسلام مین نہین تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو بہلائی کرتی ہین جب لوگ بگڑ جاتی ہین مراد یہہ ہی کہ وہ اصلاح پر ہین سنت پر عمل کرتی ہین
فی زمن فساد الناس وفی حدیث اخر انہم الذین یصلحون ما افسدہ الناس بعدی من سنتی فہؤلاء ہم الغرباء الممدوحون
جس زمانہ مین لوگ فساد کرتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو درست کرینگی جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالینگی سو یہہ جماعت غربا کی ہی
المغبوطون ولقلتہم فی الناس جدا سموا غرباء وہم قسمان احدہما من یصلح نفسہ عند فساد الناس والثانی من یصلح
جسکی مدح ہوئی اور اونکی سی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہہ لوگ بہت کمتر ہین تو انکا نام غربا ہوا انکی دو قسم ہین ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلی جب لوگ بگڑ جاوین دوسری قسم کی وہ
ما افسدہ الناس من السنۃ وہو اعلی القسمین وہم القائمون بوظیفۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فہؤلاء اقل الناس
جو اور لوگون کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کرین اور یہہ دونون مین اعلی درجہ کی ہین یہہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قایم ہونگی سو یہہ ہی لوگ
فی اخر الزمان ولذلک وصفوا بالغربۃ لقلتہم کما جاء فی بعض الروایات انہم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من
آخر زمانہ مین بہت کمتر ہونگی اور اسہی لئی غربت انکا وصف ٹہرا ہی کیونکہ قلیل ہین چنانچہ بعضی روایات مین آیا ہی کہ وہ لوگ صالح ہین اور کمتر بری قوم کی اندر
یبغضہم اکثر ممن یطیعہم وفی ہذا اشارۃ الی قلتہم وقلۃ المستجیبین لہم وکثرۃ المخالفین لہم والعاصین لامرہم وہذا
جو بہت ہون اونکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالون کی بہت زیادہ اور اسمین اونکی اور انکی توابع کی قلت کا اور دشمنون کی اور نافرمانون کی کثرت کا اشارہ ہی اور اس
الفضل العظیم الموعود لاہل الغربۃ انما ہو لغربتہم بین الناس وتمسکہم بالسنۃ بین ظلم الاہواء فاذا رای المؤمن ما کان
فضل بزرگ کا جو اہل غربت کی لئی وعدہ ہوا ہی تو اسہی لئی کہ وہ لوگ سب لوگون مین غریب ہین اور ہوا ہوس کی تاریکی مین وہ سنت کو پکڑتی ہین پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی لوگونکا
علیہ الناس فی ہذا الزمان من البدع والضلالات وعدولہم عن الصراط المستقیم الذی کان علیہ رسول اللہ علیہ السلام
حال دیکہی یعنی بدعتیں اور بی راہیان اور سیدہی راہ سی الگ چلنا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واصحابہ ودعاہم الیہ وقدح فیما ہم علیہ من المنکرات فہناک تقوم قیامتہم وینصبون لہ الحبائل ویجلبون
اور اوسکی اصحاب تہی اور اونکو اوس راہ مستقیم پر بلائی اور اونکی عمل منکرات کو توڑی پس اوس وقت اوسمین قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئی جال بچہاوینگی اور اوسپر
علیہم بخیلہم ورجلہم فہو غریب فی دینہ لفساد ادیانہم غریب فی تمسکہ بالسنۃ لتمسکہم بالبدع غریب فی اعتقادہ
اپنی سوار اور پیادی چڑہا دینگی اب وہ شخص اپنی دین مین غریب ہی کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہین اور یہہ شخص سنت سی تمسک کرنیمین غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ بدعتون
لفساد عقائدہم غریب فی طریقہ لفساد طرقہم غریب فی معاشرتہ معہم لانہ لا یعاشرہم فیما تہوی نفوسہم وبالجملۃ
تمسک کرتی ہین اپنی اعتقاد مین غریب ہی کیونکہ اونکی عقائد تمام فاسد ہین اپنی طریق مین غریب ہی کیونکہ اونکی سب طریق فاسد ہین اونکی ساتہ گذران مین غریب ہی کیونکہ اونکی ساتہ نہین
فہو غریب فی امور دنیاہ واخرتہ لا یجد مساعدا ولا معینا وقد قال اللہ تعالی تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
کہ وہ تمام امور دنیا مین اور اخروی مین غریب ہی نہ اوسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بی شک اللہ تعالی فرماتا ہی آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو
علی الاثم والعدوان فہو عالم بدینہ بین قوم جاہلین بدینہم صاحب سنۃ بین اہل بدع داع الی اللہ تعالی ورسولہ
گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک اوس قوم مین جو اپنا دین نہین جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتیون مین صاحب سنت ہی اللہ اور اوسکی رسول کی طرف
بین دعاۃ الی البدع والضلال امر بالمعروف ناہ عن المنکر بین قوم المعروف عندہم منکر والمنکر معروف ولہذا قال النبی علیہ السلام
بلاتا ہی اوس قوم مین جو بدعتون اور گمراہیون پر بلاتی ہین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اون لوگون مین کہ معروف اونکی عندیہ مین بدی ہی اور بدی اونکی عندیہ مین نیکی
یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقابض علی الجمر فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان الذی یاخذ النار
لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ اونمین دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسی ہاتہ مین چنگاری ہوئی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جو شخص ہاتہ مین آگ لیلیوی

بالکف کما لا یمکنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشدید فکذلك من یتمسك بالسنة ویعمل بها فی اخر الزمان لا یمکنه المحافظة
جیسی اوسکو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہل نہین ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ مین اوسکو دین کی محافظت
علی دینه بالسهولة الا بالصبر الشدید ولذلك کان اجره کثیرا کما قال النبی علیه السلام من تمسك بسنتی عند فساد
بدون بڑی صبر کی سہل نہین ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب بہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کا اختیار کری جب میری امت
امتی فله اجر مائة شهید وروی عن ابی امامة انه علیه السلام قال ان لکل شیٔ اقبالا وادبارا وان من اقبال الدین ما کنتم
فاسد ہوجاوی تو اوسکی لئی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر شی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہہ ہی
علیه من العمی والجهالة وما بعثنی الله به وان من اقبال الدین ان تفقه القبیلة باسرها حتی لا یوجد فیها الا الفاسق
کہ تم سب اندہی اور جاہل تہی مجہکو اللہ نی بہیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہوگیا یہان تلک کہ اوسمین فاسق سوای ایک
والفاسقان فهما مقهوران ذلیلان وان من ادبار الدین ان تجفو القبیلة باسرها حتی لا یری فیها الا الفقیه او الفقیهان
یا دو کی نہین ہی سوی مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ مین ڈہونڈہ پہرو تو اوسمین سوای ایک یا دو فقیہون کی نہ ملی
وهما مقهوران ذلیلان لا یجدان علی ذلك اعوانا ولا انصارا فانه علیه السلام وصف المؤمن العامل بالسنة الفقیه
اور وہ بہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مددگار اور نہ کوئی یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو
فی الدین بانه یکون فی اخر الزمان عند الناس مقهورا ذلیلا لا یجد معینا ولا نصیرا ولذلك قال الثوری اذا رایت العالم
یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ مین جب تمام لوگ فاسد ہوجاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری نی کہا ہی جب تو دیکہی کہ عالم کی
کثیر الاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق ابغضوه وعن کعب الاحبار انه قال لیاتینکم زمان تکره فیه الموعظة
بہت دوست ہین تو سمجہ لی کہ وہ خالص نہین ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب دشمن ہوجاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اونہونی کہا البتہ تمپر ایک ایسا زمانہ آویگا
حتی یختفی المؤمن بایمانه کما یختفی الفاجر بفجوره ویعیر المؤمن بایمانه کما یعیر الفاجر بفجوره وانما یعظم ذل المؤمن فی
یہانتک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چہپتا پہریگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چہپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمان مین مطعون ہوگا جیسی کہ فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر
اخر الزمان لکثرة اهل الفسق والظلم والبدع ویکون بینهم غریبا کلهم یکرهونه ویؤذونه لمخالفة طریقه لطریقهم
زمانہ مین اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہوجاوینگی اور وہ اونمین تنہا ہوویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کرکر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ
ومباینة مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فیما هم علیه لا سیما ان امرهم بمعروف ونهاهم عن منکر کما قال حذیفة
اونکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہوویگا اور اونکی چال چلن سی موافق نہین ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور بدیکی اونکو منع کری
الیمانی یاتی علی الناس زمان یکون فیهم جیفة حمار احب الیهم من مؤمن یامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر وروی عن ابن عباس
بن الیمان نی کہا ہی کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتادی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی
انه علیه السلام قال یاتی علی الناس زمان یذوب فیه قلب المؤمن کما یذوب الملح فی الماء قیل بم ذلك یا رسول الله قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کسینی عرض کیا کس لئی یا رسول اللہ فرمایا
مما یری من المنکر فلا یستطیع تغییره فان من السلف من رای منکرا فلم یقدر علی ازالته فبال دما ومنهم من مرض
اسلئی کہ منکرات دیکہیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین نی منکر کو دیکہا اور مدافعت کی قدرت نہین ہوئی تو خون موتنی لگا اور بعضا مدت
ایاما وقد قال النبی علیه السلام اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون فکما ان الانبیاء لم یخلو عن الابتلاء بالجاحدین
اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگون سی زیادہ بلا مین انبیاء ہین پہر صلحاء سو جیسی انبیا منکرون کی ابتلاء سی خالی نہین ہوتی
کذلك لا یخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناهون عن المنکر عن الابتلاء بالمصرین علی المعاصی فان من
ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کی امر کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگون کی ابتلاء مین ہین جو معاصی پر اڑی ہوئی ہین بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهى عن المنكر فى هذا الزمان يكون قائما بالركن الاعظم فى الدين والمهم الذى بعث الله به جميع
اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا تو اوسنی دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکھا ہی اور بڑا ضروری کام جسکی لئی اللہ تعالی نی تمام مرسلین کو بھیجا ہی
المرسلين ولذلك قال النبى عليه السلام من امر بالمعروف ونهى عن المنكر فهو خليفة الله فى ارضه وخليفة
اور اسیھی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب
كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنهى عن المنكر وذلك وظيفتهم التى
اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ درجہ اسلئی ہی کہ انبیاء اسی واسطی بھیجی گئی ہین کہ نیک بات بتادین اور بدی سی منع کرین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو
جاء وا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى يكون نائبا عنهم فى هذا الامر العظيم وتلى منزلته منزلتهم فى هذا الخطب الجسيم
لیکر آئی ہین پہر جو شخص اونکا تابع ہوا اس باب مین اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ اونکی مرتبہ سی اس کار بزرگ مین قریب ہو جاویگا
كما اشير اليه فى قوله تعالى ان الذين يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامرون
چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت مین ہی جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سی اور مار ڈالتی ہین نبیون کو ناحق اور مار ڈالتی ہین جو کوئی کہی
بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم فانه تعالى ذكر الذين يامرون بالعدل بعد الانبياء فى الترتيب وقد
انصاف کو لوگون مین سی سو اونکو خوشخبری سنا دکہہ والی مار کی سو اسنی اون لوگون کا جو عدل کا حکم کرتی ہین بعد انبیاء کی ترتیب سی ذکر کیا اور اس
ذكر فى تفسير هذه الاية انه عليه السلام قال قتل بنو اسراءيل ثلثة واربعين نبيا فى اول النهار فى ساعة واحدة
آیت کی تفسیر مین مذکور ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ بنی اسرائیل نی تینتالیس نبی اول روز ایک ساعت مین قتل کئی پہر
فقام مائة واثنا عشر رجلا من عباد بنى اسراءيل فامروهم بالمعروف ونهوهم عن المنكر فقتلوهم جميعا فى اخر
ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا
النهار وهم الذين ذكرهم الله تعالى فى قوله ويقتلون الذين يامرون بالقسط من الناس فان اهل الدين من الامرين
یہہ وہ لوگ ہین جنکا ذکر اللہ تعالی نی اس آیت مین کیا اور مار ڈالتی ہین جو کوئی کہین انصاف کو لوگون مین سی بیشک دیندار امر بالمعروف
بالمعروف والناهين عن المنكر قلما ينفك عن ضروب الاذى وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعاية
اور نہی عن المنکر کرنیوالی اقسام تکلیفون سی اور انواع بلیات سی بہت کم بچتی ہین شہر ونسی نکالی جاتی ہین
الى السلاطين والحكام والشهادة عليهم بالكفر والخروج عن الدين ونسبتهم الى ما يوجب فسقهم من البدع والمعاصى
سلاطین اور حکام کی پاس اونکی چغلی کہاتی ہین اور اون پر کفر کی اور دین سی بیدینی کی گواہی دیتی ہین اور ایسی عمل کی نسبت کر دیتی ہین جسمین اونکا فسق واجب
وغير ذلك مما هو خير لهم فى الدنيا والاخرة فعلى هذا ينبغى للامر بالمعروف والناهى عن المنكر ان يوطن نفسه على الصبر
ہو جاوی بدعتین اور معاصی وغیرہ جو کہ اونکی حق مین دنیا اور آخرت مین بہتر ہی سو اس بیان کی موافق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستعد ہو اوسکو لازم ہی
على ما يصيبه من اذى الخلق لانه تعالى قد ذكر الصبر فى مواضع من كتابه وامر به فى بعضها وقال يايها الذين
کہ خلقت کی ہاتہہ سی جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اسلئی کہ اللہ تعالی نی صبر کو اپنی کتاب مین کئی جگہہ ذکر کیا ہی اور بعضی جگہہ صبر کا حکم فرمایا اے ایمان والو
امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون وقال فى اية اخرى واصبروا ان الله مع الصبرين
ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو اور لگی رہو اور ڈرتی رہو اللہ سی شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت مین فرمایا اور ٹہری رہو اللہ ساتہہ ہی ٹہرنیوالون کی
وقد جمع الله تعالى للصابرين من الاجور ما لم يجمعها لغيرهم وقال اولئك عليهم صلوت من ربهم ورحمة و
اور اللہ نی صبر کرنیوالون کی لئی اتنا ثواب جمع کیا ہی جو اور ون کی لئی جمع نہین کیا اور فرمایا ایسی لوگ اون ہی پر شاباشین ہین اپنی رب کی اور مہربانی اور
اولئك هم المهتدون قال العلماء كفى بالصبر اجرا ان الاعمال كلها تضاعف بعشر امثالها الى سبعمائة الا
وہ ہی ہین راہ پر علماء کہتی ہین صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہی کہ تمام اعمال دس گونہ ہو جاتی ہین سات سو تک سوا

الصبر فان اجره يوفى بغير حساب كما قال الله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب وقد جاء الامر
صبر کی کہ اوسکا ثواب بے حساب ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی صبر والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیک انکا گنت اور بیشک صبر کا حکم
بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر مصرحا في قوله تعالى وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساتھ اس آیت مین صاف ہوا ہی اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سی اور سہار جو
اصابك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهى عن المنكر قد يوذى فاذا
تجہپر بڑی بیشک یہہ ہین ہمت کی کام اور اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتی ہین جب
اوذي يجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجري عليه من اذى الخلق فهو بمشية الله تعالى وقضائه وقدره فيراه كالتاذي
اوسکو تکلیف دیوین تو اوسکو واجب ہی کہ صبر کری اور سمجھی کہ جو اوسپر خلقت کیطرف سی تکلیف گذرتی ہی سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الٰہی کی ہی سو اسکو ایسا سمجھی جیسی
بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا يستريح ويتيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجب وجوده
تکلیف گرمی جاڑی کی کہہ بیماری کی جب یہہ سمجھیگا تو رنج نہو ویگا اور یقین کریگا کہ یہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تہی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہی ہوکر رہتا ہی اوسکا ہونا ضروری
وما لم يشأ لا يكون بل يمتنع وجوده فليس للجزع منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه
اور جو نہین چاہتا ہرگز نہین ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہی اب گہبراہٹ کی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ اسمین صبر ضروری ہی اسلئی کہ جو شخص مصیبت پر بالاختیار صبر نہین کرتا
اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويترك الانتقام لانه ان لم يترك
حال انکہ محمود ہی تو وہ اوسی بڑی مصیبت پر لاچار ہوکر صبر کرتا ہی اور یہہ مذموم ہی سو یہہ ہی چاہئی کہ صبر کرکر انتقام کی درپی نہو اسلئی کہ اگر انتقام معاف
الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان
نکریگا بلکہ انتقام مین مصروف ہو ویگا تو اوسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہو ویگی اسلئی کہ عداوت پیدا ہو جاتی ہی اور مرد عاقل دشمن سی اگرچہ حقیر ہووی نڈر نہین رہتا ہی
حقيرا فاذا غفر وعفى ولم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويحترز من وقوع الندامة مع ان في العفو
اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سی کچھ خوف نہوگا اور ندامت سی بہی بچیگا باوجودیکہ عفو مین
عزة اذ قد صح انه عليه السلام قال ما زاد الله عبدا يعفو الا عزا بل ينبغي له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد
بڑی عزت ہی اسلئی کہ ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اللہ تعالی معاف کرنیوالی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اوسکو چاہئی کہ اوسپر کچھہ احسان کردی کیونکہ اوسنی
اهدى اليه حسناته ونقلها من صحيفته نفسه الى صحيفته ويرى ان اساءته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث
اپنی حسنات تحفہ دی ہین اور اپنی نامہ اعمال مین سی اوسکی نامہ اعمال مین بدل دی ہین اور یہہ سمجھی کہ میری ساتھہ اوسکی برائی میری حق مین اللہ کی نعمت ہی کیونکہ
جعله مظلوما يرتقب النصر في الدنيا والاجر في العقبى ولم يجعله ظالما يرتقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقل لو
مجہکو مظلوم بنایا کہ دنیا مین اوسکی لئی نصرت ہی اور عقبی مین ثواب اور ظالم نہین بنایا کہ دنیا اور آخرت مین ہلاکت ہوتی اور جس عاقل کو
خير بين هاتين الحالتين لاختار ان يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لخطاياه اذ لا يصيب
ان دونو حالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کری اسلئی کہ اسکو جو تکلیف خلقت سی پہنچی گی اوسکی گناہون کا عوض ہو ویگا کیونکہ مومن کو
المؤمن هم ولا غم ولا اذى الا كفر الله تعالى به من خطاياه وذلك في الحقيقة دواء يستخرج به ادواء الخطايا لان ما
جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہی تو اللہ تعالی اوسکی بدلہ اوسکی گناہ اوتار دیتا ہی اور حقیقت مین یہہ اوسکی دوا ہی کہ اوسی گناہون کی دکھہ نکلتی ہین کیونکہ
يصيبه من اذى الخلق يكون له كالدواء المر الكريهة فينبغي له ان لا ينظر الى مرارة الدواء وكراهته ولا الى من
اسکو جسقدر خلقت سی تکلیف ہوگی گویا وہ بمنزلہ دوا ہی سو یون چاہئی کہ دوا کی تلخی اور بد مزگی پر نظر نکری اور نہ اوسپر جسکی طرف سی آتی ہی
يصل اليه من جهته بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه ووصوله اليه من جهة من ينفعه بمضرته المجلس الخامس
بلکہ یون چاہئی کہ نفع پر نگاہ کری اور جسکی طرف سی آئی وہ اپنی مضرت سی فائدہ دیتا ہی پچانوین مجلس

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغبونية صاحبهما قال رسول الله صلى الله عليه
اس بیان میں کہ تندرستی اور فراغت نعمت ہے اور اس بیان میں کہ صحت اور فراغت والیکو کیا غبن ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس
دو نعمتیں ہیں کہ انمیں اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹھاتی ہیں تندرستی اور فراغت یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی
ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما ما داموا فيهما حيث لا يعملون
اسکی یہہ معنی ہیں کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں پر اکثر لوگ انکی قدر نہیں جانتی جبتک تندرست اور فارغ رہتی ہیں کیونکہ نہ اعمال صالح
الصالحات ولا يتهيأون ليوم الممات فان الانسان في حال صحته يقدر على كسب الخيرات ببدنه وماله
کرتی ہیں اور نہ موت کی دن کا کچھہ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت میں اپنی بدن اور مال دونوں سی خیرات حاصل کرسکتا ہی
واذا مرض يضعف بدنه عن العمل ويقصر يده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببدنه ولا على
اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سی تہک رہتا ہی اور ہاتھہ تہائی مال کی زیادہ سی کوتاہ ہوجاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ
التصرف في ماله الا مقدار ثلثه فينبغي له ان يغتنم صحته ويجتهد في اكتساب الخيرات ببدنه وماله وكذا في
مال پہ قابو سوای تہای حصہ کی سو لایق یہہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جانکر بدن اور مال سی خیرات کرلی اور ایسی ہی
حال فراغه يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا بدل الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان
فراغت میں طاعت پہ بی روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پہر اگر فراغت کی بعد دہندی میں لگ گیا تو موانع پیدا ہوجاوینگی پہر طاعت کا اختیار کہاں رہتا ہی کیونکہ
الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشتغلا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون
انسان کبھی بھلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہیں ہوتا بلکہ کمائی کی کاربار میں لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تونگر ہوتا ہی پر تندرست نہیں ہوتا
صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون بيان ذلك ان الدنيا مزرعة
اور جب اسکو صحت اور فراغت دونوں ہوں پہر سستی کی مارے طاعت نکری تو وہ ٹوٹے میں ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی کہیتی
الاخرة وفيها التجارة التي يظهر ربحها في الاخرة فمن استعمل فراغه وصحته في طاعة الله تعالى فهو المغبوط لان
ہی اور دنیا میں ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت میں ملتا ہی پر جسنی اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالی کی عبادت میں صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی
الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن استرسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء الخالدة الى الراحة
کہ فراغت کی بعد کاربار لگجاتی ہیں اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت میں ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی بی مہار پہرتا رہا
فترك المحافظة على الحدود والمواظبة على الطاعات يكون مغبونا وكذلك اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون
اور نگہبانی حدود پہ اور مداومت طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹھاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہو وی کیونکہ کاربار کو بعضی وقت
له معذرة بخلاف الفارغ اذ يرتفع عنه المعذرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه ويسعى في
عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلئی کہ فارغ کو کوئی عذر نہیں ہوتا اوسپر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یوں ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجھہ کر صالح اعمال میں
تحصيل الاعمال الصالحات ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفاس العمر جوهرة نفيسة لا قيمة لها لانها
خوب سعی کری اور عمر کو بیہودہ برباد نکری کیونکہ عمر میں سی ہر ہر دم ایک نفیس بی بہا جوہر ہوتا ہی اسواسطی
صالحة لان توصله الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السرمد فاي جوهرة انفس من هذه الجوهرة فاذا ضيعها
کہ اوسکی وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سی بچ سکتا ہی پہر اس جوہر سی کونسا جوہر بہتر ہوگیا پہر اگر اسکو غفلت میں کہو دیا
في الغفلة فقد خسر خسرانا عظيما واذا صرفها الى المعصية فقد هلك هلاكا مبينا فان عمر الانسان ميدان للاعمال
تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور جب اسکو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مارا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی لئی فراخ میدان ہی

٤ ومن استعمله في معصية الله تعالى فهو المغبون م
اور جس نے اسکو معصیت میں صرف کیا تو وہ ٹوٹے میں ہی

الصالحۃ المقربۃ له من الله تعالی والموجبۃ له جزیل الثواب فی یوم الحساب وھذہ ھی السعادۃ التی لیس
جو اللہ تعالی سی نزدیک اور قیامت کی دن بڑائی ثواب واجب کردی اور یہہ ہی وہ سعادت کہ انسان کی لئی

للانسان منها الا ما سعی کما قال الله تعالی وان لیس للانسان الا ما سعی فکل وقت یفوت من عمرہ خالیا من عمل صالح
اسمین سی وتنا ہی ہوتا ہی جو کر چکی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو کمایا پہر جو دم زندگی کا عمل صالح سی خالی گذرتا ہی

یکون حسرۃ وندامۃ علیه یوم القیمۃ علی ما جاء فی الخبر ما من ساعۃ یاتی علی العبد لا یذکر الله تعالی فیها الا کانت
وہ اوسپر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہی کہ اوسمین اللہ کی یاد نہین کرتا وہ ہی اوسپر

علیه حسرۃ وروی عن ابی هریرۃ انه علیه السلام قال ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول
حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہوویگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان مسیئا ندم ان یکون نزع وروی عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکوکار ہی تو یون نادم ہوگا کہ زیادہ کیون نکیا اور اگر بدکار ہی تو یہہ ندامت ہوگی کاشکی مین باز آتا اور ابن عباس سی روایت ہی

فی تفسیر النفس اللوامۃ ما من احد الا ویلوم نفسه یوم القیمۃ یلوم المحسن نفسه ان لا یکون ازداد احسانا ویلوم
کہ نفس لوامہ کی تفسیر مین کہا ہی جو کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن تو اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیون نکیے اور بدکار

المسیئ نفسه ان لا یکون رجع عن اساءته فیا ایها العاقل لا تضیع عمرك فی الغفلۃ فاجتهد فی تحصیل امتعۃ الاخرۃ قبل
اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ بدی سی باز کیون نہ آیا سو ای عاقل اپنی عمر غفلت مین مت کہو اور آخرت کا سامان حاصل کرنیمین کوشش کر اوس وقت کی پہلی

ان یجیئ یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم علی ما فات من عمرك فی غیر طاعۃ
کہ ایسا دن آجاوی کہ تو اوس روز کچھہ حاصل نہ کرسکیگا اور اب تو جلد اوس دن کو دیکھہ لیگا اور گذری ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سی خالی گئی ہی

ربك ولا ینفعك الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا وکان شغله یمنعه من العمل واحال ذلك العمل علی فراغه
ندامت اوٹہائیگا اور ندامت سی کچھہ فائدہ نہو گا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دہندہ مین لگا رہتا ہی اور وہ مشغلہ عمل سی روک لی اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر ملتوی

وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من وجهین احدهما ایثار الدنیا علی الاخرۃ ولیس هذا من شان العقلاء وقد
رکہہ کر کہی فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہہ اوسکی حماقت ہی دو وجہہ سی ایک دنیا کا پسند کرنا آخرت پر یہہ عقلاء کی شان سی نہین ہی اور

قال الله تعالی بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی وثانیهما تسویفه العمل الی اوان فراغه فانه قد لا یجد مهلۃ
اللہ تعالی فرماتا ہی کوئی نہین تم آگی رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور دوسری وجہہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت مین رکہنا کیونکہ بعضی وقت

بل یختطفه الموت قبل فراغه او یزداد شغله لان اشغال الدنیا یستلزم بعضها بعضا فیبقی بلا زاد لیوم المعاد
فرصت نہین ملتی بلکہ موت فرصت سی پہلی اچک لیتی ہی یا دہندہ بڑہ جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کاروبار آپسمین ملی جلی مسلسل ہوتی ہین پہر یہہ شخص معاد کی لئی خالی ہی توشہ رہ جاتا ہی

فالواجب علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله تعالی
پس آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ مین جلدی کری کیسا ہی وقت ہووی موت سی پہلی اور فوت ہونی سی آگی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضها السموت والارض اعدت للمتقین فان من تعلق قلبه بالدنیا و
اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگارون کی بیشک جسکا دل دنیا مین الجہتا ہی

اخذ منها القدر الزائد علی حاجته من الطعام والشراب واللباس یکون مضرۃ علیه الا ان یستعین به علی
دنیا مین سی حاجت سی زیادہ کہانا پینا لباس حاصل کرچکتا ہی تو اوسکی حق مین مضر ہوتی ہی ان اگر اوس سی طاعت الہی کی استمداد لی

طاعۃ الله تعالی لان کل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان یفارقه فان کان احبه لغیر الله تعالی یعذب
تو مضر نہین کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کرلیتا ہی تو بالضرور اوس سی جدا ہوویگا اگر اوسکی محبت سواء اللہ کی اور وجہہ سی تہی تو اوسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه ما يكفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة
بہی عذاب ہوویگا اسلئی کہ ویسا ہی الم ہوتا ہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتا ہی کیونکہ جسکی پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہی تو فارغ دل ہوتا ہی پہر اگر سو

دينار ينبعث من قلبه عشر شهوات يحتاج كل شهوة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجده بل يحتاج
اشرفیاں اوسکو ہاتہ لگ جاوین تو اوسکی دلین شہوت کی دس شاخین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر شہوت مین سو سو دینار کی حاجت ہووی پس جو ہاتہ آیا تہا کافی نہین ہوتا بلکہ

الى تسعمائة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه
نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یون ہی کہ جب یہہ سو نہ تہی تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی تو گمان کرتا ہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہین سمجہتا

صار محتاجا الى تسعمائة اخرى ليشتري دارا ويعمرها ويشتري جارية ولباسا فاخرا لها ولنفسه وكل منها
کہ نوسو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان خریدی یا چنوا دی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لئی ستہری ستہری پوشاک بنلوا دی ہر یکی کی لئی

يستدعي ما يناسب ويليق به مما لا آخر له فيقع في هاوية اخرها قعر جهنم ولا اخرها سواه وقد حكي ان واحدا
لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہین سو یہہ ایسی گڑہی مین گرتا ہی جسکا انجام دوزخ کا گہراؤ ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہین ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حمل اليه قدح من فيروزج وكان ذلك القدح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففرح به الملك فرحا شديدا
بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اوسمین جواہرات جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہنی مین نہین آیا تہا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقرا قال كيف قال لان كل ما يملكه
اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیسا ہی عرض کیا مجہکو تو تیری حق مین مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان في الدنيا لا يدوم فهذا القدح ان ضاع او انكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة
دنیا مین جو ہوتی ہی ہمیشہ نہین رہتی پہر یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اسکی حاجت ہووگی اور ایسا نہین ملیگا تو تمپر ایسی مصیبت ہوویگی

لا جبر لها وقد كنت قبل ان يحمل اليك في امن من المصيبة والفقر ثم في يوم من الايام قد اتفق ان القدح قد انكسر فعظمت
جسکا کچہہ علاج نہین ہی اور بیشک تم اسکی پہلی کہ یہہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن مین تہی پہر ایک روز اتفاقاً وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فيه مصيبة الملك وقال ما قال الحكيم كان حقا ليته لم يحمل الي وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل
بادشاہ کو بڑاہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتا ہی بلکہ اس سی بہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنيا فانهم معذبون بالحرص عليها والتعب العظيم في تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها
علاقہ رکہتی ہین یہہ لوگ بہی اوسکی حرص مین جلا کرتی ہین اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہین اور اوسکی حسرت مین تڑپا کرتی ہین جب جاتی رہتی ہی

ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبتها لا تنفك عن ثلث مصائب
اور اسہی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سی خالی نہین ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها من العذاب العاجل الا هذا يكفي له مصيبة فكيف اذا حيل
فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ نہوتا تو یہہ ہی مصیبت کافی تہی پہر کیا حال ہوگا جب اوسمین

بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذاته التي شغلته عن
اور اوسکی تمام محبوبات اور لذات مین موت حایل ہوجاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا موافق اوسیکی لذت کی جسنی زاد اخروی کی سعی سی روک رکہا تہا

سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه
اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہون تو مرتی وقت ایکدم مین اوسپر ہزار مصیبتین پڑجاوینگی کیونکہ اوسکی

كان يحب جميعها ويسلب عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب
محبوب تہی اور ایک لحظہ بہر مین سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت مین پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی پیش آویگا

مونه من الالم فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل
علاوه اوسی جو الله تعالی نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہی لوگوں کی لئے جو دنیا کی زندگی دوست رکھتی ہیں اور پسند کرتی ہیں خلاصہ یہ ہی

ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
کہ سوای الله کی جو کسی شی کو محبوب رکھتا ہی اور اوسکی محبت واسطی الله کی نہو اور نہ اسلئی کہ وہ طاعت الٰہی پر امداد کرتی ہی تو اوسی ضرر حاصل ہوتا ہی

له به الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به
برابر ہی کہ وہ شی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہاتھ آئی تو غصہ میں رہتا ہی اور تعب سی آرام نہیں پاتا اور اگر میسر آگئی

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال
تو میسر آنیسی پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الاخرة يصير
دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میسر آئیں اور عمر اسی میں تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نکی تو مرتی ہی

عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا
گویا کچھ نہ تہا نہ کوئی عیش تہا اور نہ کچھ لذت تہی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاویگی اور دو وجہ سی عذاب

بنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
ہوگا جسکا آرام پاتا تہا اس جہت سی کہ وہ فوت ہوئی اور دلکو اوسی بڑا لگاؤ تہا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع

وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من
اور دوام کی لئی تہا حاصل نہوا سو محبوب ہاتہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا یہ تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و
ہوگا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور الله کی سامنی ہونا اور

لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيئان العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه
آدمی کی ساتہ مرتی دم دو ہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہ ہی آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور الله تعالی کی

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض
دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی

الجنة الى ان يدخل وان الرؤية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملئكته وكتبه ورسله وسائر
یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الٰہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا

ما يجب العلم به من الاعتقاديات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب
اور اور جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص لله اور کتاب الله

الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر الا
اور سنت رسول کی موافق ہو پہر کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بدون باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میسر ہوتی

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه
بدون کہانی پینی اور گہر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہیئی پہر وہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی نی دنیا میں سی

العبد من الدنيا لاخرته لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه مزرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة
آخرت کی لئی لیا ہی تو یہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان

عبارتان عن حالتین من احوال الانسان فالقریب الدانی یسمی دنیا وهو کل ما ینقضی لذته قبل الموت والمتاخر
انسان کی دو حالتین ہوتی ہین سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سی پہلی ہوگی اور پچھلی حالت

المتاخر یسمی آخرة وهو کل ما لا ینقضی لذته بعد الموت فعلی هذا ان جمیع ما یکون للانسان الیه میل ویکون له
درنگ کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد مرت کی تمام ہو وی اس بیان کی موافق جو جو چیزین کہ آدمی کو اونکی طرف رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ عاجل لیس بمذموم بل کل ما کان له فیه حظ عاجل قبل الموت ولا یبقی له ثمرته بعد الموت فهو من الدنیا فی حقه
حظ ابھی ہی سب مذموم نہین ہین بلکہ جسمین کہ ابھی حظ ہو وی موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد نرہی وہ ہی اوسکی حق مین دنیا ہی

وکل ما یکون له فیه حظ عاجل قبل الموت ویبقی ثمرته بعد الموت کالطاعات والعبادات وما یکون له اعانة علیها فهو
اور جسکا حظ ابھی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مددگار ہین سو وہ

لیس من الدنیا فی حقه بل هو من الآخرة اذ روی انه علیه السلام قال حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء
اوسکی حق مین دنیا نہین ہین بلکہ آخرت مین داخل ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مجھکو تمہاری دنیا مین سی تین چیزین محبوب ہین خوشبو اور عورتین

وقرة عینی فی الصلوة فانه علیه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنیا ولذلك اضافها الیها لان التلذذ بتحریك
اور ٹھنڈک میری آنکھون کی نماز مین ہی اب نبی علیہ السلام نی نماز کو دنیا کی لذتون مین ٹھہرایا اسیلئی دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئی کہ تلذذ ہاتھ پانوٴن کا

الجوارح فی الرکوع والسجود انما یکون فی الدنیا وکل ما یدخل فی الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فیکون من الدنیا
رکوع اور سجود مین دنیا ہی مین ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہوتی کا سو وہ عالم ظاہر کا ہی دنیا ہی کی ہوگی

لکن لا یعد منها بل یعد من الآخرة لبقاء ثمرته یسرنا الله تعالی علی موافقة الرضا دائما المجلس السادس والتسعون فی بیان من اکل
لیکن آخرت مین شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی الٰہی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چھیانوین مجلس بیچ بیان ممانعت اوس شخصکی جو

ما فیه رائحة کریهة من دخول المسجد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا یقربن
بودار چیز کہاوی مسجد مین آنی سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اس درخت بدبو سی کہاوی تو ہماری مسجد کی نزدیک

مسجدنا فالملئکة تتاذی مما یتاذی منه الانس هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة واسم الاشارة
ہرگز نہ آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہین جس سی آدمیون کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسم اشارہ یعنی لفظ

الواقعة فیه اشارة الی جنس ما له رائحة کریهة والمعنی ان من اکل شیئا ما له رائحة کریهة فلا یقربن مسجدنا والظاهر من
ہذہ جو اس حدیث میں آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس بدبو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کہاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی اور اضافت کا

الاضافة ان یکون المراد من المسجد مسجد النبی علیه السلام لکن الجمهور قالوا هو عام لکل مسجد لقوله علیه السلام
ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی ہی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن تمام علما کہتی ہین کہ سب مساجد کی حق مین عام ہی اسلئی کہ ایک اور

فی حدیث آخر فلا یقربن المساجد بل الحقوا به کل مجمع الخیر کمجلس العلم ومصلی العید والجنازة وغیرها لوجود العلة
حدیث مین یون آیا ہی وہ مسجدون کی نزدیک نہ آوی بلکہ علماء نی تمام انبوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد مین داخل کیا ہی کیونکہ علت

التی هی تاذی الملئکة والناس فیها ثم ان هذا لیس نهیا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤکدة تشبه
موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیون کی تکلیف پہر یہہ مسجد مین آنی سی اور جماعت مین ملنی سی نہی نہین ہوئی ہی اسلئی کہ جماعت سنت موکدہ واجب کی مثل ہوتی ہی

الواجب فلا ینبغی ترکها باستعمال ما یمنع من حضورها بل هو نهی عن تناول ما یمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة
سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سی جو جماعت سی بند رکہی لایق نہین ہی بلکہ یہہ ممانعت ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد مین آنی اور حضور جماعت سی منع کری

وقد روی انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل او الثوم امر به فاخرج الی البقیع ولهذا قال
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص مین سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع مین نکال دیں اسی لئی فقہاء کہتی ہین

الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده او رجله
جسمین سی ایسی بو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کھینچکر
دون اللحية وشعر راسه فعلى هذا يلزم ان يمنع من قربان المسجد من يتناول الدخان الذى ظهر فى هذا الزمان
پر داڑہی اور سرکی بال نہ کھینچی سواس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد مین آنی سی جو لوگ دہوان کھینچتی ہین یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ مین
من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام لكراهة رائحته اشد من كراهة
کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئی ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بوسی بدتر ہی
رائحة البصل والثوم بل يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده او رجله كما هو راى الفقهاء فى كل من يوجد
بلکہ اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں سی کھینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رای ہی ہر شخص مین کہ ایسی بدبو آتی ہو
فيه رائحة كريهة يتاذى بها الخلق واما عند عدم اتيان المسجد فهل يحل استعماله كما يحل اكل البصل والثوم ام لا
کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوی تو آیا اوسکا استعمال حلال ہی یا نہین جیسی پیاز لہسن کہانا حلال ہی
لاشك انه ليس كالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام ومما يكون للفقراء الغذاء والادام وهذه الدخان
اسمین کچہہ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہی کیونکہ پیاز لہسن سی تو کہانا سنورتا ہی اور فقراء کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ مین ہرگز
لا يصلح لشئ من ذلك اصلا وقد كثر فيه الاقاويل والحق الذى عليه التعويل ان الفعل الاختيارى الصادر عن المكلف
کچہہ بہی نہین ہوسکتا اور اسمین گفتگو بہت ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سی عمل مین آوی
ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب واللهو وفى كتاب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة
اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہی یا لعب ہی یا لہو ہی اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچہہ فرق نہین
لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض فى القران وهو على ما ذكره بعض العلماء وكان حقيقا بالقبول ان العبث
بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہی کیونکہ قران مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کام ہوتا ہی
الفعل الذى ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذى فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ
جسمین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی لہو ہوتا ہی پر اسمین حظ نفس
النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر فى القران الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اسمین ضروری کام رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ جہان قرآن مین آئی ہین سو بطریق ہجو کی آئی ہین پہر جب لعب اور لہو
والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فى اللعب او العبث او فى اللهو بل هو بالعبث انسب لخلوه
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا عبث ہی یا لہو ہی بلکہ وہ عبث سی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسمین
عن اللذة التى فى اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطان فحينئذ يدخل فى
لذت نہین ہی یا الہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بسبب تسویل شیطانی کی کچہہ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا
اللعب او فى اللهو مع كونه عارية عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشئ من
یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سی خالی ہی یہہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیاوی سی بہی کیونکہ ہرگز کچہہ نہین بن سکتا
الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام
نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسواسطی کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد غبار نہوتا
لعاش ابن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن
تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہی کہ تین چیز سی بچو اور چار چیز اپنی اوپر لازم کرلو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی دہوین اور غبار اور بدبوی بچو

وعليكم

وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه
اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دہوئیں اجزاء ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور اسمیں
نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية
کچھہ تہوڑی نارية یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہیں جب تمام قسم کا دہوان مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون موديا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب
پہر تو اسّی بہت سی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جایز نہیں ہی اسلئی کہ ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی
ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر شی کا برتنا حرام ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی مرضوں کا کسی قسم کی دہوئیں سی علاج کیا کرتی ہیں اور اسکا فائدہ ظاہر ہوتا ہی
فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان
پہر ممانعت تمام قسم کی دہوئیں سی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تا کہ اوس سی خشکی پیدا ہو جاوی پہر اگر
قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی
ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سی ہی جو مزاجوں سی واقف ہو اور اوس مقدار کا معلوم کرنا جسمیں نفع ہو ضرور چاہئی ورنہ تو پینا
عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعادل ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتی ہیں اختلاف کرتی ہیں بعض ضرر کا قایل ہی
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اسمیں شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزونی دیانت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انه يحدث في ابتداء قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
کہ ابتدا میں تو جسم میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں ہاضمہ پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑجاتی ہی تو بینائی پر
غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة
پردہ سا اور اعضا میں بوجہہ اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسلئی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی ساتہہ خشکی کرتا ہی
فيفعل في ابتدائه ما ذكروه اولا وفي انتهائه ما ذكروه اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ
سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی اگر نفع ثابت ہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی اسلئی کہ اب
يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جایز نہیں ہی اسلئی کہ جب دوا مرض نہیں ہوتا جسی دور کری تو بدن میں اثر کرتی ہی دیکہہ تو شراب قطعی حرام ہی اور قرآن
قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
سی اوسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی لوگوں کا اور انکا گناہ فائدی
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمى جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز ووجه
سی بڑا ہی لیکن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پڑتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى
وجہ سی عدم جواز اور حرمت لازم آتی ہو تو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کو قایم رکہیں گی پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی اچہی وجہ ہی کہ جسکا

الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال
اوسکا اصول کی طرف ہی یعنی حق یون ہی کہ اشیاء مین نبوت سی پہلی پہلی کسیطرح کا خاص حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی

الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی
اشیاء سب حرام ہین سوای اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کری دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سواء اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر

حرمته والثالث وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی
دلالت کری اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ ضرر کی چیزین حرام ہین یعنی اصل اوسمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اس آیت کی

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان ولا یمتن الا بالحلال الجائز فکانه تعالی قال هو
وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین مین ہی سب کیونکہ اسہ تعالی اسکو امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اسہ تعالی گویا یہہ

الذی خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه
فرماتا ہی کہ اسہ وہ ہی کہ تمام جو زمین مین منافع ہین تمہاری لئی پیدا کئی ہین تاکہ اوس سی فائدہ لو اور اسہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ

لو کان نافعا لکان الاصل فیه الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الآجل فیکون الاصل فیها الحرمة
اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اسمین حرمت ہی ہوویگی

بل لو وقع الشك فی امره تغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بین والحرام بین و
بلکہ اگر اسمین شک ہی ہووی تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور

بینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات کان
انکی بیچمین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو

کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمتها لانه
ایسا ہی جیسی چرواہا بیڑ کی گرد چراتا ہوا ہی بیڑ کی اندر جا پڑیگا اور علماء کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی

اخبر فی هذا الحدیث ان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما مما یفسده
علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا عمل جسکا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی

او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترك بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه حکمه
سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی

ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجیا من العیب و
اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پہر جسنی چھوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی

اللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر انه علیه السلام
بچا رہا اور جسنی نچھوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام مین واقع ہوگا اور بعضی علماء کہتی ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبك الی ما لا یریبك
امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہو سو اوس سی بچتا رہ اور ایک وہ امر ہی کہ جسمین اختلاف ہو سو چہوڑ شک مین ڈالتی کو

ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب ووقع فی الاضطراب فاقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل
طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈال رکہا ہی اسکا حکم کم سی کم مرتبہ کراہت کا ہی اور یہہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی

کثیر مما یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه
ان دلائل سی کہ اکثر بیان کرتی ہین کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دکہہ کی دوا ہی اور ہمنی پی کر اپنی امراض کو مفید پایا اسلئی کہ یہہ تقریرین شیطانی شبہات ہین اور ابلیس کی تزیین ہی

[illegible]

لهم حتى تتولد من كثافته الادواء في عاقبة امره لان تكراره يؤذي ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
تا کہ آخر کو اوسکی کثافت سی بیماریان پیدا ہوجاوین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہی پہر اوسی حرارت پیدا ہوجاتی ہی آخر کو مرض ہوجاتا ہی
لا دواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
دوا نہین ہوتا پہر اونکی قول کی موافق لازم آتا ہی کہ تمام لوگ بیمار ہون اور اونکا مرض ہی تمام چارون فصلون مین ایک ہی طرحکا ہووی اور اونکا
معالجتهم فيها بشيء واحد على جهة واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاعة المال لانه يشترى
علاج بہی تمام فصلون مین ایک ہی شی اسی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان کسیعاقل پر پوشیدہ نہین ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ خوب مہنگا
بثمن غال فيدخل في الاسراف المحرم وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان
خریدتا ہی اب اسراف ہوتا ہی جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی نی دیار حجاز مین ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو دہوئین کی باب مین ہی یعنی
استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حيث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل ہی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزا آگ کی اجزا مین ملی ہوتی ہین اور وہ باعتبار اجزا ناری کی
النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص
استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اب اس نص سی
على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس عليه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دہوان بہی حرام ہوا جو آگ سی نکلتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی دہوئین کو عذاب کی اسباب مین مقرر کیا ہی چنانچہ یونس علیہ السلام کی
لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب
قوم کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپرسی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی کیونکہ جو عذاب اونپرسی دفع ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی
يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشي الناس هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية معناه الحقيقي على قول
سو تو راہ دیکہہ جسدن کرلادی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو یہہ ہی دکہہ کی مار اور دخان سی اس آیت مین جو مذکور ہی ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہین
وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہی کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہی اور جس شی مین تعذیب واقع ہوتی ہی اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء
قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى
متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا چاہئی جیسی بطن محسر محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی ایک جنگل کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو
فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى ثم ان المستعملين له ترى انه يخرج
ہلاک کیا تہا اور جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا تو جس شی سی عذاب ہوا ہو اولی تر بہاگنا واجب ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی کہ اونکی حلق
من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذي يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الخبر انه يكون في اخر
اور ناک سی دہوان نکلتا ہی اور اسمین دوزخیون کی مشابہت ہی اور اونکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین
الزمان دخان يملاء الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه
دہوان پیدا ہو کر تمام زمین کو بہر دیگا لوگون پر چالیس دن تک رہیگا مؤمن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک مین سی اور کانون مین
وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل
اور آنکہون مین سی دہوان نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر جیسا بہنا ہوا جلسا ہو جاویگا اب مؤمن کو لایق نہین ہی کہ عذاب والون کی مثل بنی اور نہ یہہ چاہئی کہ ایسی چیز برتی
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوہی اور تانبی کی انگوٹہی پہنی مکروہ کہتی ہین کیونکہ حدیث مین ثابت ہوچکا ہی

الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره البلالي في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن
کہ یہہ دونو دوزخیون کی زیور ہین۔ اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ جانتی تہی

ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا وهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في استعماله
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اور یہہ دخان تو اولی تر مکروہ ہی اسلئی کہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذرچکا ہی پہر اگر اسکی استعمال مین

الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل الايمان لكان باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا اونکی طریقہ کفار کی جنہون نی ایجاد کرکر بلاد اسلام مین پہیلایا تا کہ ایمان والون کا ضرر ہووی اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کرنیکو

على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه بل لو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الريح والانتان لكان
بڑا باعث تہا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع تہا بلکہ اسکی استعمال مین اگر کچہہ نہوتا سوا سیاہ ہونی کپڑون اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی توبہی

زاجرا للعاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى مالا يعنيهم ان نصحوا
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنیوالا موجود تہا لیکن اس زمانہ کی طبیعتین اکثر کند غیر مطیع ہین ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہین اگر بہلی بات کہو تو مانی

لا يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فهموا لم يعملوا بما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد
اور اگر سکہاؤ نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو اسکی موافق کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین راہ سنوار کی

لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه
وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ اولٹی اسکو ٹہراوین راہ الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك مالا يعنيه من القول والفعل

قال رسول الله صلى الله
ستانوین مجلس اس بیان مین کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
علیہ وسلم نی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی ہی بیہودہ کا ترک کرنا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ

اسلام الرجل لا يكون كاملا وحسنا الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فيه اصلا لا في الدنيا ولا في الاخرة
ہین کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہین ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چہوڑ دی جنمین اوسکا ہرگز کچہہ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا

ومما لا منفعة له فيه اصلا الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى
اور جسمین کہ ہرگز کچہہ منفعت نہین ہی ایک حقہ بہی ہی جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اوسکی

بمصه كافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر في اوائل القرن الحادي عشر وصار فتنة عظيمة على عامة البشر
پینی مین تمام خلق خاص وعام مبتلا ہوگئی ہی بیشک حقہ گیارہوین قرن کی اول مین نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہو گیا ہی

اذ شاع تناوله في البلدان بين الرجال والنساء والصبيان فلزم على علماء الدين بيان حكمه للمسلمين هل يحل استعماله
اسواسطی کہ اسکا پینا شہرون کی اندر مردون اور عورتون اور بچون مین پہیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانون کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی

ام يجب اجتنابه فاستمعوا يا اولي الالباب ما يقال لكم في هذا الباب قد كثر فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان
یا اسی اجتناب واجب ہی سو ای ہوش والو جو اس باب مین مذکور ہوتا ہی سنو اسمین بہت سی گفتگو ہی اور حق جسپر اعتماد ہو سو یہہ ہی

الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب و
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی تو اسی تفصیل پر ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا

اللهو وفي كتب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة لكن لابد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القران وهو على ما ذكره
لہو اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچہہ فرق نہین بیان کیا پر فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض

بعض الفحول لو کان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة
بعضی علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمین نہ کچہہ فائدہ ہو اور نہ لذت　اور جس کام مین لذت ہو وی بلا فائدہ
فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس بحیث تشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القران
تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو اتنا ہی کہ اسمین نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ لہو مین ضروری کار بہی رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسلئی کہ انکا ذکر قرآن مین
الا علی طریق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب او فی اللهو او فی
جہان آیا ہی سو بطور ہجو کی ہی پہر جب ان تینون کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی　اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی　یا
العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التی فی اللعب و اللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له
عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ مین وہ لذت نہین ہی جو لعب اور لہو مین ہوتی ہی یا آہی شاید کہ بعضی پینی والون کو شیطانی تسویل یعنی دہوکہ سی
بتسویل شیطانی فحینئذ یدخل فی اللعب او اللهو وعلی ای وجه کان فهو عار عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة
لذت حاصل ہوتی ہو　پہر اب لعب یا لہو ہوگا　اور بہر صورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی　یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ سی بہی
الدنیویة ایضا لانه لا یصلح لشئ من الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر
خالی ہی　کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہین ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی　بلکہ وہ مضر ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان مضر ہوتا ہی
قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة ولا حاجة
شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد و غبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچتی رہو اور چار چیز کو لازم کرلو پہر تمکو طبیب
لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام وذکر فی القانون ان جمیع
کی کچہہ حاجت نہین ہی دہوین　اور غبار　اور بدبو سی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹہائی　اور خوشبو اور حمام لازم کرلو　اور قانون مین مذکور ہی
اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان مجففا یکون
کہ دہوئین کی سب قسمین جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہین اور اسمین کچہہ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہین جس صورت مین کہ دہوین کا تمام اقسام خشکی کرتی ہین تو حقہ
هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنیة فیکون مودیا الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب صیانة
بدنی رطوبات کو خشک کرتا ہی　اب اسمین بہت امراض پیدا ہو دینگی　سو اسکا پینا جایز نہین ہی کیونکہ مضرتی سی نفس کا بچانا واجب ہی
النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء قد یعالجون بعض
اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی　کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی　اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبہی کبہی　بعضی
الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهدون نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انهم یعالجون
بیماریون کا علاج کسی قسم کی دہوئین سی کیا کرتی ہین اور اوسکا نفع ظاہر ہوتا ہی　اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی
به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف لا یضر فی البلغی لکثرة رطوباته
لئی علاج کرتی ہین مداومت کی لئی نہین کرتی تاکہ اوس سی خشکی پیدا ہووی　اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہین کرتی کیونکہ اوسمین رطوبات بہت ہوتی ہین
وانتفاعه بتجفیفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد فی معرفة ذلك من طبیب
اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ سی وجہ ممانعت کی کیا ہی　سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہین ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی
حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی ینتفع به والا فالاقدام علیه حرام مطلقا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان
جو مزاجون کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی معرفت جسمین فائدہ ہو ضرور چاہئی اور نہین تو اودہر کو قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور مرض مین تردد ہی　کیونکہ
العدول من مستعملیه قد اختلفوا فیه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بعدم ضرره ومنهم من شك فیه لکن
عادل لوگ حقہ پینی والی اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہین　اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین کرتا　اور بعضون کو اسمین شک ہی　لیکن

الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب قال انه يحدث في ابتدائه قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في
فريق اغلب جنكي جانب قريب بحق ہی کہتی ہین کہ حقہ پہلی پہلی جسم مین قوت اور نظر مین تیزی اور اعضا مین نشاط

الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث ضعفا في البدن وثقلا في الاعضاء وغشاوة في البصر
اور طعام مین ہضم پیدا کرتا ہی پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بدن مین ناتوانی اور اعضا مین بوجہہ اور نظر پر پردہ

وامساكا في الهاضمة وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتدائه ماذكر اولا وفي انتهائه
اور ہاضمہ مین امساک پیدا کردیتا ہی اور یہہ ثابت ہی اسلئی کہ طبیب اسکو کچہہ حرارت کی ساتہہ مجفف کہتی ہین سو اول مین تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو

ماذكر اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد
جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی کہ اگر نفع ثابت بہی ہووگا تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسلئی کہ اب دوا ہوویگا اور صحت مین دوا کا استعمال کرنا جایز نہین ہی

زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيودي الى الضرر وما يودي الى الضرر يمنع من استعماله الا ترى ان
اسلئی کہ دوا جب بیماری کو نہین پاتی کہ جسی دور کری تو بدن مین اثر ا... پہر ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اوسکا استعمال جایز نہین ہی دیکہہ تو

الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس
شراب نص سی حرام ہی اور اوسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ ارشاد فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئیکا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدہ ہی لوگونکو

لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يمحى جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شئ وجوه كثيرة توجب الحل والجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا ... فقہا کہتی ہین اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہین لازم آتا ہو

ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون
اور ایک وجہ سی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دیگی اگر کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہین کہ ہم حقہ پی کر

عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول بعدم النفع فيه فالجواب على ماذكره بعض المتناولين له لتجربة نفعه
بدن مین خفت پاتی ہین اب بی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی تو جواب موافق بیان حقہ پینی والون کی جو نفع ضرر کا تجربہ کرچکی ہین یہہ ہی

وضرره ان المستعملين له يحصل لهم حال استعماله الم شديد وعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم
کہ حقہ پینی والون کو حقہ پیتی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب پی چکتی ہین تو اوس الم سی نجات اور راحت ہوتی ہی

راحة فيظن هؤلاء المساكين ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہہ بیچاری بول سمجہتی ہین کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی یہہ نہین سمجہتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی

ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد
پہر اشیا کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہ جسکا مرجع اصول ہی یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ نبوت سی پہلی اشیا مین کوئی حکم نہو اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة
علما کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ کہ اشیا سب حرام ہین بجز اوسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہوجاوی اور دوسرا قول یہہ ہی

بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على حرمته والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان
کہ سب اشیا مباح ہین بجز اوسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہووی تیسرا قول یہہ ہی اور یہہ ہی صحیح ہی کہ اشیا مین تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزین سب حرام یعنی

الاصل فيها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم ما في الارض
اصل اونمین حرمت ہی اور نفع کی چیزین سب مباح یعنی اصل اونمین اباحت ہی بدلیل اس آیت کی وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین مین ہی

جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان ولا يكون الامتنان الا بالنافع المباح فكانه تعالى قال هو الذي خلق لاجلكم
سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت احسان کی محل مین فرمائی اور احسان جب ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو اب گویا اللہ تعالی کا یہہ ارشاد ہی کہ اللہ وہ ہی جسنی تمہاری

جميع

جمیع ما فی الارض من المنافع لتستنفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان
فائدہ کی لئی جو زمین مین ہی پیدا کیا تا کہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسیہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی کیونکہ حقہ اگر
نافعا لکان الاصل فیه الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو کان فی الاجل فیکون الاصل فیه
نافع ہوتا تو اصل اسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ حقہ مضر ہی اگر چہ انجام کو ہو سو اصل اسمین
الحرمة بل لو وقع الشك فی امره لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة آذ روی انه علیه السلام قال الحلال بین والحرام
حرمت ہی ہی بلکہ اگر اسمین شک بہی ہو تو بہی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حلال ظاہر ہی
بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات
اور حرام ظاہر ہی اور ان دونو کی بیچ مین مشتبہات ہین انکو اکثر لوگ نہین جانتی پہر جو شخص مشتبہات سی بچتا رہا اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات مین پڑ گیا
وقع فی الحرام کالراعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمتها لانه
حرام مین مبتلا ہوا جیسی چرواہا بیڑ کی گرد ہی بیڑ کی اندر گہس جاویگا اور علماء کو ان مشتبہات کی حکم مین اختلاف ہی بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی
علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما
علیہ السلام نی اسحدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال ظاہر نہین ہی تو اسکا دین فساد اور نقصان سی
مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه
اور اوسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت بچی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل مین لایا تو وہ حرام مین واقع ہوا اور حقہ کا حکم ہی مشتبہ ہی
حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد او النقصان ونفسه ناجیا من العیب
اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہی تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اوسکی جان خلقت مین عیب
واللوم بین الانام ومن لم یترك بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر
اور ملامت سی صاف ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ پینی لگا تو وہ حرام مین واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہین اسلئی کہ اور حدیث مین آیا ہی
انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو تو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہی سو اوسی پرہیز کر اور ایک وہ جسمین اختلاف
فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع فی الاضطراب وادنی مرتبته الکراهة ولا یظن
ہووی سو چہوڑ شک مین ڈالتی کو اور لی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین شک نہین ہی کہ حقہ نی بہی شک مین اور اضطراب مین ڈال رکہا ہی اور اسکا کم سی کم درجہ کراہت کا ہی
انه ینتهی الی مرتبة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم
اور یہہ گمان نہین ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوی ان دلایل سی کہ حقہ نوش بیان کرتی ہین کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور ہمنی حقہ پی کر اپنی بیماریون کی لئی
لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من کثافته فی عاقبة امره الادواء فان تکراره یسود ما یقابله
مفید پایا کیونکہ یہہ تمام شیطان کی شبہات اور تزیین ہی تا کہ اسکی کثافت سی آخر کو بیمار ہو جاوین اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی
فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء لا دواء ثم یلزم علی دعوهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون
پہر اوسی حرارت پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو مرض ہو جاتا ہی دوا نہین ہوتا پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام خلقت بیمار ہووی اور اونکا
مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون معالجتهم فیها بشیء واحد علی جهة واحدة وبطلانه
مرض بہی تمام چارون فصلون مین ایک ہی طرح کا ہووی اور انکا سبکا علاج اون فصلون مین ایک شی سی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان
غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم مع نتن رائحته
کسی عاقل پہ پوشیدہ نہین ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ مہنگی قیمت دیکر لیتی ہین اب اسراف حرام مین داخل ہوا باوجودیکہ اسکی بدبو

واذنيه لشاممته الذين لا يستعملونه وقد جاء في الحديث كل موذ في النار وقال المكناسي الرائحة المنتنة
حقہ نہ پینی والون کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث مین آیاہی کہ ایذا دینی والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتاہی کہ بدبو نتہنون کو

تخرق الخياشيم وتصل الى الدماغ وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي عليه السلام من اكل من هذه الشجرة
پہاڑکر دماغ مین گہس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اس درخت مین سی کہایا

فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا بريحه والمراد من هذه الشجرة جنس ما له رائحة كريهة يتاذى بها الانسان
تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ ہمکو اپنی بو سی ستاتاہی اور مراد ہذہ الشجرہ سی جنس ہی جسمین ایسی بدبو ہووی کہ آدمی ایذا پاوین

بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا ما له رائحة كريهة يتاذى بها الانسان فلا يقربن مسجدنا
اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی بدبو کو علت ٹہرایاہی اور مراد یہہ ہی کہ جسنی کچہ کہایا کہ اوسمین ایسی بدبو ہووی کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی

لانه يؤذينا برائحته الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او
اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ستاتاہی اور صحیح مسلم مین ثابت ہوچکاہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص مین سی پیاز یا لہسن کی بو آتی

الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من
تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اور اسیلئی فقہا نی کہاہی کہ جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی

المسجد ولو بجره من يده او رجله دون لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد
اگرچہ ہاتہہ یا نوُن سی کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سی نہ کہینچی اس روایت کی موافق بہتیری امام اور مؤذنون کا مسجد

والجامع في هذا الزمان لوجود الرائحة الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل انهم قد
اور جامع مسجد مین سی اس زمانہ مین نکالدینا لازم آتاہی کیونکہ اونمین بسبب مداومت بدبو حقہ نوشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ

يستعملونه في داخل المسجد والجامع فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية
کبہی کبہی مسجد اور جامع کی اندر پیتی ہین سو اونکی حق مین کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نی حجازی دیار مین

جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء
ایک سوال کا جواب لکہاہی جو حقہ سی متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسی اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل لکڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء

من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون
لکڑی ہی اجزاء ناری سی ملی ہوئی سو وہ باعتبار اجزاء ناری کی جو اوسمین ملی ہین استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین

اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى
یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اس نص سی آگ کی حرمت معلوم ہوتی ہی سو دہوان بہی جو آگ سی پیدا ہوتاہی حرام ہی اور اللہ تعالی نی

جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا
اسکو عذاب کی اسباب مین سی ٹہرایاہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق مین کہتاہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپرسی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی

فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا
بیشک جو عذاب کہ اون پرسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایاہی سو تو راہ دیکہہ جس دن کرلاوی آسمان دہوان صریح گہیر لی لوگون کو

عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية حقيقة الدخان على قول وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین معنی حقیقی دخان کی ہین ایک قول پر اور اس قول پر مضمون آیت کریمہ کا اس باب مین صریح ہی

في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن
کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس شی سی تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہاء متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن

محسر

محسّر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالی فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من
محسّر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا

محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی واحری ثم ان المستعلین له تریهم انه یخرج من انوفهم وحلوقهم
تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشون کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک مین سی اور حلق مین سی دہوان نکلتا ہی

وفیه تشبیه باهل النار وبالذین یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث انه یکون فی اخر الزمان دخان
اور اسمین دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان

یملأ الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فیخرج من منخریه واذنیه
پیدا ہوویگا کہ زمین کو پر کر دیگا اور لوگون پر چالیس روز تک قایم رہیگا مؤمن کو تو اتنا اثر ہوویگا جیسی زکام اور رہا کافر اوسکی نتہنون مین سی اور کانون

وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
مین سی اور آنکہون مین سی نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہوویگا جیسی سر جلا بہلسا سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت پیدا کری اور نہ یہہ لایق

ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما جاء فی
ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علماء بالاتفاق لوہی اور تانبی کی انگہوٹی کو مکروہ کہتی ہین اسلئی کہ حدیث مین آیا ہی

الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہہ دوزخیونکا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ رکہتی تہی

ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گذر چکا اور اگر اسکی

استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکفی زاجر العاقل عن استعماله بل لو لم یکن فی استعماله
استعمال مین بجز سیاہی کپڑون اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑاہند کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسکی استعمال کا بڑا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال مین

الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل الایمان لکفی باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا اوس طریقہ کفار کی جو اسکو نکال لائی ہین اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام مین رواج دیا ہی تو بہی عاقل کی لئی

علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم
اسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اسکی اختیار کرنیکا بڑا مانع تہا لیکن اس زمانہ مین اکثر طبیعتین کند ہین اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ

ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اگر اونکو نصیحت کیجیی کبہی نمانین اور اگر سیکہاؤ کبہی نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو کبہی نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین

لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا المجلس الثامن والتسعون فی بیان الوصیة
سنوار کی راہ وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی اوسکو ٹہراوین راہ اٹہاونوین مجلس مین بیان وصیت کا

فی حق النساء حال المعاشرة لهن قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی خطبة حجة الوداع اتقوا الله
عورتون کی حق مین اونکی ساتہہ گذران کرتی ہوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجۃ الوداع کی خطبہ مین فرمایا اللہ سی ڈرو

فی النساء فانکم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بکلمة الله ولکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احدا
عورتون کی حق مین تمنی انکو اللہ کی امن مین لیا ہی اور انکی فروج کو کلمۃ اللہ سی حلال کرلیا ہی اور تمہارا حق ہی اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نرکہنی دین جسکی

تکرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غیر مبرح ولهن علیکم رزقهن وکسوتهن بالمعروف هذا الحدیث من
تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کرین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہننا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابیح رواہ جابر فکانہ علیہ السلام قال اتقوا اللہ فی امر النساء فلا تؤذوھن بالباطل بل عاشروھن
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ڈرو اللہ سی عورتوں کی باب میں سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتہہ
بالمعروف کما قال اللہ تعالی و عاشروھن بالمعروف فانکم اخذتموھن بعھد اللہ الذی عھد الیکم فیھن من الرفق بھن والشفقة
گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی ساتہہ معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق میں تمہاری ساتہہ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتہہ
علیھن واستحللتم فروجھن بامر اللہ تعالی وحکمہ فان نقضتم عھدہ الذی عھد الیکم وخنتم فی امانتہ ینتقم
نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلین ہین اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتہہ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت مین
منکم لھن وذلک لانھن اماء اللہ تعالی فاذا تزوجتموھن بامر اللہ تعالی وحکمہ یکن عندکم امانة و ودیعة من
خیانت کی تو اونکی لئی تمسی انتقام لیگا اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ تعالی کی لونڈیان ہین جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہارے پاس امانت ہین اور
اللہ تعالی فاذا اذیتموھن بالباطل ولم تعاشروھن بالمعروف فکانکم نقضتم عھدہ تعالی وخنتم فی امانتہ فینتقم منکم
اللہ کی طرف سی سپرد ہین پہر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اونکی لئی تمسی انتقام
لھن ولکم علیھن من الحق ان لا یاذن احدا ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاضربوھن ضربا غیر مبرح
لیویگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندین کہ تمہاری گہرون مین تمہاری بی کہی آسکی اور اگر وہ آنی دین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی
بحیث یولمھن ولا یکسر عظمھن ولا یدمی جسمھن ولھن علیکم من الحق رزقھن وکسوتھن بالمعروف فعلم من ھذا
اسطور کہ دکہہ پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہو لہان نہو جاوی اور تمپر اونکا حق کہانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا
ان بین الزوجین حقوقا یجب مراعاتہا اما کان علی الرجل من حقوق النساء فالانفاق علیھن بالمعروف اذ قد قال الفقہاء
کہ زوج زوجہ مین ایسی حقوق ہین کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہین تو انکا خرچ ہی دستور کی موافق اسلئی کہ فقہا کا قول ہی
یجب علی الرجل نفقة زوجتہ سواء دخل بھا او لم یدخل بھا وسواء کانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناھا
کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنگال ہو یا دولتمند اسلئی کہ اوسکی دولتمند ہونا اوسکا حق نفقہ کا
لا یبطل حقھا فی النفقة علی زوجھا سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیہ نفقتھا
جو خاوند پر ہی باطل نہین کردیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو گی تو اوسکا نفقہ واجب نہین ہی
والنفقة الواجبة علی ما روی ھشام عن محمد الطعام والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والملح والدھن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہانا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہانا تو آٹا اور پانی اور ایندھن اور نمک اور روغن پہر اگر
قالت المراة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی فتاواہ لا تجبر علی الطبخ والخبز وعلی الرجل ان یاتیھا الطعام المھیء او یاتیھا
عورت کہی مین سالن نہین پکاتی اور نہ روٹی پکاؤن قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہین چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کہانا
بمن یکفیھا عمل الطبخ والخبز ھذا فی القضاء واما فی الدیانة فیجب علیھا ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز
لاوی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت مین عورت پر واجب ہی کہ جو کاربار گہر کی اندر ہو دی جیسی سالن روٹی پکانا
وغسل الثیاب وغیرھا حتی لو لم تفعل شیئا منھا تکون اثمة وان لم یجبر علیھا وان کان لھا خادم یجب علی زوجھا نفقة
کپڑی دہونی اور سوا اسکی تمام کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ بہی نکریگی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اوسپر زور نہین ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہووی تو خاوند پر اوسکی
خادمھا ان کان الخادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقتہ لان نفقتہ فی مقابلة خدمتہ فاذا
خادم کا بہی خرچ واجب ہی جب وہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ نہ سالن پکائی نہ روٹی تو اوسکا خرچ واجب نہین ہی اسلئی کہ خادم کا خرچ خدمت کی بدلہ ہی
لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقتہ بخلاف المراة فان نفقتھا لیست فی مقابلة الخدمة بل فی مقابلة الاحتباس
اور اگر وہ سالن روٹی نہین پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہین ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ مین نہین ہی بلکہ اپنی گہر روکہ رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
سو وہ اپنی آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہوویگا اور خاوند کو چاہیئے کہ خرچ مین بی بی پر فراخی کردی جب خدا اوسکو زیادہ عنایت

ويعتدل فيها من غير تقتير ولا اسراف كما قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها
کری اور اوسمین اعتدال رکہی بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضروری یہہ لازم ہی کہ اوسکو حلال

من الحلال ولا يدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يامرها بالتصدق
کہانا دیا کری اور اوسکی خاطر برا طریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کری کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہیی کہ اوسکو یہہ اجازت

ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة واراد بالدرعين
دی کہ بچیا کہانا اور جو چیز رکہنی سی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑیکا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی دو درع اور دو اوڑہنی اور ایک لحاف ہر سال مین اور درعین

والخمارين صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح
اور خمارین سی مراد گرمی جاڑی کی ہین سو گرمی کی دونون کا باریک ہو جو گرمی کی لائق ہی اور جاڑیکا گاڑہا جو سردی کو دفع کری

لدفع البرد ولم يذكر الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج
اور موزی اور جوتی کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنی کی لئی ہوتی ہی اور خاوند کا ذمہ باہر پہرنیکی سامان کا نہین ہی

ولم يذكر السراويل ايضا ولا بد منه في الشتاء حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل
اور پائجامہ کا بہی ذکر نہین کیا اور جاڑون مین اسکی ضرورت ہوتی ہی یہان تککہ قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ لباس انکی چلن کا ہی اور ہمارے ملک مین پائجامہ

وثياب اخر كالجبة والفراش الذي ينام عليه واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لا
اور اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جسپر سوتی ہین اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑی کو دفع کری واجب ہی اور عورت کی خادم کی لئی قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ

تحتاج الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها
واجب ہی کیونکہ خادم کو کار بار کی لئی باہر جانا ضرور ہی کہ بی بی اپنی ماباپ کی پاس اور کسی کام کو بہیجی اور خادمہ کی لئی اوڑہنی کی حاجت نہین اسلئی کہ اوسکی بال عورت نہین ہین اور

في الدار بيت على حدة تامن على متاعها ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت
مکان سکونت مین اوسکا حق احاطہ کی اندر علیحدہ کوٹہری چاہیی جسمین اوسکا اسباب محفوظ رہی اور خاوند کی سات معاملہ مین غیر سی پردہ رہی اور اگر خاوند کا کوئی ناتا یعنی ماں

وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها
یا بہن اور دوسری بی بی سی اولاد ہو اور بی بی کہی کہ مجہکو گہر علیحدہ تجویز کردی تو بی بی کا یہہ حق ہی اسلئی کہ اسباب کی کم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتہ معاشرت مین شرم

ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن
آویگی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کوٹہا ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون اور خاوند نی ایک کوٹہا اوسکو دیدیا کہ جب چاہی بند کری اور جب چاہی کہولی تو اب اوسکا یہہ حق نہین کہ اور

في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم
کوٹہا طلب کری مگر اگر احاطہ کی اندر جیٹہہ دیور یعنی خاوند کی بہائی بند ستانی والی نہون مگر اوس صورت مین کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنی نالش کری اور کہی

صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم
کہ مجہکو ایسی صلحا قوم مین مکان دلوی کہ اسکی بہلی بری کو دیکہتی ہین سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو گہرک دیوی اور تعدی سی منع کردی اور اگر

يعلم ان الامر كما قالت ينظر في جيران الدار ان كانوا قوما صالحين يسئلهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت
یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اب اوس گہر کی ہمسایون کو دیکہی اگر وہ صلحا ہون تو انسی دریافت کری کہ آیا یہہ عورت سچی ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی

يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين
تو اوسکو گہرک دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہی تو اوسکو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر ہمسایہ صلحا نہون

اوکانوا یمیلون الیه یامرہ ان یسکنہا بین قوم صالحین کی یعرفوا احواله فی حقها ویخبروا عن ذلك عند الحاکم اذ لا
یا خاوند کی طرف دار ہون تو خاوند کو یہہ حکم دی کہ بی بی کو کسی صلحا قوم مین گہر تجویز کر دی تا کہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق مین دیکہتی رہین اور حاکم کو خبر کر دیا کرین

یجوز للرجل ان یتعدی فی حق النساء بل یلزمه حسن الخلق معهن واحتمال الاذی منهن وعدم الالتفات الی
اسواسطی کہ مرد کو جایز نہین ہی کہ عورتون کی حق مین تعدی کری بلکہ مرد کو عورتون کی ساتہہ خوش خلقی برتنی چاہئی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور اونکی بعضی عیبون پر

بعض معائبهن مالم یکن اثما ترحما علیهن لقصور عقولهن بل ینبغی له ان یزید علی احتمال الاذی الملاعبة فیداعبهن
جبتک عیوب گناہ کی نہون اونپر رحمت کی لی توجہ نکری کہ عورتین بی وقوف ہوتی ہین بلکہ مرد کو چاہئی کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبہ بڑہا دی پہر ایسی ملاعبت کیا کری

بما لا اثم فیه فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللهو الباطل الذی نهی عنه فی الدین بل هی اللهو الجائز رخص
جسمین گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتہہ ہو باطل کی قسم نہین ہی جو دین کی اندر ممنوع ہی بلکہ یہہ ہو جایز ہی دین مین اسکی اجازت ہی

فیه فی الدین فانه علیه السلام کان یمزح مع نسائه وینزل الی درجات عقولهن حتی روی انه علیه السلام کان
کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتہہ ہنسا کرتی تہی اور اونہون کی وضع پر کام کرنی لگتی یہان تک کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی

یسابق مع عائشة فی العدو وجاء فی الخبر انه علیه السلام کان من افکه الناس مع نسائه ای من اطیبهم وامزحهم معهن
ساتہہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام سب سی زیادہ ازواج کی ساتہہ ظرافت اور چہل کرتی یعنی بہت خوش مزاج اونسی ملی جلی رہتی

وروی انه علیه السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله وفی حدیث اخر انه علیه السلام
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایمان مین بڑا کامل مؤمن وہ ہی جو اپنی اہل سی خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خیرکم خیرکم لاهله لکن ینبغی له ان لا ینبسط معهن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقهن ویسقط
فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی اہل سی اچہا ہو لیکن مرد کو یون چاہئی کہ خوش خلقی مین اتنا انبساط اور ملاعبت ہی نکری کہ عورتون کی عادت بگڑ جاوی اور اونپر کی

بالکلیة هیبته عندهن بل یراعی الاعتدال فی ذلك فلا یدع الهیبة والانقباض مهما رای منکرا ولا یفتح باب المساعدة
ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہی سو ہیبت اور دہمکی کو اوٹہاندی جب بری بات دیکہی اور بری باتون مین امداد کا دروازہ

فی المنکرات البتة بل مهما رای منهن ما یخالف الشرع یتمر ویغضب لان الله تعالی جعله قواما علیهن حیث قال
ہرگز نہ کہولدی بلکہ اونسی جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہی تو منع کردی اور غصہ کری اسلئی کہ مرد کو اللہ تعالی نی عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی

الرجال قوامون علی النساء فیلزمه ان یقوم علیهن بالامر والنهی ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشی غوائلها
مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ بی بیون پر امر اور نہی کرتا رہی اور ایسی کامون مین غفلت نکری جنکی انجام کا خوف ہو وی

بل ینبغی له ان یکون صاحب غیرة لکن لا یبالغ فی التعنت واساءة الظن وتجسس البواطن اذ روی انه علیه السلام نهی
بلکہ یون چاہئی کہ صاحب غیرت رہی لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش ہی نکری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

ان یتبع عورات النساء وفی لفظ اخر ان یتعنت النساء فان غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة یبغضها الله تعالی
عورتون کی عیب ڈہونڈہنی سی منع کیا ہی اور دوسری عبارت مین کہ عورتون کی عیب کی تلاش سی منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو

کما جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال غیرة یبغضها الله تعالی وهی غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة لان ذلك من
ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک ایسی غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ

سوء الظن الذی وقع النهی عنه فان بعض الظن اثم واما الغیرة فی محلها فلا بد منها وهی محمودة لما روی انه علیه السلام
بدظنی ہی جسکی ممانعت آئی ہی اسلئی کہ بعضی گمان گناہ ہین اور رہی وہ غیرت جو بیشک مسر ہو وہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ

قال ان الله یغار وان المؤمن یغار وغیرة الله ان یاتی المؤمن ما حرم الله علیه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال
السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور بیشک مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کی غیرت یہہ ہی کہ مؤمن وہ عمل کری جو اسنی اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام

الى لغيره وهامرة لا يغار الا منكوس القلب والطريق المغني عن الغيرة ان لا يدخل عليهن رجل ولا يخرجن الى
ممنہ بہت غیرت والا ہے اور نہیں ہے کوئی جو غیرت نکری مگر الٹا ہی دل والا ہے اور جو سیدہا طریق ہی غیرت سی بچنیکا سو یہہ ہی کہ اونکی پاس کوئی مرد نہ آوی اور وہ رستون پر نہ پہرین
الطرقات لان خروجهن يعد من عدم الغيرة فيلزم للرجل ان يمنع زوجته عن الخروج من البيت ولا ياذن لها
کیونکہ اونکا نکلنا بی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گہر مین سی نکلنی ندی اور سوای کئی خاص جگہہ کی نکلنی کی اجازت ندی
بالخروج الا في مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل يجوز للزوج ان ياذن لها
وہ جگہہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو
بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين وعيادتهما وتعزيتهما او احدهما وزيارة المحارم وبعد بيان هذه
سات جگہہ جانی کی اجازت دیوی ماں باپ کی ملاقات اور دونو کی بیمار پرسی اور دونو کی یا ایک کی تعزیت اور محرمون کی ملاقات اور یہہ سات جگہہ بیان
السبعة قال فان كانت قابلة او غسالة او كانت لها حق على اخر او لاخر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن
کرکر کہا ہی پہر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوئی یا اوسکا کسی پہ حق آتا ہو یا اور کسیکا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت
وفيما عدا ذلك من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين والاذن
اور انکی سوائے غیرون کی ملاقات کی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ مین جانی کی اجازت ندی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت
قد يكون بالسكوت وهو كالقول لان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغير رضى الزوج ليس
کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس مین بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی
لها ذلك الا ان تقع لها نازلة وامتنع الزوج من السؤال لها فحينئذ يسعها الخروج من غير رضى الزوج لان طلب العلم
تو یہہ اختیار نہین ہی ہان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچہہ دیوی تو اب مضائقہ نہین ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئی کہ علم کی تلاش
فيما يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا يسعها
حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی کسی عالم سی پوچہہ کر بتا دیا تو اب نکلنی کا اختیار نہین ہی
الخروج وان لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان
اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر مجلس علم مین اسلئی جایا چاہتی ہی کہ کچہہ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکہہ لی اگر
كان الزوج يحفظ المسائل ويذكرها عندها فله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فالاولى ان ياذن لها احيانا
اوسکا خاوند مسائل یاد رکہتا ہی اور اوسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہین آتی تو بہتر ہی کہ کبہی کبہی جانی دیا کری
وان لم ياذن لا شئ عليه ولا يسعها الخروج ما لم يقع عليها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعنها
اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچہہ گناہ نہین ہی اور نہ اوسکو جانیکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گہر مین سی اوسکی بی اجازت چلی جاوی
كل ملك في السماء وكل شئ تمر عليه الا الانس والجن فخروجها من بيته بغير اذنه حرام عليها قال ابن الهمام وحيث
تو آسمان و زمین کی فرشتی اور ہر شئی جسپر گذرتی ہی وہ لعنت کرتی ہین سوائی انسان اور جن کی سو عورت کا نکلنا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی
ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم قال الله تعالى
اور عورتکو جہان جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردون کو اودہر دیکہنی کی رغبت ہو اور جاوی ہو اسوسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكره في الصحاح اظهار المرأة زينتها ومحاسنها للرجال فالمرأة كلما
اور دکہاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنی مردون کی سو عورت جب
كانت مخفية من الرجال كان دينها اسلم لما روي انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اي شئ خير للمرأة قالت ان
مردون سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لاترى رجلا ولا يراها رجل فاستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب
نہ وہ کسی مرد کو دیکھی اور نہ کوئی مرد اوسکو دیکھی اور آپنی اونکا قول پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور اصحاب

النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى فی الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته
نبی علیہ السلام کی دیواروں کی سوراخ اور جہروکی بند کر دیا کرتی تہی تاکہ عورتیں مردوں کی سامنی نہ آوین اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکہا

تطلع فی كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك ثم ان كان فی قلبها بدعة يزيلها
کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اوسکو مارا اب مرد کو چاہی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہووی تو دفع

ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس ما تحتاج اليه وان تساهلت
کردی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتادی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہادیوی اور اگر عورت دین کی

فی امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج فی تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف بالله تعالى
باب مین سستی کری یا بی نماز ہووی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہاوی اور خدا سی ڈراوی

فان لم ينجع يولي اليها ظهره فی المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها الى ثلث ليال فان لم ينجع يضربها ضربا
اگر وہ نمانی تو سوتی ہوئی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر بیٹہہ کردی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک چہوڑ رکہی پہر بہی نہ مانی تو اوسکو اتنا ماری

غير مبرح ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما قال قاضيخان فی فتاواه رجل له امرأة
کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور مہنہ پر نماری اسکی ممانعت آئی ہی پہر بہی نمانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی

لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفي مهرها وقال البزازي لان يلقى الله تعالى ومهرها فی عنقه اولى من
بی نمازی ہی طلاق دیدی اگرچہ اتنا مال نہووی کہ اوسکا مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری

ان يطئ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يامر اهله بالصلوة والزكوة
اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والوں کو نماز اور زکوۃ کا

وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على
اور کہتی ہیں اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازۂ رزق کا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتوں پر

اربع خصال وما هو فی معنى الاربع احدها خروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة
ماری یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی دوسری سنگار نہ کرنا

اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة
اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی تیسری کہانہ ماننا جسوقت خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو چوتہی نماز نہ پڑہنی اور قایم مقام

ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك
ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونوں مین عدالت کرونگا تو یہہ امر جایز ہی

لكن ان لم يفعل فهو ماجور لتركه ادخال الغم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعفتها نعمة عظيمة
لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہیں دیا خاص ایسی صورت میں کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک عورت کی صلاحیت اور عفت بڑی نعمت ہی

لا يكافيها شكر وان خاف انه لا يعدل بينهما لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا حيث
اسکا شکر ہو نہیں سکتا اور اگر یہہ خوف ہووی کہ دونوں مین عدالت نہو سکیگی تو دوسرا نکاح جایز نہیں ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگرچہ حلال تو کر دیا ہی چنانچہ

قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث وربع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة
فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار لیکن اسکی بعد فرماتا ہی پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہوگی تو ایک ہی بس ہی

فان من کانت له امراتان او اکثر یجب علیه ان یقسم ویعدل بینهن سواء کان صحیحا او مریضا فیکون عند
بیشک جسکی نکاح مین دو عورتین یا زیادہ ہون تو اوسپر واجب ہی کہ اونمین وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ اچھی بھی ہون یا بیمار سو ہر ایک کی پاس
کل واحدة منهن یوما ولیلة او ثلثة ایام ولیالیها ولا یقیم عند احدٰهن اکثر من ذلك الا باذنهن والثیب و
ایک دن رات یا تین دن رات رہا کری اور کسی کی پاس اس سی زیادہ نرہا کری مگر اور ون کی اجازت سی اور اس تقسیم وقت مین
البکر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والکتابیة والصحیحة والمریضة سواء فی القسم وکذا
رانڈ اور کواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی بھی اور بیمار سب برابر ہین اور ایسی ہی
الجدیدة والعتیقة سواء فی القسم عندنا سواء کانت الجدیدة بکرا او ثیبا فانه ان اقام عند الجدیدة ثلثة ایام
نئی اور پرانی قسم مین ہماری نزدیک برابر ہین برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ اگر چاہا کہ نئی کی پاس تین دن
او سبعة ایام یقیم عند العتیقة کذلك ولا یمیل الی بعضهن لما روی انه علیه السلام قال من کانت له امراتان
یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بھی وتنا ہی رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نرکہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح مین دو جورو ئین
فمال الی احدهما دون الاخری وفی روایة ولم یعدل بینهما جاء یوم القیمة واحد شقیه ساقط یعنی ان احد جنبیه
ہوئین پہر ایک طرف پیار رکہی سواء دوسری کی اور ایک روایت مین ہی اور دونون مین برابری نکری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہو گی مراد یہہ ہی کہ ایک
یکون مجروحا ساقطا بحیث یراه اهل العرصات لیکون له هذا زیادة فی التعذیب فان الافتضاح اشد العذاب
کروٹ زخمی ہو گی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکہین گی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی
لکن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یجب فی العطاء والمبیت دون الحب والوقاع لان الحب لا یدخل تحت الاختیار
لیکن جاننا چاہئی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی مین اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور صحبت مین واجب نہین ہی اسلئی کہ محبت اختیاری نہین ہوتی
والوقاع یبتنی علی النشاط فلا یقدر علی التسویة فیهما لما روی انه علیه السلام کان یقسم بین نسائه فیعدل ثم
اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونو مین برابری اختیار مین نہین ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین عدالت سی قسم کرتی تہی
یقول اللهم هذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما تملك ولا املك قیل اراد به الحب لان عائشة رض کانت احب نسائه
پہر فرماتی الٰہی یہہ میری تقسیم ہی جسمین مین مختار ہون سو مجہکو ملامت نکرنا جسکا تو مالک ہی اور مین مالک نہین کہتی ہین اس سی مراد محبت ہی اسلئی کہ عائشہ رضا آپکو سب ازواج
الیه وکانت سائر نسائه یعرفن ذلك الا انه علیه السلام کان یقسم بینهن ویعدل فی العطاء والمبیتونة حتی
سی زیادہ محبوب تہین اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تہین لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی مین اور سونی مین برابر برابر رکہتی تہی یہان تک
فی مرضه الذی توفی فیه اذ روی انه علیه السلام کان یطاف به محمولا فی مرضه فی کل یوم ولیلة فیبیت عند کل
کہ اوس مرض مین بہی جسمین وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز و شب اوٹہائی پہرتی تہی پہر لوگون سی ایک ایک کی ہر یک کی ہان شب باش ہوتی
واحدة منهن وکان یقول این انا غدا فعلمت ازواجه انه یرید یوم عائشة فاذن له ان یکون حیث شاء فقال
تہی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجہہ گئین کہ عائشہ کی باری پوچہتی ہین پہر سب نی اجازت دیدی کہ جہان چاہین رہین پہر آپنی
فقد رضیتن بذلك فقلن نعم قال حولونی الی بیت عائشة فکان فی بیتها حتی مات عندها ومما یجب علی الزوج من
پوچہا تم سب اسپر راضی ہو سب نی عرض کیا ہان فرمایا مجہکو عائشہ کی گہر لی چلو سو عائشہ کی گہر رہی یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق بی بی کا خاوند پر
حقها ان یؤدی الیها مهرها کاملا ان کان قادرا علی ادائه وان لم یکن قادرا علی ادائه ینوی ان یؤدی الیها اذا قدر
یہہ ہی کہ اوسکا مہر پورا ادا کردی اگر ادا کر سکتا ہی اور اگر ادا نہین کر سکتا تو ادا کرنی کی نیت رکہی جب طاقت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
لانه تعالی قال واتوا النساء صدقتهن نحلة ای فریضة من الله تعالی فان اعطاء النساء مهورهن مما فرضه الله تعالی
اور دی ڈالو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی بیشک عورتون کا مہر دیدینا اللہ تعالی نی ملت اور دین مین

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج
فرض کیا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانیون کی صورت مین آویگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت

امرأة على اقل من المهر او اكثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله تعالى يوم القيمة وهو زان ولا يطلب منها
سی نکاح کری مقدار مہر سی کمتر پر یا اتنی زیادہ پر کہ اوسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویگا جیسا زانی اور بی بی سی ادا مہر کی

المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا او توجله المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها لان الله تعالى بعدما
لئی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی زوری سی نہین اور بی بی کو تکلیف نکری کہ بخشو الی اسواسطی کہ اللہ تعالی بعد اس آیت کی

قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه على ما في التيسير والانوار
اور دی ڈالو عورتون کو مہر انکی خوشی سی بخشو تا ہی پہر اگر وہ اوسمین سی کچھہ چھوڑ دین تمکو خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو آسکی معنی موافق تیسیر اور انوار

التنزيل انهن ان وهبنا لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا اكراه ولا افتداء من سوء العشرة فانتفعوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچھہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دلکی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدمعاملگی کی بخشدین تو کہاؤ پیو

به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار في الاستيهاب مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء
پیچہی نہ پڑو اس ہی معلوم ہوا کہ بہت کچھہ کہ بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکہا ہی چاہی

يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه
عورت کو رکہی اور چاہی چھوڑ دی عورت کو کچھہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکہا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند

وسلسلة المهر تجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلقها
کہینچتا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کہینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشوا لینا اوسکی حق تلفی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی ہی اور یہہ طرح کا ظلم ہی اور بی ضرورت

بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض
بی بی کو طلاق ندی ہان اگر بدخو بددین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح اللہ کی ہان

المباحات عند الله تعالى لما فيه من ايذاء للغير ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من جانبها فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچھہ خطا ہووی پہر اگر کسی

على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یون ہی کہ کئی باتون کا لحاظ رکہی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دیوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین

والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پہ اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کردی اسلئی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق مین ہی

بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انها ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وتجديد النكاح بعد
بعد گذرجانی عدت کی مقصود حاصل ہوسکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچ ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سی تدارک کا اختیار

العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه ويكون هو الساعي فيه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بدون حلالہ کی نہین ہوسکتا اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ہی ساعی بنتا ہی

ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجة الغير يرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ تمام خرابی

ذلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محظور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پہل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ويطيب

وبطیب قلبها بان یعطیها شیئا زائدا علی مهرها علی سبیل المتعة وهی درع وخمار وملحفة عوضا عن ایحاشها
اور اوسکا دل خوش کردے اسطور کہ مہر سے زیادہ کچھہ جوڑہ وغیرہ بطور متعہ کے یعنی کرتا اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور غم کے بدلہ مین دیدے

والرابع ان لا یفشی سرها ثم انه ان طلقها علی مال وهو خلع یکره له ان یاخذ ذلك المال ان کان النشوز من
اور چوتھے یہہ کہ اوسکا بھید نہ ظاہر کرے پھر اگر اپنے مال کے بدلہ طلاق دے جسے خلع کہتے ہین تو خاوند کو مکروہ ہے کہ اوس مال کو لیلے اگر بدخوئی ناسازکاری

جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا یزید فی ایحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالی وان اردتم استبدال زوج مکان
خاوند کی طرف سے ہے اسلئے کہ اوسکو چھوڑنے سے ایک تو رنج دیا پھر اوسکا مال لیکر وحشت نہ بڑھاوے اور اللہ تعالی فرماتا ہے اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ

زوج واتیتم احدهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا فانه تعالی نهی عن اخذ الشیء الیسیر من القنطار الذی هو المال
دوسری عورت اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اوسمین سے کچھہ بیشک اللہ تعالی نے قنطار مین سے جو بہت مال ہوتا ہے تھوڑا سا بھی لینے سے منع کیا ہے

الکثیر فضلا عن الکثیر وان کان النشوز من جانبها یکره له ان یاخذ الزائد علی ما دفع الیه من المهر ثم انه ان
بہت لینے کا تو کیا ہی ٹھیک اور اگر ناسازکاری عورت کی جانب سے ہے تو اوس سے زیادہ لینا جو مہر اوسکو دے چکا ہے مکروہ ہے پھر اگر مرد نے

اکرهها علی الخلع والتزمت ان تعطیه مالا للخلاص منه واسقطت ما علیه من المهر ونحوه یقع الطلاق بلا لزوم
اوسپر خلع کی زبردستی کی اور عورت نے اپنا پلہ چھڑانے کو مان لیا کہ مال دونگی یا جو خاوند کے ذمہ مہر وغیرہ تھا ساقط کر دیا تو بدون لازم ہونے

ما التزمته من المال وبلا سقوط ما علیه من المهر ونحوه لان الرضا شرط فی لزوم المال وسقوطه والاکراه یعدم
مال ماننے ہوئے کے اور بدون ساقط ہونے مہر وغیرہ کے جو خاوند کے ذمہ تھا طلاق پڑجاوے گی اسلئے کہ مال لازم ہو جانے مین اور ساقط ہونے مین رضامندی شرط ہے اور

الرضا علی ما بین فی موضعه هذا الذی ذکر الی ههنا ما کان علی الزوج من حقوق الزوجة واما ما کان علی الزوجة
زبردستی مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہو چکا ہے یہان تک وہ حقوق بیان ہوئے جو بی بی کے خاوند کے ذمہ ہین اور رہے خاوند کے حقوق

من حقوق الزوج فالقول الثانی فیه ان النکاح نوع رق والزوجة رقیقة الزوج کما قال النبی علیه السلام
جو بی بی کے ذمہ ہین سو قول ثانی اوسمین یہہ ہے کہ نکاح غلامی کی قسم ہے اور زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

النکاح رق فلینظر احدکم این یضع کریمته فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الاحتیاط فی حقها اهم
کہ نکاح غلامی ہے سو تم دیکھہ لو کہ اپنی پیاری بچی کو کہان دیتے ہو بیشک نبی علیہ السلام نے اسحدیث مین بیان فرمایا کہ عورت کے حق مین احتیاط ضرور تر ہے

لکونها رقیقة بالنکاح لا مخلص لها بوجه من الوجوه الا بتطلیق الزوج واما الزوج فهو قادر علی الخلاص منها
کیونکہ وہ نکاح کے سبب سے لونڈی ہو جاتی ہے بدون خاوند کے چھوڑنے کسیطرح نہین چھوٹ سکتی اور رہا خاوند سو طلاق دیکر عورت سے آپ چھوٹ سکتا ہے

بتطلیقها فاذا کانت المراة رقیقة الزوج یلزمها ان تصبر علی غیرته وترجو علی ذلك من الله الثواب فان ذلك
پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوئی تو لازم ہے کہ خاوند کی غیرت پر صبر کرے اور اوسپر اللہ تعالی سے ثواب کی امیدوار رہے اور بیشک اوسکا یہہ ہے

جهادها لما ورد فی الحدیث ان جهاد المراة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعلیها ان تطیعه فی کل
جہاد ہے اسلئے کہ حدیث مین آیا ہے کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہے یعنی خاوند کے ساتھہ نیک گذران پس عورت کے ذمہ ہے کہ خاوند کی طاعت کرے

ما یامرها بما لا معصیة فیه اذ قد ورد فی عظیم حقه علیها اخبار کثیرة من جملتها ما روی انه علیه السلام قال
جو کہے جسمین گناہ نہو وے اسواسطے کہ حدیثین بہت وارد ہوئی ہین کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہے ازانجملہ وہ کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المراة ان تسجد لزوجها من عظم حقه علیها وقالت عائشة اتت فتاة
اگر مین کسیکو سجدہ کا حکم دیتا کسیکے لیے تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کرے کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہے اور عائشہ رض کہتی ہین ایک جوان عورت

الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت یا نبی الله انی فتاة اخطب فما حق الزوج علی الزوجة فقال النبی علیه السلام لو
نبی علیہ السلام کے پاس آئی عرض کیا اے نبی اللہ کہ مین جوان عورت ہون نکاح کیا چاہتی ہون سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہے پس نبی علیہ السلام نے فرمایا

كان من قرنه الى قدمه صديد تلحسته مااَدت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سر سی پانوتک پیپ بہتی ہو پہر بی بی چاٹ لی تو بہی اوسکا شکر ادا نہین کیا اور ابن عباس کہتی ہین ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی
وقالت يا نبي الله انى امراة ايم واني اريد ان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبي عليه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی مین عورت بی خاوند ہون میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی　نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا
على المراة اذا ارادها في نفسها وهي على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطي شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کمر پر ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر مین سی اوسکی بی اجازت
فان فعلت كان الوزر عليها ولا اجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
کچہہ ندیگی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہوگی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکہی اگر روزہ رکہی گی تو بہوکی پیاسی مریگی
ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروى
اور قبول نہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر مین سی بی اجازت باہر نجاوی　اگر جاویگی تو جبتک ہٹکر آویگی اوسکو فرشتی لعنت کئی جاوینگی　اور روایت ہی
انه عليه السلام قال اني رايت ليلة اسري بي امراة معلقة بلسانها فقلت يا جبرئيل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین نی ایک عورت دیکہی کہ زبان کو مروڑتی ہی مین نی پوچہا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت
كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امراة اخرى معلقة بثديها وهي التي ترضع بغير اذن زوجها و
زبان سی اپنی خاوند اور ہمسایون کو ستاتی تہی　اور ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پستان کہسوٹتی ہی　وہ ایسی تہی کہ خاوند کی بی اجازت دودہ پلاتی تہی　اور
رايت اخرى معلقة برجليها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة بيديها وهي التي تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکہی کہ اپنا پانو بیٹہتی تہی وہ خاوند کی بی اجازت گہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکہی کہ اپنی ہاتہہ کہسوٹتی ہی وہ وہ تہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی

نسخہ: یا زبانسی لٹکائی ہوئی تہی
نسخہ: یا پستانسی لٹکائی ہوئی تہی
نسخہ: یا پانوسی لٹکائی ہوئی تہی
یا ہاتہہ سی لٹکائی ہوئی تہی

وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی پہر وہ مرد خفہ ہوکر سورہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت
حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال والذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتابى الا
کرتی ہین　اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پہ بلاوی　اور وہ نمانی تو
كان الذي في السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان مین ہی اوس سی بیزار ہوگا جبتک خاوند راضی ہووی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور آپکو اوسکی حوالہ کردی
ولا تتعلل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فورطلبه ان كانت طاهرة عن الحيض واما في حال الحيض فتخبر
اور حیض کا بہانہ نکری اوسکی حکم کو پہیر پہ نہ رکہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہووی　اور حیض کی حالت　مین اپنا حال
عن حالها وتلبس خلاق ثيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في
جتا دی　اور پرانی کپڑی پہن لی تاکہ خاوند کا دل اودہر نہ لوبہاوی　اور حائضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوی کا تو وضو کرکر گہر مین
مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روى انه عليه السلام قال اذا استغفرت
نماز کی چبوتری پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہا کری تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب حائضہ عورت
الحائض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطي لها لكل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہین اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور استغفار کی
حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق في جسدها حج وعمرة وفي غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتظهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی　اور بدن کی رگون کی شمار پر حج اور عمرہ لکہا جاتا ہی　اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری　اور جہان تک ہوسکی

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون متعطرة متنظفة فى نفسها ومستعدة فى الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
خاوند سے پیار ظاہر کیا کرے اور خوشبو اور پاکیزہ اور ہر وقت خاوند کی تمتع کی لئے جب وہ رغبت کرے تیار رہا کرے

بها متى شاء وتكون قاعدة فى قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين زفت اليه الى ان تزف الى القبر ولا تخرج من بيتها
اور گھر کے اندر تنہا بیٹھی رہا کرے اوس دن سے کہ خاوند کے ہاں گئی یہاں تک کہ قبر میں جاوے اور گھر میں سے خاوند کی بے اجازت

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مختفية فى هيئة رثة وتطلب المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق
نہ جایا کرے اور اگر باجازت جاوے تو چھپ کر بری صورت بناکر اور خالی اوجاڑ رستے کو جاوے سڑک اور بازاروں میں کو

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تحدث مع رجل فى الطريق لما روى ان عمر راى امراة مع رجل يتحدثان فى الطريق
اور خوشبو لگا کر زیب زینت سے نہ جاوے اور رستہ میں کسی مرد سے بات نکرے کیونکہ روایت ہے کہ عمر رض نے ایک عورت کو مرد سے رستہ میں بات کرتی ہوئی دیکھا

فضربهما بالدرة فقال رجل يا امير المؤمنين هى امراتى فقال له عمر لو كانت امراتك فلم لم تدخلها فى بيتك
سو دونوں کو تعزیر دی اوس مرد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری بی بی ہے عمر رض نے جواب دیا اگر تیری بی بی ہے تو اپنی گھر میں کیوں نہیں بیٹھاتا

حتى لا يتهمك احد فى الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روى عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام
تاکہ رستہ میں تجھ پر کوئی تہمت نہ لے اور حمام میں نہ جاوے اگرچہ خاوند اجازت دیدے کیونکہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حمام

حرام على نساء امتى فان اقتضت الضرورة الى دخولها فى الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل بميزر ولا تكون
میری امت کی عورتوں پر حرام ہے اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حمام میں جانیکی ضرورت آگئی تو شرط یہہ ہے کہ ازار پہن کر جاوے اور حمام میں کوئی

فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام
عورت ننگی نہووے اور سنگار کرکر نہ نکلے اور ان شرطوں میں سے ایک بہی فوت ہوویگی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہے

وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر فى نصاب الاحتساب ان القاضى سئل عن جواز خروج المراة الى المقابر فقال لا
اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ قاضی سے کسینے پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جایز ہے جواب دیا

تسئل عن الجواز فى مثل هذا وانما سئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت فى لعنة الله تعالى
اس باب میں جواز کو کیا پوچھتا ہے یہہ پوچھہ اوسپر کتنی لعنت پڑتی ہے کیونکہ عورت جب جانیکا ارادہ کرتی ہے تو خدا کی اور فرشتوں کی

وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت كانت فى
لعنت میں ہوتی ہے اور جب چلی تو ہر طرف سے شیطان اوسکی ساتھہ ہوتی ہیں اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب اوٹھتی ہے تو

لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفى الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموات
اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جبتک اپنی گھر میں آئی اور حدیث میں ہے کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہے تو اوسکو فرشتے ساتوں آسمان

والارضين السبع وتمشى فى لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور زمین کی لعنت کرتی ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہے اور جو عورت گھر میں بیٹھی ہوئی مردے کی حق میں دعاء خیر کرتی ہے تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابى هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فاتت
اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سے نکل کر اپنی گھر کی دروازہ پر ٹہر گئے پہر حضرت فاطمہ رض آگئیں

فاطمة فقال لها من اين جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التى ماتت فقال عليه السلام هل ذهبت
آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا فلانی عورت جو مرگئی ہے اوسکی گھر سے آئی ہوں پہر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا اوسکی قبر پہی گئی تھی

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال عليه السلام لو زرت قبرها لم ترحى رائحة الجنة
عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپسے سنکر جو سنا ہے ایسا کرتی پہر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہتی

وروی انه علیه السلام لما قدم المدینة خرج الی جنازة فرای النساء یتبعن الجنازة فقال هل انتحملن معمن
اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ مین آئی تو ایک جنازہ کی ساتھہ چلی پہر عورتون کو دیکہا کہ جنازہ کی پیچہی آتی ہین آپ نی اونسی پوچہا کیا تم سب کی ساتہہ
یحمل فقلن لا فقال علیه السلام اتصلین معمن یصلی فقلن لا فقال علیه السلام انصرفن مازورات
جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ نماز پڑہوگی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا گنہگار ہوکر بی ثواب جاؤ
غیر ماجورات فدل ذلک علی ان المراة لا یباح لها الخروج الی المقبرة ولا تشیع الجنازة بل یلزمها ان یکون من همتها
اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان مین جانا جایز نہین ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام ہمت
اصلاح شانها وتدبیر منزلها ولا تدخل فی بیت زوجها من یکره دخوله فیه من الرجال والنساء وتقدم حقه علی
اپنا حال درست اور گہر کا کاربار کیا کری اور خاوند کی گہر مین کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سگی سودہروں کی
حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تکون منفعتها عن کسبه اذا
حق پر خاوند کا حق مقدم رکہی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچہی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کمائی مین سی نکری
کان حراما اذ قد کانت النساء فی السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وابنته ایاک وکسب الحرام فانا
کیونکہ سلف کی عورتین ایسی تہین کہ جب مرد گہر مین سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہدیتیان حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمسی بوکہہ پر صبر ہو سکتا ہی آگ پر
نصبر علی الجوع ولا نصبر علی النار وتکون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالی ولا تکلفه ما لا یطیقه ولا تدخله
صبر نہین ہو سکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سی زیادہ تکلیف ندی اپنی خرچ کا غم نڈالدی
غما فی امر النفقة بل تکون صابرة متوکلة کما حکی ان رجلا من السلف هم بالسفر فکره جیرانه سفره فقالوا لزوجته
بلکہ صبر سی توکل پر رہی چنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخص نی سلف مین سفر کا ارادہ کیا ہمسایون کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایون نی اوسکی بی بی سی کہا
لم ترضین بسفره ولم یدع لک نفقة فقالت زوجی عرفته اکالا وما عرفته رزاقا ولی رزاق یذهب الاکال ویبقی
تو اوسکی سفر پر کیون راضی ہوگئی اور کچہہ تیری لئی خرچ نہین دئی جاتا اوسنی جواب دیا مین ہکو کہا نی والا جانتی ہون رزاق نہین جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی کہانی والا جاتا ہی
الرزاق ولا تتفاخر بجمالها بل تکون کما روی عن الاصمعی انه قال دخلت البادیة فرایت امراة من احسن الناس وجها
اور رزاق باقی ہی اور اپنی جمال پر ناز نکیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی اصمعی سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین جنگل مین گیا تو مینی ایک عورت نہایت خوبصورت پاس
تحت رجل قبیح الوجه فی الغایة فقلت یا عجبا مثلک تحت مثله فقالت یا هذا قد اخطات فی قولک لعله احسن
ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکہی مین نی کہا کیا عجب ہی تجہسی پری ایسی دیو کی پاس وہ بولی ای شخص تو نی بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی
فیما بینه وبین خالقه فجعلنی ثوابه ولعلی اسأت فیما بینی وبین خالقی فجعله عقوبتی افلا ارضی الله لی وبما
کوئی عبادت کی ہی سو مجہکو اوسکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹہرایا ہی اور شاید مجہسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پہر اللہ سی
یجب من حقه علیها دیانة ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل
کیون نہ پسند کرون اور جو حق خاوند کا بی بی پر ازروی دیانت کی واجب ہی یہہ ہی کہ گہر مین تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ
شیئا منها تکون آثمة وان لم تجبر علیها وتری تقصیرها فی خدمته ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
ہی نکری گی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اسمین کچہہ اوسپر زور نہین ہی اور خاوند کی خدمت مین اپنی آپکو مقصر سمجہتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق کی خواہش نکری کیونکہ جو اسکی قسمت کا ہی
تمنعه عن نکاح ثلث سواها لانه تعالی جعل له ذلک حلالا بشرط العدل حیث قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء
سو ملیگا اور خاوند کو اور تین نکاح سی منع نکری کیونکہ اللہ تعالی نی اوسکو یہہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین
مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر علی غیرة الضرائر راجیة من الله تعالی الثواب کما صبرت
دو دو تین تین چار چار پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی اور سوکنون کی رشک پر صبر کرکر اللہ تعالی سی امیدوار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواجہ

ازواج النبي عليه السلام حتى وهبت سودة نوبتها لعائشة حين يئست وعلمت محبته عليه السلام لعائشة ولا
ازواج نی صبر کیا یہان تک کہ سودہ نی بڑہاپی مین اپنی باری عائشہ کو دیدی جب اوسکو عائشہ کی حق مین نبی علیہ السلام کی محبت معلوم ہوئی ۔ اور

تسال الطلاق من غير باس وفاقة لما روی انه علیه السلام قال ایما امراة سالت زوجها الطلاق فحرام علیها
بدون نا امیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو عورت اپنی خاوند سی طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحة الجنة ولا تظهر زينتها لغير زوجها ومحارمها لانه تعالی قال فی حق المؤمنات ولا یبدین زینتهن
اور سوا اپنی خاوند اور محرمون کی اپنا سنگار نہ دکہادی اسلئی کہ اللہ تعالی نی مؤمنات کی حق مین فرمایا ہی اور نہ کہولین اپنی سنگار

الا لبعولتهن او آبائهن او آباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بني اخوانهن او بني اخواتهن
مگر اپنی خاوند کی آگی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی بیٹا کی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بہائی کی یا اپنی بہتیجون کی یا اپنی بہانجون کی

او نسائهن والزينة ما تتزين به المراة من الثياب والحلي وغيرهما وهي ظاهرة وباطنة اما الظاهر فلا يجب
یا اپنی عورتون کی اور زینت وہ ہی جو عورت کپڑون اور زیور وغیرہ سی سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چہپانا تو واجب نہین ہی

سترها ولا يحرم للاجنبي النظر اليها لقوله تعالی ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها لكن اختلف فيها فقيل هي
اور اجنبی مرد کو اودہر دیکہنا بہی حرام نہین ہی بدلیل اس آیت کی اور نہ دکہاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی لیکن اسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثياب وهذا قول ابن مسعود وقيل هي الكحل والخاتم وهذا قول ابن عباس وروی عن اصحابنا انه اراد بهما
ظاہری صرف کپڑی ہین یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹہی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علما سی روایت ہی کہ ان دونو سی مراد

الوجه والكفين لان الكحل من زينة الوجه والخاتم من زينة الكف فلما ابيح النظر الی زینة الوجه والكف كان
چہرہ اور دونو ہاتہہ ہین اسلئی کہ سرمہ چہرہ کی زینت ہی اور انگوٹہی ہاتہہ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتہہ کی زینت کا دیکہنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحة النظر الی الوجه والكف وهذا اذا كان النظر بغير شهوة واما اذا كان بالشهوة فلا یجوز الا عند العذر وهو
اباحت چہرہ اور ہاتہہ دیکہنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس صورت مین ہی کہ بغیر شہوت نظر کری اور اگر نگاہ شہوت سی ہووی تو جایز نہین ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضي والشهادة من الشاهد والعلاج من الطبيب وكذلك اذا اراد الرجل ان يتزوج امراة فيجوز
قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سی نکاح کا ارادہ کری تو اوسکو جایز ہی

له ان ينظر اليها لكن لا يجوز له ان ينظر اليها حاسرة ولا الی شئ مما هو عورة في حقه بل انما یباح له ان ینظر الی وجهها
کہ اوس عورت کو دیکہہ لی پر یہہ جایز نہین ہی کہ ننگی کر کر دیکہی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق مین عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وكفيها فقط لانها ليست بعورة في حقه وذكر في شرح الكرخي ان النظر الی وجه الاجنبية ليس بحرام لكن يكره
اور دونو ہاتہہ دیکہہ لی کیونکہ اوسکی حقمین عورت نہین ہی اور شرح کرخی مین مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا مہنہ دیکہنا حرام نہین ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغير حاجة اذ لا يؤمن عن الشهوة وذكر في نصاب الاحتساب ان الحرة تمنع من كشف الوجه والكف والقدم فيما
اسلئی کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ حرہ کو منہہ اور ہاتہہ یا نو کہولنا جسپر اجنبی کی نظر پڑی ممنوع ہی

يقع عليه نظر الاجنبي لانها لا تامن عن شهوة بعض الناظرين اليها الا ان يكون عجوزا فحينئذ يجوز النظر الی وجهها
کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکہنی والی شہوت سی نظر کرینگی ہان اگر بڑہیا ہو تو اب اوسکا چہرہ دیکہنا جایز ہی

ويحل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لكن لا تخلو برجل شابا او شيخا لان الخلوة بالاجنبية وان كان معها غيرها
اور بی شہوت اوس سی مصافحہ کرنا بہی حلال ہی لیکن ہمراہ کسی مرد کی خلوت مین نہ جاوی جوان ہو یا بوڑہا اسلئی کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتہہ اگرچہ اوسکی ساتہہ اور

من النساء مكروه كراهة تحريم لما روی عن ابن عباس انه عليه السلام قال لا يخلون رجل بامراة الا معها محرم
عورتین ہون مکروہ تحریمی ہی کیونکہ ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی مرد کسی عورت کی ساتہہ خلوت مین نہ ہووی مگر اوسوقت کہ اوسکی ساتہہ

واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف في السوار فروى عن عائشة رض انها من
اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازوبند اور پازیب اور کنگن مین اختلاف ہی سو عائشہ رض سی روایت ہی کہ کنگن
الزينة الباطنة وهو الاشبه لمجاوزتها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم
باطنی زینت مین ہی اور یہی رائی حق معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کفسی دور ہوتا ہی اور اس زینت باطنی پہ اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہین
لانه تعالى قد سوى في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقتضى ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة لهؤلاء المذكورين
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس باب مین خاوند کو اور جو اوسکی ساتھ آیت مین مذکور ہین سبکو برابر کر دیا ہی یعنی ان لوگون کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی
كما صح للزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض ليس للمسلمة ان تتجرد بين نساء اهل الذمة ولا تبدي
جیسی خاوند کو جایز ہی اور مراد نسائهن سی مؤمنات ہین ابن عباس رض کہتی ہین مسلمہ کو جایز نہین ہی کہ اہل ذمہ کی عورتون مین کپڑی اوتاری اور کافر عورت کی
للكافرة الا ما تبدي للاجانب الا ان تكون امة لها ان تظهر زينتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لهم لا يكون لها
سامنی وہ نہ ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جایز ہی ہان اگر لونڈی ہو تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مرد سی ظاہر کر دی لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکھاویگی تو حرام
حرمة كما روي عن ابي بكر الاعمش انه خرج الى بعض الرستاق وكانت النساء على شط النهر كاسفات الرءوس والذراع
نہین ہی چنانچہ ابو بکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی شہر مین گیا وہان عورتین نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور بانہین کھولی ہوئی تہین
وهو جعل يخالطهن ولا يتحامى عن النظر اليهن فقيل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك في ايمانهن
اور یہہ اونکی ساتھ مل رہا تہا اور اونکی دیکھنی سی پرہیز نہین کرتا تہا کسینی اوس سی کہا تو نی یہہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہین ہی مجھکو انکی ایمان مین شک ہی
كانهن حربيات وروي عن عمر رض انه هجم في المدينة على نائحة وضربها بالدرة حتى سقط خمارها فقيل له يا امير المؤمنين
یہہ تمام حربی عورتین ہین اور عمر رض سی منقول ہی کہ وہ مدینہ مین کسی نوحہ کر عورت کو جا پکڑا سو درہ سی اتنا مارا کہ اوڑہنی اوتر گئی کسینی کہا یا امیر المؤمنین
قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها في الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
اسکی اوڑہنی اوتر پڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت مین کچہہ حرمت نہین ہی پس اس عبارت سی کہتی ہین مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت نی ایسا کام کیا جو
في الشريعة اسقطت حرمة نفسها والتحقت بالاماء فلا يلزم الاحتراز عن النظر اليها المجلس التاسع والتسعون والمائة
شریعت مین حلال نہین ہی تو اسنی اپنی حرمت آپکہو دی لونڈیون مین مل گئی سو اسکی دیکھنی سی احتراز ضروری نہین ہی ننانوین مجلس اس حدیث کی بیان مین

في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء

في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء الخ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
اچھی وصیت پکڑو عورتون کی حق مین آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتون کی باب مین اچھی وصیت پکڑو
فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج
کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی مین ٹیڑہی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدہی کرتا ہی تو توڑ دیگا اور اگر اوسی حال پر رکہا تو ٹیڑہی رہیگی
هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعنى الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
یہہ حدیث بقیہ اسی کا ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصاء کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا مین تمکو عورتون کی باب مین
خيرا فاقضوا وصيتي فيهن وافعلوا لهن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلن فعلا غير مرضي عندكم ما لم تكن فيه
اچھی وصیت کرتا ہون اونکی حق مین میری وصیت پوری کرو اور اونکی ساتھ بھلائی کرو اور اگر تمہاری خلاف مرضی کوئی کام کر بیٹھین تو اونپر غصہ مت کرو جبتک اوس کام مین
اثم فانهن خلقت من شيء اعوج وهو الضلع لما ثبت في الاخبار ان اول النساء وهي حوا خلقت من ضلع آدم النبي عم
گناہ نہو کیونکہ عورتین ٹیڑہی چیز سی پیدا ہوئی ہین یعنی پسلی سی اسلئی کہ حدیثون سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی
كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون في هذا الحديث اشارة الى المرأة خلقت خلقا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی سی بنایا اوسکا جوڑا سو اس حدیث مین یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدایش ہی

فیه اعوجاج لا یستطیع احد ان یقیمها او یغیرها عما خلقت علیه فلا ینکر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقتها
کہ جسمین کجی ہی کسیکی یہہ طاقت نہین ہی کہ اوسکو سیدہ ہی کردی یا اوسکی عادت بدلدی سو اوسکی کجی بری نہین ہی کیونکہ ابتداء پیدائش
واصل فطرتها رکب فیها الاعوجاج فلا یمکن الانتفاع بها الا بمداراتها والصبر علی اعوجاجها اذ لو شرعت ان تقیمها
اور اصل فطرت سی عورت کی ذات مین کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہین ہوسکتی اسلئی کہ اگر تو اوسکو راست
وتجعلها مستقیمة فی افعالها واقوالها لا یمکنک الانتفاع بها بل یؤدی الی کسرها وهو طلاقها فلما علم من هذا
درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال مین سیدہ ہی بنادی تو ممکن نہین کہ تو اوس سی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہوگی پہر جب اس حدیث سی عورتوں
الحدیث حال النساء فی ابتداء خلقتهن لزم للرجل حسن المعاملة معهن ورعایة حقوقهن والانفاق علیهن بالمعروف
کی ابتداء پیدائش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتہہ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچہی طرح اوٹہاوی
اذ قال الفقهاء یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم یدخل بها وسواء مسلمة او ذمیة فقیرة او غنیة
اسواسطی کہ فقہاء کہتی ہین کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر
لان غناءها لا یبطل حقها فی النفقة سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لم یجب علیه
اسلئی کہ تونگری سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہین ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہین
نفقتها والنفقة الواجبة الطعام والکسوة والسکنی علی ما روی عن هشام انه قال سألت محمدا عن النفقة فقال هی الطعام
ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گہر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی مین نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچہی جواب دیا کہانا
والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والحطب والملح والدهن فان قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی
اور کپڑا اور رہنیکا گہر کہانی مین تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر بی بی کہی کہ مین سالن روٹی نہین پکاتی تو قاضیخان اپنی
فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز بل علی الرجل ان یأتیها بطعام مهیأ او یأتیها بمن یعمل لها عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء و
فتاوی مین کہتی ہین سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہین ہی بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا تیار کہانا حاضر کری یا ایسا آدمی دی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کر دیا کری
اما فی الدیانة فیجب علیها ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا
اور رہی دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گہر کی اندر کی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچہہ بہی نہ کیا کریگی
منها تکون آثمة وان لم تجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة خادمها ان کان الخادم یطبخ ویخبز لان نفقته
تو گنہگار رہوگی اگرچہ اوسپر کچہہ زور نہین ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم ہو تو خاوند پر اوس خادم کا خرچ بہی واجب ہی اگر وہ خادم سالن روٹی پکاتا ہو اسلئی کہ
فی مقابلة خدمته واذا لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها لیست فی مقابلة الخدمة بل فی
اسکا خرچ بعوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاویگا تو اوسپر خرچ واجب نہین برخلاف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ کچہہ خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ
مقابلة الاحتباس فقد حبست نفسها لحق زوجها فکانت نفقتها علی زوجها وینبغی ان یوسع علیها فی النفقة اذا وسع الله
رک رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنی تئین خاوند کو دی چکی اب اوسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لایق ہی کہ جب اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ
تعالی علیه ویعتدل فیها بلا تقتیر ولا اسراف اذ قال الله تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما یجب علیه ان یطعمها من
بہی بڑہادی اور بدون کمی زیادتی کی اعتدال پر رکہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اوڑاؤ اور ضروری خاوند پر یہہ ہی کہ اوسکو
الحلال ولا یدخل مداخل السوء لاجل نفقتها فان ذلک خیانة علیها لا رعایة لحقها وینبغی له ان یأمرها بالتصدق
حلال کہانا کہلادی اور اوسکی خرچ کی لئی برا طریقہ یعنی چوری چکاری نہ اختیار کری کیونکہ یہہ اوسکی حق تلفی ہی اوسکی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہئی کہ اجازت دیدی
ببقایا الطعام وما یفسد لو ترک واما الکسوة فقد قدرها محمد بدرعین وخمارین وملحفة فی کل سنة والمراد بالدرع
بچتا کہانا اور ایسی چیز جو رکہی رہی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی کہ دو کرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادرہ ہر سال اور مراد کرتی

والخمار صیفیا وشتویا فالصیفی ما یکون رقیقا یصلح فی زمان الحر والشتوی ما یکون ثخینا یصلح لدفع البرد ونم یذکر
اور دوپٹہ بھی جو گرمی جاڑے کی ہیں گرمی کا باریک ہو جو گرمیوں میں کام آوے اور جاڑے کا وہ جو گاڑھا ہو جسمیں سردی دور ہو اور موزی
الخف والنعل لان ذلك انما یحتاج الیه للخروج ولیس علی الزوج تهیئة اسباب الخروج ولم یذکر السراویل ولا بد منه فی الشتاء
اور جوتی کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ اسکی حاجت باہر جانیکی لئے ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہیں ہی کہ باہر پہرنیکا سامان تیار کیا کری اور ازار کا بھی ذکر نہیں کیا اور ازار جاڑے میں
حتی قال قاضیخان فی فتاواه هذا فی عرفهم واما فی دیارنا فیجب السراویل وثیاب اخر کالجبة والفراش الذی تنام علیه
ضرور چاہئے یہان تک کہ قاضی خان نے اپنی فتاوی میں کہا ہی یہہ اونکا چلن ہی اور ہمارے ملک سوا ازار بہی واجب ہی اور اور کپڑی جیسی جبہ اور بچھونا جسپر سووے
واللحاف وما یدفع الحر والبرد ویجب لخادمها قمیص وازار وکساء وخف لانها تحتاج الی الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور اور جس سے گرمی جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطے قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کاروبار کی واسطے باہر جانی کی حاجت ہی
الی الابوین ونحو ذلك ولا یجب لها الخمار لان شعرها لیس بعورة واما السکنی فحقها فی الدار بیت علی حدة تامن علی متاعها
جیسی بی بی ماں باپ کی پاس بہیجی اور مانند اسکی اور اسکی لئے اوڑہنی واجب نہیں ہی کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہیں ہیں اور رہنی کا گھر سو اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹہی کرانی چاہئے
ولا تستحی عن غیرها فی معاشرة زوجها فان کان للزوج احماء من والدة او اخت او ولد من غیرها فقالت اجعلنی فی بیت علی حدة
کہ قدری اور خاوند کی ساتھ رہنی میں غیر سی حیا نہ آوی پہر اگر خاوند کی اجیا نی بہائی ہوں یا بہن ہو یا اور بی بی سی اولاد ہو اور بی بی کہی مجھکو اور گھر تجویز کردی
کان لها ذلك لانها لا تامن علی متاعها وتستحی عن المعاشرة مع زوجها ان کان البیت فی الدار واحدا وان کان متعددا
تو بی بی کا حق ہی اسلئے کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہی اور خاوند کی ساتھ رہنی میں حیا آتی ہی اگر وہ کوٹہا احاطہ میں ایک ہی ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہوں
فاعطاها بیتا یغلق ویفتح لم یکن لها ان تطلب بیتا اخر ان لم یکن فی الدار من احماء الزوج من یؤذیها الا ان یکون
اور ایسا کوٹہا حوالہ کیا جسمیں کہولنی بند کرنیکا بلاشرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہیں کہ اور گھر مانگی اگر اوس احاطہ میں خاوند کی بہائی بند ستانیوالی نہوں مگر اوس صورت میں
الزوج یضربها ویؤذیها فشکت الی القاضی وسئلت ان یسکنها بین قوم صالحین یعرفون احسانه واساءته فالقاضی
کہ خاوند اسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ہاں فریاد کر کر یہہ کہی کہ مجھکو ایسی صالح قوم میں مکان دی کہ اسکی بہلائی برائی دیکہتی رہیں پہر قاضی کو
ان علم ان الامر کما قالت یزجره عن ذلك ویمنعه عن التعدی وان لم یعلم ان الامر کما قالت ینظر الی جیران الدار فان کانوا
گر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اوسکی گہر کی ہمسایوں کو دیکہی اگر وہ
قوما صالحین یسئلهم هل هذا الامر کما قالت فان قالوا ان الامر کما قالت یزجره عن ذلك ویمنعه عن التعدی وان قالوا
قوم صلحاء ہوں تو اونسی یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پہر اگر وہ گواہی دیں کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر وہ
لیس الامر کما قالت یترکها فی تلك الدار وان لم یکونوا قوما صالحین او کانوا یمیلون الیه یامره ان یسکنها بین قوم
کہیں کہ عورت سچی نہیں ہی تو اوسی گہر میں رہنی دی اور اگر وہ ہمسایہ صلحاء نہیں ہیں یا خاوند کی طرفدار ہوں تو اوسکو حکم دی کہ اس عورت کو صلحاء میں
صالحین یخبرونه باحسانه واساءته اذ لا یجوز للرجل ان یتعدی فی حق النساء لما روی انه علیه السلام قال الله
مکان بتلادی کہ وہ بہلی بری کی خبر کیا کریں اسلئے کہ مرد کو جائز نہیں کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا عورتوں کی باب میں
الله فی النساء فانهن عوان عندکم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بکلمة الله فانه علیه السلام حذر
اللہ سی ڈرو اللہ سی ڈرو بیشک عورتیں تمہاری مددگار ہیں تمنی اونکو اللہ کی عہد سی لیا ہی اور اللہ کی کلمہ سی اونکی فروج حلال کئیں ہیں بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں
امته فی هذا الحدیث عن سوء العشرة مع نسائهم لان قوله علیه السلام الله الله فی النساء بمنزلة ان یقال اتقوا الله فی
منع فرمایا عورتوں کی ساتھ بدمعاشگی سی ڈرایا ہی اسلئے کہ قول علیہ السلام اللہ اللہ فی النساء بمنزلہ اس قول کی ہی عورتوں کی باب میں اللہ سی ڈرو
امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لکونهن فی ایدیکم کالاساری بل عاشروهن بالمعروف کما قال الله تعالی وعاشروهن
سو اونکو ناحق نہ ستاؤ کیونکہ وی تمہاری قابو میں قیدیوں کی مثال ہیں بلکہ اونکی ساتھ خوبی سی گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں
بالمعروف

بالمعروف فانكم اخذتموهن بعهد الله الذی عهد الیكم من الرفق بهن والشفقة علیهن واستحللتم فروجهن

معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو کہ اللہ تعالی نی اونکی ساتھہ نرمی کا اور اون پر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فروج کو اللہ کی

بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذی عهد الیكم فی حقهن وخنتم فی امانته ینتقم منكم لهن

حکم سی حلال کیا ہی پہر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتھہ اونکی حق مین کیا ہی اور اوسکی امانت مین خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا

وذلك لانهن اماء الله تعالى فمن تزوجهن بامر الله تعالى وحكمه تكن عنده امانة ووديعة من الله تعالى

اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ کی لونڈیان ہین پہر جسنی اونکو اللہ تعالی کی حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپردگی ہین ہین

فاذا اذاهن بالباطل ولم یعاشرهن بالمعروف یصیر كانه نقض عهده تعالى وخان فی امانته فینتقم منه لهن

پہر جسنی اونکو ناحق ستایا اور خوبی سی گذران نکی توگویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا

فعلى هذا یلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات الى بعض معایبهن ما لم یكن اثما

اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ اونکی ساتھہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبون پر ترحم کی راہ سی جبتک گناہ نہون توجہ نکری

ترحما علیهن لقصور عقولهن وقد كان بعض العلماء یقول الاحتمال على اذى واحد من المراة فهو فی الحقیقة احتمال

کیونکہ کم عقل ہوتی ہین اور بعضی علما کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت مین بہت سی ایذا اون کی برداشت ہی کا

على اذیة كثیرة اذ فی ذلك الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الكسر والثوب من الخرق بل ینبغی له ان

کیونکہ ایک برداشت کرنی مین فرزند کی نجات طمانچہ کہانیسی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پہٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی

یزید على احتمال الاذى الملاعبة معهن فیلاعبهن بلا اثم فیه فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللهو

کہ ایذا کی برداشت پر اونکی ساتھہ ملاعبت زیادہ کری سو اونکی ساتھہ وہ کہیل کیا کری جسمین گناہ ہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتھہ لہو باطل مین داخل

الباطل الذی نهی عنه فی الدین بل هی من اللهو الجائز الذی رخص فیه فی الدین فانه علیه السلام كان یمزح مع

نہین ہی جسکی دین مین ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جائز ہی جسکی دین مین اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتھہ خوش طبعی کیا کرتی تہی

نسائه وینزل الى درجة عقولهن حتى روی انه علیه السلام كان یسابق مع عائشة فی العدو وجاء فی الخبر انه علیه السلام

اور اونکی ہی موافق بنجاتی تہی یہان تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتھہ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام

كان من افكه الناس مع نسائه ای من اطیبهم وامزحهم معهن وروی انه علیه السلام قال خیركم خیركم لاهله

ازواج کی ساتھہ سبسی زیادہ ظرافت کرتی یعنی اونکی ساتھہ بہت خوش طبعی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی بی بی کی

وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اكمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله لكن لا ینبغی له ان ینبسط

اچہا ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مومنون مین کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتھہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا بہی نچاہی

معهن فی حسن الخلق والملاعبة الى حد یفسد خلقهن ویسقط بالكلیة هیبته عندهن بل یراعی الاعتدال فی

کہ اونکی ساتھہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونکی سر سی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہی

ذلك فلا یدع الهیبة والانقباض مهما رای منهن منكرا ولا یفتح باب المساعدة البتة بل مهما رای منهن ما یخالف الشرع

سو ہیبت اور دباو موقوف نکری اگر اونسی کچہہ بری بات دیکہی تو دروازہ امداد کا بالکل نہ کہولی بلکہ اونسی جب کوئی امر خلاف شرع دیکہی

یغتضب لان الله تعالى جعله قواما علیهن حیث قال الرجال قوامون على النساء فیلزمه ان یقوم علیهن بالامر والنهی

تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتھہ قایم رہی

ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشى غوائلها بل ینبغی له ان یكون صاحب غیرة لكن لا یبالغ فی التعنت واساءة

اور ایسی کام کی مبادی سی غفلت نکری جسکی بدانجامی کا خوف ہو بلکہ یون چاہئی کہ غیرت کی ساتھہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی

[illegible] ١٢

الظن وتجسس البواطن اذ روي انه عليه السلام نهى ان تتبع عورات النساء وفي لفظ ان يتعنت النساء فان غيرة
اور باطن کی تلاش نکری اسوسطی کہ روایت ہی نبی علیہ السلام سی کہ عورتون کی چہپی باتین تلاش نکیجاوین اور ایک روایت مین ہی کہ عورتون کی عیب جوئی نکرین
الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى
کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی اللہ تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی
وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من سوء الظن الذي وقع النهي عنه وان بعض الظن اثم واما الغيرة
یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور رہی وہ غیرت
في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي
جو ٹہیک ہیر سو وہ تو ضرور چاہیی اور محمود ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہی
المؤمن ما حرمه الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اني لغيور وما امرء لا يغار الا منكوس القلب والطريق
کہ مؤمن ہوکر حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اندہی دل اور وہ طریق
المغني عن الغيرة ان لا يدخل عليهن رجل ولا يخرجن الى الطرقات يعد من عدم الغيرة فيلزم للرجل ان يمنع زوجته
کہ بیغیرتی سی بچاوی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتون کا رستہ پر جانا یہہ ہی بیغیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ
عن الخروج من البيت ولا ياذن لها بالخروج الا في مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل
بی بی کو گہر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا رکنی خاص جگہ کی نکلنی کی اجازت ندی وہ جگہہ ہین جو خلاصہ والی نی مجموع النوازل مین سی نقل کی ہین
يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين وعيادتهما وتعزيتهما او احدهما وزيارة المحارم
خاوند کو جایز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماباپ کی ملاقات اونکی بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمون کی ملاقات کو
وبعد بيان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غسالة او كان لها حق على اخر او لاخر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن
اور یہہ سات جگہہ بیان کر کر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اوسکا حق کسی پر یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو باجازت اور بلا اجازت چلی جایا کری
وفيما عدا ذلك من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين والاذن قد
اور ایسی موقع کی سوا اجنبیون کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی
يكون بالسكوت وهو كالقول لان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغير رضى الزوج ليس لها
وقت خاموشی سی بہی ہوجاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی
ذلك الا ان يقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحينئذ يسعها الخروج من غير رضى الزوج لان طلب العلم فيما
تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچہہ کر نہ بتاوی تب بی بی کو بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلئی کہ علم کی تلاش حاجت
يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا يسعها الخروج وان
کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچہہ کر بتا دیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین ہی اور اگر
لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ المسائل
اوسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہہ لی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین
ويذكرها عندها فله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فالاولى ان ياذن لها احيانا وان لم ياذن لا شيء عليه ولا يسعها
اور اوسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی ہی کہ کبہی کبہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اوسپر کچہہ الزام نہین ہی اور نہ وہ
الخروج ما لم يقع لها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعنها كل ملك في السماء وكل شيء تمر عليه الا الانس والجن
جاسکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت چلی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والحاصل

والحاصل ان خروجها من بيت زوجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية في هيئة رثة وتطلب
خلاصہ یہہ ہے کہ عورت کا خاوند کی گہر میں سے بے اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہے اور اگر اجازت سے نکلی تو پردہ سے بری ہیئت بنا کر نکلی اور اوجاڑ

المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق ولا تخرج عطرة متزينة ولا تحدث مع رجل في الطريق لما روي ان عمر راى
رستہ سے جاوے سڑک اور بازاروں میں کو نہ جاوے اور خوشبو لگا کر بن ٹہن کر نجاوے اور رستہ میں کسی مرد سے نہ بولے کیونکہ روایت ہے کہ عمر رض نے ایک

امراة مع رجل يتحدثان في الطريق فضربها بالدرة فقال الرجل هي امراتي يا امير المؤمنين فقال له عمر لو كانت امراتك
عورت کو مرد سے رستہ میں بات کرتے دیکہا تو دونو کی کوڑے ماری اوس مرد نے کہا یا امیر المؤمنین یہہ عورت میری بی بی ہے عمر رض نے جواب دیا اگر تیری بی بی تہی تو

فلم لم تدخلها في بيتك حتى لا يتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روي عن عائشة انه عليه
گہر میں کیوں نہ بیٹہائی تاکہ رستہ میں کوئی تجہہ پر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام میں نجاوے اگرچہ خاوند اجازت دیوے اسلئے کہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ

السلام قال الحمام حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل
السلام نے فرمایا میری امت کی عورتوں پر حمام حرام ہے پہر اگر حمام میں جانیکی کوئی ضرورت آلگے کسی مرض یا نفاس کی عذر سے تو یہہ شرط ہے کہ ننگی

بمئزر ولا يكون فيه احد من النساء مكشوف العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها
نہ جاوے اور وہاں کوئی عورت ننگی نہو اور سنگار کر کر نہ نکلے پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہووےگی تو حمام میں جانا

الخروج الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المراة الى
حلال نہیں ہے اور ایسے ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں ہے اسلئے کہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ کسینے قاضی سے پوچہا کہ عورت کو گورستان میں جانا

المقابر فقال لا تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في
جائز ہے یا نہیں جواب دیا ایسے مقام پر جواز کو کیا پوچہتا ہے یہہ پوچہہ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہے کیونکہ وہ عورت جبہی جانیکا ارادہ کرتی ہے تو اللہ تعالی

لعنة الله تعالى وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت
اور اوسکی فرشتوں کی لعنت میں رہتی ہے اور جب نکلتی ہے تو ہر طرف سے شیاطین کہیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب ہٹتی ہے

يكون في لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموت
تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جبتک اپنی گہر پہنچے اور ایک اور حدیث میں ہے جو عورت گورستان میں جاوے اوسپر ساتوں آسمان

السبع والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور ساتوں زمین کی فرشتے لعنت کرتے ہیں اور اللہ کی لعنت میں جاتی ہے اور جو عورت گہر میں بیٹہی ہوئی مردے کی لئے دعاء خیر کرتی ہے تو اوسکو اللہ تعالی

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب حجرة فاتت فاطمة
حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد میں سے نکل کر اپنے گہر کی دروازہ پر ٹہر گئے وہیں فاطمہ آگئیں

فقال لها من اين جئت قالت خرجت الى منزلة فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها قالت معاذ الله ان افعل
آپ نے پوچہا تو کہاں سے آئی عرض کیا میں فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مر گئی ہے پہر آپنے پوچہا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ میں ایسا کرتی

شيئا بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال لو زرت قبرها لم تريحي رائحة الجنة وروي انه عليه السلام لما قدم المدينة
بعد اسکی کہ آپ سے سن چکی ہوں جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ میں تشریف لائے

خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن فقال لهن اتحملن مع من يحمل فقلن لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلي
تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلے دیکہا کہ عورتیں پیچہے چلی آتی ہیں آپ نے فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہیں پہر آپ نے فرمایا کیا سب کی ساتہہ نماز

فقلن لا فقال انصرفن مازورات غير ماجورات فدل ذلك على ان المراة لا يباح لها تشييع الجنازة ولا الخروج الى المقبرة
پڑہوگی عرض کیا نہیں پہر آپنے فرمایا کیا ہٹو کہ گنہگار ہو کر بے ثواب اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہیں ہے اور نہ قبرستان میں جانا

بل لا ينبغي لها ان تكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين تزف الى زوجها الى ان تزف الى قبرها ولا تخرج من
بلکہ عورت کو یہہ لازم ہی کہ گہر کی اندر بیٹھی ہوئی چرخہ کاتا کری جب سی کہ خاوند کی پاس آئی ہی جبتک کے گور مین جاویگی اور گہر سی باہر

بيتها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحيث ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون
بدون اجازت خاوند کی نہ نکلی ابن الہمام کہتی ہین عورت کو جہان جانا مباح بہی ہی تو اس شرط سی کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنالی کہ اوسپر مرد کو

داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصحاح اظهار
نظر کی رغبت اور میلان نہوئی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور دکہلاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح کی

المرأة زينتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك عادة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل ما بين آدم ونوح عليهما السلام فنهى
دکہلانا عورت کا اپنا سنگہار اور خوبی مردون کو اور جاہلیت اولی مین عورتون کی یہہ عادت تہی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سی نوح علیہ

الله المومنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهن فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لما
السلام تک ہی سو اللہ تعالی نی مؤمنہ عورتون کو اونکی مشابہت سی منع کیا اور انکو حکم دیا کہ اپنی گہرون مین بیٹہی رہو بیشک عورت جبتک مردون سی پوشیدہ رہیگی اوسکا دین

روي انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اي شيء خير للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل واستحسن قولها
سلامت رہیگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی حق مین کیا بہتر ہی عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکہی اور نہ مرد اوسکو دیکہی سو آپنی اونکا قول

وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا
پسند کرکر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیوارون کی سوراخ اور روشندان بند کردیا کرتی تہی تاکہ

تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك
عورتین مردون کو نہ جہانکین اور معاذ رض نی اپنی بی بی کو روشندان سی جہانکتی ہوئی دیکہلیا تو اوسکو خوب مارا بس مرد کو بہی لازم ہی کہ ایسا ہی کیا کری اپنی بی بی

ثم انهم ان كان في قلبها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس
منع کری پہر اگر عورت کی دلمین کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کری اور اوسکو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف
اور جو حاجت پڑتی سو سب سکہا دیوی اور اگر دین کی باب مین سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو ادب دیوی لیکن اوسکی ادب دینی مین آہستگی برتنا پہلی تو زبانی پندی اور خدا سی

بالله تعالى وان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجع يضربها ضربا
ڈراوی اگر باز نہ آوی تو سونی مین غصہ سی اوسکی طرف پشت کردی یا اوس سی جدا سوئی اور تین رات تک اوس سی الگ رہی پہر بہی نہ باز آوی تو اتنا ماری

غير مبرح بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما
کہ ہڈی نہ ٹوٹی ایسا کہ دکہہ تو ہو اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اوسکا بدن بہی لہولہان نہو جاوی اور مونہہ پر نہ ماری اسکی ممانعت آئی ہی اب بہی نمانی تو طلاق دیدی چنانچہ

قال قاضيخان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفيها مهرها وقال البزازي لان يلقى الله
قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو اوسکو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر مرد مہر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسماعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يامر
گردن پر لیکر اللہ کی سامنی جاوی تو اس سی بہتر ہی کہ عورت بی نماز سی وطی کری اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا

اهله بالصلوة والزكوة وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لانفتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان
اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا اور کہتی ہین کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنی سی دروازہ روزی کا کہلتا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ

يضرب المرأة على اربع احدها خروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفائها مهرها والثانية ترك الزينة اذا اراد الزوج الزينة
بی بی کو چار بات پر مارے ایک تو اوسکی بی اجازت گہر سی نکلنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نکرنی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
اور تیسری کہا نہ ماننی پہ جسوقت خاوند جماع کی رغبت کری اور وہ عورت پاک ہی ہو اور چوتھی نماز نہ پڑھنی پر اور جنابت اور حیض سی غسل نہ کرنا بھی قایم

عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو ماجور
مقام ترک صلوة کی ہی پہر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونوں مین عدالت کریگا تو جایز ہی لیکن اگر نکاح نکریگا تو ثواب ہوویگا

لتركه ادخال الغم عليها لا سيما عند كونها امراة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافيها شكر وان خاف ان لا يعدل
کیونکہ بی بی کو غم سی بچایا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت

بينهما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث
نہ کرسکونگا تو جایز نہیں کہ دوسرا نکاح کری اسلئی کہ الله تعالی نی اگرچہ اوسکو حلال تو کیا ہی اس آیت مین سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین

وربع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امراتان او اكثر يجب عليه
اور چار چار پر الله تعالی نی اوسکی بعد فرمایا ہی پہر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتین ہون یا زیادہ تو اوسپر واجب ہی

ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها
کہ اونین برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ بہلی چنگی ہو یا بیمار پہر اونمین سی ہر ایک کی پاس ایکدن رات یا تین دن تین رات رہا کری

ولا يقيم عند احديهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة
اور کسیکی پاس اس سی زیادہ نہ ٹہرا کری ہان اونکی اجازت سی مضائقہ نہیں اور رانڈ اور کواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ

والكتابية والصحيحة والمريضة سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة
اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہین اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی

ايام يقيم عند العتيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امراتان فمال الى
تو قدیمی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کری اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتین ہون پہر ایک کی طرف

احديهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقطة يعني ان احد جنبيه يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات
رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت مین آویگا کہ اوسکی ایک جانب گری ہوئی ہو گی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہو گی کہ اہل عرصہ سب دیکہینگی

ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب
تاکہ یہہ رسوائی اوسکو زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی مین سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکہنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہ ہی خرچ دینی مین

في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية
اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور جماع مین واجب نہیں اسلئی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پہ موقوف ہی انمین برابری کی قدرت نہین

فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك
ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین قسم اور عدالت کیا کرتی پہر کہتی یا الہی مجہسی یہہ ہو سکتا ہی جسکا مجہی اختیار ہی سو مجہکو ملامت مت کرنا

ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام
جسمین تو مختار ہی اور مین مختار نہیں کہتی ہین کہ اس سی محبت مراد ہی اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج سی زیادہ تر محبوب تہین اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تہا لیکن نبی علیہ السلام

كان يقسم ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به
دینی مین اور رات کی رہنی مین قسم اور عدالت کیا کرتی تہی یہان تک کہ مرض الموت مین بہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز اوٹہائی پہرا کرتی

محمولا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا اين انا غدا ففطنت ازواجه انه يريد
تہی پہر شب کو ہر یک کی ہان رہا کرتی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی کل کہان کی باری ہی اس سی ازواج سمجہہ گئین کہ عائشہ کی باری

يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقال هل رضيتن بذلك فقلن نعم قال عليه السلام حولوني الى بيت عائشة

پوچھتی ہیں پہر سب نے اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں پہر آپنے پوچھا تم سب اسپر راضی ہو عرض کیا ہاں علیہ السلام نے فرمایا مجکو عائشہ کے گہر پہنچاؤ

فکان في بيتها حتى مات عندها ومما يجب على الزوج من حقها ان يؤدي اليها مهرها كملا ان كان قادرا على ادائه وان لم

پہر عائشہ کے گہر رہے یہاں تک اونکے پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا جو حق خاوند پر واجب ہے یہ ہے کہ اوسکا پورا مہر ادا کردے اگر قدرت ادا کی رکہتا ہو اور اگر

يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤديه اذا قدر اذ قال الله تعالى واتوا النساء صدقتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان

ادا کی قدرت نہیں ہے تو ادا کی نیت رکہے جب قدرت پاوے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے دیدو عورتوں کو مہر اونکے خوشی سے یعنی اللہ تعالی کا فرض کیا ہوا بیشک

اعطاء النساء مهورهن مما فرض الله تعالى في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما

عورتوں کو مہر دیدینا دین وملت میں اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہے پہر جسکی یہ نیت ہو کہ بی بی کا مہر ادا نکریگا تو قیامت کے دن زانی ہوکر آویگا اسلئے

روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج امراة على ما قل من المهر او كثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله تعالى

کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا مقدار مہر کمتر پر یا اوس سے زیادہ پر کہ اوسکی ادا کرنے کی نیت نہیں تو اللہ کے پاس

وهو زان ولا يطلب منها المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا ان توجله المراة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها

زانی ہوکر آویگا اور مہر ادا کرنیکے واسطے بی بی سے مہلت نہ مانگے ہاں اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سے مہلت دیدے کچھ زور نہیں ہے اور یہ دباؤ نہ ڈالے کہ

لانه تعالى بعد ما قال واتوا النساء صدقتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه

مہر بخشدے اسلئے کہ اللہ تعالی اس آیت کے بعد دیدو عورتوں کو اونکے مہر دلکی خوشی سے فرماتا ہے پہر وہ اگر اوسمیں کچھ چہوڑ دیں تمکو دلکی خوشی سے تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اس

على ما في التفسير وانوار التنزيل انهن ان وهبن لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضاء وطيب القلب بلا اكراه ولا اقتداء

آیت کے معنی تفسیر انوار التنزیل میں یہہ ہیں بیشک اگر عورتیں تمکو کچہہ مہر میں سے بخشدیں عین رضا اور دلکی خوشی سے بے دباؤ اور نہ بد معاملگی کرنیسے

من سوء العشرة فانتفعوا به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار في الاستيهاب مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء

سودہ کہاؤ پچتاوے بدون پیچہے پڑنے کے اس آیت سے معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانے کی مکروہ ہے اسلئے اللہ تعالی نے جیسے کہ عقد نکاح خاوند کے اختیار

يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه وسلسلة

میں رکہا ہے اگر چاہے بی بی کو روک رکہے اور اگر چاہے اوسکو چہوڑ دے عورت کو کچہہ اختیار نہیں ہے ایسے ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن میں ڈالدی ہے اور اوسکا ذمہ کیا سو عقد نکاح عورت کو خاوند کی

المهر يجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة ونوع من الظلم ولا يطلقها بغير ضرورة

خاوند کو عورت کی طرف کہینچتی ہے سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہے اور اپنا حق باقی رکہنا ہے اور اسمیں بے انصافی اور ایک طرح کا ظلم ہے اور بی بی کو بے ضرورت

الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض المباحات عند الله تعالى

طلاق نہ دیوے ہاں اگر بد خو بد مزاج بے دین بے نماز ہووے تو خیر اسلئے کہ طلاق اگرچہ مباح ہے پر مباحات میں سے اللہ تعالی کی نزدیک بہت ناپسند

لما فيها من الايذاء ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من طرفها فاذا عزم على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان

ہے کیونکہ اسمیں ایذا دہی ہے اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہیں ہے مگر عورت کی خطا پر پہر جب کسی ضرورت میں طلاق دینے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ

يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني

کئی بات کا لحاظ رکہے ایک تو یہہ کہ ایسے طہر میں طلاق دے جسمیں جماع نکیا ہو اسلئے کہ طلاق حیض میں اور ایسے طہر میں کہ جماع کرچکا ہو حرام ہے دوسرے یہ

ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع بين الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انه

کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے تین طلاق اکہٹی نہ دے کیونکہ یہہ بدعتی قبیح ہے اور ایک طلاق سے بہی بعد گزرجانے عدت کے وہی مقصود حاصل ہوتا ہے

ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وبتجديد النكاح بعد العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك

باوجودیکہ ندامت سے بہت الگ ہے کیونکہ اسکا تدارک کرسکتا ہے عدت میں تو رجعت سے اور بعد عدت کے نئے نکاح سے اور اگر اوسکو تین طلاق دیں تو بعضے دفعہ خاوند

الا بالحلة وعقد الحلة منهی عنه ورد فیه اللعن ویکون هو الداعی فیه ویحتاج الی الصبر مدة مع کون قلبه متعلقا
اوسکا تدارک نہین ہوسکتا اور حلالہ کی ممانعت آئی ہی اسمین لعنت وارد ہوئی ہی اور اسمین یہہ ہی شخص باعث ٹہریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی حال
بزوجة الغیر فیرجو ان یطلقها حتی تعود الیه بعد انقضاء عدتها وکل ذلك ثمرة الجمود فی الواحدة یحصل المقصود من
مین کہ دل بیگانی جورو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ کب طلاق دی کہ بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ سب خرابیان تین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق مین
غیر محذور والثالث ان یتلطف فی تطلیقها من غیر عنف ولا استخفاف ویطیب قلبها بان یعطیها شیئا زائدا علی مهرها علی
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطور سکہ مہر کی سوا کچہہ اور بہی
طریقة المتعة وهی درع وخمار وملحفة عوضا عن ایحاشها والرابع ان لا یفشی سرها ثم انه ان طلقها علی مال وهو الخلع یکره له
بطور امداد فائدہ کی اونکو دیگا یعنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتہی اوسکا بہید نہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دی جو خلع
ان یاخذ ذلك المال ان کان النشوز من جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا تزید فی ایحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالی
کہلاتا ہی تو مرد کو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بدمزاجی ہوئی ہی اسلئی کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی اور بیشک اللہ تعالی فرماتا
وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احدهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا فانه تعالی نهی عن اخذ شیء
ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچہہ کیونکہ اللہ تعالی تہوڑا لینی سی بہی منع کرتا ہی
یسیر من القنطار الذی هو المال الکثیر فضلا عن الکثیر وان کان النشوز من جانبها یکره ان یاخذ الزاید علی ما دفع
قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت لینی کا تو کیا بانتہی اور اگر عورت کی طرف سی بدمزاجی ہو تو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی
الیها من المهر ثم ان اکرهها علی الخلع والتزمت ان تعطیه مالا للخلاص منه او اسقطت ما علیه من المهر ونحوه لا للرضا
پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی ادا ہنا تسلیم کیا تا کہ اوسکی پنجہ سی بچی یا مہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کر دیا تو اسلئی
شرط فی لزوم المال وسقوطه والاکراه عدم الرضاء علی ما بین فی موضعه وان مات زوجها وارادت ان تکون فی
کہ مال لازم ہو جانی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور اکراہ مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہو چکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مر جاوی اور
الاخرة زوجته ینبغی لها ان لا تتزوج زوجا آخر لان المراة تکون فی الاخرة لآخر ازواجها علی ما روی ان ابا سفیان خطب
بی بی یہہ آرزو کری کہ آخرت مین بہی اسی خاوند کی بی بی ہوں تو اب یہہ بہتر ہی کہ اور خاوند نہ کری اسلئی کہ عورت آخرت مین پچہلی خاوند کی جورو ہو گی مطابق اس
ام الدرداء بعد وفات ابی الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء یحدث عن النبی علیه السلام ان المراة لآخر
ام درداء سی بعد وفات ابو درداء کی نکاح کا پیغام بہیجا سو اوسنی نہ مانا اور جواب دیا کہ مینی ابو الدرداء سنا ہی کہ نبی علیه السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت
ازواجها فی الاخرة وقال لی ان اردت ان تکونی زوجتی فی الاخرة فلا تتزوجی بعدی وقیل هی فی الاخرة لاحسن ازواجها
مین پچہلی خاوند کی بی بی ہو گی اور مجہکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت مین میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت مین نیک عادت
خلقا لما روی ان ام حبیبة زوجة النبی صلی الله علیه وسلم سالت النبی علیه السلام
خاوند کو ملی گی اسلئی کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ نبی علیه السلام کی زوجہ نی نبی علیه السلام سی پوچہا
ان المراة تکون لها زوجان فلایهما تکون فی الاخرة فقال علیه السلام تخیر فتختار احسنهما خلقا معها تمت
جس عورت کی دو خاوند ہوں تو آخرت مین کسکو ملی گی سو نبی علیه السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کریگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذی هدینا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدینا الله والصلوة علی نبیه اشرف الکائنات
واکمل الموجودات محمد صلی الله علیه وسلم وعلی اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفی الله عنه ساکن قصبه شکارپور ضلع مظفرنگر عرض کرتا ہی
کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاه عبد العزیز صاحب قدس سره اپنی دست مبارک سی یہہ لکہتی ہین کتاب مجالس الابرار ومسالك الاخیار
فی علم الوعظ والنصیحة یتضمن فوائد کثیرة من باب اسرار الشرایع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب رد البدع

والعادات الشنيعة لا علم لنا بحال مصنفه الا ما يكشف عنه هذا التصنيف ومن تدينه وتورعه وتفننه في العلوم الشرعية ولنعم ما قيل لا تنظر الى من قال واسمع الى ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل انتهى رد بدعتين بے مثل اور فن نصایح اور وعظ میں بے نظیر اور تحقیق حقایق دینی میں بے مانند اور بیچ مسائل علمی میں لاثانی و بے سہیم سبحان الله جو بات مصنف کی قلم سے نکلتی ہے سو مدلل بآیات صریح اور جو مضمون اوسکی زبان سے آتا ہے سو مبرہن باحادیث وروایات صحیح کوئی مطلب ایسا نہیں جسکی سند آیت یا حدیث نہو کوئی ذکر ایسا نہیں کہ اوسکا حامی کسی بزرگ کا قول قدیم یا حدیث نہو نواب صاحب مستغنی عن الاوصاف جناب مولانا والمنا مولوی حاجی محمد قطب الدین خان صاحب کو واسطے افاضۂ عام اور فیض تام کی اسکی ترجمہ کا خیال آیا کہ اس کتاب کی مضامین علم فہم ہو جاویں اور تمام صغیر و کبیر جو اردو پڑھ سکتا ہو سب فیض اوٹھاویں اور اپنی تئیں کم فرصت دیکھکے اس ناکارہ ہیچمیر کو ارشاد فرمایا میں نے باوجود بے ساطی کی بفحوای الامر معذور ترجمہ لکھنا شروع کیا آخر بیسویں ربیع الثانی سنہ بارہ سو انہتر ۱۲۷۹ ہجری میں لکھکر تمام کیا نچار بحمد الله کا یروق النواظر ویسقی الغليل ويشفي العليل ويشحذ الاذهان ويجدد الحواطر اور اسکا نام خزينة الاسرار في ترجمة مجالس الابرار تجویز کرکر جناب موصوف کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نے ساری ترجمہ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا اور پسند کرکر اجازت طبع کی دی اب ناظرین با صفا اور کاملین بے ریا سے امید ہی کہ بلحاظ اصلاح غور فرماکر دیکھیں اور بتعمق نظر مطالعہ کریں اور جہاں سقم پاویں اصلاح دیکر درست کریں وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب ٥

اشتہار احقر العباد سبحان بخش مترجم مجالس الابرار کا صاحبان مطبع کی خدمت میں عرض کرتا ہی کہ میں نے حق ترجمہ کتاب اپنی کا شیخ محمد حسین ولد حاجی غلام حسین عطار دہلوی سے لیکر اسکی طبع کا ہمیشہ کو مالک کر دیا آیندہ کو کوئی صاحب بدون شیخ محمد حسین موصوف کی اجازت اور رضامندی کی اسکی چھاپنی کا ارادہ نکریں میری اجازت اور رضامندی اصلا معتبر نہیں آپ میں محمد حسین چونکہ حق مترجم کا دی چکا اور یہہ ترجمہ مصدقہ رجستری عام میری ہو گیا اگر کتاب اسکو حسب منشاء قانون یازدہم سنہ ۱۸۳۵ع بغیر اجازت میری کوئی نہ چھاپی نہیں تو بموجب اس قانون کی ثمرہ پاویگا فقط

صورة ما قرظه الفقير محمد حسين صانه الله عن سوء وشين

سجود الاقدام بارض حرم موجبة لعز الجباة وصفايح القلوب بنور ثنائه مقتبسة لبياض العز والجاه صنيعته البليغة تقلب الليل والنهار ورحمته العميمة تنزل على مجالس الابرار وتهدي الفجار الى التوبة والندامة والاستغفار والصلوة والسلام الاتمان من الله العزيز الرحمن على من عرج منتهى القصر المعلى فاستوى ثم دنى فتدلى خاتم الانبياء والمرسلين شفيع العصاة رحمة للعالمين منشور فضائله الم نشرح لك صدرك ومزين بخيام رفعنا لك ذكرك وعلى آله وصحبه الباذلين في سبيل الله واعلاء كلمة الله انفسهم واموالهم وعلى الذين اتبعوهم باحسان واحسنوا اعمالهم **وبعد** فيقول العبد الحقير محمد حسين الفقير الراجي لرحمة الغفار عفا الله عما هو مستخف بالليل وسارب بالنهار يوم تكون سرابيل المجرمين من قطران وتغشى وجوههم النار هذا در منثور يليق ان يدرج في حق الصدور وسراج لجماعة المحسنين الاخيار مصباح لمجالس المتقين الابرار نذير عريان للغافلين منكر مبين للناس كلهم اجمعين انيس نفيس للواعظين رياض ذات افنان وانهار للناصحين جواهر سنية تصلح لاعناق عروس حفظ العلماء ويواقيت ثمينة تستاهل لترصيع تاج الوعاظ الاذكياء اعني تحفة الاخيار الكتاب المستطاب المسمى بمجالس الابرار رحم الله من صنفه وجمعه والفه وجعل جنة الفردوس ماويه واوصله الى ما كان يتمناه رضي الله عنه وارضاه هو الذي فيه مهمات الانذار والتذكير مغنى الواعظين وفي اداب الارشاد والترغيب والترهيب كاف للناصحين فما اعجب كتابه هذا وما احسن وما شاء الله اودع فيه نادرات الزمن بمحو البدعة من الافاق ويثبت السنة السنية النبوية ويتمم حسن الاخلاق حوى من فوائد لطيفة خلت عنه الاذهان ومحز نكات رشيقة لم تنظرها الاعيان لا يصنف مثله بمرور الدهور والزمن اذ فيه ما تشتهيه الانفس وتلذ الاعين اكب عليه العلماء الفحول وكابر عن كابر تلقاه بالقبول لا مرية في كونه كافيا للواعظ ولا ريب في ان استحضاره مغني الحافظ ولعمري انه لحري ان يرسم باقلام غصون الطوبى وجدير بالكتابة على ورق شمس الضحى لا بل على خدود الحور باقلام النور ينبغي ان تكون خطوطه من الشعاع خيوط المسطر ويصرف في مداده ماء السلسبيل والكوثر لكن لم يكن تيسيره للمشتاقين لقلة النسخ في ديارنا الآن لا انه ما كان عند احد الندرته بشار اليه بالبنان فتوجه عنان العناية الحبر الاديب والفاضل الكامل الاديب العالم البارع ذو الباع الواسع واقف اسرار المعضلات كاشف اللثام عن وجه المشكلات مزين عرائس العربية بالترجمة الهندية المولوي المعنوي مولنا **سبحان بخش** الشكافوري عظمه الرحمن وادامه بالفيضان ففتح مغلقاته بالترجمة الهندية باحسن ما يكون وسهل مقاماته بحيث يغبطه الناظرون اجاد غاية الاجادة في ربطها

وضبطہا علی حسب محاورات اہل اللسان وبرع نہایۃ البراعۃ فی حل لغاتہ مع اختصارہا کالترجمۃ القادریۃ للقرآن ثم عمد الیہ عند کتابتہ للطبع بالنظر المکرر لان کل متکرر تقرر فجاء بحمد اللہ المستعات کما تہوی الانفس وقلوب نوع الانسان ا بسط اللہ نور فیض مولینا علی المقتبسین مادام بقاء السموت والارضین فحقق للمشتاقین بغیتہم وتیسر للطالبین منیتہم فبادروا الیہ ایہا المشتاقون لعلکم بعد ایام لاتجدون وقد زین عند طبعہ بکتابۃ کاتبہ **محمد منصور علی** الیوسفی المنیری البرکزوی الحنفی عفی اللہ عنہ الولی جعل اللہ الخلق منتفعا بہ انہ قریب مجیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قطعہ تاریخ **طبعہ** جاءنا النور من جمال الطبع اعنی ہذا الکتاب بالاسرار ینبغی ان یکون فی الافاق کالسراج لمنزل الاخیار عام ختم بلیغہ من ان اقرءہ شمع مجلس الابرار

مزیل الاغلاط کتاب مجالس الابرار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	ص	صفحہ	س	غ	صحیح
۴	۴	سعادتمند	سعادتمندے	۴۳	۲۱	جمیع	بجمیع	۹۹	۲۰	جاتی تھی	جاتی ہی	۱۴۰	۲۳	مستفضا	مستفیضا
۷	۱۳	احمق	احمق کا	۴۴	۱۷	لم یجز	لم یجیر	۱۰۱	۳۲	کی	کی ہی	۱۴۱	۲۵	تذکر	نذکر
۱۰	۱۷	الظلمت	الطاعات	۴۹	۲۳	نورہم	نورہ	۱۰۲	۲۰	سنی والی	دینی والی	〃	۲۹	سولبتہ	نوالبتہ
〃	۲۰	وصولہا	اصولہا	۵۶	۳۲	نہوگی	نہوگا	۱۰۵	۶	دریافت کی	دریافت کرلی	۱۴۶	۱۷	احدہما	احدہا
۱۱	۴	کی	سی	۵۹	۱۶	پہلی میں	پہلی ہی	۱۰۶	۳۰	علم	الم	۱۴۹	۱۲	ہیدا ہو	پیدا ہو
〃	۲۹	لاحکام	لاحکام	〃	〃	ہوگی	ہوگا	۱۱۴	۲۷	وجود	وجوب	۱۵۰	۱۲	الموقفۃ	الوافقہ
۱۳	۲۸	سزا	سزا کی	〃	۱۸	ہیں ہوتی	ہیں ہوتا	۱۱۵	۱	وما بالنظر	واما بالنظر	〃	۲۹	مستعملۃ	مستعملہ
〃	۳۲	توجہ	توجہ	۶۰	۶	پہلی ہوگی	پہلی ہوگا	〃	۶	بکہ وشی	بلکہ وشی	۱۵۱	۱۱	الذین	الذی
۱۴	۲	چاہئی	ہو	۶۳	۱۵	اللہ	للہ	〃	۱۸	فقہائی	فقہائے	۱۵۳	۲۸	معصیت	مصیبت
〃	۱۵	الہام	الالہام	۶۷	۸	اسرار	اصرار	〃	۳۱	تنظیم	تعظیم	۱۵۴	۲۶	دنیا میں سی	دنیا کی
۱۵	۲۴	وسوسوں ہی کر	وسوسوں سی بچا کر	〃	۱۸	لا الا اللہ	لا الہ الا اللہ	۱۱۶	۴	معجزہ	معجزی	۱۵۵	۱۰	وہ بھی	وہ بہہ
〃	۳۰	تعلیف	تکلیف	۶۹	۶	علیہ	علیہ	〃	۱۵	والتقی	والشقی	〃	۳۰	اوجاہی	اوجاہی
۱۶	۱۱	زلا	اذلا	〃	۱۷	اوقالا	وقالا	〃	۳۱	فیتجیل	فیتحول	〃	۳۲	مشغلی	مشغلہ
۱۷	۲۰	ذکردل	ذکر کا دل	۷۱	۳۲	اسباب میں	اسباب میں	۱۱۸	۱۲	اورگناہو	یاگناہو	۱۵۸	۸	مرحصین	اور حصین
۱۹	۱	ممن ادخل	ممن لم یدخل	۷۲	۵	ہذا الحالۃ	ہذہ الحالۃ	۱۱۹	۳	یقربوا	تقربوا	〃	۱۴	پہرنیت	پہر جب
۲۰	۲۲	ہوتی	ہیں	۷۷	۶	دشوار	ضروری	〃	۱۹	جنۃ	جہلۃ	〃	۳۲	کہڑا ہو	کہڑا ہو
۲۳	۳۰	شخص	شخص حج	۷۸	۱۴	ایغافل	دیندار	〃	۲۰	اسلی ہو	جاہل	۱۶۰	۵	فعل الرکی	فعل
〃	۳۱	لمرالفہ	لمزدلفۃ	۷۹	۳۲	ثواب	ثواب	۱۲۱	۳	الموافق	الموافق	۱۶۲	۱۴	دوہرا کرینگی	دوہرا
〃	〃	حکم	حکم ہی	۸۰	۱۸	کہ تبتول امر	کہ توبہ	۱۲۶	۹	زیادہنا	زیادہتا	〃	۱۷	سبیل	سبیلہ
۲۶	۴	طرف ہی	طرف سے ہی	۸۴	۳۲	دومحال	دونوں محال	۱۳۰	۲	لوگ کم	لوگ علم سی کم	۱۶۴	۲۸	کم بجل	کہ بجل
۳۳	۹	بعفضی	بقتضی	۹۳	۱۸	کایہ ہی	کی یہ ہیں	۱۳۱	۱۰	انکسا سی	انکسا سی نکالیگا	۱۶۷	۸	پڑہی	پڑہتی ہی
۳۶	۱۶	عقل	عقلی	〃	۲۰	ماضی سی	ماضی ہی	۱۳۲	۲۹	ہریکب	ہریک کی	۱۶۸	۲۳	بلحد	باخذ
۴۰	۱۷	ہم	لہ	〃	۳۲	کریگا	نکریگا	〃	۳۱	الاقرار	الاقرار	۱۶۹	۲۷	لبس بنفس	لیس بنفس
〃	۲۹	فما	فیما	۹۴	۲۶	آمیٹھی	آئی	۱۳۴	۱۱	قولہ	قول	۱۷۱	۱۸	محرم	حرام

صفحہ سطر غلط صحیح	ص س غ ص	ص س غ ص	ص س غ ص	ص س غ ص	ص س غ ص
١٧٢ ١٠ کسوہ ہوتی کہتا ہی ہوتی	٣٣٣ ٢٠ ذالجا ذالجا	٢٩٧ ١٣ کیاکن کریمکن	٣٣٥ ٦ کی دوسر کی اور دوسر	٣١١ ١٦ اپنی آکی	٥٢٧ ٢٣ جو جو
١٧٣ ١٦ جمعہ روزہ وکا کرتا اسپی کیا کی ہی	// ٢٩ حلت حلہ	٣٥ البزاز البزازی	٣٥١ ٤ بیٹا سریر بیٹی سریر	٣١٣ ٢ لایا لایا	٥٣٤ ١١ فقالوا فقالوا
// ٢٧ بین رمضان بین رمضانین	٣٣٣ ١٦ کرتی کرتا	٢٩٩ ٣ اختیار کر اختیار	٣٠٣ ٨ کری کہرا کری کہرا	٣١٣ ١٤ آتا ہی آتا ہی	٥٣٥ ٧ والفجر والشجر
١٨٢ ٨ پچاس آدمی تہو پچاس مرد تہون	// ١٧ ہایتبع ہایتبع	٣٠٣ ١٧ اوتصار اوتصار	٣٥٥ ٣١ صدروا صدروا	٣٤١ ٨ کیا کی کیا تہی	٥٣٧ ٥ پوٹر توڑتا
١٨٣ ١٦ اور بیہ دلیل اور دلیل	٣٣٦ ٢٣ دہو ہو	// ٣١ الاقلب الاذان	٣٥٦ ١٦ بربیہ بریرہ	٣٣٠ ١٢ ولانزعرہ	٥٤٣ ٢ خواکرتا خوارکرتا
// ٢٢ بیہ حکم بیہ ہی حکم	٣٤٨ ٢٩ الفطر الفطر	٣٠٥ ١٠ اسیوا کی اسراسطی	٣٥٧ ٢ ہو سناہی جو سناہی	// ٢٧ البطالہ البطال	٥٤٩ ٤ اوراخرو اوراعلے
١٨٩ ٣ عبادتہو تلمی عبادہ کا	٢٤٩ ٢ روزہ روز	// ٢٩ لاالفصل لاالوصل	٣٥٩ ٣ مزہب مذہب	٣٣٢ ١١ تمایاحا تمایاحا	٥٥٤ ١٦ الطاعت الطاعت
١٩٣ دلیلا دلیل	٢٥٠ ٢٨ حیثین حدیث بین	٢٦ ١ الغانتہ الغانتہ	// ٣٢ وعا دعا	٣٣٢ ٣٦ نمازجنازہ خیانت	// ٢٨ انجام ارام
// ١ تمام مہینی	٢٥٥ ١٥ النظم النضم	// ٥ متعددہ متعددہ	٣٦٢ ١٦ اگہنگی اگہنگی	٣٣٣ ٢ منہ منہ	٥٥٦ ٨ جوت جوابات
١٩٨ ٢ فرمایا فرمایاہی	٢٥٦ ٣٢ بہاموز برامور	٣٠٧ ٣٢ عمد عمدا	٣٦٣ ٨ ادسی ادمی	٣٣٣ ٢٠ لفظو دولفظو	٥٥٨ ٨ وہبغز وہبغزت
٢٠٠ ١ یقتصر یقتصر	٢٥٨ ١٣ یستیعیہ یستنید	٣٠٨ ٧ لیکو لیکوں	٣٦٩ ٢٢ فاحشرلی فاحشی	٣٤٧ ٣٢ اجرا اورگر	٥٦١ ١٧ تکون تکون
// ١ بین سی مین سی پڑ	٢٦٥ ٢٠ سیسر میسر	٣١١ ٣٨ مسافر ہو مسافر ہو واجب	٣٧٠ ٢ طالب سی	٣٤٨ ٢٩ کاذکر لاذکر	٥٦٤ ١ تلبس یلبس
// کی مستحب کی بہی مستحب	// ٢٦ بابی کہا بابی تی	٣١١ ٢١ الحجاج الحاج	٣٧٢ ٩ اما	٣٥٢ ٢ واماہیز کہا ابہی اس	٥٦٦ ١٦ ان الاکلم وہ
٢٠٦	٢٦٨ ١ نحوہا نحوا	٣١٨ ١٩ فلیہ تلتہ	٣٤٧ ١٨ آلہی بیہ آلہی بیہ	٣٤٦ ٩ لایصلح لایصح	٥٦٨ ١٩ مداخلہ مداخلہ
٢٠٧ تاکہ اصل تاکہ اصلی عمل	٢٦٩ ٢ ایندکری بندکری	// ٢٤ اشیا اشیاء	٣٧٥ ٢٢ بسبب سبب	٣٤٣ ٧ البیع المبیع	٥٦٩ ٢٨ گذر گذرگا
٢٠٨ حاصل ہوگی حاصل ہوگی	٢٧٢ ٦ انشجع انجعی	٢١٩ ١١ مانم یونہم	٣٧٧ ٢ حرک حرکت	// ١٧ العدد العددی	٥٧٠ ٢ سبب سبب
// پہراوسکا اوراسکا	// ١٤ اسوسطی اسوسطی	// ١٩ الرجا الرجال	// ١٦ ہی کہین	٣٥٤ ١٣ انی الملک	٥٨٠ ١١ بالغرفۃ بالغرف
// تمام قسم اب تمام قسم	٢٧٤ ٦-٨	٣٣٣ ٢٤ توبکری توبہ کری	// ٢٢ تواسبی تواسبی	٣٦٦ ٢ جایز جایز	٥٧٨ ٢٤ بنایا بنایا
٢١٣ ہمکولیکی ہمکولی	٣٢٣ ٢٨ جلستہ جلسہ	٣٧٨ ٣١ فرع فرخ	٣٧٣ ٢ بجدالو بجدالو		٥٨٢ ٢٢ پیداکی پیداکی
٢١٤ کی صحت بنانی کاساالباب	// ٣٢	٣٢٥ ٣٢ جولس جوالس	٣٧٩ ١ پستر بر	٣٧٩ ٢٦ لئی لئی	٥٨٣ ١٦ لیکن لیکن
// برتنی کومکرالیا بہی	٢٧٦ ١٥ جمع بیہ جمع فیہ	٣٢٧ ٢٠ اسقدر ہو اسقدر	٣٧٩ ٢٧ بعد بعید	٣٩٣ ١٦ پھراوسکا پھراورکا	٥٩٧ ٢ مستلم مسلم
٢١٦ لیکن جو اورجو	// ٢٩ صلی اللہ علیہ	٣٢٨ ٦ ایکی ایکسی	٣٨٤ ١ تواب کا توابکا	// ٢٤ غلام غلامی	٦٠ ١٦ پہرکا بہرکا
٢١٧ بستونی بستوی	٣٢٤ ٥ بالغلطۃ بالغلطہ	// ١٣ واعتاد واعتاد	٣٩١ ٤ ابن عباس ابن عباسی	٤٩٩ ٢ تہر تجویز	// ٢١ بدعی بدعی
٢٢٩ بشادتہا بشہادتہا	// ١١ یراحی براعی	٣٣٣ ٣٢ پرکیہ پرکیہ	٣٩٣ ٦ کیا ماتگا	٥٠٣ ١٠ برابہ برازیہ	// ٢٢ کہ طلاق کہ طلیق
٢٣١ المعاصی العاصی	// ٣١ فمن من	٣٣٧ ٢١ الحسنا الحسنات	٣٩٥ ١٥ الحسنا الحسنات	٥٠٤ ٣ علامۃ علتہ	٤٤ ٤ جاو چلی جاو
٢٣٥ لازم لازم	٣٨٧ ٤ لیسی شی السی شی	// ٢٣ عنعو عند	٣٩٦ ٦ گنہگار گنہگار	// ١١ ب الضر ب	٤٥ ٨ سرہ سرکی
٢٣٦ تفریج تفریح	// ١١ یحیلہ یحیلہ	// ٢٦ بقلہ بطور	// ٢١ لمحبتہ لمحبتہ	٥٠٥ ٢٠ فسوخ فسخ	// ٢٩ شیخا شیخ
٢٤٠ دہم فہم	٣٨٩ ٣٢ مشکوہ مشکوکی	// ٢٨ بانو بانو	٣٩٧ ٢٢ تادیبی تادانی	٥١١ ٣٠ صوت صوت	٤٩ ٤ مردپر مردکو
٢٤٢ جزاف جغرافیہ	٢٩٢ ١٨ افریکو آفریکو	٣٣٠ ٤ سبب سبب	٣٩٨ ٧ تنجوا تنجو	٥٢١ ٢٢ حسن جسن	// ٦ لینی اسی
٢٤٣ ایام تخرکی ایام تخرکی اوران مین	٢٩٧ ١٣ بجنبا بجنبا	// ٢٢ جماتز جمایتی	٤١ ٨ ہوتاہی ہوئی	٥٢٢ ٦ سلام سلام	// // ہی ہوئی
// یمیتہا تمیتہا	// الالوکی الالکی	٣٤٤ ٢٤ ادنی تکبیر	// ١٤ ہوتی ہوتاہی	٥٢٣ ١٠ رکس ہوگئیں	// ١٦ کردہ کہ